ملتان کي ریاست کا بیان

واضح هو که ملتان اُس بے انتظامي کے زمانه میں باغي هوا جو تیمورلنگ کي یورش کے بعد اطراف و جوانب میں واقع هوئي تهي یهه ریاست لنگا پٹهانوں کے قبض و تصرف میں آئي اور سو برس تک برابر رهي *
سولهویں صدي کے آغازمیں سنده والے ارغونیوں نے لنگا پٹهانوں کو ملتان کي حکومت سے خارج کیا اور بعد اُسکے همایوں کے بهائي مرزا کامران نے ارغونیوں کو وهاں کي ریاست سے نکالا اور جب سے وہ ریاست تیموریوں کے دخل و تسلط میں داخل هوئي *

باقي ریاستوں کا بیان

وہ باقي صوبے جو اسي زمانه میں دلي کي سلطنت سے واسطه علاقه رکهتے تهے اُنکي نسبت یهه بیان کرنا ضروري و لابدي هی که تیمورلنگ کي یورش کے پیچهے وہ سارے صوبے خود مختار هوگئے اگرچه منجمله اُن کے بهت سے صوبے بهلول لودهي اور بابر اور همایوں اور شیرشاہ نے پهر دوبارہ حاصل کیئے مگر اکبر کے جلوس تک وہ صوبے پنجاب کے سوا جسکي بابت سکندر سور لرتا جهگرتا رها پٹهانوں کي حکومت کے رئیقوں راجپوتوں کے هاتهوں میں رهے *

تمت تمام شد

۳ ابراهیم شاہ سنہ ۱۴۰۱ع مطابق سنہ ۸۰۴
۴ محمود شاہ سنہ ۱۴۴۰ ع مطابق سنہ ۸۴۴
۵ محمد شاہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۲
۶ حسین شاہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۲

معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ جہان جو محمد تغلق کا وزیر تہا اُسکے صغر سنی کے زمانہ میں جب اُس کی حکومت پر حاوی نہوسکا تو وہ جونپور اپنی حکومت گاہ کو چلا گیا اور خود مختار بن بیٹہا اُس کے خاندان کے چار آدمی جا نشین اُسکے ہوئے اور مالوہ اور دلی کے بادشاہوں سے لڑتے رہے چنانچہ دوبار اُنہوں نے دلی کا محاصرہ کیا مگر سنہ ۱۴۷۶ ع میں بہلول لودھی نے اُن کی حکومت کو خاک میں ملایا اور اُن کی قلمرو کو اپنی قلمرو میں دوبارہ شامل کیا *

جبکہ بابر بادشاہ نے دلی پر فتح پائی تہی تو اُس پر تہوڑے دن گذرے تہے کہ جونپور کی ریاست پر قبضہ کیا اور بعد اُس کے شیر شاہ بہی اُس پر قابض ہوا اور جبکہ شیر شاہ کے خاندان کا نام نشان باقی نرہا تو وہ مختلف لوگوں کے قبض و تصرف میں اُس وقت تک برابر رہی کہ اکبر شاہ نے اپنی سلطنت کے آغاز میں اُسکو فتح کیا *

جونپور کی ریاست قنوج سے لیکر جو اس کے شمال و مغرب میں واقع ہی گنگا کے کنارہ کنارہ وہاں تک پہیلی ہوئی تہی جو بنگالہ اور بہار کے جنوبی حصہ کے درمیان میں جنوب مشرق کی جانب قایم تہی *

سندہ کی سلطنت کا بیان

جبکہ سنہ ۷۵۰ ع میں عرب سندہ سے خارج کیئے گئے تو بعد اُسکے سندہ کی قلمرو بکر سے سمندر تک سمیرا راجپوتوں کے قبض و تصرف میں بارہویں صدی تک برابر چلی آئی بعد اُسکے وہ خاندان معدوم ہوا اور بڑی بڑی تبدیلیوں کے بعد ایک اور قوم کے ہاتہوں میں پڑی جو راجپوتوں میں ساما کہلاتی تہی *

یہہ بات تحقیق نہیں کہ سمیراراجپوتوں نے کس زمانہ میں مسلمانوں کو خراج دیا مگر غالب یہہ ہی کہ بارہویں صدی کے آغاز شہاب‌الدین غوری کے عہد سلطنت میں یا اُسکے کسی قریب جانشین کے دور و حکومت میں ادا کیا ہوگا *

معلوم ہوتا ہی کہ ساما قوم والے پہلے پہل سرکش رہے اسلیئے کہ سنہ ۱۳۶۱ع کے قریب جیسا کہ بالا مذکور ہوا سلطان فیروز تغلق نے اسی خطاب کے ایک راجہ پر حملہ کیا بعد اُسکے تہوڑے دنوں گذرنے پر قوم مذکور کے راجپوتوں کو مسلمان کیا گیا اور سندہ اُنکے قبض و تصرف میں جبتک برابر رہا کہ ارغونیوں نے اُنکو خارج کیا جنکا دخل و تسلط شاہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک برابر تہا *

۱۴ یوسف شاه سنه ۱۳۳۵ ع مطابق سنه ۸۳۹
۱۵ فتح شاه سنه ۱۳۶۱ ع مطابق سنه ۸۶۶
۱۶ شاهزاده سنه ۱۳۸۱ ع مطابق سنه ۸۸۶
۱۷ فیروز شاه سنه ۱۳۸۱ ع مطابق سنه ۸۹۶
۱۸ محمود شاه سنه ۱۳۹۳ ع مطابق سنه ۸۹۹
۱۹ مظفر شاه سنه ۱۳۹۳ ع مطابق سنه ۹۰۰
۲۰ علاءالدین ثاني سنه ۱۳۹۷ ع مطابق سنه ۹۰۳
۲۱ نصرت شاه سنه ۱۵۲۱ ع مطابق سنه ۹۲۷
۲۲ محمودشاه ثاني سنه ۱۵۳۳ ع مطابق سنه ۹۳۰
۲۳ شیر شاه سنه ۱۵۳۷ ع مطابق سنه ۹۳۵
۲۴ سلیم شاه سنه ۱۵۳۵ ع مطابق سنه ۹۵۲
۲۵ عدلي شاه سنه ۱۵۳۸ ع مطابق سنه ۹۵۵
۲۶ بهادر شاه سنه ۱۵۵۳ ع مطابق سنه ۹۶۱
۲۷ جلال‌الدین شاه سنه ۱۵۶۱ مطابق سنه ۹۶۹
۲۸ سلیمان کراني سنه ۱۵۶۳ ع مطابق سنه ۹۷۱
۲۹ بایزید شاه سنه ۱۵۷۳ ع مطابق سنه ۹۸۱
۳۰ داؤد شاه سنه ۱۵۷۳ ع مطابق سنه ۹۸۱

بنگاله کي سلطنت سلطان محمد تغلق سے باغي هونے کے بعد دوسو برس سے زیاده زیاده قایم رهي اور بادشاهي خاندانوں میں اکثر تبدل هوتا رها مگر اِس عرصه میں کوئي بات ایسي واقع نهوئي که وه دہلي کے قابل هووے اِس سلطنت کے بانیوں میں سے ایک راجه کنش هندو زمیندار تها جس کے بیٹے نے اسلام قبول کیا † ٭

یه بات اوپر بیان هوچکي که دلي کے بادشاه شیر شاه نے بنگاله کو فتح کیا تها اور اکبر شاهنشاه کي تخت نشیني کے وقت میں جانشین شیر شاه کا ایک بڑا سردار اُس پر قابض متصرف تها ٭

جون پور کي سلطنت کا بیان

۱ خواجه جہاں سنه ۱۳۹۳ ع مطابق سنه ۷۹۶
۲ مبارک شاه سنه ۱۳۹۹ ع مطابق سنه ۸۰۲

---

† معلوم هوتا هے که کسي زمانه میں صوبه بہار کا شمالي حصه اِس سلطنت میں شامل تها اور [illegible] اُس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اُس سلطنت [illegible] هونے سے تهوڑے عرصه پہلے شامل هوئے تهے

خاندیس والے بادشاہوں کي ذاتي تاریخ میں کوئي بات اِس کے سوا بیان کے قابل نہیں کہ دغابازي کے ذریعہ سے اسیرگڈھ کا بھاري قلعہ ایک ہندو سردار کے قبض و قابو سے نکالا اور اُس کے پاس برھانپور کو آباد کیا اور دارالسلطنت اپنا قرار دیا یہہ شہر اب بھي بڑا عمدہ شہر ھی اور بادشاھي مکانوں کے کھنڈروں سے جو آس پاس اُس کے اب تک ٹوٹے پھوٹے پڑے ھیں یہہ معلوم ھوتا ھی کہ وہ پھلے وقتوں میں اور بھي بڑا ھوگا بلکہ یہہ معلوم ھوتا ھی کہ سارا خاندیس اپنے بادشاھوں کے وقتوں میں نہایت شاداب و تازہ رھا وہ پتھر کے پشتے جنکے ذریعہ سے ندیوں کو آب پاشي کے قابل کیا گیا ایسي بڑي جہد و محنت اور سود و فائدے کے کام ھیں جیسے کہ ہندوستان میں اور جگھہ موجود ھونگے اور اِس سے بحث نہیں کہ اُن پشتوں کو ہندوؤں نے بنایا یا خاندیس کے بادشاھوں نے تعمیر کیا مگر خاندیس والے بادشاھوں کے وقتوں میں کام اُن پشتوں سے بلا شبہہ لیا جاتا تھا گو وہ آج کل جھاڑي جنگلوں میں دب دبا گئے *

اکبر نے سنہ ۱۵۹۹ ع مطابق سنہ ۱۰۰۸ ھجري میں خاندیس کي ریاست کو دلي کي سلطنت میں دوبارہ داخل کیا *

بنگالہ کي ریاست کا بیان

† ۱ فخرالدین سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ھجري
۲ علاءالدین سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱
۳ حاجي الشمس بخطاب شمس الدین سنہ ۱۳۴۲ع مطابق سنہ ۷۴۳
۴ سکندر شاہ سنہ ۱۳۵۷ ع مطابق سنہ ۷۵۹
۵ غیاث الدین سنہ ۱۳۶۷ ع مطابق سنہ ۷۶۹
۶ سلطان السلاطین سنہ ۱۳۷۴ ع مطابق سنہ ۷۷۵
۷ شمس الدین ثاني سنہ ۱۳۸۳ ع مطابق سنہ ۷۸۵
۸ راجہ کنش سنہ ۱۳۸۶ ع مطابق سنہ ۷۸۸
۹ جیت مل عرف جلال الدین سنہ ۱۳۹۳ ع مطابق سنہ ۷۹۵
۱۰ احمد شاہ سنہ ۱۴۰۸ ع مطابق سنہ ۸۱۲
۱۱ ناصر الدین سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۲ ناصر شاہ سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۳ باربک سنہ ۱۴۲۸ ع مطابق سنہ ۸۳۶

† اِس خاندان کے آغاز عہد دولت کي تاریخیں محقق نہیں چنانچہ ابن بطوطہ سنہ ۱۳۴۲ ع میں دلي سے روانہ ھوا اور ایک دو برس بعد اس نے فخرالدین کو بنگالہ میں زندہ پایا

بہادر شاہ بھي محمود شاہ كي كفران نعمت كا شاكي تھا تو اُس نے رتن سنگھہ كي حمايت پر كمر باندھي غرضكہ محمود شاہ اُن دونوں كا مقابلہ نكرسكا اور بہادر شاہ نے اُسكي دارالسلطنت پر قبضہ كركے خود اُس كو گرفتار كيا بعد اُسكے سنہ ۱۵۳۱ ع مطابق سنہ ۹۳۷ ھجري ميں مالوہ كي رياست گجرات كي سلطنت ميں ھميشہ كے ليئے شامل كي گئي *

خانديس كي سلطنت كا بيان جس كا باني ملك راجۂ عربي نژاد تھا

۱ ملك راجہ مخاطب بناصر خاں سنہ ۱۳۹۹ ع مطابق سنہ ۸۰۱ ھجري
۲ ميراں عادل خاں سنہ ۱۴۳۷ مطابق سنہ ۸۴۲
۳ ميراں مباركشاہ سنہ ۱۴۴۱ مطابق سنہ ۸۴۴
۴ عادلخاں اول سنہ ۱۴۸۷ مطابق سنہ ۸۹۱
۵ داؤد خاں سنہ ۱۵۰۳ مطابق سنہ ۹۰۹
۶ عادل خاں ثاني سنہ ۱۵۱۰ مطابق سنہ ۹۱۶
۷ ميراں محمد شاہ سنہ ۱۵۲۰ مطابق سنہ ۹۲۶
۸ ميراں مباركشاہ ثاني سنہ ۱۵۳۵ مطابق سنہ ۹۴۲
۹ ميراں محمد خاں سنہ ۱۵۶۶ ع مطابق سنہ ۹۷۴
۱۰ راجہ علي خاں سنہ ۱۵۷۶ ع مطابق سنہ ۹۸۴
۱۱ بہادر شاہ سنہ ۱۵۹۶ ع مطابق سنہ ۱۰۰۵ ھجري

سلطنت خانديس كي وسعت وادي تپتي كے صرف پائيں حصہ پر مشتمل تھي اور اُس وادي كا بالائي حصہ برار كي قلمرو ميں داخل تھا سلطنت مذكورہ كے جنوب ميں وہ پہاڑياں واقع تھيں جو دكن كے بلند خطہ كي پشت پناہ واقع ھوئيں اور اُس كے شمال ميں انجادري پہاڑوں كا سلسلہ تھا اور اُس ميں اور گجرات كي رياست ميں ايك جنگل ھي حد فاصل تھا وہ ملك ايسا نہايت بارآور ھے جس ميں بہت سي ندياں بہتي ھيں اور تاريخ اُس كي اكثر اُن تھوڑے حالوں پر مشتمل ھے جو اُسكے خلافوں اور اتفاقوں كي بدولت اُس كے پاس پڑوس والي رياستوں كي تاريخوں ميں لكھي گئي *

خانديس كا پہلا بادشاہ جس نے پہلے پہل دلي كي سلطنت سے علاقہ قطع كيا فاروقي ھونے كا دعوے كرتا تھا اور بادشاہ گجرات كي شاہزادي سے اُس كي شادي ھوئي تھي اور بادشاہ گجرات ھي نے اُس كے بيٹے كو بادشاھي كا خطاب عنايت كيا تھا چنانچہ خود وہ بادشاہ اور اُس كے جانشين گجرات كے بادشاہ كے مقابلہ ميں ايك طرح كي نيازمندي كا اقرار كرتے تھے *

خانديس والے بادشاهوں كي ذاتي تاريخ ميں كوئي بات اِس كے سوا بيان كے قابل نهيں كه دغابازي كے ذريعه سے اسيرگڈه كا بهاري قلعه ايك هندو سردار كے قبض و قابو سے نكالا اور اُس كے پاس برهانپور كو آباد كيا اور دارالسلطنت اپنا قرار ديا يهه شهر اب بهي بڑا عمده شهر هى اور بادشاهي مكانوں كے كهنڈروں سے جو آس پاس اُس كے اب تك ٹوٹے پهوٹے پڑے هيں يهه معلوم هوتا هى كه وه پهلے وقتوں ميں اور بهي بڑا هوگا بلكه يهه معلوم هوتا هى كه سارا خانديس اپنے بادشاهوں كے وقتوں ميں نهايت شاداب و تازه رها وه پتهر كے پشتے جنكے ذريعه سے نديوں كو آب پاشي كے قابل كيا گيا ايسي بڑي جهد و محنت اور سود و فائدے كے كام هيں جيسے كه هندوستان ميں اور جگهه موجود هونگے اور اِس سے بحث نهيں كه اُن پشتوں كو هندوؤں نے بنايا يا خانديس كے بادشاهوں نے تعمير كيا مگر خانديس والے بادشاهوں كے وقتوں ميں كام اُن پشتوں سے بلا شبهه ليا جاتا تها گو وه آج كل جهاڑي جنگلوں ميں دب دبا گئے *

اكبر نے سنه ۱۵۹۹ ع مطابق سنه ۱۰۰۸ هجري ميں خانديس كي رياست كو دلي كي سلطنت ميں دوباره داخل كيا *

بنگاله كي رياست كا بيان

† ۱ فخرالدين سنه ۱۳۳۸ ع مطابق سنه ۷۳۹ هجري
۲ علاءالدين سنه ۱۳۴۰ ع مطابق سنه ۷۴۱
۳ حاجي الشمس بخطاب شمس الدين سنه ۱۳۴۲ ع مطابق سنه ۷۴۳
۴ سكندر شاه سنه ۱۳۵۷ ع مطابق سنه ۷۵۹
۵ غياث الدين سنه ۱۳۶۷ ع مطابق سنه ۷۶۹
۶ سلطان السلاطين سنه ۱۳۷۴ ع مطابق سنه ۷۷۵
۷ شمس الدين ثاني سنه ۱۳۸۳ ع مطابق سنه ۷۸۵
۸ راجه كنش سنه ۱۳۸۶ ع مطابق سنه ۷۸۸
۹ جيت مل عرف جلال الدين سنه ۱۳۹۳ ع مطابق سنه ۷۹۵
۱۰ احمد شاه سنه ۱۴۰۸ ع مطابق سنه ۸۱۲
۱۱ ناصر الدين سنه ۱۴۲۶ ع مطابق سنه ۸۳۰
۱۲ ناصر شاه سنه ۱۴۲۶ ع مطابق سنه ۸۳۰
۱۳ باربك سنه ۱۴۲۸ ع مطابق سنه ۸۳۶

---

† اِس خاندان كے آغاز عهد دولت كي تاريخيں محقق نهيں چنانچه ابن بطوطه سنه ۱۳۴۲ ع ميں دلي سے روانه هوا اور ايك دو برس بعد اس نے فخرالدين كو بنگاله ميں زنده پايا

بهادر شاہ بهي محمود شاہ کي کفران نعمت کا شاکي تها تو اُس نے رتن سنگهہ کي حمایت پر کمر باندهي غرضکہ محمود شاہ اُن دونوں کا مقابلہ نکرسکا اور بهادر شاہ نے اُسکي دارالسلطنت پر قبضہ کرکے خود اُس کو گرفتار کیا بعد اُسکے سنہ ۱۵۳۱ ع مطابق سنہ ۹۳۷ هجري میں مالوہ کي ریاست گجرات کي سلطنت میں همیشہ کے لیئے شامل کي گئي *

خاندیس کي سلطنت کا بیان جس کا باني ملک راجہ عربي نژاد تها

۱ ملک راجہ مخاطب بناصر خاں سنہ ۱۳۹۹ ع مطابق سنہ ۸۰۱ هجري
۲ میراں عادل خاں سنہ ۱۴۳۷ مطابق سنہ ۸۴۲
۳ میراں مبارکشاہ سنہ ۱۴۴۱ مطابق سنہ ۸۴۴
۴ عادلخاں اول سنہ ۱۴۸۷ مطابق سنہ ۸۹۱
۵ داؤد خاں سنہ ۱۵۰۳ مطابق سنہ ۹۰۹
۶ عادل خاں ثاني سنہ ۱۵۱۰ مطابق سنہ ۹۱۶
۷ میراں محمد شاہ سنہ ۱۵۲۰ مطابق سنہ ۹۲۶
۸ میراں مبارکشاہ ثاني سنہ ۱۵۳۵ مطابق سنہ ۹۴۲
۹ میراں محمد خاں سنہ ۱۵۶۶ ع مطابق سنہ ۹۷۴
۱۰ راجہ علي خاں سنہ ۱۵۷۶ ع مطابق سنہ ۹۸۴
۱۱ بهادر شاہ سنہ ۱۵۹۶ ع مطابق سنہ ۱۰۰۵ هجري

سلطنت خاندیس کي وسعت وادي تپتي کے صرف پائین حصہ پر مشتمل تهي اور اُس وادي کا بالائي حصہ برار کي قلمرو میں داخل تها سلطنت مذکورہ کے جنوب میں وہ پہاڑیاں واقع تهیں جو دکن کے بلند خطہ کي پشت پناہ واقع هوئیں اور اُس کے شمال میں انجادري پہاڑوں کا سلسلہ تها اور اُس میں اور گجرات کي ریاست میں ایک جنگل هي حد فاصل تها وہ ملک ایسا نہایت بارآور هے جس میں بہت سي ندیاں بہتي هیں اور تاریخ اُس کي اکثر اُن تهوڑے حالوں پر مشتمل هے جو اُسکے خلافوں اور اتفاقوں کي بدولت اُس کے پاس پڑوس والي ریاستوں کي تاریخوں میں لکهي گئي *

خاندیس کا پہلا بادشاہ جس نے پہلے پہل دلي کي سلطنت سے علاقہ قطع کیا فاروقي هونے کا دعوے کرتا تها اور بادشاہ گجرات کي شاہزادي سے اُس کي شادي هوئي تهي اور بادشاہ گجرات هي نے اُس کے بیٹے کو بادشاهي کا خطاب عنایت کیا تها چنانچہ خود وہ بادشاہ اور اُس کے جانشیں گجرات کے بادشاہ کے مقابلہ میں ایک طرح کي نیازمندي کا اقرار کرتے تهے *

و شور سے مدت تک جاري رهي اور ایک مدت گذرنے پر پهر اس وجهه سے شروع هوئي که تخت کے جهوتے دعویدار کو دلي کے بادشاه سے کمک حاصل هوئي تبهي مگر مدني راے کي شجاعت و لیاقت پهر غالب آئي *

مدني راے کو مدت کي خدمت گذاري سے یهه مرتبه حاصل هوا که اُس کو اپنے ولي نعمت پر فوقیت حاصل هوئي اور حکومت کا انصرام اُس کے قابو میں آیا مگر ایک هندو کو ایسي عظمت کے حاصل هونے سے مسلمانوں میں ناراضي پهیلي چنانچه کئي صوبوں کے حاکم باغي طاغي هو گئے اور مدني راے نے بتدریج اُن کو پس‌پا کیا *

اِن لڑائیوں سے یهه نتیجه حاصل هوا که مدني راے بہت قوي هوگیا اور مسلمانوں کو بادشاه کي خدمت سے الگ کیا اور دربار اور فوج کو راجپوتوں سے بهردیا چنانچه محمود کو تردد لاحق هوا مگر اپني حکومت کے دوباره حاصل کرنے میں کامیاب نهوا اور اُس نے معلوم کیا که وه اپني هي دارالسلطنت میں مقید هوا اور سنه ۱۵۱۷ ع مطابق سنه ۹۲۳ هجري میں موقع پاکر گجرات کو بهاگ گیا گجرات کے بادشاه مظفر شاه نے امداد اُس کي کي اور لڑائي برس دن تک قایم رکهي یهانتک که مانڈو راجپوتوں کے سخت مقابله کے بعد فتح هوا اور سنه ۱۵۱۹ ع مطابق سنه ۹۲۴ هجري میں گجرات کے بادشاه محمود کو بحال کرکے اپني سلطنت کو واپس گیا اور جبکه مدني راے چندیري کو چلاگیا جهاں کا وه موروثي سردار تها تو محمود اُس کے پیچهے روانه هوا اور وهاں یهه دیکها که چتورگده والے راجه سنگا کي اعانت سے مدني راے کو تقویت پهونچي هے یعني وه راجه تمام فوج اپني لیکر چندیري کي حفظ و حمایت کو آیا تها *

غرض که ایک لڑائي واقع هوئي جس میں محمود ثاني نے شکست فاحش کهائي اگرچه محمود اور باتوں میں کمزور تها مگر اپني شجاعت میں معزز و ممتاز تها چنانچه وه اُس وقت تک لڑائي کے قایم رکهنے میں جد و جهد کرتا رها که خود زخموں سے چور چور هوگیا اور گهوڑا اُس کا کام آیا اور خود پکڑا گیا مگر راجه سنگا نے بڑي آدمیت برتي که وه مهرباني سے پیش آیا اور تهوڑے دنوں کے بعد اُس کو آزاد کیا چنانچه پهر وه حکومت کرنے لگا *

محمود کي دني طبیعت استعداد اِس کي نوکهتي تهي که وه اپنے مخالف کي بلند حوصلگي اور جوانمردي کي تقلید کرتا بلکه برخلاف اس کے راجه سنگا کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے رتن سنگهه پر اس غرض سے حمله کیا که اُس کي نئي حکومت کي دشواریوں سے کچهه فائده حاصل کرے رتن سنگهه نے مظفر شاه کے جانشین بهادر شاه سے سنه ۱۵۲۵ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري میں اعانت چاهي مگر جو که

پہلے بیاں ہوچکا کہ فیرور تغلق کے آخر سلطنت میں مالوہ کا صوبہ خودمختار ہوگیا تھا چنانچہ اُس صوبہ میں پہلے پہل دلاور غوري نے بادشاہت کو اختیار کیا جس کے باپ دادے غور کے رہنے والے تھے اور یہہ دلاور ماں کي جانب سے شاہاں غور کا رشتہدار آپ کو بتاتا تھا *

اُس کے جانشیں نے دارالسلطنت مانڈو کي بنیاد ڈالي جو اپنے موقع کي حسن و خوبي کے باعث سے نہایت مشہور شہر ہی یعني ایک ایسے بار آور بلند خطہ پرواقع ہے جس کا محیط سینتیس میل کا قرار دیا گیا پہاڑ کے کراڑوں سے محدود محصور اور عمارتوں کي عالی شان سے مشہور و معروف ہے † *

یہہ بادشاہ گجرات کے بادشاہوں سے لڑتا بھڑتا رہا چنانچہ حال اُن لڑائیوں کا حکومت گجرات کے بیاں میں مذکور ہوچکا بعد اُس کے سارے جانشیں اُس کے گجرات کے بادشاہوں سے عموماً آشتي پر دایم رہے مگر جونپور کے بادشاہ سے دریاے جمن پر اور خاندیس کے بادشاہ سے دریاے تپتي پر حدوں کي بابت لڑائیاں بیٹھی گئے چنانچہ سنہ ۱۴۰۷ ع مطابق سنہ ۸۱۰ ہجري سے لغایت سنہ ۱۴۳۲ ع مطابق سنہ ۸۳۵ ہجري تک وہ جھگڑے قایم رہے علاوہ اس کے بہمني خاندان والے شاہاں برار سے لڑائیاں ہوتي رہیں اور ایک بار اُنہوں نے سنہ ۱۳۶۱ میں دکن کي دارالسلطنت بیدر کا محاصرہ کیا اور سنہ ۱۴۴۰ ع مطابق سنہ ۸۴۳ ہجري میں محمود اول مالوہ کے بادشاہ نے دلي کو چاروں طرف سے گھیرا اور بہلول لودھي سے شکست فاحش کھاکر پس پا ہوا جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا اور اسی بادشاہ نے چتور گدہ کے راجہ کمبھو سنگھہ سے بہت سي لڑائیاں جاري رہیں اگرچہ ان لڑائیوں میں سنہ ۱۴۴۳ ع مطابق سنہ ۸۴۶ ہجري سے لغایت سنہ ۱۴۵۸ ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجري تک پندرہ برس سے زیادہ عرصہ صرف ہوا اور ہندو راجاؤں نے پھنس پھنسا کر بہت زور لگائے اور بہت سے محاصرے اور میداں کي لڑائیاں واقع ہوئیں مگر اُن کے باعث سے شاہاں مالوہ کي وسعت سلطنت میں کوئي برا تغیر و تبدل واقع نہوا *

محمود ثاني کي سلطنت کا زمانہ پہلے بادشاہوں کي سلطنتوں کي نسبت واقعات کے لحاظ و حیثیت سے زیادہ بارآور اور اسي لیئے خاص بیاں کے شایاں و مناسب ہوا یہہ بادشاہ تخت نشیں ہوتے ہي اپنے بھائي صاحب خاں سے ایک ملکي لڑائي میں سنہ ۱۵۱۲ ع مطابق سنہ ۹۱۶ ہجري کو مصروف ہوا اور مدني راے راجپوت کي امداد و اعانت سے کامیابي اُس کو حاصل ہوئي یہہ سردار آغاز لڑائي میں اپني قوم کا برا بھاري گروہ اپنے ہمراہ لیکر شریک و شامل ہوا تھا یہہ لڑائي برے زور

† سرجاں مالکم کي تاریخ وسط ہند جلد ایک صفحہ ۲۹ و ۳۰

و بيان کے قابل هووے مگر انتقال اُسکا ايسي صورت پر واقع هوا جو معمولي صورتونسے نهايت بعيد هى چنانچه بيان اس کا يهه هى که اُس کے ملا پيش امام نے اُس کو فريب سے مارا جس کو اُس نے کسي زمانه ميں گردن تک ديوار ميں چنوا کر بهوکوں مارا تها اور جب که يه ملا بهوکوں کے مارے مرنے کے لگ بهگ پهونچا تو اُس کو اُسوقت آزادي نصيب هوئي که محمود اُس ديوار کے پاس هوکر نکلا اور اُس نے اُسکي تعظيم کے ليئے گردن جهکائي اور وه اوس سے راضي هوا بعد اوس کے اوس ملا نے بڑے بڑے اميروں کو بلوايا اور جو جو آتا گيا اوس کو خفيه خفيه مارتا گيا يهاں تک که سنه ١٥٥٣ ع مطابق سنه ٩٦١ هجري ميں تخت پر بيٹها مگر جوں هي که کهلم کهلا ظهور اُس نے کيا تو حسب توقع رهے سهی افسروں کے هاتهوں مارا گيا *

محمود ثالث نے سورتهه کا قلعه بنايا تها جو آجتک قايم هے اور شکار کے ليئے ايک رقبه گهيرا تها جو چوده ميل کے محيط پر ايک چارديواري سے محصور تها يهه عمارت ايسي قلمرو ميں نهايت عجيب و غريب تهي جهاں هرن وغيره شکار کي قسميں بڑي فراواني سے هوتي هيں *

محمود ثالث کے فرضي بيٹے کو ايک فريق نے احمد شاه ثاني کے خطاب سے تخت سلطنت پر بٹهلايا يهه لڑکا جواني چڑهنے کو جيتا جاگتا رها اور غالباً اُس نے خودمختاري برتي اس ليئے که سنه ١٥٦١ ع مطابق سنه ٩٦٩ هجري ميں آٹهه برس کي سلطنت کے بعد مارا گيا *

بعد اُس کے ايک نام کا بادشاه مظفر شاه ثالث کے خطاب سے قرار دياگيا اور سلطنت کا يهه حال هوا که بڑي بڑي سازش کرنيوالوں پر منقسم هوگئي مگر يهه بهي چين سے نه بيٹهے که اُن ميں جهگڑے قايم هوئے اور سارا ملک ادهر اُدهر کے قصے قضايوں سے معمور هوگيا يهانتک که سنه ١٥٧٢ ع مطابق سنه ٩٨٠ هجري ميں اکبر شاهنشاه نے اُس کو فتح کر کے بهت ٹهيک ٹهاک بنايا *

مالوه کي رياست کا بيان جس کو دلاور غوري نے بنا کيا

١ دلاور شاه غوري سنه ١٤٠١ ع مطابق سنه ٨٠٤ هجري

٢ هوشنگ شاه غوري سنه ١٤٠٥ ع مطابق سنه ٨٠٨ هجري

٣ محمد شاه غوري سنه ١٤٣٢ ع مطابق سنه ٨٣٥ هجري

٤ محمود شاه خلجي سنه ١٤٣٥ ع مطابق سنه ٨٣٩ هجري

٥ غياث الدين خلجي سنه ١٤٨٢ ع مطابق سنه ٨٨٧ هجري

٦ ناصرالدين خلجي سنه ١٥٠٠ ع مطابق سنه ٩٠٦ هجري

٧ محمود ثاني خلجي سنه ١٥١٢ ع مطابق سنه ٩١٦ هجري

دانشیں تھا اور ہرفریق اپنے اپنے ارادہ کا موقع تکتا تھا چنانچہ جس
یا کہا کو بہادر شاہ نے ملنے کو بلایا تو اوسنے بیماریکا عذر پیش کیا
ر شاہ اُسکے شک شبہہ مٹانے کو چند ہمراہیوں سمیت اُسکے جہاز پر گیا
ں سرگوشیوں اور اشاروں کنایوں سے پریشان خاطر ہوا جو نائب السلطنت اور
ہمراہیوں میں جاری ہو رہے تھے چنانچہ بہادر شاہ اُن لوگوں سے بہت جلد
ت ہوکر اپنی کشتی میں جانا چاہتا تھا کہ اسی عرصہ میں ہنگامہ برپا ہوا
کو پرتگال والوں نے اتفاقی بیان کیا اور مسلمان مورخوں نے دیدہ و دانستہ
کو ٹھہرایا عرصکہ فریقین کے بہت سے آدمی مارےگئے اور بہادر شاہ دریا میں کودا مگر
ک چپو کی چوٹ سے بیہوش کیا گیا اور گنڈاسے کی ضرب سے مارا گیا *

حرکہ دونو فریق اسبات کو برابر مانتے ہیں کہ کافروں کے ساتھہ ایمانداری کا برتاؤ
اچھا نہیں تو منجملہ دونوں فریقوں کے کسی فریق کو تھوڑا سا بھی استحقاق
اس بات کا حاصل نہیں کہ اُس کے ارادوں کو سراہا جاوے مگر حملہ بہادرشاہ
اُن کے جہاز پر چوری سواری آیا تھا تو دغابازی کا خیال اس کے جی میں دہلم کہا
نہ آیا ہوگا اور ظاہر یہہ ہے کہ پرتگال والوں کا مقصود اُس کی گرفتاری ہوگی
قتل اُس کا مقصود نہوگا اس لیئے کہ اگر قتل اُسکا مقصود ہوتا تو اُس کو اپنے جہاز
سے اُترنے ندیتے غرض کہ غالباً یہہ ہنگامہ فریقین کے خوف و ہراس کی بدولت
بلا قصد اُن کے برپا ہوا ہاں اگر کوئی فریق اُن میں سے ایسی متعدی دغابازی کا ملزم
کیا جاوے جسکو پہلے ہی سے دلوں میں ٹھان رکھا تھا تو پرتگال والوں پر یہہ الزام
عاید ہوسکتا ہے † یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۳ ہجری میں واقع
ہوا بہادر شاہ کا حقیقی وارث اُس کا برادر زادہ محمود لطیف خاں کا بیٹا تھا
جس نے تخت نشینی کی بابت نزاع و پرخاش اُس سے کی تھی مگر وہ شاہزادہ اپنے
مامون زاد بھائی میراں شاہ خاندیس والے بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار تھا اور اُسنے
اُس کی گرفتاری سے فائدہ اُٹھاکر گجرات کے تخت کا دعوا کیا تھا مگر میراں شا
چھہ ہفتہ کے اندر اندر مرگیا بعد اُس کے اُس کا بھائی جانشین اُس کا ہوا ا
اُس کو بھی وہی موقع حاصل تھا یعنی وہ شاہزادہ اب تک اُس کے ہاتھوں مـ
گرفتار تھا مگر اُس نے فائدہ نہ اُٹھایا اور محمود اُسکی قید سے آزاد ہوکر اپنے حق
قابض و متصرف ہوا اور سنہ ۱۵۳۸ع مطابق سنہ ۹۴۴ ہجری میں محمود ثال
خطاب اختیار کیا اور سولہہ برس تک فرمانروا رہا اور اُس کے عہد سلطنت
اُس کے سرداروں کی سازشوں کے سوا کوئی بات ایسی ظہور میں نہ آئی حـ

---

† فریقین کے بیان پر جو معقول و کامل رائے لگائی گئی وہ کرنل
ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد چار صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ میں دیکھنی چاہیئے

غرضکہ بہادر شاہ کو جو مقابلہ اسطرح پیش آیا اُسکے پسپا کرنے اور اُسپر غالب آنے میں بہت سا عرصہ صرف ہوا اور راجہ رتن سنگھ جیتا جاگتا رہتا اور بکرماجیت اُسکا بیٹا جانشین اُسکا نہوتا جسکے عہد حکومت میں چتوڑگڈھ کی قوت نہایت کمزور ہوگئی تھی تو اُسمقابلہ کے پسپا کرنے میں ہرگز کامیاب نہوتا ٭

جبکہ بہادر شاہ اس مہم میں مصروف و آمادہ تھا تو پرتگال والوں کی بڑی بھاری فوج نے مقام دایو پر دھاوا کیا تھا مگر حصار دایو کے محافظوں نے وہ تیز کام کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ء میں وہ حملہ پسپا کیا گیا ٭

پرتگال والوں کے مقابلہ میں ضروری تدبیروں کو برت برتا کر چتوڑگڈھ پر دوبارہ دھاوا کیا اور اب میواڑ کے راجاؤں کی قوت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ بہادر شاہ نے لڑائی کا کام کاج اُسکی دارالسلطنت یعنی چتوڑگڈھ کے محاصرہ سے شروع کیا اور سنہ ۱۵۳۲ ء مطابق سنہ ۹۳۸ ہجری میں تین مہینے گھیرنے پر چتوڑگڈھ کے راجہ کو بہت سے خراج دینے کے بعد امن و امان کے خرید کرنے پر مجبور کیا † اور اسی زمانہ کے قریب اوس نے ہمایوں سے لڑائی باندھی جسکا انجام اوپر مذکور ہوگیا اور مقام دایو میں پرتگال والوں سے خط کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ساری عنایتوں کے علاوہ کارخانہ بنانے کی بھی اُنکو اجازت فرمائی اور پرتگال والوں نے اس عنایت کے معاوضہ میں پانسو یورپ والے سپاہی اس غرض سے نذر اوسکی کیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے دوبارہ قبض و تصرف حاصل کرنے میں کام اونسے لیوے اور جبکہ مغلوں کے لوٹ جانے کے بعد اوسنے گجرات پر قبضہ کیا تو مقام دایو پر دوبارہ متوجہ ہوا جہاں پرتگال والے اپنے نئے کارخانے کی فصیل بنارہے تھے اور اُسنے یہہ تصور کیا کہ وہ ایک مستحکم قلعہ بناتے ہیں اور جبکہ اُسنے نونو دی کنہا پرتگال کے نائب السلطنت کو وہاں موجود پایا جو جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر نئے کارخانہ کی حفظ و حمایت کو آیا تھا تو بہادر شاہ اور اُس نائب السلطنت میں امر مذکور کی بابت تکرار قایم ہوئی اور امر متنازع فیہ کی تشریح طرفین سے عمل میں آئی گرچہ یہہ باتیں بظاہر دوستانہ ہوئیں مگر مسلمان اور پرتگالی دونو مورخوں نے اس یقین کو واجبی قرار دیا کہ دونو فریقوں کے دلوں میں دغا بازی کا

---

† جو خراج اسموقع پر چتوڑگڈھ کے راجہ نے ادا کیا تھا اُسمیں وہ جڑاؤ پٹکا بھی داخل تھا جسکو چتوڑگڈھ کے راجہ نے گجرات کے پہلے بادشاہ سے چھینا جھپٹا تھا بعد اُسکے بہادر شاہ کے خاندان والوں کے ساتھ مدینہ میں پہونچا اور آخر کو شاہ روم کے جواہر خانہ میں داخل ہوا — برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۱ بیلی صاحب کی تاریخ گجرات کے صفحہ ۳۲۶ کے حاشیہ کو پہلے محاصرے کی بابت دیکھنا چاہیئے

لیئے اُس سے کمک چاهي جو برهان نظام شاہ احمد نگر والے کے مقابلہ پر
متفق هوگئے تھے * اُس کے حوالہ کیا گیا اور سارے بادشاهوں نے
اس ازائي کا سارا کاربار اُس کے حوالہ کیا گیا غرض که کاربار اُس کے
کے فضل و فوقیت کو بحسب ضابطہ تسلیم کیا غرض کہ کاربار اُس کے
ٹھیک ٹھاک هوئے کہ بیدر والا بریدشاہ اگرچہ نظام شاہ کا ممد و معاون هوا
باوصف اسکے نظام شاہ اپني ذاتي اطاعت سے بہادر شاہ کي خود پرستي کے
نے اور نیز اُن باتوں کے تسلیم کرنے پر جنکي بابت خاندیس اور برار کا جگھڑا قایم
تھا بحسب مذکورۂ بالا مجبور هوا * معقول نتیجے کي منتج هوئي بیاں
بہادرشاہ کي اثناي مهم ایک اور بڑے معقول نتیجے کي
اسکا یہہ هی کہ جب والي مالوہ محمود شاہ نے جسکو مظفر شاہ ثاني نے بحال
کیا تھا احسان مذکور کے باعث سے اپنے مربي زادہ کے خلاف بر سازش کرنے میں
کوتاهي نکي اور اسیقدر کفران نعمت کي ضرورت سے راجا سنگا اپنے محسن کي
وفات کو اُسکے جانشین رانارتن سنگه پر حملہ کرنیکے لیئے غنیمت سمجھا تو
رانا رتنسنگه جو بہادر شاہ کا پہلے سے رفیق و موافق تھا اور بہادر شاہ دونو اپنے
مشترک نقصانوں کے پورا کرنیکے لیئے باهم متفق هوئے غرضکہ ماہ فروري سنہ ۱۵۳۱ ع
مطابق شعبان سنہ ۹۳۷ هجري میں بمقام مانڈو اپني دارالسلطنت میں محمود شاہ
گرفتار هوا اور گجرات کو روانہ کیا گیا بعد اُسکے جانسے مارا گیا اور قلمرو اُسکي
بہادر شاہ کي قلمرو میں داخل کیگئي *
اگرچہ یہہ سب کچھہ هوا مگر ایسے عمدہ اقبال و دولت سے فائدہ اُٹھانے کي
کافي لیاقت بہادر شاہ کي ذاتمیں پائي نهیں جاتي تھي منجملہ اُن سببوں کے جو
صوبہ مالوہ میں هنگامہ انقلاب کے باعث پڑے وہ سلهدي راجپوت ایک بڑا باعث
تھا جو محمود شاہ کے عهد دولت میں راے سین واقع بہلسا کي حکومت پر معز
و ممتاز هوا تھا اور علاوہ اُسکے مالوہ کے مشرق میں اور مقاموں پر بھي حکومت
کرتا تھا اور بعد اُسکے اُجین کي حکومت پر قابض و متصرف هوا تھا *
معلوم هوتا هی کہ بہادر شاہ نے یہہ خیال کرکے کہ سلهدي سے قوي سردار
قایم رہنے تک اور خصوص اُسوقت تک کہ وہ مواز کے راجہ کي حف
حمایت میں رهیگا فتوحات اُسکي پوري پوري نهونگي سلهدي کو اُسموقع پر مقید
کہ وہ بہادر شاہ کے لشکر میں اُسکے ملنے کو آیا تھا چنانچہ اِس دغا با
جو پریشاني حاصل هوئي اُس سے فائدہ اُٹھاکر شهر اُجین پر قبض و ت
واقعہ مذکور کے وقوع سے سلهدي کا بیٹا بهوپت راے چتور گڈہ کو بھگا اور را
پہاڑي قلعہ جو سلهدي کے قبض و تصرف میں تھا اُسکے بھائي کے زیر حکو
اور وہ بہادر شاہ کا مقابلہ ایئھہ کیا اور اُسکي اطاعت پر راضي نهوا *

جب کہ مدني راے سردار نے جسکو والي مالوہ محمود شاہ نے انصرام اپنے کار بار کا تفویض کیا تھا محمود شاہ کو حکومت سے خارج کیا تو وہ گجرات کو بھاگا گیا اور مظفر شاہ کا دامن پکڑا مظفر شاہ نے اُس کي دستگیري کي کہ وہ خود مالوہ پر چڑھا اور دارالسلطنت پر قبضہ کیا اور راجہ سنگا کو جو ھندوؤں کي کمک پر آیا تھا پچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور کیا غرضکہ محمود شاہ کو اُسکي حکومت پر بحال کرکے کسي قسم کا معاوضہ اُس سے نہ لیا اور صحیح سلامت گجرات کو واپس آیا مگر بعد اُسکے تھوڑي مدت گذرنے پر سنہ ۱۵۱۹ع مطابق سنہ ۹۲۴ ھجري میں راجہ سنگا بڑے زور شور سے لوٹ کر آیا اور محمود شاہ کو پکڑا جکڑا مگر بڑي فیاضي سے چھوڑا اور معزز شرطوں پر آشتي کي اب راجہ سنگا مظفر شاہ ثاني سے یوں انتقام لے سکا کہ ایدر کے راجہ کي مدد کو گیا اور گجرات کو احمدآباد تک لوٹا *

بعد اُسکے مظفر شاہ نے اگلے سال ایک فوج ایاز سلطاني کے زیر حکومت کرکے راجہ سنگا پر روانہ کي اور بخوبي انتقام اُس سے لیا چنانچہ ایاز سلطاني نے اُسکو مندسور میں محصور کیا اور جب کہ مالوہ کا بادشاہ فوج گجرات کي اعانت کو پہونچا تو ایاز سلطاني راجہ سنگا کو آشتي کي شرطیں عنایت کرچکا تھا اگرچہ مالوہ کے بادشاہ نے اپني امداد و اعانت سے فائدہ اُٹھانے پر ایاز سلطاني کو بہت کچھہ آمادہ کیا مگر ایاز اپني بات پر جما رھا اور اُس بادشاہ کي لعنت ملامت کے خلاف پر فوج اپني لیکر چلا گیا *

مظفر شاہ ثاني سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ھجري میں چودہ برس کي حکومت کرکے مر گیا *

جب کہ سکندر شاہ اور محمود شاہ ثاني مظفر شاہ ثاني کے دو بیٹے اور جانشین اُس کے بہت جلد نیست و نابود ھوگئے تو بہادر شاہ گجراتي اس کے تیسرے بیٹے کو تخت سلطنت کا ھاتھہ آیا اگرچہ یہہ تیسرا بیٹا تھا مگر معلوم ھوتا ھی کہ وہ ھمیشہ باپ کا وارث غالب سمجھا جاتا تھا مگر کسي بات پر باپ سے خفا ھوکر دلي کو آیا تھا جہاں سلطان ابراھیم کي خدمت میں بابر کے دھاوے تک متوسل رھا اور جب تک وہ دلي میں سکونت پذیر رھا تب تک باپ کے تخت سے محروم رھا مگر جب کہ ایک بھائي اُس کا دغا سے مارا اور دوسرا بھائي تخت سے اُتارا گیا تو وہ تخت نشین ھوا اور باوجود اسکے بھي ایک بھائي سے مقابلہ باقي رھا تھا جسکي اعانت پر راجہ سنگا اور چند اور ھندو راجاؤں نے کمر باندھي تھي اور جب کہ یہہ دعوي دار بھي لڑائي میں کام آیا تو یہي دعویدار باقي رہ گیا *

اول تدبیر اُس کي یہہ تھي کہ ایدر اور پاس پاس کے راجاؤں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بعد اُس کے خاندیس کے بادشاہ اُس کے بھتیجے نے اپنے اور بادشاہ

تتمه تاریخ هندوستان

بے آراسته پیراسته کیئے تهے که هندوستان میں جاکر پرتگال والونپر حمله کریں
ه یهه مقصود اُسکا جي جان سے شریک هوا اور جزو مقام داماں تک اور بعد
ی جهازمیں سوار هوکر ممبئي کو گیا اور ادهر کار مقام دابل سے ایک بڑا بیڑه جهازونکا
سلطاني ایک امیر کي زیر حکومت کرکے جو جاپا بڑي کي لڑائي میں معزز
ممتاز هوا تها روانه کیا اگر چهه گجراتي جهاز مصر کے جهازوں سے بهت هي کم چال
ی مگر کثرت کي روسے زیاده تهے غرضکه یهه دونوں بیڑے پرتگال والونکے جهازوں پر
بندرگاه چول میں جو ممبئي کي جانب جنوب واقع هی حمله کرنیکے لیئے کافي وافي تهي
اور بعد اسکے جو جو واقع هوا وه پرتگال والونکي تاریخ سے معلوم هوتا هی
مگر صرف اسقدر بیان کرنا کافي وافي هی که پهلي لڑائي میں مسلمانونکو کامیابي
حاصل هوئي اور پرتگال والی مورخوں نے ایاز سلطاني کي حسن لیاقت اور کمال
انسانیت کو بهت سراها مگر بعد اُسکی سنه ۱۵۰۸ع مطابق سنه ۹۱۳ هجري میں
اس متعلق بیڑه کو ایک بڑي لڑائي میں جو دایو کے متصل واقع هوئي تهي شکست
فاحش نصیب هوئي † اور مصر ونکی جهاز ریزه ریزه هوگئے مملوک بادشاه اپنے
جهازوں کو هندوستان کے سمندروں میں دیکهتے رهے اور جب که ترکوں نے مصر کو
فتح کیا تو اُنهوں نے بهي تایید انکي کي اور ساري غرض یهه تهي که بحر احمر اور خلیج
ایران کی جهاز راني کا رسته کهل جاوے اور اسي غرض سے اُنهوں نے هندستان کے
بادشاهوں کو اُن لڑائیوں میں عانت پهونچائي جو پرتگال والوں سے واقع هوئي تهیں
اور یهه مذکور خاطر نه تها که هندوستان میں دوئي ملک و مداخل حاصل کریں *
مظفر شاه ثاني کے آغاز سلطنت کی تعظیم و تکریم ایک دبے ایلچي کے آنے سے واص[ل]
هوئي جسکو والي ایران شاه اسماعیل نے ۱۵۱۱ع مطابق سنه ۹۱۷ هجری میں روا[نه]
کیا تها اور اسي قسم کي تعظیم اکثر هندوستاني بادشاهوں کے لیئے اُس کي جانب
وقوع میں آئی اور غالباً مقصود اُس کا یهه تها که ان بادشاهوں کو التفات کو تشی[ع]
ترویج پر مایل کرے جس کے لیئے وه نهایت ساعي اور گرمجوش تها *
مظفر شاه کي عهد سلطنت کے اگلے برس ایدر کے راجاؤں سے لڑنے بهڑنے میں
جن سے مظفر شاه کو ایک طرح کی بیعتي کا دعوا لگا تها بعد اس کے ایک او[ر]
بڑي مهم پیش آئی جسکے اهتمام و انصرام سے ایک قسم کی عزت حاصل هو[ئي]

---

† باوصف اسکے که مسلمانوں کو کامیابي حاصل هوئي مگر اس
چهپاتے هیں اور لڑائي کا حال بهت تهوڑا بیان کرتے هیں بعد اُسکے تین
گذرے تهے که ایاز سلطاني اور المبوقرقو نائب السلطنت پرتگال آپس میں ملاق[ات]
جو جوئي که اس نائب السلطنت نے ایاز سلطاني کي بیان کي وه کتاب دیوبا
صفحه ۱۹۳ میں مذکور هی چنانچه وه کهتا هی که میں نے اس سے زیاده د
نهیں دیکها یعني ایسا فهمیده سنجیده آدمي جو دعوا دیگر جوش کر
نهیں گذرا

اپنے امیروں کے شور فسادوں کے دبانے مٹانے سے بہت جلد اپنے زور وقوت کو جتایا اور آغاز عہد سلطنت میں بہمني خاندان کے ایک بادشاہ کي امداد و اعانت کے لیئے جو پہلے وقتوں میں اُسکے گھرانے کا بد خواہ و مخالف تھا سنہ ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۸۶۶ میں جب چڑھائي کي کہ مالوہ کے بادشاہ نے اُس بادشاہ کو محصور کرکے نہایت مجبور و مقہور کیا تھا *

جبکہ اُسکي قلمرو پر کچھہ والوں کیجانب سے دست درازیاں ہونے لگیں اور بڑي بڑي دقتیں پیش آئیں تو وہ ریگستان رن کچھہ سے گذرا اور خود کچھہ کو پامال کیا اور اٹک تک لشکر کو لیگیا اور اُسکے کنارے پر بلوچوں کو مغلوب کیا منجملہ اُسکي بڑي یورشوں کے گرنار یعني جوناگڈہ اور جاپانیر کي یورشیں گني جاتي ہیں جزیرہ نماے گجرات کي جنوبي جانب میں گرنار ایک ایسي پہاڑ پر واقع ہے جو استحکام وتقدس کي جہت سے بہت مشہور ومعروف ہے اُن دونو یورشونمیں بہت سے برس صرف ہوئے † اور راجپوتوں کي معمولي دلاوري اور مسلمانوں کے غیر معمولي تعصب وہاں ظاہر ہوئے گرنار کا راجہ قبول اسلام پر مجبور ہوا اور جاپانیر کا راجہ اپنے تعصب مذہب کي جہت سے مارا گیا علاوہ اُسکے خاص قلمرو کے ہنگاموں کو فرو کیا اور ایدر کي ریاست سے محصول لیا اور سنہ ۱۵۰۷ع مطابق سنہ ۹۱۳ ہجري میں خاندیس کي یورش پر اسیرگڈہ تک بڑہ گیا اور سنہ ۱۴۹۹ مطابق سنہ ۹۰۵ میں ایک پہلے موقع پر یہہ کام اُس نے کیا کہ احمد نگر کے بادشاہ کا محاصرہ دولت آباد کے حوالي سے اوٹھایا مگر بحرے مہموں کي تعداد کي بدولت پہلے مسلمان بادشاہوں سے سبقت لیگیا چنانچہ اُس نے سنہ ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۸۳۷ میں جگت اور بیت کے جزیروں کو فتح کیا جو دریائي قزاقوں کے ایسے ٹھکانے تھے جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں اور خلیج کمبوجا سے وہ بھاري جہاز روانہ کیئے جو توپوں سے اراستہ تھے اور اُنھوں نے بلسار کے قزاقوں کو بحري لڑائي میں شکست فاحش دیکر پراگندہ کیا اور جس زمانہ میں کہ بہمني خاندان والونکا ایک باغي سردار بمبئي پر قابض متصرف تھا بحري فوج اپني اُسپر روانہ کي مگر اِس موقع پر سنہ ۱۴۹۴ مطابق سنہ ۹۰۰ میں بیڑہ اُسکا طوفان کے صدموں سے تباہ ہوا اور شاہ دکن اعانت سے بمبئي اُسکو دوبارہ حاصل ہوئي *

کرنیکا بڑا موقع اُسکو ہاتھہ آیا
ہا نے بحر احمر میں بارہ جہاز اِس
ي سے لغایت سنہ
رہا اور سنہ ۴۸۳

یہہ احمد شاہ ایک پختہ مسلمان تھا اور حرارت اسلام سے نہایت گرمجوش
چنانچہ اُسنے مندروںکو توڑ کر اُنکی جگہہ مسجدیں بنائیں اور مشہور ہی کہ اُسنے
اپنی رعایا میں اپنے دین کے ملک کے پھیلانے میں بڑی کوشش کرتی *

مالوہ کے بادشاہ اور ایدر کے راجہ سے محمد شاہ اور قطب شاہ گجرات کے پچھلے
بادشاہوں کے وقتوں میں لڑائیاں جاری رہیں قطب شاہ نے کمبہ مواڑ کے راجہ سے
بہت بڑی لڑائی شروع کی جس کا دارالحکومت چتوڑ گڈہ تھا اور احمدشاہ نے
موکل راجہ کے عہد دولت میں جو کمبہ سے پہلے راجائی کرتا تھا مواڑ پر حملہ
کیا تھا مگر حال کی لڑائی اُس امداد و اعانت کی بدولت بڑی کری واقع ہوئی جو
قطب شاہ کی جانب سے اُس کے رشتہدار ناگور والے کے لیئے اُس مواڑ والے راجہ کے
مقابلہ پر ظہور میں آئی تھی جو اُس بھاری قوت کا بانی تھا جس کو اُس کے پوتہ
راجہ سنگا نے بابر کے مقابلہ پر برتا تھا گجرات کے بادشاہ کو اُن لڑائی بھرائیوں
میں برابر فائدے حاصل ہوتے رہے چنانچہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۱ ہجری
میں یہہ دو فتوحات اُس نے حاصل کیں کہ چتوڑ گڈہ کا محاصرہ کیا اور کوہ آبو کو
جو بابت تقدس میں مشہور و معروف ہے اپنے قبض و تصرف میں لایا اور سروہی کے
راجہ کو مغلوب کیا جو کمبہ کا رفیق و ہمراہی تھا *

جبکہ قطب شاہ نے وفات پائی تو سنہ ۱۴۵۹ ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجری میں
اُس کے چچا داؤد خاں نے تخت کو سنبھالا مگر نالیاقتی کی وجہہ سے تخت سے
اُتارا گیا اور بڑا مشہور درویش ہوگیا بعد اس کے قطب شاہ متوفی کا بھائی محمود
جو بیکرہ کے خطاب سے پکارا جاتا تھا سنہ ۱۴۵۹ میں چودہ برس کی عمر میں
تخت نشین ہوا اور باون برس تک بادشاہ رہا اور گجرات کے بڑے بادشاہوں میں
گنا گیا † *

---

† عہد مذکور کے سیاحان یورپ اِس بادشاہ کو بڑا مہیب اور بڑے رعب داب
کا بیان کرتے ہیں چنانچہ بار تیما اپنی کتاب کی جلد ایک صفحہ ۱۲۷ میں
اور باربوسا دونوں سیاح اُس کے خوف و ہیبت سے دبے ہوئے پائے جاتے ہیں منجملہ
اُن کے بارتیما نے اپنی کتاب کی جلد ایک صفحہ ۲۹۱ میں اُس کی صورت کو
ڈراونی لکھا ہے اور یہہ دونوں سیاح اِس بات میں متفق ہیں کہ اُس کے کھانے کا
بڑا حصہ زہروں سے مرکب ہوتا تھا اور اُس کے سارے جسم میں وہ بری بلا
ایسی سرایت کرگئی تھی کہ اگر کوئی مکھی اُس کے بدن پر بیٹھہ جاتی تھی تو
فوراً گرکر مرجاتی تھی اور بڑے بڑے لوگوں کو یوں ہلاک کرتا تھا کہ
پان چباکر اُن پر تھوکتا تھا بٹلر صاحب نے کمبرجا کے بادشاہ کا حال اپنی نظم میں
لکھا ہے وہ یہی بادشاہ تھا جو بقول اُس کے سانپ اور بچھو اور اژدہا اور جنگلی
مینڈک ہمیشہ کھاتا تھا

برخلاف اُس کے احمد شاہ کے ہندو مسلمان مخالفوں سے موافقت پیدا کی اور سنہ ۱۴۲۲ ع مطابق سنہ ۸۲۵ ہجری میں اضلاع گجرات کے سرکش راجاؤں سے متفق ہوگیا اور دو مرتبہ گجرات کی دارالسلطنت تک پہونچا مگر کوئی کام اُس نے پورا اور کوئی بڑا فائدہ حاصل نکیا *

احمد شاہ نے ایدر اور جہالور اور جزیرہ‌نماے گجرات پر معمولی مہمیں کیں اور خاندیس سے دو لڑائیاں لڑا چنانچہ ایک موقع پر ناگور واقع شمال مارواڑ تک پہونچا جہاں اُس کا چچا سید خضر حاکم دلی سے باغی ہوکر بیٹھا تھا مگر سنہ ۱۴۱۶ع مطابق سنہ ۸۱۹ ہجری میں سید خضر کے آگے بڑھنے سے پچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور ہوا اور مقام جہالور تک تعاقب اُس کا کیا گیا † *

احمد شاہ کو ایک اور دشمن سے باینوجہہ لڑنا پڑا کہ دکن کے بہمنی پادشاہ نے کنکان کے دبانے کے ارادہ سے بمبئی اور سالسٹ کے جزیروں پر سنہ ۱۴۲۹ ع مطابق سنہ ۸۳۳ ہجری میں قبض و تصرف کیا ‡ *

یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ مقامات مذکورۂ بالا بادشاہ گجرات کے قبض و تصرف میں کسطرح آئے تھے ہاں یہہ بات سمجھہ میں آسکتی ہی کہ وہ ملک اُسکے متفرق ملکوں میں سے تھے اسلیئے کہ گجرات کے بادشاہوں نے اُن کے دوبار حاصل کرنیکی غرض سے براہ سمندر مہمیں کیں غرض کہ بہمنی بادشاہ اُن جزیروںسے نکالا گیا مگر بادشاہ کا مخالف بڑھا اور نئی مرتبہ خاندیس کے بادشاہ کا اُن لڑائیوں میں شریک و شامل ہوا جو احمدشاہ کے مقابلہ پر واقع ہوئی تھیں احمدشاہ ایسا منتظم تھا کہ باوصف اِن شور فسادوں کے اُس نے گجرات کے اندرونی انتظاموں کو ٹھیک ٹھاک رکھا تھا اور مختلف مقاموں میں اِسغرض سے قلعے بنوائے تھے کہ باغی لوگوں کے شر و آفت سے محفوظ رہے اور ایدر کے راجہ کی لاگ پر احمد نگر کا شہر بسایا جسکی فصیلیں ٹھوس اور چوڑی جکلی اجتک موجود ہیں علاوہ اسکے احمد آباد کو آباد کیا جو اُس زمانہ میں بڑا دارالسلطنت تھا اور اب بھی آبادیکی فوط و کثرت اور عمارت کی شان و شوکت سے ہندوستان کے بڑے شہروں میں گنا جاتا ہے § *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۵۰۹ و جلد چار صفحہ ۱۸ اور برڈ صاحب کی تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۹

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۴۱۳ اس کتاب کی جلد چار صفحہ ۲۷ میں واقعات مذکورہ کا سلسلہ مختلف طرح پر مندرج ہے

§ کہتے ہیں کہ احمد شاہ نے یہہ طریقہ جاری کیا تھا کہ ہر سپاہی کو سالانہ تنخواہ کے نصف کی بابت اراضی عنایت کی تھی اور اِس سے پہلے نقد تنخواہ منقسم ہوتی تھی گجرات کے مورخ نے اُس تدبیر کو معقول بتایا مگر یہہ طریقہ سپاہی کے قواعد تعلیم اور قوانین آسایش کے لیئے مضر تھا — برڈ صاحب کی تاریخ

پوشیدہ رہے مگر یہہ بات اچھي طرح ثابت نہیں ہوتي که کب اُس نے بادشاہي کا خطاب اختیار کیا ہاں اُس وقت سے اُس کي سلطنت حقیقت میں شروع ہوئي جبکه گجرات کي حکومت پر متعین کیا گیا اور لڑائیوں میں کامیاب ہوا چنانچه اُس نے ایدر پر قبضه کیا اور اُس کے راجه کو مطیع اپنا بنایا بعد اُس کے جزیرہ نماے گجرات پر ایک بڑي لڑائي لڑکر دایر واقع ساحل دریاے شور پر تصرف کیا اور خاندیس کے بادشاہ سے ضلع سلطان پور کي بابت لڑنے بھڑنے کي طرح ڈالي اگرچه بعد اُس کے معامله مذکورہ بالا کي بابت لڑائیاں جاري رہیں مگر اُس کي عمر تک کوئي تصه برپا نہوا *

ایکبار اُس نے میواڑ کے منڈل گڈھ کا محاصرہ کیا اور بزور و زبردستي روپے کي إمداد اُس سے حاصل کي بعد اُس کے وہاں سے احمیر شریف کي زیارت کو گیا اور جب وہ وہاں سے لوٹا تو جھالور کے شہر اور اُس کے مندروں کو لوٹ کھسوٹ کر تباہ کیا *

ہوشنگ شاہ مالوہ والے بادشاہ سے بہت بڑي لڑائي لڑا اور اُس لڑائي کي ساري وجھه یہه تھي که ہوشنگ شاہ پر یہه شبہه کیا گیا تھا که اُس نے باپ کو زہر دیکر مارا یہه مظفر شاہ اور متوفي بادشاہ آپس میں بڑے گاڑھے یار تھے مظفر شاہ نے انتقام اُس کا چاہا اور اِسي بہانے سے مالوہ پر دھاوا کیا چنانچه اُس کي اُمیدوں سے زیادہ کامیابي حاصل ہوئي یعني ہوشنگ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکي ساري قلمرو پر قابض ہوا مگر سنه ۱۴۰۷ ع مطابق سنه ۸۱۰ ہجري میں بہت جلد اُس کو یہه بات دریافت ہوئي که ممالک مقبوضه پر تصرف اُس کا ممکن و متصور نہیں اور باشندوں کا یہه اِرادہ ہے که اُس کي جگهه دوسرا بادشاہ مقرر کریں غرضکه اُس نے یہه بات مناسب سمجھي که جو کچھه اپنے قیدي سے وصول ہوسکے وصول کرے اور اُس کي حکومت اُس کو واپس دے مظفر شاہ کے عہد حکومت سنه ۱۴۰۸ع مطابق سنه ۸۱۱ ہجري میں محمود تغلق دلي سے بھاگ کر گجرات میں آیا مگر مظفر شاہ نے اُسکي آؤ بھگت اچھي طرح نکي چنانچه وہ مالوہ جانے پر مجبور ہوا *

ہوشنگ شاہ نے اپنے دوبارہ قبضه کو مظفر شاہ کي عنایت نه سمجھا اس لیئے که جب مظفر شاہ مرگیا تو وہ اُس فرقه کا شریک و شامل ہوگیا جو اُس کے پوتے احمد شاہ کي تخت نشیني کا مخالف تھا اور سنه ۱۴۱۱ ع مطابق سنه ۸۱۴ ہجري میں اُن لڑائیوں کو شروع کیا جو مالوہ گجرات میں بہت دنوں تک جاري رہیں احمد شاہ نے مالوہ پر تین مرتبه یورش کي اور ایکبار سارنگ پور واقع مشرق مالوہ تک مارتا چلا گیا جہاں اُس کو بڑي فتح حاصل ہوئي اور مالوہ کے بادشاہ نے

ے موافق هوجاتا تها اور جو لوگ اُسکي قلمرو سے بهاگ کر آتے تهے وہ پناہ اُنکو دیتا تها اور باقي پهاڑي اور جنگلي اضلاع اوس کے بهیلوں اور کولیوں کے قبض قابو میں تهے جن میں بعض بعض راجپوت راجاؤں نے جو مواڑ والوں سے اکثر ناتا رشتہ رکهتے تهے چهوٹي چهوٹي ریاستیں قایم کي تهیں † *

اِس جزیرہ نما میں نو یا دس هندو قومیں بستي رستي تهیں جن میں سے بهت سي قومیں مختلف مختلف زمانوں میں نئي سو برس پہلے کچهہ اور سندہ سے اُٹهکر وهاں آئي تهیں اور غالب یهہ هی کہ وہ قومیں گجرات کے بادشاہ کو خراج تو دیتي تهیں مگر مطیع و محکوم اُس کي نہ تهیں *

مغلوں کے دخل و تسلط کے زمانہ میں یهہ جنوبي ریاستیں موجود تهیں اور چند سال کے اندر اندر خود مختاري کے قریب ایسي هوگئي تهیں جیسي کہ شاهان گجرات کے زمانہ میں تهیں غرض کہ گجرات کے بادشاهوں کا اصلي ملک مقبوضہ صرف وہ میدان تها جو پهاڑوں اور سمندر کے در میان میں واقع هی بلکہ منجملہ اُس کے شرقي حصہ ایک خرد مختار راجہ کے قبض و تصرف میں تها جو جاپانیر کے پهاڑي قلعہ کا حاکم تها علاوہ اُسکے گجرات کا خطہ سمندر کے کنارے کنارے جنوب مشرق تک اسقدر پهیلا پڑا تها کہ سورتهہ کا شهر اور اُس کے آگے کچهہ کا ملک اُسمیں داخل تها *

غرض کہ گجرات کے بادشاهوں نے اِن تهوڑے ذریعوں کي بدولت ایسا بڑا نام پیدا کیا؟ جیسا کہ بهمني خاندان والے بادشاهوں کے سوا دکن کے چهوٹے بادشاهونمیں سے کسي بادشاہ نے نام اپنا روشن کیا *

مظفر شاہ گجراتي کا بیان

سلطان فیروز تغلق کے عهد سلطنت میں نظام مفرح فرحت الملک گجرات کا حاکم مقرر هوا تها مگر جبکہ اُسنے گجرات کے مسلمانوں کو ناراض کیا اور دلي کے دربار کو هندوؤں کے ساتهہ اچهے معاملے برتنے اور اُنکے دین و مذهب کي رسموں کو رواج و رونق دینے سے شک شبهہ میں ڈالا تو محمد شاہ تغلق نے اُسکو معزول کیا اور مظفر خاں کو بجاے اُس کے مقرر فرمایا فرحت الملک نے دس بارہ هزار هندوؤں سے مظفرخاں کا مقابلہ کیا مگر سنہ ۷۹۱ هجري مطابق سنہ ۱۳۹۱ ع میں شکست فاحش کهائي اور مظفرخاں گجرات پر قابض هوا ‡ یهہ مظفرخاں ذات کا راجپوت تها اور باپ اُسکا دلي کے دربار میں چهوٹے درجہ سے بڑے درجہ کو پهونچا تها اور خود مظفر خاں نے مسلمان امیرزادوں کي طرح تعلیم و تربیت پائي تهي اور معلوم هوتا هی کہ هندوؤں سے دشمني برتنے میں بڑا مقصود اُس کا یهہ تها کہ اُس کي اصل و حقیقت

---

† منجملہ اُنکے ڈونگر پور اور بهانس واڑہ وغیرہ آجتک قایم هیں

‡ برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۱

۹ محمود شاہ ثاني سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري
۱۰ بهادر شاہ سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنداليه
۱۱ ميران محمد شاہ فاروقي سنه ۱۵۳۶ع مطابق سنه ۹۴۳ هجري
۱۲ محمود شاہ ثالث سنه ۱۵۵۳ع مطابق سنه ۹۶۱ هجري
۱۳ احمد شاہ ثاني سنه ۱۵۶۱ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري
۱۴ مظفر شاہ ثالث سنه ۱۵۶۱ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري

گجرات کے شمال مشرق اور خود مشرق پر وہ پهاڑي خطه واقع هی جو اروليَ پهاڑوں کو بندهيا چل کے سلسله سے ملاتا هی اور اُسکے جنوب پر سمندر واقع هی جو اُسکے ایک حصه کو گهیرے پڑا هی اور وہ حصه ایسا جزیرہ نما بنگیا هی که صوبه گجرات کے باقي حصه کي چوڑائي چکلائي میں برابر هی اور اُسکے مغرب پر وہ بیابان واقع هی جسمیں رن کچهه کا مشهور ریگستان بهي شامل هی اور اس حد کا کهلا هوا حصه شمال و مغرب میں وهاں واقع هی جهاں ایک میدان کے ذریعه سے جو پهاڑوں اور بیابانوں کے بیچ میں پڑتا هی گجرات کا صوبه مارواڑ سے شامل هو جاتا هی شمالي پهاڑ اُسکے نهایت ناهموار اور صعب گذار هیں اور وہ شاخیں اُسکي جو مغرب کي جانب کو پهیلتي گئي هیں کهیں کهیں جنگلوں سے معمور هیں غرضکه وہ هرے بهرے هیں بلکه بهت سي ایسي کهوئیں اُسکے درختوں کے بنوں سے بهرپور هیں جنکي جڑیں بڑے بڑے دریاؤں سے ملتي هیں یهه ملک جوں جوں پهاڑوں سے الگ هوتا جاتا هی اُسيقدر بے اوت آڑ هوکر کهلتا جاتا هی اور اس ملک کا پائیں حصه جو سمندر کے قریب گهرائي میں جاتا هی اور ساٹهه میل کي چوڑائي چکلائي رکهتا هی نهایت زرخیز اور بارآور هی گجرات کا جزیرہ نما کاٹهي گانهي گجرات کے باقي حصه سے ممتاز کیا جاتا هی اور پهلے زمانه میں اُسکو سوراٹهه یا سوراشترا کهتے تهے اور اب کاٹهیاواڑ اُسکو پکارتے هیں اس جزیرہ نما کا بڑا حصه نیچے نیچے پهاڑوں سے مرکب هی جو اکثر مونڈلے اور بنجر هیں مگر سمندر پر اور میدان ایسے هیں که وہ گجرات کي درونی جانب کو دور تک پهیلتے چلے گئے اور نهایت زرخیز اور کشادہ هیں جنوب کے قریب ایک اور پهاڑي ضلع واقع هی جو بابریا کے نام سے مشهور و معروف هی اور اب وهاں جنگل کے جنگل کهڑے هیں *

جب که گجرات کا صوبه دلي کي قلمرو سے الگ هوا تو نیا بادشاہ اُس کا تهوڑا سا ملک کهلے میدان میں رکهتا تها اور اُس کے شمال مغرب میں جهالور اور سروهي کے خود مختار راجے تهے جن سے وہ کاٹهي گاٹهي خراج بهي لیتا تها اور ایدر کا راجه پهاڑوں کے مغربي حصه پر قابض و متصرف تها اپ اتنے خراج جو اکثر اور کبهي کبهي معین وقتوں میں مقرر کیا جاتا اور ا اپني مرضي بدوں ایک پیسه ندیتا تها مگر گجرات کے بادشاہ کو وہ یوں همیشه ضرر پهونچاتا تها کہ اُسکے مخالفوں

برهان عماد اپني صغر سني کے زمانہ میں غالباً سنہ ۱۵۶۰ ع میں تخت نشین هوا مگر تفال خاں اُس کے وزیر نے اُس کي حکومت کو غصب کیا چنانچہ سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ هجري میں وہ ریاست احمد نگر کي سلطنت میں شامل هوگئي *

بریدشاهي بیدر والی خاندان کا بیان جسکو قاسم برید نے بنا کیا

۱ قاسم برید سنہ ۱۴۹۸ ع مطابق سنہ ۹۰۴ هجري

۲ امیر برید سنہ ۱۵۰۴ ع مطابق سنہ ۹۱۰ هجري

۳ علي برید سنہ ۱۵۴۹ ع مطابق سنہ ۹۴۵ هجري

۴ ابراهیم برید سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۹۰ هجري

۵ قاسم ثاني سنہ ۱۵۶۹ ع مطابق سنہ ۹۹۷ هجري

۶ مرزا علي سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۱۰۰۰ هجري

بریدبادشاهوں نے بهمني خاندان والے بادشاهوں کے وزیر وقایم مقام هونے سے اگرچہ پهلے پهلے قدر و منزلت حاصل کي تهي مگر قاسم برید کي زندگي سے آگے وہ دهوکہ نچل سکا چنانچہ اُس نے اور اُس کے جانشین امیر برید نے بادشاهي کا خطاب اِختیار کیا اور ملک اُس کا تهوڑا تها اور باوصف اُس کے حدود اُس کي بیطرر و طرح واقع هوئي تهیں اور بخوبي متعین نہ تهیں اور اُن کے نیست و نابود هونے کا زمانہ بهي محقق و ثابت نهیں *

جس زمانہ میں کہ فرشتہ والے نے اپني تاریخ کا حصہ سنہ ۱۶۰۹ ع مطابق سنہ ۱۰۱۸ هجري کي بابت پورا کیا تها اُسي زمانہ میں امیر برید ثاني اپني قلمرو میں حکومت کرتا تها *

گجرات کے بادشاهوں کا بیان

۱ مظفر شاہ سنہ ۱۳۹۶ ع مطابق سنہ ۷۹۹ هجري

۲ احمد شاہ سنہ ۱۴۱۲ ع مطابق سنہ ۸۱۵ هجري

۳ محمد شاہ سنہ ۱۴۴۳ ع مطابق سنہ ۸۴۷ هجري

۴ قطب شاہ سنہ ۱۴۵۱ ع مطابق سنہ ۸۵۵ هجري

۵ داؤد شاہ بادشاہ یک هفتہ

۶ محمود شاہ بیکرہ سنہ ۱۴۵۹ ع مطابق سنہ ۸۶۳ هجري

۷ مظفر شاہ ثاني سنہ ۱۵۱۱ ع مطابق سنہ ۹۱۷ هجري

۸ سکندر شاہ سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ هجري

کے جاہ و جلال میں کسی قسم کا تغیر واقع نہوا اور اُنکے مال و دولت کی ترقی ہندوئں کے مال و دولت کی بدولت ہوئی بعد اُس کے جب اوڑیسہ میں شور و فساد برپا ہوئے اور سنگانہ کی جانب سے اُس پر حملہ کیا گیا تو ابراہیم شاہ نے یہہ فائدہ اُٹھایا کہ اوڑیسہ پر بایں غرض حملہ کیا کہ راجمہندری اورنیز اُس ملک پر قبض و تصرف دوبارہ حاصل کرے جو دریاے گوداوری سے چیکا کول تک واقع ہی اور بہمنی سلطنت کے برباد ہونے پر ہندوئں نے اُس پر قبضہ کیا تھا اور محمد قلی اُس کے جانشین نے اپنی فتوحات کو دریاے کشنہ کے جنوب تک پہونچایا تھا اور کندی کوٹہ اور کداپا اور نیز اُس ملک کے باقی حصوں کو جو دریاے پنار کے کنارہ تک واقع ہیں اپنی قلمرو میں داخل کیا تھا اسی بادشاہ نے حیدر آباد کو بنایا بسایا اور پہلے پہل نام اُسکا بھاگ نگر رکھا چنانچہ ہندو لوگ اُس کو اب بھی اُسی نام سے پکارتے ہیں اور دارالسلطنت گولکنڈہ کو جو قریب اُس کے واقع تھی چھوڑ کر حیدرآباد کو دارالسلطنت بنایا تھا *

یہہ بادشاہ اکبر بادشاہ کے احمد نگر پر متصرف ہونے سے کئی برس بعد تک برماں برمائی کرتا رہا مگر اس دور دراز معاملہ سے اُس کی حالت و حیثیت میں بہت تھوڑی تبدیلی واقع ہوئی *

عماد شاہی خاندان برار کا بیان جسکا بانی فتح اللہ عمادالملک ہوا جو ایک نو مسلم کی اولاد تھا

۱ فتح اللہ عمادالملک سنہ ۱۴۸۴ مطابق سنہ ۸۹۰ ہجری *
۲ علاؤالدین سنہ ۱۵۰۴ع مطابق سنہ ۹۱۰ ہجری
۳ دریا عماد شاہ سنہ ۱۵۲۹ع مطابق سنہ ۹۳۶ ہجری
۴ برہان عماد شاہ بن دریا شاہ سنہ ۱۵۶۱ع مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری
۵ تفال شاہ

اِس چھوٹی سلطنت کا جو تھوڑا بہت حال دریافت ہوا وہ اُس کے پس پردہ کی سلطنتوں کی تاریخوں میں بیان ہوچکا باقی جغرافی چکنٹی اُس کی یہہ ہی کہ اندادری پہاڑوں سے لیکر دریاے گوداوری تک پھیلی ہوئی تھی مغربی سرحد اُس کی احمد نگر اور خاندیس اور زمیں کے خط مشرقی کے چھتروین درجہ کے تخمیناً نصف تک پہونچتی ہی مگر شرقی سد اُس کی محقق نہیں اور غالب یہہ ہی کہ اُس میں ناگپور داخل نہیں *

اگرچہ فتح اللہ عمادالملک کو بادشاہی استیاروں کے برتاؤ کا اختیار حاصل تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ پہلے پہلے علاؤالدین ہی نے بادشاہی خطاب اختیار کیا † *

---

† اِس بات کو فرشتہ والے نے مختلف مقاموں میں مختلف طوروں سے بیان کیا مگر برگز صاحب کے ترجمہ جلد تین صفحہ ۳۵۵ اور ۳۶۱ کو دیکھنا چاہیئے *

کے ٹکڑے اور جنوب مغربي اضلاع بیجانگر کي ریاست کے حصے تھے مگر اُس کے ملک مفتوحہ کا بڑا حصہ خاندان ورنگل اور تلنگانہ کے اور راجاؤں کي ریاستوں کے بقیات سے حاصل ہوا تھا قطب قلي شاہ نے بمقام کونداپلي ایک بڑي فتح اُن سارے راجاؤں پر حاصل کي تھي جو باہم متفق ہوئے تھے اور اوڑیسہ کا راجہ بھي شریک اُن کا تھا اور بعد اُس کے اگرچہ بیجانگر کے راجہ نے اپنے دین و مذہب کي تائید و اعانت میں بڑي جد و جہد اُٹھائي مگر ورنگل کي حکومت پھر بحال نہوئي اور مسلمانوں کي قوت کو حدود مذکورہ میں کسي قسم کا ضعف عارض نہوا *

سلطان قلي کے ساز و سامان جنگ میں جو ہندوؤں کے مقابلہ پر اُس کي سعي و ہمت سے درست کیئے جاتے تھے گاہ گاہ اپنے قرب و جوار کے مسلمان بھائي بادشاہوں کے حملوں دھاووں سے اور خصوص اسماعیل عادلشاہ کي یورش سے خلل آتا تھا مگر باقي بادشاہوں کي نسبت یہہ بادشاہ دکن کے بادشاہوں کي لڑائیوں میں بہت کم شریک ہوا *

جب کہ سلطان قلي نوہ برس کو پہونچا تو اُس کے بیٹے جمشید قلي نے اُسکو قتل کیا اور اُس کي جگہہ تخت پر بیٹھا اور سات برس سلطنت کرکے مرگیا بعد اُس کے ایک صغیر سن بادشاہ ہوا اور کل چند مہینے بادشاہ رہا مگر چوتھا بادشاہ ابراھیم شاہ تیس برس تک فرمانروائي کرتا رہا اور جو بڑے بڑے واقعات اِس خاندان میں واقع ہوئے اِسي بادشاہ کے عہد حکومت میں اکثر وقوع میں آئے *

ابراھیم شاہ کا وزیر ایک ہندوجگدیو نامي تھا اور اکثر اُس کي پیادوں کي فوج اور سارے قلعہ بند سپاھیوں کا بڑا حصہ ہندو تلنگوں سے مرکب تھا یہہ جگدیو اپنے آقاے نامدار سے ناراض ہوکر برار کو چلا گیا اور وہاں جاکر ایک بڑي فوج کا حاکم ہوگیا بعد اُس کے بیجا نگر والے رام راجہ کي ملازمت میں داخل ہوا جبکہ اس راجہ کے رعب و داب کي بدولت علي عادلشاہ اور علي برید شاہ اور خود راجہ باہم متفق ہوئے تو جگدیو اِن شریکوں کے سہارے بھروسہ پر ابراھیم شاہ کي قلمرو کے ایک بڑے حصہ کو دبا سکا اور خود اُس کو اُس کي دارلریاست میں محصور کرسکا مگر باہم آشتي ہوگئي اور امن و آمان کي صورت قایم رھي بعد اُس کے ابراھیم شاہ اُس عام اتفاق میں شریک و شامل ہوا جو رام راجا بیجا نگر والے کے خلاف و مقابلہ پر منعقد ہوا تھا *

قطب شاھي خاندان کے بادشاہ اور مسلمان بادشاھوں کے جنگ و جدال اور سلوک و اتفاق میں شریک و شامل ہوئے اور عموماً اُن کو احمد نگر کے بادشاھونکے سلسلہ میں گنتے ہیں مگر اُن خلافوں اور سلوکوں سے قطب شاھي خاندان والوں

تین آدمی تو عین مقام پر مارے گئے اور باقی زخموں کی اذیت سے مرگئے اِس لیئے کہ وہ کشتیاں تلواروں سے ہوتی تھیں † *

احمدنگر کی سلطنت اپنے نہایت اقبالمندی کے زمانہ میں اُس صوبہ پر مشتمل تھی جس کو اب اورنگ‌آباد کہتے ہیں اور صوبہ برار کا تمام مغربی حصہ اُس میں داخل تھا اور منجملہ اِسی سلطنت کے کنکان اور سمندر کے کنارہ کا ایک حصہ ان خطوں کے درمیان میں واقع تھا جو گجرات اور بیجاپور کی ریاستوں سے تعلق رکھتے تھے *

قطب شاہ کے خاندان گولکنڈہ کا بیان جس کا بانی قطب قلی ترکمان تھا

۱ سلطان قلی شاہ سنہ ۱۵۱۲ مطابق سنہ ۹۱۸
۲ جمشید قطب شاہ سنہ ۱۵۴۳ مطابق سنہ ۹۵۰
۳ سبحان قلی شاہ سنہ ۱۵۵۰ مطابق سنہ ۹۵۷
۴ ابراهیم شاہ سنہ ۱۵۵۰ مطابق سنہ ۹۵۷
۵ محمد قلی شاہ سنہ ۱۵۸۰ مطابق سنہ ۹۸۸

قطب شاہ بانی خاندان گولکنڈہ همدان واقع ایران کا باشندہ تھا اور دعوے اُس کا یہہ تھا کہ میں اپنی قوم کے سرداروں کی آل اولاد ہوں اور اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ وہ سپاہیانہ روز گار کی تلاش اور جستجو میں آزادانہ حیثیت و صورت سے هندوستان میں آیا اور ایک بہمنی بادشاہ کے پہرہ والوں میں داخل ہوا اور بہت سے موقعوں پر صرف اپنی سعی و کوشش سے آپ کو معزز و ممتاز کیا اور جب کہ بہمنی ریاست کا کام ابتر ہوگیا تو وہ تلنگانہ کا حاکم تھا مگر یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ کس سن و سال میں بادشاہی کا خطاب اُس نے اختیار کیا ہاں غالب یہہ ہی کہ سنہ ۱۵۱۲ ع مطابق سنہ ۹۱۸ هجری سے حقیقت میں بادشاہ ہوا *

اگرچہ پہلے پہلے اُس نے اپنے مذہب کا اظہار نہ کیا مگر جب کہ وہ تخت پر بیٹھا تو اُس نے کھلم کھلا تشیع کا اقرار کیا اور اپنی قلمرو میں شیوع اُسکو بخشا اور کوئی مقابلہ پیش نہ آیا بہت دنوں سلطنت کرکے وہ ملک اپنے وارثوں کے لیئے چھوڑ گیا جو دریائے گوداوری سے کشنہ کے آگے تک اور سمندر سے ایسے خط تک پہیلا ہوا ہی جو حیدر آباد کے مغرب میں مشرقی خط طول ارضی کے اٹھترهویں درجہ کے قریب کھینچا جاوے اس خط کے شمال مغربی اضلاع بہمنی سلطنت

† بریگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۸

بڑھایا مگر اِس کامیابي سے پہلے یہہ ذلت نظام شاهي خاندان کے بادشاه کو نصیب هوچکي تهي که بهادر شاه گجراتي نے اُس کو اُسي کي دارالریاست میں مجبور اور اپنے فضل و فوقیت کے تسلیم اور نهایت نیازمندانه اطاعت پر مجبور کیا تها † اور نیز اِس سے بڑي خفت اُس کے جانشین کي بهي مترصد بیٹهي تهي جس کو رام راجا بیجانگر والے نے جو اُسي زمانه میں بیجاپور کي ریاست سے موافق هوگیا تها سنه ۱۵۳۰ مطابق سنه ۹۳۷ هجري میں بمقام احمدنگر گهیر گهار کر ایسي ملاقات کرنے میں دبایا لچایا تها جس میں اُس کے کمتر هونیکي شرطیں قرار دي گئي تهیں *

اُسي شیخي اور غرور کي بدولت جو رام راجا نے خاص اِس موقع پر اور علاوه اُس کے اور موقعوں پر ظاهر کیا سنه ۱۵۶۵ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں سارے مسلمان اُس کے مخالف هوگئے جس کا نتیجه بیان هوچکا ایک موقع کے لحاظ و حیثیت سے گو وه موقع احمد نگر کے حق میں مفید و نافع نه تها احمد نگر کي زور و قوت اور جاه و حشمت کا تصور آتا هے اِس لیئے که بیان کیا گیا که ایک بار احمدنگر کے بادشاه نے عادل شاه پر توج کشي کي تهي جس میں چهه سو توپیں مخالفوں کے هاتهه آئیں اگرچه بهت سي اُن میں سے چهوٹي چهوٹي هونگي مگر ایک برنجي توپ ایسي تهي که دنیا میں از روے قد و قامت کے جواب اُس کا پایا نهیں جاتا تها اور اب بهي بیجاپور میں موجود هی ‡ *

فرشته والے نے بیان کیا که اِس خاندان کے عهد دولت میں بخلاف معمول ایشیا والوں کے نهایت خفیف نزاعوں پر کشتیاں هوتي تهیں اور منجمله فریقین کے جو شخص اُس سے اِنکار کرتا تها وه نهایت ذلیل و بے عزت سمجها جاتا تها اور جب کشتي میں کچهه مکر و فریب نهوتا تها تو فریقین میں سے ایک کے مرجانے سے دوسرے پر کسي قسم کا الزام جرم عاید نهوتا تها فرشته والے نے بهي اِسي قسم کي کشتي اپني آنکهوں سے دیکهي چنانچه وه بیان کرتا هی که هر طرف تین تین آدمي کهڑے تهے اور منجمله اُن کے پانچ آدمي درباري ذي عزت اور سفید ڈاڑهي والے تهے

---

† اِس موقع پر بهادر شاه نے اپني بڑائي کو اس طرح جتایا که اُس نے نظام شاهي بادشاه سے اپني خاص گجراتي زبان میں گفتگو کي مگر نظام شاهي بادشاه نے جواب اُس کا فارسي میں دیا جسکو دونوں سمجهتے تهے ۱۲

‡ اِس توپ کي مهري کا قطر ۴ فٹ ۸ انچهه هی اور اُس مهري کي اندروني جانب کا قطر دو فٹ چار انچهه هی یعنے اِس قطر کا گوله اُس میں بهرا جاتا هی اور طول اس کا صرف ۱۵ فٹ هے اور وزن اُس کا ایک هزار ایکسو بیس من هی

بهمني سلطنت کے ثروت نے بهوت نے پر آپ کو بادشاہ پکارا جیسا کہ بالا مذکور هوا اولاد اُس کي ایسي معقول پسند تهي کہ وہ اپني اصل و حقیقت سے شرماتي گهبراتي نہ تهي چنانچہ موضع بیڑي واقع صوبہ برار کے قبض و تصرف کے لیئی جہان برهمن آبا و اجدا اُن کے موروثي پٹواري تهے برار کے بادشاهوں سے لڑتے جهگڑتے رهتے تهے اور اپنے موروث اعلے کي رو و رعایت سے برهان شاہ دوسرے بادشاہ نے کنورسین برهمن کو بڑا وزیر اپنا مقرر کیا اور اُس اعتماد و تکیہ کي بدولت جو اُس کو اُس کي ذات خاص پر حاصل تها بہت سا فائدہ اوٹهایا اُس خاندان نے بیجاپور کے خاندان کي یہہ نقل اُتاري کہ مرهٹوں کو ملازم رکها مگر اِس قدر کثرت سے ملازم نرکهے جس قدر کہ بیجاپور کي سلطنت میں ملازم تهے چنانچہ جو مرهٹے نظام شاهوں سے علاقہ ملازمت رکهتے تهے وہ اکثر پیادہ تهے اور پهاڑي قلعوں مین حفظ و حراست کا کام اُن سے لیا جاتا تها جو فیاضي کہ نظام شاهي بادشاهوں نے اور مذهبوں کي نسبت اپنے قلمرو میں برتي اُس کي بدولت اُن فرقوں کے اثر سے محفوظ و مامون نہ تهے جو ان کے خاص مذهب میں قایم تهے چنانچہ دوسرے بادشاہ نے علانیہ تشیع کو اختیار کیا اگرچہ خاص قلمرو کے مفسدوں اور پختہ مذهب کے متفق بادشاهوں کي جانب سے سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۳ هجري میں اُس پر بہت سے حملے هوئے مگر اِس بادشاہ کو بیجاپور والے بادشاہ کي نسبت بہت زیادہ کامیابي حاصل هوئي اور بڑي خوبي سے گروہ اُس کا قایم رها *

میران حسین پانچویں بادشاہ کے مارے جانے سے مذهب کا تبدل واقع هوا اور جن اوپري لوگوں نے اُس کو قتل کیا تها وہ سارے مارے گئے اور سني غالب آئے چنانچہ سنہ ۱۵۶۸ ع مطابق سنہ ۹۹۶ هجري میں تسنن نے رواج پایا *

بعد اُس کے چهٹے بادشاہ اسماعیل کے عهد حکومت میں خاص اهل سنت جماعت میں اِس لیئے جهگرا برپا هوا کہ وزیر اعظم نے مهدویہ فرقہ کي حمایت پر کمر باندهي جس سے سارے مسلمانوں کو بغایت نفرت تهي اور شاید اِسي جهگڑے کي بدولت یہہ بات پیدا هوئي کہ سنہ ۱۵۸۸ ع مطابق سنہ ۹۹۷ هجري میں اصلي دکني اور حبشي ایسے نزاعوں میں جن کے وقوع سے سلطنت کا کارخانہ ابتر هوگیا مختلف طرفوں کے حمایتي بنگئے مگر وہ نزاع ایسے تهے کہ مذهبي جهگڑوں پر بہت کچهہ مشتمل نہ تهے * ۔

احمدنگر کي حکومت کو اور بادشاهوں کے اتفاقوں اِختلافوں میں جہاں جہاں شمول وشرکت حاصل هوئي بیان اُس کا گذرچکا علاوہ اُن کے خاندیس اور برار والوں سے خاص اپنے مقدمہ کي بابت بهي چند ایسي لڑائیاں لڑیں جس میں خاندیس و برار کو سنہ ۱۵۷۲ ... زیر تباہ و خاک سیاہ کیا اوس کي تباهي سے اپني قلمرو کو

پھر اُسکو اُسنے فتح کیا بعد اُسکے اسماعیل شاہ اُسکے بیٹے کے قبضہ سے پھر خارج ھوا †
مگر جبکہ بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۰ع میں بیجاپور اور احمد نگر والے بادشاھوں نے
مقام گویا اور چول میں پرتگال والوں پر یکبارم حملہ کیا اور دونوں پسپا کیئے گئے، تو
صاف اُس سے واضح ھی کہ وہ اپنے مخالفوں کے خوف و ھیبت سے اور سھمگین خو
و خصلت سے ناواقف نہونگے ‡ *

بیجاپور احمدنگر کے بادشاھوں کا اتفاق اور تالي کوٹہ کي بڑي لڑائي اکبر بادشاہ
کي تخت نشیني کے پیچھے واقع ھوئي اور جبکہ اکبر نے دکن کے کاموں میں دستاندازي
شروع کي تو ابراھیم شاہ ثاني بالغ ھوچکا تھا اور احمد نگر کے ملکي قصے تضایوں
میں سنہ ۱۵۹۵ع مطابق سنہ ۱۰۰۴ ھجري میں بڑي گرمجوشي سے مصروف و
آمادہ تھا *

نظام شاھي خاندان کا بیان جس کي بنیاد احمد نو مسلم نے ڈالي

۱ احمد شاہ سنہ ۱۴۹۰ع مطابق سنہ ۸۹۶ ھجري
۲ برھان شاہ بن احمد شاہ سنہ ۱۵۰۸ع مطابق سنہ ۹۱۴
۳ حسین شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۵۳ع مطابق ۹۶۱
۴ مرتضی نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲
۵ میران حسین شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۶
۶ اسماعیل شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۷
۷ برھان شاہ ثاني سنہ ۱۵۹۰ع مطابق سنہ ۹۹۹
۸ ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۹ احمد شاہ ثاني بن شاہ طاھر سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۴
۱۰ بہادر شاہ بن ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ مطابق سنہ ۱۰۰۴

نظام شاھي خاندان کا باني احمد کا باپ بیجاپور کا ایک برھمن تھا جو گرفتار
ھوکر غلاموں کي مانند ایک بھمني بادشاہ کے ھاتوں بکا تھا اور مسلمان بھي ھوگیا تھا
یہانتک کہ اُس حکومت میں اول درجہ کو پھونچا اور اُسکے صاحبزادہ بلند اقبال نے

---

† یہہ دوسرا مرتبہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۰ ع میں البکرکیو پرتگال والے نے مقام
گویا کو چھینا تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۴ اور گرینٹ ڈف
صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۷۷

جوتنوں میں اپنے راجہ والی دیرگدہ کے نیست نابود ہوجانے سے بات اُنکی بگڑ گئی تھی یہانتککہ رعایا سمجھے جاتے تھے اور اور لوگوں کی طرح ملازم رکھے جاتے تھے چنانچہ یوسف عادلشاہ اول نے ایک مرھٹے سردار کو بارہ ہزار پیادوں کی حکومت عنایت فرمائی تھی † *

اور پچھلی سلطنتوں میں مرھٹے بیجا پور کے باشندوں کے اقبال و دولت میں شریک و شامل رہے چنانچہ جب کبھی ہندوستانیوں یعنی بیجاپور والوں کا فریق دربار میں غالب ہوتا تھا تو بہت سے مرھٹے بھرتی ہوتے تھے برگیوں کے نام سے مشہور تھے اور اکثر لوگ اُنکے سوار ہوتے تھے اور اسلیئے کہ لڑائی کے کاموں میں ہلکے پھلکے اور لٹیروں کی مانند چست و چابک تھے تو حفظ و حراست کی بابت وہ طریقہ برتا کرتے تھے جسکے برتاو پر بیجاپور کی ریاست غنیم کے دھاوے محاصرے کے وقت ھمیشہ مایل ہوتی تھی یعنی پاس پروس کے شہر و دیہات کو اس غرض سے ویران کرتی تھی کہ دشمن کو رسد وغیرہ کی طرف سے دشواری پیش آوے *

یہہ نئی بات بیان کے قابل ہی کہ اس بادشاہ ابراھیم عادلشاہ نے یہہ ہدایت کی تھی کہ سرکاری حساب کی کتابوں میں فارسی کی جگہہ مرھٹی برتی جاوے اور جبکہ یہہ دھیان کیا جاتا ہی کہ سارے دیہاتی محاسبوں کی بولی دکنی تھی اور مال کے اہلکار اور جمعبندی کے افسر سارے ہندو تھے تو نہایت تعجب ہوتا ہی کہ دکنی بولی اس سے پہلے کیوں مروج نہوئی اور تقلید اُسکی بڑی وسعت سے باقی ریاستوں میں کیوں نکی گئی *

مسلمان بادشاھوں میں تھے تقاضے رھتے تھے اور متفق گروہ قایم ہوتے تھے اور ان دونوں باتوں میں بیجانگر کا راجہ اور خاندیس اور گجرات کے بادشاہ شریک اُنکے ہوتے تھے اور گجرات کا بادشاہ سب سے زیادہ پایہ والا تھا اور ان تمام لڑائیوں میں نظام شاہ احمد نگر والا اس عادلشاہ کا دایمی مخالف تھا اور اُنکی باھمی مخالفت اُن باھمی نزاعوں کے باعث قایم تھی جو دونوں کی جانب سے شولاپور اور چند اضلاع واقعہ ساحل چپ دریاے بیمہ کی بابت برپا رھتے تھے *

آخر کار یہہ عادلشاہ اور نظام شاہ اور برید شاہ اور قطب شاہ چار بڑے بڑے بادشاہ رام راجا بیجانگر والے کے مقابلہ پر متفق ہوئے جسکا نتیجہ بالا مذکور ہوا *

عادلشاھی بادشاھوں کی اُن لڑائیوں کا حال جو پرتگال والوں سے واقع ہوئیں ہندوستانی مورخوں نے دیدہ و دانستہ غفلت شعاری اور سہل انگاری سے بیان کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ شہر گویا یوسف عادلشاہ کے قبض و تصرف سے خارج ہوگیا تھا اور

† گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ جلد ایک صفحہ ۹۳

سے بیٹھي تھي غرض کہ اُس نے اُس مذھب کو اپني سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنے
اُسي مذھب کي تائید و حمایت کرتا تھا اور ایسي ناشایستہ حرکت سے جسکي مثال
اقلیم ھندوستا میں پائي نہیں جاتي اپني ساري رعایا میں ناراضي پھیلائي اور
سارے مسلمان بادشاھوں کو اپنے خلاف و مقابلہ پر متفق کیا مگر بڑي دلیري
دلاوري سے متفق بادشاھوں کے مقابلہ میں جما رھا اور اُن کے اتفاق کے توڑنے میں
بڑي کوشش اور دانشمندي ظاھر کي مگر جب تک کہ اُن انوکھي باتوں سے
کنارہ کش نہوا جن کو اُس نے دین و مذھب میں ایجاد کیا تھا تو یہہ بات اُسکو
حاصل نہوئي کہ وہ سارے مخالفوں کو آپ سے راضي کر سکے *

یوسف عادل شاہ کے مرنے پر اسماعیل اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ھوا مگر صغر
سني کے باعث سے سلطنت کا کام کاج اُس کے وزیر کمال خاں دکني کے قبضہ قدرت
میں رھا جس نے غصب ریاست کي طرح ڈالي تھي اور اسي نظر سے سني ملسمانوں
کي سرداري اختیار کي تھي اور ایرانیوں کو شکستہ خاطر کرکے موقوف کیا تھا مگر
نصیبوں سے تدبیر اُس کي راس نہ آئي اور وہ نو جوان بادشاہ غالي شیعہ بن گیا اور
فوج کو غیر ملکي یعنے ایراني لوگوں سے قایم کیا اور ھندوستانیوں میں سے سوایے
راجپوت اور پٹھانوں کے ملازم نہ رکھا † جو اُس کے ملک میں نہ بستے تھے اور بیگانہ
ملک والوں کے رنگ ڈھنگ اختیار کیئے اور فارسي ترکي زبانوں کو ھمیشہ برتاؤ میں
میں لایا اور دکني زبان پر ترجیح اُنکو دي ‡ *

جبکہ عادل شاہ تیسرا بادشاہ چھہ مہینے سلطنت کرکے مرگیا تو ابراھیم اُسکا بیٹا
اُسکي گدي پر بیٹھا اور نہایت متعصب سني ھوا چنانچہ اُس نے تمام ایرانیوں کو
موقوف کیا مگر جبکہ بعد اُسکے اُسکا بیٹا علي عادلشاہ اُسکي جگھہ جانشین ھوا تو
اُسنے دادا کے مذھب کو اوجالا اور غالي شیعوں کا طور و طرز اختیار کیا اور ایرانیوں
کو دوبارہ ملازم رکھا اور ابراھیم عادلشاہ ثاني اُسکے بیٹے کي صغر سني میں سني
شیعوں میں قصہ برپا ھوا جسمیں سني غالب آئے *

مذکورالصدر انقلاب کي نسبت بڑي تبدیلي یہہ ھوئي کہ مرھٹوں کو سرفرازي
حاصل ھوئي جنکي اصل و حقیقت یہہ تھي کہ احمدنگر اور بیجاپور والے بادشاھوں کے

---

† اگرچہ ھندوستاني لوگ انغان کے معنوں میں پٹھان کے لفظ کو
استعمال کرتے ھیں مگر عموماً افغانوں کي اولاد میں بولا جاتا ھے جو ھندوستان
میں پیدا ھووے

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۱۷۲ اِس صفحہ کے
دیکھنے سے دریافت ھوتا ھے کہ دکني بولي جو ھندي زبان کي ایک شاخ ھے سولھویں
صدي کے شروع میں دکن کے مسلمانوں کي معمولي زبان تھي

بیجاپور کے شاہی خاندان کا بیان جسکو یوسف ترکی غلام نے قایم کیا

فہرست

یوسف عادل شاہ ایک مشہور خاندان سے اپني نسل کو نسبت کرتا تھا اور ایک معقول تاریخ سے تائید اُسکي پھونچاتا تھا چنانچہ ہندوستان کے مورخ بیان کرتے ھیں کہ وہ عثمان ترک شاہ روم کا بیٹا اور محمد ثاني کا بھائي تھا جسنے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا مگر محمد کي تخت نشیني کے وقتوں میں شیرخوارہ تھا اور اپني ماں کي تدبیر و حکمت سے اپنے بھائیوں کے ساتھہ قتل ھونے سے محفوظ و مامون رھا تھا اور اوسکي بدولت ایران کو پھونچایا گیا تھا اور جب کہ وہ سولہہ برس کو پھونچا تو ایران سے بایں وجھہ بھاگنے پر مجبور ھوا کہ اُسکو رومي خاندان کا سمجھنے لگے اور کچھہ کچھہ شک اوسکي نسبت پیدا ھونے لگا چنانچہ وہ ایران سے بھاگا اور بھمني خاندان کے دربار میں پیش کیا گیا اور غلاموں کي طرح بیچا گیا اور دلاور غلاموں کے طور و طریقوں سے معزز و ممتاز ھوا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ تخت نشین ھوگیا *

بادشاہ ھوتے ھي قاسم برید کے مقابلہ پر سرگرم رھا جو بھمني حکومت کو دبا بیٹھا تھا اور علاوہ اس کے ادھر اودھر کے راجاؤں کے ملکوں کے چھیننے میں مصروف ھوا جو اوسکي مانند اپني خود مختاري کے قیام و استحکام کے خواھاں تھے اور بیجانگر کے راجہ سے برابر لڑے گیا انجام کار وہ کامیاب رھا اور جو جو فتوحات اُسکے ھاتھہ آئیں ایک طرح کے بھیا چارے کے عہد نامہ سے مضبوط اُن کو کیا جو احمدنگر اور برار کے نئے بادشاھوں سے کیا گیا تھا اور اُس کے ذریعہ سے اپنے اپنے ملک کي نسبت ھر ایک کا حق و دعوي تسلیم کیا گیا *

اُس کي قلمرو کا عرض طول ایسا تصور کیا جاوے کہ دریاے بیمہ اور کشنا کو حد شرقي اور تمبادرہ کو جنوبي اور تپتي سے گویا تک سمندر کو حد غربي اور شاید دریاے نیرہ کو حد شمالي مانا جاوے *

بعد اُس کے تشیع کي گرمجوشي سے تازي دشواریوں میں پڑا اور یہہ گرمجوشي اُسکي طبیعت میں ایران کے رھنے سہنے اور شیخ صفي کے خاص خاص معتقدوں کے ملنے جلنے

لڑائیاں مدت تک جاري رهیں مگر هندو مسلمانوں کي سرحدوں میں کوئي بڑي تبدیل اُن سے واقع نهوئي چنانچه اوڑیسه اور تلنگانه کے راجے سنه ۱۴۶۱ ع مطابق سنه ۸۶۵ هجري میں بیدر کے دروازوں تک چلے آئے جو اُس زمانه میں بهمني خاندان کا دارالحکومت تها مگر مسلمان آخر کار اونپر غالب آئے یہاں تک که دریاے کشنا اور تمبادره کے درمیان کے بهت سے ملکوں پر قابض و متصرف هوئے اور سنه ۱۴۲۱ میں احمد شاه بهمني نے ورنگل پر پورا پورا قبضه کیا اور تلنگانه کے راجه کو اُس کي پراني دارالحکومت کے چهوڑنے پر دبایا *

محمد شاه بن همایون شاه کے عهد سلطنت سنه ۱۴۷۲ ع مطابق سنه ۸۷۶ هجري میں جو بهمني بادشاهوں کا پچهلا بادشاه اور بادشاهي اختیاروں کو پورا پورا برتتا تها اوڑیسه والے راجه کے رشته دار انبر راے نے محمد شاه مذکورالصدر سے اوڑیسه کے استحقاق حکومت کے مقدمه میں اعانت چاهي اور اعانت کي عوض اور فتحیابي کي صورت میں راجمہندري اور کونداپلي کے پرگنوں کو جو دریاے کشنا اور گوداوري کے دهانوں پر واقع تهے دینا ٹهرایا محمد شاه نے درخواست اُس کي قبول کي اور اُس جهوٹے دعوي دار کي امداد و اعانت کي غرض سے تهوڑي سي فوج اپني بهیجي چنانچه انبر راے کو قبضه دلایا گیا اور اضلاع موعوده مسلمانوں کے قبضه میں آئے اور جب که بعد اُس کے سنه ۱۴۷۷ ع مطابق سنه ۸۸۲ هجري میں انبر راے نے اضلاع مذکوره پر قبضه کرنا چاها تو محمد شاه آپ اُس کے ملک پر چڑه کر گیا غرض که اُسکو مطیع اپنا بنایا اور راجمہندري کونداپلي کے نظم و نسق سے فراغت پاکر مغرب کیجانب سمندر کے کنارے کنارے کوچ کیا اور ماسولي پاٹن کو فتح کر کے اپني قلمرو میں داخل کیا اور مشهور بندر کالنجي یا کنچي درم تک جو مندراس کے متصل واقع هی مارتا چلا گیا اور مشهور مندر کو لوٹ کهسوٹ کر خاک سیاه کیا *

هندوستان کے بحر مقابل پر بهي یهه بادشاه ایسا کامیاب هوا که اُسکے وزیر نے کنکان پر قبضه کیا جو گهاٹوں اور سمندر کے خط مغربي کے درمیان میں تبتي سے لیکر گویا تک واقع هی بهمني بادشاهوں نے چالیس برس سے زیاده زیاده مذکورالصدر فتح میں صرف کیئے اور اس ناهموار اور جنگلي قلمرو میں بهت سے نقصان اوٹهائے مگر باوصف اس کے پورا پورا مغلوب نکرسکے *

بهمني بادشاه اکثر وقتوں میں خاندیس اور مالوه والے بادشاهوں سے برار کي سرحدوں پر لڑتے جهگڑتے رهے چنانچه ایک موقع پر سنه ۱۴۶۱ اور سنه ۶۲ع میں مالوه کا بادشاه بیدر تک گهستا چلا آیا جو اُس زمانه میں بهمني بادشاهوں کا دارالسلطنت تها مگر تقدیر نے یاوري کي که گجرات والوں کي کمک پهونچ گئي اگر وه کمک نه پهونچتي تو بیدر فتح هو جاتا *

۱۳ محمد شاہ ثاني بن همايوں شاہ سنہ ۱۴۶۳ ع مطابق سنہ ۸۶۷ هجري
۱۴ محمود شاہ ثاني سنہ ۱۴۸۲ع مطابق ۸۸۷ هجري

نام کے بادشاہوں کي فہرست

۱۵ احمد شاہ ثاني بن محمود شاہ سنہ ۱۵۱۸ ع مطابق سنہ ۹۲۴ هجري
۱۶ علاءالدين ثاني بن احمد شاہ سنہ ۱۵۲۰ع مطابق سنہ ۹۲۷ هجري
۱۷ ولي الله بن سلطان محمود شاہ سنہ ۱۵۲۲ ع‌مطابق سنہ ۹۲۹ هجري
۱۸ کليم الله بن محمود شاہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ هجري

حسن کانگوے دکن کا پہلا بادشاہ اپني ذات سے چھوٹے پایہ کا پٹھان اور کسي زمانہ میں دلي کا باشندہ تھا اور معاش اُس کي ایسي تنگ تھي نہ اس نے تھوڑي زمین اپنے بونے جوتنے کے لیئے کانگوے منجم برهمن سے جو محمد تغلق کا معزز ملازم تھا بطور کرایہ لي تھي حسب اتفاق اُس نے کھیت میں بڑا دفینہ پایا اور دین و دیانت کي ضرورت سے اطلاع اُسکي کانگو کوپہونچائي کانگو اُس سے اسقدر راضي هوا کہ اُسنے سارے رعب داب اپنے کو جو بادشاهي دربار میں اُس کو حاصل تھا حسن کانگوے کے حق میں صرف کیا چنانچہ وہ اُسکے ذریعہ سے بڑے پایہ کو پہونچا اور اُس کي حسن لیاقت کے باعث سے اُس کے برابر کے لوگوں نے اپني بغاوتوں میں سردار اُس کو بنایا چنانچہ اُسنے اپنے مربي برهمن کي شکر گذاري کي ضرورت سے اپنے نام پر کانگوے کو زیادہ کیا اور جبکہ اس مرتبہ کو پہونچا تو بهمني کا خطاب اُس پر زیادہ احسان مندي کي غرض سے زیادہ کیا جس کي بدولت خاندان اُس کا نامي گرامي هوا اورحسن آباد گلبرگہ کو دارالریاست قرار دیا *

ورنگل والے راجہ کي بغاوت اور بیجانگر کي نئي حکومت باغیوں کے حق میں پہلے پہلے اِس لیئے نافع هوئي کہ محمد تغلق شاہ کي پریشانیوں کو اُن سے ترقي حاصل هوئي ورنگل کے راجہ نے حسن کانگوے کي امداد و اعانت کے لیئے اُس کے پچھلے جھگڑے میں سواروں کا ایک گروہ روانہ کیا تھا مگر اُن دونوں راجاؤں کي ریاست کے قیام و استحکام سے مسلمانوں کي قلمرو کا بڑا جنوبي حصہ اُن کے قبض و تصرف میں چلا گیا اور حدوں کي بابت بہت جلد آپس میں تضے قضائے کھڑے هوئے جس کے باعث سے احمد نگر کي نئي ریاست اور دونوں راجاؤں کي سلطنتوں میں لڑائي بھڑائي جاري رهي *

جب کہ حسن کانگوے نے وفات پائي تو دونوں راجاؤں کي لڑائیاں باهم اور عصرص بیجا نگر والوں کے ساتھہ ایسے زور شور سے جاري رهیں کہ کوئي دن کے لیئے بھي توقف واقع نہوا یہاں تک کہ بیجا نگر کا خاندان خاتمہ کو پہونچا اگرچہ یہہ

منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھہ حصوں کا تتمہ



اُن سلطنتوں کا بیان جو دلي کي شاھنشاھي کے بعد قایم ھوئیں

دکن کے بھمني بادشاھوں کا بیان †

اصلي بادشاھوں کي فہرست

١ علاءالدین حسن کانگوے ‡ سنہ ١٣٤٧ ع مطابق سنہ ٧٤٨ ھجري،
٢ محمد شاہ اول بن علاءالدین سنہ ١٣٥٨ ع مطابق سنہ ٧٥٩ ھجري
٣ مجاھدشاہ سنہ ١٣٧٥ ع مطابق سنہ ٧٧٦ ھجري
٤ داؤد شاہ بن سلطان علاءالدین سنہ ١٣٧٨ ع مطابق سنہ ٧٨٠ ھجري
٥ محمود شاہ اول بن علاءالدین مذکور سنہ ١٣٧٨ع مطابق ٧٨٠ ھجري
٦ غیاث الدین بن سلطان محمود سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٧٩٩ ھجري،
٧ شمس‌الدین بن محمود شاہ سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٧٩٩ ھجري
٨ فیروز شاہ بن داؤد شاہ سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٨٠٠ ھجري
٩ احمد شاہ اول سنہ ١٤٢٢ع مطابق سنہ ٨٢٥ ھجري
١٠ علاءالدین بن احمد شاہ سنہ ١٤٣٥ع مطابق سنہ ٨٣٨ ھجري
١١ ھمایوں شاہ ظالم بن علاءالدین سنہ ١٤٥٧ع مطابق سنہ ٨٦٢ ھجري
١٢ نظام شاہ بن ھمایوں شاہ سنہ ١٤٦١ع مطابق سنہ ٨٦٥ ھجري

---

† جبکہ چھوٹي چھوٹي مسلمان بادشاھي خاندانوں کے حالات کي کوئي سند بیان نہ کیجاوے تو یہہ تصور کرنا چاھیئے کہ وہ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے جسمیں ھر بادشاہ کي تاریخ الگ الگ مذکور ھے — جلد ٢ و ٣ کرنیل بریگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا ۔

‡ علاءالدین اس حسن کا لقب تھا مگر ھمنے اُس کا اصلي نام اس غرض سے درج کتاب کیا کہ وہ اُس نام کے اور بادشاھوں سے ممتاز ھوجاوے ۔

اور وہ اُن کے قبض و تصرف سے خارج ہوگئی تھی مگر خاص خاص خود مختار سرداروں نے یورپ والے افسروں اور قاعدہ داں سپاہیوں کی امداد و اعانت سے اُن پر قبضہ حاصل کیا اور جب کہ مرہٹوں کا عام خطرہ رفع دفع ہوا تو مسلمان سرداروں کا اتفاق بھی ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا اور احمدشاہ اپنی فتح سے فائدے اُٹھائے بدوں اپنی قلمرو کو چلاگیا اور ہندوستان کے معاملوں میں بھولے چوکے بھی پھر کبھی شریک نہ ہوا *

جولوگ ان پچھلے معاملوں میں شریک و شامل تھے وہ اب متفرق ہوگئے اور یہہ وہ زمانہ ہے کہ مغلوں کی شاہنشاہی کی تاریخ اس مقام پر بند ہوجاتی ہے اور تمام ملک اُنکا جدی جدی ریاستوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اور خود دارالسلطنت اُجڑی جاتی ہے اور اُس سلطنت کے کام کا دعویدار † اب جلاوطن اور بیگانہ متوسل ہے اور نئی فیروزمندوں ‡ کی نسل نے ہندوستان میں ہاتھہ ڈالا ہے اور یہہ امر ممکن و متصور ہے کہ وہ عمدہ نسل اس اقلیم کی سلطنت کے ٹکڑوں کو پہلے وقتوں کی نسبت معقول ارادوں اور عمدہ منصوبوں سے دوبارہ متفق کرے *

† یعنی شاہ‌عالم بادشاہ ۱۲ مترجم

‡ یعنی انگریز ۱۲ مترجم



حکومت پر دلي میں چھوڑے گئے تھے مگر ہولکر بچ رہا جو بہت جلد اور بیوقت اپنے چلے آنے سے ملزم نہ پایا گیا اور مہاجي سیندھیا جو بعد اوسکے ایک بڑي ریاست کا باني ہوا عمر بھر کے لیئی لنگڑا ہوگیا اور نانا فرناوس جس نے پیشوا کي حکومت کو ایک مدت تک پایہ سے گرنے ندیا ہزار دشواري سے جان بچا لیگیا † *

ایسي بھاري شکست اب تک کبھي واقع نہ ہوئي تھي اور ایسي کڑي مصیبت اب تک نپڑي تھي جس کے پڑنے سے بڑي افسردگي پژمردگي پھیلي اور سارے مرہٹوں پر غمگیني مایوسي چھاگئي بہت سے لوگوں کو رشتہ داروں کا ماتم کرنا پڑا اور ساري قوم کو فوج کي بربادي کا ایسا صدمہ پہونچا اور اُس صدمہ کو ایسا سمجھا کہ اُس کے مارے قوم کي بزرگي پھر نہ سنبھلیگي اور پیشوا کا یہہ حال ہوا کہ وہ اس صدمہ سے کبھي نہ سنبھلا اور اپني سرحد سے پونہ کو آہستہ آہستہ چلاگیا اور اُس مندر میں بیٹھہ کر مرگیا جسکو اُس نے بستي کے پاس بنایا تھا § اور ٹوٹي پھوٹي فوج اُس کي نزدہ سے آگے ہندوستان کے تمام اپنے بلاد مفتوحہ کو چھوڑتي چلي گئي || اور جب کہ بالاجي مرگیا تو باہمي جھگڑے کھڑے ہوئی اور پیشوا کي حکومت نے دوبارہ ویسي قوت کبھي حاصل نکي بعد اُس کے وہ بہت سے ملک اُن کے قبضہ میں دوبارہ حاصل ہوئی جسکو مرہٹوں نے پہلے فتح کیا تھا

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور سرالمتاخرین اور کاشي راے کے بیان متعلقہ جنگ پاني‌پت سے بھاؤ کي لشکر کشي کا حال لیا گیا — کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۳ صفحہ ۹۱ وغیرہ ہندوستان میں تاریخ نویسي کي بابت کاشي راے کا بیان شاید نہایت عمدہ نمونہ ہے اور یہہ بھي واضح ہو کہ اِس بیان میں پٹھانوں کے اُس بیان سے بھي کچھہ تھوڑي بہت آگاہي حاصل ہوئي جس کو احمد شاہ کے معاملوں میں اُنہوں نے قلمبند کیا تھا

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| سرجان مالکم صاحب کي تاریخ مالوہ جلد ایک صفحہ ۱۲۰

اور تلواروں بلکہ بڑے بڑے بھاری کھانڈوں سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے
تھے مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے
سارے مرہٹے بھاگے اور لڑائی کے کھیت کو کشتوں کے پشتوں سے معمور
چھوڑ گئے درانیوں نے بڑے جوش خروش سے بھگوڑوں کا پیچھا کیا
اور کسیکو پناہ نہ دی اور اسی باعث ایسا بڑا بھاری قتل پڑا کہ حد قیاس
سے خارج ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک
تعاقب کیا گیا اور جو مرہٹے دشمنوں کی مار سے بچے رہے تھے وہ
گنواروں کے ہاتھہ سے مارے گئے اور جو درانیوں کے پالے پڑے وہ نہایت
بیرحمی سے قتل ہوئے یہانتک کہ خود احمد شاہ اُن بیرحمیوں میں
شریک ہونے سے اس لئے مستثنی تھا کہ اُس نے روک تھام اُن کی
نکی بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکوجی سیندھیا کی بڑی تعریف
بحال کرائی جسکو ایک درانی سردار نے چھپا رکھا تھا او گرفتاری کے
اندیشہ سے اسکو بھگایا تھا ابراہیم خاں گردی شجاع الدولہ کی دار و گیر
میں مقید تھا جسکے حوالہ کرنے پر اُس کو نجیب الدولہ نے مجبور کیا
اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا بعد اوس کے وزیر اعظم کی
سپردگی میں رکھا گیا جہاں زخموں کی تکلیف سے ایک ہفتہ کے اندر
اندر مرگیا † سواس راے کی لوتھہ پائی گئی اور ایک بے سرکے دھڑ پر
بھاؤ کی لاش کا یقین کیا گیا مگر حقیقت میں حال اوس کا ایسا
مشتبہہ رہا کہ بہت برسوں کے بعد ایک مکار آدمی نے اوس کا بھیس
بناکر تھوڑے دنوں تک اوس کے خود ہونے کا اعتماد حاصل کیا مقتولوں
کی کل تعداد دو لاکھہ کے قریب بیان ‡ کی گئی بڑے بڑے مرہٹے سردار
اور سرداروں کے سوا کام آئی نا رحمی ہوگئی جو تھوڑی سی فوج کی

† کاشی راؤ کا یہہ بیان ہے کہ ابراہیم خاں بے نہایت بیرحمی نہ کی گئی
اور یہہ خبر مشہور ہوئی کہ اس کے زخموں پر زہر کے پھاہے چڑھائے گئے مگر وہ
واقعہ ایسا نہ تھا کہ اگر انتقام لینا منظور ہوتا تو ایسی بری طرح سے کیوں لیتی

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ۱۵۶

برادرزادہ عطائي خاں اُسکی برابر مارا گیا اور درانیوں کے پانوں اوکھڑنے لگے مگر وزیر اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند ھمراھي درانیوں سمیت اپني جگھہ پر قایم رھا اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑا تھا مگر دھول کے اوڑنے سے کچھہ محسوس نہیں ھوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ھو رھا ھی اور جب کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم کے آدمیوں کي بولي اور اُنکے گھوڑوں کے ھنہنانیکو یکا یک تھوڑے ھوتے پایا تو کاشي راے کو تفتیش و تفحص کے لیئے آگی کو بھیجا چنانچہ کاشي راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے بھاگ جانے پر برا بھلا کھہ رھا ھی اور اُنکو صفوں پر لانے میں مصروف ھی جوں ھي کہ آنکھہ اُسکي کاشي راے پر پڑي تو اوسنے اوس سے یہہ بات کہي کہ تو شجاع الدولہ کي خدمت میں پہونچکر بہت جلد اسبات کو اداکر کہ اگر شجاع الدولہ ھماري تائید اسوقت نکریگا تو میں جان سے جاؤنگا مگر شجاع الدولہ لڑائي میں شریک اُس کا نہوا اور اپني جگھہ پر جما رھا *

یہہ معاملہ احمد شاہ پر مخفي نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُس نے منگائي تھي وزیر اعظم کي بربادي تباھي کي روک تھام کے لیئے عین وقت پر پہونچي اور اب لڑائي جمکر ھونے لگي مگر باوصف اُس کے اب بھي مرھٹوں کا پلہ بھاري رھا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑوں کو گھیر گھار کر اکٹھا کیا اور منجملہ اُن کے جنھوں نے لڑنے سے اِنکار کیا اُن کے قتل کا حکم سنایا بعد اُس کے خاص اپني صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جبھي یہہ ھدایت کي کہ فوج کا ایک ٹکڑا ھمارے بائیں بازو والا گھوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہہ تدبیر اُس کي بہت راس آئي اس لیئی کہ اگرچہ عین قلب لشکر میں بڑے زور شور سے لڑائي ھورھي تھي جہاں بھاؤ اور بسواس راے گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاھي تیروں اور تیروں

اسوقت کي تهي کہ وہ آگے بڑها جاتا تها یہاں تک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اُس سے اُنکی لڑائي ملے جو غنیمت لا رہے تھے اور اونہوں نے یہہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرهتے بهاگ گئے احمدشاہ نے یہہ خبر سنکر کاشي راے سے خطاب کیا کہ اب جواب آسکا کیا هی مگر گهنگور کے درمیان هي مرهتوں نے توپوں کي مار مار سے اپنے آنیکي خبر احمدشاہ کے کانوں میں پہونچائي احمدشاہ اپنے گهوڑے پر بیٹها هوا فارسي حقہ یعني قلیان پیتا تها کہ توپوں کي آواز سے چونکا هوکر حقہ نوکر کو دیا اور بڑے اطمینان و متانت سے شجاع‌الدولہ سے یہہ فرمایا کہ تمهارے ملازم کي خبر کو سچا پایا تهوڑی بعد اُسکے فوج کو جلد آگے بڑهنے کا حکم سنایا اور حملہ صبح کهلنے لگي اور کچهہ کچهہ چیزیں سوجهنے لگیں تو مرهتوں کي قطاروں کو آهستہ آهستہ حسب قاعدے ایسے بڑهتي دیکها کہ توپیں نہ اُگے آگے چلا آتا هی احمدشاہ نے اُنکے مقابلہ پر فوج کو آراستہ کیا اور آپ لال ڈیرے میں جا بیٹها جواب فوج کے پیچهے رکهدیا تها *

مسلمانوں نے توپوں سے بہت کچهہ کام لیا اور جب کہ مرهتوں کي توپیں بہت قریب آگئیں تو اُنکے گولے مسلمانوں پر گرنے لگے ابراهیم خاں گاردي نے لڑائي کو شروع کیا جسنے بهاو کے پاس آکر یہہ عرض کیا تها کہ آپ اکثر اسبات پر ناراض هوتے تهے کہ میں اپنے سپاهیوں کي تنخواہ تنخواہ دلانے میں همیشہ جهگڑتا تها اب آپ ملاحظہ فرماویں کہ وہ تنخواہ آپ سے بیفائدہ نہیں لیگئي بعد اُسکے اُسنے ایک نشان سنبهالا اور اپنے سپاهیوں کو گولیاں مارنے سے روکا اور سنگینوں سے لڑنیکا حکم دیا چنانچہ وہ روهیلوں پر ٹوٹ پڑے جنکے قاعدہ داں ہونے سے اُنکي دلیري دلاوري نے خود اُنہوں کو ضرر پہونچایا یہاں تک کہ قتل عظیم کے بعد اُنکي صف ٹوٹ گئي اور اُنکے شکست کہانے سے وزیر اعظم کا دایاں بازو کهل گیا جو دراني فوج کے قلب پر حکمراني کرتا تها اور بهاو اور بسواس راے نے اسپر نہایت شگفتہ تازہ فوج سے حملہ کیا تها اس حملہ میں وزیر کا

کي مانند ایک کهاتچه میں محصور تهے اور موئے اور مرنے والے جانوروں اور بهوکے پیاسے بهیر بنگاه کے بیچ میں پڑے تهے اور اُن خرابیوں کي تکمیل کے خوف سے موئے جاتے تهے جنکو وه ابهي اوتها رهے تهے اور جب که نهایت تنگ آگئے تو چرنتوں کے ایک گروه کو بہت سے عمرائیوں سمیت امداد لانیکي غرض سے روانه کیا مگر اس بیچارے گروه کو دشمنوں نے دیکهه پایا چنانچه بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے بعد اُسکے سردار اور سپاهي اکهتے هوئے اور بهاو کے ڈیرے کے گرد کهڑے هوکر یهه عرض کیا که اب کهانے پینے کو باقي نهیں رها جو کچهه ذخیرے تهے وه پورے هوگئے بهوکوں مرنے سے لرائي کي جوکهوں اوتهاني آسان هی بهاو نے اتفاق کیا اور سب نے پان کهاکر مرنے تک لڑنے کي قسم کهائي بعد اُسکے ساري فوج کو حکم سنایا گیا که کل سورج نکلنے سے پہلے پہلے دهاوا هوگا *

بهاو نے عین تنت پر شجاع‌الدوله کے کارنده کاشي راے کو خاص اپنے هاتهه سے یهه لکهکر بهیجا که اب کناروں تک پیاله لبریز هوگیا اور ایک بوند کي گنجایش باقي نهیں رهي اگر کچهه بن پڑے تو اب کرنا مناسب هی ورنه صاف جواب انسب هی بعد اسکے لکهنے پڑهنے کا وقت هوچکا کاشي راے اُس رقعه کے مضمون کو پچهلي رات اپنے آقا شجاع الدوله کو سنا هي رها تها که کاشي راے کے جاسوس یهه خبر لائے که مرهتے مسلح هو رهے هیں شجاع‌الدوله فی‌الفور احمد شاه کے ڈیرے میں گیا اور چوکي پهرے والوں سے کہا که بادشاه کو جگانا چاهیئے احمدشاه اواز سنکر اندر سے هتیار لگائے باهر نکلا جو پہلے هي سے طیار بیتها تها چنانچه اُس گهوڑے پر سوار هوکر جو همیشه اُسکے دروازه پر طیار کهڑا رهتا تها فوج مخالف کیجانب کو چلا اور اپني فوج کو آگے بڑهنے کا حکم سنایا *

جو بات اُسنے پہلے پہل کي وه یهه تهي که کاشي راے کو بلایا اور اُس خبرکے مخبر کي نسبت سوال و جواب سے پیش آیا اور یهه تفتیش اُسنے

شام کو کھانا کھاتا تھا اور دن بھر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہروں کو مختلف مقاموں میں دیکھتا بھالتا او دشمن کو چھیڑتا چھاڑتا تھا اور کاہ گاہ ایسا اتفاق بھی ہوتا تھا کہ پچاس سے ساٹھ میل سے کم سوار ہوکر نہ ٹھہرتا تھا او رات کو یہہ کام اُسکا تھا کہ پانچ ہزار سواروں کا بکت دشمن کی جانب کو جہاں تک قرب اُسکا ممکن ہوتا تھا قائم کرتا تھا اور سارے لشکرگاہ کے گشت اور دورہ کرتے ہیے هندوستانی سرداروں کو آرام کی اجازت دیتا تھا اور بلا تکلف یہہ کہتا تھا کہ آپ صاحب کمال اطمینان سے سوتے رہیں کہ کوئی آفت تمکو نہ پہونچیگی اور حقیقت یہہ تھی کہ اُسکے حکموں کی تعمیل حکم تقدیر کے موافق هوتی تھی یعنی ٹل نہیں سکتی تھی † *

اس زمانہ میں خرابی پریشانی کے هجوم و کثرت سے بہاو اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اُسنے چند مارکاشی راے مذکورالصدر کی معرفت شجاع‌الدولہ سے یہہ چاہا کہ اُسکے اور درانیوں کے بیچ میں پڑکر آشتی کرادے اور جب کہ درخواست اُسکی احمدشاہ کو سنائی گئی تو اُسنے یہہ جواب دیا کہ میں صرف مدد و معاون هوں راے دینا میرا کام نہیں هاں لڑائی پر قادر رکھا هوں اُس میں دوسرے کا دخل نہیں هندوستانی سرداروں کو اختیار حاصل هی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط کتابت جاری کریں چنانچہ بہت سے هندوستانی سردار آشتی پر مائل ہوئے اور شجاع‌الدولہ نے بھی صلح هی کو بہتر پسند کیا مگر نجیب‌الدولہ نے هرگز نمانا اور آشتی کی درخواستوں کا همیشہ مقابلہ کئیے گیا اور اُس بربادی کو باقی لوگوں کے دلوں پر جمانے میں کامیاب هوا جو احمدشاہ کی ایسی صورت میں چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرهٹوں کی قوت کمال کو پہونچتی *

اب یہہ سوچنا دشوار هی کہ مرهٹوں کے بڑے بھاری گروہ کی اُسوقت میں کیا حالت هوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عسرت میں مرهٹوں

† کاشی راے

علاوہ اُن کے رسدونکي باربرداريان جن مين ايک ايک سلسلہ مين هزارون بيل هوتے هين دور دراز ملکون سے بنجارے لوگ لاتے هين جو لشکرون مين غلہ کا بيوپار کرتے هين اور اُنکي خوے و خصلت مين سارے سوداگرون کي نسبت سپاهيون کي خو بو زيادہ هوتي هي غرض کہ اب يهہ سارے ذريعے منقطع هوگئے اور جب کہ مرهٹون نے پاني پت کو کہا پيکر صاف کيا جو اُن کے لشکر ميں واقع هوا تها تو غلہ کي نہوت سے بڑے بڑے صدمہ اُٹهائے *

جب کہ حال ايسي نوبت کو پهونچا تو منجملہ دونوں فريقوں کے کوئي فريق اُس نازک وقت کے ظهور و وقوع ميں سعي و کوشش کرنے سے قاصر نتها جس ميں پورا فيصلہ هو جاوے چنانچہ دونوں فوجوں کي کچهہ کچهہ چهيڑ چهاڑ آپسمين جاري تهي مرهٹوں نے درانيوں پر تين بهاري دهاوے کيئے اور رسد کي بار برداريان اسباب پر هميشہ آمادہ تهيں کہ مرهٹوں کے لشکر ميں داخل هوويں چنانچہ منجملہ اونکے ايک باربرداري جو دلي سے خزانہ بهر کر لائي تهي پٹهانوں کے هاتهوں ميں پڑي مگر باقي باربرداريوں کو سورجمل اور راجپوت سرداروں نے خفيہ خفيہ مرهٹوں کے لشکر ميں روانہ کيا اور جن دشواريوں کو بهاؤ اپنے صبر و متانت سے اوٹهائے جاتا تها اونکي وسعت اور ترقي روز افزوں کا حال اوسکے دشمنوں پر مخفي ومستور نتها هاں اِن دشواريوں ميں احمد شاہ کے هندوستاني رفيق ايسے مضطر هوگئے کہ احمدشاہ کو منتوں کے مارے تنگ کيا اور ايک تصفيہ کي لڑائي کے ذريعہ سے تکليفوں کا اختتام اور آفتوں کا انقطاع چاها مگر احمد شاہ کا يهہ جواب تها کہ يهہ لڑائي کا مقدمہ هی تم لوگ اوسکي اونچ نيچ سے واقف نهيں هو باقي معاملوں ميں تم لوگوں کو اختيار حاصل هی مگر اس معاملہ کو ميري مرضي پر چهوڑو کهائي کے سامنے ايک لال ڈيرہ اوسنے قايم کيا تها جس ميں سورج کے نکاس پر اشراق کي نماز پڑهتا تها

دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیوں کے پیچھے سے پہونچا مگر
احمد شاہ کي فوج سے دور دور اسلیئے رہا کہ آفتوں سے محفوظ و مامون
رہے وہاں مرہٹوں کي مانند ایسي طرح ملک میں پھیلا کہ تمام رسدوں
کو روکنا شروع کیا اور گمان غالب یہہ ہے کہ بھاؤ نے اپنے ہلکے پھلکے
سواروں کو ایسے ہي مصروف کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے
نپایا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر ذخیروں کي کمي کوتاہي سے نہایت
تکلیف اُٹھانے لگا اگرچہ دراني ایسي لوٹ مار کي لڑائي کے خو کردہ
نہ تھے جیسے مرہٹوں کي دوڑ دھوپ سے پیش ہوتے تھے مگر اُنہوں
نے اِس نقصان کو اپني فوج کے ٹکڑوں کے دلیرانہ چالاکانہ کوچ و مقام
سے پورا کیا چنانچہ اس موقع پر دراني سواروں کے ایک گروہ نے جو
احمد شاہ کے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائي خاں کے زیر حکومت تھا
ساٹھہ میل سے زیادہ کا کوچ کیا اور سورج کے نکلنے پر گوبند راے کي
فوج کو یکایک جا دبایا اور مار پیٹ کر اُس کو غارت غول کیا
یہاں تک کہ خود گوبند راے مارا گیا اور جب کہ درانیوں کو کھلے
ملک پر قبضہ حاصل ہوا تو بھاؤ اپني دشواري پریشاني کو بہت جلد
معلوم کرنے لگا چنانچہ وہ مضبوط لشکر کے بیچا بیچ ایسے گروہ
سے محصور ہوا جس پر خود حکمراني کرتا تھا *

نیاز چارے کي فکر میں مرہٹے لوگ ایسے چست چالاک ہوتے
ہیں کہ دن نکلنے کے ساتھہ لمبي لمبي قطاروں میں چھوٹے چھوٹے گھوڑوں
اور ٹٹوؤں پر سوار ہوکر لشکر کے ہر طرف سے نکلتے ہیں اور رات سے
پہلے پہلے مویشیوں کے لیئے چارا اور آگ جلانیکي خاطر ٹوٹے پھوٹے
مکانوں کي لکڑیاں اور کھانے پکانے کے واسطے کھیتوں سے غلے جو
گانووالے اُن کو چھپاکر رکھتے ہیں لاد باندھ کر لاتے ہیں یعني لدے
لدائے واپس آتے ہیں اور اُنکي فوج کے مختلف ٹکڑے کئي کئي دنکے
فاصلہ پر جاکر اسي قسم کي بڑي بڑي رسدیں اکٹھي کرتے ہیں اور

احمد شاہ کي فوج میں چالیس هزار ایراني اور پٹھان اور تیرہ هزار هندوستاني سوار اور تخمیناً اڑتیس هزار هندوستاني پیادے تھے جن میں سے روهیلے پٹھانوں کا ٹکڑا بڑے کام کا تھا مگر پیادوں کي فوج کا بڑا حصہ عام، هندوستانیوں سے مرکب تھا † اور منجملہ لڑائي کے تھات سامانوں کے تیس توپوں کے قریب قریب تھیں جو مختلف المقدار لوگوں سے بھري جاتي تھیں جن میں سے اکثر هندوستاني رفیقوں کي تھیں علاوہ اُن کے چند توپیں فصیل شکن بھي تھیں اور اِس لیئے کہ احمد شاہ کي فوج تعداد کثرت میں قلیل تھي دشمن کي فوج پر حملہ نکرسکتي تھي چنانچہ اُس نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چاروں طرف خندق کھدوائي اور جب کہ عام لڑائي کا واقع هونا ایسي طرح ملتوي رها تو بھاؤ کي امیدوں کي صورت معقول طرح سے نہ بندھي چنانچہ اُس نے گوبند اے بندیلہ کو یہہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کي دھار پرجو فوج اُس سے فراهم هوسکے فراهم کرے غرض کہ وہ سردار اب

لٹیرے سواروں اور اُن کے ساتھي سواروں کي تعداد دو لاکھہ کے قریب بتائي مگر کاشي راے ساري جمعیت کو پانچ لاکھہ بتا تا هی — کتاب تحقیقات ایشیا جلد تین صفحہ ۱۲۳

† درانیوں کے بیان سے اُس فوج کي تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئي تھي تریسٹھہ هزار قایم هوتي هی مگر نادرشاہ اورپچھلے وقتوں میں زماں شاہ کي فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والوں کي تقسیمات افواج کي غلطي تعداد سے یہہ قیاس میں آتا هی کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کي گئي علاوہ اِس کے بہت سي تخفیف اُن قاعدہ بند گروهوں کے نهونے سے اصل ایراني فوج میں واقع هوئي هوگي جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آیا تھا اور کسیقدر کئي لڑائیوں میں مارے جانے اور گرمي برسات میں مرنے سے بھي فوج میں کمي بڑي هوگي غرض کہ میري راے یہہ هی کہ کل چالیس هزار پٹھان قرار دیئے جاویں جو اُس جگھہ شریک و شامل تھے اور اُن هندوستانیوں کي تعداد جو احمد شاہ کے ممد و معاون تھے کاشي راے نے بیان کي چنانچہ وہ کھتا هی کہ شجاع الدولہ کے پاس دو هزار پیادے اور دو هزار سوار تھے اور اُسیکا بیان هی کہ دراني خاص اپني چالیس توپیں رکھتے تھے مگر درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید هی

سے ساتھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی اور وہاں کسیقدر درانی کسی نامی سردار کے زیر حکومت قلعہ بند تھے تو احمد شاہ بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کیئے اور جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے پر پہونچا تو اُس کو بڑی طغیانی پر پایا اور پایاب کی تلاش و جستجو میں کنارے کنارے چلا گیا یہاں تک کہ کنج پورہ کی محاذات پر جا پہونچا اور وہاں اِس بری خبر کے سن نے سے نہایت آزردہ ہوا کہ مرہٹوں نے کنج پورہ پر قبضہ کیا اور قلعہ بند درانیوں کو ٹھکانے لگایا غرض کہ احمد شاہ اِس بے عزتی سے کہ گویا وہ اُس کے سامنے واقع ہوئی ایسا بھڑکا کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ کو جمنا پار ایسی راہ سے اُترا جو کہیں سے پایاب اور کہیں سے پیرنے کے قابل تھی اگرچہ بہت سے ساتھی اِس دلیرانہ کام میں جان سے گئے مگر دشمنوں پر ایسا رعب اُس کا پڑا کہ وہ اُس کی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ جوں توں کرکے پانی پت کو چلے گئے اور وہاں پہونچکر لشکر کے آس پاس اُس کی حفظ و حراست کے لیئے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کے ٹھاٹ درست کیئے اور ایک چوڑی گہری خندق سے اُس کو گھیرا اور اپنے بھاری توپخانہ کی حفظ و حمایت میں رکھا بھاؤ کی فوج میں پچپن ہزار سوار جرار اور قاعدہ داں تنخواہ دار کم سے کم پندرہ ہزار لٹیرے سوار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جن میں سے نو ہزار قاعدہ داں پیادوں کا حاکم وہ ابراہیم خاں گردی تھا جو فرانسیسوں کی ملازمت کو چھوڑ کر چلا آیا تھا اور اس سردار کے قبض و قابو میں منجملہ دوسو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جنکے ذریعہ سے شہروں اور قلعوں کی فصیلیں توڑی جاتی تھیں اور نیز بہت سے بانوں کے ذخیرے تھے جو مرہٹوں کا بڑا پیارا ہتیار ہی غرض کہ وہ فوج اُس کے بہت سے ہمراہیوں سمیت تین لاکھہ کے قریب تھی ‡ *

‡ گرینٹ ڈف صاحب نے کاشی راے کے بیان سے اتفاق کرکے تنخواہ دار سواروں اور پیادوں کی تعداد ستر ہزار قایم کی جس کا بیان ابھی گذر چکا اور

پر واقع هی اور ایک بڑے عہد و پیماں کے بڑے معاملہ کی ضرورت سے خاص اودہ میں گیا تھا اسلیئے کہ یہہ یقین اُس کو کامل تھا کہ نجیب الدولہ اور سارے روهیلے ممد و معاون اُس کے هونگے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھا اگرچہ شجاع الدولہ سنّی مسلمانوں سے کھلم کھلا بگاڑ نسکا مگر اپنے مطالب و اغراض کی ضرورت سے دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رهنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شراکت سے وہ موروثی عداوت مانع تھی جو احمد شاہ اور اُس کے باپ صفدر جنگ میں علانیہ واقع هوئی تھی اور احمد شاہ اس غرض سے انوپ شہر تک بڑھکر گیا تھا کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب داب سے دباوے چنانچہ اُس کے بڑھنے اور نجیب الدولہ کے سمجھانے سے جس کو شجاع الدولہ نے بصیغہ وساطت بھیجا تھا شجاع الدولہ راہ پر آیا اور احمد شاہ سے موافق هوگیا یہہ واقعہ ماہ جولائی سنہ ۱۷۶۰ع مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ هجری میں واقع هوا*

باوصف اِس کے کہ احمد شاہ سے موافقت هوگئی مگر شجاع الدولہ نے اِس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ مرهٹوں سے قایم رکھا کہ اگر مصلحت کا مقتضی هوگا تو آشتی کیجاوے گی اور علاوہ اُس کے یہہ بات اُس کی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرهٹوں اور احمد شاہ کے درمیان بھی آشتی کے بیک و پیام آتے جاتے تھے † شجاع الدولہ احمد شاہ سے موافق هوا اور باوصف اِس کے کہ احمد شاہ افراط بارش کے مارے چلنے پھرنے سے معذور رها مگر بڑے بڑے تنگ آگیا یہاں تک کہ برسات اب تک گذر نچکی تھی کہ اُس نے چھاونی توڑی اور دلی کو راهی هوا اور جب اُس نے یہہ سنا کہ بھاؤ چنی چنی فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمن کی جانب روانہ هوا جو دلی

† کاشی راے اِس بیان کا لکھنے والا خط کتابت مذکورہ بالا کے کارندوں میں سے ایک کارندہ تھا

حکومت کرتا تھا اور اُس آزادی اور بے تکلفی کے ملنے جلنے کو
اُٹھانے سے جس کے مرہٹوں کے سردار اُس کے عادی تھے سخت ناراض
اُن کو کیا حاصل یہہ کہ وہ دی دھوم دھام سے دلپ کیجاسب کو بڑھا
جس پر بھروسے سے درانی قلعہ بند او شورک آنکے قابض و متصرف تھے
عادی الدین وزیر جاٹوں کی ملمرو میں پناہ ڈھونڈھے گیا تھا اور محیط
شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہوئے سے توپ کے کسی طرح کی حفظ
حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹوں کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا
اگرچہ محصوروں نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر دوروں کی
مار مار سے اطاعت کو قبول کیا مگر بھاؤ نے جسے حوالہ داری کے
خلاف اس صلح میں معاملہ برنا ویسے ہی عقل سلیم کے خلاف بھی
کام کیا اِس لئے کہ اُس نے محلوں اور مقبروں اور مسجدوں کو اُن کی
زیور آرایشوں سے جو کو ایرانیوں اور پٹھانوں نے چھوڑا تھا نکالا گیا اور
لوٹ کھسوٹ کر دری صورت کا نمایا یہاں تک نہ دربار عام کا گردنا
اوتروایا جو دری چاندی کا تھا اور سترہ لاکھہ کا انکا گیا اور ٹکسال میں
بھیجا گیا علاوہ اوس کے بعض پر دعوہ کیا جو پہلے وقتوں کی مانند
بھاری قیمت کا نہ تھا اور بادشاہی زیوروں کو بھی دبا بیٹھا بلکہ یہہ تجویز
اوس نے کی تھی کہ بسواس راے کو ہندوستان کا بادشاہ بناوے اور
اوسکی بادشاہی کی منادی کراوے مگر لوگوں کے سمجھانے سے اوسکو
جب تک ملتوی رکھا کہ درانیوں کو اٹک پار اوتارے اوں
ناشایستہ حرکتوں کے دیکھنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گھبرایا جو ا
پاس پروس والوں کی نسبت ایسی دست اندازیوں سے زیادہ نار
تھا چنانچہ اُس نے خفیہ خفیہ شجاع الدولہ سے مشورت کی اور ع
بھاؤ سے بھی رفاقت توڑی مگر اپنے ملک کو چلا گیا بھاؤ نے اِس با
کو ہیچ پوچ سمجھکر پروا بھی نکی اِس زمانہ میں احمد شاہ د
برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر میں پڑا رہا جو اودھ کی

اتراتا تھا اور حال کي کامیابي سے پھولا نہ سماتا تھا اور اُسکے تیوروں سے
یہہ ٹپکتا تھا کہ حسن تدبیر یا عمدہ سپہ گري کي حیثیت سے اپني
لیاقتوں پر بڑا بھروسا رکھتا ھی بالاجي کا جوان بیٹا اور علانیہ وارث اُسکا
بسواس راے اور بڑے بڑے برھمن اور چنے چنے مرھٹے سردار اُس کے
ھمراہ ھوئے اور بہت سے راجپوتوں کے گروہ اُس کي امداد و اعانت کي
نظر سے راہ میں اُس سے ملتے گئے جوں جوں وہ آگے کو بڑھتا گیا چنانچہ
کہتے ھیں کہ جاتوں کے راجہ سورجمل نے ھي تیس ھزار جات اُسکي
امداد کو بھیجے تھے *

اِس گھسے رسے پرانے راجہ یعني سورجمل نے جو ایک دراز عرصہ
سے مرھٹوں کي رفاقت میں لڑنے بھڑنے کا خو کردہ ھو گیا تھا بھاؤ کو
اس موقع پر یہہ مشورت دي کہ آپ اپنے پیادوں توپوں اور بھاري بھاري
اسبابوں کو ھمارے ملک میں چھوڑیں کہ وہ مضبوط قلعوں میں محفوظ
و مامون رھینگے اور سواروں کو ھمراہ لیکر آگے کو باگ اُتھاویں اور مرھٹوں
کے طریقوں کي مانند اپنے دشمنوں کو تنگ کریں اور لڑائي کو یہاں تک
کھینچیں کہ دراني لوگ جو کئي مہینے سے ھندوستان میں آئے ھوئے ھیں
آب و ھوا کي ناموافقت سے مجبور ھوکر اپنے پہاڑوں میں لوٹ کو چلے جاویں
اگرچہ اور مرھٹوں نے تائید اس معقول مشورے کے کي مگر بھاؤ نے
یکلخت اُسکو رد کیا اِسلیئے کہ وہ ایسي فتح کو جو ایسے وسلیوں سے حاصل
ھووے اپنے بڑے پایہ کے حسابوں کمتر سمجھتا تھا اور اپنے قاعدہ دان
پیادوں کي فوج اورتوپوں کو بڑي بھاري منزلت دیتا تھا اور اپنے کام کي
سمجھہ بوجھہ میں جو وقت کے مناسب نہ تھي یہي ایک موقع نہ تھا
جس میں سورجمل کو خفیف و شرمندہ کیا بلکہ بھاؤ نے بجواب اُسکے
یہہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ھی بڑے بڑے ملکوں کي تدبیروں
انتظاموں کي لیاقت نہیں رکھتا غرض کہ یہہ بڑا بول اُس نے بولا اور اپنے
برھمنانہ شیخي اور متکبرانہ بڑائي سے جسکے ذریعہ سے مرھٹے سرداروں پر

علاوہ اوسکے اونکے توپ خانوں کا سلسلہ اوس بادشاہی توپ خانہ سے بہت زیادہ شاستہ بایستہ تھا جس سے مرہٹے ایک عرصہ تک ترساں و لرزاں رہتے تھے بلکہ مرہٹوں نے وہ کروفر اختیار کی تھی جو اون کے حریفوں یعنی مغلوں کی پہلی علامت تھی چنانچہ بڑی بڑی بھاری پوشاکیں پہننے لگے اور چوڑے چوڑے دبرے اور عمدہ عمدہ کاٹھیاں عموماً رکھنے لگے اور اون کے دربار و درباریوں کے رنگ ڈھنگ اونکے حریفوں یعنی مغلوں کے دربار و درباریوںکے طور و طریقوں پر قایم ہوگئے اور جلوریز اون کا بادشاہی جلوریز سے مشابہ ہو گیا *

اگرچہ شان و شوکت کی تپ تپ اوس کے وزیروں اور خود پیشوا میں اسلیئے بدنما معلوم نہ ہوتی کہ وہ کنکان کے برہمن اور خوبصورت نسل کے لوگ تھے اور اپنی چال ڈھال کی شایستگی سنجیدگی کے باعث سے بڑے مرتبہ کے بہار موجبہ اوٹھانیکے لیئے ایسے شایاں و سزاوار تھے کہ ان سے نمائی ما ریعانی اون سے مترشح ہوتی تھی مگر یہہ شان و شوکت بقول اوس کے کہ علام باش بصورت علام معاش چھوٹے چھوٹے قد والوں مرہٹوں پر نہایت نا زیبا معلوم ہوتی جنکے کنھیلے جوڑ بندوں اور جفاکش صورتوں اور عوام کے طور و طریقوں سے ایسے موقع پر بیساختہ ہنسی آتی تھی جب کہ وہ اپ کو طرح طرح سے بناتے سنوارتے تھے *

مرہٹوں کی قوم کو جاہ و حشمت کی حشمت اور شان و شوکت کی روسے جو بات حاصل تھی بہاؤ کی قدر و وقار کے بڑھانے کی غرض سے خاص اسموقع پر صرف کی گئی اور سیندھیا اور ہولکر کی تباہی سنکر آمادگی پر امادگی زیادہ ہوئی اون کا ارادہ یہہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و کشایش میں پچھلی چوٹ ایسی لگاویں کہ قصہ ہی پاک ہو جاوے† *

جب کہ بہاؤ اسطور سے سروراری کو پہونچا تو قیاس کے بموجب پانو آس کے زمیں پر نہ ٹکتے تھے اور اپنے خاندان کی ترقی پر بہت ہی

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

بوجهه اُس نے ڈالا تھا که وه کبھي سنبھلنے کے قابل نهوئي غرضکه دونوں
فوج کشیوں کے مقابله سے راگھوباجي کو رنج و حسد پیدا هوا اور جب که
بھاو نے فضول خرچ اُس کو بتایا اور کھوتي کھري سنائي تو اُسے
یهه جواب دیا که هندوستان خاص کي دوسري مهم کو آپ اختیار کریں
تاکه آپ کو وه فرق و تفاوت واضح هو جاوے جو هندوستان خاص اور دکن
کي مهموں میں واقع هوتا هي چنانچه بھاؤ نے قبول کیا اور دونوں کے کام
آپسمیں ادل بدل هوگئے *

اِس زمانه میں مرهٹوں کي قوت غایت عروج اور اُن کي قلمرو کي
وسعت یهاں تک پهونچي تھي که شمال میں سرحد اُس کي کوه هماله
اور دریاے اٹک اور جنوب میں جزیره نماے دکن کے عین سرے تک
یعنے سمندر تک پھیلي تھي اور حدود مذکوره میں جو ملک اُن کي
حکومت سے خارج تھے وه باجگذار اون کے تھے یهه ساري قوت بالاجي کے
قبض و قدرت میں تھي اور اوسي کے هاتھه نے اوس کو اوٹھا رکھا تھا
تارا بائي سے ایک یسا تصفیه هو گیا تھا که اوس کي بدولت راجه کا
جسم و جان اوسکے نام کے وزیر کے هاتھوں میں تھا جو حقیقت میں
مختار و مالک تھا اور هر قسم کے حقوق اوس کي ذات میں فراهم کیئیے
گئے تھے † مرهٹوں کي قوت کي ترقي پر اون کي حکومت کے کارخانه
ترقي کو پهونچے تھے یهاں تک که فوج اون کي لٹیروں کي جماعت
نرهي تھي بلکه اوس میں عمده عمده تنخواه اور چنے چنے سواراون کي
حکومت کے ملازم تھے اور دس هزار پیادے عمده قاعده داں تھے اگرچه
پیادوں کي فوج اوس فوج کي پوري پوري نقل نه تھي جو اور ریاستوں
میں یورپ والوں کے تحت حکومت هوتي تھي مگر باوصف اوس کے
ایسے پیادوں کي فوج سے نهایت عمده تھي جو پهلے وقتوں میں هندوستان
میں پائي جاتي تھي *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

میں موجود و حاضر تھے یہہ سوار ایسے دو گروہوں میں منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسیقدر فاصلہ تھا اور اسلیئے کہ ملکی لوگ اُنکی دست‌اندازیوں سے سخت ناراض تھے اور اُنکو برا سمجھتے تھے تو احمد شاہ کے کوچ مقام سے اُنکو واقف نکیا یہاں تک کہ احمدشاہ اُس گروہ پر ٹوٹا جو داماجی سیندھیا کے زیر حکومت تہا اور ایسے وقت اُسپر چھاپا مارا کہ داماجی اور اُسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان میں مارے گئے اور اُس فوج کا دوسرا ٹکڑا جو ہولکر کے تحت حکومت تہا اور اب بہی کسیقدر فاصلہ پر پڑا تہا چنبل کی جانب جنوبی ملک میں بھاگنے لگا مگر یہہ ٹکڑا اسلیئے سیدھی راہ سے منحرف ہوا تہا کہ مخالف کی رسدوں کو لوٹنے کھسوٹنے مگر مراد اُسکی پوری نہوئی کہ تھوڑے سے درانیوں نے کڑے کوچ کرکے اُسکو جادبایا اور تماہی کے لگ بہگ پہونچایا †

مذکورالصدر تماہی سے پہلے راگھوبا جی دکن میں پہونچا تہا اور فتوحات کی شان و عظمت سے مرہٹوں کا دربار اسلیئے راضی نہوا تہا کہ اُن فتوحات کو بڑے پہول پہل لگے تھے یعنی بڑی غنیمت کی جگہہ جیسا کہ حسب معمول اُنکو ہمیشہ ہاتھہ آتی تہی دس لاکھہ روپیہ دینے پڑے تھے جو راگھوباجی کے ذمہ پر واجب تھے جب کہ وہ گھر کو واپس آیا تہا علاوہ اُسکے یہہ بڑی فوج کشی اُس فوج کشی کے مقابلہ پر زیادہ ناکارہ معلوم ہوئی جسمیں بالاجی پیشوا کا چچیرا بھائی سداشیو راؤ جو بھاو کے لقب سے چاو دانگ هندوستان میں نامی گرامی ہی مصروف و آمادہ تہا یہہ سردار اپنی قلمرو میں ملکی وزیر کی مانند اور بلاد دکن میں سپہ سالار کے موافق تہا اور ابہی اُس نے احمدنگر پر قبضہ حاصل کیا تہا اور ایسے عہد نامہ کو حاصل کرنے والا تہا جو بعد اُس کے اُدہ گر میں حاصل ہوا جسکے ذریعہ سے بہت سا ملک اور روپیہ بلاجنگ سے وصول کو پہونچا اور دکن کے صوبہ میں بادشاہ دہلی کی حکومت پر ایسا

---

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ

میں مصروف و مشغول تھا اور جب کہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ میں لانے کی غرض سے روانہ ہوا تھا تو بلوچوں کے حاکم ناصر خاں کی بغاوت اُسکے کوچ مقام کی مانع مزاحم ہوئی جنسے پوری خودمختاری کا ارادہ کیا تھا یعنی بلوچوں کے نظم و نسق کے حسب دلخواہ اپنے پورے کرنے میں بڑا اُسکو توقف پڑا بعد اُسکے شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا اور پشاور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں اٹک پار اوتر کر پنجاب میں داخل ہوا مگر مرہٹوں کی جانب سے کوئی مقابلہ وقوع میں نہ آیا اور احمدشاہ شمالی پہاڑوں کو طے کیئے گیا اور قریب اونکے رہ سہکر چڑھے دریاؤں اور اوجڑے ملکوں پر گذرنے سے محفوظ رہا یہاں تک کہ پہاڑوں پہاڑوں سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گیا احمد شاہ کے بڑھاؤ چڑھاؤ کے زمانہ میں غازی‌الدین وزیر اُس علاقہ واسطہ کی جہت سے جو عالمگیر ثانی کو احمد شاہ اور نجیب‌الدولہ سے منوط و مربوط تھا نہایت پریشان و مضطرب ہوا اور یہہ خیال کیا کہ بادشاہ احمد شاہ سے سازش کریگا اور احمد شاہ اُسکی رو رعایت سے میری بے ادائیوں کا انتقام لیگا غرض کہ غازی‌الدین نے یہی سوچ سمجھکر بادشاہ کو قتل کرایا اور ایک اور بادشاہی نسل کے شاہزادہ کو اُسکی گدی پر بتھایا مگر اس نئے بادشاہ کی بادشاہی مسلم نہوئی اور شاہ عالم جو علانیہ تاج تخت کا وارث تھا بنگلہ میں پانو جمایا چاہتا تھا اور اسی باعث سے دارالسلطنت میں حاضر نتھا غرض کہ متفق سرداروں نے باہم اتفاق کیا اور کسی بڑے افسر کے بدون ماہ نوامبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق ربیع‌الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو لڑائی کے کار بار جاری کیئے † *

اگرچہ مرہٹوں کے رفیق جاٹوں نے تائید اُنکی اس زمانہ میں نکی تھی مگر باوصف اسکے تیس ہزار سوار جرار اُنکی لڑائی کے میدان

---

† سیر المتاخرین اور احمد شاہ کے اُن حالات مشروحہ سے لیا گیا جنکو پٹھانوں نے بیان کیا

اپنے مونهه سے نکالتے تهے که همارا اراده یهه هی که سارے خاص هندوستان پر قبضه کریں اور جب که یهه خدشه پیدا هوا تو شجاع‌الدوله اپني پراني عداوتوں کے بهولنے اور نجیب‌الدوله اور پہلے مخالفوں یعني روهیلوں کے ملانے پر مایل هوا جنمیں حافظ رحمت خاں بڑا مخالف اُسکا شامل تها جوں هي که داما جي سیندهیا کو اتفاق مذکور کا پرچا لگا تو اُسنے گوبند راے بندیله † کو روهیلکهند کے دهاوں کے لیئے اپنے لشکر سے الگ کرکے روانه کیا چنانچه داما جي کے حکم کي تعمیل معقول طور پر کي گئي که ایک مهینے سے کچهه زیاده عرصه میں تیره سو گانو اُس ملک کے جلائے پهونکے گئے اور روهیلے پہاڑوں میں پناه ڈهونڈنے پر مجبور هوئے مگر شجاع‌الدوله اُنکے کام آیا که اُنکو اُس بهاري مصیبت سے چهوڑایا چنانچه شجاع‌الدوله اُنکي اعانت کے لیئے لکهنؤ سے روانه هوا اور یکایک مرهٹوں کو دبایا اور بهت سا نقصان پهونچاکر گنگا پار اُنکو بهگایا یهه واقعه ماه دوامبر سنه ۱۷۵۹ع مطابق جمادي‌الاول سنه ۱۱۷۳ هجري میں واقع هوا داما جي سیندهیا کي فوج اُس ٹکڑے کے ٹوٹنے سے جو روهیلکهند کو بهیجا گیا تها ایسي کمزور هوگئي تهي که وه صلح کے خواهاں هوئے مگر اس وجهه سے زیاده قوي وجهه یهه تهي که احمد شاه دراني کابل سے روانه هوکر بهت قریب آپهونچا تها غرض که مرهٹوں نے شجاع الدوله اور اُسکے رفیقوں سے آشتي کي شرطیں پیش کیں اور بموجب اُن شرطوں کے آشتي باهم هوئي مگر مدت تک قایم نرهي ‡ *

احمد شاه دراني کے پچهلے حمله کا بیان

جب که سنه ۱۷۵۸ع میں احمد شاه کے بیٹے تیمور شاه کو پنجاب کي حکومت سے خارج کیا تها تو وه اپني قلمرو کے شمال مغربي حصه

---

† یهه بندیله اصل میں ایک برهمن مرهٹه تها جس نے بندیل کهنڈ میں متعین رهنے سے بندیله کا لقب حاصل کیا تها اور ساگر کالپي کي ریاستوں کا مورث اعلی تها جو اب نیست و نابود هوگئیں

‡ سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

پاکر بڑے بڑے ارادوں کے پورا کرنیکی ارادہ پر واپس آیا تھا چنانچہ پہلے پہل اوسنے رعب داب اپنا سکھوں پر جنکو شریک اپنا گردانا جنھوں نے پچھلی بدانتظامیوں میں اپنی قوت کو بحال و قایم کیا تھا مگر جب کہ اونکی ہمت و قوت کو اپنے مطلب کے لیئے کافی وافی نپایا تو راگھوبا جی سے راہ پیدا کی اور اوس آسانی سے اوسکو واقف کیا جسکی بدولت ایسا معقول انعام اپنے ہموطن بھائیوں کے لیئے بکمال آسانی وہ وصول کرسکتا تھا غرض کہ راگھوبا جی ماہ مئی سنہ ۱۷۵۸ع مطابق شعبان سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو روانہ ہوا اور لاہور اور ساری پنجاب پر قبضہ کیا اور درانیوں کا یہہ حال ہوا کہ اوسکے آگے سے پیچھے کو ہٹتے لوٹتے چلے گئے اور لڑائی بھڑائی بدون اٹک پار اوتر گئے بعد اوسکے مرہٹوں نے پنجاب کی حکومت آدینہ بیگ کو بخشی اور جب کہ وہ جلد مرگیا تو ایک مرہٹا جانشین اوسکا مقرر ہوا تبدیل مذکور سے پہلے حکومت پنجاب کو غیر مستقل حفاظت پر چھوڑ کر راگھوبا جی دکن کو روانہ ہو چکا تھا اور علاوہ اُسکے ہندوستان کے اور حصوں میں بھی مرہٹوں کے کار و بار کو بڑی تر و تازگی پر چھوڑا تھا اور مرہٹوں کی ایک فوج سیندھیا کی حکومت میں خاص دلی سے نجیب‌الدولہ کے تعاقب میں اُسکے خاص ملک کی جانب کو روانہ ہوئی تھی جہاں وہ بیچارہ بھاگ کر گیا تھا اور جبکہ نجیب‌الدولہ نے اُنکے مقابلہ کی قوت نپائی تو اپنے ملک کو قتل و غارت کے حوالہ کرکے سکرتال پر چلا گیا جو گنگا کی ایک پایاب راہ پر پناہ گیریکے قابل تھی چنانچہ تمام برسات اُس مقام میں بڑی دشواری سے مقیم رہا مگر اس زمانہ یعنی جون لغایت ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق سنہ ۱۱۷۲ ہجری میں ایک متفق گروہ کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا جسمیں قرب و جوار کے راجے پرجے عام خطرہ کی نظر سے شریک و شامل تھے *

صوبہ پنجاب پر پہلے سے مرہٹے قابض و متصرف تھے اور غازی‌الدین کے سکھانے بہکانے سے اودہ کا ارادہ کر رہے تھے اور بلا تکلف یہہ بڑا بول

راگھوباجي مالوہ کو دوبارہ روانہ ہوا اور غازي‌الدین وزیر نے اوس سے اعانت طلب کي چنانچہ اوس نے راگھوباجي کے سہارے پر دلي پر چڑھائي کي اور شہر پر تصرف کیا اور قلعہ مبارک کو چاروں طرف سے گھیرا جس میں ایک مہینے سے زیادہ عرصہ صرف ہوا اور مقابلہ جاري رہا *

باوصف اِس مقابلہ کے یہہ امر ظاہر تھا کہ نجیب الدولہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ آیندہ نکرسکیگا چنانچہ بادشاہ نے پہلے سے پہلے دور اندیشي کرکے اپنے بیٹے کو جو بعد اوسکے شاہ عالم کے خطاب سے نامي گرامي ہوا کسي قلب مکان میں بھیجدیا مگر نجیب الدولہ کے بچاؤکي دشواري باقي رہي سو ہولکر کو رشوت دینے سے وہ کام بھي پورا ہوا بعد اوس کے بادشاہ نے قلعہ کے دروازے کھولے اور غازي الدین کو وزیر اپنا تسلیم کیا اور نجیب الدولہ خاص اپنے ملک میں چلا گیا جو دلي کے شمال میں سہارنپور کے متصل واقع ھی اور روہیلکھنڈ اور اوس میں گنگا حائل ھی ‡ *

دلي کے فتح ہونے پر بھي راگھوباجي شہر کے متصل جب تک پڑا رھا کہ ایک بڑي اور آسان مہم اوس کو ہاتھ لگي بڑي بیان اوس کا یہہ ھی کہ جب سنہ ۱۷۵۷ ع میں احمد شاہ اقلیم ہندوستان سے چلا گیا تھا تو جہان خان سرداري رہنمائي پر تیمورشاہ اپنے بیٹے کو پنجاب پر چھوڑا گیا تھا مگر آدینہ بیگ اوسکا مخالف تھا جو نہایت مکار و متفني اور میر منو کے عہد حکومت میں میر منو کا نائب تھا اور اوسکي سازشوں کي بدولت بہت سے انقلاب و قصے قضئے پنجاب میں واقع ہوئے تھے وہ احمد شاہ کي دخلیابي پر وہ کہیں کو چلا گیا تھا اور اب میدان خالي

‡ واضح ہو کہ یہاں شاید گنگا سے رام گنگا مراد ھی ورنہ نجیب‌آباد اور روہیلکھنڈ کے درمیان گنگا حایل نہیں ھاں سہارنپور اور نجیب‌آباد کے درمیان میں گنگا حایل ھی ۱۲ مترجم

تھا کہ وہ دوسرے انقلاب کو پیدا کرے تو اوس نے اپني کمک کے لیئے مرھٹوں کو طلب کیا جو اب پہلے زمانہ کي نسبت نہایت قوي ہوگئیے تھے *

اگرچہ بالاجي پیشوا نے سنہ ۱۷۵۲ کے شروع میں صلابت جنگ سے آشتي کي تھي جیساکہ بالا مذکور ہوا مگر بڑے غازي‌الدین اِس غازي الدین کے باپ سے جو صلابت جنگ کا بھائي اور حریف مخالف تھا بات چیت کرنے میں وہ آشتي مانع مزاحم نہوئي تھي چنانچہ جب بڑا غازي الدین دلي سے دکن کو جاتا تھا تو بالاجي تمام فوج اپني لیکر اورنگ آباد میں آیا اور اوس کا ساتھي ہوا اور دونوں فوجوں کے ملنے سے یہہ کثرت ہوئي کہ بسي صاحب فراسیسي کي امداد بھي صلابت جنگ کي حفظ و حراست کے لیئے کافي وافي نہوتي اگر غازي‌الدین کے یکایک مرجانے سے وہ خطرہ رفع دفع نہوتا بعد اوس کے بالاجي پیشوا جنوب کے امورات اور فراسیسوں اور انگریزوں کے اون جھگڑوں بکھیڑوں میں مبتلا ہوگیا جنکا حال اون قوموں کي تاریخوں میں تفصیل وار لکھا جاوے گا اور جبکہ بات اوس کي بن پڑي اور خاص گھر میں حکومت جمگئي تو داماجي جیکدوار کے چھوڑ نے پر چھاتي ٹھوکي اور گجرات کے نظم و نسق میں امداد اوس سے چاھي اور اوس کي رھائے پر ایسي ایسي کڑي شرطیں ٹھہرائیں کہ منجملہ اونکے ایسے ایسے خراجوں کا دینا اور ایسے ایسے استحقاقوں کا قایم رکھنا بھي تھاجنکي بدولت انجام کو بہت سے قصے قضاے برپا ہوئے مگر پہلے پہل بہت سے بلکہ سارے کام اچھي کامیابي سے جاري رھے چنانچہ داماجي پیشوا کے بھائي راگھوباجي کے ھمراہ سنہ ۱۷۵۵ میں گجرات کو روانہ ھوا اور ساري گجرات کو محکوم و مطیع اپنا بنایا بعد اوس کے راگھوباجي نے راجپوتوں کي ریاستوں سے محصول وصول کیا اور مالوہ پر گذرتا ھوا بامراد اپنے گھر کو واپس آیا بعد اوس کے سنہ ۱۷۵۶ع میں

اون سے حاصل تھی اسي عرصہ میں خود احمد شاہ آگرہ کو متوجہ ہوا اور جاٹوں کے ایک قلعہ اور خاص اوس شہر کا محاصرہ کیا مگر اُس وقت ایسي گرمي پڑنے لگي کہ گرمي کي شدت سے درانی مرنے لگے جو گرمي کے متحمل نہ تھے چنانچہ احمد شاہ اوس روپیہ کے حاصل ہونے سے جس کو اوس نے حاصل کیا تھا ماہ جون سنہ ۱۷۵۷ع مطابق شوال سنہ ۱۱۷۱ ہجري کو اپني قلم رو کے جانے پر مجبور ہوا اور روانگي سے پہلے خاندان تیمور کی ایک شاہزادي سے نکاح اپنا کیا اور دوسري شاہزادي اپنے بیٹے سے بیاہي جو بعد اوس کے تیمور شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور جب کہ بادشاہ نے احمد شاہ سے منت سماجت کرکے یہہ بات کہي کہ غازي الدین وزیر کے رحم و ترس پر مجھکو چھوڑنا مروت کے خلاف اور مخلص نوازي کے مناسب نہیں تو اوس نے نجیب خاں روہیلہ کو جو بخطاب نجیب الدولہ مشہور و معروف اور بڑي قابلیت اور عمدہ لیاقت کا سردار تھا دلي کا امیر الامرا مقرر کیا اور یہہ بات اپنے جي میں ٹھاني کہ میرے ایسے رعب داب کے خوف و ہیبت سے جو دوري کي صورت میں بھي قایم رہیگي یہہ سردار اوس وزیر کے مقابلہ میں برابر کي جرئت ہوگا † *

جونہي کہ احمدشاہ اقلیم ہندوستان سے باہر گیا تو غازي‌الدین نے دوبارہ سر اوٹھایا اور جب کہ احمد شاہ اپني قلمرو کو روانہ ہوا تھا تو غازي‌الدین فرخ آباد میں موجود تھا غازي‌الدین نے امیر الامرائي کا منصب حاکم فرخ آباد احمد خاں بنگش کو عنایت کیا اور نجیب‌الدولہ کو معطل بٹھایا مگر جونکہ تنہا غازي‌الدین اتني قوت نرکھتا

---

† بیان مذکورہ بالا خاصکر سیرالمتاخرین سے لیا گیا اور واضح ہوکہ یہہ بیان اکثر مقاموں میں پٹھانوں کے بیان سے مطابق ہی مگر پٹھان اسقدر بیان کرتے ہیں کہ احمدشاہ خود دلي میں رہا اور آگرہ متھرا کي مہموں کو جہاں خاں نے انجام کو پہونچایا

نے کوچ کرکے پنجاب سے گذر گیا اور کوئي مرد آس کے سامنے نپڑا یہاں تک کہ دلي سے بیس میل کے اندر داخل ہوا مگر غازي الدین نے یہہ حکمت برتي کہ آس رانڈ کو ٹھنڈا کرکے آس کي وساطت حاصل کي اور اُس کے ذریعہ سے احمد شاہ کي فوج میں یکایک جا پہونچا اور جو جو قصور اُس کي ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبہ کو پورا کرنیکي غرض سے دلي کي جانب کو آگے بڑھا چنانچہ جب وہ بہت لگ بھگ پہونچا تو نادرشاہ کارنامہ یاد آیا اور وهي هیبت شگفتہ هوئي اور وجہہ آس کي یہہ تھي کہ اگرچہ احمدشاہ اپنے مزاج و طبیعت سے نادر شاہ کي مانند سفاک بیباک تو نہ تھا مگر اپني فوج پر قبض و قابو پورا پورا نرکھتا تھا چنانچہ دلي قتل و غارت کا ٹھکانا اور زور ظلم کي نمایش گاہ بنگئي اور یہہ مصیبت خاص دلي پر منحصر نہ تھي بلکہ احمد شاہ نے فوج کا ایک ٹکڑا غازي الدین کي همراهي میں شجاع الدولہ پر اس نظر سے روانہ کیا کہ آس سے خراج کو وصول کرے اور خود جاٹوں پر چڑھ کر گیا چنانچہ اُس نے دلب گڈھ کے قلعہ کو ایک بڑے مقابلہ کے بعد جو محصوروں کي جانب سے وقوع میں آیا فتح کیا اور محصوروں کو گردن مارا مگر ایک بات آس کي فوج کے ٹکڑے نے ایسي کي کہ اُسکي خصلت بلکہ آس کي قوم کي خوے و خصلت کو اوس نے دھبا لگایا یعني متھرا سے مقدس شہر کو جو هندوؤں کے عقاید کے موافق مقدس شہروں میں گنا جاتا هي ایسي وقت میں سنا یا کہ ایک مذهبي تہوار اوس میں بڑي دھوم دھام سے رچایا گیا تھا چنانچہ ساري بستي کو یکایک جا دبایا اور بیچارے معتقدوں کو ایسي بیباکي سے قتل کیا جس کي توقع یک ایسي ادھوري وحشي قوم سے هوسکتي تھي جو نادر شاہ کي خو بو رکھتي تھي اور اوسکو هندو بت پرستوں اور اون کي بت پرستي سے ویسي هي نفرت تھي جیسي کہ نادر شاہ کو

حواله کریں مگر غازي الدین کو اِس تدبیر سے بادشاه کي نسبت شبهه پیدا هوا اور اپنے دام کے بادشاه کي سازشوں کي روک تهام کے لیئے جسکا ظهور اوس کي ذات سے ممکن سمجهتا تها بهت سي تدبیریں برتیں *

غازي الدین وزیر اس وقت لاهور پر جاتا تها که فساد مذکور کے هونے سے اوس کے کاروبار میں خلل پڑا مگر باوصف اِس کے اوس نے کوچ کو جاري رکها اور وه میر منو جو شاه دهلي کي جانب سے پنجاب کا حاکم تها اور جب که احمد شاه دراني نے دلي کے دربار سے صوبه پنجاب کو حاصل کیا تها تو اوسنے اوسکو اوسي عهده پر قایم رکها تها بقضاے الهي مرچکا تها اور احمد شاه نے اوسکے شیر خوار بیٹے کو اوس کي ماں کي سرپرستي پر اوسکي حکومت جانشین اوس کا کیا تها غازي الدین نے یهه صورت دیکهه کر ایسے لوبهه لالچ کے اوبهار سے جس کي لاگ قابلیت اوس کے قبض و تصرف سے خارج تهي میر مرحوم کي بیوه سے دوستانه ربطانه خط و کتابت جاري کي اور اُس کي ناکتخدا بیٹي سے نکاح اپنا چاها چنانچه رشته منعقد هوا اور وزیر اپنے بیاه رچانے کے بهانه سے لاهور کي جانب کو روانه هوا اور جبکه بطور مذکور اُس نے هر ایک قسم کا شک شبهه مٹا دیا تو سنه ۱۷۵۹ مطابق سنه ۱۱۷۰ میں یکایک شهر کو جا دبایا اور وهاںکي حاکمه یعني اُس رانڈ بیوه کو پلنگ پر سوتے گرفتار کیا غرضکه جب اُس دکهیا رانڈ کو لشکر میں لائے تو وه دکهتے کلیجے غازي الدین اپنے انهونے جوائي کو کوسنے لگي اور اُس نے یهه پیش گوئي کي که احمدشاه دراني انتقام اِس حرکت ناشایسته کا لیویگا اور اُس کے انتقام کا یهه نتیجه هوگا که هندوستان بربادي کو پهونچیگا اور اُس کے باشندے مارے جاوینگے چنانچه یهه پیشین گوئي بهت جلد اُس کے بعد واقع هوئي اسلیئے که احمد شاه دراني نے اس زور ظلم کے سنتے هي جو اُسکے متوسلین پر واقع هوا انتقام دشمن پر کمر باندهي اور بهت شتابي چڑهائي برت کر قندهار

اس کي ماں کي آنکھیں نکلوائیں یہہ حادثہ ماہ جولائي سنہ ۱۷۵۴ع
مطابق شعبان سنہ ۱۱۶۷ میں گذرا بعد اوس کے بادشاهي نسل کے
ایک اور شاهزادے کو تخت نشین کیا اور عالمگیر ثاني کے خطاب سے
اوس کي بادشاهت کي منادي کروائي † *

عالمگیر ثاني کي سلطنت کا بیان

بعد اِس انقلاب کے صفدر جنگ مرگیا اور غازي‌الدین نے وزارت کا
عہدہ اختیار کیا اور صفدر جنگ کے بیٹے شجاع‌الدولہ کو اوس کے باپ
کي جاگیر پر جوں کا توں قابض و متصرف چھوڑا جس سے وہ اوس کو
خارج نکرسکا یہہ قصہ ستمبر سنہ ۱۷۵۴ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ ۱۱۶۷
هجري کو پیش آیا اور اب امن و امان کا عرصہ اوس سے زیادہ گذرا
جس کي توقع وزیر کي چلبلي طبیعت اور اچپلي بلند نظري سے زیادہ
متصور نتھي مگر وزیر کا ملکي انتظام اب بھي ایسي خود مختاري سے
تھا جیسا کہ پہلے سے برابر چلا آتا تھا آخر کار اُس نے اپنے برے کرتکوں
سے بہت سي فوج کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ایسا آنکھوں سے گرا کہ
باغیوں نے اُس کو پکڑا اور دلي کے گلي کوچوں میں ننگے سر اور ننگے پانو
اُس کو کھینچتے پھرے اگرچہ باغي قتل کي دھمکیاں سناتے تھے مگر وہ
بھي اون کو برا بھلا کہکرجتاتے جاتا تھا کہ تم گستاخي کا مزا پاؤ گے اور
اُس کي سزا میں جان اپني گنواؤگے غرض کہ سرکاري ملازموں کي
بدولت اوس کشاکش سے نجات اوس نے پائي اور نجات پاتے هي
باغیوں کے قتل قمع کا حکم جاري کیا اور اون کے مال و اسباب کو لٹواکر
نام و نشان اونکا نچھوڑا *

جبکہ شور و آشوب کے زور شور اور فساد و فتنہ کے جوش و خروش
تھے تو بادشاہ نے غازي الدین کي جان بچانے کے بہانہ سے باغي فوج
کو اِس شرط پر باقیات کا روپیہ دینا ٹھہرایا تہا کہ وہ اپنے قیدي کو عمارے

† سیرالمتاخرین اور گربنٹ ڈف صاحب کي تاریخ سے یہہ بیان لیا گیا

ون کا ایک اواز تھی یعنی سنی دم چار یار اور شیعے دم پنجتن
لیتے تھے اور جب کہ صفدر جنگ نے آخرکار آپ کو کمزور ہوتا پایا
اور اون مرہٹوں کو بزیر حکم ہولکر کے قریب پہونچا دیکھہ کر جنکو
غازی‌الدین نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا پریشان ہوا تو باین طور
آشتی کرنے پر مجبور ہوا کہ اودہ اور الہ آباد اوس کے قبضہ میں رہیں
غرض کہ غازی‌الدین اپنے دشمن سے فارغ ہوا اور اپنے رفیق مرہٹوں کو
مصروف کرنا چاہا چنانچہ بعد اوس کے وزیر صفدر جنگ کے
ایک شریک سے انتقام لیا اور سورج مل پر چڑھ گیا جس کے مضبوط
و مستحکم قلعوں اور خصوص بھرت پور اور دیگ کے محاصروں میں
بہت سا مصروف رہا مگر بادشاہ غازی‌الدین خاں کے غرور و نخوت
سے اسقدر ناراض ہوگیا کہ صفدر جنگ کی خوے و خصلت سے
ویسا ناراض نہ تھا اور جس قدر فوج اپنی سعی و ہمت سے بادشاہ
اکھٹی کرسکا شکار کے بہانہ سے اُس کو لیکر روانہ ہوا مگر حقیقت
میں مدعا اوس کا یہہ تھا کہ وہ اون مشکلوں سے فائدہ اوٹھائے جن میں
غازی‌الدین خاں مبتلا ہی حالانکہ لڑائی کے کار و باروں میں جن کو
بادشاہ نے خوب سوچ سمجھہ کر نہ اوٹھایا تھا ایسی تھوڑی سمجھہ اوس
سے ظاہر ہوئی کہ کوئی تدبیر اوس نے صفدر جنگ کے شریک بنانے
کی نہ برتی اور اسی نظر سے غازی‌الدین کو بڑی چستی چالاکی
اس مقدمہ میں درکار نہ تھی کہ وہ بادشاہ کی تدبیروں کو اوسی
لوٹارے یعنی بادشاہ کی تدبیریں ایسی پوچ و ناکارہ تھیں کہ اون
توڑنے کے واسطے بڑے سوچ بچار کی ضرورت نہ تھی چنانچہ اوس
اوس محاصرہ کو نہ اوٹھایا جس میں وہ جی جان سے مصروف
اور اپنے رفیق مرہٹوں کو بادشاہ کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر جب
اوس کو یہہ پرچہ لگا کہ بادشاہ لڑائی میں پکڑا گیا تو خود
میں چلا آیا اور اوس گونتر پنجہ بلا کو تخت سے اوتار کر اوس کی

سے بادشاہ استدر برهم هوا جسقدر که قیاس میں آسکتا هے اور بہت جلد انتقام کے درپے هوگیا اور انتقام کا ذریعہ حاصل کیا غازي الدین آصفجاہ کا بڑا بیٹا اپني چہوتے بہائیوں کے جہگڑے بکھیڑوں کے شروع میں دلي میں چندے مکونت پذیر هوا تہا مگر بعد اُس کے کسي ڈهب سے بالاجي پیشوا سے علاقہ پیدا کرکے هولکر اور سیندهیا سرداروں کے ساتهہ دکن کو روانہ هوا تہا اور اورنگ آباد میں پہونچکر مرگیا تہا اور اُس کا بیٹا جوان گبرو جس کو دلي میں چہوڑ گیا تہا صفدر جنگ وزیر کي لطف و عنایت سے غازي‌الدین خان کے خطاب اور امیرالامرائي کے منصب پر سرفراز هوا اور یہہ وهي جوان تہا جو اپنے محسن صفدرجنگ کے مقابلہ پر بادشاہ کے ایما و اشارہ سے اُن کاموں کا کارپرداز رہا جو اُس کے مربي کے خلاف پر تجویز کیئے گئے تہے یہہ گبرو جوان ایسے مغل درباریوں کا نمونہ تہا جو عیش و عشرت سے بڑے آشنا اور لطف و لذت سے پورے واقف نہ تہے چنانچہ عزم اُس کا بلند اور نگاہ اُسکي والا اور بڑے بڑے ارادوں کے اخفا میں ایسا متفنی و مکار تہا جیساکہ اُن کو قبض و قابو میں رکہنے کے لیئے قابل نہ تہا اور اسي وجہہ سے اپنے کاموں کے نکالنے میں قتل و دغا کو طبعي ذریعہ سمجہتا تہا اور جیساکہ وہ اپنے چال چلن میں قانون و قاعدوں کا پابند نہ تہا ویسا هي اُن کے نتیجونکي پروا نکرتا تہا *

اُسکي تدبیروں پر وہ ملکي لڑائي مترتب هوئي جس کا تصفیہ معمول کے موافق میدان میں نہوا بلکہ یہہ بات اُن سے پیدا هوئي کہ دلي کے بازاروں میں لٹتي ہونگے اور چہري کٹاري اور دهول جوتي کي لڑائیاں چہہ مہینے تک روز مرہ قایم هوئیں اور فریقین کے قصبے قضائے اختلاف مذهب کے غیظ و غضب سے چوگنے هوگئے اس لیئے کہ صفدر جنگ اپنے مذهب کا شیعہ اور غازي الدین اُس کا مخالف سني تہا چنانچہ سني شیعوں کي لڑنے والوں کا لقب اور مایہ الامتیاز

اوس نقصان کے ہونے سے فائدہ نہ سمجھا گیا جو حاکم احمد کے شکست کہانے سے عاید ہوا جسنے ریاست جودھ پور کے دو دعوداروں کے قصے قضئیے میں دست اندازي کي تہي بلکہ حقیقت میں کہاتا رہا *

جس زمانہ میں کہ مغلوں کي سلطنت روز بروز ایسي طرح ضعیف و ناتوان ہوتي جاتي تہي تو یکایک یہہ خبر لگي کہ احمد شاہ درانی نے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور بعد اوس کے یہہ پرچہ لگا کہ پنجاب پر پورا قابض ہوگیا اور ایک ایلچي اس غرض سے اوس نے روانہ کیا کہ شاہ هندوستان سے اوس صوبہ کو بحسب ضابطہ حاصل کرے حاصل یہہ کہ احمد شاہ کي درخواست اوس حوکہ‌س کے خوف سے فی‌الفور منظور ہوئي جسکو بادشاہ کے ہاتہوں سے اوتہایا تہا اور اب تک یاد اوس کي باقي تہي اور جبکہ صفدر جنگ اپنے رفیق مرہٹوں کو لیکر دلي میں داخل ہوا تو اوسني اس انتظام یعني پنجاب کے تفویض کو کامل پایا اور اس میں کچہہ شک شبہہ نہیں ہے اگر وہ خود دلي میں موجود ہوتا تو کام ناکام اوسکو تسلیم کرنا اور اگر وہ یہہ سمجہتا کہ مجہکو اوسکي تردید میں کچہہ فائدہ حاصل ہوگا تو اوس کي تکمیل کے بعد بہي اوس کي پروا نہ کرتا مگر اوسني پنجاب کي تفویض کو اپني شکایت کا بہانہ تہرایا جس کو بادشاہ کي بڑي بیعزتي کا باعث بتایا تہا اورحقیقت میں دارامي کے اسباب اور اور وجوہ تہے چنانچہ منجملہ اوںکے بڑي وجہہ یہہ تہي کہ جب وہ روہیلکہنڈ میں گیا تہا اور دربار میں حاضر نہ تہا تو رعب داب اوس کا عین دربار میں جاوید نامي ایک خواجہ‌سرا کو حاصل ہوا تہا جسپر بادشاہ اور اوس کي ما دونوں نہایت مہربان تہے اور چونکہ بعد اوس کے صفدر جنگ نے یہہ سوچا سمجہا کہ میرے موجود ہونے پر بہي دال اپني نہ گلي تو اوس نے وہ بري طرز اختیار کي جو دلي کے گلي کوچوں میں ظشت از بام ہوگئي یعني اوس نے جاوید کو دعوت میں بلایا اور عین دعوت میں اوس کو قتل کرایااس زور و زبردستي

رهی یهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع مطابق سنه ۱۱۶۳ هجري میں واقع هوا *

جبکه صفدر جنگ نے اپني پریشانیوں کي عروج وترقي دیکهکر اپني قوت و همت کو روهیلوں کے مقابله میں ضعیف و ناتوان پایا تو اُس نے مرهتوں کے بلانے کي طرح ڈالي جسمیں سلطنت کي ذلت و خفت صاف پیچیده تهي چنانچه اُس نے ملهار راؤ هولکر اور جي اپا سیندهیا سے اعانت کي درخواست کي جنکو بالاجي پیشوا نے ابهي مالوه کو واپس بهیجا تها اور بڑي امداد معین کے وعده سے اُنکو اسپر مایل کیا که وه اپني فوج کا بڑا حصه لیکر قصد اِس جانب کا کریں اور شریک اُس کے هوویں غرض که یهه تدبیر اُس کي راس آئي اور اِسي قسم کي تدبیر سے جاٹوں کے راجه سورج مل کي خدمتوں کو دوباره حاصل کیا جو پهلي لڑائي میں شریک حال اُس کا هوا تها حاصل یهه که ان مدد گاروں کي اِمداد و اعانت سے سنه ۱۷۵۱ ع مطابق سنه ۱۱۶۴ هجري کو ایک قایم لڑائي میں اُس نے روهیلوں کو شکست دیکر اُن کے خاص ملک پر یورش کي اور کوه همالہ کي پست شاخوں میں اُن کو بهگایا جو اُن کے ملک کي شمال مشرقي کي حدیں تهیں بعد اوس کے مرهتوں کے استحقاق کي نسبت یهه بات کهي که وه ممالک مفتوحه سے وصول کریں چنانچه مرهتوں نے هاتهه پهیکني شروع کیئي اور تاخت تاراج سے اوس ملک کو ایسا خاک سیاه کیا که برسوں تک نه سنبهلا *

ان دست اندازیوں کي سرگرمي سے روهیلوں کي معیشت ایسي تنگ هوگئي که بهوکوں کے مارے صفدر جنگ کي اطاعت کو قبول کیا اور اپنے سرداروں کے پیٹ پالنے کے لیئے چند دیهات پربس کرکے بیٹهے † *

دلي کے دربار کو جو تهوڑا سا فایده اس کامیابي سے حاصل هوا وه

---

† حافظ رحمت خاں کي سرگذشت میں روهیلوں کي لڑائي کا حال اچهي طرح بیان کیا گیا که اُس سے روهیلوں کي کامیابي واضح هوتي هے ۱۲

مرضي کے موافق پورا کیا چنانچہ سعادت خاں کے بیٹے صفدر جنگ کو وزیر اپنا بنایا اور اسلیئے کہ اوس سردار کے پاس اودھ کي صوبہ داري اب بھی باقي تھي تو بادشاهي ملازموں نے روهیلوں کے دبانے لیجانے میں پہلے پہل همت کو صرف کیا جو اودھ کے شمالی حصہ میں بڑي صورت پکڑ گئي تھي *

علي محمد خاں روهیلہ کے مرجانے سے صفدر جنگ کو اس مہم میں عمدہ موقع حاصل هوئی چنانچہ اوسنے قایم خاں بنگش جاگیردار فرخ‌آباد کو اوسکے هموطنوں کے مقابلہ پر قایم کیا اور ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۸ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ ۱۱۶۱ هجري کو لوٹنے مرنے کي بابت باهم قول و قرار هوئی اگرچہ قایم خاں پہلے پہلے تو کامیاب هوا مگر لڑائي میں مارا گیا اور جب کہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعني روهیلوں کي شکست سے مایوس هوا تو اُس نے اپني بدبختي کے نقصان کو یوں پورا کیا کہ اپنے رفیق قایم خاں مقتول کي بیوہ کے قبض و تصرف سے بہت سا ملک اُس کا نکالا مگر اس دوں همتي سے کچھہ فائدہ اس کو حاصل نہ هوا اسلیئے کہ قایم خاں کي رعایا صفدر جنگ کے جانب سے باغي طاغي هوگئي اور روهیلوں کو اپني مدد کے لیئے بلایا یہاں تک کہ خود وزیر اپني بہت سي فوج لیکر اُن کے مقابلہ کي غرض سے روانہ هوا اگرچہ فوج اوس کي کثرت کي حیثیت سے بہت کچھہ تھي مگر انتظام کي روسے نہایت بے قاعدہ تھي چنانچہ اُس فوج نے اپنے هي ملبوس کے بارهہ کے سیدوں کو لوٹا کھسوٹا جو محمد صلعم کي آل اور فاطمہ کے آل تھے اور بہت سے بیگناهوں کو قتل کیا ۔ و آپ سے بمقابلہ پیش آئے یہہ بات اچنبھے کي نہیں کہ ایسي بے قاعدہ فوج کو تھوڑي سي فوج نے شکست دیکر گرداںداں کیا هو بلکہ ایسا هي واقع هوا چنانچہ خود وزیر زخمي هوا اور فوج نے شکست کھائي اور روهیلے وزیر کي ناموس میں گھس بیٹھے گئی اگرچہ لکھنؤ اور بلگرام سے مدافعت کرنے کي گئی مگر وہ الہ‌آباد میں گھس گئی اور وزیر و بادشاہ دونوں نا مردي و جرأت

بعد اوسکے شاهزاده احمد نے فی‌الفور ایک نایب‌السلطنت کو پنجاب کے لیئے روانه کیا مگر جبکه یهه شاهزاده باپ کي بیماري کے مارے دلي کو راهي هوا تو احمد شاه دراني اتک کے پهونچنے سے پهلے پنجاب پر دوباره پهنچا اور اوسکو جب تک نچهوڑا که اوس نئے نائب‌السلطنت نے مستقل خراج دینے کا اقرار نکیا *

سهرند کي لڑائي کے بعد ایک مهینے کے اندر اندر محمد شاه اپریل سنه ۱۷۴۸ ع مطابق ۲۶ ربیع لثاني سنه ۱۱۶۱ هجري کو مرگیا اور شهزاده احمد جانشین اوسکا هوا جسکا خطاب احمد شاه دراني اپنے حریف کا خطاب تها *

چوتها باب

مغلوں کي شاهنشاهي کے معدوم هونے تک

احمد شاه کي سلطنت کا بیان

احمد شاه دراني کے پنجاب میں واپس آنے اور اوسکي مشهور قوت کي دهوم دهام کے هونے سے احمد شاه هندوستاني برابر ترساں و لرزاں رهتا تها چنانچه کم ناکام اسباب پر مجبور هوا که ایسے دوست آشنائوں کي خاطر کسي قدر خود مختاري سے دست بردار هووے جو بیگانه فیروز مندوں کي لوٹ مار سے اُس کو حفظ و حراست میں رکهه سکیں نظر برین وزارت کا عهده آصف‌جاه کو سپرد کرنا چاها مگر جب که آصف جاه نے صاف انکار کیا جس کے بعد اُس نے وفات هي پائي تو بادشاه نے ناصرجنگ آصف‌جاه کے جانشین کو اپني امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکي سعي و همت سے فراهم هوسکتي تهي مگر تهوڑے عرصه میں یهه بات اُسکو دریافت هوئي که احمد شاه دراني اپني قلمرو کے مغربي حصه میں مصروف و مشغول هے چنانچه اس خبر کے سننے سے اُسکو اوس مدد کي ضرورت باقي نرهي جس کا وه جي جان سے خواهاں تها اور انتظام اپني قلمرو کا

تخت نشینی کا کام کام اتنک ملک پورا نهوا تها که اُسنے مش
کی طرف کوچ کی اونهونی اور سارے ملکوں کو تحت حکومت کیا ا
حمله هوا بادشاه کی بڑی حالت دیکھی تو اُسکو اگے بڑهنے
کسی قسم کی امداد نہو سلطنت کا ضعف اسطاعت جو داعی هو رها تها اور
باوجود مسافت ... درمیانی معاملہ کے دلی کے دربار سے حاصل تھی احمد شاہ کا
ملک شاه ... ہوا سا معامله کوسکا اور احمد شاه لاهور اور علاوه
هوئے سرهند تک پهنچا اور جب وہ وهاں پهنچا تو اُسکی راه میں واقع
کو معزول کے قبضہ میں دیا جو اسکے مقابلہ کو شهزاده احمد ولیعهد
اور وزیر قمرالدین خان کے تحت و حکومت هوکر ائے تھے اگرچہ احمدشاہ
دری کے پاس بارهزار ادمیوں سے زیادہ نتھے مگر یہہ امر اُسنے دریافت کیا
که عمده کامیابی کی توقع اُس فوج کی بخشی ہونے پر موقوف و منحصر
ھے چنانچه وه ایس دریا سے ایسے مقام پر اُترا جہاں پایاب کا نام ونشان
تها اور هندوستانی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑا اور سرهند پر قبضه کیا جو
هندوستانیوں کا ذخیره اور تمام اسباب اندوخته تها اس کامیابی کے علاوه اور
... صرف میں چند توپیں بهی ائیں اور پہلے اس سے توپ کا نام و نشان
... فوج میں نها دشمن اوسکی دعا ہی سے ڈر گئے اور حمله وه اوسکے
... اگیا تو اودهر نے مقام کیا اور لشکر کے آس پاس کهائیاں کهودیں
... وه حالت تهی که اوسمیں سواروں کے ملل گروهوں سے نتیجه کام
... سکتا تها اگرچه توپ کے ایک گوله سے وزیر قمرالدین خان اسی حالت
... ا کہ وه نمازمیں مصروف تها مگر فوج اوسکی دس دن تک درانیوں
... قائم رهے چنانچه پچیسویں دن درانیوں نے ایک ایسا عام اور
... حمله خندقوں پر کیا کہ ایک توپ اور جا بادشاهی فوج کے پیچھا
... گیا مگر شکست کهاکر پیچھے کر لوٹا اور اوسدن کی رات اپنے
... کے بهاگنے پر مجبور هوئے یهہ واقعہ ماه مارچ سنه ۱۷۴۸ع
... سویں ربیع‌الاول سنه ۱۱۶۱ هجری میں واقع هوا *

خاص قندهار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور کسی فاسد عقیدہ کی ضرورت سے اپنی قوم کا نام بدلکر ابدالی کی جگہہ درانی رکھا جو ابتک آسی نام سے نامی گرامی چلے آتے ہیں † اور اپنے دربار کے رنگ ڈھنگوں کو دربار شاہی کے طور طریقوں پر ڈالا اور آسی بادشاہ کے تمام استحقاق اختیار کیئے مگر برتاو انکا ایسے اعتدال و خوبی سے کیا جو اُسکی حالتوں کا مقتضی تھا چنانچہ مطلق اختیار آسکو کہلی ملکوں اور شہراور نیز بلخ اور سند اور کشمیر اور دیگر مفتوحہ صوبون پر حاصل تھا اور آسنے پٹھان قوموں کو آنکے ملک کے ذاتی انتظام پر چھوڑا تھا اور فوج یا روپیہ کی امداد حاصل کرنے اور امن و امان کے قایم رکھنے کی قوت کو صرف اپنی ذات سے متعلق رکھتا تھا اور بلوچستان اور سیستان اور علاوہ آنکے چند اور مقام أنکے دیسی سرداروں کے زیر حکومت چھوڑے تھے چنانچہ اُنھوں نے احمد شاہ کی اطاعت اختیار کی تھی اور جنگی خدمتوں کو بجالانا تسلیم کیا تھا ایران کے نزاعون کے باعث سے احمد شاہ کی سلطنت میں اوس جانب سے کوئی خلل واقع نہوا اور اسی وجھہ سے خراسان کے بہت سے حصہ پر قبض و تصرف کرسکا مگر اوسنے اوس جانب میں زیادہ بڑھنا دشوار سمجھا اور مقام مشھد میں نادر شاہ کے بیٹے شاہرخ کی حفظ و حراست پر قناعت کی اور جو اضلاع اوسکے مطیع و تابع تھے وہ مشھد کے شرقی جانب سے محدود تھے غرض کہ آسنے فتح و کشایش کے حاصل کرنے اور مال و دولت کے فراھم لانے اور فوج کے مصروف رکھنے پر ھمت باندھی اور هندوستان کی سلطنت کا ارادہ کیا اور جو کار و بار آسنے پہلے پہل وھاں کیئے وہ دقت کے لحاظ سے اکثر اون ملکوں کے قصے قضایوں سے پہلے واقع ہوئے تھے جنکا ابھی بیان ہوچکا *

---

† کسی غلط فہمی کے باعث سے جسکا باعث دریافت نہیں ہوتا هندوستانی لوگ اُنکو خلجی پکارتے ھیں اور بلاد شمالی میں خراسانی کہتے ھیں مگر صحیح یہہ ھی کہ خطاب اُنکا درانی ھی

یہہ احمد خاں اُس زماں خاں کا بیٹا تھا جو ابدالیوں کا موروثی سردار اور خراسان کی اول فتح کرنیکی غرض سے ابدالیونکا سردار بنکر گیا تھا اور سدوزئی خاندان اُسکا تھا جسکو اُسکی قوم کے لوگ ایک طرحکا معظم مکرم سمجھتے تھے تئیس هی برسکی عمر میں نادر شاہ کی خاص التفات و توجہ سے معزز و ممتاز ہوا تھا † *

احمد خاں درانی کی تخت نشینی کا بیان

وجوہ مذکورہ بالا کی نظر سے احمد خاں کو اپنے بھائی بندوں پر حکومت حاصل تھی جسکے قیام و استحکام میں اُسنے شتابی برتی چنانچہ پاس پروس کی قوموں اور ملکوں پر رعب داب اپنا بٹھاکر سال مذکورالصدر کے ختم ہونے سے پہلی ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۴۷ع میں

چار هزار پٹھان اپنے ملک کو صحیح سلامت چلے گئے بازیں نے دلچسپ طور سے لکھا هی جوخود بھی لڑائی کے تماشائیوں میں شامل تھا *

† سدوزئیوں کے جسم ایسے عزیز مبارک سمجھے جاتے تھے کہ اور لوگ اُنکو ستاتے نتھے اور اُنکے بدن کو ہاتھہ لگانا گناہ جانتے تھے اور چھوٹے بڑے افسر کسی ابدالی کو سدوزئی کے بلا اجازت قتل نکرسکتے تھے مشہور هے کہ یہہ احمدخاں نادر شاہ کا چوبدار تھا میری راے میں اُسکا سبب یہہ معلوم ہوتا هی کہ اٹک کے مغرب میں ایسے بڑے بڑے ملازموں کو چوبداری کا خطاب عنایت ہوتا هی جو سونے کی جریبیں هاتھوں میں رکھتے هیں اور بلاد هندوستان میں عام چوبداروں کو کہتے هیں مگر باوصف اسکے یہہ بات بعید معلوم ہوتی هی کہ ایسا بڑا عہدہ ایک غیر قوم کے سردار کو دیا جاوے احمد خاں کی حقیقت بخوبی معلوم هی کہ وہ خلجیوں کا اُن دنوں قیدی تھا جبکہ نادر شاہ نے قندهار کو فتح کیا تھا نادر شاہ نے اُسکو سرفرازی بخشی اور ایک جاگیر اُسکے لیئے مقرر کی اور مازندران کو ریاست کی غرض سے روانہ کیا — نادر نامہ جلد پانچویں صفحہ ۲۷۴ جونز صاحب کا ترجمہ — نادر شاہ کا اس تدبیر سے غالباً یہہ مطلب تھا کہ جب تک قندهار کے ملک کا تصفیہ نہوجاوے تب تک احمد خاں کو اُسکی قوم سے الگ تھلگ رکھی اسلیئے کہ اُس زمانہ کے ایک مورخ کے بیان سے جو ایرانیوں کے ہمراہ تھا یہہ معلوم ہوتا هی کہ نادر شاہ اُسکی نگہبانی کرتا رهتا تھا مگر تمام افسر خفیہ خفیہ بتعظیم اُس سے پیش آئے تھے — سرگذشت عبدالکریم صفحہ ۱/۲

کے قتل کی فرصت پائی چنانچہ بہت سے سازش کرنیوالے جس میں پہرہ کا کپتان اور خود آسکی قوم اوشار کا سردار بھی شریک و شامل تھا پچھلی رات اُسکے خیمہ میں داخل ہوئے اور جب کہ نادر شاہ اپنی بیماری دعزوک سے للکارا جس سے وہ ہمیشہ کانپا کرتے تھے تو وہ بیساختہ پیچھے کو لوٹے مگر جلد اُنہوں نے آپ کو سنبھالا چنانچہ منجملہ اُنکے ایک آدمی نے اُسکو تلوار کے زخم سے زمین پر گرایا اگرچہ نادر شاہ نے چوں توں اوٹھنا چاہا اور جانکے لالچ سے منت سماجت کا ارادہ کیا مگر سازش کرنے والوں نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور واروں کو چوکا کیا اور ہرگز نہ پسیجے یہانتک کہ کام آسکا تمام ہوا جو اپنے ملک کے فخر و عزت کا باعث اور خوف و ہیبت لعنت ملامت کا موجب تہا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۷۴۷ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں واقع ہوا † *

جب کہ اگلی صبح ہوئی تو پٹھانوں نے احمد خاں ابدالی کے حکم سے جسکے شریک اوزبک بھی ہوگئے تھے ایرانیوں پر اس امید سے حملہ کیا کہ نادر شاہ کی جان بچانے کا اب بھی وقت باقی ہی مگر پٹھانوں کی قلت تعداد کے لحاظ و حیثیت سے اسبات کو آن کی خوش نصیبی سمجھنی چاہیئے کہ وہ اپنے ملک کو چلتے ہوگئے جسکی سرحد کے قریب نادرشاہ مارا گیا تھا ‡

---

† پیر بازین کے نامجات کی چوتھی جلد — یہہ عیسائی طبیب نادر شاہ کی حیات کے پچھلے برسوں میں ہمراہ اُسکے رہا تھا اور اُس زمانہ کا حال اچھی طرح سے بیان کرتا چنانچہ ہی سرجان مالکم صاحب کی تاریخ ایران اور نادرنامہ جسکا ترجمہ سر جونز صاحب نے کیا اور ہینوے صاحب کی تاریخ اُسکے تاریخ کی سندیں ہیں مگر ہینوے صاحب نے رضا قلی کے حالات کو مختلف بیان کیا اور بازین کے بیان کو نادر نامہ سے استحکام پہونچتا ہی چنانچہ نادر نامہ والے نے بھی نادر شاہ کے ظلم اور سنگدلی و بہت رنگینی سے قلمبند کیا — ابور صاحب کی جلد چھٹی باب ۱۹ صفحہ ۳۶۸ جونز صاحب کی کتاب کی جلد پانچویں

‡ اس نا مساوی لڑائی کا بیان جو پٹھانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی اور اس دلیری دلاوری اور نیک انتظامی اور خوش اسلوبی کا حال جسکے ذریعہ سے وہ

برج بارے بنائے اور هزاروں کي آنکهیں نکلوائیں اور بڑي بڑي تکلیفیں پهونچائیں اور یہانتک نوبت پهونچ ئي که کوئي شخص اس کا بهروسا نکرتا تها که وه ایسي بري موت سے ایک دم بهي محفوظ و مامون رهیگا جس میں سخت تکلیف اوسکو اوٹهاني پڑیگي بعد اوسکے زندگي کے پچهلے برسوں میں جسماني بیماري یعني مالیخولیا کے مارے غیظ اوسکا زیاده هوگیا یہاتک که رعایا ایسي سازشوں کے کرنے پر مجبور هوئي جنکے ذریعه سے ایسے خود مختار ظالم سے نجات اونکو حاصل هووے جنکا وجود اوسکے وجود کے ساتهه قایم رهنا نهایت دشوار تها بادشاه اپنے هموطنوں سے کهٹکتا تها چنانچه اوسنے اوزبکوں کے ایک گروه کو ملازم رکها اور بلا کسیطرح کي ریا کاري کے خاص اپني ذات کو پٹهانوں کي حفاظت میں سونپا اور حال آسکا یهه تها که وه اپنے پرانے سپاهیوں کے آزرده کرنے اور آنکے پهلے دشمنوں یعني اوزبکوں اور پٹهانوں کي ترجیح دینے سے راضي هوتا تها اور اب وه اسبات پر آماده هوا که اپنے نئے رفیقوں کو اپني قوم سے لڑاوے جنسے همیشه وه کهٹکتا رهتا تها چنانچه مرنے سے ایکدن پهلے جب که موت اُسکے سرپر کهیل رهي تهي وه عین لشکر میں اوچهل کر گهوڑے پر سوار هوا اور اپني هي فوج سے بهاگ کر قلعه میں محصور هونیکو باگ اُٹهایا چاهتا تها مگر جبکه اوسان اُسکے ٹهکانے آئے اور خبط اُسکا فرو هوا تو اس مجنونانه حرکت کے بعد اُسنے پٹهان سرداروں کو طلب کیا اور اپني جان کي حفظ و حراست کي غرض سے اُنکي وفاداري سے استغاثه کیا اور یهه صاف اُنسے کہا که تم میري جان کے بچانے میں نمک حلالي سے نچوکنا اور اس هدایت پر گفتگو کو پورا کیا که صوبے ایراني بهرے والوں کو منتشر کرو اور میرے بڑے بڑے امیروں کو پکڑو جکڑو مگر یهه حکم اُسنے ایسا خفیه سنایا تها که اُن لوگوں کے کانوں تک نه پهونچتا جنکي بربادي سے وه حکم متعلق تها اور اسلیئے که اُنکي بربادي کے پورے هونے میں رات هي درمیان تهي تو اُنهوں نے اپني بربادي سے پهلے اپنے دشمن

حفاظت میں رکھا تھا جو علي بن ابی طالب کي اولاد اور ایران کا بڑا
مشہور ولي تھا اور ساري غرض یہہ تھي که اس ولي کے ذریعہ سے تسخیر
مرغوب ہو جاوے مگر وہ سمجھتا تھا کہ لوگ اسکی بڑے غالي شیعی
ہیں چنانچہ شیعوں کي طبیعتوں کو آنکے اماموں ملاؤں نے جنکي جاگیریں
اور وظیفے نادر شاہ کي تخت نشیني سے ضبط ہوگئی تھی اسکي طرف
سے برہم درہم کر رکھا تھا یہانتک کہ وہ ہر ایراني کو اپنا دشمن سمجھتا
تھا اور خصوص اپنے بڑے بیٹے رضا قلي سے اسلیئے نہایت رنجیدہ تھا کہ
وہ یہہ خوب سمجھا تھا کہ یہہ ناخلف باغیوں کے لیئے آلہ بنگیا چنانچہ
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ نادر شاہ ایک فوج کشي کے زمانہ میں کسي
جنگل میں گولي کے زخم سے جسکو کسي نے خفیہ لگائي تھي زخمي
ہوگیا تھا اگرچہ اس خیال کي کوئي وجہہ نتھي کہ یہہ کام اسکے کسي
دشمن کا ہی مگر باوصف اسکے اسکو یہہ یقین ہوا کہ وہ رضا قلي کا
فرستادہ تھا غرض کہ یہہ خیال اسکے جي میں ایسا بیٹھا کہ اسنے اپنے
نورچشم کي آنکھیں نکلوائیں بعد اسکے سخت پشیماں ہوا اور بجاے
اسکے کہ اس پشیماني کے ہونے سے دل اسکا نرم اور رقیق ہوتا غیظ و
غضب اسکا دونا ہوگیا اور خیر خواہوں سے بطنز و تشنیع یہہ کہتا تھا
کہ جب میرا خاص بیٹا اپني جان کے خطرہ میں مبتلا تھا تب تم لوگ
اسکے بیچ میں نہ پڑے اور اب رحم کے خواہاں ہوتے ہو غرض کہ رنگ
ڈھنگ اسکے ایسے ہوگئے تھے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کا کھلم کھلا دشمن
ہوگیا تھا اور زور ظلم اسکا ان ظلموں کي برابر ہوا تھا جو مال کے اخذ
و جر میں برتے جاتے تھے اور ساري رعایا کو قتل نفس و اخذ مال کي
دھمکیاں سناتا تھا اور انکو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا اور بلا تکلف جتاتا تھا
ان ظلموں کي بدولت فساد و بغاوتیں برپا ہوئیں جنکے باعث سے نئے
نئے ظلم اسکے ہاتھہ سے لوگوں کو پہونچے یہانتک کہ شہر کے شہر اوجاڑ
اور کشتوں کے پشتوں سے ان اوجڑي بستیوں کي یادگاریں کي غرض یہہ

اگرچه نادر شاه اُس قسم کے سارے جرموں بدون بادشاهت کو لا
پهونچا تها جو بلاد مشرقیه میں تخت کے حاصل کرنے کے لیئے ضروري
هوتے هیں اور چند بار اوسوقت اوس نے وحشیانه سنگدلي بهي برتي که
بعض بعض مفسد شهروں کو شور و فساد کا بدلا دیا مگر باوصف اسکے
دلي کي فتح تک تمام ایشیا اور خصوص ایران کے اکثر بادشاهوں سے
سفاکي بے باکي میں بهت کم رها هاں دلي کے قتل و قتال اور لوٹ مار
کے عادي هونے اور اوس نشه کے چڑهنے سے جو اوس کو هر جگهه حاصل
هوا دریافت هوتا هی که اوس کي خوے خصلت میں تبدیل و تغیر نے
دخل پایا تها جس کي بدولت ایک سخت مزاج اور انصاف
پسند آدمي سے ایسا سنگدل ستمگار حاکم بن گیا تها که جو اوسکے حق میں
آتي تهي وه بے تکلف کر بیٹهتا تها یهه وصف اوس کے یک لخت
اوس کي وسعت سے ظاهر نه هوئے تهے جیسے که اوس کي ذات میں
موجود تهے چنانچه جب وه هندوستان سے واپس آیا تو پهلے برس
خوارزم و بخارا کي فتح و کشایش میں وه قوت صرف هوني اور وهاں کے
بادشاهوں کو هندوستان کے بادشاه کي مانند دباکر چهوڑ دیا اور اُسي
زمانه میں لزجي کي پهاڑي قوم کو دبانا چاها اور روم پر تین یورشیں
کیں مگر جلد رومیوں کي لڑائي ایک عهدنامه کے ذریعه سے خاتمه کو
پهونچي اور نادر شاه کي زور آزمائي کے لیئے کوئي جگهه باقي نرهي
جیسے که اُسکي طبیعت کا مقتضی تها تو اُسکي طبیعت نے اپني قوت
کو اپنی طرف مایل کیا اور آپ آپ کو کهانے لگا اور تاریک شک شبهات
اور غیر مستحکم جذبوں کا ٹهکانا بن گیا اور اُسکے اضطراب کا خاص باعث وه
مذهبي تعصب تها جو اُسکے هموطنوں میں پهیلا هوا تها غرض که وه اس
اندیشه سے کهٹکتا تها که ایراني شیعے میرے لهو کے پیاسے هیں اگرچه
اُسنے تسنن کے پهیلانے اور اُسکے قوي کرنے میں ایسي کوشش کي تهي
که شیعوں کے امام و مجتهد اور قاضي موذن کو امام جعفر کي خاص

معاملوں کي تاریخوں سے آگے نکل گئی مگر دلي کے معاملے ایک دراز عرصہ تک بڑے پایہ کو نہ پہونچے جب کہ سنہ ۱۷۴۱ ع میں آصف جاہ دلي سے دکن کو روانہ ہوا تو بعد اس کے اُسکا بیتا غازي الدین خاں اُس کي جگہہ دربار میں مقرر ہوا اور قمرالدین خاں وزیر سے جو ملکي علاقہ واسطہ اس کو حاصل تھا اس کو اسطرح سے استحکام حاصل ہوا کہ قمرالدین خاں کي بیتي سے اُسکي شادي ہوئي اور جب کہ یہہ دونوں باہم متفق ہوگئے تو بہت سي ایسي سازشیں دب دبا کر رہگئیں جو ایسي بے باکیوں سفاکیوں پر مشتمل تہیں جو فریقین سے واقع ہوئیں اور پہلے زمانہ کي تاریخ کي بڑي سے بڑي دغابازیوں اور خونریزیوں سے زیادہ تہیں *

اسي زمانہ میں اُن روہیلوں کي سرکشي بڑا بھاري واقعہ تھا جو اودہ سے پہاڑوں تک گنگا کے مشرقي ملک پر قابض متصرف تھے اور افغانستان سے آکر ہندوستان میں بسی تھے اور پچھلے وقتوں میں ہندوستان کے قصے قضایوں میں بہت معزز و ممتاز ہوگئے تھے اور سردار اُن کا وہ علي محمد خاں نو مسلم تھا جس کو ایک افغان افسر نے مسلمان کرکے اپنا بیتا بنایا تھا اور اِن روہیلوں کا بڑا حصہ یوسف زئي اور شمال مشرق کے اور پتھانوں سے مرکب تھا اُن کي ریاست پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہ پہلے ھي سے بڑے مرتبہ کو پہونچ گئے تھے اور ایک ایسي مہم اُن کے چند روزہ تدارک کے لیئے درکار ہوئي جس کي سرداري خود بادشاہ نے اختیار کي یہہ مہم سنہ ۱۷۴۵ ع مطابق سنہ ۱۱۵۶ ھجري میں واقع ہوئي *

بیان اُس نئي چڑھائي کا جو ایران کي جانب سے ہندوستان پر دوبارہ واقع ہوئي

اسي قوم کا بڑا مہیب اور متفق گروہ اُن کے وطن میں قایم ہوتا جاتا تھا اور ہندوستان کے سہمگیں دشمن یعني نادر شاہ کے مرجانے سے اور پتھان اقلیم ہندوستان کے یورش پر آمادہ تھے *

مرہٹوں کے ملک میں وہاں تک گھس بیٹھہ گئی کہ دس میل کے فاصلۂ پر پونہ رہگیا غالب ہی کہ بالا جی کو اپنی چھوٹی دارالریاست یعنی پونہ کی جہت سے کسی قسم کی گھبراہٹ پیش نہوئی ہوگی مگر اسمات کے دریافت ہونے سے ہاتھہ پانو اوس کے پھول گئی کہ تارابائی اور صلابت جنگ اور کنولا پور کے راجہ کے باہم خط و کتابت کا سلسلۂ جاری ہوا چنانچہ اوس نے صلابت جنگ سے آشتی چاہی اور صلح کے پیک و پیام آپس میں آتے جاتے تہے کہ توقع کے خلاف آس کے مخالف میدان سے چلے گئے اور وہ نچنت ہوگیا اگرچہ بسی صاحب لڑائی کے میدان میں مخالفوں پر سبقت لیجاتی تہی مگر صلابت جنگ کے ملکی انتظاموں پر مدار اپنا رکہتی تہی جس کی وہ خدمتگذاری کرتی تہی صلابت جنگ اور اوس کے وزیروں کی بد انتظامی سے اوس کے ملک کا محاصل خراب و ابتر ہوگیا تہا اور فوج کی تنخواہیں کسقدر مسدود تہیں اور فوج اوس کی ناراضوں کے باعث سے اوس کے قبض و قابو سے باہر نکل گئی تہی اِس زمانہ میں راگھوجی بوسلا جو ابہی کٹک اور بنگالہ کے خراج و محاصل کا مالک ہوا تہا اور بیان آس کا ابہی گذر گیا سنہ ۱۷۵۲ میں برار کے آس حصہ پر جو نظام الملک آصف جاہ کی قلمرو میں داخل تہا اور کاول گدہ اور نارنالا کے قلعوں پر قبض و تصرف کیا اور آیندہ دشمنوں سے دھمکایا غرض کہ اس لیئے صلابت جنگ نے بالاجی کو لڑائی سے رخصت دیا اور اپنی قلمرو میں پچہلے پیروں لوٹ گیا اور جب وہ وہاں پہونچا تو آسکو بڑی بڑی برائیاں اور کڑی کڑی دشواریاں پیش آئیں جن میں مرہٹے دوبارہ شریک ہوئے *

۱۔ اس وجہہ سے کہ کشور ہندوستان چند حکومتوں پر منقسم ہوئی اور اس کی الگ الگ تاریخوں کے بیان کی ضرورت پڑی تاریخوں کے سلسلۂ کے قیام و استحکام کے لیئے دشواریاں پیش آئیں اور مرہٹوں کے معاملوں میں بہت سے ایسے برسوں کے حال بیان کیئے گئے جو دلی کے

باوصف اِسکے کہ بالاجي بہت شتابي سے واپس آیا تہا اوسکے افسرون نے داماجي جیکنوار کا کئي مرتبہ مقابلہ کیا تہا اور جبکہ بالاجي ستارہ میں داخل ہوا تو کتنی لوت پہیر کے بعد اوسکے ملازمونکو کامیابي نصیب ہوئي مگر بالا جي نے تلوار کي نسبت اور ہتیارون پر زیادہ بہروسا کیا چنانچہ اوس نے داماجي سے ملاقات کي اور دغا بازي سے اوس کو گرفتار کیا اور اوسکي فوج پر پہیل پڑا جو بطور مذکور اپنے سردار سے محروم ہوگئي تہي یہان تک کہ اوس کو توڑ پہوڑ کر منتشر کیا اگرچہ تارا بائي جنگي قوت سے محروم ہوگئي تہي اور رام راجہ کے استحقاق کے سواے کوئي استحقاق اپنا جما نسکتي تہي مگر اب بہي کسیقدر رعب داب ایسا رکہتي تہي جسکي وجہہ دریافت نہیں ہوسکتي اور اس رعب داب کي وجہہ سے بالاجي اوس کے پورے پورے دباے اور کچلنے سے پرہیز کرتا رہا تارا بائي کو صلابت جنگ کي یورش سے سزدست ایک طرح کي اعانت حاصل ہوئي تہي جو مرہتون کي حکومت پر اپني نوبت میں چڑہ کر آیا تہا اور اپنے بزرگون کي نسبت اورنگ زیب کے عہد دولت کے بعد بہت زیادہ ہیبت ناک ہوگیا تہا اس لیئے کہ فراسیسون کے پانسو سپاہي خاص یورپ والی اور پانچ ہزار ہندوستاني سپاہي یورپ والون کے تعلیم دادہ اوس کے ہمراہ تہے جو بسي صاحب فراسیسي کے زیر حکومت رہتے تہے اور یہہ وہ سردار ہی جو اپني قوم کے مشہور افسرون میں سے ہندوستان میں آیا تہا اگرچہ بالا جي نے اس حملہ کا مقابلہ اون ساري تدبیرون سے کیا جو لڑائي بہڑائي میں مرہتون کا دستور و قاعدہ ہی مگر بہت جلد اوس کو دریافت ہوا کہ وہ تدبیرین ایسے قوي مخالف کے مقابلہ میں موثر نہیں ہوسکتین جس نے اوس کے حملوں کو پس پا کیا اور اوس کے لوگون کو شکستیں دیں یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۱ میں پیش آیا غرض کہ تہوڑے عرصہ میں صلابت جنگ نے اپنے فضل و فوقیت کا اثر بالاجي کے جي میں ایسا جمایا کہ فوج اوسکي

تب بالاجي پيشوا کي حکومت بدون اُسکے قايم ہوئي که لوگونکي جانب سے ہنگامونکے ارادے ظہور میں نه آوںں چنانچه وه حکومت اس چند روزه نزاع کے باعث سے بڑي جھگڑوں میں پڑي جو بالاجي اور اُسکے چچیرے بھائي سداشیوبھاؤ کے درمیان میں برپا ہوا مگر انجام اُس کا یهه ہوا که وه حکومت ایسي کمال و خوبي سے مقرر ہوئي که بالاجي کو بیگاني سلطنتوں کے کاروبار میں مصروف ہونے کي فرصت ہاتهه آئي چنانچه اُس نے آصف جاه کے تیسرے بیٹے صلابت جنگ کے مقابله میں غازي الدین خاں اوس کے بڑے بیٹے کي امداد و حمایت کو اختیار کیا اور جب که آصف جاه کے مرنے پر تخت کے دعویدار لڑ بھڑ کر مرگئے تو وه ترکه صلابت جنگ کے قبضه میں آیا بالاجي نے روانگي سے پہلے پونه کو دارالریاست قرار دیا اور رام راجا کو ستاره میں آزاد چھوڑا مگر تارا بائي کے قبض و قابو میں رکھا بعد اوس کے نظام الملک آصف جاه کے ملک پر متوجه ہوا یہانتک که فوج اوس کي صلابت جنگ کے قرب و جوار میں پہونچچي ہي تھي که اوس کو ایسي خبر لگي که اوسکے اضطراب سے اُس مہم سے ہاتهه اُٹھانے اور کڑے کڑے کوچ کرتے اور جلدي لوٹنے پر مجبور ہوا تفصیل اُسکي یهه ہی که بالاجي فوج کو لیکر باہر نکلا تھا که تارا بائي نے جس کي اولوالعزمي اور درشت خوئي بیدردانه سوي کے باعث سے پھیکي نه پڑي تھي داماجي جیکنوار کو خفیه خفیه یهه پیغام بھیجا که فوج لیکر ستاره میں داخل ہووے اور اوسي اثناء میں رام راجه کو یهه سوجھائي که وه پوري پوري راجائي کو برتاؤ میں لاوے اور جبکه اُسنے رام راجا کو موافق نپایا تو داما جي کے قریب پہونچنے پر اوسکو گرفتار کیا *

تارا بائي کو ابتک یهه بات حاصل تھي که وه اپنے قیدي کے نام سے کام لیتي مگر اُسنے یهه کام کیا که اسکو جھوٹا فریبي ٹھہرا کر اُسکي دغابازي کي منادي کرائي اور کسي اور ظاہري حکومت کے سوای اپنے نام سے حکومت کا کام جاري کیا *

کیطرف سے اون خالات میں ظاهر هوئي جو بیان مذکور کے ثمروں سے واضح هوگي بهت زیادہ بڑہ گئي † *

جوں هي که ساهو کا دم نکلا توبالاجي نے فوج موجودہ کے علاوہ اور فوج ستارہ میں بلوائي اور مخالفوں کے سردار کو پکڑا جکڑا اور تارابائي کے پوتے کو رام راجه کے خطاب سے راج گدي پر بٹهایا اور تمام شهر کے گلي کوچوں میں اوسکي راجائي کي منادي کرائي اور تارابائي کے رعب داب کے عروج و ترقي کے لیئے اِس غرض سے تدبیریں نکالیں که اُسکے رعب داب سے کام اپنا نکالے یهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع کو واقع هوا بعد اُسکے بڑے بڑے سردارونکو دربار میں اس لیئے بلایا که اونکی قبول و تسلیم سے انتظام جدید استحکام کو پهونچے چنانچه سب سردار حاضر آئے مگر داماجي جیکنوار حاضر نهوا اور راگهو جي بوسلا بحیثیت رفاقت حاضر ایا اور حیله بهانه سے ادهراُدهر کي چند تحقیقاتیں کر کے نئی راجه کي راجائي کو تسلیم اوسنے کیا چنانچه جو جو حقوق اُسکو پهلے عنایت هوئے تهے وہ اب بخوبي مستحکم هوئے اور پرتهي ندي کي جائداد مضبوطه سے کسیقدر جائداد اُسکو اور بهي عنایت هوئي علاوہ اِسکے بهت سے سردارونکو ایسے ایسے فائدے بخشے جنکي بخشش سے یهه امر متصور تها که وہ همیشه نئي حکومت کے مطیع وتابع رهینگے اور سیندهیا اور هولکر کو باستثناء اُس تهوڑے حصه کے جو اور سرداروں کے لیئے مقرر هوا تها مالوہ کا سارا محاصل عنایت هوا ‡ *

---

† اُن حالات کے سوا جنکو گرینٹ ڈف صاحب نے بیان کیا کوئي حال ایسا جو مذکورالصدر انقلابات سے تعلق رکهتا هووے همارے پاس موجود نهیں مگر نسل رام راجه کي اصلیت اور ساهو راجه کے انتقال حکومت پر برضاء و رغبت راضي هونے کي نسبت جو نتیجے گرینٹ ڈف صاحب نے نکالے اُن سے هم نے کسیقدر مختلف مختلف ثمرے قایم کیئے

‡ منجمله ڈیڑہ کروڑ محاصل مالوہ کے پچهتر لاکهه هولکر کے واسطے اور پینسٹهه لاکهه سیندهیا کے لیئے اور دس لاکهه اور سرداروں کي خاطر مقرر کیئے — گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحه ۴۰

رعب داب کے لالچ سے پیشوا کے ارادوں پر مائل ہوئی حاصل یہہ کہ
اُن دونوں نے اپنی تدبیروں کے پورا کرنے کی غرض سے راجہ ساہو کو
خفیہ خفیہ یہہ خبر پہونچائی کہ تارا بائی نے سیواجی ثانی کے اوس
بیٹے کو چھپا رکھا ہی جو باپ کے پیچھے پیدا ہوا تھا اور وہ نو نہال
اب تک سرسبز و شاداب ہی ساہو نے بالاجی کو یہہ سمجھکر آگاہی
بخشی کہ اِس بات کو صرف میں نے دریافت کیا باقی بالاجی متحضر
ماواقف ہی چنانچہ یہہ امر قرار پایا کہ تارا بائی سے حقیقت دریافت
کرنی چاہیئے اگرچہ یہہ بات آسانی سے قیاس میں آتی ہی کہ تارابائی نے
فی الفور اقرار کیا ہوگا کہ وہ سیواجی کا بیٹا ہی مگر سارے قصہ کو
فرق مخالف نے لغو و بیہودہ سمجھا اور ساونتری بائی نے پہلے کی
نسبت اور بہی نگرانی کی کہ راجہ کو اوس دھوکہ کے کھانے سے باز رکھے
جو اِس نئے قصے سے پیدا ہوا اور راجہ کے کسیکو بیٹا بنانے سے اِسلیئے
ندر بیٹھی تھی کہ تھوڑی بہت شہرت کے بدون ایسا بڑا کام ہو نہیں سکتا
مگر یہہ رانی ایک ایسی چلتی چال سے مغلوب ہو گئی جسکی اوسکو
توقع نہ تھی اور اسی باعث سے آسکی روک تھام سے بے پروا تھی بیان
اوسکا یہہ ہی کہ اوسکے مخالفوں نے بڑے استقلال و متانت سے یہہ بات
اڑائی کہ راجہ نے ایک دستاویز پر دستخط اپنے ثبت کیئے جسکے ذریعہ سے
اپنی حکومت کے سارے اختیاروں کو بالاجی پر اس شرط سے منتقل کیا
کہ راجائی کے خطاب و منصب کو سیواجی کے خاندان میں تارا بائی کے
پوتہ کی بدولت قایم رکھے کہتے ہیں کہ یہہ دستاویز ایسے وقت میں
مرتب ہوئی تھی کہ بالاجی اور راجہ کے سوا کوئی آدمی وہاں موجود
نتھا مگر یہہ بات کہ وہ دستاویز اصلی ہونے کی صورت میں فریب و دغا
سے حاصل کی گئی اور وہ کب لکھی گئی اور پیش ہونے کے وقت اوسکی
تصدیق بہی تھوڑی بہت ہوئی یا نہوئی تاریک و تیرہ یعنی مخفی و مستور
ہی اور یہہ تاریکی اُس کارروائی کے باعث سے جو بالاجی اور تارابائی

ساهو کے آل اولاد نہ تھي اور هندوؤں کے رسم و رواج کے موافق یہہ
امر اسپر واجب تھا کہ کسي کو گود لیکر اپنا متبنی بناوے اور وهي
رسم و رواج اِس بات کا مانع هوا کہ اِس بڑے کام کے لیئے اپنے رشتہ دار
کے سوا کسي اور کو پسند کرے اور سب سے زیادہ قریب رشتہ دار اُس کا
کنولا پور کا راجہ تھا اُس راجہ کا دعوی بجاے خود ایسا مضبوط و
مستحکم تھا کہ انقطاع اُس کا نہایت دشوار تھا اور علاوہ اُس کے تائید
اُس کي ساونتري بائي کي بدولت زیادہ هوئي جو خاص اُس سے بڑي
موافق اور ساهو کي راني اور بالاجي پیشوا کي بغایت مخالف تھي *

اگرچہ ساري قلمرو کي حکومت پر بالاجي قابض متصرف تھا مگر

راجہ کي ذاتي حرکات و سکنات پر اُسکي بي بي ساونتري بائي کو بھي
ویساهي قبض و قابو حاصل تھا جیسا کہ بالاجي پیشوا کو سلطنت کے
کاموں پر نصیب تھا اِسلیئے کہ راجہ اپني عمر کے پچھلے برسوں میں ایسا
بیهودہ اور ازخود رفتہ هوگیا تھا کہ اُسمیں مناسب نامناسب کي سوج
بوجھہ نرهي تھي بلکہ وہ اوروں کے کہنے سننے کا کھلونا تھا اور اُسي نظر سے
بالاجي پیشوا کو یہہ کھٹکا لگا رهتا تھا کہ مبادا راني راجہ کو سمجھا
بوجھاکر کنولاپور والے راجہ کے متبنی کرنے پر آمادہ کرے اور اِس لیئے کہ
اِس راجہ کے سوا حکومت کا دعویدار اور کوئي نہ تھا تو بالاجي راني کي
ترغیب و تحریص سے پهلے کسي کا اِستحقاق اُس حکومت کي نسبت
قایم نہ کرسکتا تھا اور اب تک اسقدر دلیر و دلاور نہوا تھا کہ وہ خود
حکومت پر قبضہ کرے مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اس پریشاني میں وہ
بات اُس کو سوجھي جو اُس کي متفني قوم کے شایاں و مناسب تھي
یعنے راجہ رام کي بیوہ راني تارا بائي سے راہ نکالي جو ایک مدت سے
اپنے بیٹے سیواجي ثاني کے لیئے حکومت کي دعوي دار اور ساهو راجہ کے
مخالف تھي اور اب تک بڑي بڑھیا هونے پر جیتي جاگتي تھي اگرچہ
پیشوا کے ساتھہ اُس کو وهي پهلي عداوت چلي آتي تھي مگر پهلے

سردار مصطفی خاں تھا اور اس الوردي خاں سے بگاڑ آں کا ہو گیا تھا حاصل یہہ کہ ایک بڑی سرکشي واقع هوئي اور راگھوجي نے آس سے فائدہ اُٹھایا اگرچہ آخر کو یہہ بغاوت پس پا هوئي اورلڑنے جھگڑنے والے دربقوں یعنی راگھوجي اور الہوردیخاں دونوں پر بہت سي آفتیں نازل هوئیں مگر راگھوجي انجام کو اسقدر کامیاب هوا کہ سنہ ۱۷۵۱ع میں الہوردي خاں کے مرنے سے تھوڑے عرصہ پہلے کٹک واقع صوبہ اوڑیسہ کو اپنے حوالہ کرایا اور علاوہ اُس کے یہہ اقرار اُس نے کرایا کہ بنگالہ کي چوتھہ خراج کے نام سے بارہ لاکھہ روپیہ نقد ادا کئے جاوینگے *

سارے عہد مذکورالصدر میں مغلوں کي جانب سے کسي قسم کا جھگڑا بکھیڑا مرھٹوں کو بلاد دکن میں پیش نہ آیا اور آصف جاہ اپنے دوسرے بیٹے ناصر جنگ کے باغي طاغي ہونے سے سنہ ۱۷۴۱ع میں دلي سے دکن کو واپس آیا اور جب کہ وہ بغاوت فرو هوئي تو آصف جاہ حکومت آرکوت کے فسادوں میں جو متحکوم اور مقروض آس کا تھا ایسا مبتلا هوا کہ اپنے مرنے تک جو ماہ جون سنہ ۱۷۴۸ع مطابق جمادي الثاني سنہ ۱۱۶۱ هجري عمر کے ستترویں برس میں واقع هوا اُنھیں قصے قضایوں میں مبتلا رہا *

جب کہ آصف جاہ مرگیا تو آس کے بیٹوں میں جھگڑا قایم هوا مگر تفصیل آس جھگڑے کي وهاں بیاں هوگي جہاں انگریز اور فراسیسوں کے حال لکھے جاوینگے اس لیئے کہ وہ جھگڑا هندوستان کے اور حصوں کے واقعات سے متعلق هی اور انگریز اور فراسیس آس کے باعث هوئے تھے *

آصف جاہ کے انتقال پر برس گذرا تھا کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۹ع میں مرهٹوں کا راجہ ساهو بھي مرگیا اور بعد آس کے وہ بڑا نازک معاملہ پیش آیا جس کے لیئے پیشوا ایک عرصہ سے آمادہ تھا اور اُس کي بدولت خود اُس کي اور اُسکي اولاد میں جاہ و حشمت کا تصفیہ هونے والا تھا *

اور آمادگی سے داماجی کي مدد رساني کا نہایت سامان کر رہا تھا گمان غالب ہی کہ بالاجي راو نے ان متفق دشمنوں کے زور و قوت کو بہت بڑا سمجھا ہوگا کہ اوس نے اون کے اتفاق توڑنے کے لیئے اون حقوق و مرافق کو ضایع کرنا مناسب سمجھا جو نربدہ پار اوس کو حاصل تھی اور جن کے تصے قضایوں میں اوس کو بخوبي کامیابي حاصل ہوئي تھي یہاں تک کہ راگھوجي کو الہ‌اباد اور اودہ میں تحصیل محاصل کا حق تو نہ دیا مگر بہار و بنگال میں سارے حقوق اوس پر چھوڑے اگرچہ اس تصفیہ کے ذریعہ سے جو سنہ ۱۷۴۴ع مطابق ۱۱۵۷ ہجري میں واقع ہوا وہ لوگ کمزور پڑ گئے اور اکیلے رہ گئے جو مذکورالصدر اتفاق میں شریک و معاون ہوئے تھے مگر بالاجي کي تدبیروں کے یہہ بات بہت موافق سمجھي گئي کہ کسي قدر اونکو بھي ٹھنڈا کرے غرض کہ جس طوفان کا بڑا کھٹکا تھا وہ کمال آساني سے فرو ہوگیا اور وہ حق جو راگھوجي کو حوالہ کیا گیا معقول تدبیر کا متقضي تھا اِس لیئے کہ راگھوجي اس وقت سے مشرق کي طرف کو اپني توجہہ سے ہمہ تن متوجہہ ہو گیا اور راجہ کي جانشیني کا خیال اُس کے جي سے یکقلم نکل گیا اور بنگال و بہار میں ایسا کافي کام اُس کو ملا کہ اُس کے مشغلہ سے اُسنے فرصت نہ پائی *

راگھوجي نے باسکر پنڈت کو صوبہ بنگال پر دوبارہ روانہ کیا چنانچہ لڑائي کے کہیت میں اُس کو کامیابي نصیب ہوئي مگر الہ وردي خاں نے ملاقات کے بہانہ سے اُس کو پہانسا اور دغابازي سے قتل کیا اور اُس کے قتل ہونے کے ساتھہ اُسکي فوج کو مار پیٹ کر تباہ و پراگندہ کیا غرض کہ اِس چالاکي کے ذریعہ سے تھوڑے عرصہ کے لیئے بلاد بنگال کو مرہٹوں کي زور و زبردستي سے نجات حاصل ہوئي یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۵ع مطابق سنہ ۱۱۵۸ ہجري میں واقع ہوا الہ وردي خاں کو اپني لڑائي بھڑائي کے معاملوں میں پٹھانوں کے ایک بڑے گروہ پر بڑا بھروسا تھا جن کا مشہور

بالاجي راؤ کو اس پیغام سے زیادہ کوئي بات مرغوب و پسندیدہ نتھي چنانچہ بالاجي راؤ الهآباد اور بهار کي راہ سے روانہ هوا اور بنگاله کے دارالحکومت مرشد آباد میں ایسے وقت پر پہونچا که راگهوجي کے صدموں سے جو جنوب مغرب کے پاس پاس سے بڑها چلاآتا تها مرشدآباد کو بچاسکا اور اله وردي خاں نے به مقام مرشد آباد اُسکو وہ روپیه حواله کیا جو دلي کے دربار نے بنگاله کي باقیات متحاصل سے اُس کو دینا ٹهرایا تها اور جبکه بالاجي راؤ کا پیٹ اس طرح بهر دیا تو اُس نے بڑي گرمجوشي اور نهایت چستي چالاکي سے جسکي اُجرت اُسنے دل کهولکر پائي تهي راگهوجي پر چڑهائي کي اگرچه راگهوجي اُس کے مقابله سے جان بچاکر بهاگا مگر بالاجي راؤ نے اُس کو جا دبایا اور ابتک بنگاله سے پورا پورا بهاگنے نپایا تها که اُس کي فوج کو تاخت تاراج کیا اور تمام اسباب اُس کا لوٹا یهه واقعه سنه ۱۷۴۳ ع مطابق سنه ۱۱۵۹ هجري میں واقع هوا بعد اُس کے بالاجي مالوہ کو آیا اور چند روز اُس جگهه ٹهر کر ستارہ کو چلا گیا *

بالاجي کے موجود هونے کي ضرورت بمقام ستارہ ایسي قوي پیش آئي که ویسي کبهي واقع نه هوئي تهي اسلیئے که جب راگهوجي بنگاله سے لٹ کهسٹ کر واپس آیا اور ستارہ کو بالاجي کے قدموں سے خالي پایا تو اُس نے اُس کي غیر حاضري سے فائدہ اوٹهانا چاها اور ستارہ کا ارادہ کیا چنانچه کڑے کڑے کوچ کرتا هوا چلا آتا تها اور ادهر سے داما جي جیکنوار بهي گجرات سے دوڑ دهوپ کرکے ستارہ کے لگ بهگ پهونچ گیا تها اور برتهي ندي کا کارندہ جس کا اتاے نامدار اپني بیماري کے مارے کام کاج سے مجبور تها نهایت سرگرمي

اور یهه تاریخ ماہ مئي سنه ۱۷۴۲ ع سے مطابق هوتي هے بالاجي نے بجلدوي اس جاگیر کے یهه اقرار کیا تها که چار هزار سواروں کي إمداد اپنے خرچ سے ملازمان بادشاهي کو دیا کروںگا اور یهه إمداد اُن آٹهه هزار سواروں کي مدد کے علاوہ هوگي جو خود بادشاہ کے ذمه پر هونگے

آصف جاہ سے حاصل کیا تھا اور ایرانیوں کی آفت و مصیبت کے سبب
سے استحکام اُس کا نا تمام رہا تھا اور تکمیل اس منصوبہ کی اُس کاٹ
تراش سے اور بھی زیادہ مستقر و متمکن ہوئی جو راگھوجی کی طرف سے
مغلوں کی قلمرو میں واقع ہورہی تھی اور اُس کی روک تھام کی اُس کو
خواہش تھی *

جب کہ راگھوجی کرناٹک سے واپس آیا تو اُس نے ایک فوج
اپنی باسکرپنڈت کے زیر حکومت کرکے بنگالہ کو روانہ کی چنانچہ
اُس فوج نے بنگالہ کو تاخت تاراج کیا اور جب بنگالہ کے نایب سلطنت کی
فوج اِدھر اُدھر منقسم ہوجاتی تھی تو یہہ فوج آن پر چڑھائی کرتی تھی اور
جب بنگالہ والی فوج اکٹھی ہوکر مقابلہ کو پیش آتی تھی تو مرہٹوں
کی فوج جنوبی مغربی پہاڑوں میں چلی جاتی تھی اُس زمانہ میں
بنگالہ کا نایب السلطنت وہ الہوردی خاں تھا جو مہابت جنگ کے
خطاب سے مشرف تھا اور اُس نے باسکرپنڈت کا مقابلہ بڑے زور شور سے
کیا مگر جب کہ راگھوجی آپ آگے بڑھا تو الہوردی خاں پریشان ہوا اور
بادشاہ سے یہہ درخواست کی کہ اگر حضور کو صوبہ کی حفظ و حراست
منظور ہووے تو فی الفور امداد عنایت فرماویں چنانچہ بادشاہ نے اپنی
کمزوری دیکھہ بھال کر صفدر جنگ کو جو اودہ کی نیابت سلطنت میں
اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا الہوردی خاں کی اِمداد و اعانت کا حکم دیا
اور بڑی عمدہ تدبیر اُس نے یہہ سوچی کہ بالاجی راؤ کو اپنی مدد کے
لیئے بلایا اور مالوہ کی بخشش کو مستحکم کرکے امداد اُسکی خریدی †

---

† گرینٹ ڈف صاحب بیان کرتے ہیں کہ راگھوجی سنہ ۱۷۴۳ ع میں بنگالہ سے
خارج کیا گیا اور بعد اُس کے خروج کے دلی کے دربار سے صوبہ مالوہ کی بخشش بالاجی
کے نام پر بحسب ضابطہ پختہ ہوئی مگر سنہ الیہ کے پورے ہونے تک بھی قبض
و دخل اُس کا نہ ہوا ہوگا مگر صاحب ممدوح نے خلاصہ دستاویز جاگیر مذکورہ
بالا میں جسکو اُنہوں نے اپنی کتاب کی جلد دو صفحہ ۱۵ میں درج کیا محمد شاہ
کی سلطنت کا چوبیسواں برس اور جمادی الاولی کا مہینا تاریخ اُس کی لکھی ہے

ذات کے بھائیوں یعنی برہمنوں سے متعلق تھے اور بکڑسفولر اُن کا ان کے قبض و قابو میں تھا تو بالا جی کو ہر قسم کے قضائے میں بڑا فائدہ حاصل ہوتا تھا غرض کہ نظر باسباب مذکورہ بالا سارے مخالفوں کے خلاف ہر ماہ اگست سنہ ۱۷۴۰ کو بالا جی پیشوا مقرر ہوا اور باپ کی گدی پر بیٹھا اور راگھو جی ترچناپلی کو اپنا سا مونہہ لیکر چلا گیا اور باجی‌راؤ کا قرضخواہ اپنی ناکامی اور دشمنوں کی کامیابی دیکھہ بھالکر راگھوجی کے ساتھہ اپنی جان لیکر بھاگا مگر بالاجی نے باپ کے قرض اوتارنے میں غفلت نہ برتی بلکہ اوس کام کے پورے کرنے میں باپ سے زیادہ ساعی رہا *

جبکہ اپنے ملکی انتظاموں میں برسدن سے زیادہ صرف ہوچکا تو بالاجی نے اون معاملوں میں سوچ بچار سے کام لیا جو خاص ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے اور راگھوجی بوسلا اون میں دست‌اندازی کرچکا تھا چنانچہ اوس نے اون تمام حقوں اور سارے خراجوں کو اپنے نام پر راحہ سے مقرر کرایا جو نربدہ کے شمال میں باستثنائے صوبہ گجرات کے اکٹھے کیئے جاتے تھے اور اِس عنایت کے استحکام کی غرض سے اُس جانب کو کوچ کیا جہاں راگھوجی کی دست‌اندازی کو کمال آسانی سے روک سکتا تھا غرض کہ جب بالاجی نربدہ پار اُترا تو کارا اور حمولہ پر قبضہ کیا اور الہ آباد کی جانب کو باگ اُٹھایا چاھتا ہی تھا کہ داماجی جنکوار کی گجرات سے نکلنے اور مالوہ پر حملہ کرنے کی خبر سنکر پچھلے پیروں لوٹا مگر جس کہ داماجی کے قریب آپہونچا تو وہ اپنے ملک کو لوٹ کر چلا گیا اور گمان غالب یہہ ہے کہ داماجی کو اِس دوڑ دھوپ سے صرف یہہ مطلب تھا کہ راگھوجی کو تائید پہونچاوے یعنی بالاجی اِس حملہ کی رفع دفع کی ضرورت سے راگھوجی کا پیچھا چھوڑے بالاجی نے مالوہ میں موجود ہونے سے یہہ فائدہ اُٹھانا چاہا کہ دلی کے دربار کو مالوہ والی جاگیر کے اِستحکام کے لیئے دباوے جسکو اُس کے باپ نے بزور و زبردستی

آن بھاري مہموں کا خرچ اُن کي آمدني سے پہلے دستور کے موافق
نہ چل سکا تھا *

بڑا قرض خواہ اُوس کا وہ بڑا ساتگیر تھا جو بڑي دولت رکھتا تھا
اور مال و دولت کي بدولت سبکي آنکھوں میں معزز و ممتاز تھا اور
جب کہ تقاضا اُس کا ادا نہ ھوا تو باجے راؤ سے اُس کا بگاڑ ھوگیا
راگھو جي نے اُس کي حمایت و اعانت کو اس وعدہ پر حاصل کیا کہ
اگر باجے راؤ کے عہدہ پر میرا تعین ھوجاوے تو بلا شبہہ تیرے دعوے کي
تائید کروں گا بلکہ تیرا روپیہ دلوادوں گا *

جیسا کہ پہلے بیان ھوچکا کہ راگھوجي کرناتک کي مہم پر روانہ
کیا گیا تھا اور ترچناپلي کے محاصرہ میں مصروف تھا کہ باجےراؤ کے
انتقال کي خبر پہونچي اگرچہ خبر کے سنتے ھي بالاجي کي قایم مقامي
کے خلاف و مقابلہ پر ستارہ میں پہونچا مگر اپني فوج کا بہت سا حصہ
اُس کو چھوڑنا پڑا علاوہ اُس کے پرتھي ندي کي رایوں سے اُسکي رائیں
ایسي ھي مخالف تھیں جیسی کہ باجے راؤ کي رایوں سے الگ تھلگ
جاتي تھیں غرضکہ اِختلاف مذکور کے باعث سے پرتھي ندي سے اِس
معاملہ میں موافقت نہ ھوئي اور داماجي جیکنوار لڑنے بھڑنے پر مستعد
و آمادہ نہ تھا اور ناصر جنگ آصف جاہ کا بیٹا جو تھوڑے عرصہ بعد
اپنے باپ سے باغي ھوگیاتھا ایسا مصروف و مشغول تھا کہ مرھٹوں کے
باھمي نزاعوں سے کسیطرح کا فائدہ نہ اُٹھاسکا مگر بالاجي پہلے ھي سے
ساھو کي دارالریاست کے قرب و جوار میں موجود تھا اور اُس کے باپ
کي فوج کا ایک حصہ جو اُس کے چچا چمناجي کے زیر حکومت تھا
اُس کي تائید و اعانت پر جي جان سے آمادہ تھا اور باقي فوج کي
یہہ صورت تھي کہ ضرورت کے وقت آسکتي تھي اور خود راجہ بھي
اُس کے متوسلوں سے محصور تھا اور سب سے قطع نظر وہ برھمنوں کا
سرتاج بھي تھا اور جو کہ اُس کے بدخواھوں کے سارے کام کاج اوس کي

پرسوجي بوسلؤن کے خاندان کا باني جو بعد اوس کے برار کے راجہ هوئی ستارہ کے پنس پروس کا ایک عام سوار تها اگرچہ نام اوسکا سیواجي کے خاندان کے مشابہہ تها مگر نام کے سوارے کوئي دلیل اسپر قایم نہ تهي کہ وہ شخص اوسي خاندان کا هی مگر باوصف اسکے معزز و ممتاز هوا اور اس لیئی کہ وہ شخص اون لوگوں میں شریک و شامل تها جو راجہ ساهو کے دلي سے آنے پرسبب سے پہلے اوس کے مدد و معاون هوئی تهے تو راجہ نے اوس کو بڑي سرفرازي بخشي تهي اور صوبہ برار اور اوس کے آگے کے جنگلي ملکوں میں دامان مشرق تک سرکاري حقوق و موافق کي تحصیل کا حق عنایت کیا تها اور راگهوجي پرسوجي کا همشیرہ زادہ اور ساهو کا همزلف اور عزیز رفیق تها اور جب کہ پرسوجی مرگیا تو لوگوں نے اوس کے بڑے بیٹی پر راگهوجي کو ترجیح دیکر پرسوجي کا قایم مقام کیا راگهوجي نے شمال نربدہ کے اوس ضلع میں جو باجی راؤ سے خاص علاقہ رکهتا تها حقوق و موافق کے فراہم کرنے سے باجے راو کو درهم برهم کیا تها اور باجے راو کو یہہ بهي اندیشہ تها کہ وہ ساهو کو سمجها بوجها کر اِسبات پر آمادہ کرے کہ وہ اُس کو متبنی گردانے اور اس ذریعہ سے بوسلہ خاندان کو همیشہ کے لیئے قایم رکهی اور یہي اندیشہ اُسکی بغض و حسد کا باعث تها علاوہ اُس کے جنکوار کا خاندان یہي جو گجرات کے دبابي سردار کا پہلے محافظ اور حال اُس کا قایم مقام تها باجیراو کا بڑا مخالف تها اور اُس کي قایم مقامي کي یہہ وجہہ تهي کہ وہ سردار آرام و آسایش میں مبتلا هونے کے باعث سے حکومت کے قابل نہ رہا تها *

باجیراو کي پچهلي دشواري یعني اُسکی دشمنوں کا منصور و غالب هونا اُن بهاري قرضوں سے وقوع میں آیا تها جو بڑي بڑي مہموں کي بدولت اُسکو لیني پڑے تهے اور قرضوں کا باعث یہہ هواتها کہ جگہہ جگہہ ملک کي تباهي ویراني اور لڑائي کے طرزوں کي تبدیل و تغیر سے

پورتگال والوں سے جو لڑائی پیش آئی وہ نزاع اُس کا منشاء ہوا جو انگریا کے خاندانی بھائیوں میں برپا ہوا تھا یعنی اُس قصے سے یہہ قصا کھڑا ہوگیا کہ سنہ ۱۷۳۷ ع میں پورتگال والوں سے لڑائی شروع ہوئی اور سنہ ۱۷۳۹ ع کو یوں خاتمہ پر پہونچی کہ سالسٹ اور باسین اور کنکان کے گرد و نواح کے دوچار شہروں کو جو پرتگلیوں کے دخل و تسلط میں تھے مرہٹوں نے چھینا اور اُن پر قبضہ کیا باقی جو دشواریاں کہ اُن کو اس بھاری فتح میں پیش آئیں مقدار اُن کی اوس نقصان سے دریافت ہوسکتی ہی جو باسین کے محاصرہ میں اون پر عاید ہوا چنانچہ خود اونہوں نے تسلیم کیا کہ پانچ ہزار آدمی اوس محاصرے کی بدولت مقتول و مجروح ہوئے *

باجی راؤ کو اون طوفانوں کے ہجوم و کثرت سے جو اوس کے مرنے کے وقت ادھر اودھر سے اِکٹھے ہوگئے تھے یہہ توقع غالب تھی کہ وہ طوفان اوس کے جانشین کو مغلوب کریگی مگر جانشین اوس کا بالاجی اگرچہ اور اور باتوں میں نظیر اوس کا نہ تھا مگر طراری اور ہوشیاری میں اوسی کے برابر تھا اور جس ہنرمندی کے ذریعہ سے اوس نے بعض بعض اچھی صورتوں سے فائدہ اوٹھایا اوسی کی بدولت اون مشکلوں سے بھی نجات اوس کو حاصل ہوئی جنمیں وہ چاروں طرف سے پھنس دھنس گیا تھا *

اوس ناکامی کے علاوہ جو باجی راؤ کو ناصر جنگ کے مقابلہ میں نصیب ہوئی اور اور خطروں کے پیش آنے کا باعث وہ خرابی پریشانی پڑی جو ملک و محاصل کے مقدمہ میں پیش آئی اور ملکی دشمنوں کے زور و دباؤ سے پیدا ہوئی تھی منجملہ ملکی دشمنوں کے پرتھی ندی اور راگھوجی بوسلا اور داماجی جیکواڑ اُس کے بڑے بڑے دشمن تھے اور منجملہ اون کے پرتی ندی اوس گھرانے کا بڑا پرانا دشمن تھا اگرچہ یہہ دشمن بہت دبایا لتجایا گیا تھا مگر رعب داب اوسکا بنا ہوا تھا

یہہ دشمن جنجیرہ کے حبشی اور قلابہ کا انگریا ڈاکو اور پرتگال والی تہے چنانچہہ محمله اُن کے انگریا ساہو کي اطاعت کے بعد مرہٹوں کی سرکار کا براے نام متوسل رہا اور اپنے ذریعوں کو بہت بہادری سے کام میں لایا یہانتک کہ بحری قزاقوں کے ذریعہ سے سمندر کی چوتھہ ٹہرایا تہا سارے ہمسایوں میں دھاک اپنی ڈالی انگریزوں نے بڑی بڑی بحری فوجوں سے چند بار اُن پر حملے کیئے اور ایک موقع پر سنہ ۱۷۱۹ع میں پرتگال والوں کي تائید و تقویت سے یورشیں کیں مگر وہ ساری یورشیں کامیابی سے خالی رہیں هالینڈ والوں نے بھی سنہ ۱۷۲۴ع میں اُس ڈاکو کے مقابلہ کي غرض سے بہت سي فوج اپني روانہ کي مگر وہ بہي ناکام رہی باجے راؤ اور قزاقوں میں سے دو بہائیوں کے جہگڑے میں پڑا اور حکومت کے ایک عہدیدار کي جانب سے سنہ ۱۷۳۳ع میں ایسے دو قلعے اُس کو ہاتھہ آئے جو گہاٹوں کے اندر اوس خاندان والوں کے قبض و تصرف میں داخل تہے مگر باوصف اِسکے دونوں بہائیوں میں جہگڑا قایم رہا اور لڑائی بہڑائی جاری رہی اگرچہ باجے راؤ نے انگریزوں کے بیڑہ سے پچہلے دنوں میں تہوڑي بہت مدد حاصل کي تہي مگر مرتے دم تک کام اپنا پورا نہ کرسکا † *

اُن لڑائیوں میں جو مرہٹوں کو حبشیوں کے ساتھہ واقع ہوئي تہیں بہت تہوڑي کامیابي نصیب ہوئي وہ کالی مسلمان اُس دریا میں ایسے قوی و دلاور تہے جیسا کہ انگریا تہا اور علاوہ اُس کے میدانوں میں بہي مرہٹوں کی قلمرو کو لوٹ کہسوٹ کر تباہ اور خاک سیاہ کیا کرتے تہے یہانتک کہ مرہٹوں کے چند قلعوں پر قابض و متصرف ہو بیٹہے تہے بالاجی پیشوا کی سعي و محنت پر غایت سے غایت یہہ اُمید مترتب ہوا کہ سنہ ۱۷۳۶ع میں اُن کو زور و زبردستي سے ہاتہہ اُٹہانے پر جوں توں کرکے راضي کیا *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

ارادہ پر باگ اوٹھائي یہاں تک کہ باجے راو نے آشتي کو قرین مصلحت سمجھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۰ع مطابق سنہ ۱۱۵۳ هجري میں واقع هوا معلوم هوتا هی کہ باجے راو ایسي ایسی پریشانیوں اور خرابیوں کي وجہہ سے جنکو آپ آسنے اپنے سرپر لیا تھا نہایت افسردہ بژمردہ هوگیا تھا † اور جبکہ وہ خاص هندوستان میں کسي مطلب کے لیئے واپس آیا تو اسکے مرجانے سے جو بمقام نربدہ ماہ اپریل سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ میں واقع هوا اسکي ساري تدبیریں مسدود هو گئیں باجے راو نے تین بیٹے چھوڑے منجملہ آنکے ایک بالاجي راو جو پیشوائي کے عہدہ پر معزز و ممتاز هوا دوسرا رگھناتھہ جسکو راگھوبا دهي کہتے تھے اور کسي زمانہ میں انگریزوں سے بہت سا میل جول رکھتا تھا اور پچھلے پیشوا کا باپ تھا تیسرا شمشیر بہادر جو کسي مسلمان عورت کے پیٹ سے بطور ناجائز پیدا هوا تھا اور اپني ماں کے مذهب کي تعلیم اس نے پائي تھي اور باوصف اس کے باپ اس کا بندیل کھنڈ کي ساري جاگیروں اور وهاں کے ملکوں کا استحقاق اسکو دے گیا تھا *

باجی راؤ اپنے انتظام کے پچھلے وقتوں میں کنکان کي لڑائیوں میں مصروف و آمادہ رها اور ان لڑائیوں کا کام کاج اس کے بھائي چمناجي کي بدولت چلتا رها اور اوس کے دشمنوں کے ایسے قلعوں اور جزیروں میں پناہ گیر هونے سے جو ایک جانب میں سمندر کي حفاظت سے محفوظ اور دوسري جانب میں پہاڑوں اور جنگلوں کي حراست سے مامون و محروس تھے ان کے دبانے لچانے میں بڑي بڑي کوششیں صرف هوئیں مگر باوجود اسکے پوري پوري کامیابي حاصل نہ هوتي *

† باجے راو نے اپنے گرو کو یہہ لکھا تھا کہ میں مشکلات اور قرضوں اور مایوسیوں میں مبتلا هوگیا اور میرا حال ایسا هی جیسے کوئي زهر کھانے پر آمادہ هووے راجہ کي مجلس میں میرے بدخواہ حاضر رهتے هیں اگر ایسے وقت میں ستارہ کو جاونگا تو وہ میري چھاتي پر پانو پیٹے رکھینگے اور مجھکو مل دل کر برابر کرینگے اگر میري موت آجاوے تو بڑي شکر گذاري کا مقام هی — گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۵۵۹

اوس نے اپنے جاہ و جلال بڑھانے کی تدبیروں کو بند کیا اور هندوستان کی حفظ وحراست کی غرض سے ایک عام متفق گروہ کا قایم کرنا چاہا چنانچہ خود اوسنی لکھا کہ همارے خانگی تصے تضائی اب خفیف اور لاشکی محض هیں اور هندوستان کا صرف ایک دشمن هی جسکی لاگ ڈانٹ کے واسطے هندو مسلمان اور کل دکن کی ساری قوت کا فراہم هونا ضروري والابدي هی † اور جبکہ باجیراو کو بادشاہ کے خوف و هراس سے امن واماں حاصل هوا توپهر اوسنی اپنے پرانے ارادوں کواوجالا اوربادشاهي دربار سے لڑائي بهڑائي کرنے کا یهہ بہانہ پیش کیا کہ آصف جاہ کے ساختہ پرداختہ عهدنامہ کو بادشاہ نے اپنے مهرودستخطا سے مضبوط و مستحکم نکیا اور ظاهري کامیابي کي یهہ صورت سوچي کہ اپنے ارادے کو خاص دلي میں جاکر پورا کرے مگر اوسنے لڑائي کے لئیے دکن کو اسلئے پسند کیا کہ برار کے بوسلہ خاندان اور گجرات کے جیکواڑ ودومان کے اعمال و حرکات کي نگراني کرتا رهے جو اس حیلہ بہانہ سے باجےراو کي قوت کو توڑنا چاهتے تهے کہ هم باجے راؤکے جال جنجال سے مرهٹوں کے راجہ ساهوکي ازادي چاهتے هیں چنانچہ بوسلہ خاندان والوں سے اسطرح نجات اوس نے پائي کہ اونکو کرناٹک کي دور دراز مهم میں مصروف کیا بعد اوسکے آصف جاہ کي دوسرے بیٹے ناصر جنگ پر دهاوا کیا جو باپ کي حکومت پر قایم هوا تها اور دس هزار آدمي لئیے هوئے برهانپور میں پڑا تها پہلے تو باجے راو نے شهر کا محاصرہ کیا اور گمان غالب یهہ تهی کہ اس چال سے اسکو ویسي کامیابي کي توقع هوگي جیسے کہ آصف جاہ کے مقابلہ میں حاصل هوئي تهي مگر اس جوان نائب السلطنت یعني ناصرجنگ سے ایسي همت و قوت ظاهر هوئي جو اس زمانہ کے مغلوں سے متوقع نتهي اور جبکہ اور امداد اسکو پہونچي تو اسنے مرهٹوں پر حملہ کیا اور انکي فوج کو توڑ پهوڑ کرنکال گیا اور احمد نگر تک بڑھ گیا اور پونہ کے

---

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۵۲۷

ایسی بگلی سدی لاشوں کی بدبو مارتی اتهی جو ابتک گور و کفن سے
محروم اور فاتحه درود سے بے نصیب تهیں بعد آسکے بهت مدت گذرنے
پر دلی کا دربار ایسی طرح پیدا هوا که گویا بهاری نیندوں سے کسی نے
اسکو ابهی جگایا هے اور سلطنت کا ڈهچر بهی ویسا هی بگڑا هوا تها جیسا
که خود دار السلطنت کا نقشه خرابی کو پهونچا تها یعنی فوج تباه تهی
اور خزانے خالی تهے اور محاصل کا نام و نشان نتها اور باوصف اپنی
خرابی کے اب بهی مرهٹوں کی دهمکیاں جنوب کی جانب سے قایم تهیں
اور جو صوبے که مرهٹوں کی دست اندازی سے ابتک محفوظ و مامون تهے
وه نادر شاه کی فوج سے تباه و ویران هوگئے تهے اور باوجود ان لاعلاج مرضوں
کے دربار کے باهمی قصے قضائے بهی ابتک قایم تهے اور جس فریق کو
دربار میں غلبه حاصل تها وه چند بڑے بڑے خاندانوں سے مرکب تها
جو ترکی نسل هونیکے باعث سے طورانی امیر کهلاتے تهے اور وزیر قمر الدین
اور نواب آصف جاه ان خاندانوں کے سردار تهے اور باهمی اتفاق کے علاوه
رشته ناتوں نے بهی انکے واسطے علاقوں کو مضبوط و مستحکم کیا تها اور
وه لوگ اوس فریق کے بدخواه و مخالف تهے جو آنکی جگهه قایم هونا
اور آنکی شان شوکت کو مٹانا چاهتے تهے اور ان لوگوں میں خود بادشاه
بهی شریک و شامل سمجها جاتا تها گرچند صورتوں کے باعث سے
مسلمانوں کی سلطنت کو مرهٹوں کی مار دهاڑ سے تهوڑی سی بهی
فرصت حاصل نهوتی تو بهت جلد ایسی منتشم حکومت شکار اون کا
هو جاتی اور جب که نادر شاه کی تاب و طاقت کو خود بادشاهی
دربار والوں نے بهت بیقدر سمجها تها تو باجی راو اوس سے غالباً بالکل
ناواقف تها اور معلوم هوتا هی که باجی راو اوس هیبت ناک دشمن
یعنی نادر شاه کے ایسے میدان کو طی کرنے سے نهایت حیران و پریشان
هوا هوگا جنکے بلا مقابله طی کرنے کی امید اوسکو لگ رهی تهی چنانچه
نادر شاه کی آمد شد کے دیکهنے سے پهلے پهل یهه خیال اوسکو آیا که

لیکئے بہت سے ہنرمند کاریگروں اور معماروں کو اپنے ساتھ لیتا گیا †*

تیسرا باب

محمد شاہ کی وفات تک کا بیان

نادر شاہ کے جانیکے بعد ایک عرصہ تک جو اوس شہر کے باشندوں کو تھوڑے عرصہ تک تعرض رہا چنانچہ انکے خوف و ہیبت کے بھاگنے اور مال و دولت کے جانے سے اوسان اون کے ٹھکانے نہ آئے تھے اور شہر کی یہہ صورت تھی کہ سارا سودا بند تھا اور جگہہ جگہہ کھنڈر پڑے تھے اور گلی کوچوں میں

† وہ مختلف رقمیں نقد کی جنکو سکاٹ صاحب نے قرار دیا آٹھہ نو کروڑ کے درمیان میں ہیں اور نادر نامہ والے نے پندرہ کروڑ لکھا اور فریزر صاحب نے بیس کروڑ قرار دیا اور ہینوے صاحب نے سینتیس کروڑ پانچ لاکھہ ٹھہرایا مگر صحیح صحیح اُسنے تیس کروڑ بیان کیا شاہجہاں کے عہد دولت سے بادشاہی خزانوں میں اس لیئے بڑا ٹوٹا بڑا ہوتا تھا طاؤسی تخت کی لاگت جسکو ٹوور نیاٹر صاحب نے چھہ کروڑ تخمینہ سمجھا ہی نادر نامہ میں صرف دوکروڑ اور سکاٹ صاحب کی تاریخ میں صرف ایک کروڑ لکھی ہی اور وہ بہت سی کہانیاں جو نادر شاہ کے حملوں کے نسبت مشہور و معروف ہوئیں ڈو صاحب نے اُنکو ہندوستان کی تاریخ میں قائم رکھا اُن کہانیوں سے دریافت ہوتا ہی کہ آصف جاہ اور سعادت خاں نے نادرشاہ کو بلایا تھا اور کرنال کی لڑائی اُنہوں ہی کی صلاح و مشورت سے شکست ہوئی اور نادرشاہ نے اُن کی نمک حلالی اور وفاداری کا یہہ انعام دیا نہ دونوں کے مونہہ پر تھوکا اور دربار سے خارج کرایا چنانچہ اُن دونوں سرداروں نے بے عزتی کے ننگ سے خودکشی کا ارادہ کیا مگر جو نہ وہ دونوں آپس میں حریف تھے اور ایک کی واسطے کوئی اور اوز صاف ترقی کو دوسرے کو اشتباہ تھا تو دونو کے جاسوس ایک دوسرے کی خبررسانی کے لیئے اِس غرض سے لگے رہتے تھے کہ زہر کہایا یا نہیں کہایا مگر آصف جاہ ایسا چالاک و مکار تہا نہ اُس نے تھوڑی دوا کہاکر اور مرد کی مانند ہاتھہ پانو پھیلاکر لیٹ گیا جوں ہی کہ سعادت خاں مطلع ہوا تو اُس نے حقیقت میں زہر منگاکر کہالیا اور لوٹ پوٹ کر مرگیا اور آصف جاہ لوٹ پوٹ کر اُٹھہ بیٹھا اگرچہ عام شور و فساد کے زمانوں میں ایسے ایسے قصے تسلیم کیئے جاتے ہیں مگر جبکہ ٹھیک ٹھیک اُنکی حقیقت کی چھان بین کی جاتی ہی تو وہ قصے صاف بیہودہ ہوجاتے ہیں *

مال کے ظاہر کرنے اور بحسب اُس کے تاوان کے دینے پر مجبور ہوا اور ہر قسم کا ظلم اور ہر طرح کی سنگدلی روپیہ کی تحصیل میں برتی گئی یعني معزز لوگوں کو روپیہ کے اقرار کے لیئے مارا پیٹا گیا اور بہت سے لوگ اُس بدسلوکي کے مارے مرگئے جو ساتھہ اُن کے برتي گئي اور بہت سے بے گناہوں نے آبرو کے پیچھے جان اپني کھوئي بستي سوني ہوگئي اور امن چین کا نام نرہا اور ہر گہر میں رونے پیٹنے کي آواز بلند تھي پہلے عام قتل کا ھنگامہ برپا نہ تھا اور اب خاص خاص لوگوں کي جانیں تلف ہوتي تہیں † *

صوبوں کے حاکموں سے بھي امداد اور تاوان لیا گیا اور یہاں تک تحصیل کي نوبت پہونچي کہ نادر شاہ کو اُن منخرجوں کے خالي ہونے کا پورا پورا یقین ہوا جن سے دولت کا حصول ممکن تھا بعد اُس کے اُس نے واپسي کي تیاري کي اور محمد شاہ سے ایک عہد نامہ لکھایا جس کي رو سے مغرب اٹک کا تمام ملک اُسکے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور تیموریوں کي ایک شاہزادي اپنے بیٹے رضاقلي کو بیاھي اور محمد شاہ کو دوبارہ تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے بادشاھي کے سارے زیور اُس کو پہنائے اور ہندوستاني امیروں کو بہت تاکید فرمائي کہ بلا حجت و تکرار اُس کي اطاعت کو فرض و لازم سمجھنا ورنہ بہت بڑے انتقام کے منتظر رہنا اور آپ کو بڑے عتابوں کا مورد سمجھنا غرض کہ نادر شاہ اٹھاون دن دلي میں رہا اور چلتے ہوئے اسقدر خزانہ ساتھہ اپنے لیگیا کہ تفصیل اوسکي آٹھہ نو کروڑ روپیہ اور کئي کروڑ روپیہ کي سونے چاندي کي اینٹوں اور بھاري بھاري اسبابوں اور ہر قسم کے لباسوں پر مشتمل تھي علاوہ اون کے ایسے ایسے گراں بہا جواہر لیگیا جن کي قیمت کا تخمینہ نہیں ہوسکتا باقي گھوڑوں اور ہاتیوں اور اونٹوں کي شمار قطار نہیں اور منجملہ آدمیوں

† سکاٹ صاحب کا بیان جلد دو صفحہ ۲۱۰

قاتلوں کے ہاتھ جہاں کے تہاں رہگئے مگر دلی والوں کی تکلیفات ابہی
موقوف نہوئیں اس لیئے کہ نادر شاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی
چڑھائی سے یہہ تھا کہ اُس کے مال و دولت سے آپ کو مالا مال کرے
اور جب سے کہ اُس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جر
کے رنگ ڈھنگ اوس نے ڈالے تھے جس کا وہ خواہاں تھا چنانچہ پہلے پہل
مشیر اوس کا سعادت خاں ہوا مگر دلی کے پہونچنے پر تھوڑی مدت
گذری تھی کہ سعادت خاں مرگیا بعد اوس کے سربلند خاں ہندوستانی
اور طہماسپ خاں ایرانی روپیہ کے اخذ و جر پر متعین ہوئے چنانچہ
کار و بار اون کا جو بجائے خود سخت ناگوار تھا نادر شاہ کی سختی
اور بے قراری سے اور بہی زیادہ ہوا اول اونہوں نے بادشاہی خزانوں
اور جواہروں پر قبضہ کیا جس میں تخت طاؤس بہی داخل تھا بعد
اوس کے کئی بڑے امیروں کا تمام اسباب ضبط کیا اور باقیوں کو اِس
پر مجبور کیا کہ اپنے مال کا بہت سا حصہ باقی ماندہ مال کے تاوان
میں ادا کریں بعد اوس کے چہوٹی چہوٹی ملازموں اور عام باشندوں
پر متوجہہ ہوئے اور شہر کے دروازوں پر اس غرض سے پہرہ بندیاں
کرائیں کہ کوئی آدمی شہر سے باہر نکلنے نپاوے غرض کہ ہر آدمی اپنے

صاحب نے اپنی تاریخ نادر شاہ میں درج کیا بعد اُس کے جو معاملے گذرے جن میں
سے تھوڑے سے معاملوں میں خود یہہ مورخ روز نامچہ والا بہی شریک و شامل تھا اُس
روز نامچہ میں بہت تفصیل سے مندرج ہیں جرین کا بیان یہہ ہی کہ دو پہر تک
قتل جاری رہا اور مقتول شمار و حساب سے خارج تھے فریزر صاحب نے ایک لاکھ
بیس ہزار آدمی سے لیکر ڈیڑہ لاکھ تک لکہے مگر نادر نامہ کے مصنف نے غالباً راست
راست کے قریب لکہا بلکہ کم بیان کیا چنانچہ وہ لکہتا ہی کہ قتل دن بہر وہ
حکم جاری رہا اور تیس ہزار آدمی تخمیناً مارے گئے اور سکات صاحب کی جلد
دو صفحہ ۲۰۷ میں آٹہہ ہزار آدمی قرار دیئے مگر صاحب موصوف نے کوئی سند
نہیں لکہی جس پر اُس کی بنیاد قایم ہی یہہ بات قیاس سے باہر ہی کہ اتنے
گہنٹوں تک بیس ہزار آدمی کے ہاتھوں سے جو خاص اِس کام پر متعین کیئے گئے
تہے ایسا کشت و خون واقع ہووے جس کا مقابلہ طرف ثانی نکرسکے اور بازصف اسکے
آٹہہ ہزار آدمی مارے جاویں

بھائیوں کي لاشوں کو پڑا هوا دیکھا مگر اِس پر بھي جوش اُس کو نه
آیا یهاں تک که ادھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چاروں طرف سے
تیر و بان اُس پر برسنے شروع هوگئی اور یهه نوبت پهونچي که ایک
سردار اُس کا جو اُس کے پهلو میں جاتا تها اُس گولي کا نشانه هوا
جو خاص اُس پر چھوٹ کر آئي تهي غرض که جب نادر شاه نے یهه
دست درازیاں دیکھیں تو وه نیلا پیلا هوا اور عام قتل کا حکم سنایا †
چنانچه صبح سے بهت دن چڑھے تک وه حکم قایم رها اور اُس کي
بدولت وه صورتیں پیش آئیں جو لوٹ مار اور لوبهه لالچ اور باداش
و تدارک کي نظر سے پیدا هوسکتي هیں یعني شهر کو چند مقاموں
سے ایسا جلایا پھونکا که وه آتش بازي کا تماشا اور خونریزي ویراني کا
نمونه بن گیا *

جب که نادرشاه قتل عام سے سیر هوچکا تو محمد شاه یا اُس کے
وزیر کي شفاعت سے غیظ اُس کا تهنڈا هوا اور قتل کي بندي کا حکم
سنایا گیا اور انتظام اوس کا ایسا معقول تها که جوں هي قتل کي بندي کا
حکم صادر هوا توں هي فوج نے تسلیم کیا ‡ اور کسي نے دم نمارا اور

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ انسداد قتل کے مقدمه میں لوگوں کے بیان مختلف هیں چنانچه بعضے
کهتے هیں که نادر شاه قتل کے سارے وقت رکن‌الدوله کي چھوٹي مسجد میں جو
جوهري بازار میں واقع هی غمگینوں کي صورت بنائے چپ چاپ بیٹھا رها اور محمدشاه
اور اُس کے امیر اُس کے روبرو آنے کي جسارت پاکر اُس کے سامنے آئے اور
سرجهکائے هوئے کهڑے رهے یهاں تک که نادرشاه نے بولنے کي اجازت دي محمدشاه
نے پهلے آنسو بهائے اور بعد اُسکے بهت پهوٹ پهوٹ کر رویا اور نهایت گڑ گڑاکر یهه کها
که میري رعیت کي جاں بخشي کرني چاهیئے اگر اِس غیر قرین قیاس واقعه کي
سند ڈو صاحب کي سند سے بهترهوتي تو نهایت بهتر هوتا مگر قتل عام کي شرح و بیان
میں وه بیان اچها هی جس کو حزین نے قلمبند کیا اس لیئے که اُس نے اُس واقعه
کو اپني آنکهوں سے دیکها تها اور اُس کے بیان کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ
نقل کیا دوسرا بیان اِس عام قتل کا اُس هندوستاني منشي کے روز نامچه میں بخوبي
مندرج هی جو سربلند خاں مذکور کا میر منشي تها اور اُس روز نامچه کو فریزر

نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر میں منقسم کرکے یہہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانونوں کی سخت پابندی عمل میں آوے اور باشندوں کی حفظ و حراست کے لیئے پہرے بٹہائے جاویں *

باوصف اِس کے کہ نادر شاہ نے یہہ دور اندیشیاں اور ہوشیاریاں ہوتیں مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے چنانچہ اون سپاہیوں کی خونخواری کو بری ہمت سے دیکہتے تھے اور اونکے دلی میں گھس پیٹھنے سے نفرت کرتے تھے † *

دوسرے دن یہہ ہوائی اورائی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی اور جوں ہی کہ دلی کے گلی کوچوں میں یہہ خبر پہیلی تو ہندوستانیوں کی بغیر بلا مزاحمت ظاہر ہوئی اور ایرانیوں کا قتل ہونا شروع ہوا اور جس طرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ پہیلے ہوئے تھے اوسکی وجہہ سے بہت سے لوگ اونکے ہندوستانیوں کے غیظ و غضب کے قربانی ہوئے ہندوستانی امیروں نے ایرانیوں کے بچانے میں کوشش کی بلکہ بعض بعض امیروں نے ایرانیوں کو قانلوں کے حوالہ کیا جو آنکی محلسرایونکی حفظ و حراست پر معین کیئے گئے تھے ‡ اگرچہ نادرشاہ نے پہلے پہل تو فساد کا دبانا چاہا ور اسمات کے زیادت ہونے سے کوئہ رنجیدہ ہوا کہ وہ فساد رات بھر برپا رہا اور تنزل کی جگہہ آسکو ترقی حاصل ہوئی باوصف اِس کے صبح کو گھوڑے پر سوار ہوکر اِس غرض سے باہر نکلا کہ اُس کو جدا جاگتا دیکہکر پھر امن و امان قائم ہوجاوے اور جوں ہی کہ وہ باہر نکلا تو پہلے پہل آس نے گلی کوچوں میں اپنے ہموطن

† فریزر صاحب کا بیان

‡ علی حزین نے بیان کیا کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور یہہ موجب نقل صفحہ ۲۸۱ اصلی کتاب حزین کے جسکو بلفور صاحب نے مرتب کرکے چھاپا تہا پر ترجمہ کے ۲۹۹ صفحہ میں سات ہزار لکہے ہیں مگر یہہ چھاپہ کی صاف غلطی ہے سکاٹ صاحب کی جلد دوم صفحہ ۱۰۷ میں ایک ہزار آدمی بیان کیئے ہیں

مشورت بدون اضطراب کي حالت میں لڑنے کو لائی گئی تھی چنانچہ آصف جاہ اصلي یا جعلي غلط فھمي سے لڑائي میں شریک و شامل نہوا † *

غرض کہ اِس خرابي پر یہہ نتیجہ مترتب ھوا کہ ھندوستاني فوج تباہ ھوئي خان دوراں خاں سپہ سالار مارا گیا اور سعادت خاں پکڑا گیا اور محمد شاہ کو اس کے سوا کوئي چارہ باقي نرھا کہ اُس نے آصف جاہ کو اطاعت کا پیام دیکر بھیجا چنانچہ پندرھویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ھجري مطابق تیرھویں فروري سنہ ۱۷۳۹ ع کو چند ھمراھیوں سمیت آپ ایرانیوں کے لشکر میں گیا نادر شاہ نے بڑي آؤ بھگت آسکي کي اور آسي روز آس کو آسکے لشکر میں واپس جانے کي اجازت فرمائي مگر اِس تعظیم تکریم کي نظر سے بخوبي فائدے اُٹھانے سے باز نرھا چنانچہ آسنے محمد شاہ کو اپني فوج میں شامل ھونے پر مجبور کیا اور دونو بادشاہ دلي کو روانہ ھوئے بعد آس کے جو دونو بادشاھوں میں خط کتابت جاري رھي بیاں اوس کا بہت سے لوگوں نے طرح طرح سے بیاں کیا اور آصف جاہ اور سعادت خاں کي باھمي مخالفت کي بدولت اوس خط و کتابت میں تھوڑے بہت خلل تو پیش آئے مگر کوئي برا نتیجہ مترتب نہوا اس لیئے کہ نادر شاہ کو اپني قوت پر پورا قبض و تصرف حاصل تھا اور اِس بات کے بتانے کو کہ اوس قوت کو کس طریقہ سے برتے سرتے کسي سکھانے پڑھانیوالي کا محتاج نتھا *

ماہ مارچ سنہ الیہ کو نادرشاہ اور محمد شاہ کي دونوں فوجیں دلي میں داخل ھوئیں اور دونوں بادشاھوں نے بادشاھي محلوں میں نزول فرمایا

---

† نادر شاہ کي سرگذشت صفحہ ۱۵۲ میں جس روز نامچہ کا ترجمہ فریزر صاحب نے لکھا ھی اُس کے بموجب نادر شاہ کي ساري فوج اور ھمراھیوں سمیت جو ساري مسلح تھي ایک لاکھ ساٹھ ھزار آدمي تھے مگر اُس کي فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کي فوج میں داخل تھا ساڑھے چوسٹھ ھزار سپاھي اور چار ھزار بھیر بنگاہ اُس کي بیان کي ۱۲ ایضا صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱

کے وقتوں میں جو روپیہ پہاڑی قوموں کو اُس نظر سے ادا کیا جاتا تھا
کہ دلی کی سلطنت کا رعب داب اُس کی بدولت اُن قوموں میں
قایم رہے تھوڑے عرصہ سے نہ پہونچتا تھا اور اسی وجہہ سے اگر اُن پہاڑیوں کو
قدرت بھی حاصل تھی تو وہ لوگ اونکے بیچ میں پڑنے کے خواہاں نہوتے
اِسلیئے کہ جسقدر دلی کا دربار پہلے بے پروا و غافل تھا ویسے ہی اِس
وحشت اثر خبر کے سننے سے پریشان و هراسان ہوا کہ نادر شاہ پہاڑونسے
اگے کو بڑھا اور اُس تھوڑی سی هندوستانی فوج کو جو ہمارے ایک
حاکم کی حکومت تلے اوس کے مقابلہ پر آئی تھی شکست فاحش دیکر
اٹک تک پہونچا اور وہاں کشتیوں کا پل بناکر پنجاب میں داخل ہوا
اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا ہی یہہ خبر نومبر سنہ ۱۷۳۸ع مطابق
رمضان ۱۱۵۱ ہجری میں مشہور ہوئی *

نادرشاہ کو اُس خفیف مقابلہ کے سوائے جو لاهور کے حاکم سے ظہور
میں ایا تھا جمنا تک کوئی بڑی چھوٹی روک ٹوک بھی پیش نہ آئی یعنی
دلی سے سو میل کے اندر اندر بلا تکلف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چوں
بھی نکی اور جب وہ وہاں پہونچا تو هندوستانی فوج کے قرب و جوار
میں آپ کو پایا *

محمد شاہ نے بڑی جد و جہد اُٹھاکر تھوڑی بہت فوج اکھٹی کی
تھی اور آصف جاہ بھی بادشاہ سے آملا تھا چنانچہ دونو کرنال کی
جانب روانہ ہوئے جہاں بڑا لاو لشکر آنکا پڑا تھا اور جب کہ نادر شاہ
آچکا تھا تو سعادت خاں اودہ کا نائب سلطنت بھی اُسی زمانہ کے
قریب اپنے بادشاہ کی فوج کے قرب و جوار میں اَپہونچا تھا مگر ایرانیوں
نے یہہ چاہا کہ سعادت خاں کو بادشاہ کے لشکر سے ملنے ندیں چنانچہ
باہم مقابلہ ہوا اور یہہ خفیف مقابلہ بڑی لڑائی کی صورت پکڑ گیا
مگر هندوستانی سپاهی ایرانی آزمودہ کاروں کی ٹکر نہ اوٹھا سکے
اورحقیقت یہہ تھی کہ وہ سپاهی اِس میدان میں اتفاق و

جب که نادر شاہ قندھار کے محاصرے میں مصروف تھا تو اُس نے دلي کے دربار سے گرفتاري یا اخراج اُن چند افغانوں کا چاھا تھا جو غزني کے پاس پروس کے ملکوں میں بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہہ تھي که هندوستان کي سلطنت اِس قابل نرھي تھي که وہ درخواست مذکورہ کو قبول کرتي علاوہ اِسکے یہہ بھي دریافت ھوتا ھی که اس سلطنت نے نادرشاہ کي نادر شاھي کے قبول و تسلیم میں گونه تامل کیا تھا غرضکه نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب میں بہت عرصہ گذر گیا اور جب که جواب اُس کا نه پهونچا تو نادر شاہ نے تساھل و غفلت کي بڑي شکایت کي اور بہت برا بھلا کہکر کچھہ توقف نه کیا چنانچه سیلاب کي مانند آگے کو غزنيٰ و کابل پر بڑھا بعد اُس کے سنه ۱۷۳۸ع مطابق صفر سنه ۱۱۵۱ ھجري میں ایک ایلچي یہاں سے دلي کو روانه کیا جس کو پهاڑي پٹھانوں نے ٹھکانے لگایا یہاں تک که نادر شاہ نے هندوستان کي چڑھائي کو ناواجب نه سمجھا اور اُس کے لیئے بہانه معقول پایا چنانچه تھوڑي دقت کے اُٹھانے پر کابل پر قابض ھوا اور کیئے مہینے تک اُس کے قرب و جوار میں انتظام کي ضرورت سے ٹھہرا رھا اور جاڑوں کے آنے تک اپنےؑ کوچ و رحلت کو شرقي جانب سے ملتوي رکھا بعد اُس کے ماہ اکتوبر سنه ۱۷۳۸ع مطابق شعبان سنه ۱۱۵۱ ھجري میں کوچ و مقام کو جاري کیا مگر دلي کا دربار اب مرھٹوں کے خوف و ھراس اور اپنے خانگي فسادوں میں ایسا مبتلا تھا که نادر شاہ کي میل و حرکت پر بہت سي توجهه نه کرسکا اور جب که نادر شاہ ایران کي قدیم قلمرو میں لڑتا جھگڑتا رھا تو دلي کے دربار والے کمال بے پروائي سے اُس کو دیکھتے رہے یہاں تک که جب اُس نے دلي کے خاص ملک مقبوضه پر حمله کرکے کابل پر قبضه کیا تو اُن کو جب بھي یہي توقع تھي که پشاور و کابل کے درمیاني پهاڑي لوگ اُس کے اوترنے کے مانع مزاحم ھونگے مگر تقدیر سے یہہ معامله پیش آیا تھا که اِنتظام و درستي

ایسے ابدالیوں کو عنایت فرمائیں جو نیشاپور کے متصل خراسان کے مغرب میں بسے رہتے تھے † *

نادر شاہ اور حکومت ہندوستان کے نزاعوں کا بیان

جب کہ نادر شاہ نے خلجیوں کا ملک فتح کیا تو سلاطین تیموریہ کی حدوں تک دخیل و قابض ہوگیا اور اون کی سلطنت کی غایت کمزوری اور نہایت ناتوانی اوسکی نظر سے مستور و مخفی نرہی اور جبکہ ہندوستان کی سلطنت پر چڑھائی کرنے کی میل و رغبت خاص نظر دامنگیر اوس کو ہوئی کہ ہندوستان کی زرخیزی اور تونگری سے ایران کے تمام شدہ ذریعوں کا نقصان پورا کرے تو یہہ وجہہ بھی اوس سے کچھہ کم باعث نہوئی تھی کہ ہندوستان کی مہم کے ذریعہ سے اون اردوکا توجہ کو جو آج اوس کی تحت حکومت میں عمر اپنی کاٹتی ہیں لڑائی بھڑائی میں مصروف رکھے اور اون کے زور و قوت اور ہمت و شجاعت کو جسکو آپسکے لڑائی جھگڑوں میں صرف کرتے ہیں ایسے بڑے کاموں میں لگاوے جو اون کو مقبول و پسندیدہ تھے *

---

† جونز صاحب کا ترجمہ نادر نامہ کا جلد پانچ صفحہ ۲۷۵ خلجیوں کی فتح و ظفر کا بیان جو اس تاریخ میں مذکور ہوا وہ تمام کے قریب قریب ہینوے صاحب کی تاریخ اور نادر نامہ اور نادر شاہ کے خصوص حالات مندرجہ نادر نامہ سے لیا گیا اگرچہ ہینوے صاحب آپ ایک سمجھہ بوجھہ کا آدمی اور مناسب پسند تھا مگر جو حالات اُس نے لکھے وہ بعض اوقات اُن حالات کے ترجمہ کی سند پر مبنی تھے جنکو بادرکروسنسکی پولنڈ والے نے لکھا تھا اور اگرچہ یہہ ترجمہ عمدہ عمدہ خبروں پر مشتمل ہی مگر اُس میں بہت سی ایسی نازک خیالیاں اور رنگین بیانیاں اصلی حالات کے علاوہ بھی پائی جاتی ہیں جن پر بہت سا بھروسا نہیں ہوسکتا یہہ ترجمہ کرو کے ترجمہ سے بڑی مشابہت رکھتا ہی جس کا بیان شاہعالم کی سلطنت کے بیان میں ہوچکا کروسنسکی کی خاص کتاب بعد اُس کے جرمنی میں مطبوع ہوئی مگر ہماری نظر سے کہیں نہیں گذری نادر نامہ فارسی تاریخ تصنیف مرزا مہدی کی ہی جسکی نسبت سر جان مالکم صاحب نے بیان کیا ہی وہ مورخ نادر شاہ کا معتمد میرمنشی تھا اگرچہ وہ نادر شاہ کا وزیر اور مداح تو تھا مگر ابوالفضل کی نسبت نہایت راست گو اور راستی پسند تھا اور نیز طرز بیان اُس کا جیسیکہ جونز صاحب کے فرانسیسی ترجمہ سے واضح ہوتا ہی ابوالفضل کی طرز تحریر سے بہت زیادہ صاف اور مختصر ہی *

اِس مہم کي غرض سے بڑے بڑے تہاٹ اُس نے سنواري اور ایسي
بھاري فوج سمیت اوس مہم پر روانہ ھوا جس کو بعض موَرخوں نے
اَسي لاکھہ آدمي بیان کیئے † ابدالیوں نے اسي موقع پر دلي امداد
اوس کو دي اور خلجي دل شکستہ ھوکر ادہر اودہر چلے جانے پر
آمادہ ھوئے مگر باوصف اس کے لڑائي بھڑائي کي ذاتي ھمت نہ ھاري تھي
اور ایسے کمزور نہوئے تھے کہ لڑائي کے بدون اطاعت قبول کرتے غرض کہ
برسدن کے سخت محاصرے کے بعد قندھار کے دھاوے پر جرات کرسکا
اور باوجود اوس کے بھي کیئي بار اس سے پہلے کہ مارچ سنہ ۱۷۳۸ع کو
قندھار فتح ھوچکا تھا خلجیوں نے اونکو مار پیٹ کر بھگایا اور محاصرے کے
دنوں میں قندھار کے گرد نواح کے بہت سے حصہ کا انتظام اوس نے کیا اور
اوسي زمانہ میں اوس کے بیٹے رضا قلي مرزا نے جو مقام مشہد مقدس
سے اوزبکوں پر چڑہ کر گیا تھا ایک صوبہ بلخ ھي کو فتح نہ کیا بلکہ دریاے
اکسیس پر شاہ بخارا کو شکست فاحش دي جو بذات خود لڑائي
میں موجود تھا *

نادر شاہ اعتدال مزاج اور تدبیر مملکت کے لحاظ و حیثیت سے مقام
و موقع دیکھکر اپنے مخالفوں یعني خلجیوں سے بطور اپني رعایا کے پیش
آیا چنانچہ اوس نے تباھي ایران کے انتقام میں جو خلجیوں کے ھاتھوں
سے ظہور میں آئي تھي کوئي سخت معاملہ نبرتا اور منجملہ اون کے
بہت سے لوگوں کو اپنے لوگوں میں بھرتي کیا ھاں اس قدر برائي تو کي کہ
اسي قدر خلجیوں کو اون کي اراضیات مقبوضہ سے بیدخل کیا جو
قندھار کے گردنواح میں واقع تھیں اور وہ اراضیات ابدالیوں اور خاص

† مالکم صاحب کي تاریخ ایران جلد دو صفحہ ۹۸ اور ھینوے صاحب نے اپني
... کي جلد دو صفحہ ۳۵۵ میں بیان کیا کہ اسي ہزار آدمیوں کے پیچھے پیچھے تیس
... آدمي لگے چلے آتے تھے مگر مغرب اٹک کے لحاظ سے اسقدر جمعیت قیاس سے
... ھي اس لیئے کہ وھاں ایسي بڑي بڑي فوجیں جیسے ھندوستان میں عموماً
... کي جاتي ھیں بہت کم فراھم ھوتي ھیں

بادشاهت سے پہلی فوج کو لیکر معاں کے میدان میں گیا اور ملکی حنگی افسروں اور ضلع کے حاکموں اور قلمرو کے بڑے بڑے معزروں کو جو لاکهہ آدمیوں کے قریب قریب بیاں کیئے گئے طلب فرمایا چنانچہ اُن لوگوں نے باهم متفق هوکر ایک آواز سے تاج و تخت اُس کے سامنے پیش کیا مگر پہلے اُسنے حیلہ بہانہ سے ایسے بهاري بوجهہ کے اُٹهانے میں تامل کیا اور بعد اصرار و التجاح کے اس شرط پر وہ بهاري بوجهہ اوٹهایا کہ بلاد ایران میں تشیع کا نام نشاں باقي نرهے اور سنت کي روشني جگہہ جگہہ پہیلے یہہ † واقعہ سنہ ۱۷۳۶ع میں وقع هوا *

تبدیل مذهب سے نادر شاہ کو یہہ توقع غالب تهي کہ صفوي خاندان کا حب و اخلاص ایرانیوں کے دلوں سے دهویا جاویگا جسکو استحقاق اِس سلطنت کا اس وجہہ سے زیادہ قوي تها کہ وہ شیعوں کا پیشوا اور حامي تها مگر ایراني لوگ اپنے مذهب میں درحقیقت ویسے هي پکے رهے جیسکہ وہ پہلے سے پکے چلے آتے تهے غرض کہ نادر شاہ کي تدبیر مذکورالصدر نے یہہ نتیجہ بخشا کہ اوس کي رعایا کے دلوں میں مہر و اخلاص اوس کا باقي نرها اور ایسي بري طرح پہلي پهولي کہ شاہ و رعیت پر اوس کے پهل پهول کا اثر برابر پڑا *

اگرچہ نادر شاہ اس وقت میں اوسکے برے نتیجوں سے بخوبي واقف نہ تها مگر اوس کي سمجهہ میں یہي بات آئي کہ جو تخت اپني مسلسل فتوحات کي بدولت قایم هوا وہ اونهیں کے ذریعہ سے بحال و برقرار رہ سکتا هے چنانچہ اُس نے اپنے وطن والوں کے فخر و عزت کو ایسے شاداب و تازہ کرنا چاهتا کہ اُن غلجیوں سے جنہوں نے پہلے وقتوں میں ایرانیوں پر غلبہ پایا تها انتقام لیوے اور قندهار کو ایران کي قلمرو میں دوبارہ داخل کرے *

---

† نادر نامہ اور جونز صاحب کي کتاب جلد پانچ صفحہ ۲۳۷ هینوے صاحب نے بیاں کیا کہ نادر شاہ نے یہہ شرط کي تهي کہ سنیوں کا مذهب ایران میں گوارا کیا جاوے اور بعد اُس کے تشیع کا نام نشاں باقي نچهوڑا جاوے *

پیش آئي پهلے کي نسبت بہت زیادہ دشوار تھي یہانتک کہ ہرات کے محاصرے میں دس مهینے صرف ہولیئے مگر اب ابدالي پورے پورے مطیع و محکوم اوس کے ہوگئے بعد اوس کے پھر تالیف قلوب کي تدبیریں ہونے لگیں اور اسلیئے کہ وہ تھوڑے دنوں بعد اوس کے سني ہو گیا تھا تو ابدالي لوگ اوس کے جان نثار ہو گئے *

ان لڑائیوں میں بہت مدت کے گذرنے سے ایران کے کام کاج اچھي حالت پر نہ رہے اور اس لیئے کہ حکومت کا انصرام اسبات پر ٹھہرا تھا کہ فوج کو لڑائیوں کے کام کاج میں مصروف کرے تو شاہ طہماسپ اپنے سپہ سالار نادر قلي کے ہاتھوں میں جیسا کہ قیاس بھي چاہتا ہی ایک کھلونے کي طرح چلتا پھرتا تھا مگر جب کہ دارالسلطنت پر قبض و دخل اُس کا دوبارہ حاصل ہوا اور ساري قلمرو میں اُس کي سلطنت تسلیم کي گئي تو بات اُسکي بن پڑي اور دستور یہہ تھا کہ نادر قلي کے نہونے کے زمانہ میں بادشاہي کے کاربار اُس کے قبض و قدرت میں ہوتے تھے *

نادر قلي حکومت کے انتقال سے جي میں برہم ہوا اور جب وہ خراسان کے کاموں کا تصفیہ کرچکا تو اصفہان کو باگ اُٹھائي اور وہاں پہونچکر اُس تنفر سے فائدہ اُٹھایا جو لوگوں کے دلوں میں شاہ طہماسپ کي جانب سے بایں وجہہ پیدا ہوا تھا کہ اُس نے رومیوں سے ایک بڑا عہد نامہ کیا تھا چنانچہ اُس نے اُس کو تخت سے اوتارا اور اُسکے شیرخوار بیٹے کو نام کا بادشاہ بنایا اگرچہ یہہ انتظام اُس کي سلطنت کا آغاز سمجھا جاتا ہی مگر جب تک اُس نے ایران کي بادشاہت کو کھلم کھلا اختیار نہ کیا کہ بہت سي فتوحات اُس کو روم و روس پر حاصل نہوئیں اور وہ سارے ملک اُس کے قبض و تصرف میں داخل نہوئے جو ایران کے دخل و تسلط سے نکلکر روم و روس کے تحت حکومت داخل ہوئے تھے بعد اُس کے دونوں سلطنتوں سے آشتي کي اور اپني

آس پر قابض و متصرف هو گئے تھے بعد آس کے اشرف خاں کے تحت
حکومت والے غلجیوں نے شمالی حد پر جان توڑ کر لڑا ہوا اور کئي
لڑائیوں میں کشور ایران کي جنوبي حدوں تک بھگایا اور اُنکي فوجوںکو
خوب سا جھنجھوڑا یہاں تک که وه پراگنده هو گئے اور مقبوضه ملک کا
قبضه چھوڑ دیئے جس پر سات برس تک قابض و متصرف رہے تھے
بہت سے آدمي مارے گئے اور باقي بہت سے گھر کي واپسي پر جنگلوں
میں بھوکے پیاسے مرگئے اور ماه جنوري سنه ۱۷۲۹ع میں ایک بلوچ
سردار نے کرمان اور قندھار کے درمیان اشرف خاں کو قتل کیا بعد اُس کے
نادر قلي نے رومیوں پر دھاوا کیا جن کے قبض و تصرف میں اشرف خاں
کے عہد نامه کے ذریعه سے کسيقدر ایران کا ملک اب تک باقي رہا
تھا جب که اُس نے تبریز کو رومیوں کے دخل و تسلط سے نکالا تو
اوس کو ابدالیوں کي بغاوت کا پرچا لگا اور خراسان کي واپسي پر
مجبور هوا *

جب که پہلے وار اُس نے اُس قوم پر کامیابي حاصل کي تھي تو
اپني کامیابي کے بعد ایسی معقول تدبیریں کرتي تھیں جن کے ذریعه سے
لوگوں کو اپني جانب مائل کیا تها غرض که اون تدبیروں اور غلجیوں اور
ابدالیوں کي باهمي عداوت سے یک قومي فریق کو حامي کار اپنا بنایا تها
اور اوس فریق کے سردار کو هرات کي حکومت تفویض کي تهي مگر
اب ایک فریق نے جو منجمله ابدالیوں کے نادرشاه کا مخالف تها ایسا
غلبه حاصل کیا تها که خراسان کو روندا او مشهد کو چاروں طرف سے گهیرا
جو اوس زمانه میں نادرشاه کے بھائي ابراهیم کا مقبوضه تها جس کو اون
لوگوں نے شکست فاحش دیکر مغلوب و مجبور کیا تها بلکه ان ابدالیوں نے
غلجیوں سے رفاقت پیدا کي تهي مگر وه رفاقت بہت تهوڑے دنوں باقي
رهي چنانچه بعد اوس کے ایسي ناچاقي هوئي که پہلے کي نسبت زیاده
شکست فاش حاصل هوئي که یهه لڑائي. جو نادرشاه کو ابدالیوں سے

رکسیز تک روس کے پاس آوینگے اشرف خاں پہلے پہل روم والوں پر
جھکا اور کئي لڑائیوں میں آنکو شکست فاحش دیکر اپني سلطنت کو
بزور شمشیر اُن سے تسلیم کرایا مگر باوصف اِس کے اُس ملک سے اونکو
خارج نکر سکا جن کو اونھوں نے فتح کیا تھا اگرچہ بڑا پیٹر روسیوں کا
بادشاہ اس لڑائي میں بذات خود موجود تھا مگر اشرف کو اوس ملک
کي تائید و تقویت کے باعث سے جس میں روسیوں کو آنا پڑا تھا اونسے
بہت کم اندیشہ تھا ھاں مقام رشت تک جو سمندر کاسپین کے جنوب
میں واقع ھی روسي آپہونچے تھے بعد اوسکے اونکي ترقي میں رخنہ پڑا
اور پیٹر کے مرجانے سے لڑائي بھڑائي سے باز رھے *

نادر شاہ کي عروج ترقي کا بیان

اشرف کا بڑا مہیب دشمن قریب اوسکے ملک کے پیدا ھوچکا تھا
تفصیل اس اجمال کي یہہ ھی کہ شاہ حسین کا بیٹا مرزا طہماسپ
اصفہان سے بھاگ کر قوم کجرکي پناہ میں بیٹھا تھا جو بحر کاسپین کے
کنارہ پربستي تھي اور وہ اون لوگوں میں صرف نام کا بادشاہ تھا اوسکي
قسمت کے بدلنے کي پہلي علامت یہہ تھي کہ نادر قلي جو بڑا سورما
سپاھي گذرا اور بلاد ایران میں جواب اوس کا ابتک پیدا نہیں ھوا جان و
مال سے شریک اوسکا ھوگیا *

نادرقلي نے پہلے پہل قزاقوں کي طرح ادھر اودھرسے فوج اکھٹي
کي تھي مگر آپ اپنے ملک کے چھوڑانیکے ارادے پر نمایاں ھوا چنانچہ
اوس نے اپنے طور و طریق اور کامیابیوں کے نمونوں سے ایرانیوں کي
موئي مذھبي حرارت اور سوتي دلیري دلاوري کو جگایا اور قوم کي
شان و عزت کو شگفتہ کیا یہاں تک کہ تھوڑي تھوڑي اوس بري حالت
سے جس میں وہ ڈوبي پڑي تھي ایسي سپاھیانہ عمدہ حالت کو
پہونچي جو کسي زمانہ میں پہلے نصیب اونکو نہوئي تھي *

پہلے وار اُس نے یہہ مہم سرکي کہ مشہد پر قبضہ کیا اور ابدالیوں
اور محمد خاں سیستان والے سے خراسان کو چھینا جو مشہد سمیت

ہی جو یکایک اپنے ظالموں پر نہایت غالب ہوگئی تھی اور اپنی تعداد و شمار کی قلت و جمعیت کے لحاظ سے جو خوف و ہیبت کے درجہ کے سوا کسی درجہ سے مضبوط قایم نہیں رہ سکنے رحم و ترس سے بہرے گونگے ہوگئے تھے *

یہہ بادشاہ دو برس پورے حکومت نکرنے پایا تھا کہ اُس فکر و اندیشہ کے مارے جس میں وہ مبتلا تھا اور ان مذہبی رسموں اور کفاروں کے ثمروں سے جنکو اپنے اعتقاد کے موافق لازم پکڑا ہوا سمجھہ موجب اُسکی پوری نوبت پہنچی تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دیوانہ ہوکر مرگیا خواہ اپنی موت مرا یا اوروں کے ہاتھوں سے مارا گیا بعد اُس کے اپریل سنہ ۱۷۲۴ کو اُس کا بھتیجا اشرف خاں جانشین اُسکا ہوا *

یہہ نیا بادشاہ بڑا قوی و لایق تھا مگر ایران کی فتح کو پورا کرنے نپایا تھا کہ روس و روم اُس کے درپے ہوئی اور ایران کی سلطنت کے دبانے پر دونوں نے اتفاق کیا اور یہہ عہد آپس میں ہوگیا تھا کہ مغربی صوبے روم کے تصرف میں ہیں گے اور شمالی صوبے دریاے

ہے تعداد پاتے ہیے گو دلیل سے دلیل بہتوں پر مقرر ہوئی یک قلم قتل کئے جاویں چنانچہ اُس قتل کو پہلے بادشاہ کی ذات جس کے پہرہ داروں سے شروع کیا جو تین ہزار آدمی تھے علاوہ اُسکے نادر نامہ کا مصنف جس کے بیان کو سرنا پر بہاں سمجھنا چاہیئے اور اُس کو یہہ غرض نہ تھی کہ محمود کی سنگدلیوں کو حقارت سے بیان کرتا ہی نہ اُس نے سارے ایرانیوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور جس دن کہ پٹھان رزم سے اصفہان کو پھر پہنچے اُسی روز اُس نے ایک سو چودہ آدمی قتل کرائے اور چھوٹے سے اور تھوڑے کپڑے کی تمہ تکی اور وہی مورخ لکھتا ہی کہ تھوڑے دنوں بعد اُس کو بادشاہی نسل کا استیصال چاہا چنانچہ اُنتالیس شاہزادے قتل کرائے مگر ہزاروں کے قتل عام کے جدل سے یہہ بیان اُس کا مطابق نہیں ہوتا اور یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس سارے زمانہ میں شاہ حسین پہلے بادشاہ کو زندہ چھوڑا تھا اور تعاع نکر اس سے کہ محمود ساتھہ اُس کے بڑی سنگدلی سے پیش آوے محمود سے یہہ شکایت اُس نے پیش کی کہ مجھکو چھوٹے سے مکان میں محصور کیا اور پانچ غلام اور پانچ لونڈیاں خدمت کے واسطے مقرر کیے — مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۶۳۳

هوتي هيں † يهه لڑائي جو فريقين کے لحاظ سے برابر کي ٹکر لتهي چهه مهينے سے کچهه کم قايم نرهي اور اسقدر عرصه اسباب کي دليل هی که ايرانيوں کي قوت ضعيف هوگئي تهي اور تکاليف اُنها نے کي طاقت اُن ميں باقي نه تهي اور جب که ايرانيوں کے وه حملے جو شهر سے نکلکر کرتے تهے اور وه کوششيں جو صوبوں کي فوج ازروے زور زبردستي کے رسد کي بار برداريوں کے معامله ميں کرتي تهيں محض بيکار گئيں تو کام ناکام اُنهوں نے اطاعت کا بار اپنے سروں پر رکها چنانچهه بادشاه اپنے بڑے بڑے درباريوں کو همراه اپنے ليکر اور لباس ماتمي پهنکر شهر سے باهر نکلا اور آپ کو محمود کے حواله کيا اور اکتوبر سنه ۱۷۲۲ کو محمود فيروز مند کے سرپر تاج اپنے هاتهوں سے رکها *

پهلے پهل محمود نے ايسي بڑي خدا ترسي سے حکومت کي که اُسکي توقع نه تهي مگر جب که قزوين کے قلعه ميں اُس کے محافظ سپاهيوں کو شهر والوں نے دهوکه سے قتل کيا تو اُسکو اپني جان کے لالے پڑے اور بهت سے ايراني سرداروں کو گردن مارا اور پاداش و تدارک کے دهمکاو سے تمام مسلح باشندگان اصفهان کو شهر کے چهوڑ نے پر مجبور کيا اگرچه غلجيوں کے زور ظلم کو بهت مبالغه سے بيان کيا ‡ مگر ايسے چرواهے قوم کي سنگدلي اور ناخدا ترسي بکمال آسانی متصور هوسکتي

---

† علي حزيں شاعر جو محاصرے کے زمانه ميں اصفهان ميں موجود تها اِن سارے بيانوں کو غلط بتاتا هی اور خود کهتا هی که منجمله محصوروں کے کوئي آدمي بهوک پياس کے مارے نه موا تها بلفور صاحب کا ترجمه سرگذشت حزيں صفحه ۱۲۲

‡ منجمله اُن مختلف حالوں کے جو ابهي بيان هوئے ايک مثال اُس زور ظلم کي دريافت هوسکتي هی چنانچهه هينوے صاحب جو مبالغه کے عادي نهيں اگرچه گاهے گاهے عام پسند افواهوں اور اُن سے زياده بري سندوں کو اپني تاريخ ميں لکهتے هيں يهه بيان کرتے هيں که محمود نے وهاں کے اميروں کا بال بچوں سميت نام و نشاں تک نچهوڑا يهاں تک که ايک ايک کو پکڑ کر شکاري جانوروں کي طرح قربان کيا بعد اُس کے يهه حکم ديا که ملکي جنگي محکموں کے آدمي جو پهلي سلطنت

چنانچہ چوبیس برس بھی آپس میں موجود تھیں.† مگر ایرانیوں کی ہمتیں بودی اور صلاح و مشورے آنکے منقسم اور مختلف تھے اور یہی باعث ہوا کہ افغانوں کو پوری فتح نصیب ہوئی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر خاص اصفہاں پر یورش کی یہہ شہر اُس زمانہ میں بڑی شان و شوکت اور نہایت کثرت کو پہونچا تھا ‡ مگر وہ کثرت اِس موقع پر ایرانیوں کو بہت مضر پڑی اِس لیئے کہ جب پٹھانوں نے دیکھا کہ شہر پناہ کی حفظ و حراست ہمارے حملوں کی مانع مزاحم ہی تو اُنہوں نے رسدوں کو روکا اور حقیقت یہہ ہی کہ ایسے بڑے شہر کا پورا محاصرہ بیس ہزار آدمیوں سے جو مرکر باقی رہے تھے متصور نہ تھا مگر محمود نے فوج کے نقصان و قلت کو ہوشیاری چالاکی سے ایسا خوب پورا کیا کہ شہر کے رہنے والے تھوڑے ہی دنوں میں کال کی آتش اُٹھانے لگے یعنی بھوکوں مرنے لگے چنانچہ بہت سے مورخوں نے محصوروںکے رنج و مصائب کی مقدار ایسی بڑی بیان کی جو ایسے مقاموں کے مصائب سے چوگنی سمجھنی چاہیئے اور ویسی مصیبتیں بہت کم واقع

† ایرانی سپاہی صورتوں کے تیار و تازہ اور تمام سامان اُن کے کوچ مقام کے خیموں سے لیکر راست درست اور اُنکی پوشاکیں عمدہ عمدہ تھیں اور گھوڑے اُن کے تیار اور مرصع زیوروں تک سامان اُنکے بہت ٹھیک ٹھاک اور چمکتے دمکتے تھے بخلاف اُنکے بیچارہ پٹھانوں کے پاس ایک ڈیرہ بھی نتھا اور گھوڑے اُنکے سفر کے مارے دبلے پتلے، اور سوار اُنکے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور سورج کی چمک کے علاوہ کوئی چمک دمک اُن میں موجود نہ تھی اور بڑے زور شور سے یہہ بات اُنکے لشکر میں کہہ سکتے ہیں کہ نیزوں تلواروں کے سوا کوئی چمکیلی چیز اُنکے لشکر میں پائی نجاتی تھی — مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۲۳ ٦

‡ ہینوے صاحب نے باتباع چارڈین صاحب کے جلد دو صفحہ ۱۶۳ میں بیان کیا کہ اصفہان میں چھہ لاکھہ آدمی بستے تھے مگر جب سیاحوں نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے مقابلہ کیا تو اُن کے قول کے بموجب اسقدر اُس کی آبادی یقین کے قابل نہیں ہاں دو لاکھہ آدمیوں کی آبادی تسلیم کے قابل ہی

برپا هوئي اور ایرانیوں نے آن کے خلاف و نفاق سے فائدہ آٹھایا یہانتک
کہ سنہ ۱۷۲۰ تک دونو فریقوں سے مقابلہ کرتے رهے مگر غلجیوں کے
سردار نے یہہ بڑا ارادہ کیا کہ خود ایران میں جاکر لڑیں اور اُس حکومت
کي بیخ و بنیاد کو صدمہ پہونچاویں جو هم لوگوں پر زور ظلم
کرتي تهي *

ایران کي فتح کا بیان

جبکہ کہ سنہ ۱۷۱۵ میں میرویس مرگیا تو بهائي اسکا جانشین اوسکا
هوا مگر آس کي جانشیني پر بہت تهوڑا عرصہ گذرا تها کہ میرویس کے
بیٹے محمود نے زور زبردستي سے باپ کي گدي چهیني اور ایران کے
حملہ کي تدبیر اُس نے چهٹي مگر ظہور تدبیر سے پیشتر ایرانیوں کو
ابدالیوں کے هاتهوں سے بڑي بهاري شکست نصیب هوئي تهي اور اب
ابدالي مشهد کو زور دباؤ اپنا دکها رهے تهے اور اوزبکوں کے بحراکسیس
سے پار اوترنے اور یورش کرنے سے بڑي امداد اُنکو حاصل هوئي تهي *

اس عرصہ میں لزجي لوگ بهي کوہ قاف سے نکلے اور ایران کے
شمالي مغربي حصہ پر دهاوا کیا اور حقیقت یہہ تهي کہ ایرانکي سلطنت
خاص اپنے بڑے چال چلنوں سے غیر ملکي حملوں کي نسبت بہت
زیادہ کمزور و ناتوان هوگئي تهي *

حاصل یہہ کہ پچیس هزار آدمیوں سمیت محمود قندهار سے روانہ
هوا چنانچہ کرمانکو لپیٹ سپیٹ کر یزد کیجانب بڑها اور وهاں سے سیدها
اصفہان کو چلا † *

دارالسلطنت کے متصل خاص کلنا باد میں ایرانیوں نے بڑي بهاري
فوج سے مقابلہ اُس کا کیا جو بڑے ٹهاٹ سامان سے آراستہ پیراستہ تهي

† جبکہ ابدالیوں کے مقابلہ میں چند زور کے لیئے محمود ایرانیوں سے متفق
وها تو اُس زمانہ میں کرمان پر قابض تها — جونز صاحب کي تاریخ نادر شاہ کے
دیباچہ کا چهٹا فقرہ

یعنی اون سے دبی لچبی ہونگی مگر مغربی قوموں میں سے خلجیوں کی
بہت بڑی قوم تھی جو قندھار کے گرد نواح میں بستی تھی اور دوسری
قوم ابدالیوں کی تھی جنکو درانی بولتے ہیں اور غور کے پہاڑ اصلی ٹھکانا
اونکا تھا اور جس زمانہ کا حال اب بیان ہوتا ہی وہ اُس زمانہ میں
ہرات کے پاس پروس میں آباد تھی یہہ دونو قومیں آپسمیں مخالف تھیں
اور اکثر اوقات اون میں لڑائی بھڑائی رہتی تھی صفوی خاندان کے پچھلے
بادشاہ شاہ حسین کے زمانہ میں خلجیوں نے ایرانیوں کو ایسا ناراض کیا
تھا کہ اُسکے باعث سے ایرانیوں نے بڑے غصہ و غضب سے اونپر بڑی یورش
کی تھی چنانچہ گرگیں خاں جارجیا کا بادشاہزادہ جو عیسائی مذہب
کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تھا بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ زیادہ فوج اپنے
ہمراہ لیکر قندھار کو روانہ ہوا تھا ‡ اور یہہ فوج اسقدر تھی کہ مخالف تاب
اوسکی نہ لاسکے مگر ایرانیوں کا بار اطاعت ایسا بھاری پڑا کہ تھوڑے عرصہ
کے گذرے پر خلجیوں نے ایسی جوکھوں اوٹھانے کا ارادہ کیا جو اِس بھاری
بوجھہ کے اوٹھانے میں ضروری تھی چنانچہ میرویس اس مہم میں
سردار اونکا ہوا جو خاندانی سردار اور نہایت لایق فایق اور ایران کی
سلطنت کے ضعف و ناتوانی سے بخوبی واقف و آگاہ تھا اس سردار
نامدار نے دلاوری اور ہوشیاری سے ایسا کام کیا کہ قندھار پر چھاپہ مارکر
قبض و تصرف کیا اور ایرانیوں کو گرد نواح سے نکالا اور ممالک متوجہ
کو اپنی قوم کے اصلی ملکوں سے ملا جلاکر بجاے خود مستقل سلطنت
قایم کی یہہ کام نمایاں سنہ ١٧٠٨ میں واقع ہوا بعد اوس کے ایرانیوں نے
قندھار پر مکرر حملے کیئے اور ایک حملہ میں ابدالیوں نے امداد اونکی
کی مگر بعد اوسکے سنہ ١٧٢٦ میں ابدالیوں نے خلجیوں سے ملاپ کرکے
ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ہرات کو دبایا اور خراسان کے بڑے حصہ واقعہ
قلمرو ایران کو پیمال کیا مگر تھوڑے دنوں بعد آنکی باہمی عداوت

---

‡ مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ٦٠١

سے قایم هوتي هی جس کو پہلے وقتوں میں کوہ قاف کہتے تھے اور دریاے اکسیس اور سمندر کاسپین کے نیچے سطح سے وہ سلسلہ اونچا نظر آتا † هی اس بلند خطہ کا وہ حصہ جو مغرب هرات میں واقع هی ایرانیوں کي حکومت سے متعلق هی اور اسي شہر کا مشرقي حصہ افغانوں کے قبض و تصرف میں داخل هی *

اِس خطہ میں بڑے بڑے زرخیز میدان اور منجملہ اُن کے بہت بڑے بڑے میدانوں میں غزني اور کابل اور قندهار اور هرات سے شہر بستے هیں ‡ اور اِس خطہ کے بڑے حصے میں ایسے گہرے غار واقع هیں جو بوجوت کے قابل نہیں اور چروائی لوگ اُن میں بستے هیں جو خیموں میں بسر کرتے هیں اِن قوموں میں آسیطیرح کي طرز حکومت اور خوے و خصلت قایم هی جیسیکہ کہ شمال مشرق کے افغانوں میں پائي جاتي هی مگر فرق اتنا هی کہ یہہ ویسے مفسد اور هنگامہ طلب نہیں اگرچہ چروائی والی خطوں میں اکثر نرے پٹھان هي بستے هیں مگر میدانوں کي آبادي کا بڑا حصہ شہروں کي آبادي سمیت قوم تاجک سے آبادهی جو فارسي بولي بولتے هیں اور وہ وهي لوگ هیں جو ماوراءالنہر اور ایران کے میدانوں میں رهتے سہتے هیں *

هندوستاني اور ایراني بادشاهوں نے اگرچہ اُن میدانوں کو فتح کیا مگر پٹھانوں کي قومیں خود مختار باقي رهیں اگرچہ وہ قومیں جو ان دو بڑي سلطنتوں کے ملکوں کے پاس پروس میں آباد تھیں بلاشک اون کے زور و قوت سے کچھہ نکچھہ اثر پذیر هوئی § هونگی

† جواب مضمون بیلي فریزر صاحب مندرجہ حالات شاهي جغرافیہ کي سوسئیٹي

‡ هرات اُس تیکرے کے پار واقع هی جہاں جنوب کے بہنے والی پاني اُن پانیوں سے الگ هوتے هیں جو دریاے اکسیس کے شمال پر بہتے هیں مگر هرات اُس بلندي پر واقع هی جس پر کل خطہ واقع هوا اور اسي لیئے اُس کو اِس خطے کا ایک ٹکرا سمجھنا چاهیئے

§ سترهویں صدي کے آغاز کے قریب ابدالیوں نے ایرانیوں سے اداے خراج کا اقرار اِس شرط پر کیا تھا کہ اُزبکوں کي مار دهاڑ سے محفوظ رکھے جاویں

کے استحکام موعود سے پہلے اِس معاملہ کي ترقي ایک ایسي آفت کے وقوع سے جس کے مارے تمام انسان اور ساري باتوں سے ایک مدت تک مدهوش و غافل رهتے تهے آگے نه بڑهي اور جوں کي توں ویسي هي باقي رهي *

نادرشاہ کے دهاویکا بیان

هندوستان کي بادشاهت اُن بري حالتوں کو دوبارہ پہونچي تهي جنکے وقوع سے تیمور اور بابر نے هندوستان کا ارادہ کیا تها علاوہ اِسکے کشور ایران میں بهي ایسي مسلسل واقعے پیش آئے جنکے باعث سے ظہور اس حملہ کا اُس ولایت سے ضروري لابدي تها *

بیان اُن واقعوں کا جو اِس حملہ سے ایران میں پہلے واقع هوئے

جب که صفوي خاندانکي سلطنت پردو سو برس کا عرصہ گذرگیا جو ایشیا کي بادشاهي نسلوں کي بقا و قیام کا معمولي زمانہ هي تو وہ خاندان ایسے ضعف و زوال کو پہونچا که اُس کے باعث سے قندهار کے درانی پٹهانوں نے خاندان مذکورکو تخت سے خارج کیا *

پٹهانوں کي قوم کے اُس گروہ کا حال جو شمال مشرق میں رهتے سہتے هیں پہلے بیان هوچکا مگر غربي قومیں جو ایران کے انقلاب و تبدل میں شریک و شامل هوئیں اُن قوموں سے بہت سي باتوں میں مخالف هیں *

غربي والوں کا ملک وہ بلند † خطہ هی جسکي تائید و تقویت کوہ سلیمان کے سلسلہ سے مشرق کي جانب پر هوئي اور یهي پہاڑ اُس خطے اور اُن میدانوں کے درمیانهیں جو اٹک پر واقع هوئے حد فاصل پڑتا هی اور شمال کي جانب میں اِس قسم کي پشت و پہاڑ اُس سلسلہ

---

† سمندر کي سطح سے کابل کا شہر چهہ هزار فٹ کي بلندي پر واقع هی — برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱

مقام و موقع بھوپال کے قلعہ کے متصل تجویز کیا مگر مقام کی عمدگی سے باجے راو سے قوی دشمن کے مقابلہ میں کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئے کہ مرھٹوں نے اُسکے گرد نواح کے ملکوں کو ویران اور اُسکی رسدوں کو چاروں طرف سے مسدود کیا اور اُسکی فوج کے ھر ایسے ٹکڑے پر پھیل پڑے جس نے اپنی صفوں سے باھر نکلنے کا ارادہ کیا تھا اور اُسکی ذاتی فوج اور کمکی فوج کے درمیانی آمد و شد کی راہ کو برابر بند کیا یہہ واقعہ جنوری سنہ ۱۷۳۸ میں واقع ہوا *

امور مذکورہ بالا کے نتیجوں سے آصف جاہ کا یہہ حال ہوا کہ ایک مہینے یا چھہ ھفتوں کے آخر پر شمال کی جانب کو لوٹا اور غالب ھے کہ نیار چارے کی کمی کوتا ھی سے بہت سے مویشی اُسکی ضایع ھوگئی تھے اگرچہ بہت سا اسباب اپنا بھوپال میں چھوڑ آیا تھا مگر باوصف اسکے بھی بھاری توپونکا سلسلہ ساتھہ اُسکے موجود تھا چنانچہ اسی باعث سے کوچ و مقام اُس کے آھستہ آھستہ ہوتے تھے اور مرھٹوں کی دوڑ دھوپ اُس کے حق میں زیادہ خرابی کا باعث ہوئی تھی اگرچہ توپخانہ کی وجہہ سے عام حملہ نکرسکے مگر آتشیں حقوں کی مار مار سے بہت برا حال اُنکا کیا اور سوار اُن کے پیچھے لگے لپٹے چلے آئے یہاں تک کہ تین تین چار چار میل کے دوچار کوچ مقاموں کے بعد آصف خاں اپنی قسمت کی اطاعت یعنی باجے راؤ کی شرایط اطاعت پر مجبور ھوا چنانچہ عہدنامہ کے ذریعہ سے اُس سارے ملک کے حوالہ کرنیکا اقرار کیا جو نربدہ سے چنبل تک واقع اور اُس میں مالوہ بھی شامل ھی اور نہایت قول و قسم سے یہہ زبان اُنکو دی کہ اس عہد نامہ کو بادشاھی مہر و دستخط سے مزین کرادونگا اور علاوہ اِس کے پچاس لاکھہ روپیہ نقد بادشاھی خزانہ سے دلاؤں گا یہہ واقع فروری سنہ ۱۷۳۸ مطابق رمضان سنہ ۱۱۵۰ ھجری میں پیش آیا *

بعد اُس کے آصف جاہ کی روک ٹوک نہوئی چنانچہ وہ دلی کو راھی ھوا اور باجے راؤ نے ممالک مذکورہ پر قبضہ کیا مگر عہدنامہ

کے دلي کي حالت بگڑتي جانے سے یہہ ارادہ کیا کہ بہت جلد دکن کو واپس چلا جاوے جہاں اور کاموں کے باعث سے اُس کے موجود ہونے کي بڑي ضرورت تھی اگرچہ باجي راو دکن کو لوٹ گیا مگر آصفجاہ اپنے کوچ و رحلت پر نادم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کے لیئے عنایت ہوئی کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت سے ممکن ہوویں وہ تمام اکٹھے کرے اور اُس کے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو مالوہ گجرات کی حکومت عنایت ہوئي یہہ امور مذکورہ بالا سنہ ۱۷۳۷ ع مطابق سنہ ۱۱۵۰ هجري میں واقع ہوئی مگر بادشاهت کي قوت ایسي بودی هوگئي تهي که آصف جاه اُسکے ذریعوں سے اپني ذاتي فوج کو چونتیس هزار آدمیوں تک بڑھاسکا *

آصف جاه کي توپوں کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خان حاکم اودہ کے برادرزادہ صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُس کی تائید کے لئیے موجود و آمادہ تھي غرض کہ آصفجاہ اُس تمام فوج کو لیکر سرونج کي جانب کو بڑھا اور باجی راو ایسي فوج سمیت بوندہ پار آترا جو بقول اُس کے اسی ہزار تخمیناً تھی اور غلب یہہ هی که آصفجاه کي همراهي فوج سے زیادہ تھي † اس کمی بیشي کے لحاظ سے بادشاهي جرنیل کو لڑائی سے دور رهنا اِس لئیے مناسب نہ تھا کہ قائم لڑائیوں میں مرہٹے ایسے مرد نہ تھے کہ دھاک اُن کی مانی جاوے اور سارے دشمنوں کي نسبت خصوص اُن کے مقابلہ میں یہہ بات حاصل کرنی ایسی بہت بڑی بات نہ تھی کہ لشکرکشي کے آغاز میں برائي اپني اوپر جتائي جاوے مگر آصف جاہ نے غالباً اپنے توپ خانہ کے بھروسے اور نیز اُس حزم و احتیاط کے سہارے جو اُسکی اصل و طبیعت اور پرانہ تجربہ کاري کا مقتضی تھا بچاوے کا عمدہ

† اکثر مرہٹوں کا یہہ دستور ہے نہ لاکھہ فوج بتاتی ہیں اور دس ہزار یا پندرہ ہزار اُس سے مراد اُن کی ہوتي هے اور اِس مقدار سے زیادہ بہت کم مراد اُس سے رکھتی ہیں اور ہماري اصطلاح میں لاکھہ سوار اس سے مراد ہوتے ہیں

اور مارپیٹ سے جسکو لوگوں نے بڑي فتح بیان کیا جگهه جگهه یهه هوائیاں اوڑائیں که سارے مرهتے دکن کو بهاگ گئی مگر باجی راؤ ایسي افواهوں کے اوڑنے سے اسبات پر نہایت آمادہ هوا که بدنامي کا دهبا متاوے اور بادشاہ کو یهه دریافت هووے جیسے که اُس نے اپني زبان سے کہا تها که میں اب بهي خاص هندوستان میں موجود هوں چنانچه قمرالدین خاں وزیر کے تحت حکومت ایک فوج اُس کے مقابله پر بهیجي گئي اور جس زمانه میں که یهه فوج متهرا کے متصل بیٹهس و حرکت پڑي تهي باجی راو ایک لخت جمنا سے الگ هوا اور بادشاهي فوج کے دائیں بازو سے چوده میل کے فاصله پر بچکر گذرا اور بڑے بڑے کوچ کرکے دلي کے دروازوں کے سامنی موجود هوگیا یهه واقعه سنه ۱۷۳۷ ع مطابق سنه ۱۱۴۹ هجري میں پیش آیا *

باجی راو کے موجود هونے سے جو هیبت دلوں پر پیدا هوئي تهي وہ بآساني متصور هوسکتي هی مگر جوکه مقصود اُس کا یهه تها که بادشاہ کو ڈراوے اور یهه مقصود اُس کا نتها که وہ نہایت برهم کرے اِس لیئی زیادہ چهیڑ چهاڑ سے باز رها اور اگرچه حوالي شهر کے مکانوں کے بچانے میں بہت سي کوشش کي مگر اپنے همراهیوں کي دست اندازي کو پورا پورا نروک سکا اور اُس بات کو بهانه ٹهراکر شهر سے تهوڑے فاصله پر چلا گیا اور جب که وہ شهر سے دور چلا گیا تو دلي والونکو حمله کرنے کي جسارت حاصل هوئي چنانچه بہت سا نقصان اُٹها کو شهر میں واپس آئی مگر جو که اب قمرالدین خاں سعادت خاں سے مل چکا تها اور دارالسلطنت کي اِمداد و اعانت کے لیئی چلا آتا تها تو اِسلیئی باجی راو نے پیچهے لوٹنا مناسب سمجها جو ایک ایسي بات تهي که مرهٹوں کے قوانین جنگ کے بموجب بیعزتي نه گني جاتي تهي اور عزم اُس کا یهه تها که جمنا کے نیچی سے پار اُترے اور جمنا گنگا کے درمیاني ملکوں کو لوٹتي کهسوٹتي مگر برسات کے قریب آنے اور آصف جاه

نقصان مذکور سے تھوڑے نقصان کو گوارا کرکے مرہٹوں کو ٹھنڈا کرنا چاہا اور مرہٹوں نے بقول اوس کے کہ یکے را سگیر و دیگرے را دعویٰ کن تھوڑے مقصد سے ہاتھہ اوٹھائی بدون بادشاہ کی عنایت کو قبول کیا منجملہ اون کے یہہ حق بھی عنایت ہوا تھا کہ وہ راجپوتوں سے خراج وصول کریں اور آصف جاہ کی قلمرو سے جو حق اون کو ملتا ہی اوسکو مرضی کے موافق بڑھاویں اور یہہ حق اِس لیئی دیاگیا تھا کہ آصف جاہ اور راجپوتوں سے مرہٹی لڑتے رہیں اور وہ بھی نچنت ہوکر نبیٹھیں مگر یہہ مقصود اون سے کچھہ کچھہ حاصل ہوا یعنی اون میں اور مرہٹوں میں نوک جھوک چلی گئی اِس لیئی کہ آصف جاہ اب یہہ سمجھنے لگا کہ میںنی اپنی تدبیروں کو نہایت پہونچایا اور جیساکہ بادشاہ کی عداوت سے اندیشہ تھا ویسا ہی اوسکی ناتوانی سے خوف درپیش ہے یعنی جب بادشاہ نہوگا تو بلاشبہہ میری خبر لینگے اسی عرصہ میں دلی کے دربار نے آصف جاہ سے رفاقت کی التجا پیش کی اسلیئی کہ وہ دربار اب اوس کو اپنی مفسد رعیت نہیں سمجھتا تھا بلکہ ایسا رفیق اوس کو جانتا تھا کہ جسکے ذریعہ سے وہ بلا اون کے سر سے ٹلنی ممکن تھی جو اون کے سروں پر کھیل رہی تھی *

غرض کہ آصف جاہ نے بادشاہ کی اِمداد و اعانت کا ارادہ مستقل کیا اور جب کہ وہ ان سوچ بچاروں میں مبتلا تھا تو باجی راؤ دارالسلطنت کی جانب کو بڑھا آتا تھا اور جب کہ وہ آگرہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر پہونچا تو ہلکی فوج اوس کی جو ہولکر کے تحت حکومت تھی جمنا پار کے ملکوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھی مگر اودہ کے حاکم سعادت خاں نے ایسی شجاعت سے جو اوس کے ہمعصروں میں موجود نتھی اپنے صوبہ سے باہر نکلکر کہ پاس پروس کے ملکوںکو مرہٹوں کی ماردھاڑ سے بچاوے مرہٹوں پر حملہ کرکے اور اون کی فوج کو مار کر قلب کی جانب بڑھنے کو ہٹانا چاہاتھک کہ اس لگ ذاتت

اُس کا یہہ ہوا کہ اگلے برس میں وہ صوبہ پیشوا کے حوالہ کیا اور ظاہر یہہ ہے کہ بادشاہ کے اشارہ سے یہہ کام اُس نے کیا ہوگا جسکے حکم و اجازت سے وہ صوبہ پر قابض و متصرف تہا یہہ واقع سنہ ۱۷۳۴ع میں واقع ہوا *

اگرچہ بادشاہی دربار نے کچھہ دے دلا کر یہہ تصور کیا کہ باجی راؤ ہمیشہ کے لیئی چپ چاپ بیٹہا رہیگا اور چھیڑ چہاڑ اپنی جانب سے نکریگا مگر یہہ خیال اون کا اِس لیئی باطل تہا کہ وہ لوگ اُس کے اور اُس کی قوم کے حالات سے بہت تہوڑے واقف تہے چنانچہ تہوڑے دنوں تک باجی راؤ دکن کی اندرونی حالتوں پر متوجہہ رہا مگر بادشاہ کو اِسبات پر دبائے گیا کہ مالوہ اور گجرات کی چوتھہ اور سردیس مکھی مہری فرمان کے ذریعہ سے حسب ضابطہ عنایت ہووے اور جن سرداروں کو پیچھے چھوڑ آیا تہا اُن کو یہہ ہدایت کی کہ آگرہ تک دھاوے کریں آخرکار مغلوں نے بڑے بڑے تہاٹ اون کے مقابلہ کے لیئی درست کیئی اور بڑی بڑی بہاری فوجیں جنکے سردار افسردہ پژمردہ تہے اون کے مقابلہ پر لیگئے اور اس کے سواے کوئی فائدہ حاصل نکیا کہ حریف کی فوجوں کی سعی ومحنت کے مقابلہ میں بادشاہی فوجوں کو ذلت حاصل ہوئی *

تہوڑی مدت کے گذرنے پر باجی راؤ نے عہد نامہ کی بابت خط کتابت شروع کی اور خط کتابت کے طول پکڑنے سے جس قدر بادشاہی دربار کی کمزوری واضح ہوتی گئی اوسیقدر باجی راؤ اپنے مطالبوں کو بڑہاتا چڑہاتا گیا یہانتک کہ ایسی بڑی جاگیر کے تقرر پر اصرار کیا جسمیں مالوہ اور جنوب چنبل کے ملک داخل تہے اور اوسی جاگیر میں متہرا اور الہآباد اور بنارس سے مقدس شہروں کو شامل کیا اگرچہ بادشاہ کے ارادے علانیہ مقابلہ کی بابت تو بیکار ثابت ہوئی مگر وہ ایسا ذلیل بہی نہ تہا کہ ایسی باتوں کو قبول کرتا بلکہ اوس نے

بندیل کھنڈ کے ایک راجہ سے لڑجھگڑ رہا تھا جسکی ریاست مالوہ الہ‌آباد کے درمیان میں واقع تھی اور وہ راجہ یہاں تک تنگ آگیا تھا کہ مرہٹوں کی اعانت کا خواہاں ہوا تھا باجی راؤ نے درخواست اُس کی منظور کی اور محمد خاں پر ٹوٹ پڑا غرض کہ تھوڑے دنوں بعد محمد خاں ایک قلعہ کی پناہ میں بیٹھا اور کمزوری کے باعث سے دلی کا دربار اُسکو مدد دیسکا اگر محمد خاں کے بھائی بند اُس کے چھڑانے میں جد و جہد نہ اُٹھاتے تو وہ موقع دیکھکر کام ناکام اُن کی اطاعت کرتا مگر اُس کی بی‌بی نے روہیلکھنڈ کے باشندوں اپنے ہموطنوں کے پاس اپنا برقع روانہ کیا جو پٹھانوں میں ننگ و ناموس کی حفظ و حراست کے وقت ایک بڑے استعانہ کی علامت گنی جاتی تھی اور اُس کے بیٹی نے اُن پٹھانوں کی سرداری اختیار کی جو اُس استعانہ پر فراہم ہوئے تھے غرض کہ اُن فریقوں کی بدولت محمد خاں کا ستارا ہوا اور بڑی حفاظت سے الہ‌آباد کو پہونچایا گیا مگر اُس کے نتیجے سے صوبہ کو کچھہ فائدہ حاصل نہ ہوا چنانچہ بندیل کھنڈ کے راجہ نے جھانسی کے ضلع کو جو جمنا کے کنارہ پر واقع ہے مرہٹوں کے حوالہ کیا اور جب وہ مرنے لگا تو مرہٹوں کے لیئے اپنے حق بندیل کھنڈ میں چھوڑ گیا جسکی بدولت وہ سارے صوبہ پر قابض ہوگئے *

محمد خاں کی ناکامی سے مالوہ اُس کے قبضہ سے نکل گیا اور جیپور والے جیسنگھہ کو وہ صوبہ عنایت ہوا یہہ راجہ علم و ہنر کے شوق ذوق کی بدولت اپنی قوم کے لوگوں میں سے نہایت مشہور و معروف ہوا مگر استقلال اور قطع تردد میں ویسا معزز و ممتاز نہ تھا اگرچہ مرہٹوں کے ساتھہ اُس کو موروثی تعلق تھا مگر وہ ایسا قوی نہ تھا کہ اُس کے باعث سے مالوہ کی حکومت کو دغا و فریب سے اُن کے حوالہ کرتا چنانچہ جب اُسنے مقابلہ میں کچھہ فائدا نہ دیکھا اور کامیابی سے مایوس ہوا تو اُس تعلق کی وجہہ سے نہ کمال آسانی آشتی واقع ہوئی اور نتیجہ

کي روک تهام اور اُن کے مقابلہ کي تکميل ايسي سہل و آسان نہ تهي چنانچہ بيلا جي جے کنوار اگرچہ بڑودہ سے خارج کياگيا تها مگر اب بهي ايسا کچهہ باقي رہا تها کہ ابهےسنگهہ نے جو قانون قاعدہ کا پابند نتها اُس کے قتل کے سوا کوئي ذريعہ نہ پايا چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ ع ميں بيلاجي جےکنوار کو دغا سے قتل کرايا مرہٹوں کا غيظ و غضب بيلا جي کے قتل سے بہت زيادہ هوا اور زور اُن کا کم نہ هوا يہاں تک کہ بيلا جي کا بيٹا بهائي ايسي کر و فر سے نماياں هوئی کہ ويسی کہيں نہ هوئی تهی غرضکہ گجرات کو خاک سياہ کرکے آس پاس کي پہاڑي قوموں يعني بهيلوں اور کوليوں کو سرکش بنايا اور سارے صوبہ ميں بغاوت کا هنگامہ برپا کيا ابهےسنگهہ اودهر مصروف و آمادہ تها کہ جے کنوار والوں نے ملک جودہ پور اُس کي موروثي رياست پر دهاوا کيا اور اور جودہ پور خاص کے قرب و جوار تک گهستی پيٹهتی چلے گئی ابهےسنگهہ اِس حملہ کے دباؤ اور مرہٹوں کے کهٹکی سے جو مالوہ ميں پڑے تهی اپني رياست کے جانے پر مجبور هوا اور جس نائب کو گجرات ميں چهوڑ گيا تها وہ مرہٹوں کا مقابلہ بہت تهوڑا کوسکا *

مالوہ کے صوبہ ميں بهی مرہٹوں کے کام کاج ادهورے نہ تهی چنانچہ راجہ گردهر سنگہ اُس صوبہ کا حاکم جو بادشاہ کے حکم اور اجازت سے مقرر هوا تها اُس لڑائي ميں مارا گيا جو سنہ ۱۷۲۹ ع ميں باجے راؤ کے سرداروں سے واقع هوئي تهي بعد اُس کے ديارام اُس کا جانشين اور سگا بهتيجا اب تک مرہٹوں کے مقابلہ ميں بڑي بڑي بہادرياں دکها رہا تها يہاں تک کہ سنہ ۱۷۳۲ ع ميں باجی راؤ کے بهائي چمنا جي سے شکست فاحش کهاکر لڑائي ميں مارا گيا *

سنہ ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوہ ميں جب داخل هوا کہ اُس صوبہ کي حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف ميں تهي جو الہ‌آباد کا حاکم تها مگر محمد خاں اُس زمانہ ميں

منتقل کریں جسکے قبض و تصرف میں یہہ منصب بیکار نہوگا غرض کہ دونوں فریق اپنی اپنی راہ کو ہو لیئے اور باجے راو کی واپسی پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ آصف جاہ اور باجے راو دونوں صاحبوں نے باہم خفیہ قول و قرار کیا کہ باجے راو کی حکومت کا آصف جاہ مدد و معاون رہے اور باجے راو مالوہ پر چڑھائی کرے اور اپنی فتوحات کو بادشاہ کے باقی ملکوں پر پہونچاوے *

اس زمانہ میں باجے راو کو یہہ لوٹ لگ رہی تھی کہ نربدہ سے آگے کے ملکوں میں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشی اور اوسکی گجرات سے چلی جانے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ دلی کے دربار نے چوتھہ کے استحکام کو منظور نکیا اور سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے منتقل کرکے جودہ پور کے راجہ ابہی سنگھہ کو وہ حکومت عنایت فرمائی تھی *

اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ میں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں میں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل ہی اور خصوص ابہی سنگھہ سے آوارہ خو راجہ سے جسنے اپنے باپ اجیت سنگھہ کو قتل کرکے † راجائی پر قبضہ کیا تھا وفاداری جاں نثاری کی بہت سی توقع کرنا خلاف تھا مگر بات اوسمیں یہہ تھی کہ ابہی سنگھہ کو ایسے قوی ذریعے حاصل تھے کہ مغلوں کی حکومت کو حاصل نتھی اور وہ اپنے ذریعوں کی بدولت ھی اسبات کے قابل سمجھا گیا تھا کہ سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے خارج کرے اور نیز اوس صوبہ کو مرہٹوں کی لوٹ مار سے بچاوے *

منجملہ مقاصد مذکورہ بالا کے پہلا مقصود یعنی سربلند خاں کا اخراج ایک سال کی فوج کشی سے سنہ ۱۷۳۰ع میں حاصل ہوا جو ابہی سنگھہ کی جانب سے ظہور میں آئی تھی مگر دوسرا مطلب یعنی مرہٹوں

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۹۱

کي روک تهام اور اُن کے مقابله کي تکمیل ایسي سهل و آسان نه تهي
چنانچه بیلا جي جے کنوار اگرچه بڑوده سے خارج کیاگیا تها مگر اب بهي
ایسا کچهه باقي رها تها که ابهےسنگهه نے جو قانون قاعده کا پابند نتها
اُس کے قتل کے سوا کوئي ذریعه نه پایا چنانچه سنه ۱۷۳۲ ع میں
بیلاجي جےکنوار کو دغا سے قتل کرایا مرهٹوں کا غیظ و غضب بیلا جي کے
قتل سے بهت زیاده هوا اور زور اُن کا کم نه هوا یهاں تک که بیلا جي کا
بیٹا بهائي ایسي کر و فر سے نمایاں هوئی که ویسی کهیں نه هوئی تهی
غرضکه گجرات کو خاک سیاه کرکے اُس پاس کي پهاڑي قوموں یعني
بهیلوں اور کولیوں کو سرکش بنایا اور سارے صوبه میں بغاوت کا هنگامه
برپا کیا ابهےسنگهه اودهر مصروف و آماده تها که جے کنوار والوں نے
ملک جوده پور اُس کي موروثي ریاست پر دهاوا کیا اور اور جوده پور
خاص کے قرب و جوار تک گهستی پیٹهتی چلے گئی ابهےسنگهه اِس
حمله کے دباؤ اور مرهٹوں کے کهٹکے سے جو مالوه میں پڑے تهی اپني
ریاست کے جانے پر مجبور هوا اور جس نائب کو گجرات میں چهوڑ گیا
تها وه مرهٹوں کا مقابله بهت تهوڑا کوسکا *

مالوه کے صوبه میں بهی مرهٹوں کے کام کاج ادهورے نه تهی چنانچه
راجه گردهر سنگه اُس صوبه کا حاکم جو بادشاه کے حکم اور اجازت سے
مقرر هوا تها اُس لڑائي میں مارا گیا جو سنه ۱۷۲۹ ع میں باجے راؤ
کے سرداروں سے واقع هوئي تهي بعد اُس کے دیارام اُس کا جانشین اور
سگا بهتیجا اب تک مرهٹوں کے مقابله میں بڑي بڑي بهادریاں
دکها رها تها یهاں تک که سنه ۱۷۳۲ ع میں باجی راؤ کے بهائي چمنا جي
سے شکست فاحش کهاکرلڑائي میں مارا گیا *

سنه ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوه میں جب داخل
هوا که اُس صوبه کي حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف
میں تهي جو الهآباد کا حاکم تها مگر محمد خاں اُس زمانه میں

منتقل کریں جسکے قبض و تصرف میں یہہ منصب بیکار نہوگا غرض کہ دونوں فریق اپنی اپنی راہ کو ہو لئے اور باجے راو کی واپسی پر تہوڑی مدت گذری تھی کہ آصف جاہ اور باجے راو دونوں شاصوں نے باہم خفیہ قول و قرار کیا کہ باجے راو کی حکومت کا آصف جاہ مدد و معاون رہے اور باجے راو مالوہ پر چڑہائی کرے اور اپنی فتوحات کو بادشاہ کے باقی ملکوں پر پہونچاوے *

اس زمانہ میں باجے راو کو یہہ لوٹ لگ رہی تھی کہ نربدہ سے آگے کے ملکوں میں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشی اور اوسکی گجرات سے چلی جانے پر تہوڑا عرصہ گذرا تھا کہ دلی کے دربار نے چوتھہ کے استحکام کو منظور نکیا اور سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے منتقل کرکے جودہ پور کے راجہ ابہی سنگہہ کو وہ حکومت عنایت فرمائی تھی *

اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ میں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں میں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل ہی اور خصوص ابہی سنگہہ سے آوارہ خو راجہ سے جسنے اپنے باپ اجیت سنگہہ کو قتل کرکے † راجائی پر قبضہ کیا تہا وفاداری جاں نثاری کی بہت سی توقع کرنا خلاف تہا مگر بات اوسمیں یہہ تھی کہ ابہی سنگہہ کو ایسے قوی ذریعے حاصل تہے کہ مغلوں کی حکومت کو حاصل نتھی اور وہ اپنے ذریعوں کی بدولت ہی اسبات کے قابل سمجہا گیا تھا کہ سربلند خاں کو گجرات کی حکومت سے خارج کرے اور نیز اوس صوبہ کو مرہٹوں کی لوٹ مار سے بچاوے *

منجملہ مقاصد مذکورہ بالا کے پہلا مقصود یعنی سربلند خاں کا اخراج ایک سال کی فوج کشی سے سنہ ۱۷۳۰ع میں حاصل ہوا جو ابہی سنگہہ کی جانب سے ظہور میں آئی تھی مگر دوسرا مطلب یعنی مرہٹوں

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۲ صفحہ ۹۱

اس زمانہ سے تھوڑے عرصہ پہلے بڑے بڑے مرہٹوں کے خاندانوں کي اصلیت بھي قایم ھوئي چنانچہ جب باجے راو نے مالوہ کو دھاووں پر رکھا تو فوج کے مختلف ٹکروں کے سرداروں یعني اوداجي پوار اور ملہار راو ھولکر اور رانا جي سیندیا کو حاکم مقرر کیا منجملہ اُن کے اوداجي پوار اس تعلق سے پہلے جو باجے راو سے اُسکو حاصل ھوا تھا ایک چھوٹا سا سردار تھا جسنے ملک دھار کے قریب ایک تھوڑے سے خطہ پر جو گجرات اور مالوہ کي حدوں پر واقع ھی دخل اپنا حاصل کیا تھا مگر ایسي بات اُسکو کبھي حاصل نہوئي تھي جیسي کہ اُس کے دونوں شریکوں یعني ھولکر اور سیندیا اور اُن کي آل و اولاد کو حاصل ھوئي اور ھولکر کي حقیقت یہہ ھی کہ وہ دریاے نیرہ واقع جنوب پونہ پر بھیڑ بکریاں چراتا تھا اور سیندیا گوستارہ کے پاس ایک معزز خاندان کا آدمي تھا مگر نہایت تنگدست اور روٹي کپڑے سے محتاج اور باجے راو کے ادنی خدمت گاروں میں منسلک تھا یہہ تینوں سردار اور علاوہ اُن کے اور سردار آپ اپني طرف سے ایسي مہم آوري نکرتے تھے کہ اپنے تابعوں کے سردار ھوکر میدانوں میں لڑیں بھڑیں اور ھار جیت کي آزمایشیں کریں بلکہ باجے راو کے محکوم افسر تھے جنکو اوسکي فوج کے ٹکروں پر حکومت حاصل تھي اور اوسکي طرف سے کام اوسکا کرتے تھے *

اگرچہ باجے راو کو یہہ بات اب حاصل تھي کہ وہ آصف جاہ کو اوس کے فند و فطرت کا مزا چکھاوے مگر دونوں صاحب باھم راضي رضا ھونے کے فائدوں کو سمجھنے لگے چنانچہ باجے راو نے یہہ تصور کیا کہ دور و دراز کي مہموں میں باھر جاتا آصف جاہ سے فتنہ انگیز ھمسایہ اور قوي دشمن کي عداوت سے اپني بڑائي کو جو خاص اپني قلمرو میں حاصل ھے بڑي جوکھوں میں ڈالنا ھی اور آصف جاہ نے اور اندیشوں کے علاوہ بہت سوچ سمجھہ کر یہہ سمجھا کہ میں نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ایسا نہو کہ انتقام اوس کا اسطور پر لیا جاوے کہ میري نیابت کو باجے راو کے نام

اپني محنتوں اور مشقتوں کے ثمروں کو باجے راو کے قبض و تصرف میں دیکھا تو وہ نہایت برہم ہوا اور رشک و حسد اوسکي اوس نصل و رقیت کے دیکھنے سے بہت زیادہ ہوگئي جو باجے راو کو حاصل تھي یعني وہ راجا کي جانب سے بلا روک ٹوک اوسکی حکومت کا کام کاج کرتا تھا حاصل یہہ کہ ان باتوں کے دیکھنے اور آصف جاہ کي کمک پر بھروسا کرنے سے دباري نے پینتیس ہزار ادمي اکھٹے کئیے اور دکن کو اس عرض سے روانہ ہوا کہ باجے راو کے جال جنجال سے راجا کو چھوڑاوے *

اگرچہ باجے راو کي فوج استقدر کثرت سے نہی مگر جو کچھہ کہ تھي وہ بہلے بہلے مائي کی پوتوں اور چیدے چیدے سورما سپاہیوں سے مرتب تھي باجے راو نے متفق گروہوں یعنی سندھیا اور آصف جاہ کے مقابلہ میں بہت شتابي برتي اور شتابي کے بادوں کو بخوبي سمجھا چنانچہ اوس نے آصف جاہ کو حسب قاعدہ لڑائی ظاہر کریکي فرصت ندي اور نربدہ پار اوترکر گجرات میں داخل ہوا اور بروده کے متصل دباري سے مقابلہ کیا انجام اوس کا یہہ ہوا کہ اپریل سنہ ۱۷۳۱ع مطابق شوال سنہ ۱۱۴۳ ھجري میں اوس کے سورما سپاھي دبا‌ي کے ناآزمودہ کاروں پر سبقت لیگئے اور کیمت اوس کے ہاتھہ رہا مگر فتح کے ہوجانے پر بڑي ہوشیاري سے کام اُس نے لیا کہ دشمنوں کو بہت تنگ نہ پکڑا بلکہ دباري کے مارے جانے پر اُس کے بیٹے کو اُسکي جگہہ پر راجہ کی جانب سے مقرر کیا اور وہ حقوق و مرافق مرہٹوں کے جو گجرات میں معین تھے باس شرط اُس کو عطا فرمائی کہ نصف آمدني باجے راو کي معرفت سرکار میں داخل کیا کرے اور اس لیئے کہ وہ لڑکا شیرخوارہ تھا تو اُسکي ماں کو اُس کا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اُسکي طرف سے پیلاجي جے کنوار کو سونپا جو اس کے باپ کا رفیق اور اُس خاندان کا مورث اعلی تھا جو اب تک گجرات میں راجائي کرتا ھی *

نهوئي تهي چنانچه اُس صوبه کو جلا پهونک کر باشندوں کے قتل سے لہو کے ندي نالی بہائے اوربڑي چابکي چالاکي سے دکن کو واپس آیا اور فوج آصف جاه نے گرد نواح کے شہر و دیہات کو اوجاڑنا شروع کیا اور مرهٹوں کي معمولي تدبیروں سے آسکي رسدوں کو مسدود کیا یہاں تک که آصف جاه سنبا جي سے تعلق اوتهانے اور مرهٹوں کي حکومت کو پہلی فائدوں کے علاوه اور فائدے پہونچانے پر مجبور هوا بعد آس کے باجے راو نربده پار اُترا اور مالوه کو لوٹنے لگا اور سر بلند خاں کو گجرات کي چوتهه کے استحکام پر مجبور کیا جسکو حامد خاں پہلے حاکم نے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ع مطابق سنه ۱۱۴۱ هجري اور ۴۲ میں واقع هوا *

جب که باجے راو آصف جاه کے قصه جهگڑے میں مصروف تها تو پرتهي ندي نے سنبا جي ثاني کو یکا یک گهیر کر شکست فاحش دي اور آخرکار اُسکو اس دستآویز کے صحیح کرنے اور اُسپر دستخط و مہر لگانی پر مجبور کیا جسمیں یهه مندرج تها که ساهو راجا تمام مرهٹوں کا سردار مسلم اور ساري ریاست کا مستحق هی مگر حوالي کنولا پور کا علاقه جسکي مغربي حد سمندر سے محدود هی مذکوراُصدر عہدنامه کي رو سے سنبا جي کے قبض و تصرف میں باقي اور راجائي کا خطاب بهي اُسیقدر شان و شوکت سے جیسے که ساهو کو حاصل تهي مسلم و مقرر رها یهه واقعه سنه ۱۷۳۰ع مطابق سنه ۱۱۴۲ هجري میں پیش آیا اگرچه پرتهي ندي نے اس کار نمایاں سے نام تو پایا مگر باجے راو کي کارگزاري کو نه پهونچ سکا بعد اوسکے آصف جاه اسپر آماده هوا که مرهٹوں کي حکومت کے توڑنے کا کوئي اور ذریعه پیدا کرے غرضکه یهه بات اوس نے دباري خاندان کے ایک سردار کے ذریعه سے حاصل کي جو مرهٹوں کي فوج کا موروثي سیناپتي یعني سپه سالار اعظم تها اور اوسي کي بدولت مرهٹوں کي قوت گجرات میں قایم هوئي تهي اور جب که اس سردار نے

قریب تھا کہ ایک ایسا عہدنامہ حاصل کرے جسکی رو سے چوتھہ اور سردیس مکھی اُسکی دارالریاست کے گرد نواح کے ملکوں میں باقي نرہے اور اُسکے عوض میں کسیقدر ملک اور کسوقدر روپیہ نقد ٹھہرایا جاوے مگر باجی راؤ اُس انتظام کی رو رعایت سے جسکے ذریعہ سے مرہٹوں کے استحقاق و دعوے محدود و معین نہوئے تھے اور نیز اپنے پرانے حریف پرتھی ندي کے بیچ میں پڑنے سے عہد مذکور کي تکمیل و تعمیل میں خلل انداز ہوا اور آصف جاہ کو اس خط کتابت سے یہي فائدہ حاصل ہوا کہ مرہٹوں کے وریروں میں رشک و حسد کا مضموں مشتعل ہوا *

اسي قسم کا دوسرا ارادہ آصف جاہ کا بہت بڑے پایہ کا تھا بیان اُسکا یہہ ہی کہ مرہٹوں کي ریاست کا دوسرا دعویدار یعني سنبا جي ثاني ساہو کے اقبال و دولت کے مقابلہ میں بہت پھیکا پڑا تھا اور اُس نے کولاپور کو اپني دارالریاست ٹھہرایا تھا اور اُسکے خاندان کے ملک کا جنوبي حصہ اُس کے تصرف و تصرف میں تھا مگر باقي سارے ملک کا دعویدار تھا آصف جاہ نے اُس دعویدار کي حمایت پر کمر باندھي اور بلا تصنع یہہ شبہہ ظاہر کیا کہ چوتھہ وغیرہ حقوق کا روپیہ جو میرے ملک سے مرہٹوں کا حق مقرر ہی وہ سنبا جي کا حق ہی یا ساہو راجا کو پہونچتا ہی اور فریقین سے کہلا بھیجا کہ ہر دعویدار اپنے استحقاق و دعوی کو بوجوہ و دلائل ثابت کرے ساہو سنکر بیلا پیلا ہوا اور غیض و غضب کے مارے آپی سے نکل گیا اور باجی راؤ اُس کے غصہ نکالنے کا ایسا ذریعہ تھا جو لڑنے مرنے پر مستعد و آمادہ رہتا تھا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۷۲۷ مطابق سنہ ۱۱۴۰ ھجري کو برسات کے اختتام پر باجی راو نے آصف جاہ کے ملک پر حملہ کیا اور پہلی پہل برہان پور کو دبایا مگر جب کہ آصف جاہ اس شہر کي اعانت کو روانہ ہوا جس کا شریک اب سنبا جي مذکور بھي ہوگیا تھا تو باجی راو نے اپنے کوچ کي سمت کو بدل کر بڑي تیزي تندي سے گجرات پر یورش کي جہاں اب تک چوتھہ اُنکي مستحکم

بهائي بند برهمنوں کي مانند روکها سوکها اور تهنڈا بودا نتها بلکه مزاج اُسکا هشاش بشاش اور طریق اُسکا معقول و پسندیده تها سفر کي ماندگي اور محنت کے کاموں سے الگ تهلگ نرهتا تها اور هرگز افسرده پژمرده نهوتا تها بلکه ایسا سخت آدمي تها که کوچ و سفر کي حالت میں گهوڑے پر بیٹها بیٹها اناج کي بالوں کو مل ملاکر دانا چباتا تها اور جوں توں کرکے پیٹ اپنا بهرلیتا تها *

شمالي صوبوں پر عزم اُسکا چنداں مصمم نتها که بادشاهي دربار هي سے تائید اُسکي وقوع میں آئي چنانچه بیان اُسکا یهه هی که مبارز خاں کي لڑائي سے تهوڑي مدت پهلے آصف جاه کو مالوه گجرات کي حکومت سے منتقل کیا تها اور راجه گردهر سنگهه کو مالوه کي حکومت پر بهیجا تها گردهر سنگهه نے اُسپر قبضه کیا اور کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي اگرچه فوج اُس صوبه کي دکن کي لڑائي پر بهیجي گئي تهي مگر یهه راجا باجےراؤ کے حملوں سے محفوظ نره سکا اور آصف جاه کے چچا حامد خاں نے بادشاهي ملازموں کا مقابله گجرات میں کیا اور مرهٹوں کو کمک پر بلایا اور بجلدوے اُس کمک کے چوتهه اور سردیس مکهي اپنے ممالک مقبوضه سے مرهٹوں کے لیئے مقرر کي اور گجرات کے جایز حاکم سربلند خاں نے حامد خاں کے نکالنے میں کامیابي حاصل تو کي مگر مدت کے جهگڑے بکهیڑے کے بعد چوتهه وغیره محصولوں کے استحکام پر مجبور هوا جنکو حامد خاں نے اپني ضرورت سے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ مطابق سنه ۱۱۳۸ هجري میں پیش آیا *

اگرچه یهه حکومتیں آصف جاه کے قبضه سے نکل گئیں مگر اب اُسکي حکومت خاص دکن میں ایسي دهوم دهام سے جمگئي که اس نے حال اس اراده پر کمر باندهی که اپنے خوفناک همسایوں کي حکومت کو مغلوب کرے چنانچه اُس نے اُن کے باهمي نزاعوں سے آپ کو فائده پهونچایا یعني اُس نے پهلے پهل پرتهي ندي سے راه و رسم اپني جاري کي اور

کي نسبت زیادہ دانشمندي اور شجاعت جسارت سے معمور تهي چنانچہ
اُس نے یہہ سوچ سمجهکر کہ لٹیرے سواروں کے گروہ جو ملک دشمن
میں شکار آمد ہوتے ہیں خاص اپني قلمرو میں دخل و قابو سے خارج
ہونگے اور فوج کے مستقل کرنے اور جنگي حکومت کے جمانے سے خاص
اپنے ملک کي حکومت کا انتظام اچها معقول و موثر ہوسکتا ہی شمالي
صوبوں یعني بادشاہي ملکوں پر دهاوا کرنے کي مشورت بتائي اور بڑے زور
شور سے بادشاہت کي ذاتي ناتواني جتائي چنانچہ اُس نے یہہ بات کہي
کہ جیسے بیخ و بنیاد اُس سلطنت کي گل سڑکر بودي پهوس ہوگئي
ویسے اور تمام اُس کے کمزور بیہن ہوئے اور مقتضاے مصلحت یہہ ہی
کہ سوکهے کملائے درخت کي تنہ پر صدمہ پہونچایا جاوے تو شاخیں
خود گر پڑینگي حاصل یہہ کہ اُس نے ایسے شوق ذوق اور سرگرمي اور
خوش بیاني سے وہ مشورت سجهائی کہ راجا کے شکوک و شبہات پر غالب
آگئي اور جب باجي راؤ نے اس مقدمہ میں بہت سا کہا سنا کہ نربدہ سے
آگے بڑهنے اور نشان گاڑنے کي اجازت عنایت ہووے تو راجا نے بڑي
گرمجوشي سے چلاکر یہہ فرمایا کہ تم اپنے نشان کو کوہ ہمالہ پر گاڑوگے † *

مذکورۃ الصدر مباحثوں کے نتیجوں سے راجا کے درباري مشورے
صلاحوں میں باجي راؤ کو غلبہ حاصل ہوا اور اس وجہہ سے زور زور اُسکو
تسلط حاصل ہوتا گیا کہ راجا اُسکي امداد و اعانت کا محتاج تها اگرچہ
ساہو بجاے خود قابلیت کا محتاج نتها مگر اس لیئے کہ بادشاہي محلوں
میں تربیت پائي تهي تو جسم کا سست اور طبیعت کا سرگرم اور بہت
چست چالاک نتها اور باجي راؤ لشکر میں پیدا ہوئے اور وہیں رہے سہے
اور مدبروں اور ایلچیوں میں تربیت پانے سے مرہٹوں کی جوے خصلت
کے علاوہ بڑی فہم و فراست والا اور تجربہکار اور ہوشیار و چالاک تها اور اپنے

† گرینٹ ڈف صاحب اور تاریخ مرہٹوں کا وہ قلمي نسخہ جسکو مصنف
مذکور نے نقل کیا جلد ایک صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۶

کي ایسي بانٹ چونٹ سے سردار مرھتوں کے معاملوں میں جو پریشاني اور پیچیدگي داخل ھوئي ایک اور نتیجہ اُس پر مترتب ھوا جو بالاجي کي طبیعت میں اُسي قدر مرکوز و متمکن تھا یعني مسلسل تقسیموں کے باعث سے سارے سردار مرھتے اپنے گماشتہ برھمنوں کے محتاج ھوگئے اسلیئے کہ مرھتے سردار ناخواندہ تھے اور حساب کتاب اُن کي جاگیروں کا برھمن گماشتوں سے متعلق تھا اور اُس کي بدولت پیشوا کی ذات کے لوگوں یعني برھمنوں کي قوت کے بڑھنے سے پیشوا کي قوت کو بڑي تقویت حاصل ھوئي اگرچہ تقسیم در تقسیم کا انتظام اکثر مقاموں میں تھا مگر عموماً نہ تھا اِس لیئے کہ بہت سے سرداروں کے قبض و تصرف میں پہلے ھي سے جاگیریں چلي آتي تھیں اور آیندہ کو بھي چھوٹي بڑي جاگیریں خاص خاص لوگوں کو عنایت ھوتي رھیں علاوہ اُس کے ھر سردار کو اپني فوج کے مقام اعلی کے لیئے ایک دوگانو کي ضرورت پڑتي تھي اور تمام سردار اسبات کے خواھاں تھے کہ حکومت کے سرکاري دعوے اور استحقاق و مطالبے اُن دیہاتوں پر ھمکو حاصل ھو ویں جہاں ھم قدیم سے بستے رستے چلے آتے ھیں *

بالاجي کا بیتا باجی راو اُس کي گدي پر بیٹھا جو برھمنوں کے سارے خاندانوں اور مرھتوں کي ساري قوم سے باستثناے سیواجي کے لیاقت و قابلیت میں زیادہ تھا مگر وہ تمام اختیار اُسکو حاصل نہوئے جو اُسکے باپ کو حاصل تھے اس لیئے کہ اُسکا بڑا مخالف پرتھي ندي ابتک موجود تھا اور اُن دونوں کي رائیں باھم مخالف تھیں اور مطالب و اغراض اُنکے بھي ویسے ھي باھم مختلف تھے چنانچہ پرتھي ندیکو مرھتونکي ترقي کا بڑا کھتکا تھا اور وہ بڑے زور و قوت سے چاھتا تھا کہ ساھو کے ملک موجودہ کا قیام و استحکام اور ملکي نزاعوں کا انفصال و تصفیہ اور جنوب دکن کے ملکوں پر قبض و دخل اس سے پہلے حاصل ھووے کہ ہندوستان خاص کے فتوحات کا ارادہ کیا جاوے مگر باجےراو کي راے اسکي راے و تجویز

کے جو بجاے خود مستقل و مستحکم ہوتا ہی مالکان اراضیات سے چوتھہ اور سردیس مکھی کے حقوق و مرافق کسواسطے ٹھہرائے اور نیز اُن حقوق کو ایک ضلع اور ایک قسم میں داخل کرنے اور ایسے مقاموں کے ساتھہ اُنکو لگانے سے جہاں مرہٹوں کو تحصیل محاصل کا حق حاصل تھا مضبوط و مستحکم کیوں نکیا مگر بالاجی نے بہت سوچ بچار کر یہہ سمجھہ تھا کہ ایک جگہہ اور ایک قسم میں شامل کرنے سے حکومت کا استحقاق محدود و معین ہوجاوے کا بالاجی مغلوں اور مرہٹوں کی قوتوں کی مناسبت سے یہہ سمجھا تھا کہ سارے متنازع فیہ مقاموں میں جہاں جہاں مغلوں سے قصہ قضایا پیش آویگا راجہ ہی غالب رہیگا اور وہ اسبات کا بڑا خواہاں تھا کہ ایک چھوٹے سے خطے میں مرہٹوں کے حقوق محدود و معین ہوجانیکی نسبت کسی بڑے خطے میں دست اندازی اور کاٹ تراش کا حیلہ بہانہ ہاتھہ آوے غرض کہ بالاجی نے تدبیر مذکور کی تائید و ترقی میں اُس مستقل محاصل کی چوتھہ کا دعوی کیا جس محاصل کو ٹوڈر مل اور ملک عنبر نے قایم کیا تھا اور بالاجی کے زمانہ میں وہ بہت تھوڑا حاصل ہوتا تھا اگرچہ اُسنے تکمیل اُس کی پوری پوری تو نکی مگر اُس کے ذریعہ سے مرہٹوں کا دعوے غیر محدود رہا اور ایسی پراگندہ قاعدوں کے قایم رکھنے سے مغلوں سے معاملہ کرنے میں صرف فائدہ ہی نہ اُٹھایا بلکہ چوتھہ اور سردیس مکھی کو مختلف مختلف لوگوں میں راجہ کی طرف سے متوزع کیا بلکہ اُس کی نئی نئی تقسیمیں اِس غرض سے کرکے کہ بہت سے لوگوں پر منقسم ہوسکے ہرضلع کے محاصل کو بہت سے مرہٹے سرداروں پر منقسم کیا جس پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ جب عام ذخیرہ کے لیئے خراج و محاصل کے بڑھانے میں تمام سردار آمادہ تھے تو کسی سردار کے پاس ایسی وسیع اور مسلسل جاگیر موجود نہ تھی کہ اُسکے بھروسہ پر حکومت سے الگ تھلگ ہوکر خود مختاری اختیار کرے محاصل

اسي بالاجي کي بدولت يہہ کام بهي هوا تها که سنه ۱۷۱۷ میں کسیقدر ملک اور نقد روپیہ دلي کے دربار سے حسین علي خاں کي معرفت مرهٹوں کے لیئے مقرر هوا اور مرهٹوں کي وہ فوج جو حسین علي خاں کے ساتهہ دلي کو آئي تهي اُس کا مشترک حاکم بهي یہي تها اور اُسي زمانہ میں ساهو راجہ نے اُس خطاب و خود مختاري کو جو اُس کے بزرگوں نے حاصل کي تهي هاتهہ سے ندیکر اسپر قناعت کي تهي که بادشاهي دربار سے رسم و راہ اپني جاري رکهے اور آپ کو مطیع و محکوم اُس دربار کا تهہراوے اور بظاهر اطاعت کي علامت یہہ تهي که حسین علي خاں کے همراہ اُس کي فوج گئي تهي بعد اُسکے حسین علي خاں کے زوال دولت پر بهي کسي قسم کا تغیر اُس تعلق میں پایا نہ گیا جو دلي کے دربار سے مرهٹوں کو حاصل تها اور یہي باعث تها که فرخ سیر کي وفات پر بهي بالاجي دلي میں تهہرا رها اور سنہ ۱۷۲۰ میں پہلے عہد نامہ کو محمد شاہ کي مہر و حکم سے مضبوط و مستحکم کیا اور جب که دلي کے دربار سے ساهو راجہ کي حکومت مسلم و مقرر هوئي اور علاوہ اُس کے اور فائدے بهي اُسکو پہونچے تو وہ اپنے مخالف سنباجي ثاني پر غالب هوا اور بالاجي نے اپنے مرنے سے پہلے جو اکتوبر سنہ ۱۷۲۰ میں پیش آیا اسبات سے نہایت خوشي اپني جتائي که اقاے نامدار اُس کا ملکي اور غیر ملکي دشمنوں کے دباؤ دهاووں سے مامون و محفوظ هوگیا *

عہد نامہ مذکور کے ذریعہ سے جو ملک اور روپیہ مرهٹوں کو حاصل هوا اُس کے حاصل هونے سے وہ طور اُن کے جو اِس زمانہ سے پہلے ڈاکو لٹیروں کي طور و طریقہ تهے جایز و قانوني اور شایستہ بایستہ بنگئے اور بالاجي اس طریقہ کو جس کے ذریعہ سے مرهٹے محاصل کي تحصیل کیا کرتے تهے کسیقدر انتظام سے رواج و رونق دے سکا اگرچہ بادي‌النظر میں یہہ بات عجیب و غریب معلوم هوتي هے که بجاے ذاتي قبض و تصرف

شایستگي سے ایک مدت تک مصروف اسمات میں رہا کہ مرہٹوں کي قوت کو اپني طرف سے لوٹا کر دلي والی مخالفوں کي جانب کو متوجهہ کرے *

مرہٹوں کي حکومت کے استقلال کا بیان

اِس لیئے کہ مرہٹوں کي حکومت میں بہت عرصہ کے گذرنے پر تھوڑا تھوڑا تغیر واقع ہوا تھا بیاں اُس کا آغار تغیر سے لازم سمجھا گیا چنانچہ تفصیل اُسکي یہہ ہی کہ اگرچہ مغلوں نے ساہو کو راجہ قرار دیا تھا مگر آصف جاہ کي تدبیروں کے وقتوں میں یعني سنہ ۱۷۱۳ سے سنہ ۱۷۱۹ تک جب کہ اُس نے پہلے پہل دکن پر حکومت کي تهي یہي مصلحت سمجهي گئي کہ ساہو کے مخالف سنباجي ثاني کي تائید و اعانت کي جاوے جو ضعیف و کمزور تھا مگر کہ اعانت مذکور کے دباو اور علاوہ اُس کے اور سببوں کے زور و قوت سے ساہو کا گروہ دب دبا گیا اور دوبارہ فضل و مرتبت کے حاصل کرنیکا اُس کو یارا تھا مگر بالاجي بسوا ناتھہ اُس کے وزیر کي حسن لیاقت سے بات اُس کي بن گئي اور وهي پہلي بات اُسکو حاصل هوئي *

یہہ بالاجي برهمن پیشواؤں کے خاندان کا باني هوا اور اصل اُس کي یہہ هی کہ وہ کنکاں کے کسي گانو کا موروثي پٹواري تھا اور بعد اُس کے جادو خاندان کے کسي سردار کا ملازم هوا اور وہاں سے راجہ ساہو کي ملازمت میں پہونچا اور بڑي بڑي خدمت گذاریوں کي بدولت معزز و ممتاز هوا چنانچہ سب سے بڑا کام اُس نے یہہ کیا کہ انکریا دریائي ڈاکو بڑے زبردست سردار کو سنباجي ثاني کي طرف سے توڑ کر عین کنکاں میں ساہو کا طرف دار بنایا اور آخر کار اُس کي لیاقت و هوشیاري کي بدولت پیشوائي کا عہدہ اُسکو عنایت هوا جو اُس زمانہ میں مرہٹوں کي حکومت کا دوسرا درجہ گنا جاتا تھا اور برتھي ندي یعني نایب السلطنت پہلا منصب تھا *

عنایت کیئے جو کسي محکوم و ملازم کو نصیب هوسکتے تھے مگر باوصف اِسکے بوجهه مذکور اوسکو اپني سرگرم مخالفت سے بري نکیا چنانچه مبارزخاں حاکم حیدرآباد کو یهه لکها گیا که آصف جاه کو دکن کے قبض و تصرف سے خارج کرے اور آپ اوسکي جگهه قابض و متصرف هووے غرض که مبارزخاں کار مفوضه کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا اور بادشاه کے نام اور اپنے رعب داب اور نیز اپنے حریف آصف جاه کے خاص خاص مخالفوں کے ذریعه سے فوج کي فراهمي میں کامیابي حاصل کي اور آصف جاه نے جو بحسب اپنے دستور کے زور قوت سے زیاده فند و فطرت سے کام اپنا نکالتا تها کیئي مهینے تک مبارز خاں کو خط و کتابت پر لگائے رکها اور مبارز خاں کے رفیقونکو توڑنا پهوڑنا شروع کیا اور جب که اِس قسم کي دشمني سے تهوڑي سي کامیابي حاصل کي تو آخر کو لڑنے مرنے پر آماده هوا یہاں تک که مبارز خاں پر فتح پائي اور مبارزخاں مارا گیا اور اِس لیئے که بادشاه نے علانیه حکم اِس مہم کا ندیا تها اگرچه در پرده وهي باعث تها تو آصف جاه نے بادشاه کے مکر و فریب پر سبقت لیجانا چاها اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۴ مطابق محرم سنه ۱۱۳۷ کو مبارزخاں کا سر مبارکبادي سرکوبي کے طریقے پر بڑي دهوم دهام سے بادشاه کے دربار میں روانه کیا بعد اُسکے آصف جاه نے حیدرآباد کو دارالریاست قرار دیا اور مقرر وقتوں میں تحفه تحایف اور نذریں بهیجتیں بادشاه کو بهیجتا رها مگر آینده سے ساري باتوں میں خود مختاري کیئے گیا *

اگرچه آصف جاه اپنے پہلے بادشاه محمد شاه کے قبض و قابو سے دور دراز پڑا تها مگر اپنے همسایه مرهٹوں سے محفوظ و مامون نه تها اور اب حال اُنکا یهه تها که اُن کي قوت بڑے قابل سرداروں کے هاتوں میں پہونچکر نہایت مجتمع هوگئي تهي اور آصف جاه کي تاب مقاومت سے بہت زیاده بڑهگئي تهي آصف جاه اپني فریبي تدبیروں کي حسن

تدبیر اس لیئے یکایک مایوسي پر تمام هوئي که آصف جاہ اون کے متفقی مخالف نے اپني سوجهه بوجهه کو اوکهاڑ پچهاڑ میں ایسے معقول طریقے سے برتا که حیدر قلي اوسکے حریف کي ساري فوج اوسکو چهوڑکر چلی آئي اور آصف جاه کے لشکر میں داخل هوئي آصف جاه اپني بڑي حکومت پر گجرات کے زر خیز صوبه کو اضافه کرکے صحیح سلامت دلي میں داخل هوا *

آصف جاه کي واپسي کے بعد اس معامله کے سواے کوئي بڑا واقعه واقع نهوا که اگره کے نائب حاکم کو جاٹوں نے قتل کیا اور جاٹوں کا پرانا دشمن راجه جے سنگهه انتقام و انتظام کي غرض سے آگرہ کا حاکم مقرر کیا گیا † اس لڑائي میں جاٹوں کا پرانا راجه چورا من مرگیا اور راجه جیسنگهه نے اوس کے جانشین بننے کے مقابله پر اوس کے بهتیجے کے استحقاق دعوي کي تائید کرکے جاٹوں میں پهوٹ ڈالي اور آخر کار اوسنے چورا من کے بهتیجے کو باس شرط اوسکي گدي پر بٹهلایا که وہ بادشاه کو خراج ادا کیا کرے *

آصف جاه کي واپسي پر نهي بادشاه اور اوسکے باهمی نفرت میں کسي قسم کي کوتاهي نهوئي اور غالب یهه هی که بادشاه کا کلیجا اوسوقت ٹهنڈا هوا هوگا که آصف جاه نے اپني بقا و سلامت کے حفظ و حراست کي غرض سے کسي حیله بهانه کي اوٹ آڑ میں دلي سے نکلکر خدمت وزارت سے استعفا گدرانا اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۳ مطابق محرم سنه ۱۱۳۶ میں سیدها دکن کو چلا گیا مگر یهه تدبیر اوسکي خود مختاري کا اظهار و ادعا تها یہاں تک که خود بادشاه نے نهي یهي تصور فرمایا اسلیئے که وہ استعفا لطف و عنایت سے قبول تو کیا اور ایسے ایسے بڑے بڑے خطاب اوسکو

† خافي خاں اور سکات صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه ۱۹۷ برگز اور گرینٹ ڈف صاحب جے سنگهه کي جگهه اجیت سنگهه کو بیان کرتے هیں اور سیرالمتاخرین کے پرانے ترجمه میں اجیت سنگهه کو قرار دیا مگر غالب یهه هی که سب کي سند ایک هي هی

کي ذاتي مہر آسیکي کے قبضہ میں رہتي تھي اور اپني مرضي کے موافق استعمال اُسکا کرتي تھي چنانچہ آصف جاہ آکر پچھتایا جس نے عالمگیر کي آنکھیں دیکھي تھیں اور باوصف اِسکے کہ جوڑ توڑ اور مکر و حیلہ کا دھني تھا انتظام سلطنت کے لیئے بھي نہایت لایق فایق تھا اور اُسکو منظور بھي یہي تھا مگر زور و قوت سے حکومت کے دبانیکي جرأت و ہمت نرکھتا تھا اور بادشاہ کے اعتماد حاصل کرنیکے لیئے کوئي چال اُس نے اِسلیئے نچلي تھي کہ بقول اُس کے کہ * روح را صحبت نا جنس عذاب است الیم * خود بادشاہ ھي اُس کے شایستہ چال چلن سے تنگ آگیا تھا اور اِس لیئے کہ وہ کار و بار سلطنت پر بادشاہ کي توجہہ چاھتا تھا نہایت لاچار ھوگیا تھا اور بادشاہ کي یہہ صورت تھي کہ اِس کے سواے کوئي بات اُس کو بھاتي نہ تھي کہ اُس کي صحبت کے آوارہ ھم نوالہ و ھم پیالہ آصف جاہ کے قدیمي لباس اور اُس کے درباري آداب قاعدوں کي نقلیں کرکے قہقہے لگائیں اور بادشاہ اونکو دیکھا کرے *

بادشاہ اور اوس کے رفیقوں نے کیئي مہینے کي کشاکشي کے بعد ایسا تصور کیا کہ ھمني آصف جاہ سے مخالف صلاح کار سے چھوٹنیکي راہ نکالي اگرچہ حیدر قلي حاکم گجرات اوس انقلاب کے بڑے معزز شریکوں میں داخل تھا جس انقلاب کي بدولت بادشاہ کي سلطنت قایم ھوئي تھي مگر اب مستقل مزاج اور بھاري بھرکم ھونے کے باعث سے اخراج آصف جاہ سے سخت ناراض تھا اور اون کي تدبیر مذکورہ کے نہایت مخالف تھا غرض کہ بادشاہ کے رفیقوں نے یہہ سوچا سمجھا کہ آصف جاہ اور میر حیدر قلي دونو کو لڑا بھڑا کر دربار کا زیادہ محتاج و متوسل بناویں چنانچہ حیدرقلي کو لکھا گیا کہ وہ اپني حکومت کو آصف جاہ کے حوالہ کرے حیدرقلي مضمون حکم سے مطلع ھوکر اونکے قیاس کے بموجب اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور ھتیاروں کے زور قوت سے قبضہ کے قیام و استحکام پر آمادہ ھوا مگر بادشاہ کے صلاح کاروں کي

سے خارج کیا اگرچه راجپوت اُس کے نایب نے زور و قوت کے ذریعه سے
قبض و تصرف کا قایم رکھنا چاها مگر گجرات کے مسلمانوں نے اُسکو
مارکر نکالا اور وه بمقام جودهه پور اپنے آقاے نامدار کی خدمت میں چلا
آیا بعد اُس کے اجیت سنگهه نے راجپوتوں کی فوج اپنے همراه لیکر اجمیر
پر قبضه کیا اور نارنول کو بلا تکلف لوٹ کر قابض و متصرف هوا اورٌ
رفیقوں سمیت ریواڑی تک چلا آیا جو خاص دارالسلطنت سے پچاس
میل پر واقع هی اور اُس کی روک تهام اور لگے قامت میں اُن
سپه سالاروں کے باهمی نزاعوں سے جو اُس کے مقابله پر پهنچے گئے
تهے اور نیز اُنکی نا رضامندی سے جو کام کے نکرنے میں ظاهر هوئی
تهی سارے عزم و ارادے بے فائده گئے اور جب که آخر کار امیرالامرا یعنی
سپه سالار اعظم شهر کی محافظت کو شهر سے باهر نکلا تو اُس نے رضا و
رغبت سے اُن شرطوں کو قبول کیا جو خود راجه اجیت سنگهه نے پیش
کی تهیں یعنی اگر اجمیر کا قبض و تصرف مستحکم کیا جاویگا تو گجرات
کا انتصال منظور و مقبول هی †

تهوڑی مدت بعد آصف جاه دلی میں آیا اور جنوری ۱۷۲۲ ع
مطابق ربیع‌الثانی سنه ۱۱۳۴ هجری کو وزارت کے عهده پر امتیاز اُسنے پایا
اگرچه تهوڑے دنوں پهلے اُس کو اپنے تقرر سے آگاهی هوگئی تهی مگر
اُس نے یهه مناسب سمجها تها که دارالسلطنت میں حکومت کرنے
کی نسبت دکن کی خود مختاری اهم و اعظم هی علاوه اُس کے خود
مرهٹوں سے بهت سے معاملوں کا جهگڑا قایم تها جنکی حکومت بقاعده
جمتی جاتی تهی اور دکن کے معاملوں کے کامل تصفیه کے بدون آنا اُسکا
متصور نتها آصف جاه نے دربار کی حالت کو بهت سقیم پایا اور بادشاه
کو عیش و نشاط کا مبتلا دیکها صبح تا راُس کے اُسی طریقه کے جوان
جوان آدمی تهے اور اُسکی معشرته ایسی عادت هوگئی تهی که بادشاه

† ٹڈ صاحب کی تاریخ راجستان اور سیرالمتاخرین

شرق سے زیادہ تر مناسب هی جو لوگوں کو عجیب غریب باتوں کا هوتا
ھی بیان اُس کا یہہ هی کہ کئي برس پہلے ایک آدمي بڑا فریبي
متقني دلي میں آیا تھا اور ایک نئي مذهبي کتاب اپني ایجادي
زبان کي تمام شہر میں مشتہر کي تھي اور وہ زبان اُس زبان سے اُس نے
ي تھي جو ایران کي پراني بولي تھي غرض کہ ایک گروہ اُس نے قایم
کیا جس میں اوستاد کوبکوک اور شاگرد کو فرابود کہتے تھے محمد شاہ
کے عہد دولت میں اس فرقہ نے ایسي قوت پکڑي تھي کہ محمدامیں
خاں نے اُس کي گرفتاري کے لیئے کچھہ سپاهي روانہ کیئے تھے وہ شخص
ب تک گرفتار هونے نپایا تھا کہ محمد امیں خاں سخت بیمار هوا اوراُسکے
خاندان والوں نے بہت گھبراهٹ سے اُس مقدس آدمي کي بڑي منت
سماجت کي اور اُسکے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنا چاها اُسنے اپني کرامت
ا علانیہ اقرار کیا مگر یہہ صاف کہا کہ میرے تیر کا خاصہ هی کہ وہ چھوٹنے
کے بعد لوٹایا نہیں جاتا غرض کہ محمد امیں خاں مرگیا اور اُس
پہلے آدمي کو بلا اذیت چھوڑا یہاں تک کہ کئي برس زندہ رہا *

بعد اس کے چند روز کے لیئے اور وزیر مقرر کیا گیا اور آخر کار آصف
جاہ کے لیئے قلمدان وزارت کا امانت رکھا گیا *

اِس زمانہ میں زوال سلطنت کي کوئي نہ کوئي علامت ظاهر
وتي جاتي تھي چنانچہ گجرات کي حکومت راجہ اجیت سنگھہ کو
جلدوے اُس رفاقت کے عنایت هوئي تھي جو کسي وقت میں سیدوں
کے ساتھہ اُس نے کي تھي اور خود محمد شاہ نے اجمیر کي حکومت
وعدہ اِس شرط پر کیا تھا کہ جب بادشاہ اور سیدوں میں لڑائي کا
ہنگامہ برپا هووے تو کسي طرف کي طرفداري نکرے اور اگر کسي کي
عانت پر کمر باندھي تو بادشاہ کي اعانت کرے غرضکہ یہہ دونوں
حکومتیں راجہ کے حین حیات تک بحسب ضابطہ سرکاري عنایت
وئي تھیں مگر بادشاہ کو بات کا پاس نہوا اور اجیت سنگھہ کو گجرات

بادشاہ بنایا اور اُس کے نام کی منادی کرائی اور اُس کی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کیئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتوں کو اپنے لیئے حاصل کیا اور ایسے ایسے ذریعوں سے اپنی قوت کے بہم پہنچانے میں بڑے زور و شور سے مصروف ہوا *

اگرچہ بہت تھوڑے مرتبہ والے شریک اُسکے ہوئے مگر بڑی تنخواہ کی ترغیب و تحریص سے بہت سی فوج اُس نے اکھٹی کی گو قاعدہ داں اور شایستہ نہ تھی بعد اُس کے اپنے بھائی کے مرنے سے زیادہ دو ہفتوں کے گذرنے پر فوج اپنی لیکر آگرہ کی جانب روانہ ہوا جاٹوں کا راجہ چوڑا من راہ میں آکر اُس سے ملا اور شریک اُس کا ہوا اور بہت سے ٹوٹے پھوٹے سید بھی اُس کے پاس آئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُس کو چھوڑ کر بھاگی تھے اور محمد شاہ کو اُن چار ہزار سواروں کے پہونچنے سے تاری مدد پہونچی جنکو جے سنگھہ راجہ نے اُس کی امداد و اعانت کے لیئے شاہی میں روانہ کیا تھا اور روھیلہ پٹھانوں کے بعض بعض سردار بھی شریک اُس کے ہوئے غرض کہ دونوں فوجوں کا مقابلہ دلی آگرہ کے درمیان میں واقع ہوا عبداللہ خاں نے ماہ نومبر سنہ ۱۷۲۰ مطابق محرم سنہ ۱۱۳۳ ہجری میں شکست کھائی اور بادشاہی لوگوں کے ہاتھوں پکڑا گیا اور غالب یہہ ہی کہ آل رسول ہونے کے باعث سے جان اُس کی بخشی گئی بعد اُس کے بادشاہ دلی کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر یا دسمبر سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے دلی کو رونق بخشی اور انعام اکرام اور مراتب مناصب کے بخشنے سے اپنی آزادی کی دھوم دھام مچائی محمدامین خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا مگر محمدامین خاں نے وزارت کا کام اب تک نہ کیا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۱ مطابق ربیع الاول سنہ ۱۱۳۳ کو بقضاے الہی ناکام مرگیا *

اکثر صورتوں میں وزیر اعظم کے یکایک مرجانے سے زہر دینے کا شبہہ کیا گیا ہی مگر اس صورت میں اُس کی تشریح و توضیح کا طریق اُس

پیش کرکے حسین علي خاں کو اپني جانب مائل کیا حسین علیخاں نے اپنے همراهیوں کو اشارہ کیا کہ اُس کے قریب آنے کي مزاحمت نکریں جوں هي کہ حسین علي خاں اوس عرضي کو پڑھنے لگا تو اوس نے کٹار اپنا نکال کر اوس کے پیٹ میں گھنگول دیا اور یہہ هاتھہ اوس کا ایسا پڑا کہ حسین علي خاں پالکي کي دوسري کھڑکي سے لٹک گیا اور میر حیدر کو اوس کے همراهیوں نے پاش پاش کیا یہہ واقعہ ماہ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ذي الحجہ سنہ ۱۱۳۲ هجري کو وقوع میں آیا *

اِس قوي وزیر کے مرنے سے ساري فوج میں هل چل پڑي اور اوسکے رشتہ داروں اور رفیقوں میں جو مانند اوس کي تمام سادات عظام تھے اور سازش کرنیوالوں اور اون کے شریکوں میں بڑا جھگڑا قایم هوا مگر سازش کرنیوالوں سے بہت لوگ ایسے آملے تھے جو بادشاہ کي سلامتي کے بخواهاں تھے بعد اوس کے بڑي دشواري سے محمد شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خیر خواهوں کي سرداري اختیار کرکے کھلم کھلا جنگ آرائي کرے چنانچہ خصوص اوس کے ظاهر هونے سے اوس جھگڑے کا تصفیہ ایسے هوا کہ سیدوں کا گروہ میدان سے بھگایا گیا اور بہت سے سیدوں نے فوج کے اوس حصے سمیت جو کسي فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کي اطاعت اختیار کي *

عبدالله خاں اب تک دلي میں پہونچا نتھا کہ بھائي کي سناوني پہونچي اور جیسیکہ یہہ بري خبر رنج آمیز تھي ویسے هي اُسکے نتیجے بھي هول انگیز تھے اگرچہ عبدالله خاں کو اب اپنے بادشاہ سے مقابلہ درپیش تھا مگر کوئي استحقاق اور کسي طرح کا عام پسند حیلہ نہ رکھتا تھا اور اپنے خطرناک حال پر اُن فسادوں کے باعث سے پے لے گیا جو گردنواح کے ملکوں میں تنزل بہت واقع هو رہے تھے مگر جس قدر اُس کا اندیشہ بڑھتا گیا اُسي قدر عقل و همت اُس کي بڑھتي گئي چنانچہ اُس نے منجملہ اُن بادشاہ زادوں کے جو دلي میں مقید تھے ایک شاهزادہ کو

موافقت پیدا کي تهي محمد شاہ سے ترکي زبان میں بات چیت
کرتا تها اور اوس کے ذریعہ سے جس کو هندوستاني سدد نہ جانتے تهے
بادشاہ کے ارادوں اور تجویزوں کو دریافت کرتا تها اگرچہ سیدوں کے
رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گهیرے رهتے تهے مگر بات چیت اون کي
چلي جاتي تهي اور جب کہ اون کے آپسمیں کنائے اشارے هونے لگے تو
آسکي بدولت خفیہ خط کتابت کا رستہ کهولا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت
پہونچي کہ ایک گروہ قایم هوگیا جس میں سعادت خاں کو دوسرا
درجہ حاصل تها اور سعادت خاں کي اصل و حقیقت یہہ هی کہ وہ
خراسان کا ایک سوداگر تها اور رفتہ رفتہ ایسا هو گیا تها کہ ایک فوج کي
حکومت اوس کو سپرد هوئي تهي اور یہي سعادت خاں اودہ کے
بادشاهان حال کا مورث اعلی هی اگرچہ یہہ سازش هزار پردوں میں
کي گئي مگر سیدوں کے دلوں پر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے چنانچہ
یہہ بهي تصور کیا کہ آصف جاہ کي لڑائي کے زمانہ میں جو بالضرور
هونے والي هی بادشاہ کو قبض و قابو میں رکهنا کمال دشواري سے
خالي نہوگا اور آخرکار یہہ بات قرار پائي کہ حسین علي خاں بادشاہ اور
بعض مشتبہ امیروں سمیت دکن کو روانہ هووے اور عبداللہ خاں دلي
میں موجود رہے اور بادشاهي مضار و منافع کي نگراني رکهے *

دونوں بهائي بہت سي سوچ بچار کے بعد آگرہ سے روانہ هوئے
چنانچہ حسین علي خاں نے دکن کو اور عبداللہ خاں نے دلي کو
باگ اوٹهائي اور سازش کرنیوالوں نے دونوں کي جدائي سے قیاس کیا
کہ مراد کے پورے هونیکا موقع هاتهہ آیا چنانچہ حسین علي خاں کا قتل
تجویز هوا اور میر حیدر ترکي کو جو قوم کاشغر کا ترکي اور اپنے ملک میں
کستدر معزز و ممتاز اور بڑے بڑے کاموں کا دعني تها اوس کے قتل پر
متعین کیا غرض کہ یہہ وحشي ترکي اپني قرباني کا منتظر بیٹها تها کہ
حسین علي خاں پالکي میں سوار آ گیا اِس ترکي نے ایک عرضي

بہت کم زور ہوگئي تھي نہایت زبردست اور قوي تھي غرض کہ بالا پور صوبہ برار میں لڑائي پڑي اور فریقین کي جانب سے بڑے بڑے گروہ مرہٹوں کے بھي لڑنے مرنے میں مصروف ہوئے چنانچہ ماہ جولائي سنہ الیہ کو اختتام اُس لڑائي کا عالم علي خاں کي شکست و وفات پر ہوا *

واقعات مذکورہ کے وقوع سے سیدوں کے ہاتھہ پانو پھول گئے اور رنگ اُن کے فق ہوگئے اگرچہ بادشاہ اور اکثر امیر اُن واقعوں کے وقوع کے دنوں میں فرحان و شاداں تھے مگر سوچ بچار کے لوگ اور سمجھہ بوجھہ کے آدمي بادشاہت کي بربادي پر پے لیگئے اور پیشین گوئیوں نے اُن کے دلوں پر عبور کیا اور یہہ برے وھم و خیال ایک اعتقاد باطل کي وجہہ سے اس طرح دو چند ہو گئے کہ حسب اتفاق ایک کڑا بھونچال اِسي وقت میں واقع ہوا اور سلطنت کي ہل چل اُس سے سمجھي گئي اور ایسي دل گھٹانے والي صورتوں میں عبداللہ خاں اور حسین علیخاں دونوں بھائیوں سے نامردي اور بے ہمتي کي ایسي علامتیں ظاہر ہوئیں جو بڑي بڑي آفتوں کے وقوع سے پہلے پیدا ہوتي ہیں *

محمد شاہ نے اپني ماں کے سکھانے پڑھانے سے سیدوں کا مقابلہ نہ کیا تھا اور نہایت حزم اور احتیاط اُس معاملہ میں برتتا تھا اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسي صورتوں کا منتظر تھا جو اُس کے استحقاق حکومت کي ممد و معاون اور دعوي سلطنت کے موافق و مناسب ہوویں اور نہایت خفیہ طوروں سے ایسي باتوں کے سوچ بچار کرتا تھا جن کے ذریعہ سے بہت جلد اُس کو آزادي حاصل ہووے اور اس بڑے خوفناک ارادہ میں صلاح کار اُس کا وہ محمد امین خاں تھا جس نے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اُس کو زبان کا کچا اور خاص اپنے معاملہ میں پیٹ کا ہلکا پایا تھا اگرچہ سیدوں کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے کمال متنفر تھا مگر کام نا کام اُن سے زمانہ سازي کي رو سے

کي طرف مقابل کامیاب هوئے تو دکن کي نیابت سلطنت سے محروم رها
اور صرف مالوہ کي حکومت پر متعین کیا گیا *

مالوہ کے شرور فسادوں کي ضرورت سے فوج کے بڑھانے کا حیلہ اُس کو
هاتهہ آیا اور سیدوں کے حق میں ایسا هیبت ناک هوگیا کہ اُنھوں نے
اوس کے منتقل کرنیکا ایک بودا سا ارادہ کیا چنانچہ اوسکو کہلا بهیجا
کہ مالوہ کي حکومت کے سوا اور چار حکومتوں میں سے جس حکومت
کو چاهے پسند کرے آصف جاہ نے یہہ سوچ سمجهکر کہ اب حیلہ سازیکا
وقت باقي نهیں رها اور خود دارالسلطنت میں مستقل دخل بتهانا
نهایت دشوار هے اپنے زور و قوت کي بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرنا
چاها اور دکن کي فتح و کشایش پر التفات اپنا مایل کیا جهاں مسلمان
اور مرهٹوں دونوں طرفوں میں بهت سے پرانے علاقے رکهتا تها *

غرض کہ آصف جاہ باغي هوا اور ماہ اپریل سنہ ۱۷۲۰ع مطابق
جمادي‌الثاني سنہ ۱۱۳۲ هجري کو نربدہ کي جانب کو چلا اور جوڑ توڑ
اور لین دین کے وسیلہ سے اسیر گڈہ پر قبضہ کیا اور اس صوبہ
کے بهت سے سرداروں کو رفیق اپنا بنایا آصف جاہ کي گوشمالي
کے لیئے ایک فوج خاص هندوستان سے سید دلاور خاں بارہہ کے
زیر حکومت روانہ کي گئي اور علاوہ اُس کي آصف جاہ کے انتظار میں
بمقام اورنگ‌آباد ایک فوج بیٹهي تهي جو عالم علي خاں خاصان سلطنت
کے بهتیجے کے زیر حکومت تهي آصف جاہ نے دلاور خاں کي تند مزاجي
اور درشت خوئي سے فائدہ اُٹهانا چاها چنانچہ اُس نے پہلے اس سے کہ
عالم‌علي‌خاں رفیق اُس کا تائید اُس کو پهونچاوے لڑائي میں اُس کو
گهسیٹا اور ماہ جون سنہ ۱۷۲۰ع کو برهان‌پور کے پاس ایک لڑائي ڈالي
جسمیں خود دلاور خاں مارا گیا اور فوج اُس کي تباہ هوئي بعد اُسکے
عالم علي خاں پر پهپٹا اور اُس کي فوج کے چند سرداروں کو ملایا مگر
فوج اُس کي باوصف اس کے کہ ان سرداروں کے چلے جانے سے ناراضي

سے مغلوب ہوا علاوہ اُس کے کشمیر میں بہي ہندو مسلمان آپسمیں لڑے جھگڑے اور وہ کوششیں جو امن امان کے سلامت رہنے میں حکومت کي جانب سے عمل میں آئیں محض بیکار گئیں اور کوئي ثمرہ اُن پر مترتب نہوا یہاں تک کہ فریقین کے بہت سے آدمي مارے گئے اور بہت سا مال اسباب ضایع ہوا *

اسي زمانہ میں چین قلیچ خاں کے کرتکوں سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا یہہ سردار جس کو ہم ابھي سے آصف جاہ کے خطاب سے پکارینگے جو بعد اُس کے اسي خطاب سے پکارا گیا اور سارے یورپ والے دکھني نظام شاهي کے نام سے اُس کي آل و اولاد سے بخوبي واقف هیں معزز ترکي نژاد اور بڑا خانداني اور اُس غازي‌الدین خاں کا فرزند ارجمند تها جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتي کا سردار تها اور خود اُس نے بهي اُسکے عهد دولت میں آپ کو معزز و ممتاز کیا تها چین قلیچ خاں نے اسي زمانہ میں جب کہ عزیز ذلیل اور امیر فقیر ہوتے جاتے تھے جهاندارشاہ کي معشوقہ اور اُس کے رشتہ داروں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مقابلہ سے قدر و اقتدار اپنا قایم رکھا اور همسري اپني جتائي † اور جیسیکہ یہہ بالا بیان هوچکا کہ یہہ سردار اپني آیندہ شایستہ خدمتوں کے وسیلہ سے دکن کي نیابت پر سرفراز هوا تها فرخ سیر کے فریق موافق سے اِس لیئے کنارہ کش هوا تها کہ وہ اپنے وزیراعظم هونے سے سخت مایوس تها اور باوجود اس کے جب نئے رفیق اُس کے یعنے سلطنت

---

† آصف جاہ کي سواري اور ایک ایسی عورت کي سواري جو جهاندار شاہ کي معشوقہ سے نہایت ربط و ضبط رکھتي تهي اور جهاندار شاہ اپني معشوقہ کي خاطر سے اُس کي خاطر داري بهي کرتا تها حسب اتفاق ایک تنگ گلي میں مقابل هوگئیں عورت کے همراہئیوں نے آصف جاہ کا پایہ نہ پہچانا اور بیگاني حمایت پر بري طرح سے اُس کي سواري کو روکا آصف جاہ نے اپنے همراهیوں کو حکم دیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کرنا چاهیئے غرض کہ آصف جاہ کے سپاهیوں نے بادشاہ کے دوست کي سواري کو مار کر یہاں تک بهگایا کہ وہ عورت هاتهي کو چهوڑ کر قلعہ مبارک میں پاپیادہ بهاگي اور پیچهے پهر کر نہ دیکها *

۱۱۶۴ هجري ميں يهه شهزاده محمد شاه کے خطاب سے تخت
۱۱۳۱ هجري ميں يهه شهزاده محمد شاه کے خطاب سے تخت
پر بيٹها * †

دوسرا باب

نادر شاه کے واپس جانے تک کے بيان ميں

محمد شاه کي سلطنت کا بيان

باوصف اِس کے که فرخ سير کي خو بو اچهي نه تهي اور بادشاهوںکا
قتل ايشيا ميں اچنبهے کي بات نهيں مگر اُس کے مارے جانے سے ايک
عام هيبت پيدا هوئي اور اُس کے جانشيبوں کے بيوقت مرنے سے شک
شبهه پيدا هوا نام کے بادشاهوں کي اکثر تبديل و تغير سے اُس محرکه
قوت پر لوگوں کي توجهه مائل هوئي جسکا چهپانا اُن نام کے بادشاهوںکے
پرده سے منظور تها *

سيدوں کي حکومت لوگوں کے دلوں ميں متزلزل هوگئي تهي اور اُنکي
باهمي ناچاقيوں اور بڑے بڑے رئيسوں کي ناراضمندي سے بڑي مضرت
کو پهونچي تهي اور ملکي انتظاموں کي خرابي سے ضعف حکومت کي
علامتيں ظاهر باهر هونے لگي تهيں *

الهآباد کے هندو حاکم نے بغاوت برپا کي اور حسين علي خاں اُس
مقابله پر خود گيا مگر اُس نے الهآباد کو صرف اس شرط پر حواله
که اُس کے عوض ميں اوده کا صوبه عنايت کيا جاوے اور بوندي
خراج گذار رياست ميں چند فسادوں کے واقع هونے سے بڑي فوج
ضرورت پڑي اور کوسر واقع حدود پنجاب کے رئيس پٹهان نے بغا
هنگامه برپا کيا اور بادشاهي فوج کو شکست فاحش دی اور بڑي حد و

† محمد شاه کي تخت نشيني پر يهه بات تصور کي گئي که
بادشاهوں کے نام جن کے بعد وه تخت نشين هوا بادشاهوں کي فهرست
کيئے جاويں اور اُس کي سلطنت فرخ سير کي وفات سے سنه۱۱۳۱ سے
سيرالمتاخرين جلد ايک صفحه ۱۹۷ گرينٹ ڈف صاحب جلد ايک صفحه •

میں وصول کیا جاتا تھا مگر لوگوں کے شور و فساد اور نزاع و پرخاش کے باعث سے بہت جلد اُس تندي تیزي سے باز رھا یہاں تک کہ اگلي بادشاھت میں بحسب ضابطہ یک قلم موقوف کیا گیا *

عین دارالسلطنت میں سني شیعي اور احمدآباد میں ہندو مسلمان آپسمیں لڑنے جھگڑنے لگے ہندو مسلمانوں کا فساد اُن کے فساد سے بہت زیادہ برپا ھوا یہان تک کہ بہت لوگ اُس میں مارے گئے اور اچنبھا یہہ ھی کہ احمداباد کے مسلمان حاکم یعنے داؤد خاں پني نے ہندوؤں کا ساتھہ دیا *

جب کہ فرخ سیر سے تخت خالي رھا تو سیدوں نے بادشاھي کي نسل ایک گبرو جوان کو رفیع‌الدرجات کے خطاب سے ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۱ میں تخت نشین کیا مگر یہہ جوان سل کي بیماري سے تین مہینے کے بعد مر گیا اور بعد اُس کے ایک اور جوان کو جو وہ بھي بادشاھي نسل کا تھا رفیع‌الدولہ کے خطاب سے مئي سنہ الیہ مطابق رجب سنہ الیہ کو تخت پر بٹھالیا مگر اُس کي عمر نے بھي وفانکي چنانچہ وہ بھي تین مہینے سے کم عرصہ میں جہان فاني سے گذرا *

ان شہزادوں نے محلوں میں پرورش پائي تھي اور اُنکو تخت نشیني کا سان و گمان بھي نہ تھا اور بچوں کي خو بو کے علاوہ عورتوں کي بو باس اُنکي طبیعتوں میں بیٹھي تھي اگرچہ اُنکے مرنے سے سیدوں کو تھوڑا بہت تردد لاحق ھوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوي آدمي کو جانشین اُنکا کیا یہہ جوان آدمي روشن اختر تھا جس کا حال اپني پہلي حالت میں عام لوگوں کي حالت سے بہتر نہ تھا یعنے وجود اُس کا کسي کمال کے زیور سے آراستہ پیراستہ نہ تھا مگر اُسکي ما نہایت لایق فایق عورت تھي اور غالب یہہ ھی کہ وھي نیکبخت اپنے بیٹے کي خوے و خصلت کے درست کرنے میں بھي مددگار اُسیطرح سے ھوئي جیسیکہ آیندہ کام کاج اُس کا اُسي دخل و تصرف سے جاري رھا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ع مطابق ذي قعدہ سنہ

معقول تدبیریں بڑے تو ترت بہورت عمل میں لاوے اورہرگز کاہلی نہ برتے مگر
وہ بادشاہ ایسابودا تھا کہ راحت کی ترغیب و تحریص سے ایسی شجاعت
پر بھی آمادہ نہوا جو بقول اُسکے کہ مرتا کیا نہیں کرتا مایوسی کے وقت
اونلکر روز شور اپنا دکھاتی ہی غرض کہ حسن علی خاں دلی میں
داخل ہوا اور پہلے پہل یہہ درخواست اُس نے گذرانی کہ راجہ جے سنگھہ
اپنی قلمرو کو روانہ کیا جاوے بادشاہ اپنے دشمنوں کے ترس کہانے پر
موقوف و منحصر رہا اور بڑی ذلت سے اطاعت پر مایل ہوا اگرچہ حسن
علی خاں شہر کے باہر فوج لیئے پڑا رہا مگر عبداللہ خاں کے بہروں کو
شہر میں آنے جانے کی اجازت حاصل ہوئی اور اب یہہ نوبت پہونچی
کہ شہر کے کرایہ دار یعنی بادشاہ عظمت شعار کی کوئی قسمت کا تصفیہ
دونوں بھائیوں کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا مگر باوصف اس کے بعض
بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازموں اور رفیقوں کو ہمراہ اپنے لیکر
بادشاہ کی امداد و اعانت کی غرض سے آئے اور اسی عرصہ میں شہر کے
لوگوں نے اُن مرہٹوں کے قتل کا ارادہ کیا جو حسن علی خاں کے ساتھہ
آئے تھے چنانچہ سارے بستی والے لٹہی بونگے اور ڈھال تلوار سے موجود ہوئے
اور اِس ہنگامہ کی پریشانی سے حسن علی خاں شہر میں داخل ہوا
اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد شہر پر قبضہ کیا بعد اُس کے بادشاہ کو زندہ
چھوڑنا اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور اُس بدبخت
بادشاہ کو جو حقیقت میں بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑ کر لائے
جہاں جان اپنی بچانے بیٹھا تھا اور ماہ فروری سنہ ۱۷۱۹ع مطابق
ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری میں خفیہ خفیہ اُسکو گردن مارا *

عالمگیر کی مذہبی تدبیریں اسی سلطنت میں کسقدر بھلی بھولیں
یعنی عنایت اللہ خاں عالمگیر کے میر منشی اور اس بادشاہ کے دفتر
محاصل کے افسر اعلی نے محصول جزیہ کا وصول کرنا ایسی سختی سے
چاہا جیسا کہ اُس کے پہلے ولینعمت یعنی اورنگ زیب کے عہد دولت

چست باقي سازش کرنے والے بہت سرگرم و آمادہ تھے یہاں تک کہ اب
یہہ تجویز ٹھہري کہ ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جسمیں وہ فوج جو
بادشاہ کي خیرخواهي پر مرتبي اور عبداللہ خاںؒ کے محافظ پہروں سے
بڑھتي ہووے اکٹھي کي جاوے اور اوس کے ہاتھوں سے عبداللہ خاں کا
قصہ پاک کیا جاوے مگر اِس زمانہ میں بادشاہ کا نیا رفیق ایک کشمیري
اوچھے خاندان اور بڑے طوروں کا کشمیري تھا جس کو رکن‌الدولہ کا
خطاب عنایت ہوا تھا چنانچہ اس کے سمجھانے بوجھانے سے جو
بادشاہ کي بزدلي کے راس آیا مجوزہ سازش کو ملتوي کیا اور وزیر اعظم کے
عہدہ کا اقرار اوس سے کر کے خاص اوس ضلع کو جسپر چین‌قلیچ خاں
حاکم تھا خفیہ جاگیر کے طریقہ پر عنایت فرمایا یہانتک کہ بادشاہ کے
رفیق جو اوسکے اتفاق و سازش میں شریک و شامل تھے کشمیري کي
ترجیح و تفضیل سے سخت ناراض ہوئے اور یہہ یقین کیا کہ بادشاہ کي
دوں همتي اور بے استقلالي اُن تدبیروں کے حق میں نہایت مضر ہوگي
جن میں وہ شریک و شامل ہوگا چنانچہ بلا تاخیر اونہوں نے وزیر سے
آشتي کي مگر راجہ جے سنگھہ ان باتوں سے مستثنی رہا عبداللہ خاں نے
پہلي صورتوں سے خوف کھاکر اپنے بھائي کو دکن سے بلایا چنانچہ حسین
علي خاں اوس کا بھائي جس نے حزم و احتیاط کي ضرورت سے بادشاہي
اوردوں کو حکومت سے خارج کرکے ساري فوج کو جان نثار اپنا بنا رکھا تھا
پورے پورے کوچ کرنے کے ارادہ پر پندرھویں † محرم سنہ ۱۱۳۱
مطابق دسمبر سنہ ۱۷۱۸ع کو روانہ ہوا راجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو
اِس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا عرصہ باقي رہ گیا اگر کوئي

---

† حسین علي خاں کے خاندیس سے چلنے کي یہہ تاریخ مذکور هي جو خافي خاں
نے بیان کي اور گرینٹ ڈف صاحب نے اس تاریخ کو مستحکم کیا مگر سیرالمتاخرین
کے ترجمہ برگز صاحب جلد ایک صفحہ ۱۶۴ میں سنہ ۱۷۱۹ع مطابق سنہ ۱۱۳۲
هجري لکھے هیں اور اس کتاب کے بہت سے پچھلے حالوں کي تاریخیں بھي اور
مورخوں کے بیان سے مخالف هیں *

وزير کو تسلي تهوڑي اور ايک طرح کا کهٹکا لگا رها چنانچه اوسنے اپنے رفيقوں اور بهائي بندوں کو اکهٹا کر کے بڑي سے بڑي صورت کا سامان آماده کيا جو سامنے آنے والي تهي اگرچه وه اراده جسکي بدولت بادشاه متهم هوا اوسنے حقيقت ميں ٹهانا بهانا تها مگر اوس کے پورے کرنيکي تاب و جسارت نوکهتا تها چنانچه وزير کے ٹهاٹ سامان ديکهکرسهم گيا اور ٹهنڈا کرنے کي فکريں سوچيں اور بڑي خواهش سے يهه ظاهر کيا که انتظام حال ميں تبديل تغير منظور نهيں اور مير جمله کو ملتان اُسکے اصلي وطن کي جانب روانه کيا مگر يهه آشتي ظاهر هي ظاهر کي تهي يهاں تک که وزير اِس بات کو خوب سمجها تها که وه پيت پاپي پاپ سے خالي نهيں اگرچه تهوڑے دنوں کے ليئے اوبال آپسکے دب دبا گئے تهے مگر بادشاه نے دوباره سازشيں شروع کيں اور اُن سازشوں کو ويسي بے سليقگي سے اختيار کيا اور ويسي هي نامردي سے چهوڑا جيسيکه پهلے چهوڑا تها بعد اُس کے يهه تدبير اُس نے نکالي که ايسے بڑے سرداروں کو باهم متفق کيا جاوے جو وزير کي صورت و سيرت سے ناراض هيں چنانچه منجمله اُنکے جيپور والا جے سنگهه بهي تها اس سردار کو جاٹوں کے مقابله پر پهلے بهيجا تها اور اُس سے مدت کي لڑائي کے بعد اُنکو بري حالت پر پهونچايا تها که اسي اثنا ميں جاٹوں کے ايلچي کے ذريعه سے وزير نے خط کتابت جاري کي اور ايسے طريقه سے آشتي کو قايم کيا جس سے جے سنگهه کي بات کو بٹا لگے چين قليچ خاں جو دکن کي نيابت سے مرادآباد کي چهوٹي حکومت پر بهيجا گيا تها اپني مضرت کے انتقام پر آماده تها چنانچه اُس کو بهي دلي ميں بلايا اور بهار کا حاکم سربلند خاں شريک اُسکا هوا علاوه اُس کے بادشاه کا خسر اجيت سنگهه بهي بلايا گيا مگر وه شريک اُس کا نهوا اِس ليئے که انصرام اُس مهم کا دوده لوگوں سے متعلق تها چنانچه تهوڑے دنوں کے بعد اوس کے فرتق غالب کا علانيه ممد و معاون هوگيا مگر بقول اوسکے که مدعي سست گواه

اُسي کا تسلیم کیا گیا اُس کے قبض و قابو سے باہر تھا یہاں تک کہ
اگر اِس صورت میں ساھو اپنے لوگوں کي لوٹ مار کو روک تھام سکتا تو
مخالف مرھٹوں کي لاگ ڈانٹ اُس سے ھر گز متصور نہ تھي مگر
حسین علیخاں کا مقصود اتني بات سے حاصل ھوا کہ اپنے لاؤ لشکر کو دکن
سے لیجا سکا اور دس ہزار مرھٹوں کو ھمراہ اپنے لیکر دلي کو روانہ ھوا §
بادشاہ نے اپني بے عزتي سمجھي اور عہد نامہ کے قبول سے انکار کیا اور
اُس پر یہہ نتیجہ مترتب ھوا کہ جو نزاع اُس کے اور سیدوں کے
درمیان میں ایک مدت سے لازم الوقوع تھا بہت جلد پیش آیا
حسین علیخاں کا بڑا بھائي عبداللہ خاں لایق فایق آدمي تو تھا مگر
عیش اور کاھل بھي تھا اور یہي باعث تھا کہ اُس کي وزارت کا کام اُسکے
نایب رتن چند نام ایک ھندو کي سعي و اھتمام پر موقوف تھا جس کي
سخت تدبیروں اور خود مختاري کے طوروں کي بدولت انتظام اوسکا
عام پسند نہ تھا غرض کہ نایب کي بدکرداري اور منیب کي غفلت
شعاري سے بادشاہ کو یہہ جرأت حاصل ھوئي کہ وہ اپني پوري خود
مختاري کي تدبیریں سوچنے لگا اور اوس کے اِس ارادہ کي جا بجا ھوائیاں
اوڑیں کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسا چاھتا ھی اور یہہ خبریں فوج کے چند ایسے
ایسے بڑے گروھوں کي کارگذاري سے مستحکم ھوئیں جو بادشاہ کي خدمت
سے وزیر کي بدولت الگ ھوگئے تھے علاوہ اِس کے میر جملہ کے دلي میں
دفعة موجود ھونے سے زیادہ استحکام اون کو حاصل ھوا جو صوبہ بہار سے
خفیہ خفیہ کوچ کرکے دلي میں آپھونچا تھا اور عذر اپنے آنیکا یہہ کیا
تھا کہ فوج کي بغاوت سے دلي کو بھاگنے پر مجبور ھوا بادشاہ نے
اچھي طرح بات اوس کي نسني اور کمال افسردگي سے آؤ بھگت اوسکي
کي اور اوس نے بظاھر دامن وزیر کا پکڑا اور یہہ عرض کیا کہ بادشاھي
ملازمت سے طبیعت ٹھنڈي ھوگئي مگر ایسي بناوٹ کي باتوں سے

§ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۴

توڑا مگر مرہٹوں نے یہہ ہوشیاری برتی کہ اُنکو پہاڑیوں اور کھوؤں میں یہاں تک پہنچنے دیا کہ بعد اُس کے فراہم ہونیکی توقع باقی نرہے اور جب کہ کام اُن کا پورا ہوا تو وہ لوگ اُن پر بے طرح ٹوٹ پڑے چنانچہ فوج کے سپہ سالار کو اُس کی فوج کے بڑے حصہ سمیت ایک حملہ میں پاش پاش کیا اور ہتیار اور کپڑے اور گھوڑے چھینے بدون ایک آدمی کو بھی جیتا نچھوڑا † غرض کہ اس فوج کشی کے حالات آیندہ بھی ویسے ہی شومی نامبارکی سے واقع ہوئی جیسے کہ آغاز میں پیش آئی اور مرہٹوں نے اپنے مخالفوں کی نالایقی اور نا کردہ کاری کے علاوہ خاص فرخ سیر کی سازشوں سے بھی دلیری دلاوری حاصل کی چنانچہ جب حسین علی خاں نے یہہ دیکھا کہ اب دلی میں بہت دنوں نجانا اپنا ٹل نہیں سکتا تو راجا ساہو سے اسبات پر عہد نامہ کیا کہ سیواجی کے مقبوضہ ملکوں اور اُس کے بعد کے مفتوحہ ممالک کی نسبت تیرا دعوی تسلیم کیا جاویگا اور منجملہ اُن کے جو جو قلعے ہمارے تحت میں آئے ہیں وہ بجنسہ واپس دیئے جاوینگے اور ساری دکن کے محاصل سے تحصیل چوتھ کی اجازت حاصل ہوگی اور چوتھ کے بعد جو محاصل باقی رہے کا سردیس مکھی کے نام سے اُس میں سے دھکی بھی دیجاویگی اور یہہ وہ دھکی تھی جو اُس خطے کے توڑے حصے سمیت جو اب سارا حوالہ کیا گیا پچھلی اشتی کی خط و کتابت میں خود اورنگ زیب سے طلب کی گئی تھی شرایط مذکورہ بالا کے بدلہ میں ساہو راجا نے دس لاکھہ روپیہ نقد اور پندرہ ہزار سواروں کے دینے کا اور ملک میں امن و امان کے قایم رکھنے اور ہرطرف کی لوٹ مار کے نقصان کی جوابدہی کا اقرار کیا یہہ عہد نامہ سنہ ۱۷۱۷ ع میں لکھا گیا ‡ *

اگرچہ ساہو اسی زمانہ میں مرہٹوں کی ملکی لڑائی میں غالب تھا مگر اُس ملک کا بہت سا حصہ جو اب عہد نامہ کی روسے خاص

† سیرالمتاخرین جلد ایک صفحہ ۱۴۲

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۴۴۶

منتقل هو جانے سے جسکي جگهہ پر حسین علیخاں بهیجا گیا وہ تهوڑا فائدہ خاتمہ پر پہونچا جو اُسکي تدبیروں سے حاصل هوا تها مرهٹوں کے گروهوں نے بادشاهي قلمرو کو پہلي طرح سے لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اُنکے دیہاتوں پر خاص خاص مرهٹوں نے قبض و تصرف کرکے قلعوں کي شکل و صورت اُن کو بخشي جن میں سے باهر نکلکر آس پاس کے ضلعوں کو لوٹا کرتے تهے § حسین علیخاں کے پہونچنے پر بڑا مفسد وہ سردار تها جو دباري خاندان سے منسوب تها اس سردار نے خاندیس کے صوبہ میں مسلسل دیہاتوں پر قبضہ کیا تها جن کو لڑائي کي غرض سے نہایت مضبوط و مستحکم بنایا تها اور فسادوں کے مچانے اور قافلوں کے لوٹنے سے هندوستان خاص اور دکن کي بڑي سڑک کو جو سورت کو جاتي تهي معطل و مسدود کیا تها *

داؤد خاں کي شکست کے تهوڑے دنوں بعد ایک بہت بڑي فوج اُن کوتکوں کے تدارک کے واسطے بهیجي گئي جو روز روز ترقي پکڑتے جاتے تهے اور مرهٹوں نے اُس کا مقابلہ اپني معمولي فند و فطرت سے کیا چنانچہ جوں جوں مغل بڑهتے گئے وہ اپنے دیہاتوں کو خالي کرتے گئے اور جوں جوں وہ اُن دیہاتوں سے آگے چلتے گئے ادهر اُدهر سے آکر سوتے دیہاتوں کو بساتے رساتے گئے اور دباري خاندان کے سردار نے یہہ کام کیا کہ مکر و حیلہ کي روسے اُس وقت تک بهاگا کہ لڑنے کے لیئے ایک مقام اچها تجویز کیا اور اتنا توقف کیا کہ مخالفوں نے اُس کو جالیا اور یہاں لوگ اُس کے چهوٹے چهوٹے گروهوں پر منقسم هوکر اونچے ٹیکروں اور پہاڑوں کي کهوؤں میں چهپ چهپا گئے جو اس مقام کے آس پاس میں واقع تهے بادشاهي فوج نے مخالف کے بهاگنے کو جیت اپني سمجهکر دماغ اپنا فلک پر پہونچایا اور بهگوڑوں کے پیچهے پڑ کر اپني صفوں کو

§ گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۴۳۱ اور برگز صاحب کا ترجمہ سیرالمتاخرین کا جلد ایک صفحہ ۱۲۱

مگر استقلال اوسکا یہہ تھا کہ اُف سے بھي آشنا نہ هوا اور اِس بات پر واہ واہ اور فخر کرتا هوا مرگیا کہ خداے تعالی نے اِسي زمانہ کے زور ظلم کي اصلاح و درستي کے لئے مجھکو پیدا کیا تھا باقي سکھوں کو جو دور دراز ملکوں میں اب بھي پہلے هوئے تھے جنگلي جانوروں کي طرح چن چن کر مارا اور یہہ بات اونکو مدت کے بعد نصیب هوئي کہ پھر زور و قوت سے ظہور کیا اور پھر ملک کي غارتي تباهي میں پڑے *

واضح هو کہ بہت قوت کے زمانہ میں بھي وہ لوگ بہت کثرت سے نہ تھے اور تھوڑے سے خطے سے آگے خوف هراس اُن کا شایع ذایع نتھا † مگر وہ سخت دشمن جن سے ملک دکن میں مغلوں کو واسطہ پڑا تھا سکھوں سے بہت مختلف تھے جو عہد نامے کہ داؤد خاں نے دکن سے منتقل هونے سے پہلے سنہ ۱۷۱۳ع میں مرهٹوں سے کیئے تھے وہ بعد اُس کے قایم نرهے اور جانشین اُس کا چین قلیچ خاں جس نے نظام‌الملک اور آصف جاہ کے خطابوں سے بڑي شہرت حاصل کي وہ نہایت لایق فائق اور داؤد خاں کي نسبت زیادہ متفني هوشیار اور چابک و چالاک تھا اور جو کہ سارے مرهٹوں میں آج کل هیشہ کي نسبت قصے قضائے بڑے زور شور سے انروختہ تھے تو چین قلیچ خاں نے اُن میں سے ناتوان فریق پر نوازش کرنے سے بہزار حکمت و تدبیر اُن کے اندروني نزاعوں کو بھڑکایا بلکہ اُن کے بہت سے سرداروں کو مغلوں کي امداد و اعانت پر راغب کیا *

اگرچہ ان تدبیروں سے مرهٹوں کي قوت عروج و ترقي سے باز رهي مگر دکن کا امن امان اُسکے باز رهنے سے محال نہوا چین قلیچ خاں کے

† جیساکہ سنہ ۱۸۳۱ع میں اقبال اُنکا بلندي کو پہونچا ویسا کبھي نہیں پہونچا اوراُنکي قلمرو پنجاب اور اُسکے آس پاس کے ملکوں میں معدود هي تعداد اُنکي پانچ لاکھہ آدمیوں کے قریب پہونچي اور قیاس کیا گیا کہ وہ تیس لاکھہ آدمي اُنکے محکوم هیں جو اُن کي حکومت سے هرگز راضي نہیں برنس صاحب کا سیاحت نامہ دو صفحہ ۲۵۲

غیظ و غضب سے لوت کھسوت کر خاک سیاہ کیا یہاں تک کہ ایک فوج اُس کے مقابلہ پر عبدالصمد خاں کے زیر حکومت بھیجي گئي چنانچہ اُس نے کئي لڑائیوں میں سکھوں کا مونھہ توڑا اور بندو بڑے بڑے سرداروں سمیت اُس کے هاتھوں میں گرفتار هوا منجملہ اُن کے بہت سے قیدي مقام جنگ پر قتل کیئے گئے اور چنے چنے سات سو چالیس آدمي بندو سمیت دلي کو بھیجے گئے بعد اوس کے دلي کے گلي کونچوں میں اونٹوں پر سوار کر کے پھرائے گئے اور حقارت کي غرض اور جھبرے کتوں کے مشابھہ هونے کي نظر سے کالي بھیڑوں کے چمڑے ایسي طرح پہنائے گئے کہ اُن کے بال اوپر کي جانب کو رهے اور لوگوں کي زبانوں سے کھوتي کھري سنوائي گئي جن کے سننے کے وہ بلاشبھہ شایان و سزاوار تھے مگر جو مکافات اُن کے لیئے تجویز هوئے وہ اون کے جرموں کي مقدار سے بہت زیادہ تھے اگرچہ وہ جرم بھي بجاے خود بہت بڑے تھے چنانچہ سات دن تک تھوڑے تھوڑے کر کے گردن مارے گئے مگر وہ نہایت مستقل رهے اور جبکہ جان بخشي کے عوض میں تبدیل مذهب کي درخواست هوئي تو بڑي حقارت سے پیش آئے اور اپنے دین پر نثار هوئے *

بندو کو زیادہ ظلم و عذاب کے واسطے باقي رکھا چنانچہ زربفت کي پوشاک اُس کو پہناکر اور لال پگڑي بندھواکر لوهے کے پنجرے میں بند کیا اور تماشائیوں کو اُس کا تماشا دکھلایا اور ایک جلاد اُسکے پیچھے ننگي تلوار اوٹھاکر کھڑا هوا اور چاروں طرف اُس کے چیلوں کے سروں کو بھالوں کي نوکوں پر قایم کیا اور وہ بلي جو ساتھہ اُس کے آئي تھي بھالے کي اني پر اسغرض سے لٹکائي گئي کہ یہہ بات اوسپر واضح هوجاوے کہ اوس کي ساري چیزیں نیست نابود کي گئیں بعد اوسکے اوس کے هاتھہ میں ایک تیغہ دیا گیا کہ وہ اپنے شیرخوارہ بچے کو قتل کرے مگر جبکہ اوس نے انکار کیا تو اوسکے بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُسکا کلیجا نکالکر اوس کے مونھہ پر مارا اور وہ خود گرم گرم سیخوں سے پاش پاش کیا گیا

ملانے میں رعب داب اپنا برتے اور حسن علیخاں کے ساتھہ مل جانکر کوشش کرنے کے حملہ سے آس کی بربادی کو پورا کرے اور جب موقع پاوے تو سب کاموں سے آس کی تباہی کو متقدم سمجھے مگر احکام مذکورہ بالا کے مقابلے میں داؤد خاں نے وہ طریقہ برتا جو اُسکی مشہور خصلت کے مطابق و موافق تھا چنانچہ یکلخت اُسنے حسین علیخاں سے بگاڑی اور علانیہ دشمن سمجھکر آس کے مقابلہ کو چلا اور بہت جلد اُس مقابلہ کو میدان کی زور ازمائی پر پہونچایا غرض کہ ایسی تندی تیزی سے حملہ کیا کہ حسن علیخاں کی فوج ادھر اودھر ہونے لگی اور پراگندگی پھیل گئی اور داؤد خاں نے اپنے بھائی بندوں میں سے تین سو تین سو تلوار والے سورما جوانوں کو انتخاب کیا اور خود حسین علیخاں کی جانب کو سیدھا دوڑا حسب اتفاق ایسے گھمسان کے وقت میں جو تصفیہ کی گھڑی تھی داؤد خاں کے سر میں گولی لگی چنانچہ گولی کے لگتے ہی وہ زمین پر گرا اور آس کے گرتے ہی لڑائی کا پاسا پلٹ گیا اور جوں ہی کہ آس کی بی بی نے جو ایک رانی تھی اور خاندیس سے ہمراہ اُس کے آئی تھی خاوند کی سناونی سنی تو فی الفور اُس نے پیش قبض اپنے پیٹ میں مارا اور اپنی جان کو ہلاک کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۱۶ع مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری میں واقع ہوا *

بعد آس کے مرہٹوں کے مقابلہ پر حسن علیخاں روانہ ہوا اور بادشاہ کے دمہ جسکی بدولت یہہ مقابلہ اُس کو پیش آیا کوئی الزام نہ لگایا † اور آسی زمانہ میں آن نزاعوں کے باعث سے جو بہت دنوںسے مسلمانوں میں چلے آتے تھے سکھوں کو زور قوت کے جمع کرنے اور جمعیت کے بڑھانے کا موقع ملا یہ آیا چنانچہ بندو کمیں و گوشہ سے نکلا اور بادشاہی فوج کو شکست فاحش دیکر پہلے کی نسبت ہموار ملکوں کو بڑے

† بیان مذکورہ بالا سیرالمتاخرین اور سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن سے لیا گیا جنہوں نے خافی خاں سے نقل کیا

جب که بظاهر اتفاق هوگیا اور امن امان قایم رها تو بادشاه کا بیاه راجه اجیت سنگهه کي بیټي کے ساتهه ایسي دهوم دهام سے رچایا گیا که ویسي کرو فر ابتک کسي بیاه میں نهوئي تهي اور راجه اجیت سنگهه نے اپني خود مختار ریاست میں بیٹهے بیٹهے عین دارالسلطنت میں بات اپني بني هوئي دیکهي جهاں سے عالمگیر کے ظلم و تعدي سے عهد طفولیت میں جان اپني بچاکر بهاگا تها *

بعد اُسکے ماه دسمبر سنه ۱۷۱۵ ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۲۷ هجري میں حسین علیخاں دکن کو روانه هوا مگر یهه بات اپنے جي میں خوب سمجهه چکا تها که اپني غیر حاضري میر جمله کي حاضري کا ذریعه هوگي چنانچه رخصت کے وقت بادشاه سے اُس نے یهه گذارش کي که اگر خدا نخواسته میرے بهائي کي حکومت میں کسي قسم کا رخنه پڑیگا تو خبر کے پهونچنے سے تین هفتوں کے اندر اندر فوج سمیت آپ کي خدمتگذاري کو حاضر هونگا *

حسین علیخاں کي مصروفي کے واسطے لڑائي کے معمولي اتفاقوں پر بادشاه نے کفایت نه کي بلکه داؤد خاں پني سے ملتجي هوا جو اپنے تهور و شجاعت سے چار دانگ هندوستان میں مشهور و معروف تها اور دکن کي کهانیوں اور کهاوتوں میں اب تک یاد بود اُس کي باقي هی حال اُس کا یهه تها که فرخ سیر کي تخت نشیني کے بعد گجرات کے صوبه پر منتقل کیا گیا تها اور اُس صوبه پر خاندیس کا صوبه بڑهایا گیا تها داؤد خاں کي گرمجوشي حسین علیخاں کے مقابله میں اِسلیئے بهروسے کے قابل تهي که وه ذوالفقار خاں کا خواجه تاش اور پرانا رفیق تها اور حسین علیخاں ذوالفقار خاں کي بربادي کا ذریعه هوا تها غرض که خفیه خفیه داؤد خاں کو یهه هدایت کي گئي که خاندیس کے صوبه میں فی الفور جاوے اور جسقدر فوج اکتهي کرسکے همراه اپنے لیجاوے اور علاوه اس کے مرهټوں اور دکن کے رئیسوں کو حسین علیخاں کے مخالف

کي بات هی تو اوسنے شرایط پیش کردہ راجہ پر کچھہ حجت نکي اور لڑائي کو طول ندیا اور حبکہ راجہ نے مراد اپنی پوري دیکھي تو بادشاہ کي منفعت کے لیئے نقصان اپنا گوارا کیا اور سکھائي اپنے من نہ بڑا عرض کہ راجہ سے ایسي شرطوںپر آشتی پیدا کي کہ بظاہر بادشاہ کے حق میں عزت و حرمت کے معدد تھیں یعني راجہ نے اقرار کیا کہ تیرے همراہ اپنے بیٹے کو دلي کے دربار میں روانہ کرونگا اور بادشاہ کو دولا دونگا *

جبکہ حسین علیخاں دلي کو واپس ایا تو درباري لوگوں کي باہمي بےاعتمادي زیادہ ہوئي اور جیسا کہ بادشاہ استقلال همت اور کمال عقل سے معرا تھا ویسا هي ایمان و عزت سے بھي مبرا تھا اور اسلیئے وہ ایسا بہت بابي تھا کہ اوسکي طرسے محفوظ و مطمئن رهنا بہایت دشوار تھا *

غالب یہہ هی کہ پختہ وجوہات اور عمدہ علامات سے سیدوں نے یہہ قیاس کیا تھا کہ همارے مخالفوں نے هماری جان و مال کا ارادہ کیا چنانچہ اُنھوں نے اپنے متعلقوں کے آس پاس اپني فوجوں کو جمایا اور دربار کا جانا چھوڑا بعد آسکے جب بادشاہ کي نوبت آئي تو وہ پریشان و مضطر ہوا اور مختلف فریقوں کے ٹھاٹ ساماںوں سے خود دارالسلطنت کو پریشانی حاصل ہوئي اور کوئي علاج آسکے سواے باقي نرہا کہ ابھي جھگڑا قایم کیا جاوے یا نامرد اب مردوں کي اطاعت کریں غرض کہ بادشاہ کو سمجھا بوجھا کر یہہ اجازت حاصل کی کہ قلعہ مبارک جس میں خاص بادشاهي منزل بھي واقع تھا سیدوں کے پہرے میں رهے علاوہ آسکے خود سید بھي شرایط آشتي کے تصفیہ کے لئیے حاضر آئے چنانچہ یہہ قرار پایا کہ میر جملہ بہار کا حاکم مقرر کیا جاوے اور دربار میں رہنے نپاوے اور عبدالله خاں سے وزارت متعلق رهے اور حسین علیخاں دکن کی حکومت قبول کرے اور فی الفور اپني فوج اوٹھاکر اُس دور دراز صوبہ کو چلا جاوے *

ان دونوں سیدوں کو اپني سعي و خدمت کے معاوضہ اور اُس امداد و اعانت کے بدلہ اور بادشاہ کي دوں همتي اور بڑي نیازمندي اور تضرع و زاري سے جسکو اُسنے استعانت کے وقتوں میں برتا تھا یہہ قوي توقع اور بہت بڑي امید تھي کہ فرخ سیر کي تخت نشیني پر تمام حکومت کا اختیار اپنے هاتھوں میں هوگا اور بادشاہ اپني نمود و نمایش اور درستي و آرایش میں مصروف رهیگا اور مال و دولت کي دهش اور قدر و منزلت کي بخشش میں اسقدر اختیار اُسکو دیا جاریگا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو راضي کرسکے مگر اس انتظام سے نہ فرخ سیر راضي هوا اور نہ دوست اُسکے خوش هوئے ڈھاکہ واقع بنگالہ کا قاضي بادشاہ کا بڑا معتمد تھا جسکو بادشاہ نے میر جملہ کا خطاب عنایت فرمایا تھا اگرچہ یہہ قاضي بڑي لیاقت کا آدمي نتھا مگر اپنے تنگ حوصلوں اور چھوٹے ارادوں کا مستقل تھا اور یہہ بات اُسکي فرخ سیر کي ایسي کم ظرف طبیعت پر حاوي هونے کے شایاں و مناسب تھي جو بڑے بڑے منصوبے تو درکنار چھوٹے چھوٹے ارادوں میں بھي مضبوط و مستقل نتھي بشرطیکہ کوئي امداد اوسکي نکرے بادشاہ کو اوس حکومت پر رشک و حسد کا کھانا کوئي بڑا کام نتھا جسکے انصرام و اهتمام کي لیاقت خود اوس میں موجود نتھي اور سیدوں کي متکبرانہ چال ڈھال سے اونکي ضد و مخالفت کي راہ چلنے کے لیئے معقول وجہہ هاتھہ آئي *

پوشیدہ مجلسوں میں پہلے پہلي یہہ تدبیر اوس نے سوچي کہ اونکي زور قوت کو بانٹ چونٹ کر گھٹانا چاهیئے چنانچہ اس غرض کي تکمیل کے لیئے حسین علیخاں کو مارواڑ والے اجیت سنگھہ کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جبھي یہہ پیغام اوسکے پاس پوشیدہ بھیجا کہ کوئي بات اس سے زیادہ ما بدولت کو مقبول و مرضي نہیں کہ تم حسین علیخاں کا سخت مقابلہ کرو مگر اس لیئے کہ حسین علیخاں نے یہہ سمجھہ لیا تھا کہ بہت دنوں تک لڑائي میں مصروف رهنا اور دربار سے غایب هونا بڑے اندیشہ

میدان میں مردہ سمجھہ کر چھوڑا گیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ باغیوں کو کامیابی نصیب ہوئی اور بادشاہ بھیس بدلکر دلی کو بھاگا اور ذوالفقار خاں باقی فوج اپنی لیکر دلی کو چلتا ہوا اور جبکہ بادشاہ دلی میں پہونچا تو اسد خاں والد ذوالفقار خاں کے گھر میں بے تکلف چلا گیا اسد خاں پرانے باپی نے اُسکو نظر بند کیا اور جب ذوالفقار خاں آیا تو اُسکو سکھا پڑھا کو اسبات پر راضی کیا گو وہ پہلے پہل اُسپر راضی نہوا تہا کہ اپنی اولوالعزمی کی کل یعنی جہاندار شاہ سے کنارہ کش ہوکر اُسکو نئے بادشاہ کے حوالہ کرے اور پرانے بادشاہ کے خون کے وسیلہ سے نئے بادشاہ سے آشتی حاصل کرے *

جبکہ فرخ سیر دلی کے قریب آپہونچا تو دونوں باپ بیٹے حصول ملازمت کے واسطے حضور آئے اور اپنے آقاے بدبخت کو بطور نذر و تحفہ کے پیش کیا حاصل یہہ کہ فرخ سیر نے اسد خاں کی جان بخشی کی اور ذوالفقار خاں اُسکے بیٹے کو تمام عمر کی دغابازی اور خود کامی کے پاداش و تدارک میں جد سے مارکر اس قابل کرکھا کہ بادشاہی ڈیوڑی سے صحیح سلامت گھر کو چلا جاوے اور اُسکے آقاے بدبخت کو بھی اُسی دن یعنی چہارم فروری سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۱۲۵ ہجری کو قتل کرایا اور بعد اُسکے اور بہت سے لوگوں کو بھی گردن مارا *

فرخ سیر کی سلطنت کا بیان

جیسا کہ قیاس کا مقتضی ہی کہ فرخ سیر کی تخت نشینی سے اُس کے حامیوں اور مطیعوں کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئی ہونگے ویسا ہی ظہور میں آیا چنانچہ حسین علیخاں کا بڑا بھائی عبداللہ خاں وزیر اُسکا مقرر ہوا اور حسین علیخاں نے امیرالامرائی کے عہدہ پر سرداری پائی جو ساری سلطنت میں دوسرے درجہ کا عہدہ تہا یہہ دونوں بھائی اُن سیدوں کے بڑے معزز خاندان میں سے تہے جو بارہہ میں بستے تھے اور اپنی اصل و سرشت کے باعث سے بہی دونوں بھائی سیدوں کے نام سے ہندوستان میں مشہور و معروف ہوئے *

شریفوں اور پرانے امیروں کو محروم رکہا تہا علاوہ اوس کے اون کم ظرفوں نے ایسي اوبلتي چاتي تهي که امیروں سے کبهه ادائي کرتے تهے اور طعن و تشنیع سے پیش آتے تهے اور بادشاہ کي جانب سے روک توک اون کي نهوتي تهي اگرچه اِن ناشایسته حرکتوں سے امیر اوس کے متنفر هوئے اور اوس کي اعانت سے طرح دیگئی مگر ذوالفقار خاں کے ظلم و غرور کو بهي اوٹها نسکے جو اب هر پایه کے لوگوں سے برتا جاتا تها اگر سب لوگوں کا اِلتفات ایک بیروني خطرہ پر مائل نهوتا تویهي غالب تها که وہ امیر اپني نارضامندي اور دل‌گرفتگي کي ضرورت سے بغاوت پر علانیه آمادہ هو جاتے *

جهاندار شاہ نے پہلے پہل یهه برا کوتک کیا که بادشاهي نسل کے شاهزادوں کو ڈهونڈ ڈهونڈ کر قتل کرایا اور منجمله اون شاهزادوں کے جو اوسکے زور ظلم سے محفوظ و مامون رهے فرخ سیر عظیم الشان کا بیٹا تها جو بهادرشاہ کے مرتے دم بنگاله میں موجود تها یهه شاهزادہ بهادرشاہ کے انتقال اور اپنے باپ کي تباهي کے بعد سید حسین علي خاں سے ملتجي هوا اور اوسکي وفاداري اور رفاقت و شفقت کا دامن پکڑا جو صوبه بهار کا حاکم اور اوسکی باپ کا بڑا رفیق تها چنانچه حسین‌علیخاں نے اوس کے مقدمه میں تائید اور اوسکی فروغ و ترقي کي تدبیر کي اور اپنے بهائي عبدالله خاں حاکم الهآباد کو بهي سمجها بوجها کر فرخ سیر کا حامي بنایا حاصل یهه که فرخ سیر نے ان امیروں کي امداد و اعانت سے ایک فوج الهآباد میں فراهم کي اور جو فوج اوسکے دبانے کو جهاندارشاہ نے روانه کي تهي اوسکو مار پیٹ کر پچهلے پیروں بهگا دیا اور رفته رفته آگرہ کے قرب و جوار تک پهونچا جهاں جهاندار شاہ اور ذوالفقار خاں کے ستر هزار آدمیوں سے مقابله پیش آیا یکم جنوري سنه ۱۷۱۳ع مطابق ۱۵ ذي‌الحجه سنه ۱۱۲۴ هجري کو ایسي کڑي لڑائي پڑي که دونوں فریق اچهي طرح سے توٹ کر لڑے اور حسین علیخاں فرخ سیر کا حامي عین

لگانے بجھانے کا اور سازش کرنیکا شوق ذوق اب تک چلاجاتا تھا جیسے کہ پہلے وقتوں میں پیش نظر رہتاتھا اُن کے آپس میں چندے باہم اتفاق رہا اور وہ بھی تھوڑے دنوں کے واسطے تھا اِس لیئے کہ عظیم الشان کي شکست اور وفات تک باقي رہا مگر تھوڑے دنوں بعد آپس میں دوبھائي مخالف ھوئے اور جب ایک بھائي نے دوسرے بھائي پر فتح پائيؔ تو تیسرے بھائي سے فیروز مند بھائي ہر روز فتح سے اگلي صبح کو حملہ کیا مگرمیدان میں مارا گیا اور جب کوئي وارث نرھا تو بقول اُس کے کہ ھنرمنداں بمیرند و بے ھنراں جاے ایشاں گیرند جھاندارشاہ بلا تکرار و حجت تخت نشین ھوا یہہ واقع مئي یا جون سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق جمادي الاول سنہ ۱۱۲۴ ھجري کو وقوع میں آیا *

جھاندار کي سلطنت کا بیان

جب کہ جھاندارشاہ تخت پر بیٹھا تو ذوالفقار خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا اور وجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اُس مکار ولایق سردار نے مذکورالصدر قصہ کے زمانہ میں جھاندار شاہ کي اعانت کي تھي اور اِس اعانت کي وجہہ یہہ تھي کہ اُس شاھزادہ کي خراب عادتوں اور برے کوتکوں سے یہہ سمجھا تھا کہ ایسے قوي وزیر کے ھاتھوں میں بطور ایک چلتي پورتي کل کے رھنے کے لئے نہایت مناسب ھے چنانچہ مراد اُس کي پوري ھوئي اور آغاز کار سے اوسنے حکومت میں دخل و تصرف کرنا شروع کیا اور خود بادشاہ سے بغرور نخوت پیش آیا اگر جھاندار شاہ ایسا ھوتا کہ اپني جھالتوں حماقتوں سے اپني قدر و منزلت کو خاک مذلت میں نہ ملاتا اور اپني پیاري معشوقہ کے رشتہ داروں کي مراعات و مروت نکرتا اور اپنے امیروں کو نہ بگاڑتا تو ذوالفقارخاں کو یہہ جرات نھوتي کہ وہ بے ادائي سے پیش آتا یہہ بادشاہ ایک بیسوا پر مرتا تھا اور اوسکي خاطر سے اوسکے رشتہ داروں کو جو ذلیل حقیر اور رذیل و فرومایہ تھے بڑے بڑے عھدوں پرمعزز و ممتاز کیا تھا اور خاندانی

چنانچہ اِس دلیرانہ مہم میں بہت سے سکھہ کام آئے اور مسلمانوں نے بلا آیندہ مقابلہ کے قلعہ پر قبضہ کیا منجملہ اُن کے ایک آدمي کو جو سردار اُن کا معلوم ہوا اور اُسنے اپني اِمتیاز و شہرت میں ہر قسم کي جد وجہد اِنتہائي تھي گرفتار کرکے بڑي دھوم دھام سے بادشاہ کي خدمت میں روانہ کیا اور جبکہ وہ بادشاہ کے لشکر میں داخل ہوا تو چھان بین کے بعد اُس کي یہہ حقیقت دریافت ہوئي کہ وہ ایک چیلا ہی جسنے اپنے گرو کي حفظ حراست کي نظر سے جان اپني گنواني منظور کي اور عین دھاوے کے وقت اپني جان بچاکر بندو بھاگ گیا اگرچہ بادشاہ کو اُس چیلے کي جانثاري اور وفاداري سے نہایت حیرت ہوئي مگر یہہ جوانمردي نکي کہ جان اُسکي بخشدے بلکہ اُس اسیر پنجہ بلا کو لوہے کے پنجرے میں بند کرکے دلي کو روانہ کیا *

بعد اُسکی بادشاہ اُن کي تاک جھانک اور اُن کي غارتگري کي روک تھام کي غرض سے لاہور میں واپس آیا مگر یہہ مطلب پورا پورا حاصل نہوا تھا کہ بہادر شاہ اپني عمر کے اِکتہرویں برس قمري اور سلطنت کے پانچویں برس ماہ فروري سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق محرم سنہ ۱۱۲۴ ھجري میں جہان فاني سے گذر گیا تو سکھوں نے پھر غلبہ پکڑا *

بہادر شاہ کي وفات پر یہہ معمولي نتیجہ مترتب ہوا کہ اُسکی بیٹوں میں تخت نشیني کي بابت قصی قضائی قایم ہوئی چنانچہ بڑے بیٹی کي نالیاقتي سے جو بعد اُسکی جہاندار شاہ کے نام سے پکارا گیا دوسرے بیٹی عظیم الشان کو بڑي فوقیت حاصل ہوئي اور جوکہ ساري ؟ اور اکثر امیروں نے اُسکي اعانت کي تو یہي معلوم ہوا کہ اُسکو اپنے یفوں پروہ سبق و فوقیت حاصل ہے جسکا مقابلہ متصور نہوگا *

اُسکے تینوں بھائیوں نے اپنے فائدوں کي نظر سے باہم اتفاق کیا نانچہ وہ غالب آئی اور عظیم الشان ناکام رہا اگرچہ ذوالفقار خاں سمجھانے بوجھانے اور اُسکی جھوتی جھوتے وعدوں کے باعث سے جسکو

تعلقیاں تمام اُن ملکوں میں واقع ہوئیں جو ستلج اور جمنا کے مشرق میں واقع ہیں جن میں سے سکھہ لوگ گذر کر سہارنپور تک پہونچے تھے' چنانچہ حسب خاص خاص مقاموں کے حاکموں نے الگ ڈانٹ اُنکی کی تو لودھیانہ اور پہاڑوں کے درمیاں اُس ملک میں چلے گئے جو ستلج کے بالائی حصہ کے کنارے پر واقع ہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ملک اُس زمانہ میں اُن کا بڑا ٹھکانہ تھا اور وہ ملک اُن کی حالت کے لیئے اس لیئے مناسب تھا کہ جب کشادہ ملکوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو کمال آسانی سے وہاں چلے جاتے تھے اِس موقع پر بہت دنوں تک پہاڑوں میں چھپے رہے چنانچہ آیندہ یورشوں میں تاخت تاراج کو بڑی فراخی بخشی اور ملکوںکو ایسی بڑی وسعت سے لوٹا کہ ایک جانب کو لاہور کے قرب و جوار تک اور دوسری جانب کو خاص دلی تک خاک سیاہ کیا † *

غارتگریوں مذکورہ بالا کے وقوع سے بہادر شاہکو بذات خود مقابلہ کرنے کی ضرورت پڑی چنانچہ اُس نے بہت جلد اُنکو اُن کی حدوں کے اندر بھگایا اور پہاڑوں سے پناہ جوئی پر مجبور کیا مگر باوجود اِس کے مطیع و منقاد اُس کے نہوئے بلکہ اُن کے لیئے بڑی بڑی کوشش برتی گئیں اور جب کہ بندو مجبور ہوکر کسی قلعہ میں پناہ گزیں ہوا تو باد شاہ نے صرف قحط کی امداد و اعانت سے فتح کی توقع کی چنانچہ پورا محاصرا کیا گیا اور ایک مدت اُس میں صرف ہوئی اگرچہ سکھوں نے بھوک پیاس کی سختیاں اُٹھائیں اور بہت سے بھوکے پیاسے مرگئے مگر اُس قلعہ کی حفاظت کیئے گئے اور جب کہ مقابلہ سے مایوس ہوئے تو سخت مایوس ہوکر قلعہ سے نکلے اور جاں توڑکر ٹوٹ پڑے

† سکھوں کا سہارنپور تک پہونچنا سرجان مالکم صاحب اور فارسٹر اور خافیخاں' تینوں کی تاریخوں سے لیا گیا اور باقی آیندہ حالات اُن کے صرف خافیخاں کے بیان سے لیئے گئے

دیگئي اور مقام نادیر واقع دکن میں ایک ذاتي دشمن کے ھاتھہ سے مارا گیا † *

اگرچہ بعض وقتوں میں یہہ بات بجاے خود ممکن ھی کہ کسي سر سبز مذھب کي بیخ و بنیاد اوکھاڑي جاوے مگر وقوع اُس کا ایک بڑي مدت کے مستقل زور و ظلم سے متصور ھوتا ھی اور یہہ بات مغلوں کي سعي و کوشش سے اِس لیئے ممکن نہ تھي کہ اُن کي خاص قلمرو میں شور و فساد کے ھنگامی برپا رھتی تھے اور حکومت نہایت کم زور ھوگئي تھي *

مغلوں کے زور و ظلم سے سکھوں کي دیني حرارت دوگني مشتعل ھوئي اور اُن کے دلوں میں انتقام کا ارادہ گھرا بیٹھا اور بڑے غیظ و غضب سے نمایاں ھوا چنانچہ وہ لوگ ایک نئی سردار بندو نامي کے تحت حکومت ھوکر جس نے جنم سے سادہ سنتونمیں پرورش پائي تھي اور مزاج کا سفاک اور نہایت دلیر و دلاور تھا اپنے اپنے گھروں گوشوں سے نکلے اور پنجاب کے مشرق کو پایمال کیا اور جہاں جہاں اُن کا قدم گذرا وھاں ایسي ایسي بے رحمیاں برتیں جو کانوں سنیں نہ آنکھوں دیکھیں مسجدوں کو مسمار کیا اور ملاؤں کو گردن مارا اور اُن کے غیظ و غضب کو اصول مذھب کي مراعات اُور عورت بچوں کا ترس اور بڑے بوڑھونکا ادب نہ روک سکا غرض کہ بڑي سنگدلي بیرحمي سے شہروں کو برباد کیا اور شہر والوں کو ھلاک کیا یہاں تک تازہ مردوں کو اُن کي قبروں سے نکال کر گوشت اُن کا چیل کووں کو کھلایا *

بڑا مقام اِن زور ظلموں کا وہ سہرند تھا جس کے حاکم کو ایک قایم لڑائي میں سکھوں نے شکست فاحش دیکر اُس پر قبضہ کیا ایسي ایسي

---

† سرجان مالکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامہ صفحہ ۲۶۳ اس مورخ نے بیان کیا کہ گرو گوبند مغلوں کي ملازمت میں تھوڑي سي فوج کا حاکم ھوگیا تھا اور اسبات کو خافي خاں نے استحکام دیا

کو موقوف کیا اور پرستش کے معمولي طریقي چهوڑے اور
ڈهنگ نکلا اور شادي غمي کے جلسوں میں نئي نئي رسموں
دیا † غرض که یهه تبدیل ایسي موثر پڑي که باوصف اس کے به
خصوصیتیں متروک هوگئیں اب بهي اُن کي چال ڈهال میں
بو باس پائي جاتي هے جیسے که هندوستان کی او اصلي قومو
مترشح هوتي هے چنانچه دراز قامت اور دبلے چهرہرے اور باره
شمالي قوم هونے کے گندم گوں اور چابک سوار اور بندوق دار بندوق
دهني هوتے هیں اور سب لوگ اُن کے اب بهي سپاهي تو هیں مگ
دیلي حرارت باقي نهیں اگرچه طور طریق اُن کے معقول نهیں مگر
اکثر خوش مزاج اور صحبت کے قائل اور هرقسم کے لطف و لذت پر
مایل هیں *

گرو گوبند کے وقتوں میں رنگ ڈهنگ اُن کے مختلف تهے
چنانچه وه لوگ اُس وقت میں دین و مذهب کي حرارت اور دین
کے مخالفوں سے نهایت حقارت رکهتے تهے اور اپنے معامله کي ترقي کامیابي
کي غرض سے هر کام میں بڑهے اور هر طرح کي مصیبت اٹهانے پر آماده
هتے تهے مگر اُن بدنصیبوں کي تکمیل و تعمیل کے لئے تعداد اُن کی کافي
ابي نه تهي جو مسلمانوں کي پاداش و تدارک کي غرض سے
چي بیچاري تهیں چنانچه جب مدت کے قصے قضاؤں کے بعد
گوبند کا یهه حال هوا که اُس کے قلعے جاں چهنا گئے اور ماں اور
بچے اُس کے گردن مارے گئے اور کچهه اتباع اُس کے کام آئے اور
سے زخمي هوگئے اور بعضے همت هار کر بیٹهه رهے تو عقل اُسکي
رهي اور بات اُس کی بگڑ گئي اور اب وه ایسا بودا هوگیا تها
کو ملکوں کي قلمرو میں بلا تکلف داخل هونے کي اجازت

† ...جان مالکم صاحب کا بیان مندرجه تحقیقات ایشیا جلد گیارهویں صفحه ۲۸۳ و ۲۸۸

کو فخر اپنا سمجھیں چنانچہ آنھوں نے گرو ہرگوبند کے وقتوں میں
جو آن کے مقتول گروکا بیٹا تھا ہتیار باندھکر انتقام کے لینے پر کمر باندھي
گرو ہرگوبند نے ظالموں کي نفرت حقارت اور اپني ایسي طبیعت کے
زور شور سے جو انتقام لینے پر بہت مائل تھي آنکو مستعد و آمادہ کیا
غرض کہ جب وہ علانیہ مغلوں کي سلطنت کے دشمن ہوگئے تو لاہور کے
گرد و نواح سے سکھوں کو خارج کیا گیا جہاں آج تک آن کا بڑا تھکانا
تھا یہاں تک کہ شمالي پہاڑوں میں پناہ جوئي پر مجبور ہوئے † اگرچہ
وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے مگر مسلمانوں سے مخالفت کیئے
گئے اور اپني جنگي عادتوں کو جب تک جاري رکھا کہ سنہ ۱۶۷۵ ع
میں گرو ہرگوبند کا پوتا جو نانک سے سلسلہ میں دسواں گرو ہوتا تھا
آس کي گدي پر بیتھا اسي گرونے پہلے پہل یہہ تجویز کي کہ سکھوں
کي مذہبي جماعت کو سپاہیانہ جمہوري سلطنت بناوے چنانچہ
اُس نے اپنے ارادے کو ایک یوناني مقنن کے طور طریقوں پر پورا کیا
گروگوبند نے اپنے لوگوں کي تعداد بڑھانے کي غرض سے ذات و قوم کا
امتیاز آتھایا چنانچہ مسلمانوں اور برہمنوں اور چنڈالوں کو جو جو
لوگ اس کے مرید و معتقد ہوئے برابر تسلیم کیا اور آن کے اتحاد و اتفاق
کے لیئے ایک طرح کا پیرایہ اور خاص خاص طور و طریقے مقرر کیئے جنکے
ذریعہ سے تمام اتباع آس کے جہان کے لوگوں سے ممتاز ہوئي یہہ قاعدہ
تھہرایا کہ ہر مرید آسکا اپنے روز ولادت سے یا روز ارادت سے سوگندي سپاہي
بنارہی اور کسي نہ کسي طرح ہمیشہ پاس اپنے لوہا رکھے اور نیلے کپڑے
پہنے اور داڑھي اور سرکے بالوں کو بڑھنے دے اور بدن کے کسي بال کو
الگ نکرے *

هندوؤں کے دیوتوں کي تعظیم اور برہمنوں کا ادب قایم رکھا اور
گاؤکشي کي سخت ممانعت کي اور کھانے پینے کي تفریق و ممانعت

† سرجان مالکم صاحب کي تاریخ کا صفحہ ۴۱۴

سکهوں کے فسادوں کا بیان

سکهوں کي قوم جن پر بادشاه نے بضرورت فوج کشي کي
اصل و حقیقت میں ایک مذهبي فرقه تها اور اُس زمانه میں قوم
بنتي جاتي تهي اور همارے وقتوں میں هندوستان کي ریاستوں میں
بڑے جاه و جلال اور شان و جمال کو پهونچي *
بنیاد اِس فرقه کي گرو نانک نے ڈالي تهي جو پندرهویں صدي ع
آخر میں بڑي ٹیپ ٹاپ سے نمایاں هوا اور سائیں کبیر کا چیلا تها اگرچه
هندواني توحید کا قایل تها جس میں پیغمبروں کا واسطه مانا نهیں گیا
مگر خاص اُسکا مسئله یهه تها که سارے مذهبوں کو گوارا رکهنا اور کسي سے
مذهبي پرخاش نکرنا عین صواب هے اور یهه بهي قول اُس کا تها که
خداتعالی کو پوجنا تو فرض و لازم هے مگر طریقوں کي حفظ و مراعات
چنداں ضروري نهیں اور هندو مسلمانوں کي پرستش خدا کے نزدیک
مساوي هے † اس مذهب کے خلاصه سے جو صلح کل کا مضمون هے
یهه پوري توقع تهي که اهل و اتباع اُس کے تمام انسانوں سے امن و امان
ں رهینگے مگر منجمله مسلمانوں کے ایسے لوگوں کو یهه فیاضي
اسردي اور مرنج و مرنجاں کا مضمون نهایت ناپسند هوا جو نهایت
ب اور کمال متعصف تهے چنانچه جب یهه فرقه ایک مدت سے
چپ چپاتے ترقي پکڑتا گیا تو مسلمانوں کو رشک و حسد پیدا
ں تک که اس فرقه کا گرو اکبر بادشاه کے سال انتقال کے اندر
ء ۱۶۰۶ میں مارا گیا ‡ اور حق یوں هے که یهه ستم واقع هوا تو
سے بے نفس لوگوں سے جو کسي کے ضرر کو گوارا نرکهیں اور اس و
سند کریں ایسي نڈر لڑوکا بنگئے جو دین کي ذات پر جاں کهونے

ر ولسن صاحب کا بیان مندرجه تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۲۳
ں مالکم صاحب کا بیان مندرجه تحقیقات ایشیا جلد گیارهویں

خود مختاري کا دعوی نه کیا تها مگر حال کي ملکي لڑائي میں اُسکے مخالف یعنے اعظم شاہ سے موافق هو گیا تها چنانچه اُسکي دارالریاست میں سپاهیوں کا ایک بڑا گروہ اپنا چهوڑا اور اُس امدادي فوج کي حکمراني اُس سے متعلق تو کي جو بادشاهي فوج کے همراہ گئي تهي مگر معلوم هوتا هی که اُس کي خاص ریاست میں تمام اختیار اُسکا ضبط کیا تها اور جب که یورش کے زمانه میں بادشاهي فوج نربدا پر پهونچي تو اجیت سنگهه بهي کسي وجهه سے ناراض هو گیا تها یہاں تک که یهه دونو راجے اپني اپني فوجیں لیکر الگ هو گئے اور بهادر شاہ کے مقابله پر متفق هوئے اور جوں هي که دکن کا قصه کام بخش کے مرنے پر طے هوچکا تو بهادر شاہ نے ان راجاؤں کے اتفاق توڑنے پر التفات اپنا مصروف کیا مگر راجپوتوں کي مملکت میں اب تک نه پهونچا تها که ناگاہ اُس کو یهه پرچا لگا که سکهوں نے سهرند پر قبضه کیا اور پنجاب کا ایسا حال سنا که اُسکو راجپوتوں کے مقدمه میں مجوزہ تدبیر کي تعمیل و تکمیل کي فرصت نه ملي † *

حالات مذکورہ بالا کے لحاظ سے بادشاہ نے راجپوتوں سے آشتي چاهي مگر راجپوتوں کي فریبي چالوں کا کهٹکامانع مزاحم هوا چنانچه خود نگیا بلکه اپنے بیٹے عظیم‌الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر جانے کو روانه کیا جو بادشاهي فوج کے رسته پر واقع تها اور وہ راجه اپني فوجوں سمیت وهاں موجود هوئے غرض که ساري درخواستیں اون کي منظور کي گئیں اور غالباً اون کو بهي ایسي معقول صورتوں میں چهوڑا گیا جیسیکه اودے پور والے کو چهوڑا تها یهه آشتي سنه ۱۷۱۹ع مطابق سنه ۱۱۲۱هجري میں واقع هوئي *

---

† سکاٹ صاحب کا ترجمه سرگذشت ارادت خاں صفحه ۵۸ اور ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحه ۷۷

کے باعث سے بقول اُس کے کہ * ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی * دربار میں حاضر رہنے سے مضبوط و مامون نہ رہ سکا تو بادشاہ نے اوس کو طلب فرمایا چنانچہ ذوالفقار خاں داؤد خاں پنی کو جسنے عالمگیر کی لڑائیوں میں آپ کو مشہور و ممتاز کیا تھا اپنی جگہہ چھوڑ کر روانہ ہوا اور داؤد خاں نیابت کا کام اس کی جگہہ کرتا رہا *

داؤد خاں نے ذوالفقار خاں اپنے اعلی افسر کی تدبیروں کا اتباع کیا اور ساہو راجہ سے ذاتی عہد نامہ ٹھہرایا چنانچہ اُس نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک میں دکن کا نایب رہونگا تب تک دکن کے محاصل سے اِس شرط پر چوتھہ دیا کرونگا کہ ملک کا محاصل میرے لوگ اٹھایا کرینگے اور تمہارا دخل و تصرف نہوگا *

یہہ انتظام ایسا معقول ہوا کہ اُسکی بدولت بہادر شاہ کی سلطنت کے آخر تک تمام دکن میں امن امان قایم رہا اور بادشاہ کے خیالوں کو یہہ فرصت ہاتھہ آئی کہ اب وہ اور جانب کو متوجہہ ہوویں جہاں اُسکی سعی و کوشش کی ضرورت دکن کی نسبت کچھہ کم نہ تھی چنانچہ جب وہ کام نقش کے دبانے کو جاتا تھا تو اُسنے راجپوتوں سے تصفیہ کرنا چاہا تھا اور اودےپور کے راجہ سے عہد نامہ کیا تھا جسکے ذریعہ سے وہ ملک اُسکو واپس دیا جو اُس سے چھینا گیا تھا اور وہاں کی مذہبی رسموں کو ویساہی جاری کیا جیسی کہ اکبر کے عہد دولت میں جاری ساری تھیں اور راجہ کو اس پابندی سے آزادی بخشی کہ دکن کی لڑائیوں میں فوج کی مدد دیا کرے بلکہ حقیقت میں خود مختاری اُس کو بخشی اور نام کی اطاعت باقی † رکھی بعد اُس کے مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھہ سے اُنہیں شرطوں پر عہد نامہ کیا مگر امدادی فوج کی اطاعت کو قایم رکھا اور جیپور کے راجہ جے سنگھہ پر بڑی کڑی کڑی شرطیں لگائیں اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اُس راجہ نے اگرچہ

† کرنیل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۱۵

چچا راجا رام کی بیوہ تارا بائی کے اہتمام انتظام سے بخوبی جاری تھا
اور وہ بی بی اپنے شیر خوارہ بیٹے کے نام سے حکومت کرتی تھی اگرچہ
مرہٹے لوگ ایک کام کے سردار کے بہم پہونچانے کی ضرورت سے راے گذہ
کی فتح کے پیچھے راجا رام کی تخت نشینی پر مایل ہوئے مگر اُس کے
بھتیجے ساہو کے موروثی استحقاق کو بھولے نہ تھے چنانچہ جب وہ
ضرورت باقی نرھی تو ساہو کے باپ دادے کی گدی کو اُس سے خالی
دیکھنا گوارا نہ کیا اعظم شاہ نے ان دعوی داروں کے قصے قضایوں سے فائدہ
اُٹھانا چاہا اور جبکہ وہ معظم شاہ کے مقابلہ کو جاتا تھا تو ساہو کو آسنے
رہا کیا جو اب جوان ہو گیا تھا اور یہہ اقرار کیا کہ اگر تو اپنے حق پر
قابض ہو گیا تو بہت مناسب شرطوں سے آشتی کی جاویگی یہہ تدبیر
اُس نے ذوالفقار خاں کی صلاح و مشورت سے برتی تھی چنانچہ تدبیر
اُس کی راس آئی اور مرہٹے سردار مختلف گروہوں میں منقسم ہوگئے
اور بجاے اُس کے کہ وہ اپنے دشمنوں یعنے مغلوں کو مغلوب کریں جو
بہت زیادہ مقابلہ کے قابل نرہے تھے خود آپسمیں لڑنے بھڑنے لگے اور ایسے
وقت میں کہ مغلوں کی سلطنت نہایت کمزور اور ناتوان ہوگئی تھی
کسی قسم کا نقصان اُن کو نہ پہونچایا اور جب کہ بعد اُسکے بہادرشاہ
مرہٹوں پر ملتفت ہوا تو ساہو کا غلبہ ملکی نزاعوں میں غالباً معلوم
ہوتا تھا اور ذوالفقار خاں نے جو آج کل بادشاہی عنایتوں کا منظور
نظر تھا یہہ چاہا کہ اورنگ زیب کی پیش کردہ مراعاتوں اور عنایتوں کے
بموجب مرہٹوں سے آشتی کی جاوے مگر منعم خاں نے شرطوں کو
منظور کرکے تارا بائی سے آشتی چاہی اور شرایط مقررہ کا عنایت کرنا
اُسی کے لیئے تجویز کیا چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ آشتی کے
مقدمہ میں جو خط کتابت ہوئی تھی وہ بالکل ضایع گئی اور وہ سعی
مشکور نہ ہوئی جب کہ بہادر شاہ دکن سے روانہ ہوا تو دکن کی نیابت
ذوالفقار خاں کو عنایت فرمائی مگر جو کہ وہ سردار اپنی حسن لیاقت

بہي بہي معاملے برتے مگر خاص منعم خاں کے صدق و وفا پر معتمد رہا جو کابل میں بڑا سردار اُس کا تہا یہاں تک کہ وہي وزیر اس کا ہوا اور یہہ منعم خاں بہي بڑا لایق فایق اور نہایت نیک نیت اور پاک طینت وزیر تہا اور جو کہ بادشاہ میں سرعت غضب کے علاوہ کوئي عیب و عار نہ تہا تو اُس کي تخت نشیني کو رعایا کے بڑے حصے نے بہت مبارک سمجہا جو اورنگ زیب کے تعصبوں اور سخت ضرر رسانوں سے کسي قدر نجات و تشفي کي متوقع تہي اور یہہ بہاري نقصان اُن پر اُس کي سینہ زور لڑائیوں کي وجہہ سے عائد ہوئے تہے *

اگرچہ شاہزادہ کام بخش اپني اصل و طبیعت سے خود بین و خود پرست اور درشت طبیعت اور نہایت بد مزاج تہا اور باوصف اس کے اُس نے اعظم شاہ کي بادشاہي کو تسلیم کیا تہا اور اُسکي جاگیر اُس پر مضبوط و مستحکم کي گئي تہي مگر بہادر شاہ کي بادشاہت سے منکر تہا بہادر شاہ نے عنایتوں کي مار مار اور نوازشوں کي بوچہار سے بہت کچہہ چاہا کہ وہ اُس کا حامي ہوجاوے مگر کچہہ فائدہ حاصل نہوا یہاں تک کہ اُس پر فوج کشي ہوئي اور ایک لڑائي میں جو حیدرآباد کے متصل واقع ہوئي تہي شکست فاحش کہائي اور اُسي روز اپنے کاري زخموں کي تکلیف و اذیت کے مارے مر گیا یہہ واقعہ ماہ فروري سنہ ۱۷۰۸ع مطابق ذي قعدہ سنہ ۱۱۱۹ ہجري میں واقع ہوا *

دکن کے کاروبارں اور راجپوتوں کا بیان

دکن میں موجود ہونے کے باعث سے بہادر شاہ نے یہہ سوچا بچارا کہ مرہٹوں سے کیا معاملہ برتنا چاہیئے اور اُن سے کس طرح پیش آنا مستحسن ہے اور یہہ وقت وہ تہا کہ اُس میں صلح کا کرنا اُس وقت کي نسبت بہت سہل و آسان تہا جب کہ عالمگیر کے مرنے پر سلطنت کا تخت ... وفات اورنگ زیب کے زمانہ میں ساہو مرہٹوں کا حقدار ... متعدد تہا اور مرہٹوں کي حکومت کا کاربار اُسکے

بارهواں حصه

اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

پهلا باب

محمد شاه کي تخت نشیني تک

بهادر شاه کا بیان

جونهي که شاهزاده اعظم نے باپ کي سناوني سني تو باپ کے لشکر میں واپس آیا اور ایک هفته کے بعد اپنے باپ کي وصیت پر خاک ڈالکر اپني بادشاهي کي منادي پهروائي *

شاهزاده معظم نے بهائي کي نسبت عمده وجوهات کے بهروسے سهارے شهر کابل میں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بهادر شاه کا خطاب اختیار کیا غرض که بقول اُسکے که دو بادشاه درا قلیمے نگنجند دونو مدعي بادشاهوں نے هتیاروں کے ذریعه سے اپنے دعووں کے قیام و استحکام کي طیاریاں کیں اور باوصف اِس کے که سلطنت کا حال بغایت پتلا تها بڑي بڑي فوجیں اکٹهي کرکے جنوب آگره کے متصل باهم مقابل هوگئے حاصل یهه که ایسي بڑي لڑائي پڑي که اعظم شاه اور اس کے دو جوان بیٹے مارے گئے اور چهوٹا بیٹا شیر خوار اُس کا گرفتار آیا یهه مقتول شاهزاده ایسا مغرور و متکبر تها که اُس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار اُس کے ناراض تهے چنانچه منجمله اُن کے اسد خاں اور اُس کا بیٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحده هوگئے تهے اور لڑائي کا تماشا دیکهتے تهے اور جب که ماه جون سنه ۱۷۰۷ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۱۱۹ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوچکا تو اُن دونوں باپ بیٹوں نے اطاعت کا پیغام بهیجا چنانچه بهادر شاه لطف و عنایت سے پیش آیا اور بڑے مرتبه پر اُن کو پهونچایا اور علی‌هذالقیاس اعظم شاه کے اور رفیقوں سے

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کی
فوجوں میں واقع ہوئی تہیں اور کمپنی کی تاریخ میں اونکو بڑی قدر و
منزلت کا سمجھا گیا خانی خاں نے اون بے ہنر مخالفوں کی آیندہ
قدر و مرتبہ کو بچشم عبرت ملاحظہ نکیا کہ وہ کیسی ہنر مند ہو
جاوینگے *

بارهواں حصہ

اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

پہلا باب

محمد شاہ کي تخت نشیني تک

بہادر شاہ کا بیان

جونهي که شاهزاده اعظم نے باپ کي سناوني سني تو باپ کے لشکر میں واپس آیا اور ایک هفته کے بعد اپنے باپ کي وصیت پر خاک ڈالکر اپني بادشاهي کي منادي پهروائي *

شاهزاده معظم نے بهائي کي نسبت عمده وجوهات کے بهروسے سہارے شہر کابل میں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بهادر شاه کا خطاب اختیار کیا غرض که بقول اسکے که دو بادشاه درا قلیمے نگنجند دونو مدعي بادشاهوں نے هتیاروں کے ذریعه سے اپنے دعووں کے قیام و استحکام کي طیاریاں کیں اور باوصف اِس کے که سلطنت کا حال بغایت پتلا تها بڑي بڑي فوجیں اکٹهي کرکے جنوب آگره کے متصل باهم مقابل هوگئے حاصل یهه که ایسي بڑي لڑائي پڑي که اعظم شاه اور اس کے دو جوان بیٹے مارے گئے اور چهوٹا بیٹا شیر خوار اُس کا گرفتار آیا یهه مقتول شاهزاده ایسا مغرور و متکبر تها که اُس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار اُس کے ناراض تهے چنانچه منجمله اُن کے اسد خاں اور اُس کا بیٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحده هوگئے تهے اور لڑائي کا تماشا دیکهتے تهے اور جب که ماه جون سنه ۱۷۰۷ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۱۱۹ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوچکا تو اُن دونوں باپ بیٹوں نے اطاعت کا پیغام بهیجا چنانچه بهادر شاه لطف و عنایت سے پیش آیا اور بڑے مرتبه پر اُن کو پهونچایا اور علی‌هذالقیاس اعظم شاه کے اور رفیقوں سے

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کی
فوجوں مدں واقع ہوئی تھیں اور کمپنی کی تاریخ میں اونکو بڑی قدر و
منزلت کا سمجھا گیا خافی خاں نے اون بے ہنر مخالفوں کی آیندہ
قدر و مرتبہ کو بچشم عبرت ملاحظہ نکیا کہ وہ کسی ہنر مند ہو
جاوینگے *

مگر بدانتظامی کے باعث سے اوس جہاز پر قابض ہوئی وقوع واقعہ پر
اورنگ زیب نے یہہ حکم صادر کیا کہ جو جو انگریزی کوٹھی والی ہماری
بندرگاہوں میں تجارت کا کاروبار کرتے ہیں پکڑے جاویں اور حبشیوں
کو یہہ ہدایت کی گئی کہ بمبئی کو انگریزوں سے خالی کراویں *

انگریزوں نے یہہ انتقام اُس کا لیا کہ بادشاہی ملازموں کو پکڑا اور
خافی خاں کے بقول اُن حبشیوں نے بھی انگریزوں سے واسطہ علاقہ توڑا
اس لیئے کہ اُنکے آپسمیں میل جول کی رسم جاری تھی یہانتک
کہ گجرات کے نایب سلطنت نے خود خافی خاں کو بطریقہ ایلچیگری
بمبئی کو روانہ کیا خافی خاں لکھتا ہی کہ بڑی قدر و منزلت سے میری
آؤ بھگت ہوئی اور جنگی قوت کی بہت سی چیزیں دکھائی گئیں خافی
خاں نے پرانے انگریزوں سے سوال و جواب کیا جو بھاری قیمت
کے لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ گاہ گاہ اُس سے بہت کہل کہلکر ہنسے جو ایسے
موقع پر شایاں و مناسب نتھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُنکی تیز فہمی اور
عقل و ہوشیاری کا خیال اُسکی طبیعت پر اچھا بندھا انگریزوں نے شکایت
کے جواب میں ظاہر کی کہ یہہ راست بیان تھا کہ بادشاہی جہاز کو
قزاقوں نے لوٹا اور اُنکی جوابدہی ہمارے ذمہ نہیں اور جبکہ یہہ سوال
کیا گیا کہ تمنے ہمارے بادشاہ کی قلمرو میں اپنے بادشاہ کے نام کا سکہ
کسلیئے جاری کیا تو جواب اسکا یہہ دیا کہ ہم تجارت پیشوں کو ایسے
ایسے مقاموں میں سودا سلف کرنا پڑتا ہی جہاں تمہارے بادشاہ کا
سکہ جاری نہیں *

حال اوس تصفیہ کا جو اس موقع پر واقع ہوا بیان نہیں کیا گیا مگر
اور مورخوں کے ذریعہ سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ انگریزوں نے کسیقدر
روپیہ دینے کا اقرار کیا یعنی باہم آشتی ہوگئی *

یہہ بات اچنبھی کی ہی کہ ایسی خفیف معاملہ کو خافی خاں
نے بیان کیا جسمیں وہ خود مصروف ہوا تھا اور اوس لڑائیوں کے بیان

ہیں جو اکبر بادشاہ کی خوبی و خصلت کی حسن و خوبی سے بالکل
اندھے ہو گئے مگر اور ایسے آدمی اوسی وقت بہت کم ہیں جنکی سوچ
سمجھہ کی رائیں اورنگزیب کی ترجیح پر اکبر کی نسبت مایل
ہونگی *

مختلف معاملوں کا بیان

واضح ہو کہ بعض بعض ایسے متفرق واقعے ہیں جنکا فروگذاشت
کرنا مذکور الصدر سلطنت کے بیان میں مناسب نہیں معلوم ہوتا جاٹوں
کی بغاوت کا بیان اوپر مذکور ہوچکا اور اصل و حقیقت اونکی یہہ ہی
کہ وہ شودر قوم کے ہندو ہیں جو آگرہ کے پاس ایک خطے میں بستے
رہتے ہیں اور دارالریاست اونکا بھرت پور ہی اگرچہ ملک اونکا کشادہ
اور آگرہ اور متھرا کے پاس واقع تھا مگر اورنگزیب کے عہد دولت میں
شور و فساد برپا کرتے رہے اور بعد اوسکے اگلی سلطنتوں میں ایسی منزلت
کو پہونچی کہ ایک وقت آگرہ پر قابض و متصرف ہوگئی اور ہندوستان
کے میدانوں میں وہی لوگ اون لوگوں میں سے پچھلی تھی جو انگریزوں
کی حکومت کے مانع مزاحم ہوئی تھی *

اورنگزیب کے عہد حکومت کے اڑتیسویں برس یعنی سنہ ۱۶۹۳ع
میں ایک جہاز ہوائی سورت کے بندر سے حاجیوں کے واسطے چلایا گیا
تھا جسمیں اسی توپیں اور چار سو بندوقیں ٹھاٹ سامان سے آراستہ
پیراستہ † تھیں حسب اتفاق انگریزوں کے چھوٹے جہاز نے اوس جہاز پر
حملہ کیا بادشاہی جہاز میں ایک توپ پھٹ گئی اور انگریز اپنے ہتیار
باندہ کر اوس جہاز میں گھس گئے اگرچہ عیسائی تلوار کے دھنی نتھی

---

† اگرچہ یہہ توپیں ہلکی ہونگی مگر تعداد اونکی مبالغہ سے خالی نہیں ہوتی
چنانچہ کمپنی کے بعضے بعضے جہازوں پر جو چودہ سو ٹن یعنی سولہ ہزار آٹھہ
سو من بوجھہ اوٹھاتے ہیں ستر ستر توپیں چڑھائی جاتی تھیں — میکفرسن صاحب
کے رسالہ تجارت ہند صفحہ ۱۳۳ کو دیکھو

لکھے جاتے تھے اور نوع ظرافت سے خالي نہوتے تھے اور خصوص وہ رقعے جو اپنے بیٹوں کے نام پر لکھے جاتے تھے چنانچہ ایک رقعہ کے خاتمہ کو جو اسي برس کي عمر کے بعد اوسنے لکھا تھا تشبیہوں اور استعارہ کے شعروں سے مزین فرمایا اور اون شعروں کے مصرعہ تین تین کلموں سے مرکب ہیں اور ہر شعر میں کسي کسي بڑے آدمي کي کارگزاري کا ظرافت خیز بیان ہی جو اوسکی دربار میں حاضر ہوتے تھے † *

جمیلي کریري جسنی اورنگ‌زیب کو اوسکی اتھترویں برس میں دیکھا تھا بیان کرتا ہی کہ وہ پست قامت اور لاغر اندام اور کبرسني کے باعث سے خمیدہ قامت اور ناک اوسکي لنبي اور ڈاڑھي اوسکي گول جسکي سفیدي اوسکي شفاف رنگت پر نمایاں تھي صاف و سفید ململ کي پوشاک پہنے ہوئی عصاے پیریکی سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا ہوا تھا اور اُسکي پگڑیمیں بڑا ٹکڑا زمرد کا ٹنکا ہوا تھا دادخواہوں کي عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑھکر خاص اپنے ہاتھہ سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اوسکی ہشاش بشاش چہرہ سے صاف مترشح تھا کہ وہ اپني مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحان ہی ‡ *

ہندوستان کے بادشاہوں میں عالمگیر ایسا بادشاہ تھا کہ مسلمانوں کے گھر گھر میں تعریف اوسکي ہوتي ہی اور بہت تھوڑے لوگ ایسی

---

† اورنگ‌زیب کے رقعوں کے تین مجموعہ موجود ہیں اول کلمات طیبات جسکو اُسکے میر منشي عنایت الله خاں نے مشتہر کیا دوسرے رقایم کرایم جسکو دوسرے میر منشي نے شہرت بخشي تیسرے دستورالعمل آغائي جو اُسکے مرنے سے اڑتیس برس کے بعد اکھٹا کیا گیا پہلے دو مجموعہ صرف مسودہ تھے جنکو آپ اپنے ہاتھہ سے میر منشیوں کے واسطے تحریر فرمائی تھے اور تیسرے مجموعہ کے نامے بھي اسي قسم کي علامتیں رکھتی تھی چنانچہ ترتیب اور تاریخ کا اُسمیں نام نشان نہیں اور اختصار کے باعث سے اور نیز اُن مضمونوں کي ناشناسي سے جسپر اشارے کنایہ کیئے گئے تاریک و تیرہ ہیں

‡ جمیلي کریري کا حوالہ مندرجہ کتاب چرچھل صاحب جلد ۴

مذهب كي حمايتوں سے ظهور میں آئي عالمگیر کے کئي سو رقعی
باقي هیں جنکے ملاحظه سے آسكي خو بو كا حال اچهي طرح د
هوسكتا هی علاوه اُن بڑي صفتوں کے جو اوسکے خاص فعلوں کي عملد
سے دریافت هوتي هیں تعصب و خود رائي کے ساتهه بیهوده اعتقاد
اور باطل مذهب کا بتها اگرچه وه اپنے دل سے هندوؤں کو ذلیل اور شیعو
کو حقیر سمجهتا تها یعني اچها سمجهتا تها مگر مسجدوں کي تعمیر او
اوقاف کے وقف میں روپیه صرف نکرتا تها اور ملاؤں اور اماموں کے رعب
داب کو نمانتا تها اور فقیروں اور درویشوں کے مصنوعي تقدس سے نفرت
کرتا تها *

آسكي حكومت بدگماني کا متواتر ایک سلسله تها چنانچه هر شخص
کي خوے و خصلت کي خفیه تحقیقات کیجاتي تهي اور ایک کام میں
ایسے کئي آدمیوں کو اس غرض سے شریک و شامل کیا جاتا تها که عملدرآمد
کي صورت میں ایک دوسرے کا نگران رهے مگر باوصف اس هوشیاري چالاکي
کے کسي بادشاه نے ایسی دهوکے نکهائے جیسے که اُس نے کهائے اور نه
سي بادشاه کي ایسي بري خدمتگذاري هوئي جیسے که آسکي هوئي
ر آسکي سرد مهري صاف اس سے واضح هوتي هی که وه اپنے پرانے
ملی دوستوں کي سناونیاں سنتا تها اور نام کو اوداس بهي نهوتا تها
نچه ایسي بڑي عمر میں ایسي وارداتیں بهت سي واقع هوئیں اور
کے وقوع سے خدا ترسي یا حکمت کا خیال آسکے جیمیں گذرا مگر
کم جاري کرتا رها که متوفی کے متروکه غیر منقوله پر قبضه کیا
اور بڑي احتیاط اسمیں برتي جاوے که دست اندازي نهووے اور
اوسکا لوگوں کے ذمه پر واجب الادا هووے یا کهیں اوسکي امانت
ے وه وصول کیا جاوے *

رقعوں میں اکثر اوقات اوستادوں کي شعریں یا قران کي ایتیں
هیں اور کبهي کبهي یاروں کے رنگ ڈهنگ

اس پچھلے موقع پر مذهب کے مقدمہ میں اُسکی تیرہ رایوں کے بیان میں جنکے خصوص باعث سے اُسکی سلطنت برباد هوئي اسبات پر غور و تامل کرنا بہت ضروري هی که کیسے تھوڑے صاف و صریح ظلم و ستم سے وہ برا نتیجه یعني سلطنت کي بربادي پیدا هوا معلوم هوتا هی که هندو لوگ اُسکے زور و ظلم اور سنگدلي بیرحمي سے اس قدر ناراض و ناخوش نهوئے جس قدر که اُسکي ایسي مسلسل تدبیروں سے ناخوش هوئے جنکے ذریعہ سے اُنکي دلشکني اور تذلیل و اهانت وقوع میں آئي چنانچه اُس نے هندوؤں کو هر قسم کے عہدوں سے محروم کیا تها اور محصول جزیہ کے لگانے سے ذلت و رسوائیکا دهبا لگایا تها اور اُنکے میلوں اور تہواروں کي سخت بندي کي تهي اور کہیں کہیں اُنکے مندروں کو بیعزت کراکر مسمار کرایا تها غرض که طرح طرحسے بدسلوکي برتي تهي اور دربار کي رسم و رواجوں میں جو طور و طریقے هندوؤں کے عقیدوں اور طریقوں کے ممد و معاون پائے جاتے تهے اُنکي موقوفي کے لیئے یہي وجہہ کافي تهرائي جاتي تهي مگر باوصف اسکے یہہ بات کہیں پائي نہیں جاتي که کسي هندو کو اُسکے مذهب کي وجہہ سے جانسے مارا هو یا پکڑا جکڑا هو یا لوٹا کهسوٹا هو بلکه یہہ بهي معلوم نہیں هوتا که اباو اجداد کي رسوم عبادت کے علانیه برتاو پر کسي آدمي سے علانیه تکرار و حجت کي هو لیکن دین و مذهب کے معاملوں میں بغض و عداوت کا ایسا برا نتیجه هوتا هی که بڑے زور و ظلموں سے ایسي طبعي نفرت اور قلبي عداوت کم پیدا هوتي هی جیسی که عالمگیر کے تعصبوں اور اپنے

سزا کے بدون کوئي مملکت قایم نہیں رہ سکتي اور نیز اُن نزاعوں کے باعث سے جو رقابت اور رشک و حسد اُسکے امیروں میں پیدا هوئے کوئي تدبیر اور عزم اُسکا پورا پورا ٹهیک ٹهاک نهوا اور اُنکي ترمیم و اتمام میں تساهل واقع هوا تو وہ کبهي منزل مقصود کو نه پهونچا یہہ بادشاہ نوہ برس تک زندہ رها اور پانچوں حواس اُسکی صحیح سلامت رهے هاں قوت سامعه کسیقدر خلل پذیرهوگئي تهي مگر باوجود اسکے اسقدر نه بگڑي تهي که اور لوگ اُسپر بے لیجاویں — خافي خاں

دو ریاستیں اُس کے قبض و تصرف سے مستثنی رهیں اور کام بخش
مالک، اور متصرف رهے † *

اکیسویں فروري سنه ۱۷۰۷ع کو عمر کے نواسي سال اور سلطنت
پچاسویں برس میں جهان فاني سے رخصت هوا ‡ *

ایک هندوستاني مورخ اس بادشاه کي دلیري دلاوري اور عقل
هوشیاري سے نهایت متاثر هوکر اسکي سلطنت کي ناکامیابي کے اسباب
ووجوه کي چهان بین میں حیراني ظاهر کرتا هی مگر اصل یهه هی
که اورنگزیب اپنے دل سے اچها نتها اور کچهه شبهه نهیں که اگر اسکي
رائیں آزاد اور عام پسند هوتیں تو وه بڑا بادشاه هوتا اور اسکي رعایا اسکي
تنگ و تیره رایوں سے جو مذهب کے مقدموں میں برتا کرتا تها
سخت متنفر اور نهایت مختلف نهوتي اور اسکے مزاج کے شکي وهمي
هونے سے اسکے سرداروں کي قوت و همت شکسته نهوتي اور نه اُنکي
سرگرمي اور گرمجوشي ٹهنڈي پڑتي § *

---

† وصیت نامه مذکوره بالا کے علاوه ایک اور وصیت نامه بهي چهوڑ گیا تها جو
شاعر ایسے وقت میں لکها گیا جب نه وه موت کي علامتوں سے چنداں بیقرار
مضطرب نه تها اُس میں حکمراني کي چند عام باتیں اور اپني تجهیز تکفین کي
ایتیں مندرج تهیں لکها تها که میرا تجهیز تکفین اُن ساڑهے چار روپیوں سے کرنا
ٹوپیوں کي قیمت میں سے باقي رهگئے هیں اور وه آٹهه سو پانچ روپے جو قرآن
ب کي اُجرت سے حاصل هوئے تهے غریب غربا کو دے دینا — ایشیا کے حالات
شتر سنه ۱۸۰۱ع کي بابت کا *

‡ یهه سنه شمسي سنوں کے حساب سے بیان کیئے گئے یهه بادشاه پندرهویں
سنه ۱۰۲۷ هجري ترهب اخر اکتوبر سنه ۱۶۱۸ع میں پیدا هوا خافي خاں
صاحب کي تاریخ جهانگیر صفحه ۳۵

§ خانداں تیمور بلکه سکندر لودهي کے وقتوں سے دلي کے بادشاهوں میں
ایسا انصاف دوست اور مرتاض اور عابد اور شجاع اور هوشیار اور مستقل
ت قدم نهیں هوا جیسا که اورنگزیب تها مگر قانون شریعت کے ارشادوں
اده لحاظ کرکے مجرموں کي سزادهي سے درگذر

ما کشتي در آب اندر ختم * صاف مترشح هوتا تها اور اس نامه کے اخیر میں خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ تین بار اُس میں درج کیا تها بعد اُس کے سب سے چہوتے بیتے مرزا کام بخش کو جو تهورے دنوں سے بہت پیارا هو گیا تها ایک ایسا نامه لکها جو اُسکي صغیر سني کے باعث سے مرزا اعظم کے نامه کي نسبت زیاده نصیحت آمود تها اور اُس نامه کے دیکهنے سے واضح هوتا هی که جو عادات اُس کو عزیز اور دلپذیر تهیں وه مرتے دم اُسمیں باقي رهیں اِسلیئے که اس نامه میں اوسنے لکهوایا که اپنے درباریوں سے بري طرح پیش آنا مناسب نهیں اگرچه وه فریبي اور متفني بهي هوویں اِسلیئے که فند و فطرت اور خلق و لبنت سے کام نکالنا چاهیئے علاوه اسکے اور اور نصیحتیں بهي مندرج کرائیں اور اس نامه میں بهي جگهه جگهه یهه خیال اپنا ظاهر کیا که میں جدهر دیکهتا هوں ادهر خدا کے سوا کوئي چیز نظر نهیں آتي اور یهه دریافت نهیں که کن کن عذابوں میں پکڑا جاؤنگا اب چلنے کے سامان هیں اور موت کي تکلیفیں غالب آتي جاتي هیں اور جو کچهه برا بهلا میں نے کیا وه تمهارے لیئے کیا † اور غالب هی که اُسي زمانه میں اُسنے وه وصیت لکهي هوگي جو انتقال کے بعد اُس کے تکیه کے نیچے سے پائي گئي مضمون اس وصیت نامه کا یهه تها که معظم کو بادشاه مانا جاوے اور سلطنت کي تقسیم آپسمیں ایسي کي جاوے که معظم شمالي مشرقي صوبوں پر قبضه کرے اور دلي کو دارالسلطنت بناوے اور اعظم آگره کے جنوب اور جنوب مغرب کے ملکوں پر ساري دکن سمیت قابض هووے اور آگره کو دارالحکومت تهراوے مگر گولکنده اور بیجاپور کي

† واضح هو که اورنگ زیب کے کلاموں کا ترجمه سکات صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه آتهویں سے لیا گیا جسمیں اُسکي سرگذشتوں کا ترجمه مندرج هی اگرچه تهورا بهت اُس فارسي نسخه سے مختلف هوگا جو هندوستاني دفتر واقع لندن میں موجود هی اور اختلاف بهي چند خفیف باتوں میں هوگا *

ایسي هي بدسلوکي برتي جاوے میرا کیا میرے آگے آوے یعني میر
مجھکو ستاوں اور میري کمائي کر دکھا دکھاکر کھاویں*
جب که ایسے نازک وقت میں شاهزاده معظم نے دور اندیشي
مصاحبت سگالي کے لحاظ و حشمت سے چند انتظاموں کا مقدمه باپ
سامنے پیش کیا تو اُسنے یهه سمجها که میرے جیتے جي حکومت
دبانے کا اِراده رکهتا هے اور اسیطرح جب که شاهزاده اعظم کا یهه عریضه
پیش کیا گیا که گجرات کي آب و هوا مجهکو ناموافق هے اگر احمدنگر کي
اجازت حاصل هووے تو دراے چندے حاضر هوں تو اُسپر بے ساخته یهه فرمایا
که یهه وهي چال هے جو میں نے اپنے باپ کي بیماري کے زمانه میں
چلي تهي اور بعد اُس کے یهه کها که کوئي هوا ایسي بري نهیں
جیسي که الوالعزمي کے بخار بري هیں بعد اس کے اعظم کي منت
ساجت سے لاچار هوکر اُسکو حصول ملازمت کي اُسوقت اِجازت فرمائي که
جب که شاهزاده اعظم اپني نئي حکومت پر بمقام مالوه جاتا تها اور
خدر حکم اُسکا یهه تها که اُس نے اعظم کو مالوه کے سفر پر مجبور کیا اور
مار کي حاضري کے لیئے کوئي عذر اُس کا چلنے ندیا اور اس سے
ي مدت پهلے کام بخش کو بیجاپور کي حکومت پر روانه کیا تها
کام بخش کو صرف اعظم کي رضا جوئي کي غرض سے بهیجا تها اور
طرف سے کسي قسم کا اندیشه نه تها*

ذکوره بالا تدبیروں کي تکمیل پر بهت عرصه نگذرا تها که اورنگ‌زیب
ب سے مطلع هوا که وقت اسکا بهت قریب آپهونچا ایسے نازک
شاهزاده اعظم کو ایک عنایت نامه لکها بلکه اوروں سے لکهوایا
میں دنیا کي نصیحتوں اور اپني رخصت کے فقروں کو ادهورا
کیا تها جنسے خوف و پشیماني کے ایسے خیالوں کا دهیان
و اُسوقت اُسکو پراگنده کررهے تهے اور اختتام اُسکا ایسي
کیا تها که مضمون اس مصرعه کا

کھٹکارہتا تھا کہ اب مرہٹونکی جانب سے ایک عام دھاوا ہوگا اور ہماری تباہی بربادی کمال کو پہونچے گی اور حقیقت یہہ ہی کہ بادشاہی فوج کے ایک حصے کا حال ایساہی تباہ و پریشان ہوا اور مسلمان مورخوں نے خدا کا شکر اس پر ادا کیا کہ خود بادشاہ ایسی دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ و مامون رہا جن سے وہ کسی زمانہ میں نہایت متنفر تھا اور بچشم حقارت اُن کو دیکھتا تھا ‡ *

مذکورالصدر واقعہ سے بئیس برس پہلے اورنگ زیب احمدنگر سے بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے ساتھہ اپنی فتوحات پر روانہ ہوا تھا اور اب احمد نگر میں جاہ و جلال زوال یافتہ کا بقیہ لیکر داخل ہوا اور اُس کی دنیا کی کارگذاری کا خاتمہ احمد نگر میں ہونا تھا جس کو احمد نگروالے دیکھنے والے تھے *

تھوڑے دنوں سے مزاج اُسکا قوی و صحیح نرہا تھا اور صحت اُسکی گھٹتی جاتی تھی چنانچہ بدشواری ایک بیماری پر غالب ایا جسنے اُس کو بہت دھمکایا تھا اگرچہ عام دربار کرتا رہا اور کام کاج پر التفات ابدا جمائے گیا مگر آخرکار اُس کی طبیعت سوچ بچار اور بیماری کے بھاری بوجھہ تلے بیٹھنے لگی یہاں تک کہ جب وہ احمدنگر میں پہونچا تو اپنی زبان سے یہہ فرمایا کہ یہہ ہمارے سفروں کی پچھلی منزل ہی اُسکے پچھلے خطوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہی کہ جسمانی تکلیفات اُسکو رکیا کیا تہیں اور جو خیال اُس نے پکئے تھے وہ کیسے پورے نہوئے اور عاقبت کا کیا کنچھہ خوف اُس کو تھا ہمیشہ کی نسبت باپ کی یاد اُس کو زیادہ رہنے لگی مگر کہیں جگہہ اُس شرکت پر پشیمانی اپنی ظاہر نہ کی جو باپ کی گستاخی اور اُس کی قسمت کی تبدیل میں اُس کی جانب سے پیش آئی تھی اُس کے تمام فعلوں سے یہہ صاف صاف واضح تھا کہ اُس کو اِس بات کا بڑا کھٹکا تھا کہ میرے ساتھہ بھی

---

‡ گرینٹ ڈف صاحب صفحہ ایک جلد ایک

چھاونی سے باھر نجا سکتا تھا، اور اگر کوئی معمولی تکرا فوج کا آن
دوت دہک کے لئے روانہ کیا جاتا تھا تو وہ لوگ اُس تکریکو مار پیٹ
بھگاتے تھے یا بالکل تباہ کردیتے تھے اور اگر زیادہ جد و جہد آن کی
مداومت کی غرض سے اُٹھائی جاتی تھی تو ادھر اُدھر ھوجاتے تھے او
اُس وقت تک دوبارہ ظہور نہ کرتے تھے کہ کسی دور دراز بستی کو
تاخت تاراج نہ کرلیتے تھی اور اپنے تعاقب کرنے والوں کو غلط رھوں میں
دوڑ دھوپ کرنے اور ادھر اُدھر دوڑ نے اور ھارنے تھکنے کی فرصت ندیتے
تھے*† غرض کہ وہ لوگ اب ایسے ھوگئے تھے کہ بادشاہ کا موںھہ چڑانے لگی
اور مرا بھلا کہنے لگے اور وہ مرھتی جو بادشاھی ملازموں میں داخل،
توں رمخالف مرھتوں سے ملتی جلتی تھی اور اُن کے کھانے پینے میں
شریک و شامل ھوتے تھے اور ایسے ایسے جلسوں میں مسلمانوں کی
نمود و نمایش اور اُن کی جاں نثاری کے طور و طریقوں کی نقلیں کرتے
ے اور ھسی ٹھٹول کی روسے اپنے ولی نعمت اورنگ زیب کی درازی عمر
ں دعائیں مانگتے تھی اب بادشاہ کا حال ایسا پتلا ھوگیا تھا کہ
بخش کے سمجھانے بوجھانے سے آشتی کا خواھاں ھوا یہاں تک کہ
رھتوں کی بیہودہ درخواستوں اور ناشایستہ حرکتوں سے آشتی کی
زی منقطع نہوتی تو گمان غالب تھا کہ وہ ساھو کو قید سے رھائی
ا اور دکن کے محاصل سے فیصدی سالانہ ایسی طرح عنایت کرتا
ے اُس کی بات کو بتا نلکتا عالمگیر کا پچھلا جنگی کام یہہ تھا کہ
ھرکو لوٹنا اور لوٹنے کا حال. اُس کے ھارے تھکے مرہٹیوں اور
ٹی فوجوں سے سمجھا جاسکتا ھی چنانچہ لشکر کی بہتر ہزار
و پژمردگی اور بے انتظامی سے پیچھی کو اوٹتی تھی اور
کے متواتر گولی چلانے سے کان اُن کے بہرے ھوگئے تھے اور بھالے
وں اور للکاروں سے بہت گھبرا گئے تھے اور ھر وقت اُن کو یہی

صاحب کی تاریخ دکن کی جلد دو میں بندیلوں کے حالات کا

اُس کا بڑے انقلابوں اور پریشانیوں میں پڑا تھا بہت سا روپیہ بھیجا گیا تھا اور جب کہ محاصل کا حال اچھا نرہا تو بادشاہ نے بھی اہتمام و انتظام کے خیال کو † چھوڑا اور جب کہ بقیہ تنخواہوں کی بابت درخواستیں گذرتی تھیں تو نہایت برہم ہوتا تھا اور بہت جھنجلاکر یہہ جواب اُنکادیتا تھا کہ اب فوجکی ضرورت نہیں اور جو خدمت گذاری سے خوش نہووے وہ نوکری چھوڑ کر § چلاجاوے بلکہ اُس نے سواروں کے چند گروہوں کو اِس غرض سے برخاست کیا کہ محاصل کو فراخی حاصل ہوجاوے مگر حقیقت یہہ تھی کہ ایسے اڑے وقت میں ایسی فوج کو تنخواہ کا برابر دینا ضروری تھا اور جب کہ مدت تک تنخواہیں نملیں اور سپاہی بھوکوں مرنے لگے تو فوج اُس کی علانیہ پھر گئی جس کو چند روزہ تدبیروں سے روکا تھاما گیا تھا || *

جوں جوں کہ مرہٹے لوگ اورنگ زیب کی فوج اکبر کے قریب آتی گئی اُسی قدر مشکلات اس کی زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ کبھی کبھی دامن لشکر تک لوٹ تے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتی تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اوٹھالیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور پہرہ چوکی والوں سے نوک چوک کرجاتے تھے اور ایسا تنگ پکڑا تھا کہ جب تک قوی محافظوں کا گروہ ہمراہ نہوتا تب تک اکیلا دوکیلا

---

† اورنگ زیب کے رقعات اور خافی خاں کی تاریخ

§ ایک عرصہ تک تنخواہ کا یہہ حال رہا کہ ہر مہینے قاعدے کے موافق ملتی رہی جمیلی کریری نے سنہ ۱۶۹۵ ع میں بیان کیا کہ فوج کا دوماہہ تقسیم ہوتا تھا اور تبدیل اِس قاعدے کی فوج کو گوارا نہ تھی — خافی خاں

|| اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر ذوالفقار خاں کو یہہ لکھا کہ اِن دوزخی پیادوں کے شور و غوغا سے میرے کان بہرے ہوگئے جو کوؤں کی مانند اپنے گھونسلوں کے اُجاڑنے والی پر کاں کاں کرکے گرتے ہیں اور دوسرے رقعہ میں اُسی کو یہہ لکھا کہ بخشی کے پاس روپیہ کی کوتاہی ہی اور یہہ تاکید کی کہ پوشیدہ خزانوں کی جستجو کرنی چاہیئے جو مدفون خزانے کسی کے ہاتھہ آویں اُن سے چھینے جاویں غرضکہ اُس کے اکثر رقعوں میں روپیہ پیسے کی کمی کا مذکور ہی

بڑي تھي ذو لفقار خاں کي فوج گھٹنے لگي اور جو کام اوسسے پہلے
مں کیئے تھے اونکا غیر موثر ھونا اب زیادہ ظاھر ھوا اور مرھٹوں کي
صورت تھي کہ جوں جوں بادشاھي فوجیں گھٹتي گئیں اوسقدر
بڑھتی گئے چنانچہ دکن کے اوجاڑنیکے بعد مالوہ پر پھیلے اور گجرات
بڑي یورش کرچکے تھے چنانچہ جگھہ جگھہ نشاں اونکي یورشوں
لٹے کھسٹے شہروں اور جلائی ہوئیے دیہاتوں اور روندے سوندے کھیتوں
سے پائے جاتے تھے اور بادشاھي بڑي فوج اگرچہ اب بھي قلعوں کو فتح
کیئے جاتي تھي مگر پچھلي کامیابي شکست کي رسوائي سے کچھہ کم
نہ تھي یعني وکنکرہ کی فتح جو ایک گاوں مضبوط و مستحکم تھا اور
قزاقوں کا سردار اوس گاوں کا مالک تھا اوس کے محاصرے میں کئي
مہینے صرف ھوئے اور خود بادشاہ کے تشریف لانے کي ضرورت پڑي مگر
اِس زمانہ میں یہہ ساري فتوحات اُن نقصانوں کي برابر بل گئي تھیں
جو اُن کے مقابلہ میں واقع ھوئی تھے چنانچہ مرھٹوں کو اب یہہ
لیاقت حاصل ھوئي کہ اپنے قلعوں پر دوبارہ قبض و تصرف کرنے لگے
اور یہہ نوبت پہونچي کہ جن قلعوں کي فتح و کشایش میں بادشاھي
وج والوں کی جان و مال کي محنتیں صرف ھوئي تھیں اب وہ ایک
ک کرکے بادشاھي تصرف سے نکلکر مرھٹوں کے دخل و تصرف میں
خل ھونے لگے اور جسقدر کہ فوج اکبر سلطاني سے سپاھیوں کي مانگ
ب زیادہ ھوئي اُسی قدر قوت اُس کي گھٹتي گئي اور رفتہ رفتہ وہ
ایسي شکستہ خاطر ھوگئي کہ ویسي کبھی نہوئي تھي اور سختیوں
ے سارے مویشي مرگئے اور ملک کے اجڑ جانے سے پھر مویشي مہیا
اور کھانے پینے کي کوتاھی اسی وجہہ سے زیادہ ظاھر ھوئي اور
ز مکانوں سے منگانے کا ذریعہ خرابوں کے خالي ھونے سے
گیا *

ستان خاص سے باوصف اسکے کہ ایک مدت پہلے سے معزول

دیکھ بھالے بعد اوسکے بادشاہ نے اپنا سینہ کھولا اور گرمیکا بہانہ کیا اور یہہ
جتانا مقصود تھا کہ کسی زرہ بکتر کی اوت آڑ نہیں غرضکہ بھانت بھانت
سے امتحان اوسکا لیا اور تمام اعتماد اپنا جتاکر شاہزادہ کو تحفہ تحایف
سے مالا مال کیا اور آخر کو یہہ فرمایا کہ اب تمہارا چلا جانا عین
مصلحت ہی تمہارے تھرنے سے تمہارے لوگ بانگ گھبرا جاوینگے اور
حقیقت میں یہہ فہمایش بہت مناسب تھی اس لیئے کہ جب اعظم
شاہ واپس آیا تو اوسنے ساری فوج کو منتشر ہونیکے قریب پایا اور
اپنی عورتونکو اپنی موہوم قسمت پر روتے پیتتے دیکھا باقی یہہ بات دریافت
نہیں ہوتی کہ وہ باپ کے بکمال آسانی رخصت کرنے سے شکر گذار ہوا
یا نہیں مگر مورخوں نے بیان کیا کہ بعد اوسکے یہہ حال اوسکا تھا کہ جب
کبھی باپ کا عنایت نامہ پہونچتا تھا تو رنگ اوسکا پیلا ہوجاتا تھا اور
جب تک کہ اوسکے مضمون سے پوری آگاہی نہوتی تھی تب تک اوسان
اوسکے تھکانے نہ آتے تھے † *

سلطنت کی غایت بے انتظامی کا بیان

اورنگ زیب کی ساری فند و فطرت اور تمام محنت و مشقت اون
بے انتظامیوں کی روک تھام کے لیئے کافی وافی نہ تھی جو روز روز بڑھتی
چڑھتی جاتی تھیں اور چاروں طرف سے اوسکو بے طرح دباتی جاتی
تھیں راجپوت اب بھی اوس سے لڑنے بھڑنے میں علانیہ مصروف تھے
اور آگرہ کے پاس پروس کے جاتوں نے ایک عرصہ دراز سے اون کے طریقوں
کی پیروی کی تھی چنانچہ اونکے مقابلہ پر ایک فوج کو ایک بادشاہی
نسل کے شاہزادے کی زیر حکومت کرکے روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا
جیسے کہ پچھلے وقتوں میں ملتان کے ‡ باغیوں کے مقابلہ میں ضرورت

† خافی خاں

‡ غالباً یہہ باغی وہ سکھہ تھے جو گرو گوبند کے زیر حکومت ہوکر لڑتے
بھڑتے تھے

نظر بند کیا تها پہلے پہلے اُس کی نظر بندی کو پسند تو کیا مگر
کہ بعد اُس کے دامن اُس کا داغ دهبے سے پاک صاف پایا تو
اوس کا صاف هوگیا اور ایک موقع پر اپنے لاڈلے بیٹے اعظم شاہ سے وہ
اوس نے چلی کہ اوس سے دفعتا وہ تدبیر واضح هوتی هی جو اپنے بید
کے معاملہ میں وہ برتا کرتا تها اور یہہ بات ظاهر هوتی هی کہ وہ سد
فطرت پر دیوانہ تها اور حیلہ سازی اور مکاری سے طبعی محبت رکهتا تها
تفصیل اوس کی یہہ هی کہ ایک بار اوسکے دل میں یہہ شبہہ گذرا کہ
یہہ شاهزادہ اپنی خود مختاری کی فکر اور تدبیر میں بڑا هی چالاک
اوسکو دربار میں طلب فرمایا اور جب کہ شاهزادہ نے عذر اپنا پیش
کیا اور خوف و هراس اپنا جتایا تو اوس نے یہہ جواب دیا کہ هم تهوڑی
حضرت کے ساتهہ انشاءالله شکار میں تم سے ملینگے شاهزادہ اس تصفیہ
پرروانہ هوا اور بادشاہ نے حصول ملازمت کے موقع کو خفیہ طرح سے
مقصور کرایا اور جب کہ شاهزادہ بہت قریب آتا گیا تو بادشاہ نے طرح
طرح کے حیلہ بہانہ اس غرض سے پیش کیئے کہ کام ناکام اوسکو اپنے تهوڑے
تهوڑے همراهیوں کو کم کرنا پڑا یہاں تک کہ جب عین مقام پر شاهزادہ
پہنچا تو کل دس آدمی ساتهہ اوسکے رهگئے اور جو کہ بادشاہ کے اشارہ
ایہ سے کسی اور آدمی نے اوںکے گهوڑوں کو نہ تهاما تو وہ دو دو همراهی
اپنے گهوڑوں کے تهامنے پر رهگئے حصول ملازمت سے پہلے پہلے شاهزادہ
اوسکے باقی ماندہ همراهی کے هتیار لئے گئے اور جب کہ هتیار اوںکے
لئے تو اونہوں نے آپ کو گیا هوا سمجها اور ایک مدت کی گرفتاری کا
گیا مگر جب کہ شاهزادہ باپ کے سامنے حاضر هوا تو باپ اوس
بهر هوکر محبت سے ملا اور اپنی بهری هوئی بندوق کو جو شکار کی
ری گئی تهی شاهزادہ کو دیا کہ وہ اوسکو تهامی رهے بعد اوسکے
خیمہ میں گیا اور ایک عجیب خاندانی تیغ اوسکو دکهلائی
ن سے تلوار کو ننگا کیا کہ وہ اوسکے جوهروں کو اچهی طرح

محبت انگيز تحفوں کے ذريعہ سے آنکو آپ سے وابستہ رکھنے اور آنکي گراني خاطر کي تلافي کرنے سے کسي حالت ميں چوکتا نتھا اور حسن غرض مطلب کے باعث سے وہ اپنے تمام افسروں سے اچھے اچھے معاملي برتتا تھا اور بحسب ظاهر طرح طرح کي نوازشيں فرماتا تھا وہ بھي اسي قسم کے کھتکے تھي اگرچہ اون اهليتوں کا باعث کسيقدر آسکي ذاتي خوے و خصلت بھي تھي غرضکہ يہاں تک تاليف قلوب آسميں سما رهي تھي کہ اپنے افسروں کے رشتہداروں کے مرنے پر تاسف کرتا تھا اور مجلس ماتم ميں شريک و شامل هوتا اور بيماري کي حالت ميں آنکي بيماريوں کا حال دريافت کرتا رهتا اور بہت خوشامد سے اعزاز و اکرام آنکو بخشتا اور اپني مہر و محبت سے اپني بخششوں کو معقول و پسنديدہ کراتا اور بہت کم اتفاق ايسا هوتا کہ زجر و ملامت کے کلموں پر لطف و عنايت کے فقرے زيادہ نکرتا اور ايسے قصوروں پر بڑي نرمي برتتاتھا جو اُسکے اختيار وحکومت يا دين و ملت کي صلاح و سلامت ميں رخنہ انداز نہوتے اور جيسا کہ اس چشم پوشي کا يہہ باعث تھا کہ مزاج آسکا سہل و سليم تھا ويسا هي يہہبھي سبب تھا کہ دشمن بنانے کي لاگ لپيٹ اُسکو نتھي مگر معلوم هوتا هي کہ باوصف اِن سب باتوں کے آس نے لوگوں و اپنا خير خواہ بنانے ميں کاميابي حاصل نہيں کي اور اپنے بيٹوں کي جانب سے جسقدر کہ خوف و هراس اُس کو رهتا تھا آسقدر محبت آن سے نرکہتا تھا سنہ ١٦٩٤ ع ميں شاهزادہ معظم کو سات برس کي قيد سے رهائي بخشي مگر هميشہ آس سے متنفر رها اور پياد کي آنکھوں سے نديکھا اور آس کا دور رهنا چاها چنانچہ کابل کي دور دراز حکومت پر روانہ کيا اور اپنے مرنے تک هندوستان ميں آنے نديا اور آس کي خواهشوں کو رد کرتا رها اور ايسي مہم ميں آس کو پھانسا کہ وہ اپني حکومت کے دوردراز حصے پر چلا جاوے اور آس کي جاہ و حشمت کے ذريعے وهاں صرف هوجاويں ذوالفقار خاں نے جو مرزا کام بخش کو

مدبر کا انتخاب اپنی توجہ فرمائی کے بامناسب نسمجھتا تھ
سارے کارگزاروں کی کارگزاری کی نگرانی جاسوسوں اور آنے جانے والوں
ذریعہ سے کرتا تھا اور ایسی خبروں کی اصل و بنیاد پر ہمیشہ فہمایش
اور ہدایتوں کے وسیلہ سے آگاہ و خبردار اُنکو رکھتا تھا مگر تفصیل جزویات
ایسے شوق دبق سے ملتفت ہونا جسکہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی دلیل
ہی ویسی ہی کام کاج کی اصلی ترقی اور اجراے کار کے ذاتی عروج کے
لئے چنداں مفید نہیں مگر جو کہ اورنگ زیب کی ذات و طبیعت میں
التفات جزویات کے ساتھہ بڑی چابکی چالاکی سلطنت کے عمدہ عمدہ
کاموں میں بھی پائی جاتی تھی تو اوس سے طبیعت کی آمادگی اور نہایت
گرمجوشی ایسی معلوم ہوتی ہی جو ہر زمانہ میں بڑی عجب وغریب
سمجھی جاتی ہی *

یہہ محنتیں اور مصیبتیں اوسکی بے ادائی کی سزائیں تھیں جو
وسنے اپنے باپ سے کی تھیں اور معلوم ہوتا ہی کہ کسی آن اور کسی
حظہ میں باپ کی بدقسمتی کا خیال اوسکی آنکھوں سے الگ نہوتا ہوگا اور
ل اوسکے کہ * تو بجاے پدرچہ کردی خیر * کہ ہمان چشم داری از پسرت
س یہہ سوچتا ہوگا کہ خدا نخواستہ میرا حال بھی ویساہی ہووے
چہ اوسکی روک تھام کے لئے اوسنے سارا اختیار اور پوری قوت اور
م کی آمدنی اور خداوندی اپنے ہاتھوں میں رکھی اور اپنے سرداروں کو
قام سے دوسرے میں مقام بدلنے سے اسمات سے بچانے رکھا کہ اوسکے
ں سے مستقل علاقہ پیدا نکریں علاوہ اوسکی بیٹوں کی چال ڈھال
ہ بہال سے غافل نتھا اور اونکی انتظام و اہتمام میں ہمیشہ مصروف
تا تھا اور خفیہ نویسوں اور جاسوسوں سے اونکو محصور
حکمرانی میں مشترک رکھتا تھا اور آس پاس اونکے کمتر
معتمد لوگوں کو متعین کرتا اور اونکی سارے کاموں پر کھلم
ر رکھتا تھا اور اسی زمانہ میں شفقت آمیز رقعوں اور

دوڑ دھوپ کرتا هوگا تو ایسي دشوار گزار ندیوں اور غرق آب وادیوں اور دلدلي زمینوں اور تنگ باریک راهوں پر گذرنے سے بڑي دشواریاں پیش آتي هونگي اور ایسے مقاموں میں ٹھہرنا پڑتا هوگا جہاں کھانے پینے کي دقت هوتي هوگي یہہ اسباب اُسکے مویشیوں کے حقمیں گاہ گاہ ایسے قاتل پڑتے تھے کہ کام ناکام اُسکي فوج لنگڑي هوجاتي تھي گرمي کي شدت سے کوچوں اور خیموں یعني کوچ و مقام میں نہایت تکلیف هوتي تھي اور پاني کي کوتاهي سے گرمي کي شدت اور تشنگي کي سختي بہت بڑھ جاتي تھي کھانے پینے کي قلت اور دکھہ بیماري کي کثرت کے علاوہ جو اکثر اوقات اُسکے لشکر میں واقع هوتي تھي قحط و وبا نے کئي بار هاتھہ اپنے پھینکے اور سارے رنج اُن بربادیوں اور غارتگریوں کے اخباروں سے بہت زیادہ هوئے جو اُنکے ایسے ملکوں میں حریفوں کے هاتھوں سے واقع هوئي تھیں جو قحط و وبا کي دست اندازي سے محفوظ و مامون تھے مگر باوصف ان افسردگیوں کے اورنگ‌زیب کي قوت و همت ٹھنڈي نہ هوئي تھي چنانچہ وہ خود تن تنہا اپنے حکم حکومت کي هر شاخ کي کارگذاري جزوي جزوي کاموں کے لحاظ و حیثیت سے کرتا رہا اور لشکر کشیوں کے نقشے سوچتا تھا اور لشکر کشیوں کے زمانہ میں هدایتیں جاري کرتا تھا اور سردار اُسکے قلعوں کے نقشے بایں مقصود اُسکي خدمت میں ارسال کرتے تھے کہ حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اور اُسکے رقعوں میں پٹھانوں کے هموار ملکوں میں سڑکوں کے جاري کرانے اور ملتان آگرہ کے فسادوں کو دبانے بلکہ قندهار کو دوبارہ حاصل کرنے کي تدبیریں مندرج پائي جاتي هیں اور اسي عرصہ میں فوجکا کوئي ٹکڑا یا باربرداري کي کوئي رسد نتھي جسکا کوچ مقام دکن میں ایسي حکموں کے بدون پایا جاوے جنمیں سے تھوڑے بہت حکموں کو اورنگ زیب نے خاص اپنے هاتھوں سے جاري نکیا هو *

ضلع کي مالگذاري کے ادنی افسر کا تقرر یا کسي دفتر میں کسي

اورنگزيب کے استقلال وهمت کا بيان

جبکه ايسي جفاکشي کی مهموں ميں تامل کيا جاتا هی تو ا
استقلال و همت پر تحسين و آفرين کهني سے باز رهنا ممکن نهيں جد
بدولت بادشاه والاجاه نے ايسي مصيبتوں کو جهيلا جو آسکے بوڑهاپے
چاروں طرف سے جهوم جهوم کر آئي تهيں يعني جبکه اورنگ‌زيب اول
اول اس نئي لڑائي کي غرض سے نربدا پار اوترا تو وه پيسٹهه برس کا
تها اور جبکه برهانپوري کي چهاوني سے روانه هوا تو روانگی سے پہلے
اکاسي برس کو پهونچا تها *

کوچوں اور محاصروں کا تکان اُس عمر کے بهت کم مناسب تها اور
باوصف ايسی نمود و نمايش اور آرام و آسايش کے سامانوں کے جو آسکے
لشکر کي جلو ميں موجود تهے ايسي بڑي بڑي سختيوں کو ايسا بے تکلف
اوٹهايا که اُنکے اوٹهانے سے گبرو جوانوں کے ڈهچر بهي هل جاتے وه
برهانپوري ميں مقيم هي تها که ايک اندهيري رات ميں درياے بهما کا طوفان
ا اور اوسکي چهاوني دريا برد هوگئي يهه موسم برسات کا تها جسميں گرم
ر ولايتيں بارش کي مار مار سے شور بور رهتي هيں چهاوني کا بهت سا
ه ڈوب گيا اور رهے سهے پر پاني گذر گيا لوگوں کے شور و فرياد اور
ي پريشاني سے مصيبتوں کو ترقی هوئي باره هزار آدمي مرگئے اور
ب بيشمار ضايع هوئے يهانتک که بادشاه کو بهي جان کے لالے پڑے
سليئے که جس ٹيکرے پر وه بيٹها تها وهاں پاني چڑها آتا تها مگر
کے درباريوں کے اوسکي دعا سے وه پاني اوتر گيا علاوه اوسکے مهم
ں مصيبتوں پر يهه مصيبت زياده هوئي که قلعه پرلي کے محاصره
محاصره ستاره کے بعد کيا گيا تها پر آڑ کيطرف سے ايک سيلاب
ں ميں کچهه شک شبهه نهيں که اس گرم ولايت کي تند
ت سي برسات کے موسموں ميں جو وهاں پوري هوتي تهيں
ليفيں اوٹهائيں هونگي اور جبکه برسات گذر جانے پر کوچ اور

اورنگ زیب کے بذات خود مشغول ہونے سے اُس کے خاص
کاموں پر زیادہ مستحکم فایدوں کی توقع کسیقدر ہوئی چنانچہ وہ اپنی
چھاونی سے روانہ ہوا اور اُس کی روانگی پر سردار اُس کے تاسف
کرتے رہے اِس لیئے کہ اُنھوں نے اُس کے آرام و آسایش کے لیئے عمدہ
عمدہ مکان بنائے تھے اور ایک شہر کی طرح ڈالی تھی حاصل یہہ کہ
بادشاہ والا ہمت چند اور قلعوں کی فتح وکشایش کے بعد ستارہ کے
سامنے جمکر بیٹھا جہاں راجارام کی ریاست قایم تھی اور ایسے وقت اور
ایسی حکمت سے بہت جلد اُس کو فتح کیا کہ محصور اُنکے مقابلہ پر باسامان
آمادہ نہ تھے مگر باوجود اِس کے محصوروں نے بڑا مقابلہ کیا یہاں تک
کہ کئی مہینے بعد اپریل سنہ ۱۷۰۰ع میں وہ قلعہ فتح ہوگیا *

سیوا جی ثانی کا راج

قلعہ کی فتح سے پہلے راجارام مرچکا تھا اور اُس کا بیٹا سیواجی
اپنی ما تارابائی کی نیابت کے سہارے راجگدی پر بیٹھا تھا راجارام کے
مرنے سے لڑائی میں خلل نہ آیا تھا اور اورنگ‌زیب اپنی چالوں چلی گیا
یہانتک کہ اگلے چار پانچ برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے
تصرف میں لایا بہت سے محاصرے لنبی چوڑے اور خونوں کے پیاسے
واقع ہوئے † اور دونوں طرفوں سے طرح طرح کی تدبیریں اور بھانت
بھانت کی فطرتیں برتی گئیں مگر وہ تدبیریں ایسی متواتر مرۃ بعد
آخرے واقع ہوئیں کہ تفصیل اُنکی بغایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی ہاں
انجام اُنکا یہہ ہوا کہ وہ قلعہ مذکورہ بالا فتح ہوگئی *

---

† منجملہ اُن محاصروں کے ایک محاصرہ کا حال اورنگ‌زیب نے شاہزادہ اعظم کو
لکھا کہ جو جو مصیبتیں کیلنا کے محاصرے میں پیش آئیں اور جیسی جیسی انوکھی
سختیاں اور اچھوتی آفتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں حال اُنکا تمکو دریافت ہوا
ہوگا مگر خدا کا احسان ہی کہ اس جانفشاں گروہ کی مصیبتیں انجام کو پہونچیں اور
سعی اُنکی مشکور ہوئی بعد اُسکے عمدہ نتیجوں کی دعا خدا سے مانگی اور پچھلی
اذیتوں کو خدا کے عدل و انصاف سے نسبت کیا جو اُسکی غفلت اور شرارت نفس پر
مترتب ہوا تھا — دستورالعمل کا اٹھتیسواں رقعہ

فوج سمت کسي قلعه کی فتح یا کسي حمله کي دفع کے واسطے
کیا کرتا تھا اور عموماً ممالک مفتوحه کي حفظ و حراست کا
فوج کے ایسے ٹکڑوں پر رکھتا تھا جو مختلف مقاموں میں منقسم
رهتي تھی مگر حال میں ساري فوج کے مصروف کرنے کا یهه طریق
ہوتا که آپ ایک حصه کو دشمن کے قلعوں پر لیگیا اور دوسرے حصه
ذوالفقار خاں کے تحت حکومت چھوڑا جسپر ایک پوتے کو نام کا حاکم مقرر
کیا تھا اور مطلب یهه تھا که جہاں کہیں مرہٹوں کی فوجیں کھلے
میدانوں میں چلتی پھرتی پائي جاویں تو وہ اُنکا تعقب کرے غرض که
اِس تدبیر سے تمام فوج کو حربي مصروف رکھا اگر یهه قاعدۂ پہلے سے ہوتا
جاتا تو اُس سے کامیابی ممکن بھي مگر اب فسادوں کي دھوم دھام ایسي
طغیانی پر پہونچي تھی که صرف جنگي انتظاموں کے ذریعه سے روک تھام
اُنکي ممکن نتھي اگرچه ذوالفقار خاں نے راجارام کے بھگانے سے لڑائي
لڑائي کے ڈھنگ شروع کئی جیسا که ابھی مذکور ہوچکا اور بعد
اُسکے مرہٹوں کو بار بار شکستیں دیں اور مسلمانوں کي دلبري دلاوري کو
کمدگي بخشي مگر آخر کار اپنا حال اُسکو اُس سے بدتر دریافت ہوا
سے که اثنار جنگ میں حال اُسکا تھا اسلیئے که جو شکست اُنکے دشمنوں
ون پر پرتی تھی وہ ایسے صدمه کي مانند ہوتي تھي جسسے که مارے
کو صدمه پہونچتا هی یعني وہ صدمه کا مقابله بھی نہیں کرتا اور اسپر
کا اثر بھي باقي نہیں رهتا حاصل یهه که مرہٹوں کی فوجیں جب
منتشر کیجاتي تھیں تو آسیدن یا اگلے دن ادھر اودھر سے جمع
ں تھیں اور بادشاهي فوج کي یهه صورت تھي که شکست کي
ں نقصان اور رسوائی حاصل ہوتي تھي اور خفیف کامیابیوں
ب جو اُنکے ذریعوں یعني فوج اور خزانه میں واقع اور وہ پریشانی
ک و محاصل کو حاصل تھي موقوف و مرتفع ہوگئي بلکه
مشکلیں بڑھتي گئیں اور قوت کو کمي ہوتي گئي *

بیعزتي سے بلاوے پر جانا پڑے گا غرضکه راجارام سے پھر آخر دوستي برتي
که اُسکو بھاگنیے کا رستہ بتایا اور پھر محاصرہ کے کام کاج کو زور و قوت اور
سعي و ہمت سے جاري کرکے تھوڑي مدت یعني سنه ۱۶۹۸ میں قلعه پر
قبض و تصرف کیا *

چوتھا باب

سنه ۱۶۹۸ سے وفات عالمگیر تک

ذوالفقار خاں کو دوبارہ محاصرہ کرنیکي قوت کا حاصل ہونا جو
مامول و متوقع نرھا تھا غالباً اوسکا باعث وہ قصے قضائی تھے جو
اب مرہٹوں میں کھلم کھلا قایم ہوئے تھے اِسلیئے که سنتاجي اور
دانا جي جادو میں نا چاقي واقع ہوئي تھي اور راجارام نے
جو سنتاجي کي شہرت و عزت سے جي ہي جي میں جلتا تھا
جادوجي کي اعانت کي تھي اور جوکه سنتاجي اِس وجہه سے مقبول انام
اور پسندیدہ خاص و عام نه تھا که اُس نے انتظام و قواعد کي پابندي کو
فوج پر واجب و لازم کیا تھا تو اُس کي فوج میں ایک مخالف فریق
قایم ہوا غرض که سنتاجي بھاگا اور جبکه آخر کو پکڑا گیا تو جان سے
مارا گیا راجارام نے اِس واقع سے پہلے پہلے اپني ریاست کو ستارہ میں
منتقل کیا تھا اور اب ساري حکومت پر قبض و دخل اپنا کرنا شروع کیا اور
لڑائي کے میدان میں ایسي بھاري فوج اپنے ساتھہ لیکر گیا که مرہٹوں کي
ویسي بیشمار فوج آج تک اکٹھي نہیں ہوئي اور دریاے گوداوري کي
شمالي جانب میں اُن مقاموں سے چوتھہ اور علاوہ اوس کے اور محاصل
وصول کیا جنھوں نے غاشیه اطاعت کا اُٹھایا اور باقي مقاموں کو جالنا واقع برار
تک جلا پھونک کر خاک میں ملایا مگر بادشاهي فوج کے انتظام و اہتمام
میں تبدیل و تغیر کے واقع ہونے سے مقام مذکورالصدر سے آگے نبڑہ سکا
اور عالمگیر ابتک اکثر برھما پوري میں مقیم رہا اور اوسي جگہه کو
فوج کا اعلی مقام اُسنے ٹھہرا دیا اور گاہ گاہ اپنے بیٹے اعظم شاہ کو کسیقدر

کہ باوصف اس کے کہ وہ افسروں میں نہایت لایق فایق تھ
اب خیر خواہی کی اُمید اُس سے محض بیجا تھی غرض کہ
مرہٹوں سے دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو بہت بری صورت پیش
یعنی ذوالفقار خاں خراج کا روپیہ تانجور میں لوگوں سے جمع
رہا اور سنتاجی نے بادشاہی فوج کے بڑے قوی حصہ کو جو ایک نا
نامآور سردار کے زیر حکومت تھا چتلدرگ واقع میسور میں بھاری
شکستیں دیں اور ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کامیابیوں سے
قصے قضائے طے ہوئے مگر عام نتیجہ اُن کا مغلوں کے حق میں مفید پڑا
ہوگا اسلیئے کہ سنہ ۱۶۹۷ع میں جنجی کے دوبارہ محاصرے کے
قابل ہوگئے *

میدان کی لڑائیوں میں ذوالفقار خاں نے ہمت لگائی اور گرمجوش
افسر کا کام دیا مگر جبکہ جنجی کا محاصرہ دوبارہ کیا گیا تو مرہٹوں سے
ہر ملنا جلنا شروع کیا اور اُس مقام کی فتح کے طول پکڑ جانے
کو حقیقت میں مقصود اپنا ٹھہرایا † *

اگرچہ ذوالفقار خاں اپنی کاریگری کیئے گیا مگر اورنگ زیب
رنے والے بادشاہ کے عہد حکومت میں برابر برتاؤ ایسے طریقہ کا بہت دشو
نہایت مشکل تھا چنانچہ ذوالفقار خاں نے اگلے برس بخوبی بھی سوچ
جھا کہ جنجی کو فتح کرنا چاہیئے اور کمی کوتاہی کی صورتیں بڑی

ذوالفقار خاں کی وہ سازشیں جو اُس نے مرہٹوں سے کی تھیں اس قلمی
ے واضح ہوتی ہیں جسکا گرینٹڈف صاحب نے حوالہ دیا ہے اور غالباً اسی قسم
پر جو میسور میں حاصل ہوئی کرنیل ولکس صاحب نے اُن سازشوں کا ہونا
ور حال اُن کا مغلوں کے مورخوں کو دریافت نہوا مگر بندیلہ کی تاریخ میں
ان کو یہہ الزام لگایا گیا ہی کہ اُسنے دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیا تھا اور
کا یہہ تھا کہ فوج کی بڑی حکومت اور وہ بڑا پایہ جو آج اُسکو حاصل ہے
نے تک اُس کو حاصل رہے اور بادشاہ کے جلد مرنے کی اُمید اِس لیئے
عمر کو پہونچ چکا تھا *

خاص فوج کو مرزا کام بخش نے مسلح ہونے کا حکم سنایا تو اُن دونوں سرداروں نے واجبی ناواجبی یہي سمجھا بوجھا کہ شہزادہ مرہٹوں میں جانا چاہتا ہی یہاں تک جوں توں کر کے اُس کو نظر بند کیا † فوج میں فساد و غوغا برپا ہوا اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ ساري فوج اِسباب پر مجبور ہوئي کہ اپني توپوں کو توڑ پھوڑ برابر کیا اور توپ خانے کو چھوڑ کر چل دیئے اور جہاں جاکر اکھٹے ہوئے وہاں مورچہ بندي کي اور گردا گرد اپنے خندقیں کھودیں اور محاصروں سے محصور بن گئے آخرکار اُن میں اور مرہٹوں میں یہہ عہد و پیمان ہوا کہ بیس میل کے قریب مقام و ندي ویش میں لوٹ جانے کي مغلوں کو رخصت دي جاوے کہ وہ وہاں پہونچکر بادشاهي حکم کے منتظر بیٹھیں *

جب کہ کام بخش اور اسد خاں پہلے پہل دکن کي جانب کو بڑھے جاتے تھے تو عالمگیر بھي جنوب کي جانب کو روانہ ہوچکا تھا اور مقام گلگلا واقع ساحل دریاے کشنا میں چھاوني اُسنے ڈالي تھي اور دوسرے برس وہ چھاوني برهما پوري میں منتقل کي گئي جو بندر پور واقع ساحل دریاے بیما کے متصل واقع هی اور بادشاہ اُس جگہہ کئي برس تک مقیم رہا اب وہ بیجاپور کي جانب روانہ ہوا اور اسي زمانہ میں اپنے سرداروں کے کام ناپسند کیئے اور یہہ حکم جاري فرمایا کہ کام بخش دربار میں حاضر ہووے چنانچہ جب وہ باپ کي ملازمت سے مشرف ہوا تو باپ نے مہرباني فرمائي اور بڑي شفقت سے پیش آیا ‡ اسي عرصہ میں اسد خاں کو بھي طلب فرمایا مگر ایسے نقض و خلاف میں جو تدبیر سابق کا مخالف تھا اور اُس کي وجہہ بخوبي دریافت نہیں ہوتي فوج کا کاربار ذوالفقار خاں پر موقوف رکھا جسکا اب حال یہہ تھا

---

† ذوالفقار خاں اور اسد خاں کي رپورٹ مرسلہ خدمت عالمگیر جسکا حوالہ خود اورنگ زیب نے رقایم کرایم کے سینتالیسویں رقیمہ میں دیا هی اور گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں اور بندیلہ کي تاریخ

‡ رقایم کرایم کا اٹھائیسواں اور پچاسواں رقیمہ

درخواستوں پر اپنے التماس کو مائل کیا جو همیشه سے ایسي قسم
وساد و نزاع سے فایده اٹھانے کے لیئے آماده بیٹھے رهتے تھے چنا
ذوالفقار خاں نے تساهل برتا بلکه دشمنوں کو خبریں پهونچاکر
قایل کردیا که محاصرہ تین برس تک قایم رها اور محصور اُس کا مقا
کرتے رهے *

بعد اوس کے سنباجي گوربارہ نے اپنے راجہ کي امداد و اعانت
کے لئی دلیرانه اراده کیا چنانچه سنه ۱۶۹۷ میں باقی مرهٹوں کے
گروهوں کو عالمگیر کے مصروف رکھنے کي غرض سے چھوڑ کر داناجي
جادو کو پاس اپنے بلایا یه دونو سردار دس هزار سوار جرار اپنے همراه لیکر
جنجی کو روانه هوئے اور درمیاني ملکوں سے بڑي تیزي تندي سے گذر کر
محاصروں پر ایسي شتابي چالاکي سے آپڑے که محاصر لوگ اپني
باهمي تائید و کمک رساني کے لیئے اپنے بھاري گروهوں کو ترتیب دیسکے
مرهٹوں کے اگلے ٹکرے نے مغلوں کے ایک گروه پر چھاپا مارا چنانچه آنکے
...یروںکو لوٹا اور آنکے سردار کو گرفتار کیا بعد اُسکے خودسنباجي نے اُس
...ے گروه کو شکست فاحش دي جو بهت جلدي سے اُسکے مقابله پر
...کیا تھا یعني سب سے آگے بڑھے هوئے پہروں کو مار کر اندر کیطرف بڑھ
...رنگوں کو هلاک کیا اور لشکر کي تمام رسدوں کو اور کھانے پینے کي
...ں کو لوٹا اور خبروں کا آنا جانا قطع کیا اور بادشاه کے مرنے کي خبریں
... جنکو ایسے برے وقت میں بآساني یقیني سمجھا گیا اور اُن
... کي بدولت سنباجي نے مرزا کام بخش سے یه بات چیت لگائي
...ے تخت نشیني کي امداد و اعانت کریگے معلوم هوتا هی که
...خش کو اسد خاں اور ذوالفقار خاں کي جانب سے بڑي بڑي
...یشه هوگا که اُس نے مرهٹوں کي باتوں کو کان دھر کر سنا اور
...مدوں کا آنا جانا شروع هوا تو ذوالفقار خاں اور اسد خاں
...چا کر پراگنده هوئے یہاں تک که جب ایک رات ...

گھوڑے اور بھاری بھاری چیزیں چھین تے تھے اور سرداروں کو تاوان کی عوض میں روکتے تھے *

اسلیئے که دکن میں عالمگیر کے پاس نئی بھرتی کے سپاهی اور روپیه پیسه خاص هندوستان سے آتاتھا تو سنبھا جی اور داناجی نے بادشاهی فوج اور هندوستان کے درمیان میں آپ کو ڈالا اور بہت سی بار برداریوں کو قطع کیا اور بادشاهی فوج کے نئی ٹکڑوں کو شکستیں دیں یہاں تک که سنه ۱۶۹۳ میں ایسی بڑائی حاصل کی که مغل لوگ اون کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی جگھه قوی اور هیبت ناک سمجھنے لگے ایسی خوف و هراس کی حالت میں بادشاہ کی جانب سے ایسی تدبیر کے برتاؤ کی ضرورت پائی گئی جس کے ذریعه سے اگر لڑائی خاتمه کو نه پہونچی تو اسقدر تو هو که اوس کی نیک نامی اور شہرۂ آفاقی اور اوس کی فوج کی همت و نہمت بحال و قایم رهی چنانچه اوسنے جنجی کے محاصرے کے کام کاج کی سخت پیروی کا اراده کیا اور سنه ۱۶۹۴ ع میں شاهزاده کام بخش کو وکنکره سے واپس بلایا اور تازی فوج کو همراه اوس کے کرکے جنجی کے محاصرے پر روانه کیا مگر اپنے معمولی دستور کے موافق اسد خاں والد ذوالفقار خاں کو شاهزاده کے ساتھه اِس غرض سے بھیجا که وه کام روائی میں شریک اوسکا رهے اور تمام جنگی کار و باروں کو اون امیروں کی اصلی هدایت اور نگرانی سے متعلق فرمایا اس انتظام سے کام بخش اور اسد خاں دونوں ناراض هوئی منجمله اُن کے شاهزاده اس تھوڑے سے اختیار سے ناراض هوا جو حقیقت میں اُسکو بخشا گیا تھا اور اسد خاں اور ذوالفقار خاں دونوں باپ بیٹوں نے یهه پسند نکیا که فتح کی ساری عزت اور فوج کی پوری حکومت سے محروم رهیں † *

ذوالفقار خاں بادشاہ سےاسقدر برهم هوا که مرهٹوں کے برهمنوں کی

† گرینٹ ڈف صاحب خافی خاں اوربندیلونکے حالات مندرجه تاریخ سکاٹ صاحب

کو چھوڑکر اُن کے پیچھے جاتے تھے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے تھے یا کسی ٹیکرے کی اوٹ آڑ میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں چھوٹے چھوٹے گروھوں سے ابھی حملہ کرنا جان جوکھوں سے خالی نہوتا تھا چھپ کو اکٹھے ہوتے تھے اور جب کہ تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہوکر اپنے ھارے تھکے گھوڑوں کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو بات کی بات میں مرھٹے لوگ ادھرادھرسے ٹوٹ کر اُن پر گرتے تھے اور اگر اُنکی صفوں میں کوئی رخنہ پاتے تھے یا پراگندگی دیکھتے تھے تو بے ساختہ حملہ کرتے تھے مگر عموما کام اُنکا یہہ تھا کہ غنیم کی پشت و بازو پر متفرق ہوکر جھومتے پھرتے تھے گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنے والوں میں گرتے تھے اور ساری غرض یہہ تھی کہ دشمن کے غول میں توڑے ڈالیں بندوقیں ماریں یا متفرق سپاھیوں کو بھالے کی نوک چوک سے ہلاک کریں مگر رسدوں کے لوٹنے اور بار برداریوں کے کاٹنے میں فوقیت اُن کو حاصل تھی اور اسکا شوق و ذوق بھی اونکو تھا *

مرھٹونکو معصلات کی عنایت سے بادشاھی رسدونکی خبر لگتی تھی اور بادشاھی فوج والوں کو مرھٹوں کے کہیں کہیں موجود ہونے کی آگاھی بھی نہوتی تھی یہاں تک کہ مرھٹے لوگ اُن کے کوچ کی راہ پر یکایک حملہ کرتے تھے اور ذخیروں کے اونٹ اور بیلوں کو جن میں کوچ و مقام کے لیئے غلہ ہوتے تھے اور حفظ و حراست اُن کی بخوبی ہوتی تھی آنکھوں کے سامنے بات کی بات میں لیجاتے تھے اور خزانہ لیجانے والوں کی حفاظت پر اپنے گروھوں کو بایکدگر وابستہ کرتے تھے اور جب اونکے ہاتھوں میں خزانہ ہوتا تھا تو مقابلہ اونکا دشوار پڑجاتا تھا یعنی لڑنے مرنے پر جمے رہتے تھے اور ہرگز بھاگتے نتھے اور اسلیئے کہ مغلوں کے گروہ عموما منزل بمنزل جاتے تھےتو اونکی خط کتابت کے اجرا اور پانی کی رسدکو مرھٹے بند کرتے تھے اور جب کہ ایک دو دن میں مغل لاچار ہوجاتے تھے اور لاچار ہوکر اطاعت قبول کرتے تھے تو سوارونکے

تھي اور یہہ بہاري گروہ جہاں کہیں گذرتا تھا وہ مقام خاک سیاہ ہوجاتا تھا اور سپاہیوں کے زور و ظلم سے ساري رعایا کو سخت سخت تکلیفیں پہونچتي تھیں † ہم بیان کرچکے ہیں کہ مرہٹے کوتاہ قامت اور نہایت چالاک اور بغایت جفاکش ہوتے ہیں اور روکھے سوکھے کہانے کي عادت رکھتے ہیں معمولي خوراک اُنکي یہہ تھي کہ جوار کي تکیا پیاز کے ساتھہ کہاتے تھے اور اکثر پوشاک اُن کي یہہ تھي کہ ایک پگڑي اور ایک چست جانگیا اور ایک بنڈا کرتا پہنتے تھے اور جب ننگے ہوتے تھے تو ایک ہلکا کرتا گھٹنوں تک رکھتے تھے اور ہتیار اُن کے یہہ تھے کہ توڑہ دار بندوق اور تلوار ڈھال باندھتے تھے اور تیرہ چودہ فٹ کا بھالا اکثر رکھتے تھے اور یہہ ہتیار اُنکا قومي ہی اور استعمال اُنکا بڑي ہنرمندي سے کرتے تھے گھوڑے اُن کے ہلکے اور چھوٹی ہوتے تھے اور آٹھوں گانٹھہ پورے اور بڑے چالاک اور جفاکش ہوتے تھے آگے کو ذقندیں لگاتے تھے اور سوار کے اشارہ سے عین تیز روي میں ٹھہر جاتے تھے یا گھوم کر مڑ جاتے تھے زین کي جگھہ گدا اور زین پوش کي جگھہ کمل کي تہہ ہوتي تھي قیام کي صورت میں سرداروں کے سوا گنتي کے لوگوں کے پاس خیمے ہوتے تھے اور مہم کے دنوں میں سپاھي زمین پر سوتے تھے اور بھالی کو زمین میں پاس اپنے گاڑتے تھے اور لگام کو اس لیئے بازو سے باندھتے تہی کہ جب دشمن کے پہونچنے کا شور و غوغا اوٹھی تو لپک جھپک کر گھوڑوں پر چڑہ بیٹھیں *

مغلوں کے بہاري حملہ پر ایسے گروہ کے پانوں اُکھڑ جاتے تھے اور یک لخت ایک ایک کرکے تتر بتر ہوجاتے تھے اور قریب کے پہاڑوں یا اِدھر اُدھر کے گڈھوں میں گھس بیٹھتے تھی اور جبکہ مخالف لوگ اپني صفوں

† جمیلي کریري نے مارچ سنہ ۱۶۹۵ ع میں عالمگیر کي چھاوني کو مقام گلگلا میں دیکھا چنانچہ وہ بیان کرتا ہی کہ وہ ایسا بڑا انبوہ تھا جسکو دس لاکھہ سے زیادہ بیان کرتے ہیں بادشاہ اور بادشاہزادوں کے خیمی تین میل کے محیط سے زیادہ میں منصوب تھے اور فوج اور خیمے ایک گھري کہائي سے محفوظ و مستحکم کیئے گئے تھے

نهایت بري بري باتیں اوس کے لشکر میں دخل تهیں یہاں تک ک
بہت سے افسروں کے پاس آدهي جمعیت معین فوج کي رهتي تهي اور
بہت سے سردار اپنے ماتحت سپاهیوں کي جگهه اپنے خدمتگاروں اور غلامونکو
بهرتي کرتے تهے اور ایسے پاجي رفیقوں کے ساتهه اوتهنے بیتهنے سے شریفوں
کي عادتیں بگڑ گئي تهیں اور سپاهیانه خوي و خصلت کي خفت و
ذلت سے دلیري دلاوري افسرده پژمرده هوگئي تهي اور اغماض و نوازش کے
باعث سے جسکا برتاؤ ایسے سرداروں کو ضروري و لابدي تها جو آپ
اپنے عیبوں سے بخوبي واقف هوتے تهے بادشاهي فوج کي تباهي کمال کو
پهونچي اور حال اوسکا ایسا خراب هوا که نه وه دوسرے کي
نگهباني نگراني کے قابل رهي اور نه اپنے پهروں کي هوشیاري کرسکي اور
...لي سستي کے مارے عین نازک وقت پر ایسي صورت میں بهي کام سے
...ل رهتي تهي که جسقدر عرصه اسکو بهاري سازوں کے لگانے اور زره بکتر کے
... میں صرف هوتا تها اوس کے بعد بهي کام کا موقع باقي رهتا تها
... بهي ادهر اودهر دیکهتي رهتي تهي † بادشاهي لشکر کے جلو میں
... امان کے وقتوں کي سب بڑي شان و شوکت پائي جاتي تهي اور هر
... شان و شوکت کي نقل و تقلید پر مرتا تها بلکه ادنی ادنے سپاهي
...نے ڈیروں میں آرام و آسایش ڈهونڈتے تهے کوچ کے سلسله میں
... تانتا چلتا تها جو هاتیوں اور اونٹوں اور گاڑي چهکڑوں اور
...ر بنگاه اور هر درجه کي عورتوں اور سوداگروں اور باورچیوں
... اور هر طرح کے عیش و عشرت کے سامان بهم پهونچانے
...ا جنکي گنتي لڑنیوالوں کي نسبت دس گني هوتي

... کي تعریفیں کرتے هیں اور کهتے هیں که وه نوکري
... تها اور پهره چوکي سے آشنا نه تهے اور جس
...ا تو ایکس کي تنخواه وضع کیجاتي تهي
... کے قول اور نیر بندیلوں کے حال...

اور حکومت کي نرمي اور معقول طوروں کے برتاؤ سے جنکو اکبر بادشاه نے
قايم کيا تها اور نيز هندو مسلمانوں کے ميل جول سے مغلوں کي خوي
و خصلت نرم هونے لگي تهي اور جهانگير کي غفلت شعاري اور کم
مصروفي اور شاهجهان کے ملکي امن چين سے فوج کے انتظام و قاعدوں
اور جنگي عادتوں کو خاص خاص نقصان پهونچا تها اور جس زمانه کي
اب تاريخ لکهي جاتي هی اُس ميں فوج کے قاعدوں اور سپاهيانه
خصلتوں کو اتنا ضرر پهونچا تها که وه محسوس هونے لگا تها چنانچه
امير لوگ ايسي کاهلي اور بد وضعي ميں مبتلا هو گئے تهے که وه اُن کي
نسبت اسي زمانه سے برابر مشهور و معروف هی اور جن اميروں کي عقل
درست اور طبيعت ٹهکانے رهي تهي وه بهي سرگرم خدمت کے
لايق نرهے تهے لڑائي کے ميدان ميں ايسي نرم کرتياں پهنکر آتے تهے جو
روئي کے پهلوں اور پشم و ريشم کے ٹکڑوں سے بهري هوتي تهيں اور تلوار
اُنکو کاٹتي نتهي کرتيوں پر زره يا چار آئينه لگاکر ايسے عمده گهوڑوں پر سوار
هوتے تهے جنکي لگاميں بهاري بهاري اور زين پوش اُن کے لٹکتے رهتے تهے
اور چاروں کناروں پر مختلف رنگوں کي جهالر اور تبت کي سوراگايوں کي
دموں کے پهندنے لگے هوتے تهے اور گهوڑوں کي گردنياں اور تمام ساز
اُن کے طلائي نقرئي زنجيروں زيوروں سے آراسته پيراسته هوتے تهے
اور هر سوار اپنے مقدور و طاقت کے موافق اپنے افسر کي نقل کرتا تها اور
ايسے سواروں سے ايک رساله قايم هوتا تها جو کسي سواري کي جلو ميں
چلنے کے قابل و زيبا تها اور گهوري لڑائي ميں حمله کے ليئے بهي نامناسب
نتها مگر دور دراز کي دوڑ دهوپ کي استعداد و لياقت نه رکهتا تها باقي يهه
بات تو کهاں که مهينوں کے سفر کي ماندگي برابر اُٹهائے چلا جاوے
مذکورالصدر سواروں کے بهت کار آمد نهونے کے علاوه يهه بات بهي خرابي
کي تهي که فوج کے دستور قاعدوں کي بالکل پابندي نه تهي چنانچه
عالمگير کي تاک جهانک اور اُسکي بهت سي چهان بين کے خلاف پر

اُس نے برتي کہ منجملہ سپاهيوں کے جسکو رعب داب کا آدمي پ
حق اُس کو عنايت کيا کہ مرهتوں کي حکومت کے خارج مقامو
چوتهہ اکهتي کيا کرے اور مرهتوں کے باقي حق دعوؤں کو جتانا رهے
جو ملک اُس خراج کے ادا سے انکار کرے اُس کو لوٹے کهسوٹے اور
بهي مقرر کيا کہ جو خراج اِس طريقہ پر وصول هووے وہ فوج ک
تنخواهوں ميں صرف هوا کرے اور جو غنيمت هاتهہ آوے وہ حاصل
کرنے والوں کو ملے اور هر سردار کو اُس کے ذاتي فائدہ کي نظر سے يهہ
اجازت دي گئي کہ خوراک اور گهاس دانہ کے نام سے نيا تاوان اپنے ليئے
ليا کرے غرضکہ اِس ترغيب سے جو حقيقت ميں ايک قسم کا بلاوا تها
تمام مرهتے سوار اپنے اپنے گوشوں سے نکلے اور لوٹ مار پر پل پڑے اور
بے طرح هاتهہ پهيکنے لگے اُسي زمانہ ميں پہلے پہل نام اُن مرهتوں کے سننے
ميں آئے جو ايسے خود مختار فريقوں کے سردار تهے جنکي تعداد و کثرت
مختلف تهي اور اب کہ بادشاهي رعايا کي مال و دولت سے اُنهوں نے
تونگري اپني چاهي تو مختلف صورتوں ميں کام اپنا نکالا چنانچہ بعض
اوقات الگ الگ هوکر کام کرتے تهے اور گاہ گاہ صلاح و مشورہ اور معين
دبيروں سے يورشوں کے ليئے کهيں کهيں اکهٹے هوتے تهے اور زور دباؤ کے
ت کسي خاص جانب کو سب چل ديتے تهے اگرچہ سنتا جي اور
ا جي کي فوجيں اُن کے قبض و قابو ميں تهيں مگر اُن کي کارروائي کا
ہ بهت کچهہ ويساهي تها يعني لوٹتے مارتے رهتے تهے غرضکہ مور ملخ کي
اطراف و اکناف ميں مرهتے پهيل گئے اور اُن کي بدولت سارا دکن
ار اور جلا پهونک اور تباهي بربادي سے بهرپور هو گيا *

توں اور مغلوں کي فوجوں کے طرز و انداز کا مقابلہ

ں زمانہ ميں مرهتوں اور مغلوں کي فوجيں دستور و قاعدہ کي
ے باهم مقابل هوئيں اور جبهي يهہ بات جلد دريافت هوئي کہ
ور و قاعدوں ميں خوبي پائي جاتي هے مدت کے اس چين

گي فتح سے آپ کو معزز و ممتاز کیا تھا اِس غرض سے روانہ کیا کہ جنجي کو فتح کرکے مرهٹوں کي حکومت کو اخیر صدمہ پهونچاوے چنانچہ ذوالفقار خاں دکن میں پهونچا اور پهنچنی کے ساتهہ اُسکو یهہ دریافت هوا کہ اگرچہ بجاے خود فوج اپني بہت هے مگر جنجي کا فتح کرنا تو درکنار اُسکے محاصرے کے لیئے بهي کافي وافي نهیں غرضکہ ذوالفقار خاں نے تازي مدد کي درخواست کي اور کسي قدر فوج کو تانجور ‡ اور علاوہ اِسکے اور جنوبي ملکوں کے محاصل جمع کرنے میں مصروف کیا بادشاہ نے کام بخش اپنے بیٹے کو ایک فوج کے همراہ کرکے وکنگرہ کي فتح کي غرض سے جو بیجاپور کے قریب واقع هی روانہ کیا تھا اگرچہ وہ مضبوط قلعہ دکن کے پنڈاروں میں سے کسي قوم کے ایک سردار کے قبض و تصرف میں تھا مگر اِس قدر مضبوط و مستحکم تھا کہ کام بخش کي سعي و محنت سے کوئي فائدہ مترتب نهوا اور ساري کوششیں اُسکي بیکار گئیں علاوہ اِسکے فوج کي مانگ اِس جہت سے بهي زیادہ هوئي کہ مرهٹے میدان میں دوبارہ نکلے اور لڑنے بهڑنے پر آمادہ هوئے بیان اُسکا یهہ هی کہ جب راجا رام جنجي میں سکونت پذیر هوا تو اُسنے سنتا جي گورپارہ اور داناجي جادو دو چالاک سرداروں کو سیر و شکار کے طریقہ پر کسي خفیف مہم کي غرض سے خاص اپنے ملک میں بهیجا تھا یهہ سردار اپني منزل مقصود کو اب تک نہ پهونچے تھے کہ بیجاپور کي معزول فوج کے چند گروہ آپ لوٹتے کهسوٹتے پهرتے تھے اور جب کہ یهہ دونوں سردار وهاں پهونچے تو گانوں گانوں سے مرهٹے سوار نکلے اور انکے نشانوں کے تلے بیشمار اکهٹے هوگئے علاوہ اِس کے رام چندر پنتهہ نے بهي جو تهوڑے سے رهے سهے علاقہ کے انتظام و اهتمام کے لیئے ستارہ میں چهوڑا گیا تھا تهوڑي فوج اپنے ضلعوں میں اکهٹي کي تهي اور لوٹ مار کي طبیعت کو بهڑکا چمکا کر سنہ ۱۶۹۲ع میں ایک نئي فوج اپنے کاموں کي پوري یکایک قایم کي تهي اور یهہ طرز

‡ مرهٹے لوگ اِس تانجور کو چنداور پکارتے هیں

قبض و تصرف حاصل تها جی‌الفور اُنهوں نے بحسب ظاهر مغلو
ایسي اطاعت قبول کی که اُس گرمجوشي اور وفاداري اور قول و قر
زیاده کسي قوم نے اُن کي اطاعت اختیار نکي هوگی مگر اُن زمیندارو
باغیوں سے ملنا جلنا قایم رکها اور اپنے عالي کمبروں کو باغیوں کا شریک و شا
هونے دیا بلکه خفیه خفیه اپنے رشته داروں کے زیرحکومت گروهوں
قایم کرکے اِس غرض سے روانه کیا که لوت مار کی مهموں میں باغي
مرهتوں کے مدد و معاون رهیں اور جسقدر که وه علانیه دشمنی کی صورت
میں نقصان پهونچاتی اُس سے زیاده نفاق اور جاسوسي کے ذریعه سے
پهونچایا اور جب که سپاهیوں نے کوئي قوي حکومت اور معین خزانه
نه پایا تو هر شخص نے اپنے اپنے فایده کي تدبیریں نکالیں همیشه سے
مرهتوں کو لوتنا کهسوتنا یهانتک مرغوب تها که سیواجی کے عهد کي
ابتدائي قزاقیوں سے اُس زمانه تک جب که مرهتوں کے راج ریاست کي ترقي
غایت عروج پر پهونچي تهي لوت مار کي خواهش مرهتوں کي طبیعت
ر غالب رهي اور اِسي لیئی جو لفظ اُن کي زبان میں فتح کے لئے
وضع ومستعمل هے اُس کے معني دشمن کا لوتنا هیں اگرچه
مقصود کي تحصیل میں بهت جلد اکتهے هوجاتے هیں مگر اِس صورت
ں بهي تمام لوگ اِس وجهه سے مستعد و آماده هوتے هیں که هر شخص
ں جداگانه غنیمت کا خواهاں هوتا هے غرض که جب اُن کي طبیعت
ره بالا متحرک هوئي تو اُس کو ایسي راه پر لگانے میں جسکے
سے عمده عمده قواعد یافته فوجوں کي دلیري دلاوري سے زیاده
رخطرناک هوجاویں حکومت کي جانب سے تهوڑي سي مداخلت
ں *

جنجي کے محاصره کا بیان

که بظاهر یهه دریافت هوا که بلاد دکن سے مرهتوں کي حکومت
ي تو اسد خاں کے بیتی ذوالفقار خاں کو جسنے راے گڈه

دکن کے قلعوں کو اچھي حفظ و حراست میں رکھاجاوے اور فوج اُسکي علاقہ کے دیہات میں جگہہ جگہہ پہیل کر چلي جاوے اور وقت کي منتظر بیتھے چنانچہ راجارام اور اُس کے تہوڑے همراهیوں نے بہیس اپنا بدلا اور اُن مخالف صوبوں میں گذرے جو راے گدہ اور جنجي کے درمیان میں واقع تھے جوں هي کہ وہ جنجي میں داخل هوا تو اپنے پہونچنے کي منادي پہیري اور اپنے بہتیجي کي گرفتاري کي وجہہ سے راجائي کا خطاب اِختیار کیا اور نصیبوں کي یاوري سے پہلاد نامي ایک برهمن صلاح کار اور خیرخواہ اُس کو هاتہہ آیا اور اُس میں یہہ لیاقتیں کافي وافي تھیں کہ اور سرداروں وزیروں پر فضل و فوقیت حاصل کرے اور یہہ سمجھہ بوجھہ اُس کي پوري تھي کہ اگر ممکن و متصور بھي هو تواِس سے زیادہ سعي و کوشش مناسب نہیں کہ سارے مرهتوں کے مصروف رکہنے کے لیئی کوئي عام منشا تجویز کرنا چاهیئی جس میں سب اِتفاق سے مصروف هوویں *

اگر سیواجي سا لایق فایق آدمي جس کي سعي و همت اور خوے خصلت کي بوباس اطراف و اکناف میں جگہہ جگہہ پھیلي تھي پیدانهوتا تو مرهتوں کي قوم قایم نهوتي مگر اب کہ سارے مرهتوں میں ایک طبیعت کا جوش برابر پیدا هوا یعني سب کي طبیعتیں متفق هوگئیں تو لوگوں کے اخلاق و عادات اور لڑائي کے طور و طریقوں کي روسے یہہ ضروري هوا کہ خاص خاص لوگوں کي سعي و محنت کے ذریعہ سے اُس نئي طبیعت سے کام لیاجاوے اور یہہ تدبیر اُن کے حال کے حسابوں نہایت مناسب تھي کہ سردست اپنے غالب دشمن کے سامنے کان نہ هلاویں اور گھربار ساز و سامان سے کوئي چیز ایسي پاس اپنے نرکھیں کہ دشمن کو ترغیب اُسکي پیدا هووے اور جب کہ حملہ آوروں کي مانند کام کا موقع پیش آوے تو بیکلم و کاست اپني زور و قوت سے حملہ کریں اور پھر تربتر پھرت توت پڑیں چنانچہ منجملہ اُن کے جن سرداروں کو زمینوں پر

اور بھی ظاہر ہوئی تھی کہ بادشاہ نے پونہ میں موقف کرکے راے گ
محاصرے کو فوج اپنی روانہ کی تھی جہاں مرہٹوں کے بڑے بڑے
سنبھاجی کی وفات کے بعد اکہٹے ہوئے تھے اور اُس کے شیر خوار
ساہو کو راجہ تسلیم کیا تھا اور اُس کے بھائی راجارام اُس شیرخوار
چچا جان کو نایب ریاست ٹہرایا تھا *

راجا رام کی نیابت کا بیان

بعد اُسکے مرہٹوں نے راے گڈہ میں سپاہی محافظ مقرر کیئے اور
کھانے پینے کے ذخیرے بھرے اور کار و خدمت کے واسطے نایب ریاست کے
ہمراہ چلے گئے راے گڈہ کا محاصرہ کئی مہینے تک قایم رہا یہانتک کہ ایک
ماوالی سردار نے کسی ذاتی عداوت کے مارے جو عام مایوسی سے مخلوط
و مختلط تھی راے گڈہ کی چڑھائی کا رستہ بادشاہی ملازموں کو بتایا اور
اپنے بھائی بندوں سے دغابازی کی † اور سنہ ۱۶۹۰ ع میں شیر خوارہ
راجہ پکڑا گیا مرہٹوں نے یہہ چاہا کہ بجاے اِس کے کہ سنبھاجی کا
پچھلا قایم مقام یعنی راجارام امن و مصلحت یعنی جان جوکھوں میں
گرفتار ہووے جنجی کے دور دراز قلعہ واقع کرناٹک میں چلا جاوے اور

---

† کوئی وجہہ وجیہ اِس کی دریافت نہیں ہوتی کہ کبھی تو یہہ قلعے بارہ بارہ
ہی وقت میں برابر فتح ہوجاویں اور کبھی بہت عمدہ آراستہ فوجوں سے مدت
لڑاکریں مگر منجملہ اُن کے اکثر قلعوں میں حفاظت کے سپاہی معین نہیں کیئی
تھی اور ذخیرے بھی نہیں بھرے جاتے تھے اُن قلعوں کے سپاہیوں کو ایسی
کے معاملے سے تنخواہ ملتی تھی جو عین قلعہ کے نیچے واقع ہوتی ہیں
جہت سے قلعہ کے سپاہی محاصروں کے متوسل ہوجاتے تھی قلعوں کے
سپاہیوں کے بڑے بڑے گروہ اکثر اِس سبب سے یکایک معاون ہوجاتے تھے
استحکام و مضبوطی پہ بھروسا کرکے غافل سوتے تھے اور دوسرا سبب یہہ
اُن مشکلوں پر دشمن غالب آجاتا تھا جن پر غالب آنا ممکن نہ سمجھتے تھے
مایوس ہوجاتے تھی اگر ایسے قلعہ اچھی حالت میں رکھے جاتے ہیں
اور ذخیرے بطور مناسب چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے فتح کرنے کے واسطے
جنگی تدبیریں اور دلاوریاں درکار ہوتی ہیں *

اپنے بڑے قوي دشمن کے دیکھنے کو اکھتے ہوگئے تھے بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے گئے اور قید خانہ میں مقید کیئے گئے غالباً بادشاہ کا یہہ ارادہ تھا کہ اپنے قیدي کو ایک مدت تک اس غرض سے صحیح و سلامت رکھے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکے قلعوں پر تصرف حاصل کرے مگر سنبھاجي نے ذلت و رسوائي کو گوارا نکیا اور جینے سے ہاتھہ اوتھایا چنانچہ جب اسلام کا پیغام اُس کے پاس آیا تو بقول اُس کے کہ " هرکه دست از جاں بشوید هرچه در دل دارد بگوید " جواب اُس کا ایسے کڑے لفظوں میں دیا جو بادشاہ کے طعن و تشنیع اور خدا و رسول کي گستاخي پر مشتمل تھے غرض کہ فی‌الفور اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور غالب یہہ ھی کہ قتل کا منشا خدا و رسول کي گستاخي تھي اس لیئے کہ اُس کے قتل میں ایسي بڑي سختي برتي گئي کہ اورنگ زیب کے معمولي طریقوں کے خلاف تھي چنانچہ گرم سیخچوں سے اُسکي آنکھیں پھوڑي گئیں اور زبان اُسکي گدي سے نکالي گئي اور اگست سنہ ۱۶۸۹ع میں کلوشا سمیت گردن مارا گیا *

اگرچہ سنبھاجي کي ذات سے سارے مرھتے متنفر تھے مگر اُس کي بري قسمت پر غیظ و غضب کے مارے آگ کے پتلے بن گئی اور قومي جوش خروش اور مذھبي زور و شور اس درجہ کو پھونچا کہ کاھے ماھے ایسا نہ پھونچا تھا *

اگرچہ مرھتے مغلوں سے جلتے تھے اور بڑي سخت عداوت مابین اُن کے متحقق تھي مگر مقابلہ کي توقع اور کامیابي کي امید بہت تھوڑي رکھتے تھے اس لیئے کہ بادشاہ کي بڑي بھاري فوج اور نیز اُسکي ذاتي شہرت بلکہ اُس جاہ و حشمت سے جسنے معمور و مشحون اُسکو کیا تھا اور قطع نظر سب سے سلاطین مغلیہ کے نام سے مرھتوں کے دلوں میں ایسي ھیبت بیتھي تھي جو بادشاہ کے نائبوں کي پہلي لڑائیوں میں کبھي پہلے لاحق نہوئي تھي علاوہ اُس کے مرھتوں کي کمزوري اس سے

کے کانوں میں پڑي † جو بادشاہ کي جانب سے کولا پور کا حاکم
اگرچہ کولاپور سنگامسور سے پچاس ساتھہ میل کے فاصلہ پر واقع هی
گھاٹوں کے سلسلہ کے باعث سے سنگامسور سے الگ هی اور اسلیئے
تقرب‌خاں صرف ایک ضلع کا حاکم تھا تو اوسکي همسائگي سے سنباجي
اور علی هذالقیاس اوس کے پاس پروس والوں کو بہت سا اندیشہ نتھ
حاصل یہہ کہ یہہ سردار از بسکہ چالاک و چست دلیر و دلاور تھا تھوڑي
سي فوج اپنے همراہ لیکر روانہ هوا اور ایسی چال چلا کہ سنگامسور میں
داخل هونے سے پہلے کوئي شک شبہہ اوس کے چلنے نکلنے کي نسبت
پیدا نہ هوا سنبا جي اب تک محفوظ رہ سکتا تھا اسلیئے کہ محصور
هونے سے پہلے پہلے اُسکے ملازموں سے بادشاهي ملازموں کے آنے سے آگاهي
اُسکو دي تھي مگر سنبا جي نشوں میں چور چور تھا یہانتک کہ کوئي
بات اُن کي نسني اور ایسي آگاهي کي عوض میں پاداش و تدارک سے
دھمکایا جسکو طعن تشنیع سے خالي سمجھا غرض کہ تقرب خاں بات کي
...ات میں وهاں جا پہونچا اور سنبا جي بہت سے همراهیوں سمیت
...س جگہہ سے بھاگا اور کلوشا وزیر اپنے ولي نعمت کے بچانے میں زخمي
... یہانتک کہ دونوں گرفتار هوئے اور بڑي دهوم دهام سے بادشاهي لشکر
... پہونچائے گئے ‡ *
...پہلے اُن کو اونٹوں پر سوار کیا اور بڑے گاجے باجے سے بادشاهي لشکر
...ور آیا تماشائیوں کے هجوم سے چاروں طرف اُن کي معمور تھیں جو

---

† گرینت ڈف صاحب ایک رقعہ مندرجہ رقایم کرایم کے دیکھنے سے جو
...ی دفتر واقع لندن کے نسخوں کے سلسلہ میں اکتالیسواں نسخہ هی یہہ
...تا هی کہ سنبا جي کي گرفتاري خود پادشاہ کي تدبیر سے حاصل هوئي اور
... اُسکے احکام کي بڑي پابندي سے عمل میں آئي اُسکے خط کے دیکھنے سے
... یہہ حال دریافت هوتا هی کہ وہ اُسوقت میں پنالہ کے قلعہ کا محاصرہ

‡ ...ت غالبا مشہور هی کہ کلوشا نے اپنے ولي نعمت کو دغا سے ...

زمینداروں هي کو دیا جاتا تها اور آن جنگي سرداروں کو جو ضلعوں پر حکومت کرتے تهے محاصل کي تحصیل و جمع میں سے پچیس روپیه فیصدي خرچه بابت ملتي تهے اور وه سردار اپني فوج ماتحت کي تنخواه اوس سے وصول کرکے باقي کو راوانه سرکار کرتے تهے اور اکثر اوقات اس انتظام کي جگهه یهه بهي عمل میں آتا تها که معین ضلعوں پر کسي میعاد معین تک سرداروں کي تنخواه اور وظیفوں کے ادا کرنے کے لیئی جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں *

ان بڑے واقعوں میں سنبا جي اپنے کام کاج میں سست اور کاهل رها جسکا باعث مرهٹوں کے مورخوں نے یهه بیان کیا که کلوشا وزیر نے سحر و نیرنگ کے زور سے اوسکو غلام اپنا بنایا تها مگر اصلي باعث اوسکا وه بدن کي کاهلي اور عقل کا فساد تها جو مدت کي میخواري اور عیاشي سے ناشي هوا تها *

شهزاده اکبر نے سنبا جي کے طور طریقوں سے نفرت کهائي اور ایسے سست رفیق سے امید کو توڑکر اوسکي درباداري کو چهوڑا اور سیدها ایران کو روانه هوا جهاں وه سنه ۱۷۰۶ع تک زنده رها سنبا جي کے خاص خاص سرداروں نے باوصف اپنے اتا کي کاهلي سستي اور ناکرده کاري کے بادشاهي لوگوں کے مقابله پر جد و جهد اوتهائي اور اپني وفاداري پوري پوري پر جمی رهے مگر باوجود اونکي سعي و کوشش کے مرهٹوں کے کشاده ملکوں پر بادشاهي ملازم تهوڑا تهوڑا قبض و دخل اپنا کرتے جاتے تهے اور خود بادشاه اون کے قلعوں پر پوري چڑهائي کي طیاري میں مصروف تها که اسي اثنا میں ناگاه اوس کے ایک افسر کي جابکي چالاکي سے بڑا حریف اوس کا گرفتار هوا یعني سنبا جي تهوڑے همراهیوں سمیت ایک عمده باغ واقع سنگامیسور واقع کنکان کي سیروگل گشت میں مصروف و مشغوف تها که اوس کے غیر محفوظ هونے کي بهنک تقرب خاں

کا ذخیرہ جو مذکورہ بالا سلطنتوں سے علاقہ رکھتا تھا سارا بگڑ گیا اور پ
لوازم دکن کے مساں دراعوں کے لئے اصول و عناصر ہوگئے اگرچہ پٹھ
اور غیر ملکی سپاہیوں نے جو دکن کی تباہ شدہ ریاستوں کے نوکر چ
تھے اورنگ‌زیب کی ملازمت اختیار کی ہوگئی مگر ان دونوں ریاستوں
فوجوں کے باقی لوگ سیواجی کے شریک و شامل ہوے اور بجائے خو
لوٹنے کھسوٹنے پر مجبور ہوئے اور دور دور کے زمینداروں نے خود مختاری
کا مقام و موقع تکا اور ساری لڑائیوں اور قزاقیوں میں جو اوسی ظہور میں
آئیں ہمیشہ مرہٹوں کی رفاقت اعانت پر آمادہ رہے جنکو دکن کی
بے انتظامیوں کا حقیقی مربی سمجھتے تھے اور مغلوں کی وہ زمیندار رعایا
اپنے مالکوں یعنی مغلوں سے ناراض تھی جو زیر طناب اونکی بستی تھی اور
بوجہہ مذکور اور مذہبی مقابلہ کے خیال و تصور سے جو نیا پیدا ہوگیا
تھا اونکی دشمنوں کی امداد و اعانت پر امادہ رہتی تھی غرض کہ برخلاف
اوس چندروزہ اقبال اور دو چاردن کے عروج کے جسکا ظہور گولکنڈہ کی
تح ہونے پر نمایاں ہوا تھا اورنگ‌زیب اسی وارداب یعنی فتح گولکنڈہ
ے اون مسلسل آفتوں مصیبتوں کی تاریخ مسلسل قایم کرسکتا تھا جو
ر تک ساتھہ اوس کے رہیں *

اورنگ‌زیب نے حال کی اقبالمندی سے فائدے اوٹھانے میں کچھہ کمی
ی نکی چنانچہ سنہ ۱۶۸۸ع میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی ساری
ملکہ اون ریاستوں کی نئی جنوبی صوبجات پر قبض و تصرف کیا اور
ب کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبایا اور ونکا جی کے علاقہ کو
تک محدود رکھا اور اون مرہٹوں کو قلعوں میں محصور ہونے پر
کیا جو سیواجی کی جانب سے اوسکی حال کی فتوحات پر
صرف تھے مگر ان سارے ملکوں میں اس سے زیادہ قبض و تصرف
ا جیسا کہ سپاہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہی یعنی ملکی انتظام
قائم ہوا چنانچہ قلعوں کے معامل کا ٹھیکا دیس مکھوں اور

بدولت اُسکي رعايا اور اُسکي آل و اولاد کو ياد اُسکي آجتک عزيز و مکرم هی يهه واقعه ستمبر سنه ١٦٨٧ع ميں واقع هوا *

محاصرے کے زمانه ميں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درميان ميں شاهزاده کي کوتاه بيني اور ناعاقبت انديشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگ‌زيب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شک شبهی جو معظم کي نسبت قايم تهے بيدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب يهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بيچ ميں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگ‌زيب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے ليئے جو ايک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ايک بهانه هاتهه آيا اور في‌الفور اُسکو نظربند کيا جو سات برس تک نرم گرم قيد ميں مقيد رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ايسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگير اُسکي طرفسے مشتبهه اور انديشه‌ناک هووے اس ليئے که سب لوگوں نے اُس کو عقيل و هوشيار اور حليم سليم بيان کيا هی چنانچه برنير صاحب لکهتے هيں که کوئي غلام بهي زياده اُس سے مطيع و محکوم نهيں هوسکتا اور جيسا که بحسب ظاهر بلند نظاري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ويسا کوئي معلوم نهيں هوتا مگر صاحب موصوف نے يهه کنايه لکها هی که جو که خود عالمگير کا چال چلن بهي اپني جواني ميں ايسا هي تها تو شايد يهي خيال اورنگ‌زيب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † *

عالمگير نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غايت پر پهونچايا مگر ايسی بيج اُسنے بوئے تهے که اُسکي بڑے کڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس ليئے که وه ساري حکومتيں جو دکن ميں قايم تهيں اور اونکي بدولت کسيقدر امن چين اوس جگهه قايم تها يکقلم اب نيست و نابود هوگئيں اور خاص و عام کي معيشت

† برنير صاحب کي تاريخ جلد ١ صفحه ١٢٠

جوں ہي کہ بیجاپور کي فتح سے فراغت حاصل ہوئي تو اورنگزیب
گولکنڈہ کے بادشاہ سے آشتي کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباہ کر
ارادہ کیا اور جن تدبیروں کے ذریعہ سے یہہ کام اُس نے حاصل کیا
ایسي ہي خفیف و ذلیل و ناکارہ تہیں جیسا کہ یہہ کام اُسکا شرافت
خلاف اور دیانت کے منافي تہا تفصیل اُسکي یہہ ہی کہ اُس نے اپني
فوج اُس کے ملک کي قلمرو میں اس حیلہ سے پہونچ ني کہ حج کے ارادہ
پر جاتا ہوں اور اس حیلہ سے بہت سا روپیہ نقد اور بھاري بھاري رقمیں
نذر و بہینٹ کي رو سے حاصل کیں اور اُسکي ہمدردي اور اُس کے مہرو
محبت کے حاصل کرنے پر بڑي خواہش ظاہر کي مگر اسي عرصہ میں گولکنڈہ
کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رہا تہا اور اُسکي فوج کو خراب و عداش بنا
رہا تہا یہانتک کہ جب کام اُسکا پختہ ہوگیا تو اُس نے ایک اشتہار اس
مضمون سے جاري کیا کہ گولکنڈہ کا بادشاہ کافروں کا حامي ہی بعد اس
کے بہت جلد اُس کے قلعہ کا محاصرا کیا معلوم ہوتا ہی کہ ابوالحسن نے
اسوقت سے اپنے زنانہ پن کو اوتہا رکہا تہا اس لئے کہ اگرچہ فوج اُسکي
اسکو چہوڑکر بہاگ گئي تہي مگر دلیري دلاور کي بدولت سات مہینے تک
[گول]کنڈہ کو غنیموں کے ہاتہوں سے بچائے رکہا یہاں تک کہ اُسي کے لوگوں
[نے] ساتہہ اُس کے دغا کي اور اُسکو دشمن کے حوالہ کیا بعد اُس کے جو
[مصیبت] اُسپر نازل ہوئي اُسکو ایسي صبر و متانت سے اُسنے اوتہایا جسکي

[...] و اکناف میں مشہور و معروف ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ اس ساري فضا
[...]مد عادلشاہ کا مقبرہ ایسي عجیب عمارت ہی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا
[...]ہ جدہر سے دیکہیو وہي نظر پڑتا ہی اگرچہ اُس مقبرہ میں تکلف و آرایش
[...]ت پائي نہیں جاتي مگر اُسکے قد و قامت کي مہیب اور بڑي طولاني اور نہایت
[...]ے ایسي غمگین حالت برستي ہی کہ اُس ویراني اور شکستہ حالي سے بغایت
[...]تي ہی جو اُسکے چاروں طرف چہائي ہوئي دکہائي دیتي ہی (گرینٹڈف
[...]یک صفحہ ۳۲۰) کہنڈروں کے دیکہنے سے یہہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ
[...]ي ریاست ایسي بڑي دارالحکومت کو کسطرح قایم رکہہ سکتي ہوگي

بلکه اُس کو یہه شبہہ گذرا که معظم نے اپني بلند نظریوں کي غرض سے بہت سي غنیمت کو تغلب کرکے وہ خزانه اپنے تحت و تصرف میں رکہا جو سرکار میں جمع هوتا جیسا که خود اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر باپ کے زمانه میں کیا تہا غرض که گولکنده کے بادشاہ کو اتنا دبایا که اُس نے بهاري رقم کے اداکر نے پر آشتي کي بعد اُس کے بیجاپور کا اِرادہ هوا اور فوج اُس جانب کو روانه کي گئي *

معلوم هوتا هی که بیجاپور کي فوج اِس زمانه میں باقي نرهي تهي اِس لیئی که بیجاپور کي روني کا محیط چهه میل کا تہا اور عالمگیر اُس کو چاروں طرف سے محصور کر سکا اور محاصرہ کے علاوہ فوج کے ایک حصه کو باقاعدے حمله اور شگاف کرنے میں لگاسکا یہه پورا محاصرہ ایسي خوبي سے قایم رها که جب شگاف گهس پیٹهه کے قابل هوگیا تو شهر کے رهنے والی کهانے پینی کي کمي کوتاهي سے بڑي دقت میں پڑے اور محصور سپاهي اگرچه گنتي میں تهوڑے تهی مگر پٹهن ولي کي ضرورت سے یہه مناسب سمجها گیا که اُن کو مفید شرطیں عنایت کیجاویں اورنگ زیب ایک هلکے پهلکے تخت پر بیٹهه کر شگاف کي راه سے شهر میں داخل هوا اور صغیرسن بادشاہ کو گرفتار کیا اور بیجا پورسي دارالحکومت کو تباہ کرکے چهوڑا چنانچه آجتک وہ شهر اُسي حالت میں مبتلا هے یہه واقع پندرهویں اکتوبر سنه ۱۶۸۶ ع میں واقع هوا † *

---

† بیجاپور کي شهرپناه سنگین اور تراشیده پتهروں سے بني هوئي اور نهایت بلند هی اورآجتک ثابت هے اور جو سرکاري عمارتیں اُسکے اندر واقع هیں اُنکے مینار اور گنبد شهرپناه سےاسقدر اوبهرے هوئے هیں اور دور سے دکهائي دیتے هیں که دیکهنے والوں کو یہه معلوم هوتا هے که وہ شهر آباد اور سرسبز هی مگر جبکه اندر جاکر دیکهتے هیں تو بستي کو سنسان اور مکانوں کو کهنڈر پاتے هیں گهري خندق اور دوهرے دوهرے پشتوں سے جو شهرپناه کي حفظ و حراست کي نظر سے بنائے گئے اور قلعه کے عمده مکانوں کے کهنڈروں اور ٹوٹي دیواروں کے ڈهیروں سے دربار بیجاپور کي پهلي شان و شوکت ثابت هوتي هی اُسکي عالیشان عمارتوں میں سے جامع مسجد بڑي عالیشان عمارت هی اور ابراهیم عادلشاہ کا مقبرہ جو پہلے مذکور هوچکا اپني خوش قطعي اور پاکیزگي تعمیر سے

که جب کوئي غنیم آکر ستاوے تو ایک دوسرے کي اعانت کرے اور جب که یہه روقت اورنگ زیب پر کہل گئي تو اُس نے سدا جي سے بےپروائي برتي اور اِسي امر کو عداوت کي وجہه ٹہراکر گولکنده کے اِراده پر فوج اپني روانه کي مگر جو فوج اُس نے اس مہم پر بہیجي تهي وه اُس کے لیئی کافي وافي نه تهي اِس لئی که بڑي بڑي فوجوں کے حاکموں سے معاون کا شک شبہه اُس کو رهتا تها تهوڑے عرصه گذرنے پر پہلي فوج کي تائید واعانت کي نظر سے بہت سي فوج کو شاهزاده معظم کی تحت حکومت کرکے اُسکے پیچهے روانه کیا جو پہلي پچهلي دونوں مذکوره بالا فوجوں کا حاکم هوا تها مگر گولکنده کي سلطنت کا حال ایسا خراب و ابرتها جیسا که بیجاپور کی ریاست کا تها اِس لئی که ابوالحسن تانا شاه گولکنده کا حاکم عیش اور کاہل تو ضرور تها مگر لوگوں میں معزز اورممتاز بهي تها اور اُس کي حکومت کا انتظام اور ملک و محاصل کا اهتمام ایک برهمن مدنا پنده نامي کي سعي و همت سے بخوبي هوتا تها جسپر اعتماد و بہروسا کرنے سے اُس نے بڑي دانائي برتي تهي مگراس برهمن کي مدارالمہامي مسلمانوں اور منجمله اُن کے خصوص ابراهیم خاں کو سخت دگوار تهي جو ساري فوج کا سپه سالار تها اِس لئی که اگر کوئي اور انتظام واقع هوتا تو وزارت آپ کو هوتي غرض که اُس ناگواري پر یہه نتیجه مترتب هوا که جب شاهزاده معظم پاس آگیا تو ابراهیم خاں ایک بڑا حصه فوج کا همراه اپنے لیکر شهزاده ممدوح کی خدمت میں پہونچا اور اِسي قسم کے شور و فساد میں جو خاص حیدرآباد میں برپا هوا تها مدناپنته مارا گیا اور تانا شاه اپنے پہاڑي قلعه میں پناه گزیں هوا اور حیدرآباد اُس کا دارالسلطنت تین دن تک لٹیارها اور عدم کے تصرف میں آیا شاهزاده نے فوج کي لوٹ مار کی روک تهام میں جو خلاف قاعدے واقع هوئي تهي نہایت کوشش برتي اور بادشاه اُس سے بہایت ناراض هوا اور ناراضي کي یہه وجهه نه تهي که معظم نے آدمست یا مصلحت برتي

کو اگی بڑھا جاتا تھا مگر جو فوج اُس کے مقابلہ کو بیجاپور والوں نے روانہ کي تھي وہ ایسي بھاري تھي کہ وہ اُس کا مقابلہ نہ کرسکا اور دریاے بیمہ سے پیچھے لوٹنے پر مجبور ھوا اور شاہزادہ معظم ایسا کمزور ھوگیا تھا کہ کسي جانب کو کوچ نہ کرسکتا تھا اور تازي کمک کا منتظر بیٹھا تھا چنانچہ جب اِمداد اُس کو پہونچي تو اُس کي حفظ و حراست میں توٹي پھوٹي فوج سمیت احمدنگر میں داخل ھوا *

مذکورہ بالا ناکامیوں کے بعد اورنگ زیب آپ بذات خود شولاپور کو روانہ ھوا اور شاھزادہ اعظم کو پہلي فوج کے علاوہ اور فوج دیکر آگي کو روانہ کیا اگرچہ شولا پور اور شاھزادہ ممدوح کي فوج میں تھوڑاسا فاصلہ حایل تھا مگر باوصف اِس قرب مسافت کے بیجاپور کي فوج نے اُن کي رسد کو بند کیا یہاں تک کہ اگر غازي الدین † غلہ کي ایک باربرداري کو اپني تدبیر و حکمت سے شاھزادہ کي فوج تک نہ پہونچاتا تو فوج اُس کي بھوکوں کے مارے لوٹ پیٹ کر مرجاتي *

غرض کہ کہ شاھزادہ ممدوح کي کار گذاري کا اثر دشمن کے دلپر بہت تھوڑا ھوا یہاں تک کہ سنہ ۱۶۸۶ ع میں خود بادشاہ ھي بیجاپور کے محاصرہ پر متوجہہ ھوا *

جب کہ بیجاپور کي لڑائي کي نوبت یہانتک پہونچي تو مرھٹوں نے بادشاھي لوگوں کو جنوب کي جانب سراپا مایل پاکر اُن کي پشت کے ملکوں میں دست اندازي شروع کي چنانچہ بروچ کے شہر کو خوب سا لوٹا اور گجرات اور اُس کے قریب کے ضلع کو تباہ کرتے ھوئی اپنے مقاموں کو واپس چلے آئی مگر یہہ بات اچھي طرح واضح نہیں ھوتي کہ سنبا جي نے یہہ مہم اپنے عزم و اِرادہ سے کي تھي یا دکن کے بادشاھوں نے اُس کو برانگیختہ کیا تھا اس لیئی کہ اُس زمانہ میں اُس میں اور گولکنڈہ کے بادشاھوں میں رفاقت قایم تھي اور یہہ عہد آپس میں تھہرا تھا

† یہہ غازي الدین حیدرآباد کے نواب حال کا مورث اعلیٰ تھا ۱۲۰

سپاهی فوج سمیت جو گھوڑوں کے نہونے سے پیادہ پا چلتی تھی داخل ہوا
تو اُسنے آپ کو بڑا نصیبے والا تصور کیا مگر اسی آب و هوا کی برائی
اور غیر معمولی غذا کا نقصان اُسکے پیچهے لگا رها اور مقام والوہ میں
جو موچ کے متصل دریاے کشنا کے کنارے پر واقع هی اور برسات کے
نکل جانے کی غرض سے وهاں اُسنے چهاونی ڈالی تهی وبائی بخار اُسکی
فوج میں پهیلا اور بهت سے لوگ اُسکے مر گئے اور جب که برسات کا موسم
گذر گیا تو معظم کو یهه هدایت کی گئی که جنوب مغرب کی جانب
سے بیجاپور کے ملک میں ایسے داخل هووے که شاهزاده اعظم کی
فوج سے آ ملے جو پهاڑی قلعوں کی ناکامی کے بعد بیجاپور کے دهاوے
کی غرض سے بڑی بهاری فوج سمیت اُس جانب کو روانه کیا گیا تها
اور اُسی زمانه میں یعنی سنه ۱۶۸۵ ع میں خود بادشاه احمدنگر کی
جانب روانه هوا اور کسی قدر فوج اورنگ‌آباد میں خانجهاں کے زیر حکم
اِس غرض سے باقی چهوڑی که ضرورت کے وقت موجود رهے بادشاهی
فوجوں کے روانه هونے سے سنبهاجی کو اُس حمله کے انتقام کا موقع هاتهه
آیا جو اُسکے ممالک مقبوضه پر مغلوں کی دوڑ دهوپ اور سعی اور
کوشش سے واقع هوا تها چنانچه اُسنے کنکان کے شمال میں بادشاهی
فوجوں کے دائیں بازو پر تهوڑی تهوڑی فوج اپنی اکتهی کی اور
اُس فوج نے بڑی تیزی تندی سے پیچهے پیچهے کوچ کر کے برهانپور سے
بڑے شهر کو لوٹا کهسوٹا اور پهر کنکان کو لوٹ کر چلی گئی اور جو ملک
اُسکے رسته میں پڑے اور وه اُدهر گذری تو اُنکو جلا پهونک کر خاک
سیاه کیا اور ایسی چالاکی اور پوشیدگی سے آنا جانا هوا که جس
خانجهاں نے ایسی راه پر کوچ کیا جهاں اُنکے روکنے ٹوکنے اور پکڑنے
جکڑنے کی توقع تهی تو آپ کو اُنکی راه بازگشت سے بهت دور اور الگ
تهلگ پایا *

اِسی زمانه میں شاهزاده اعظم نے شولاپور کو فتح کیا تها اور بیجاپور

کہ شاھزادہ اعظم کو بہت سي فوج دے کر اُن پہاڑي قلعوں کي فتح
و کشایش پر روانہ کیا جو ایسے مقاموں میں واقع تھے جہاں کوہ چاندور کا
سلسلہ گھاٹوں سے ملتا ھی اور شاھزادہ معظم کو فوج مذکور سے بہت زیادہ
فوج دیکر سنہ ۱۶۸۴ ع میں اِس غرض سے روانہ فرمایا کہ کنکان پر دھاوا
کر کے ممالک سنبھاجي کے جنوب اور بیجاپور کي سرحد میں گھس بیٹھہ
جاوے اور جیسا کہ اِس بات کا سمجھنا دشوار و مشکل ھی کہ افواج مذکورہ
کو ایسي طرح مصروف کرنے سے کیا مقصود اُسکا تھا ویسا ھي یہہ معلوم
کرنا بھي سہل و آسان نہیں کہ اُن طریقوں کے برتاؤ میں جو اُسنے
پسند کیئے تھے لڑائي کے اُصول و قاعدے کیا تھے سالیر کے مضبوط و مستحکم
قلعہ کو اُسکے حاکم نے شاھزادہ اعظم کو اُن سازشوں کے واقع ھونے سے
حوالہ کیا جو پہلے سے ھو گئي تھیں اور غالب یہہ ھی کہ ایسي خفیف
سازش کے دھوکہ سے ایک فوج اپني بادشاہ نے شاھزادہ ممدوح کے
زیر حکومت کر کے ایسے مقام کي جانب روانہ کي تھي جو اُس کي
باقي فوج سے ملا ھوا نہ تھا مگر سواروں † کي بڑي فوج کا بھیجنا کنکان
کے پہاڑوں اور ایسے جھاڑ جھنکاڑوں میں جہاں سڑکوں اور گھاس چارے اور
میدان کا نام و نشان بھي نہ تھا ایسي کم فہمي کي دلیل ھی جسکے عذر
اور سبب کا بیان کسي طرح متصور نہیں ھوتا شاھزادہ معظم کنکان کے
سارے طول میں بے کھٹکے گذر گیا اور کوئي مانع مزاحم اُسکا نہوا مگر
گویا کے متصل پہونچنے تک گھوڑے اور بیل اور اُونٹ اُسکے ضایع ھو گئے
اور لوگ اُسکے کھانے پینے کي کمي کوتاھي کے صدمہ اُٹھانے لگے اور
یہہ تکلیف اِس سبب سے بہت زیادہ ھوئي کہ سنبھاجي نے گھاٹوں کے
رستے بند کیئے تھے اور جو سامان اُنکي مدد رساني کو سمندر کي راہ سے
آتے تھے اُسکے جنگي جہازوں نے اُنکو لوٹ کھسوٹ برابر کیا تھا اور
جب کہ شاھزادہ معظم گھاٹوں سے ایدھر کے ملک میں اپني رھي

† اورم صاحب لکھتے ھیں کہ وہ سوار چالیس ھزار تھے

عالمگیر اِس زمانہ میں اودے پور والے سے عہدنامہ کرچکا تھا بعد اُس کے اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا جودھپور کے قصبات و دیہات کی تباہی پر چھوڑا اور سنہ ۱۶۸۳ کو ساری فوج اپنی قلمرو کی ہمراہ لیکر دکن کو روانہ ہوا *

اگر اورنگ زیب سنبھاجی کے دبانے کی عوض سے بیجاپور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں کی رفاقت پیدا کرتا اور دکن کے امن چین کے قایم رکھنے کی نظر سے وہ عمدہ د یعہ عمل میں لاتا تو یہہ تدبیر اُس کی نہایت معقول ہوتی اور نہایت راس آتی مگر شاید اُس نے یہہ سمجھا بوجھا کہ مرہٹوں کی نسبت وہ دونوں بادشاہ اُس کے زیادہ بد خواہ اور مخالف ہیں اور وہ جی‌جان سے شریک اُس کے ہونگے اور جب تک یہہ دونوں ریاستیں قایم رہینگی تب تک سنبھاجی کی پناہ کا ٹھکانا قایم رہیگا اور یہہ بات بھی قرین قیاس ہی کہ اورنگ زیب کا مقدم مطلب یہہ تھا کہ پہلے یہہ دونوں ریاستیں ضبط ہوجاویں اور جبکہ یہہ بڑے بڑے کام انجام کو پہونچینگے تو سنبھاجی کا محکوم ہونا لازمی نتیجہ اُن کا ہوگا چنانچہ اُن بادشاہوں کے باہم جنگ و جدال اور مرہٹوں سے اُن کی ناچاقی بدمزگی دیکھہ دیکھہ کر خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا اور اُن کے خانگی نزاعوں کے بھڑکانے میں زور ہمت لگاتا تھا اور ایسی اُلٹی سمجھی بھی کہ جسقدر شور و فساد اور خرابی پریشانی دکن میں زیادہ ہوگی اُسقدر مجھکو فائدہ ہوگا *

سنہ ۱۶۸۳ ع میں پہلے پہلے برہانپور کی جانب روانہ ہوا اور اورنگ‌آباد کی مانند جہاں بعد اُس کے تمام پذیر ہوا تھا ایک مدت تک وہاں مقیم رہا اور اِس عرصہ میں ملکی مالی بندوبست کیئی گیا اور اپنے دیوانہ پن سے جزیہ کے وصول کرنے میں بڑی تاکید اور کمال اِصرار اُس نے برتا جس کے وصول سے اُس کے سیدھے سادھے اسیر بھی بطور نہ مصلحت خاموش بیٹھے تھے ہنوز اُس نے برہانپور سے کوچ نہ کیا تھا

ملال اُسکا اِس وجہہ سے اور بھي زیادہ ہوا کہ حبشیوں نے جزیرہ سے
نکلکر اُس کے گانؤں گرانؤں کو لوٹنا شروع کیا اور بعد اُس کے تھوڑے دنوں
گذرنے پر وہ بڑا نقصان اُنھوں نے پھونچایا جسکا صدمہ خاص اُس کے
دل کو پھونچا یعني اُس کے جہازوں کے بیڑہ نے عین سمندر میں
شکستِ اُن سے کھائي سنبا جي اِن نقصانوں کے پھونچنے سے بھبوکا ہوا
اور اُن یورپ والوں کے ذمہ جو سمندر کے کنارے پر بستے تھے
یہہ تہمت لگائي کہ اُنھوں نے حبشیوں کي اعانت کرکے یہہ نقصان
اُن کے ہاتھوں سے پھونچوائے غرضکہ پرتگال والوں سے بذات خود
لڑائي شروع کي جن سے سیوا جي بھي لڑتا بھڑتا رہتا تھا اور
علیٰ ہذا القیاس انگریزوں سے بھي عداوت پیدا کي جن سے اب تک
برابر دوستي چلي آتي تھي اِن خفیف قصے قضایوں میں مغلوں کے
دھاووں سے خلل پڑا جن سے اورنگ زیب کي آمد آمد کے آثار
نمایاں ہوئے اور جب کہ سنباجي حبشیوں کے مقابلہ میں مصروف تھا
تو اُس زمانہ میں بھي اُس کے سردار دکن میں معطل نہ بیٹھے تھے مگر
فوج کے اِنتظام و قاعدوں میں سستي واقع ہوئي تھي چنانچہ وہ
بد اِنتظامي اور خرابیوں سمیت دم بدم زیادہ بڑھتي گئي جو راجہ کي
ناکارہ عادتوں سے پیدا ہوئي تھي اِس لیئے کہ وہ تمام وقت اپنا عیاشي
اور کاہلي میں صرف کرتا تھا یہاں تک کہ جس مال فراواں و دولت
بےپایاں کو سیواجي نے چھوڑا تھا وہ بہت جلد اُس نے ضائع کیا اگرچہ
کلوشا اُس کے وزیر نے محاصل کے بڑھانے سے لوگوں کو بہت بدگمان اور
زیادہ ناراض کیا مگر خرچ حکومت کے لیئے وہ محاصل کافي نہوتا تھا اور
جبکہ فوج کي تنخواہیں باقیات میں پڑنے لگیں تو فوج اُن غنیمتوں سے کام اپنا
چلانے لگي جو مہموں سے حاصل ہوتي تھیں اور اِنتظام اُسکا ایسا بگڑ گیا کہ
سیواجي کے عہد حکومت میں جیسي وہ فوج باقاعدہ تھي ویسےھي اب حریص
اور خونخوار اور غارتگر ہوگئي اور یہي حال اُسکا اب تک برابر چلا آتا ھی *

تو اُسي لڑائي میں مصروف رہا اور کسي مہم کا اِرادہ نہ کیا ہاں تعظیم و تکریم اُسکي بہت سي کي اور اُس کو هندوستان کا بادشاہ تسلیم کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں اُس کے اِستحقاق باطل کي کوئي تائید ایسي نہ کي جس سے اُس کے اِستحقاق و دعوي کو فائدہ پہونچے اکبر کے آنے سے راجا رام کے خفیہ خیر خواہوں نے اسبات کو ممکن تصور کیا کہ شاید وہ راجارام کو باپ کي گدي کا جایز بناوے اور اُسي کو منظور کرے مگر یہہ بات اُن کي جلد کہل گئي اور وہ بڑے بڑے سردار جو اِس سازش میں شریک و شامل تہے ہاتہوں کے پانوں میں ڈالے گئے منجملہ اُن کے سمواجي کا وہ برهمن وزیر بہي تہا جسنے سیواجي کي بڑي بڑي خدمتیں کي تہیں اور جیسا کہ وہ خدمات شایستہ کي جہت سے سنگین سزاؤں سے محفوظ تہا ویساهي برهمن هونے کي وجہہ سے مامون و مصؤن تہا مگر خلاف اُس کے عمل میں آیا *

اِن قتلوں کے باعث سے تمام لوگ سنباجي کي حکومت سے ناراض هوئے اور یہہ ناراضي اور ایسي صورتوں کے باعث سے بہي ترقي پکڑ گئي چنانچہ اُس نے باپ کے وزیروں سے غفلت برتي یا ظلم اُن پر کیا اور ریاست کے سارے کام ایک برهمن کلوشا نامي کو تفویض کیئے جو هندوستان خاص سے آیا تہا اور اُس نے سنباجي کے اِلتفات و توجہہ کو اُسکي برائیوں کے ترقي دینے اور دلیر کرنے اور اپنے ظاهري کمالوں اور دلپذیر طوروں کے جتانے سے حاصل کیا تہا *

کلوشا کي صلاح و مشورہ پر نہایت شوق ذوق سے سنہ ۱۶۸۲ ع کو جنجیرہ کے مقابلہ میں لڑائي کے کام کاج کي پیروي کي چنانچہ اُس نے اُس غرض سے کہ وہ جزیرہ هندوستان کے بر اعظم سے شامل هو جاوے سمندر کے اُس ٹکڑے کو مٹي سے بہروانا چاہا جو درمیان میں حائل تہا اور بعد اُس کے کشتیوں کے ذریعہ سے دہاوا کیا مگر یہہ جد و جہد اُس کي ضائع گئي اور جبکہ وہ محاصرہ کے اُتہانے پر مجبور هوا تو راجہ

وہ ایسا خائف تھا کہ پہلے اُس کو قلعہ سے باہر نکلنے کي جرأت نہوئي
مگر لوگوں کي رائیں اُس کے استحقاق کي بابت معقول تھیں چنانچہ
برھمن وزیر آپس میں لڑے جھگڑے اور جو فوج اُس قلعہ کے محاصرہ
کو آئي جس میں سنباجي مقید تھا طرف دار اُس کي بنائي گئي
حاصل یہہ کہ ماہ جون سنہ ۱۶۸۰ کو سنباجي راے گڈہ میں داخل
ہوا اور اُس کي راجائي بلا حجت تسلیم کي گئي اب تک اُس نے
چال چلن میں یہہ ہوشیاري برتي کہ اُس کے برتاؤ سے وہ تعصب بہت
رفع دفع ہوگئے تھے جو لوگوں کو اُس کي نسبت حاصل تھے مگر جبکہ
وہ باپ کي گدي پر اچھي طرح بیٹھہ چکا تو زور ظلم اور بےرحمیاں ناخدا
ترسیاں اُس سے صادر ہوئیں اور لوگوں کا گمان نیک اُس کي طرف سے
زائل ہوگیا چنانچہ اُس نے سیواجي کي رانڈ یعني راجا رام کي ماں کو
ایسي بڑي اذیت سے قتل کرایا کہ سسک سسک کر جان اُس کي نکلي
اور اُس کے بیٹے راجا رام کو مقید کیا اور اُن برھمن وزیروں کو جو اُسکي
مخالفت پر سرگرم و آمادہ تھے جیلخانہ دکھایا اور باقي دشمنوں کو جو
برھمنوں کا تقدس نہ رکھتے تھے گردن مارا اور غیر ملکي کاروباروں میں
بھي جو تدبیر اُس نے برتي وہ نفساني خواہشوں اور حیواني عادتوں سے
مغلوب تھي چنانچہ پہلے پہل یہہ برتاؤ اُس نے برتا کہ جنجیرہ کے
حبشیوں سے لڑنا بھڑنا شروع کیا اور اُن پر دھاوے کرنے لگا جنکي سیواجي
سے ہمیشہ اَن بن رہتي تھي اور سیواجي نے اُن کے مطیع و محکوم کرنے
کے لیئے بڑي‌بڑي محنتیں کبھي اُٹھائي تھیں اور اِس لیئے کہ یہہ لوگ
سنباجي کي دارالریاست کے قریب رہتے سہتے تھے تو اُن سے لڑنے بھڑنے
میں ایک اصلي غرض اور ذاتي شوق تھا اور اُس نے اپنے خیالوں کو
ایک دراز عرصہ تک اُنھیں لوگوں کے مطیع وتابع کرنے میں ایسا محدود رکھا
کہ گویا اُن کے سوا کوئي قوم اُس کے مخالف نہیں یہاں تک کہ جب
شاہزادہ اکبر ماہ جون سنہ ۱۶۸۱ ع کو اُس کي فوج میں داخل ہوا

اُسنے ھندوستان کے بڑے حصہ پر رعب داب اپنا قایم کیا اگرچہ ایسی لوٹ مار کي لڑائي سے جسے کہ سیواجي نے جاری رکھي تھی بہت سي تباھي لوگوں پر حقیقت میں پڑي مگر خاص اُسکے دشمن گواھي دیتے ھیں کہ وہ اِس قسم کي لڑائي کي خرابي بڑائیوں کے کم و کوتاہ کرنے میں عمدہ عمدہ قانون قاعدوں کے ذریعہ سے جنکی تعمیل ایک سختي درشتي سے کروائي جاتي تھي جي جان سے ھمیشہ مایل و راغب رھا اور پچھلے وقتوں میں بیہودہ خیالوں اور فاسد عقیدوں کي ضرورت سے ریاضت اُسکي بہت سخت اور شاق ھو گئي تھي مگر معلوم ھوتا ھی کہ اُسکي شاق مشقت اور اعتقاد فاسد کے باعث سے لیاقت و استعداد اُسکی نادرہ و نازک اور مزاج اُسکا ترش و ناکارہ نہ ھوا تھا *

سنبھاجي کي حکومت کا بیان

جب کہ سنبھاجي دلیر خاں سے الگ ھوکر آیا تو پنالہ کے قلعہ میں دوبارہ مقید کیا گیا اور باپ کے مرنے تک مقید رھا عرصکہ سنبھاجي کي گرفتاري اور نیز اُن بدکرداري کے چند کلموں کے باعث سے جو سیواجي کي زبان پر سنبھاجي کے ایندہ چال چلن کي نسبت بے ساختہ آئے تھے لوگوں کو یہہ حیلہ ھاتھہ آیا کہ سیواجي نے اپنے دہ سالہ دوسرے بیٹے راجا رام کو جانشین اپنا ٹھہرایا چنانچہ راجا رام کي ماں کے ساز و باز سے سارے لوگوں نے اِس بات کو یقیني سمجھا اور برھمن وزیروں نے سنبھاجي کے زور و ظلم سے ھراسان اور راجا رام کي راجائي پر مدت کي صغر سني سے شاداں ھوکر اُسي بات کو سچا تصور کیا اور سنبھاجي کی درشتي قید کے حکم جاري کئے اور سیواجي کے مرنے کو وھاں تک چھپانے کا ارادہ کیا کہ راجا رام اپنے باپ کي گدي پر بیٹھے *

سنبھاجي نے عین قید کي حالت میں کسي حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائي اور اپنے محافظوں سے اپني تخت نشیني کا حال بیان کیا چنانچہ اُنھوں نے فی الفور اُسکي حکومت کو تسلیم کیا مگر

آتھانے پر مجبور ہوا اور بیجاپور کي سرکار سے رفاقت کے بدلے میں وہ ضلع سیواجي نے پایا جو تمبدرہ اور کشنا کے درمیان میں واقع ہی اور والي بیجاپور کو جو حق حقوق اسکے باپ ساہجي کي جاگیر پر حاصل تھے وہ سیواجي کو دیئے گئے حقوق مذکورہ کے حاصل ہونے سے سیواجي کو ونکاجي اپنے بھائي کي نسبت قبض و تصرف کا منصب زیادہ حاصل ہوا اور پہلي کامیابي کي حیثیت سے یہي اختیار اسکو حاصل تھا ونکاجي نے انقلاب مذکورہ بالا سے رشک و حسد کے مارے جوگ سادھنے کا ارادہ کیا مگر سیواجي کے تمام عزم ایک بیماري کے لاحق ہونے سے فسخ ہو گئے جسکے صدمہ سے پانچویں اپریل سنہ ۱۶۸۰ ع کو تریپن برس کي عمر کو پہونچکر مر گیا *

اگرچہ یہہ سیواجي ایک بڑے سردار کا بیٹا تھا مگر اسنے ابتداے شعور سے ایسي بسر کرني شروع کي تھي جیسے کہ لٹیرے پنڈاروں کا دلاور متنفي افسر بسر کرتا ہی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بڑا ہنرمند سپہ سالار اور ایک لائق فائق منتظم بن بیٹھا اور ایسي بڑي بات اپني یادگار چھوڑ گیا کہ آج تک وہ بات کسي اسکے ہموطن نے حاصل نہ کي بلکہ اسکے لگ بھگ بھي نہ پہونچا یہہ مانا کہ اس پاس کے ملکوں کي خرابي تباہي کے باعث سے ایسے خالي میدان اسکو ہاتھہ آئے تھے جنکے ذریعہ سے اس سے کمتر لیاقت کا سردار بھي فائدے اتھا سکتا مگر جس طرح کہ اسنے اورنگ زیب کي غلط فہمیوں اور کوتہ اندیشیوں سے اپنے دین و ملت کا جوش دلاکر اپني قوم مرہٹوں میں قوم کي حمیت پیدا کرائي اور آپ کو فائدہ پہونچایا اسي طرح فائدے آتھانے کے لیئے اسي سردار کي سي عقل و دانائي درکار تھي اور انھیں خیالوں کے باعث سے جو اسکي بدولت مرہٹوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے اسکي حکومت اس زمانہ کے بعد بھي قایم رہي جب کہ وہ ناتوانوں کے ہاتھوں میں آ گئي اور باوجود اکثر خانگي نزاعوں اور درونی خرابیوں کے جب تک قایم رہي کہ

و قوت سے پھر نمایاں ہوا کہ ویسا کبھی" نمایاں نہوا تھا چنانچہ
مغلوں کے بہت سے قلعے خالی کرالیئے مگر دلیر خاں اب بھی
بیجا پور کے محاصرے پر قایم تھا اور جبکہ بیجا پور والے نہایت تنگ
ہوئے تو وہاں کے نایب السلطنت نے سیوا جی کی بہت منت سماجت کی
اور بقول اُسکے کہ ـــ بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم * پس ازانکہ
من نمانم بچہ کار خواہی آمد ـــ یہہ کہلا بھیجا کہ ہماری امداد اس سے
پہلے چاہیئے کہ بعد اوسکے وہ کام نہ آوے سیواجی اونکی درخواستوں پر
روانہ ہو چکا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ سنبھاجی بیٹا اوس کا
مغلوں سے پیوستہ ہو گیا یہہ بگڑو جواں جسمیں باپ کی لیاقتوں میں سے
دلاوری کے سوائے کوئی لیاقت پائی نہیں جاتی تھی یہاں تک عیاش
ہو گیا تھا کہ اوس نے ایک برھمنی سے بڑے کام کا ارادہ کیا تھا جو کسی
برھمن کی جورو تھی اور سیوا جی نے بپاداش اُسکے اوسکو قلعہ میں
مقید رکھا تھا اب وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور دلیر خاں سے پیوستہ ہوگیا
جو بکمال سرور اُس سے مائل کھول کر ملا اور اُسکو اپنی پناہ میں اس
غرض سے لیا کہ وہ مرھٹوں کو تو جوڑ کر باپ کا مد مقابل ہوگا اور تلواروں کے
پلوں کی طرح پورا پورا مقابلہ کریگا غرض کہ اس خبر سے سیوا جی کو
پریشانی حاصل ہوئی مگر یہہ پریشانی چند روزہ تھی اس لئیے کہ
اورنگ زیب نے دلیر خاں کی تجویز کو نا پسند کیا اور یہہ حکم صادر
فرمایا کہ سنبھاجی کو قید کر کے ہمارے خاص لشکر میں روانہ کرے مگر
دلیر خاں نے اپنے نام و ننگ اور اپنی ذمہ داری کو بٹہ نہ لگایا کہ اُسکی
گرفتاری سے اغماض کیا اور اُس کو باپ کے پاس جانے دیا اسی عرصہ
میں بیجا پور والوں کی طرف سے محاصرہ کا مقابلہ ایسا طول طویل
ہو گیا جو توقع سے خارج تھا اور جونہی کہ سیوا جی نے پریشانی سے
مخلصی پائی تو اُس نے بیجا پور کے بچانے میں ہمت لگائی اور بڑی
کوششیں کیں چنانچہ دلیر خاں رسدوں کی بندی سے محاصرے کے

مغلوں کي تدبير مملکت ميں کسي تبديل و تغير کے واقع هونے سے گولکنڈه کي رياست پر دهاوا کيا گيا بيان اُس کا يهه هے کہ جب خاں جهاں دکن کي نيابت سے منتقل هوا تو دلير خاں اُس کي جگهه قايم کيا گيا جو عالم گير کے سرداروں ميں سے شايد نهايت عمده سردار و لايق فايق افسر تها اگرچهه فوج اُس سردار کي بجاے خود اب بهي تهوڑي تهي مگر اوس کي فوج کا بڑا حصه ويسے هي سورما پٹهانوں سے مرکب تها جيسيکه وه خود آپ تها اور اس کي فوج کا نقصان اوس کي ذاتي دليري دلاوري سے پورا هوا تها بيجاپور کا بادشاه اب بهي خورد سال تها اور اوس کے وزيروں محافظوں ميں بڑے بڑے انقلاب واقع هوئی تهی منجمله اون کے ايک وزير سے دليرخاں نے موافقت بهم پهونچائي اور اوس کي اعانت سے گولکنڈه پر دهاوا کيا مگر تهوڑے دن گذرے تهی کہ يهه وزير جو دلير خاں کا لڑائي ميں ساتهي تها موت اپني مرگيا اور دلير خاں نے مسعود نامي حبشي کے استحقاق وزارت کي تائيد و اعانت پر کمر باندهي اور اس وجهه سے بيجا پور کے صلاح و مشوروں ميں بڑا غلبه بهم پهونچايا مگر اورنگ زيب اُن فائدوں سے راضي نه هوا اورشاهزاده معظم کو نيابت سلطنت عنايت فرماکر دکن کو بايں غرض روانه فرمايا کہ بيجا پور والوں سے ملک و مال کا مطالبه زياده کرے اور اُس مطالبه کي تعميل پر دلير خاں بحيثيت سپه سالاري کے آماده هوے چنانچهه اس حکم کي تعميل ميں بيجاپور والوں سے دوباره لڑائي شروع هوئي اور خود بيجاپور کا محاصرا کيا گيا اور جب کہ بيجاپور والی مايوس هوئی تو اُس کے وزير نائب السلطنت نے سيواجي سے امداد چاهي جس نے آپ کو فوج محاصره کے مقابله ميں قوي نه پاکر مغلوں کے ممالک مقبوضه پر دهاوا کيا اور معمولي سختي سے زياده سختي برتي يعني بهت سالوٹا کهسوٹا يهانتک کہ ايک بار اِن شور فسادوں سے لوٹتا هوا بلکه تعاقب کے مارے بهاگا آتا تها کہ وه هلاک هي هوا هوتا مگر تهوڑے عرصه بعد ايسے زور

گذر کر ماہ مئی سنہ الخ۔ کو مندراس کے پاس ہوتا ہوا جنجیہ کے سامنے موجود ہوا جو اُس کی قلمرو سے چھہ سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور حقیقت اُس کی یہہ ہے کہ یہہ پہاڑی قلعہ بیجا پور کی قلمرو میں نہایت مضبوط و مستحکم تھا مگر اِس زمانہ سے پہلے اُس قلعہ کے حاکم نے سیوا جی سے کچھہ عہد و پیمان کیا تھا جس کی رو رعایت سے بالمقابلہ سیوا جی کے اُس کو حوالہ کیا اب کہ سیوا جی کی فوج کا وہ پہاڑی حصہ آیا جس کو پیچھے چھوڑ کر آیا تھا تو اُس نے اُس قلعہ پر قبضہ کرکے ولور کا محاصرہ کیا اور اُس پر بھی فتح پائی سیوا جی نے ونکاجی سے ملاقات کی اور اُس کو بہت کچھہ سمجھایا کہ باپ کے ترکہ سے حصہ دینا چاہیئے مگر جبکہ اُس نے اُس کا کہنا نہ مانا تو اُسنے ارنی کے قلعہ اور علاوہ اُس کے اور مختلف قلعوں کو فتح کیا اور زور زبردستی سے باپ کی تمام جاگیر واقع میسور پر متصرف ہوا سیوا جی اُدھر مصروف تھا کہ اُس کو یہہ خبر لگی کہ مغلوں اور بیجاپور والوں نے گولکنڈہ پر دھاوا کیا غرض کہ خبر کے لگتے ہی اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو ممالک مقبوضہ پر چھوڑا جو اُس سے پہلے یہاں آکر ملا تھا اور آپ شمال کی جانب متوجہہ ہوا جوں ہی کہ سیوا جی دور نکل گیا تو ونکاجی نے میدان خالی پاکر دوبارہ قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ اختتام اُس قصہ کا ایسے ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے اور نصف محاصل سیواجی کو دیاکرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو سے دستبرد آئے سیواجی کے دخل و تصرف میں رہیں مگر سیواجی کے پہونچنے سے پہلے ہی گولکنڈہ مغلوں سے تصفیہ کرچکا تھا چنانچہ سیواجی بلاری اور بعض قلعوں کو فتح کرتا ہوا رائے گڈہ کو روانہ ہوا اور اٹھارہ مہینے بعد غیر حاضری سنہ ۱۶۷۸ ع کے وسط کے قریب قریب رائے گڈہ میں

جاگیر ابتک اُس کے چھوٹے بھائي ونکاجي کے قبض و تصرف میں تھي جووالي بیجا پور کي نام کي اطاعت سے قابض چلاآتا تھا یعني بجاے خود مستقل تھا اور صرف نام کو مطیع تھا اب سیوا جي کو یہہ اِختیار حاصل ہوا کہ جاگیر مذکور کا وراثتاً دعویٰ کرے یا بطور دشمن اُس کو فتح کرے اور اِلتفات اُس کا خصوص اُس جاگیر پر اِس وجہہ سے مایل ہوا کہ ایک برہمن رگہناتہہ نراین نامي جو ساہجي کي طرف سے انتظام اُس جاگیر کا کرتا تھا اور بعد اُس کے ونکاجي کا وزیر رہا کسي بات پر ونکاجي سے لڑ جھگڑ کے سیوا جي سے آکر ملا اور یہہ شخص اپني معلومات اور وہاں کے تعلقات کے باعث سے سیواجي کے بڑے مطلب کا تھا مگر چونکہ سیواجي ایسي دور و دراز مہم پر بدون اِس کے بے خوف و خطر روانہ نہوسکتا تھا کہ کسي خیرخواہ کو اپنے پیچھے چھوڑ جاوے یعني جو ملک اُس کے پیچھے رہے وہ کسي بدخواہ کا نہ ہووے تو اُس نے اُس بغض و عداوت سے جو گولکنڈہ کے بادشاہ کو بیجا پور کي ریاست سے تھي اور اُن خوفوں سے جو گولکنڈہ کي ریاست کو مغلوں کي جانب سے سوجھتے تھے آپ کو یہہ فایدہ پہونچایا کہ گولکنڈہ والی سے مغلوں اور بیجاپور والوں کے مقابلہ میں رفاقت پیدا کي جو خود اُس کے اور گولکنڈہ والوں کے عام دشمن تھے اور جبکہ بات اُس کي پکي ہوگئي تو سنہ ۱۶۷۶ ع کے اخیر میں تیس ہزارسوار اور چالیس ہزار پیادے ساتھہ اپنے لیکر گولکنڈہ کي جانب کو روانہ ہوا اورگولکنڈہ میں تھوڑے دنوں تک اِس غرض سے توقف کیا کہ اپني رفاقت کا صاف صاف تصفیہ کرے چنانچہ باہم یہہ قرار پایا کہ اگر سیواجي اپنے باپ کي فتوحات سے آگے بڑھے تو اُس میں بادشاہ کو حصہ دے اور بادشاہ اُس کے بدلی میں کسیقدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے باقي فوج اپني بیجاپور اور مغلوں کي روک توک کو پاس اپنے قایم رکھے غرض کہ بطور مذکور اُس نے اپنا پیچھا مضبوط و مستحکم کیا اور ماہ مارچ سنہ ۱۶۷۷ کو مقام کرنول سے کشنا پار اُترا اور کداپا سے

اُس نے دوبارہ رائے گڈھ میں مغلوں کی تخت نشینی کے تکلفات برتے
اور راج گدی پر بیٹھا اور بادشاہوں کی مانند تول میں بیٹھ کر سونے
چاندی کا تلادان کیا اور اپنے متوسلوں پر اچھی اچھی چیزیں تقسیم
کیں اور بڑے بڑے افسروں کے خطاب فارسی سے سنسکرت میں بدلے اور
جب کہ اُس نے مسلمان بادشاہوں کی شان و شوکت اختیار کی تو اپنے
مذہب کی باتوں پر بہت ملتفت ہوا اور کھانے پینے اور علاوہ اُس کے
تمام چیزوں میں جو ہندو دھرم اور حفظ نسب سے علاقہ رکھتی تھیں
بڑی احتیاط برتی † *

جبکہ سیواجی کو اپنی فتوحات میں بڑا عرصہ لگا تو اسکے باعث سے
اُسکی راج گدی کے تھوڑے دنوں بعد اُسکے ملک مقبوضہ پر مغلوں کو دھاوا
کرنے کا حوصلہ بڑھا مگر اس داؤ گھات کا افسوس اُن کو کرنا پڑا یعنی
سیوا جی خود بڑا دبا ہوا اور اپنی فوج کے کئی ٹکڑے بادشاہی قلمرو
میں روانہ کیئے چنانچہ اُن ٹکڑوں نے دو قلعہ فتح کیئے اور بادشاہی
قلمرو کو خاندیس اور برار کے وسط تک لوٹا کھسوٹا بلکہ گجرات میں
بڑوچ تک گھس پہنچ گئے اور اِسی مقام سے اول مرتبہ نربدہ پار اُترے یہہ
دھاوے سنہ ۱۶۷۵ میں واقع ہوئے اور جو کہ سیواجی کو یہہ اُمید تھی کہ
اب مغل دوبارہ چھیڑ چھاڑ اُس سے نہ کریں گے تو اُس کو ایک اِرادے
کے پورے کرنے کی فرصت ہاتھہ آئی جو ایک مدت سے اُس کے دل میں
کھٹک رہا تھا اور وہ اِرادہ یہہ تھا کہ اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرے
اور اپنے باپ کی فتوحات کو جنوب ہندوستان میں وسعت بخشے وہ

† اکسنڈن صاحب جو بمبئی کے یورپ والے کار خانہ داروں کی طرف سے سیواجی
کے پاس ایلچی بنکر گئے تھے سیوا جی کے راج تلک ہونے اور راج گدی پر بیٹھنے کیوقت
موجود تھے اور اُنھوں نے اُس کے راج تلک کو اُس سے زیادہ شان شوکت والا بتایا ہے
جو ابتدائے زمانہ کے مرہٹوں سے متوقع ہوسکتا تھا چھٹی جون سنہ ۱۶۷۴ کو راج تلک
اُس کا ہوا *

تیسوا باب

سنہ ۱۶۸۱ؑ سے سنہ ۱۶۹۸ؑع تک کے بیان میں

اورنگ زیب اُن ذریعوں کو جو اُسکے تحت و تصرف میں موجود تھے دکن کے تصفیہ پر جہاں بڑي بڑي تبدیلیاں اُس زمانہ میں واقع ھوئي تھیں جب کہ اورنگ زیب اور طرف مصروف و آمادہ تھا لگائے گیا اور راجپوتوں کي لڑائي بھڑائي اُس کي مانع مزاحم نھوئي بیان اُس کا یہہ ھی کہ جب سنہ ۱۶۷۲ع میں فوج اُس کي افغانوں کے مقابلہ پر روانہ کي گئي تو دکن کے سپہ سالار خان جہان نے آپ کو ایسا کمزور پایا کہ مرھٹوں سے بڑي سرگرمي سے لڑ نہ سکا بلکہ حال اُسکا ایسا تھا کہ اگر مرھٹوں کا سردار اُس کے صوبہ پر دھاوا کرتا تو وہ اُس کو بچا بھي نہ سکتا اسي اثناء میں بیجا پور کا بادشاہ مر گیا اور اُن فسادوں کي بدولت جو بعد اُس کے واقع ھوئے سیواجي کے جي میں بڑي اُمنگین آئین اور وہ اُمنگیں اُن اُمنگوں کي نسبت زیادہ تھیں جو مغلوں کے ممالک پر اُسکے جي میں آتي تھیں اس موقع پر بیجا پور کي مملکت کے حصوں میں سے جس حصہ پر سیوا جي ملتفت ھوا وہ سمندر کي جانب کا حصہ گھاٹوں والا اور اُس کے پاس کے گھاٹوں کا پہاڑي ضلع تھا چنانچہ سنہ ۱۶۷۳ع اور سنہ ۱۶۷۴ع دو برسوں کے اندر اندر بہت سي لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اُسنے کنکان کے سارے جنوبي حصہ پر قبضہ کیا مگر وہ مقام اُسکے دخل و تصرف سے مستثني رھے جو حبشیوں اور انگریزوں اور پرتگالیوں کے قبض و تصرف میں تھے اور گھاٹوں کے اُس بالائي حصہ پر قابض ھوا جو دریاے کشنا کے بالائي حصہ سے زیادہ مشرق کي جانب کو پھیلا ھوا ھی اگرچہ سیواجي کو ایک عرصہ سے بادشاھي کے حقوق موافق حاصل تھے مگر اب اُسنے اُن بڑے بڑے کاموں کے لحاظ سے جو اُس کے ھاتھہ سے نکلنے والے تھے یہي مناسب سمجھا کہ اُن کا برتاؤ اپنے پہلے زمانہ کي نسبت بڑي شان و شوکت سے کرنا چاھیئے چنانچہ

جس تکڑے کو جزیہ کے معاوضہ میں لیا تھا اکبر کي اعانت کے جرمان
رکھا گیا باقي کل شرطیں راجہ کے حق میں بہت مفید تھیں جسکي عو
لحاظ اس وعدہ سے کیا گیا اور عہد نامہ لکھا گیا کہ جب اجیت سن
جوان ہو جاویگا تو اُس کا ملک اُس کو † دیا جاویگا حاصل یہہ
اورنگ زیب اِس عہدنامہ کے ذریعہ سے اپنے لاؤ لشکر کو بلا کسي ذلت
و خواري کے دکن کي جانب متوجہہ کرسکا جہاں اُسکي موجودگي کي
ایسي قوي ضرورت تھي کہ وہ آیندہ ٹل نہ سکتي تھي مگر اِس
عہد و پیمان سے امن چین چنداں بحال نہوا اِس لیئے کہ مغرب
کے راجپوت اب بھي کھٹ پٹ رکھتے تھے اور تھوڑي مدت گذرنے پر
اودے پور کے راجہ سے پھر لڑائي شروع ہوئي یہاں تک کہ سارے راجستان
کي ریاستیں باستثناے جیسور اور مشرقي جانب کي چھوٹي چھوٹي
ریاستوں کے اورنگ زیب کي آخر سلطنت تک علانیہ بدخواہ رہیں
اگرچہ اُن مخالف ریاستوں کي دارالحکومتیں مغلوں کے ہاتھوں
میں رہیں اور راجپوت اپنے باہمي نزاعوں کے باعث سے بڑي بڑي فتوحات
کے فائدے نہ اُٹھا سکے مگر باوصف اُس کے اپنے ملکوں میں بادشاہي
فوج والوں کو نہایت تنگ کیا اور گجرات مالوہ وغیرہ صوبوں کو بہت سا
لوٹا کھسوٹا ‡ *

† اورم صاحب کے پرچے صفحہ ۱۰۶ ٹاڈصاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک
۳۵۸ء

‡ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد در صفحہ ٦٩ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس
...یہ کے بعد کا جو حال لکھا ہے تضیع اُسکي عہد مذکور کے مسلمانوں کے اخبارات
... ہي جنکا ہونا اپنے قبضہ میں ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ہے بلاشبہہ بیان
...جپوتوں کے قصے کہانیوں سے بالکل مشابہہ نہیں چنانچہ اُنہوں نے صاف ایک
...دوسرے واقعہ سے مناسب بیان کیا اور ہمیشہ ایسي تاریخوں کا حوالہ دیا
...ات کي تاریخوں سے مطابق ہیں جنکو اور مورخوں نے بیان کیا *

اکبر کي خدمت میں تین هزار سواروں سمیت اسغرض سے جما رها که اُسکي حفظ و حراست میں اُسکي مراجعت پر کوشش کرے اور اب یهه نوبت پهونچي که کوئي مسلمان اکبر کے پاس نرها اور اوسکو راجپوتوں سے غایت توقع یهه هوسکتي تهي که وه اونکي مختلف مصیبتوں میں شریک و شامل رهے اور وه لوگ اُس سے کناره کشي نکریں اِس لیئے اکبر نے مرهٹهونکا دامن پکڑنا چاها چنانچه گجرات کے پهاڑوں میں گهسکر اپنے تعاقب کرنیوالوں سے جان بچائي اور یکم ماه جون سنه ۱۶۸۱ع کو کنکان کیجانب راهي هوا اور صحیح سلامت پهونچا اور درگا داس اب بهي پانسو سواروں سمیت اوسکي رفاقت میں موجود تها † *

شاهزاده اکبر کي بغاوت سے پهلے جو لڑائي کا نقشه تها وهي نقشه مواڑ اور جودهپور سے قایم رها اور زور شور اوسکا کچهه کم نه هوا چنانچه بادشاهي فوج والے تاخت تاراج برابر کرتے رهے اور راجپوت اُس تاخت تاراج کا انتقام مالوه سے لیتے رهے اور آخر کار اپنے ظالم دشمنوں کي خوی وخصلت کو کام نا کام اختیار کرکے مسجدوں کو توڑا اور قرانوں کو جلایا اور اور ملا لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور اس قسم کي لڑائي سے بڑا نقصان اودے پور والے کو پهونچا جسکي زرخیز قلمرو مغلوں کي قلمرو کے نهایت متصل واقع تهي اور مغلوں کي فوج آسمیں متصرف تهي مگر جودهپور کا ملک اِس بهاري نقصان سے محفوظ رها جو دور دراز اوجڑ بنجر بڑا تها اور خود اورنگ زیب کو ایسي لڑائي کے اختتام کي خواهش هوئي جسکے باعث سے اور بڑے کاموں میں دست انداز نهوسکا چنانچه اپني تدبیر و حکمت سے اودے پور کے راجه کو آشتي کي درخواست پر آماده کیا اور جب که درخواست اُسکي طرف سے گذري تو في الفور اُسپر توجهه فرمائي چنانچه جزیه سے اغماض برتا گیا اور ملک کے

---

† چٹهیات مرقومه مقام بمبئي جراورم صاحب کے پرچوں کے صفحه ۲۶۷ میں مندرج هیں

خرابي کا یهه باعث هوا که اوسنے اون برائے شک شبهوں کو اوحال
شهزادة معظم کي نسبت اوسکے جي میں بیٹھے تھے چنانچه اوسنے
حکم دیا که هماري توپیں فوج معظم کے رخ پر لگائي جاویں مگر اِس
پریشاني میں اوسان اوسکے خطا هوئے تھے اور عقل سلیم اوسکي قایم تهي
غرضکه اوسنے یهه سوچا که اکبر کي فوج کا برا حصه بدخواهوں کے سکھانے
بڑهانے سے یکایک بغاوت پر آماده هوا اور کوئي قلبي عداوت درمیان نتهي
که اوسکي صورت سے باغي طاغي هوتا چنانچه یهه بات سوچ سمجهکر
مجاهد خاں کے بهائي کو جو ایک لائق فایق افسر تها تهوڑے سواروں
سمیت اس غرض سے بهیجا که حتی‌الامکان اپنے دشمن کے متصل جاکر
بڑهے اور اپنے بهائي سے خط کتابت جاري کرے مجاهد خاں جو جان
و دل سے اکبر کا شریک و شامل هوا تها سب سے پہلے بهائي سے آ ملا اور
بعد اوسکے اور سرداروں نے بهي اوسکي طرز اختیار کي اور اکبر کي
ساري فوج کا حال اس طرح دریافت هوا که اگلے دن تهور خاں تراوریر
اکبر کا فوج کا اگلا ٹکڑا لیکر اس قصد پر آگے کو بڑها که گویا وه لڑنے
جاتا هی اورنگ زیب کي فوج میں شریک هو گیا *

یهه بات ثابت نهیں هوتی که جب تهور خاں بادشاهي فوج میں
[...]خل هوا تو اوسکي نسبت یهه شک شبهه که وه دغا کے اراده پر آیا
[...]قي تها یا کسي بهانه سے کیا گیا مگر دغا کا اراده قرین قیاس نهیں
حقیقت کچهه هي هو مگر یهه افواه اوڑ گئي که وه بادشاه کے مارنے
هی اور جب که هتیار اوس سے مانگے گئے اور وه مقابله سے پیش
[...]ورو زبردستي برتي گئي اور بادشاهي خیمه کے متصل پاش پاش
حاصل یهه که جب تهور خاں اور هر پایه کے بهت سے لوگ اکبر
کر چلے گئے تو راجپوتوں پر بڑي هیبت چها گئي اور یهه سوچ
که اب سارے مسلمانوں سے صرف هم هي هم کو مقابله کرنا پڑیگا
[...]تي کي یهه تدبیر سوچي که اپنے اپنے گهر کو چلدیئے اور درگا داس

اور یہہ بات اوس کو لکھي کہ اگر تو ہمارا طرف دار ہوجاویگا تو ہم تیري تخت نشیني کي اعانت کریں گی معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ معظم بھي کچھہ تھوڑے دنوں. ان جھوٹي ترغیبوں کا فریفتہ رہا جو ہوشیار و بالغ ہو چکا تہا اور تخت سلطنت کي نسبت دوسرے درجہ کي وراثت رکھتا تہا مگر جب کہ اُس نے راجپوتوں کي بات نہ ماني تو شاہزادہ اکبر نے خوشي سے قبول کیا جو سب سے چھوٹا بیٹا اور تیئیس برس کا گبرو تہا اور لڑکپن میں پسندیدہ وارث سمجھا جاتا † تہا شاہزادہ اکبر نے درگاداس کي تجویزوں کو ایک لخت اختیار کیا اور شاہزادہ معظم نے بادشاہ کو آگاہي دي مگر باوصف اُس کے اورنگ زیب اکبر سے وابستہ رہا اور اُسکي صغیر سني کے باعث سے کوئي اندیشہ نہ کیا اور معظم سے اندیشہ ناک اور رنجیدہ ہوا اور اُس کي خیر خواہي کو بغض و عداوت پر محمول کیا بلکہ اِس سے زیادہ برا سمجھا اور اکبر کي بد خواہي سے محفوظ رہنے کے لیئے کوئي بري بھلي تدبیر اُس نے نہ سوچي یہانتک کہ یہہ خبر پہونچي کہ درگاداس اکبرکي فوج کے متصل پڑا ہے اور اکبر نے بادشاہي کا خطاب اختیار کیا اور تہورخاں بڑا وزیر اُسکا بنا اور مجاہد خاں دوسرا سردار ایک بڑے عہدہ پر ممتاز ہوا اورکسي خاص سردار کے نہونے سے تمام فوج اونہیں حاکموں کے زیر حکومت رہي جنکے زیر حکومت چلي آتي تہي اور اورنگ زیب کي یہہ صورت تہي کہ ساري فوج کو ادھر اودھر روانہ کیا تہا اور ایک ہزار آدمیوں کي بھیڑ بھاڑ بھي اوسکے پاس اجمیر میں باقي نہ رہي تہي کہ ناگاہ اوسنے یہہ سنا کہ اکبر پورے پورے کوچوں کے ذریعہ سے اوسکے مقابلہ کوچلا آتا ہی چنانچہ فی الفور اوسنے معظم کو اوسقدر فوج سمیت طلب کیا جسقدر اوس سے مہیا ہوسکے مگر جو فوج اوسنے اکھٹي کي وہ زنہار اس قابل نتھي کہ شہزادہ اکبر کا مقابلہ کرے جو ستر ہزار آدمیوں کا مالک تھا اورنگ زیب پر مایوسي کي حالت طاري ہوئي اور زیادہ

† برنیئر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۱۹۳

بنانے میں مصروف کریں تاکہ لڑائی کی ساری مصیبتوں کو بڑی سختی و محنت سے دشمن اوٹھاویں یہہ خیالات اورنگ زیب کی خوے و خصلت کے نہایت مناسب تھے اور ان بڑے کڑے حکموں کا صرف یہی باعث نہ تھا کہ اوس کے دل میں درد کی بو باس اور آدمیت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مذھبی تعصبوں اور اوس استحقار کے باعث سے جو اوسکو مقابلہ سے پیدا ہوتا تھا یہہ بات غالب معلوم ہوتی ھے کہ اوس کے ایسے مزاج پر جو لوگوں کی برائی بھلائی کا حساب اپنی نسبت کیا کرتا تھا غیظ و غضب کا دخل اور پاداش و تدارک کا تسلط غالب تھا غرض کہ ان سختیوں کا کوئی باعث ہووے مگر اون پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ ہمیشہ کے لیئے مغلوں کی سلطنت سے راجپوت الگ تھلگ ہو گئے اگرچہ بعد اُس کے اوس کے جانشینوں سے آشتی رہی اور گاہ گاہ اپنی فوجوں کو بادشاہ کی امداد پر بھیجتے رہے اور وفاداری کئی گئے مگر جبرواکراہ اور نہایت بے اعتمادی سے وہ خدمت گذاری ہوتی تھی اور یہہ خدمت گذاری اوس گرمجوشی سے مشابہہ نہ تھی جس کے باعث سے وہ پہلے وقتونمیں سلطنتوں کی شاخیں بن رہے تھے *

راجپوتوں نے اس لڑائی کے سارے زمانہ میں پچیس ہزار سوار میدان میں قایم رکھے جس میں جودھپور کے راتھور اکثر داخل تھے اور پہاڑوں والی فوج کے پیادوں کی تائید سے اون سواروں کی بدولت بڑا نقصان اپنے دشمنوں کو پہونچایا چنانچہ وہ رسدوں کی باربرداریاں کاٹکر لیجاتے تھے اور بادشاہی فوج کے مختلف ٹکڑوں پر حملہ کرتے تھے اور عمدہ مقاموں کی حفظ و حراست پر لڑتے مرتے تھے اور کبھی کبھی چھاپوں اور شبخونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے فائدے اوٹھاتے تھے مگر درگاداس جو راجپوتوں کے مشورت والوں میں بڑا درجہ رکھتا تھا اپنے ملک کی نجات و آزادی کے لیئے زور و قوت کے بھروسے نرہا بلکہ اوس نے شاہزادہ معظم سے خط و کتا رہی کرنے اور اوس کو بادشاہ سے توڑنے میں بڑی کوشش برتی

ض میں تہوڑا سا تکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اورکوئي کام اوس کام کے
وا اوسکے ذمہ نہ ڈالا کہ وہ جودہ پور والے کي امداد و اعانت نکرے*
بعد اوس عہد و شرایط کے بادشاہ دلي کو واپس آیا اور کچھہ کم
ہہ مہینے دلي سے باہر رہا اور دارالسلطنت میں پہونچنے هي
پایا تہا کہ ناگاہ اوسکو یہہ ہرچہ لگا کہ راجہ راج سنگھہ اپني بات پر قایم
نہ رہا غالباً آسنے جودھپور والے کو خفیہ مدد پہونچائي هوگي غرضکہ
تہوڑے دنوں گذرنے پر ماہ جولائي سنہ ۱۶۷۹ع مطابق رجب سنہ
۱۰۹۰ھجري میں بادشاہ کو اجمیر کي طرف آنا پڑا اور اس موقع پر ساري
زور و قوت اور پوري عقل و ذہانت کو راجپوتوں کے پس پا کرنیکي غرض
سے کام میں لایا جو اُس کے مقابل پر متفق هوئے تہے چنانچہ اوسنے
شہزادہ معظم کو دکن سے اور شاہزادہ اعظم کو بنگالہ سے طلب کیا اور
پچھلے وقتوں میں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم بھیجا کہ وہ گجرات
کیجانب سے راجپوتوں کے ملک پر حملہ کرے مگر بڑا حملہ خاص بادشاهي
فوج کے ذریعہ سے کیا گیا جو شاہزادہ اکبر کي تحت حکومت هوکر
تہور خاں کي امداد و رہنمائي سے سیدهي اودے پور پر روانہ کئي گئي تہي
جوں هي کہ راجہ راج سنگھہ فوجوں کي چڑھائي سے خوف کہا کر اراولي
پہاڑوں میں بہاگا تو اکبر نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے ایک تکڑے کو
اُس کے کشادہ ملک کي تاخت تاراج پر پیچھے چھوڑا اب شاہزادہ
معظم اوجین میں داخل هوا اور اُس کے نام پر یہہ شقہ جاري کیا گیا
کہ شاہزادہ اکبر کي فوج کا طور اِختیار کرے اور شاہزادہ اعظم کو یہہ
هدایت هوئي کہ جودہپور کے علاقہ کو اور نیز اُس کے پاس پروس کے
ضلعوں کو خاک سیاہ کرے اور سبکو یہہ حکم تہا کہ اپني اپني فوجوں کا
ایک ایک تکڑا اُن رسدوں کے لو ٹنے پر متعین کریں جنکو بہگوڑے
راجپوت اپنے پہاڑوں میں لیجاتے هیں اور باقي فوجوں کو شہر و دیہات
کے جلانے اور پہل دار درختوں کے کاٹنے اور جورو بچوں کے لونڈي غلام

جاکر اکٹھے ہوئے اور اپنے ملک کی راہ سنبھالی راجپوتوں کے مقابلہ کی طوالت سے رانی کو نکل جانیکی فرصت ہاتھہ آئی چنانچہ وہ صحیح سلامت جودھپور میں داخل ہوئی اور اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھہ نے مارواڑ پر ایک مدت تک راج کیا اور حکومت کا سرا اُٹھایا اور عالمگیر کی زندگی تک اُس کا سخت دشمن بنا رہا اورنگ زیب ایک مدت تک اس شبہہ میں مبتلا رہا کہ وہ راجہ حقیقت میں جسونت سنگھہ کا بیٹا ہی یا حقیقی بیٹا اُسکا صغیر سنی میں ہی اور اس نظر سے اورنگ زیب اپنی معمولی شوخی سے فرضی بچوں کو راجہ جسونت سنگھہ کی آل و اولاد سمجھتا رہا اور اُن کی توقیر و عزت اور خاطرداری کا حکم کیئے گیا اور بعد اُس کے اُن کے استحقاق کے حیلہ بہانہ سے جودھپور پر حملہ کیا *

جب کہ راجپوت راجاؤں نے منجملہ اپنے گروہوں کے ایک راجہ کے گھرانے پر ایسا زور ظلم دیکھا اور جزیہ کی ناگواری اُس پر زیادہ ہوئی تو سارے راجپوت آپسمیں متفق ہو گئے مگر راجہ رام سنگھہ جیپور والا جسکے گھرانے کو بادشاہی خاندان سے رشتے ناتوں اور کئی پشتوں سے معزز عہدوں کی بدولت مضبوط واسطہ اور مستحکم علاقہ تھا اُسسے مستثنیٰ رہا اور ایسے اڑے وقت میں بھی بادشاہ کی رفاقت نہ چھوڑی اور راج سنگھہ اودے پور والا جسونت سنگھہ کی اولاد کے مقدمہ میں جی جان سے شریک ہوا اور قبول جزیہ سے حسب ضابطہ صاف انکار کیا اب کہ ملک راجپوتوں کا تمام مغربی حصہ اورنگ زیب کا مخالف ہوا تو اوس نے ماہ جنوری سنہ ۱۶۷۹ع مُطابق ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۸۹ هجری کو فوج اکٹھی کرکے اجمیر کی جانب کوچ کیا اور اجمیر پہونچکر فوج کے مختلف ٹکڑے میواڑ کی لوٹ کھسوٹ پر بھیجے اور بڑے حصہ کے ذریعہ سے میواڑ کے راجہ راج سنگھہ پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اوسنے اطاعت کی خواست کی چنانچہ عمدہ شرطیں اوسکو عنایت ہوئیں اور جزیہ کی

چھوڑ گیا بعد اوس کے وہ رانی بادشاہ کی بلا اجازت اور بلا پروانہ راہ داری بچوں سمیت هندوستان کو روانہ هوئی اور جب کہ اتک پر روکی گئی تو اوس کے محافظوں نے یہہ ارادہ کیا کہ اتک کے پہرہ والوں کو مار پیٹ کر نکل جاویں مگر کسی ایسی پایاب راہ سے اوتر گئے جہاں پہرہ چوکی کا خرخشہ نتھا بادشاہ کو اس تعدی کا پرچا لگا اور راجہ جسونت سنگھہ کے جورو بچوں کو قابو میں رکھنے کا حیلہ هاتھہ آیا چنانچہ اوس نے اونکو دلی کے آنے سے روکا اور اوسکے لوگوں کو اپنی فوج سے گھیرا *

راجپوتوں نے اپنی معمولی دلاوری کے علاوہ فند و فطرت سے یہاں کام لیا یعنی درگا داس اون کے سردار نے بادشاہ سے یہہ اجازت حاصل کی کہ هم لوگ اپنے جورو بچوں کو کسی قدر محافظوں کی حفاظت میں کرکے اپنے ملک کو روانہ کریں چنانچہ اوس کی رانی اور اوس کے بچوں کو بھیس بدلاکر محافظوں کی حفاظت میں روانہ کیا اور اون کی جگہہ اوسی سن و سال کے دو لڑکے اور ایک لونڈی قایم کی اور یہہ تدبیر اُس سبب سے راس آئی کہ اونکی عورتیں پردہ نشین تھیں اور وهاں مردوں کا دخل و تصرف نتھا باوصف ان دور اندیشیوں کے بہت عرصہ نگذرا تھا کہ اورنگ زیب کو شبہہ پیدا هوا اور رانی اور اُسکے بچوں کو قلعہ میں داخل کرنے کا حکم جاری کیا مگر اُن کے نکل جانے کی نسبت وهم اُس کا ایسے رفع هوا کہ راجپوتوں نے سینہ زوری دکھائی اور رانی اور اُسکے بچوں کی سپردگی سے صاف انکار کیا اور کھلم کھلا یہہ بات کہی کہ هم رانی کو نہ دینگے بلکہ جان اپنی دینگے اب بادشاہ اس پر آمادہ هوا کہ اُن کو مغلوب کرے چنانچہ اُس نے اُن کے مقابلہ پر تھوڑی سی فوج بھیجی جسکو راجپوتوں نے مارکر بھگا دیا مگر آخر کو جب بہت سے راجپوت کام آئے تو فرضی رانی اورجعلی بچوں کو گرفتار کیا اور درگا داس وغیرہ رهے سہے لوگ اُس کے منتشر هو گئے بعد اُس کے تھوڑی دور پر

جدید کا تجربه هوا تو اونکي وابستگي مس خلل پڑا یہاں تک که
قلمرو کے هندوؤں مس جگهه جگهه ناراضي پهیلي پهلے پهل راجپوتوں
بگڑنا شروع کیا اور دکن کے هندو مرهٹوں کے شریک هوگئے سنه ۱۶۷۷
مطابق سنه ۱۰۸۸ هجري مس عام بگاڑ واقع هوا † *

مذهبي عداوتیں ایسي بڑهگئیں که ساري بهڑکا بن گئیں اور باعث اوس
یهه پڑا که محصول لگانے سے چهه مهینے گذرنے پر یهه قصه واقع هوا که
راجه جسونت سنگهه کابل میں مرگیا اور ایک راني اور دو بیٹے مغدرسن

† خافي خاں—اُس زمانه کے لوگوں میں جو جو خیال پهیلے هوئے تهے حال
اُنکا ایک نامه موسومه بادشاه سے جسکو عموماً راجه جسونت سنگهه سے نسبت کرتے
هیں بخوبي دریافت هوتا هی مگر حقیقت یهه هی که وه نامه جسونت سنگهه کا
نهیں هوسکتا اس لیئے که وه نامه اُس علانیه دشمن کا معلوم هوتا هی جسکے ملک
پر دهاوا هونیوالا تها علاوه اس کے راجه جسونت سنگهه اُس زمانه میں افغانوں کے
مقابله پر متعین تها جب که جزیه شگفته هوا اور وه مرنے تک اٹک پار رها اور سب سے
قطع نظر وه نامه اُس وقت کے بعد کا هی جب که سلطنت کا تنزل واضح هوچکا تها
اور کهتے هیں که اودے پور والے رانا راج سنگهه کا وه نامه تها کبهي راجه سوبها
سنگهه سے نسبت کرتے هیں اور مرهٹے یهه دعوی کرتے هیں که سوا جي نے لکها تها
(گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۲۱۹) مگر غالب یهه هی که وه کسي عام هندو
مدبر کي تدبیر توي جسنے سلطنت کے مقابله پر اپني راے کا اشتهار اس طریقه سے
مناسب سمجها تها یهه نامه حسن لیاقت سے خالي نهیں اس لیئے که اُسمیں هر قسم کے
مذهبوں اور قوموں کے گوارا رکهنے کے اصول و قاعدوں پر بحث و مباحثه کیا هی بیان
که جزیه لگانا اصول مذکوره کا ناسخ هی علاوه اُس کے خاندان تیمور کے پهلے
بادشاهوں کي فیاضي اور عالي همتي کي تعریف لکهي اور اُنکي سلطنتوں کے زمانه کا
حال که جو نهایت شاداب و تازه تهیں اورنگزیب کے زمانه سے کیا اور صاف صاف لکها
که اس زمانه میں سارے فرقے اور تمام مذهب ناراض اور سلطنت کا معامله خراب
هی رعایا دادي فریادي هی اور باوصف اس کے سرکاري خزانه خالي اور رعایا کي جان
و مال کي حفاظت سے غفلت هی اور شهر غیر محفوظ اور قلعے زوال پذیر هیں خط
کا ترجمه اورم صاحب کے پرچوں کے صفحه ۲۵۲ میں مندرج هی اور وسٹن
صاحب نے بهي اُس سے زیاده عمده لفظي ترجمه ٹهیک کیا اور اصل سمیت اُسکو
ع میں چهاپا

حکم تعمیل کے قابل نہ پایا گیا اور وہ فرمان فردباطل کي طرح معطل پڑارھا اور کوئي فائدہ اِس پر علاوہ اُس کے مترتب نہ ھوا کہ لوگوں میں شور اُتھا اور بدگماني پیدا ھوئي *

جزیہ کي تحصیل میں وہ کاھلي نبرتي گئي جو فرمان مذکور کي تعمیل میں واقع ھوئي اور یہہ وہ محصول تھا جسکو بادشاھوں نے پہلے پہل کي فتوحات میں اُن تمام کافروں پر لگایا تھا جنھوں نے اسلام کي اطاعت قبول نکي تھي اور یہہ ایک کسوتي تھي جس کے ذریعہ سے کھوتے کھرے یعني مخالف موافق پر کھی جاتے تھے محصول مذکور کے شگفتہ ھونے سے هندوؤں کي طبیعتوں پر نہایت پژمردگي اور بغایت ناراضي چھائي اور خاص دلي اور اُسکے پاس پروس کے هندو جوق جوق آئے اور بادشاھي محل کو نالاں گریاں ھوکر گھیرا مگر اُن کے شور و غوغا پر کوئي اثر مترتب نہوا یہاں تک کہ جب اگلے جمعہ کو بادشاہ جامع مسجد کو جانے لگا تو گلي کوچوں کو داد خواھوں سے اتنا بھرا پایا کہ ھجوم و کثرت کے مارے دم گھتنے لگا اور تھوڑي دیر اس امید پر تھہرا رھا کہ راستي نرمي سے کھیں راہ اُسکو ھاتھہ آجاوے مگر جبکہ وہ ابنوہ اپني جگھہ پر جما رھا تو اُس نے یہہ حکم سنایا کہ زور زبردستي سے سواري آگے بڑھی چنانچہ بہت سے فریادي گھوڑے ھاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور باقي لوگوں کے دلونمیں اس درشتي کي ھیبت پڑي اور بلا حجت و تکرار اُس محصول کو قبول کیا اور آیندہ کو کسي نے دم نہ مارا *

هندوؤں کے عام بگاڑ کا بیان

بہت ھي تھوڑے دنوں میں ان بڑے کوتکوں کو یہہ پہل پھول لگی کہ عام ناراضي قایم ھوئي اس بادشاہ کي شروع سلطنت میں هندو لوگ اُسکي ملازمت کو ایسے جي جانسے بجا لاتے تھے جیسے مسلمان بھائي خدمت اُسکي کرتے تھے اور یہہ حال اونکا تھا کہ اگروہ هندوؤں کے مقابلہ میں پڑتےتھے تو بادشاہ کي وفاداري نچھوڑتے تھے مگر جب کہ اون کو انتظام

اِس لئی کہ خاص اُس کے رقعوں میں اوروں کی شعریں موجود ہیں اور کہیں کہیں ایسے شعر مندرج ہیں جو فی‌البدیہہ تحریر کے وقت اُس کی زبان سے نکلے علاوہ اُس کے تاریخ نگاری کی ممانعت میں بہت بڑی تاکید فرمائی چنانچہ اُس نے تاریخ نگار کو موقوف کیا جو قدیم زمانہ سے بادشاہی تاریخوں کو لکھتا تھا یہانتک کہ تاریخ نویسی کے محکمہ کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا اور اپنی سلطنت کی حال نویسی کو بہت مضبوط طور سے منع کیا چنانچہ اُس کی سلطنت کے گیارھویں برس سے واقعات کا سلسلہ ایسے خط و خطوط سے دریافت ہوتا ہی کہ جن کو خاص خاص لوگوں نے اپنے معاملوں میں لکھا پڑھا تھا اور نیز ایسے حالوں سے معلوم ہوتا ہے جنکو بعض بعض لوگوں نے خفیہ خفیہ قلمبند کیا تھا اور اُسی زمانہ کے چند برس بعد مسلمانوں کی نسبت پرمٹ کا محصول آدھا رکھا اور ہندوؤں سے کچھہ کم نکیا اور منجملہ اور ترمیموں کے اپنی تعظیم و تکریم کے قاعدےبھی بدلے اور جھروکہ کا دیتھنا اِس لئیے موقوف کیا کہ اُس کے سجدہ کرنے کا موقع کسیکو ہاتھہ نہ آوے اگرچہ منجملہ اُن تبدیلوں کے چند تبدیلیاں ہندوؤں سے صاف تعلق رکھتی تھیں مگر سب تبدیلوں پر یہی نتیجہ مرتب ہوا کہ ہندو مسلمانوں میں انتشار و تنفر پیدا ہوا اور حسد کا باب بے تکلف کھل گیا جس کو پہلے بادشاہوں نے بڑی عمدہ تدبیروں سے مسدود کرنا ٹھہرایا تھا اور اُس کے مسدود کرنے کو تدبیر مملکت سمجھا تھا بعد اُس کے جو تدبیریں اُس نے نکالیں وہ سخت ناگوار اور تعصب شعار تھیں اِس لیئی کہ اگرچہ یہہ فرمان اُس نے منصفانہ جاری کیا کہ ساری عدالتوں میں سرکار پر نالشیں سنی جاویں اور قانون شریعت تحقیقات اُن کی عمل میں آوے مگر یہہ گشتی حکم بھی سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بھیجا کہ آیندہ سے ہندو بھرتی نہ کیئی جاویں اور اُن تمام عہدوں پر مسلمان بھرتی کیئی جاویں جو تمہارے تحت حکومت میں ہوویں مگر یہہ

نام و نشان اوسکي قلمرو میں باقي نه چهوڑے اور بتوں کي پرستش کو
نمود ونمایش سے نه هونے دیوے § بعد اُسکے اُن محصولوں، کو معاف کیا
جو قانون شریعت سے جایز نه تهے اور اُن اسبابوں کا محصول بهي چهوڑا
جو هندؤں کے بڑے بڑے میلوں میں جاکر بکتے تهے اِس لیئے که اُسکي
سمجهه میں یهه بات آئي که وه محصول بهي بت پرستي سے علاقه رکهتے
هیں اور وه نا پاک اور حرام هیں مگر ان معافیوں سے محصول مساوي نرهے
اِس لیئے که یهه معافیاں ساهوکاروں اور صرافوں اور سوداگروں اور علاوه اُنکے
اور شهروں کے باشندوں سے متعلق تهیں اور یهه لوگ نئے قاعدوں کے جاري
هونے سے مستثنی کے قریب قریب تهے باقي اراضیات کا محصول بحال
خود قایم رها تها اور پرمٹ اور سڑک کا محصول جو سب سے زیاده دقت
طلب تها اور بهي زیاده هو گیا تها *

مذکوره بالا تبدیلیوں سے سرکار کا نقصان هوا اور رعیت سبکدوش
نهوئي اِس لیئے که چند مقدموں کے علاوه جنکي اطلاع و خبر بادشاه کو
پهونچني غالب تهي مال کے افسروں اور سارے جاگیرداروں نے معافیات کو
اپنے حساب کتاب سے متعلق رکها جو اُن کو سرکار سے رهتا تها باقي ساري
رعایا سے دستور کے موافق محصول لیتے رهے بعد اُس کے کئي برس گذرنے
پر هندؤں کے سارے میلے ٹهیلوں کي ممانعت کي اور اسي زمانے کے قریب
ایک فرمان اُس [نے] ناچ رنگ کي مجلسوں کي ممانعت میں جاري کیا
اور قوم ڈهاڑیوں اور گویوں بهانڈوں کي سخت بندي کي یہاں تک که
شاهي ملازم گویوں اور بجانے والوں کو موقوف کیا اور نجومیوں کي
راه ماري اور ملازم منجموں کو رخصت کیا اور سارے شاعروں کو جواب
دیا جنکي آبرو ابتک قایم تهي اور ان کو وظیفے ملتے تهے اور ملک
الشعرائي کا عهده اُٹهایا بلکه مورخوں نے یهه بهي لکها هے که شعر پڑهنے
اور کهنے کي بهي ممانعت † کي مگر یهه سختي چندروز کے لیئی هوگي

§ خافي خاں
† خافي خاں

کوئي فوج آن کے مقابلہ پر آمادہ نہو سکي اور جب کہ وہ دلي کے قریب پہونچے تو اورنگ زیب نے یہہ حکم دیا کہ ڈیرے میدان میں نصب کیئی جاویں بعد اُس کے اپنے ہاتھہ سے قران کي آیتیں منتخب کیں اور فوج کے نشانوں پر لکھہ کر بندھوائیں تاکہ اُن کے جادو کا اثر نہونے پاوے غرض کہ مقابلہ کي شدت ضرورت اور بعض بعض ہندو مسلمانوں کي سعي و ہمت سے بادشاہي فوج آنکے مقابلہ پر ٹہري اور دشمنوں کو شکست فاحش دي اور بڑے بڑے نقصان آنکو دیکر تتربتر کیا مگر آنکي پہلي کامیابي کے باعث سے بہت سے ہندو ہتہیار اُٹھانے پر آمادہ ہوئے اور اجمیر اور آگرہ کے سارے صوبوں کو ایسي پریشاني میں ڈالا کہ اورنگ زیب نے وہاں کے نظم و نسق کے واسطے بذات خود جانا ضروري سمجہا † *

مذکورہ بالا فسادوں کے باعث سے بادشاہ کا مزاج از حد برہم ہوا جو اٹک پار کي نا کامي سے پہلے ہي تلخ و آشفتہ ہو رہا تہا چنانچہ اسي وجہہ سے دلي کي موجودگي کے وقتوں میں ہندؤں پر جزیہ لگایا یعني اُس کو دوبارہ شگفتہ کیا جو تہوڑے دنوں سے افسردہ پژمردہ ہو گیا تہا اور آسکے مذہبي تعصبوں اور سوء تدبیریوں میں سے یہہ پچہلي بات تہي جو عمل میں آئي *

تخت نشیني کي دوسري سالگرہ یعني سنہ ۱۶۵۹ع میں شمسي سنوں کي سخت ممانعت کي اور وجہہ اُس کي یہہ نکالي کہ وہ آتش پرستوں کا ایجاد ہي اور قمري سنوں کو اُن کي جگہہ قایم کیا اور باوجود اِسکے کہ اُس کے اہلکار و ملازم ایسے سنوں پر اعتراض کرتے رہے جو موسموں کے ہمیشہ موافق نہیں ہوتے وہ اپني بات پر جما رہا اور کسیکي بات کو کان دہر کر نہ سنا ‡ *

اسي زمانہ میں ایک ملا محتسب مقرر کیا جسکے ساتہہ ایک گروہ سواروں کا رہتا تہا اور غرض یہہ تہي کہ قمارخانوں اور شراب خانوں کا

---

† خافي خاں
‡ ایضا

ھندوستان کے فسادوں اور بادشاہ کي تعدیوں کا بیان

بادشاہ اس ناکام مہم سے واپس آیاھي تھا کہ سنہ ۱۶۷۶ ع مطابق سنہ ۱۰۸۷ ھجري میں ایک عجیب ھنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ھوا بیان اُسکا یہہ ھی کہ ھندو بھگتوں کا فرقہ جو ست نارایني کہلاتا ھی نارنول کے متصل بستا تھا اور کاشتکاري اور سوداگري سے اوقات اپني کاتتا تھا اگرچہ اُسکي خوے و خصلت میں کسي قسم کا شور و شرنہ تھامگر صرف اپني حفظ و حراست کي نظر سے ھتیار باندھتا تھا منجملہ اُنکے کسي بھگت کو ایسے لوگوں نےملکر مارا پیٹا جو تھانہ کے کسي سپاھي سے آشنا تھے اور اُس بھگت سے کسي بات پر اُنکا جھگڑا ھو گیا تھا بھگت نے اپنے بھائي بندوں کو اکھتا کیا اور پولس والوں سے بدلا لیا غرض کہ جانبین سے بہت سي جانیں تلف ھوئیں اور فساد نے ایسي ترقي پکڑي کہ کئي ھزار ست نارایني اکٹھے ھوئے اور جب کہ نارنول کے بڑے حاکم نے اونکا مقابلہ کیا تو انھوں نے اوس فوج کو شکست فاحش دي جو اوسنے اکھتي کي تھي اور اوس میں جنگي سپاھي اور پولس کے ملازم دونوں شریک و شامل تھے اور شہر نارنول پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوس فوج نے بھي شکست کھائي جو دلي سے اونکے مقابلہ کو آئي تھي اور بجاے خود کافي وافي نہ تھي اور یہہ ایسي شکست ھوئي کہ اوسکے ھونے سے نام اُن کا بہت روشن ھو گیا اور جبکہ تیسري فوج نے بھي شکست کھائي تو اونکے نام کي بہت بڑي شہرت ھوئي اور سب لوگ اونسے تعجب کرنے لگے اور جو کہ وہ لوگ اپنے دین و ملت کے جتني ستي تھے تو اونکي کامیابیوں سے یہہ یقین ھوا کہ وہ جادو کي قوت رکھتے ھیں یعني تلوار اون کو کاتتي نہیں اور گولي اُن میں گھستي نہیں اور ایسے طلسمي ھتیار رکھتے ھیں کہ وہ موفق ھے بات چیت کرتے ھیں اور اس گمان سے کہ آج اُن کا مقابلہ ممکن نہیں وہ ایسے ھي حقیقت میں ھوگئے یعني کوئي اُن کا سامنا نہ کرسکا اور بہت سے زمیندار آس پاس کے باشندے شریک اُن کے ھو گئے اور

اورنگ زیب نے خود لڑنے کا ارادہ کیا اور حسن ابدال تک پہونچا
اور شہزادہ محمد سلطان کو جسنے تھوڑے دنوں پہلے رھائي پائي تھي ایک
فوج کا حاکم بنا کر آگے کو روانہ کیا اور آپ اس اندیشہ سے آگے کو نہ بڑھا
کہ ایسے قوي ملک میں اُس کي بات کو بٹا نہ لگے جہاں دشمن پر
قوي صدمہ پہونچانا متصور نہیں اور اُن کي طرف سے بڑي آفتوں کا
پہونچنا سہل و آسان ھی سنہ ۱۶۷۳ع سے سنہ ۱۶۷۵ع تک دو سال
اُسي بادشاہ نے اسي لڑائي میں صرف کیئے ‡ اور جب کہ بعد اُس کے
بادشاہ دلي کو واپس آیا تو اُسکے نائبوں نے لڑائي کو جاري رکھا یہانتک
کہ جب ھندوستان میں فسادوں کي ترقي ھوئي اور اُس لڑائي کي
کامیابي مرھوم سمجھي گئي تو کابل کے کام کاج کے ادھورے تصفیہ پر قناعت
کي گئي اگرچہ یہہ لڑائي اُس زمانہ میں بڑے پایہ کي سمجھي جاتي تھي
مگر اُس سے ایسا مستقل اثر ناشي نہوا کہ ھندوستان کي تاریخ میں
بیان اُس کا مندرج ھوتا اگرچہ اس لڑائي کے واقعے مختلف اور
دلچسپ تو ھیں مگر قسم مذکور کے اُن واقعوں کے دیکھنے سے خیال اُنکا
بہ آساني ھو سکتا ھی جو اکبر کي شرح سلطنت میں بیان کیئے گئے § *

تھرو اُس قوم کے خیالات اور اصل و سرشت اور رسم و رواج کے مخالف ھی اگرچہ
وہ سند پختہ نہیں جسکے اعتماد پر ھم لکھتے ھیں مگر اور یورپ والوں کے ساتھہ
اس بات میں ھم متفق ھیں کہ یہہ بادشاہ ازروے مکر و حیلہ کے مقرر کیا گیا تھا
اور حقیقت میں وہ ایک مکار آدمي تھا جو مرزا شجاع کے نام سے مشہور ھوا تھا پٹھانوں
نے بیان کیا تھا کہ مرزا شجاع ھماري پناہ میں آیا اور ساري غرض اُس کي یہہ تھي
کہ اُس کے استحقاق تخت کے حیلہ سے اورنگ زیب کے ستانے کا ذریعہ ھاتھہ آوے

‡ خافي خان

§ یہہ لڑائي اِس لیئے دلچسپ قرار پائي گئي کہ اُس کو ایسے آدمي نے
بیان کیا جو بڑے اعزاز و امتیاز سے اُس میں شریک و شامل تھا یعني خوشحال
خٹک جو سارے خٹکوں کا خان اور بڑي بڑي کتابوں کا مصنف گذرا اور اکثر نظم
کي کتابیں اُسي زمانہ کي لکھي ھوئي اس غرض سے چھوڑ گیا کہ اُسکے ھموطنوں کو
اُن کے دیکھنے سے بڑا جوش خروش پیدا ھووے اور نظم اُس کي اِسلیئے مشہور و معروف
ھی کہ اُس کے وزن و بحر سے ھمت کي بلندي اور طبیعت کا جوش اور وطن کی محبت
اور خود مختاري کا اقبال پیدا ھوتا ھی اور حقیقت یہہ ھی کہ ایسي تصنیف ایشیا
والوں کي عادت کے خلاف ھی *

بجاتي تهي اور اسليئے که کابل اور علاوه اُسکے اور مغربي ملکوں کي آمدورفت آن کي اراضيوں ميں ضروري و لابدي تهي تو اُن کے دبانے اور خاموش رکهنے کي بهت حاجت پڑي اور جو که اِس راه کے آس پاس کي قوميں ايسے موقع پر تهيں که آن پر حملے نهايت آساني سے هو سکتے تهے تو آن کو دهمکياں سنانے اور وظيفوں کے دينے دلانے سے کسي قد بادشاهت هندوستان کا مطيع رکها جاتا تها مگر منجمله آن کے بڑي بڑي قوموں سے کچهه چهيڑ چهاڑ نه کي اور وه قوميں اپني اپني حدوں پر چپ چاپ بيٹهي رهيں هاں غالب يهه هي که چهوٹے چهوٹے گروهوں کے هونے اور بڑے بڑے گروهوں ميں ملکي انتظام کے ٹهيک ٹهاک نه بيٹهنے سے خاص خاص لوگوں کي جانب سے اکثر اوقات ايسے زور و ظلم هوتے هونگے جسکي برداشت افسران سلطنت کو کرني پڑتي هوگي اور جو که اورنگ زيب اپنے حکم کا ديوانه اور پٹهانوں کي طرز معاشرت سے محض ناواقف و بيگانه تها تو آس کو يهه شبهه گذرا که ميرے افسروں کي اغماض و در گذر سے يهه بد انتظامي واقع هوتي هی غرضکه کوئي باعث هو سارے پٹهان يوسف زئيوں سميت اورنگ زيب سے بگڑ گئے اور اطراف کابل کا يهي حال اُس زمانه يعني سنه ۱۶۶۷ع ميں تها جب که محمد امين خاں مير جمله کا خلف الصدق اور جانشين جسنے باپ کا خطاب و منصب حاصل کيا تها کابل کي حکومت پر گيا تها اور اُس نے بهت دنوں تک ايسي کاميابي حاصل کي تهي جس سے فسادوں کو ترقي نهوئي اگرچه وه شور و فساد بالکل مسدود نهوئے مگر سنه ۱۶۷۰ع ميں پٹهانوں نے يهه فوقيت حاصل کي که محمد امين خاں کو شکست فاحش ديکر اُس کي فوج کو تباه کيا اور آس کے جورو بچوں کو پکڑا اور محمد امين خاں نے روپيه ديکر اپني اهل و عيال کو چهوڑايا اور اسي زمانه کے قريب آنهوں نے ايک بادشاه اپنا قرار ديا او آس کے نام سے سکه جاري کيا * †

---

† هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاه کو پٹهان بيان کيا هی مگر ايسے شخص کا

خفلت فرمایش کرے حاصل یہہ کہ یہہ فوج دکن میں پہونچی اور اُس کی شان و شوکت کے مناسب کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا شہزادہ اورنگ اباد میں معطل پڑا رہا اور مہابت خاں نے چند محاصروں کے بعد برسات کے قریب آنے سے لڑائی کے کاروبار کو مسدود کیا بعد اُسکے جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو سیوا جی نے ایک فوج اُس محاصرے کے اُٹھانے کو روانہ کی جس میں خود مہابت خاں مصروف تھا مہابت خاں نے یہہ کام اچھا نہ کیا کہ محاصرے کے بقاد و سلامت کے واسطے بیس ہزار ادمی فوج مذکور کے مقابلہ پر بھیجے اسلیئے کہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۶۷۲ع مطابق سنہ ۱۰۸۲ ہجری میں وہ لڑائی اُس نے ہاری اور مرہٹوں نے جیتی † یہہ مقابلہ میدان کی پہلی لڑائی تھی جسکو مرہٹوں نے فتح کیا اور یہہ پہلی کامیابی تھی جو دیانت امانت کی رو سے مغلوں کے مقابلہ میں مرہٹوں کو حاصل ہوئی یعنی فریب و دغا کا اُس میں شائبہ نہ تھا ہارنے والوں پر اس ہار کا برا اثر پڑا چنانچہ اُنہوں نے فوجوں کو اورنگ اباد میں اکٹھا کیا بعد اُس کے شاہزادہ اور مہابت خاں کو بادشاہ نے بلایا اور خانجہاں نایب السلطنت گجرات کو اُن کی جگہہ بھیجا اور دکن کی لڑائی بری بے پروائی سے کئی برس تک اسلیئے قایم رہی کہ بادشاہ کا خیال الحاف او جانب کو مائل تھا یعنی وہ شمال مشرق پر متوجہہ تھا*

شمال مشرق والے پٹھانوں سے لڑائی کا ہونا

شمال کے افغانوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور بادشاہ کا التفات اُسپر مائل تھا اور اُس لڑائی کی قدر و منزلت روز رو بڑھتی جاتی تھی اُن لوگوں سے امن چین میں رہنا ہمیشہ سے ایک بڑی دشواری سمجھی

† اِس لڑائی کی بابت گرنٹ ڈف صاحب چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ مقابلہ دلیر خاں کی فوج سے ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ مہابت خاں کی بے پروائی سے لڑائی بگڑی او اختلاف مذکور کا باعث رہی باعث ہی جسکی بدولت شکست نصیب ہوئی یعنی فوج کی حکومت دو حاکموں پر منقسم ہوئی تھی *

مقابلہ پیش آیا اگرچہ وہ محافظوں پر غالب آئے مگر تاناجي کام آیا اور بہت سے آدمي ضایع هوئے سیوا جي نے اس کام کو ایسا کارنمایاں سمجھا کہ رهے سہی سپاهیوں کو چاندي کے جوشن عنایت کیئے *

بعد اس کے کئي قلعوں پر کئي دهاوے تو هوئے مگر کامیابي حاصل نهوئي اور باوصف اس کے بہت سے قلع دبائے اور بہت سے ملکوں پر قبضہ کیا اور پھر سورت کو لوٹا اور خاندیس کو بے چراغ کیا اور پہلے مرتبہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۷۰ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ هجري میں ممالک مذکورہ سے چوتھہ کا محاصل حاصل کیا اور اس چوتھہ کي حقیقت یہہ هي کہ وہ کل محاصل کي چہارم هوتي تهي اور جو ملک اسکو ادا کرتے تھے وہ مرهٹوں کي لوٹ مار سے جب تک محفوظ رهتے تھے کہ برابر ادا کیئی جاتے تھے سیوا جي نے جہازوں کا ایک بیڑہ بهي طیار کیا اور اپنے پرانے دشمنوں یعني جنجیرہ والے حبشیوں پر دهاوے کرنے شروع کیئے جنکی قبض و تصرف میں ایک چهوتي سي ریاست بیجا پور والوں کي طرف سے بجلدوے اُن کے بحري افسر هونے کے چلي آتي تهي مگر یہہ کام آسکا اس لیئے معقول نہ تھا کہ حبشیوں نے اورنگ زیب کا دامن پکڑا اور سیواجي کے قوي دشمن کو قوت بخشي *

سیواجي کي فتوحات کي ترقي کا یہہ باعث تھا کہ شہزادہ معظم کي فوج اس کے مقابلہ کو کافي نہ تهي اور بادشاہ کو بیٹے پر اعتماد نتھا چنانچہ نئي کمک کے روانہ کرنے سے بادشاہ نے مدت تک انکار کیا اور جبکہ اسکو یہہ یقین هوا کہ دکن میں بڑي فوج کي حاجت شدید هی تو سنہ ۱۶۷۱ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ هجري کو چالیس هزار آدمي مہابت خاں کي زیر حکومت روانہ کیئے جنکو شہزادہ کي اطاعت و حکومت سے کچهہ واسطہ علاقہ نہ تھا بادشاہ اس نئے حاکم سے پورا پورا راضي نہ تها چنانچہ دلي سے روانہ هونے سے تهوڑے عرصہ پہلے مہابت خاں کي کسي حرکت سے نہایت برهم هوا اور ایک وزیر کو حکم دیا کہ آسکو

۱۶۷۰ع مطابق سنه ۱۰۸۰ هجري میں بادشاہ کي تدبیروں کو آلٹا مارا یعني شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو رشوتیں اور ندریں چڑها کر موافق اپنا کیا اورنگ‌زیب کے فریب دینے کے لئے آنکو اپنا آله بنایا مگر اورنگ‌زیب ایسا نادان اور کوته اندیش نتها که اپني تدبیروں کي نارسائي کو عین وقت پر نسمجهے چنانچه جب آسکو ناکامي کا یقین هوا تو آس نے کهلم کهلا أسکي گرفتاري کا حکم دیا یهه حکم آس کا دوباره لڑائي کا منشاء تها پهلے پهل سیوا جي نے یهه صدمه پهونچایا که سنگر کے قلعه پر دوباره قابض هوا جو پونه کے قریب تها اور سیوا جي کو جیسا اس قلعه کي عظمت کا خیال تها ویسا هي اورنگ‌زیب کو بهي تها اور اسي لیئے اورنگ‌زیب نے أس قلعه کي حفظ و حراست کي غرض سے راجپوتوں کا ایک قوي گروه ایک تجربه‌کار افسر کے تحت تصرف میں چهوڑا تها مگر هزار ماوالیوں نے سیواجي کے بڑے رفیق تانا جي مالوسري کے ساتهه آنپر چڑهایا مارا چنانچه تانا جي نے کسي حکمت سے اوس بهاري قلعه پر رات کے وقت زینه لگایا جو بظاهر رسائي کے قابل نتها یهاں تک که قلعه پر چڑه گیا اور محافظ لوگ اوس سے واقف نهوئے مگر بعد آس کے بڑا

پر کسي قسم کا شک شبهه نهیں مگر گرینٹ ڈف صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحه ۲۲۱ میں اس ساري کهاني کي بیهودگي کو بهت مختصر لفظوں میں ثابت کیا اور صرف ایک بهي موقع نهیں جس میں اورنگ‌زیب کي نسبت ایسي ایسي تدبیریں اور سازشیں أسکي متعنتي طبیعت هونے سے بیاں کی گئیں حالانکه وه کبهي ایسي تدبیروں میں مصروف نهیں هوا ڈف صاحب نے جیسنگهه کي جگهه راجه جسونت سنگهه کو قائم کیا اور شهزاده کی بغاوت کو اصلي بغاوت ٹهرایا اور بیان کیا که اورنگ‌زیب کی اصالتاً میدان جنگ میں آنے کے بعد دلیر خاں کي هنر مند لڑائیوں کي بدولت وه بغاوت پس پا هوئي معلوم هوتا هی که ڈف صاحب نے بندیله کی سرگذشتوں سے یهه بیان لیا جس کا ترجمه بعد اُس کے سکات صاحب نے کیا تها مگر ڈف صاحب نے بعض بعض باتوں کو اپني سند سے زیاده لکها اور بندیله کے اِس شبه کو تمام انداز کیا که حقیقت میں سیواجي بهي شاهزاده کا شریک هوگیا تها سرگذشت بندیله مختصر عبث اور سراپا لغو هی

برهمن تھے اور جنگی کاموں کی حکومت پر بھی اکثر بڑے بڑے پایہ کے برهمن معین کیئے جاتے تھے *

اورنگ زیب نے جو ملک اُسکو واپس دیئے تھے اور صوبہ برار میں جو جاگیر اُسکے لیئے معین کی تھی تو ساری غرض اُسکی یہہ تھی کہ وہ بلا نقصان عظیم اور بلا طول طویل مقابلہ کے اُسکے قبض و قابو میں آجاوے چنانچہ اپنی صبر و متانت سے داؤ اپنا تکتا رہا اور لہو کے گھونٹ پیئے گیا اور شاہزادہ معظم اور راجہ جسونت سنگھہ کو بڑی تاکیدوں سے یہہ لکھا کہ سیوا جی سے راہ رسم کا جاری رکھنا عین صواب اور اُسمیں کوئی خلاف کرنا خلاف مصلحت ہے مگر وقت پر قابو کو ھاتھہ سے دینا نہایت نامناسب اور فوراً گرفتار اُسکو کرنا بغایت واجب و لازم ہی بلکہ یہانتک ہدایت کی تھی کہ میری حکومت سے بغاوت و نفرت جتانا اور خفیہ اور جداگانہ مرھٹوں سے ملنا جلنا مقتضاے مصلحت † ہی مگر سیواجی نے سنہ

† گرینٹ ڈف صاحب کا یہی بیان ہی جو مذکور ہوا مگر اُن کو اسبات میں شبہہ ہی کہ شہزادہ معظم نے باپ کی تدبیروں کی پیروی جی جان سے کی اور بغاوت کے اظہار سے سیوا جی کے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا مگر غالب یہہ ہی کہ کسیقدر اُسنے باپ کی تاکیدوں کی عملدر آمد کی ہوگی جنکے باعث سے وہ کہانی قایم ہوئی جسکو پہلے پہلے کٹرویامنکی نے بیانکیا یعنی شاہزادہ نے اپنے باپ کی خواہش سے جھوٹی بغاوت اختیار کی جس سے بادشاہ کی دو باتیں مقصود تھیں ایک یہہ کہ یہہ واضح ہو جاویگا کہ بادشاہ کے خفیہ خفیہ دشمن کون کون ہیں اور دوسرے یہہ کہ اگر شہزادہ حقیقت میں بغاوت پر مایل ہووے تو اُسکی حقیقت بھی کھل جاویگی اور آیندہ کو اعتبار اُسکا ساقط ہوگا بقول اُس راوی کے شاہزادہ نے علانیہ بغاوت برپا کی اور ساری فوج اور راجہ جی سنگھہ اُس سے سازش کرکے مل گئے مگر دلیر خاں اپنی بات پر جم رہا اور شہزادہ اپنی بغاوت سے جب تک منحرف نہوا کہ دریاے چنبل تک آگرہ کی جانب پہونچا مگر اورنگ زیب نے اس جھوٹی بغاوت کی جوکھوں سے صرف یہہ علم حاصل کیا کہ جیسنگھہ میرا مخالف ہی چنانچہ اُسکو زہر دلواکر آپ کو بچایا لیکن اس روایت پر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ شہزادہ معظم جب تک دکن میں پہونچا بھی نہ تھا کہ راجہ جیسنگھہ دکن سے منتقل ہوکر تاریخ بغاوت سے پہلے آچکا تھا اور یہہ تناقض صرف اورم صاحب کو سوجھا جسکو اس کہانی کے باقی حصہ

ریاستوں نے آپ کو بہت کمزور پایا اور اورنگ زیب کے حملوں کے ڈر سے
ایسے قوی دشمن سے نیا جھگڑا کھڑا کرنا نہ چاہا اور بچنے کی یہہ بری
راہ نکالی کہ سالانہ خراج کا اقرار کیا *

بعد اُس کے سنہ ۱۶۶۸ع و سنہ ۶۹ مطابق سنہ ۱۰۷۸ ہجری
یعنی دو برس امن چین سے گذرے اور اس عرصہ کو سیوا جی نے اپنی
حکومت کے باترتیب و باقاعدہ بنانے میں صرف کیا مگر جسقدر کہ اُسکی
لیاقتوں کی خوبی اُس کے ملکی انتظاموں کے طور طریقوں سے ثابت ہوتی
ہی اُس قدر اُسکے جنگی کاموں سے واضح نہیں ہوتی پنڈاروں اور لٹیروں
کے سرداروں کسے قانون قاعدوں کی جگہہ اُسکے آئین و رسموں کے دیکھنے سے
بڑا تعجب ہوتا ہی کہ انتظام اُس کا مغلوں کے انتظام سے زیادہ باترتیب
وباقاعدہ تھا چنانچہ پیادوں اور سواروں کی تقسیم ایک طرحپر واقع تھی
یعنی دس اور پچاس کے افسروں سے لیکر پانچہزار کے افسر تک افسروں
کا سلسلہ برابر مسلسل تھا اور اُس سے زیادہ درجہ کا حاکم جرنیل کے
سوا جو کسی خاص فوج کی حکومت پر معین کیا جاتا تھا کوئی سردار
نہوتا تھا اور یہہ تمام افسر ایسے جاگیردار نہوتے تھے جو ضرورت کے وقت
کام آویں بلکہ حکومت سے تعلق رکھتے تھے یعنی سرکاری ملازم ہوتے تھے
اور ایسے سپاہیوں کے افسر تھے جنکو خود سرکار اپنے نائبوں کے ذریعہ سے
بھرتی کرتی تھی اور سرکاری خزانوں سے تنخواہ اُن کو ملتی تھی فوج
اور افسروں کو بڑی بڑی تنخواہیں دیتا تھا مگر غنیمت کل سرکار میں
جاتی تھی ہر محکمہ میں کفایت شعاری سے کام کرتا تھا اور التفات
اُسکا کفایت شعاری پر بہت مایل رہتا تھا *

ملکی انتظام بھی اُسکا ایسا ہی باقاعدہ اور قوی تھا چنانچہ سرکاری
حاکموں اور دیہات کے چودھریوں سے نرمی برتتاتھا اور اُس انتظام کے دباو
سے قانون کی تعمیل و رعایت بخوبی ہوتی تھی اور یہی باعث تھا کہ
کاشتکاروں پرظلم نہوتا تھا اور وہ سرکار سے فریب نکرتے تھے ملکی افسر

گيا اور راجه جسونت سنگهه همراه أس کے مدد و معاون آسکا کيا گيا اور وه دلير خاں جسکو جسونت سنگهه اور شاهزاده ممدوح نا پسند کرتے تهے آسي فوج کا سردار اِس غرض سے مقرر کيا گيا که دونوں کي نگراني کرتا رهے *

جےسنگهه کي ناکامي سيواجي کے حق ميں مفيد هوني بيان آسکا يهه هی که سنه ١٦٦٧ع مطابق سنه ١٠٧٧ هجري ميں جنگ اور بازگشت کے عين زمانه ميں راجه جے سنگه نے گهاٹوں کے قرب و جوار کے ملکوں سے تمام فوج اپني هٹالي تهي اور بهت سے قلعوں کو خالي چهوڑا تها اور کچهه کچهه قلعونميں حفظ و حراست کے واسطے تهوڑے سپاهي چهوڑے تهے منجمله اُن کے بهت سے قلعوں پر سيو'جي کے افسروں نے پهلے اِس سے قبضه کيا تها که خود سيو'جي دکن ميں پهونچے اور جب وه خود دکن ميں پهونچا تو بهت سے اور خطه پر قابض هوگيا يهه واقعه سنه ١٦٦٧ ع مطابق سنه ١٠٧٧ هجري ميں واقع هوا *

اورنگ زيب کے سرداروں کي تغير و تبديل سے سيوا جي کو بهت بڑا فائده حاصل هوا اس ليئے که راجه جسونت سنگهه شاهزاده معظم کي طبيعت پر حاوي اور بادشاه کي نسبت هندوؤں کا زياده خير خواه تها علاوه آس کے لوگوں کو يهه بهي يقين کامل تها که وه لوبهي لالچي هی اور روپئے کي بات تهوڑي بهت مانتا هی غرضکه ان وسيلوں سے سيواجي نے رفيق آسکو بنايا اور نتيجه يهه مترتب هوا که آسکي اور شاهزاده معظم کي تائيد و اعانت سے ايسي عمده عمده شرطوں پر بادشاه سے آشتي کي که وه اُسکي توقع سے خارج تهيں چنانچه بهت سا ملک اُس کا آسکو واپس ديا گيا اور صوبه برار ميں جاگير اُسکو عنايت کي گئي اور راجائي کاخطاب آسکا تسليم کيا گيا اور سارے قصوروں سے چشم پوشي برتي گئي *

جب که سيواجي کو اپنے قوي دشمن يعني اورنگزيب سے ازادي حاصل هوئي تو گولکنده اور بيجاپور کي جانب ملتفت هوا ان دونوں

تھا جو خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا اور نہ سمت تبت کے
زیادہ کام کا تھا *

قرب و جوار کے بادشاہوں نے وہ نشانیاں اُسکے پاس روانہ کی تھیں
جن سے تعظیم تکریم اُس کی پائی جاتی تھی اور مکہ کے شریفوں اور
عرب کے اکثر رئیسوں نے ایلچی روانہ کئے تھے اور حبش کے بادشاہ اور
اوزبکوں کے خان نے بھی قاصد بھیجے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے
سب ایلچیوں سے بھاری ایلچی آئے تھے اور بجواب اُس کے بڑی شان و
شوکت سے ادھر سے بھی ایلچی بھیجے گئے تھے مگر ایران والوں کے پیک
و پیام پر ہمیشہ کی دوستی کا نتیجہ مترتب ہوا اِس لیئے کہ دونوں
بادشاہوں میں آداب و اخلاق کی بابت کچھہ سوال ادھر اودھر سے پیش
ہوئے اور شاہ عباس ایسا ناراض ہوا کہ اُس نے قندھار کے پاس ایک
بھاری فوج اکٹھی کی اور اورنگ زیب نے یہہ ارادہ کیا کہ آپ اُس کے
مقابلہ پر جاوے اسی عرصہ میں شاہ عباس مرگیا اور لڑائی کے ٹھاٹ پورے
نہ ہوئے *

اورنگ زیب کی اقبالمندی سے صرف یہہ بات مستثنی تھی کہ اُسک
فوج کو بیجا پور والوں کے مقابلہ میں تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی
جے سنگھہ اُس ملک میں لوٹتا جھوڑتا رہا اور پہلے پہلے لڑائی کے کام
اورنگ زیب کی مرضی کے موافق ہوتے رہے مگر جبکہ خاص بیجا
محاصرہ کیا گیا تو بیجا پور والوں نے پرانا طریقہ بچاؤ کا برتا یعنی
پاس کے ملکوں کو ویران کیا اور لٹیرے سواروں کو حریف کی رسد
لگایا علاوہ اُس کے گولکنڈہ کے بادشاہ نے اپنے ہمسایہ والی بیجا
خفیہ خفیہ کمک پہونچائی اور جب کہ جے سنگھہ نے یہہ بات
کی کہ اب کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی تو بلا نقصان و دقت او
کو چلا آیا بعد اِس ناکامیابی کے راجہ جے سنگھہ اُس جگہہ سے منت
اور دلی کے رستہ میں مرگیا اور شاہزادہ معظم کو اُس کی ج

غالب هی که سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تھلگ رہنے اور اُن کے ھاتھوں سے بچنے بھاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا ھوگا اِس لیئے که اُسکے پیچھا دبانیوالے اوسکےراے گدہ میں پہنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تھے حاصل یہہ که سیواجي نو مہینے کے عرصه میں ماہ دسمبر سنه ۱۶۶۶ع کو راے گدہ میں صحیح و سلامت پہونچا † *

سیواجي کے بھاگنے پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که ماہ دسمبر سنه ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنه ۱۰۷۶ هجري کو شاهجہاں نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچه آگرہ کے قلعه میں بقید حیات اپنے تک نظر بند رہا مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي هوتي رهي که بہت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رهتے رهے اور قلعه کے اندر کا انتظام اور وهاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چھوڑا گیا چنانچه اُس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا که دارا شکوہ کي اُس بیٹي کو قلعه سے باھر جانے ندیا جس کا بیاہ اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاھتا تھا اور علی هذالقیاس اُن چند بھاري جواھروں کو اپنے تحت تصرف میں رکھا جو بادشاہ حال کے نہایت مرغوب و مطلوب تھے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رهي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یہہ زمانه بڑي اقبالمندي کا تھا چنانچه اُس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تھے اور بخت و دولت کي یہہ ترقي تھي که کشمیر کے حاکم نے چھوٹي تبت کو فتح کیا تھا اور بنگاله کے نائب السلطنت نے چٹا گنگ کو دبایا

---

† ۲۹ ستمبر سنه ۱۶۶۶ ع کو کروار واقع کنکان کے انگریزي کارخانه والوں نے یہہ لکھا هیکه اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضه میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کےحال کي جلد ایسي خبر پہونچے گي که جس سے بڑا رنج اُسکو پہونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمه پہونچاویگا

سادھوں کے وطن بھجوانے کی اجازت چاہی اور یہہ عذر پیش کیا کہ دلی کی آب و ہوا اونکو بہت ناموافق ہے اور چونکہ یہہ تصور کیا گیا کہ ہمراھیوں کے جانے سے وہ قیدی بادشاہی قید میں بلا تردد رھیگا تو درخواست اُسکی بخوشی منظور ہوئی بعد اُس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی پر سوار ہوا اور اُن دو چار بیدوں کو جو اُس کے علاج معالجہ کے واسطے بادشاہ کے حکم سے آتے جاتے تھے ملاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے ذریعہ سے باھر کے رفیقوں سے جنکو اُس نے ادھر اودھر لگا رکھا تھا بات چیت اپنی جاری رکھی علاوہ اُس کے یہہ دستور اُس نے جاری کیا کہ متھائی اور کھانے پینے کی چیزیں هندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع کیں یہاں تک کہ پہرے والوں کو بڑے بڑے ٹوکروں اور بڑے بڑے جھالوں کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخر کار ایک شام کو باھر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جھال میں آپ بیٹھا اور دوسرے جھال میں بیٹے کو بٹھلایا اور پہرہ والوں کے بیچ سے ایسا بلا اندیشہ چھپ کر نکل گیا کہ کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اُس کی جگہہ اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اُس کے جب اُس کے نکل جانے پر ایک عرصہ گذرا تو اُس کے نکلنے کا شبہہ ہوا مگر اِس عرصہ میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پہونچا جہاں گذر کا شک شبہہ بھی نتھا اور وہاں اُس کا گھوڑا طیار کھڑا تھا چنانچہ سیواجی گھوڑے پر سوار ہوا اور بیٹے کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور متھرا کیطرف کو نہایت عمدہ رستہ سے روانہ ہوا جہاں رفیق اُس کے بھیس بدلے اور صورت چھپائے انتظار اُس کا دیکھتے تھے غرض کہ سیوا جی متھرا میں پہونچا اور رفیقوں سے ملکر بھیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑھی موچھیں منڈوائیں اور سادھوں کی طرح بھبوت اپنے بدن پر ملا اور بہت کم مشتبہہ راھوں سے دکن کا رستہ لیا اور بیٹے کو متھرا میں ایک مرہٹے برھمن کی حفاظت میں چھوڑا *

غالب ہی کہ سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تہلگ رہنے اور اُن کے ہاتہوں سے بچنے بہاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا ہوگا اِس لیئے کہ اُسکے پیچہا دبانیوالے اوسکے راے گدہ میں پہنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تہے حاصل یہہ کہ سیواجي نو مہینے کے عرصہ میں ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ع کو راے گدہ میں صحیح و سلامت پہونچا † *

سیواجي کے بہاگنے پر تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنہ ۱۰۷۶ ہجري کو شاہجہاں نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچہ آگرہ کے قلعہ میں بقید حیات اپنے تک نظر بند رہا مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي ہوتي رہي کہ بہت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رہتے رہے اور قلعہ کے اندر کا انتظام اور وہاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چہوڑا گیا چنانچہ اُس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا کہ دارا شکوہ کي اُس بیٹي کو قلعہ سے باہر جانے ندیا جس کا بیاہ اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاہتا تہا اور علی ہذالقیاس اُن چند بہاري جواہروں کو اپنے تحت تصرف میں رکہا جو بادشاہ حال کے نہایت مرغوب و مطلوب تہے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رہي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یہہ زمانہ بڑي اقبالمندي کا تہا چنانچہ اُس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تہے اور بخت، و دولت کي یہہ ترقي تہي کہ کشمیر کے حاکم نے چہوٹي تبت کو فتح کیا تہا اور بنگالہ کے نائب السلطنت نے چتا گنگ کو دبایا

† ۲۹ ستمبر سنہ ۱۶۶۶ ع کو کروار واقع کنکان کے انگریزي کارخانہ والوں نے یہہ لکہا ہیکہ اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضہ میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کےحال کي جلد ایسي خبر پہونچے گي کہ جس سے بڑا رنج اُسکو پہونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمہ پہونچاریگا

... اور یہہ عذر پیش کیا کہ دلی
... کی اجازت چاہی
... ھوں کے وطن بھجوانے کی اجازت چاہی اور جبکہ یہہ تصور کیا گیا کہ ہمراہیوں
... آب و ہوا اونکو بہت ناموافق ہے اور جبکہ یہہ تصور کیا گیا کہ ہمراہیوں
... کے جانے سے وہ قیدی بادشاہی قید میں بلا تردد رہیگا تو درخواست
... اسکی بخوشی منظور ہوئی بعد اس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی
... پر سوار ہوا اور ان دو چار مدرں کو جو اس کے علاج معالجہ کے واسطے
... بادشاہ کے حکم سے آتے جاتے تھے دے دلاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے
... ذریعہ سے باہر کے رفیقوں سے جنکو اس نے ادھر اودھر لگا رکھا تھا بات
... چیت اپنی جاری رکھی علاوہ اُس کے یہہ دستور اس نے جاری کیا کہ
... متھائی اور کھانے پینے کی چیزیں ہندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع
... کیں یہاں تک کہ پہرے والوں کو بڑے بڑے توکروں اور بڑے بڑے جھالوں
... کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخرکار ایک شام
... کو باہر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جھال میں آپ بیٹھا
... اور دوسرے جھال میں بیٹے کو بٹھلایا اور پہرہ والوں کے بیچ سے ایسا
... بلا اندیشہ چھپ کر نکل گیا کہ کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اس کے
... کی جگہہ اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اس کے جب اس کے
... نکل جانے پر ایک عرصہ گذرا تو اس کے نکلنے کا شبہہ ہوا مگر اِس عرصہ
... میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پہونچا جہاں گذر کا شک
... شبہہ بھی نتھا اور وہاں اس کا گھوڑا طیار کھڑا تھا چنانچہ سوار
... گھوڑے پر سوار ہوا اور بیٹے کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور متھرا کیطرف کو نہایت
... عمدہ رستہ سے روانہ ہوا جہاں رفیق اس کے بھیس بدلے اور ...
... چھپائے انتظار اُس کا دیکھتے تھے غرض کہ سیوا جی متھرا میں پہونچا
... اور رفیقوں سے ملکر بھیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑھی موچھیں منڈوائیں
... سادھوں کی طرح بھبوت اپنے بدن پر ملا اور بہت کم مشتبہہ راہ
... دکن کا رستہ لیا اور بیٹے کو متھرا میں ایک مرہٹے برہمن کی
میں چھوڑا *

درجه کا سردار اُسکي پیشوائي کو جے سنگهه کے بیٹے رام سنگهه کے سانهه بهیجا گیا اور جب که وه خود دربار میں حاضر هوا تو بات اُسکي پوچهي نه گئي یہاں تک که سیوا جي نے کمال ادب سے پیشکشیں پیش کیں اور غالبا یہه چاها که دستور کے موافق تعریف و ثنا کے فقرے ادا کرکے خضوع و خشوع سے تخت کي طرف کو آگے بڑهے مگر جبکه اُس نے یہه دیکها که بادشاه نے کچهه توجهه نه فرمائي اور تیسرے † درجه کے سرداروں میں بلا امتیاز اُسکو کهڑا کیا تو وه اپنے رنج و غیرت کو روک نه سکا چنانچه غصه اور حمیت کے مارے رنگ اُسکا پلٹ گیا اور درباریوں کي صف سے کچهه پیچهے هٹا اور غش کهاکر زمین پر گر پڑا بعد اُس کے جب هوش اُ سکے ٹهکانے آئے تو رام سنگهه کو اُس کے باپ کے دهوکه دهي اور وعده خلافي پر برا بهلا کها اور جل بهن کر بادشاه کے ملازموں سے یہه درخواست پیش کي که اب مناسب یہه هی که جیسے میري بات کو خاک میں ملایا ویسے هي مجهکو بهي خاک میں ملاویں یعني جب آبرو گئي تو جان کي کیا پروا رهي اور یہاں تک وه ناراض هوا که بلا حصول معمولي خلعت اور بلا اجازت کے دربار سے چلا گیا مگر اورنگ زیب کو سیوا جي کي ایسي ناشایسته حرکتوں کا تدارک جو سردبار اُس سے صادر هوئیں اور لاگ لپٹ سے بالکل خالي نهیں سردست منظور نه تها که اُسنے یہه حکم دیا که اُسکي حرکتوں کي نگراني کي جاوے اور اُن وعدوں کي نسبت جو سیوا جي سے راجه جے سنگهه نے کیئے هیں جے سنگهه کي رپورٹ کے هم منتظر هیں *

بعد اُس کے سیوا جي نے اپنے خیالوں کو دشمن کے پنجے سے نکلنے کي تدبیروں میں دوڑایا اور اس میں دشواري یہه تهي که بادشاهي پهرے اُس کے مکان پر بیٹهه گئے تهے آخر کار اوس نے یہه راه نکالي که

† یہه درجه پانچهزاري منصب کا تها جو اُس کے بیٹے کے لیئے عهد نامه میں لکها گیا تها *

رعایت فرمایا منجملہ اون کے ایک نامہ میں اعزاز و اکرام کے کلمے
ر تعریف و ثنا کے فقرے لکھے اور دوسرے نامہ کو بڑے بڑے عام وعدوں
ے مزین کیا اور یہہ بھی لکھا کہ دلی میں آنا چاہیئے بعد اوسکے دکن کی
اجازت دی جاویگی غرضکہ سیواجی نے بادشاہ کے وعدوں اور راجہ
جے سنگھہ کی بڑی نوازشوں سے دھوکا کھایا اور اپنی جاگیر کو اپنے بڑے
بڑے متوسلوں کو تفویض کیا اور اپنے بیٹے سنبھا جی کو ساتھہ اپنے لیا
اور پانسو سوار اور ایک ہزار ماوالی یعنی مرہٹے منتخب کرکے دلی کو
روانہ ہوا *

اورنگ زیب کو یہہ موقع حاصل تھا کہ سیواجی سے اطاعت برتتا اور نہایت
سلوک سے پیش آکر اُس سے فائدہ اوٹھاتا اور ایک ہیبتناک دشمن کو دوست
اپنا بناتا جسطرح کہ اور راجاؤں کے ساتھہ اُسنے اور اوسکے بزرگوں نے کیا تھا
مگر جسی کہ اُس کی رائیں دین و ملت کے معاملہ میں تنگ و تاریک
تھیں ویسی ہی تدبیر ممالک میں پست و کوتاہ تھیں چنانچہ وہ اپنی
طبیعت کو سیوا جی کی یکایک تذلیل و اہانت سے روک تھام تو سکا
مگر اپنے تعصبوں سے بالکل کنارہ کش ہو سکا یعنی وہ اُس لطف و عنایت
سے پیش نہ آیا کہ اوسکو ہمیشہ کے لیئے اپنی ذات سے وابستہ رکھتا ا
جسقدر کہ وہ سیوا جی کے کوتکوں سے ناراض تھا اوسقدر اوسکی ذات
تھی متنفر تھا اور اوسکے حق میں سب سے زیادہ وہ برائی بیٹھی ت
جو سیوا جی سے جاجئوں کی سبب صادر ہوئی تھی اور اوس
صادر ہونے سے اورنگ زیب کے دین و ملت کا ہتک ہوا تھا اور
کھٹکنے کی یہہ وجہہ تھی کہ یہہ نقصان اوسکو ایک حقیر آدم
ہاتھوں سے پہونچا تھا چنانچہ اُس نے اپنی غلط فہمی سے اُس
جس لیاقت اور جوہر قابلیت کو بہت کم سمجھکر اُسکے کوتکوں کا
اس طرح چاہا کہ اُسکی اصل نسل کی خست و حقارت اُسپر واض
ماحصل یہہ کہ جب سیوا جی دلی کے متصل پہونچا تو ا

مقابلہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ سیوا جي آخر کو پورے مقابلہ سے مایوس ہوا اور شاید اُس نے اپنے فخر و عزت کو چند روز کے لیئے اس امید پر چھوڑا کہ اورنگ زیب سے اشتي کرنے میں یہہ فائدہ حاصل ہوگا کہ اُسکي فوج کے همراہ هوکر بیجا پور کي غنیمتوں سے اپنے نقصانوں کي تلافي هو جاویگي چنانچہ اُس نے راجہ جے سنگهہ سے خط کتابت جاري کي اور اشتي کا مقدمہ پیش کیا اور جبکہ راجہ جے سنگهہ نے جان کي سلامتي اور علاوہ اُس کے بادشاہ کي نوازشوں کا یقین اُسکو دلایا تو وہ اپني سواري کي دهوم دهام چهوڑ کر چند همراهیوں سمیت اپني فوج سے خفیہ خفیہ راجہ جے سنگهہ کے پاس آیا راجہ نے تعظیم تکریم اُسکي کي اور اُسنے بهي بڑي عاجزي سے جان نثاري اور وفاداري کا قول قرار کیا غرض کہ ایک عهد نامہ باهم لکها گیا جسکا یہہ مضمون تها کہ سیوا جي منجملہ بتیس قلعوں مقبوضہ کے بیس قلعہ اضلاع سمیت بادشاهي ملازموں کے حوالہ کرے اور بارہ قلعے حقوق و مرافق سمیت اپنے قبض و تصرف میں جاگیر سلطاني کے طور و طریقے پر رکهے اور اُسکا بیٹا سنبا جي کو جو ابهي پانچ برس کا تها بادشاہ کي طرف سے پانچ هزاري منصب کا پایہ ملے اور یہہ بهي وعدہ ٹهرا کہ بیجا پور کي قلمرو کے مفتوحہ ملکوں کے محاصل سے في صدي کے حساب سے حق اُسکو ملا کریگا یہہ پچهلي شرط اُن دعووں کي بنیاد تهي جنکو مرهٹوں نے پچهلے وقتوں میں پیش کیا اور اُن کے بہانہ سے بیگانہ ملکوں کو جگهہ جگهہ دبایا مگر اورنگ زیب نے اس شرط کو قلم انداز کیا اور باقي شرطوں کي منظوري کي نسبت ایک نامہ سیوا جي کے نام پر مفصل لکها اور جبکہ یہہ امر طے هو چکا تو سیوا جي اپنے دو هزار سوار اور آٹهہ هزار پیادوں سمیت بادشاهي فوج میں داخل هوا اور ساري فوج آپسمیں مل جلکر بیجا پور کو روانہ هوئي *

اس لڑائي میں مرهٹوں سے بڑي دلیري دلاوري ظاهر هوئي اور اورنگ زیب نے بجلدوے اوسکے دو عنایت نامون کے ذریعہ سے سیوا جي

ذ تها لوٹ کهسوٹ کر خاک سیاه کیا علاوه اس کے قرب و جوار کے ضلعوں
و بهي لوٹا کهسوٹا جهاں ایسے بڑے لٹیروں کي لوٹ مار کا وهم و گمان بهي
ه تها اور گهاٹوں کي اونچائي کے ملکوں کو اس لوٹ مار کے زمانه میں بهي
امن چین سے نچهوڑا چنانچه ماه فروري سنه ۱۶۶۵ع میں بیجاپور کے
اضلاع و پرگنات کي تاخت تاراج کو فوج اوسنے روانه کي اور شاه دلي کي
قلمرو میں اوسي غرض سے بذات خود روانه هوا اگرچه اورنگ زیب کا
نقصان اوسکي لوٹ مار سے بهت سا واقع هوا مگر اوس لوٹ مار سے
اسقدر غیظ و غضب اوسکو نه آیا جسقدر که حاجي لوگوں کي کشتیوں کے
لوٹنے اور سورت سے بندر کے تباه کرنے سے جو حاجیوں کي منزل گاه
هونے سے مقدس سمجها جاتا تها وه آپے سے نکل گیا اور غیظ و غضب کے
مارے بے تاب هو گیا علاوه ان مخالف باتوں کے یهه بات اوسپے زیاده
کي تهي که ساهو جي کے مرتے هي راجائي کا خطاب اختیار کیا تها اور
اپنے نام کا سکه چلایا تها جو خود مختاري کي پوري علامت تصور
کي جاتي تهي غرض که اون کرتوتوں کے پاداش و تدارک کي غرض سے
ایک بڑي فوج اوس راجه جے سنگهه کي تحت حکومت کر کے دکن
کو روانه کي گئي جو هندوؤں کے دشوار مقدموں میں اورنگ زیب
ایک چلتا اوزار تها مگر مزاج کے وهمي شکي هونے سے اوس کي حکومت
کو یوں منقسم کیا که دلیر خاں کو مساوي شریک اوسکا بنایا اور جب
یهه دونوں سردار اوس طرف کو راهي هوئے تو معظم شاه اور
جسونت سنگهه دلي کو واپس آئے اور اس نظر سے که اورنگ زیب
سیوا جي کے مقابله کرنے کي تهوڑي توقع تهي تو راجه جے سنگهه
یهه حکم تها که سیوا جي کے دبانے کے بعد اس فوج کو بیجاپور
و کشایش میں مصروف کرے *
ماه فروري سنه الیه میں یهه دونوں سردار نربده پار اوترے
تک بے کهٹکے چلے گئے اور وهاں پهونچکر راجه جے سنگهه
محاصره کیا اور دلیر خاں نے پرندر کے قلعه کو گهیرا مگر دونوں

نامي گرامي هو چکے تھے چنانچہ اوسنے جہان کا ارادہ کیا وهانکے حالات معلوم کرکے اور اپنے حریفوں کو جھوتي چالوں اور فریبي کوچوں سے دھوکا دیکر چار ہزار سواروں سمیت اوس جانب کو روانہ ھوا اور سورت سے بے اوت آڑ اور بلا محافظ اور تونگر شهر پر چھاپا مارا جو اوسکي فوج کي رسائي سے خارج سمجھا گیا تھا غرضکہ چھہ روز اوسکو بڑي فرصت سے لوتا اور باوصف اسکے کہ انگریزوں اور هالند کے کارخانہ والوں نے جہاں هندوستاني سوداگروں نے بھي پناہ اپني ڈھونڈي تھي اُن لٹیروں کو مار پیٹ کر پس پا کیا مگر وہ بہت سا مال و اسباب لوتکو لیگئے اور اپنے قلعہ راے گڈہ واقع کنکان میں پہونچکر کمال اطمینان سے بیٹھے یہہ واقعہ پانچویں جنوري سنہ ۱۶۶۴ع مطابق پندرھویں جمادي الثاني سنہ ۱۰۷۴ع هجري کو واقع هوا *

اس مهم پر تھوڑي مدت گذري تھي کہ ساهجي کي سناوني آئي اور اوسکے مرنے کا یہہ بہانہ هوا کہ اوس بوڑھاپے پر شکار کا شوق غایت سے غایت اوسکو تھا چنانچہ شکار کھیلتا هوا گھوڑے سے گرکر مرگیا ساهجي نے اپني زندگي میں جاگیر واقع ضلع مندراس کا انتظام و انصرام اچھي طرح سے بحال و قایم کیا تھا اور جنوبي فتوحات کو بیجاپور کے بادشاہ کے نام سے اتني وسعت بخشي تھي کہ شهر مندراس کے قرب و جوار تک فتوحات اوسکي پہونچي تھیں اور تانجور کي ریاست بھي اوس میں شامل تھي *

ساهجي کے مرنے پر سیوا جي نے بیجاپور والوں سے دوبارہ لڑائي شروع کي اور لڑائي کے کاربار کو کنکان میں جاري رکھا جہاں اوسنے راے گڈہ کو دارالریاست اپنا بنایا تھا چنانچہ اُسنے جہازوں کا بیڑہ مرتب کیا اور اوسکے ذریعہ سے مغلوں کے اکثر جہازوں کو چھینا اور ایک موقع پر چار ہزار آدمیوں کو ستاسي کشتیوں پر سوار کرکے صوبہ کنارا کے دور دراز ایک مقام پراوترا اور بارسیلور کو جو بیجاپور کي قلمرو کا بڑا مالدار

بچاکو بھاگا مگر بات کی بات میں اُس۔ کا بنتا اور بہت سے اُس کے ساتھی پاش پاش ہوگئے بعد اُس کے سیواجی اُسی تندی تیزی سے لوٹ کر گیا جیسا کہ وہ آیا تھا اور آنا جانا اُس کا کسی کو دریافت نہوا اور جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا تو لوگ آسکے اس سے ملتے گئے جو راہ میں ٹھیرے ہوئے راہ آسکی دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ سنگر میں ایسے وقت پہونچا کہ چراغوں اور مشعلوں کے مارے چکا چوند ہو رہی تھی جو فتح کی خوشی میں روشن کی گئی تھیں اور وہ روشنی اسقدر تھی کہ بادشاہی فوج والے بارہ میل کے فاصلہ سے آسکا تماشا دیکھتے تھے یہہ بڑا کام آسکا اُس کے ہموطنوں کے مزاج و طبیعت سے ایسا مناسب تھا کہ اُس کے کاموں میں سے بہت بڑا سمجھا گیا چنانچہ مرھٹے لوگ ابتک اوسکو بڑی فخر و عزت سے بیان کرتے ھیں اور اس کام پر ایسے نتیجے مترتب ہوئے کہ وہ مرھٹوں کے حق میں نہایت عمدہ اور اونکی اُمید و توقع سے بالا تھے اسلیئے کہ شایستہ خاں نے اس بلاے ناگہانی کو راجہ جسونت سنگھہ کی دغابازی سے نسبت کیا جو تھوڑے دنوں سے شایستہ خاں کی کمک کو بھیجا گیا تھا غرضکہ شایستہ خاں اور راجہ جسونت سنگھہ دونوں سرداروں کے باھمی تنازع سے دونوں کی فوجیں ایک دوسرے کی کمک رسانی پر قایم درھیں یہاں تک کہ اورنگ زیب نے شایستہ خاں کو بنگالہ کی حکومت پر منتقل کیا اور اپنے بیٹے معظم شاہ کو اس غرض سے روانہ فرمایا کہ وہ برعنونی راجہ جسونت سنگھہ کی فوج پر حکمرانی کرے مگر راجہ جسونت سنگھہ اس شہزادہ کے پہونچنے سے پہلے اور فتح سنگر کے ارادہ سے پہچے اورنگ آباد کو لوٹ کر چلا آیا تھا اور سیوا جی راجہ جسونت سنگھہ کے انتقام کے لیئے سامان اپنا درست کر رہا تھا پہاڑوں کی لڑائیوں میں خصوص پیادوں کی فوج سے اوس نے کام لیا اور اب اونہی سواروں سے کام لینے کا ارادہ کیا اسلیئے کہ یہہ مرھٹے بیجاپور کی سرکار میں ہلکے پھلکے سواروں میں داخل ہوکر

ان دست اندازیوں کي روک تهام کي غرض سے شایسته خاں اورنگ آباد سے روانه هوا اور سیواجي کے لوگوں کو عین میدان میں مار پیٹ کر بهگا دیا اور چاکن کے قلعه پر قبضه کیا اور خاص پونه میں جاکر ڈیرے لگائے جو سنگر کے پہاڑي قلعه سے جس میں سیواجي لوٹ کر گیا تها بارہ میل کے فاصله پر واقع تها اور خود شایسته خاں بمقام پونه خاص اُس مقام میں ٹهرا جهاں سیواجي نے پرورش پائي تهي اور بچپن کے دن وهیں گذارے تهی اور اس لیئے که سیواجي اُس مکان کے رگ و ریشه سے بخوبي واقف تها تو اُس نے شایسته خاں کي پاداش و تدارک کے لیئے وہ راہ نکالي جس کا بیان آگے آتا هی شایسته خاں نے مرهٹوں کي روک ٹوک کے لیئے پهرے بٹهلائے تهے اور یهاں تک فکر اُنکي کي تهي که اکیلے دوکیلے کي لاگ ڈانٹ اچهي طرح هوتي تهي غرض که تدبیر مذکورالصدر کے ذریعه اور نیز فوج کے آس پاس پڑے هونے کے وسیله سے ایسي امن چین میں بیٹها تها که کسي گزند و آفت کا وسوسه باقي نرهاتها مگر سیواجي شایسته خاں کي تدبیروں سے واقف تها چنانچه ایک رات اُس نے یهه کام کیا که شام هوتے هي اندهیرے اندهیرے سنگر سے روانه هوا اور پیادوں کے چهوٹے چهوٹے گروهوں کو راہ میں اس نظر سے چهوڑتا گیا که ضرورت کے وقت اپنے کام آویں پچیس ماوالیوں سمیت آپ پونه کو چلتا هوا حسب اتفاق ایک بارات پونه کو جاتي تهي چنانچه سیواجي بارات کے مالک سے صلاح و مشورت کرکے بارات کے ساتهه اندر داخل هوا اور شایسته خاں کے پهروں کي قطار سے گذر کر سیدها محل کو هولیا اور پهلے اس سے که اندر کي جانب سے کسي کو شک شبهه پیدا هووے پشت محل کے دروازے سے محل میں گهس گیا شایسته خاں اُس کے آنے سے سخت حیران هوا اور گهبراهٹ کے مارے صرف اتنا سنبهل سکا که اپني خوابگاہ سے جان بچاکر بهاگا اور جب که وہ ایک کهڑکي سے نیچے کو کودنے لگا تو تلوار کي ضرب سے اُس کے هاتهه کي دو اُنگلیاں الگ هوگئیں اگرچه وہ جان

ل کیا جو اُس کے قبض و قابو سے خارج هوگئے تھے اور علاوہ اُن کے
ملکوں کو بھي دبا بیٹھا *
بعد اُس کے سانبھجي بیچ میں پڑا اور فریقین کي آشتي کا وسیلہ هوا
ر آشتي کے بعد سیواجي ایسے ملک پر قابض رها جو دریاے شور کي
جانب سے اتھائي سو میل کا چوڑا چکلا اور کنکان کا وہ حصہ تھا جو
وبا اور کلیان کے بیچ میں پڑتا هی اور گھاٹوں کے اوپر سے طول اُس کا پونہ
کے شمال سے لیکر مقام میرچ واقع دریاے کشنا کے جنوب تک ڈیڑھ سو میل
کے قریب قریب هی اور عرض اُس کا مشرق سے مغرب تک زیادہ سے
زیادہ سو میل کی مقدار تھا اس چھوٹے سے خطہ میں سپاهیوں کي جفا
کشي اور لٹیروں کي خوبي و خصلت کي وجہہ سے سات هزار سوار اور
پچاس هزار پیادہ قایم رکھہ سکا اور یہہ حال اُس کا سنہ ۱۶۶۲ ع
تک تھا † *

دوسرا باب

سنہ ۱۶۶۲ سے لغایت سنہ ۱۶۸۱ کے واقعات کے بیانمیں

اسي عرصہ کے قریب اورنگ‌زیب اُس بیماري میں مبتلا هوا تھا جسکا
بیان ابھي مذکور هوچکا اور اُس کي شدت سے جان اُس کي بڑي جوکھوں
میں پڑي تھي بیماري سے پہلے اپنے ماموں شایستہ خاں کو دکن کا
نائب السلطنت مقرر کیا تھا اور وہ سردار اورنگ آباد میں رهتا تھا *
یہہ بات اچھي طرح سے کھلتي نہیں کہ اورنگ‌زیب اور سیواجي میں
کس وجہہ سے ناچاقي واقع هوئي هاں یہہ امر دریافت هوا کہ بیجا پ
کي آشتي کے بعد آخر سنہ ۱۶۶۲ ع مطابق سنہ ۱۰۷۳ هجري میں
سیواجي کے سوار اورنگ آباد کے قرب و جوار کے قلعوں کو اورنگ زیب
کي قلمرو میں لوٹنے کھسوٹنے لگے تھے اور خود سیواجي جنیر کے پا
بزورس کے قلعوں کو دبا رہا تھا *

† گرینڈ ڈف صاحب

فتح مذکورالصدر کے هونے سے سیوا جي کے ارادوں کو چوگني ترقي حاصل هوئي چنانچه اوسنے گھاتوں کے پاس پروس کے سارے ملکوں کو روندا سوندا اور سارے پہاڑي قلعوں پر قبضه کیا اور سارے کنکان کي فتح کو خاتمه پر پہونچایا چاهتا تها که اوسکو یهه پرچا لگا که پہلي فوج کي نسبت ایک بڑي فوج اوس کے مقابله کو بیجاپور سے چلي آتي هی چنانچه وه اس ضرورت سے پیچھے کو لوٹا اور کسیقدر فوج کو قلعوں کے حفظ و حراست پر متعین کیا اور باقي فوج کو حریف کي رسدوں پر لگایا اور پنالہ کے قلعه میں خود محصور هوکر بیٹها جو رسائي سے مامون و محفوظ تها غرض که ماہ مئي سنه ۱۶۶۰ع میں اس قلعه کا محاصره هوا اور وه محاصروں کو بہلاتا پهسلاتا رها اگر وه اپني معمولي چالاکي اور دلاوري سے ایک اندهیري رات میں نکل کر نجاتا تو چار مهینے کے بعد اطاعت پر مجبور هوتا اس لیئے که چار مهینے کے محاصره پر وه قلعه فتح هوگیا اور جب که سیوا جي هاتهه سے نکل گیا تو بیجا پور کے دربار نے اُس کے نکل جانے کو سیدي جوهر باشنده ابیسینیا یعنے حبش کي دغابازي سے نسبت کیا سیدي جوهر اس بدگماني سے نیلا پیلا هوا اور اُسکے غیظ غضب سے بیجا پور کي نااتفاقیاں جو پہلے سے چلي آتي تهیں چوگني هوگئیں *

بعد اُس کے بیجا پور کے بادشاه نے آپ اراده کیا اور اس قدر فوج اپنے همراه لیگیا که سیو اجي اُس کا مقابله نکر سکا اور جو تدبیر اُس نے اس زمانه میں برتي کوئي معقول اور پسندیده نتهي چنانچه سال کے اندر اندر وه اکثر ملک اس کے قبضه سے نکل گئے جو اُس نے فتح کیئے تهے بعد اُس کے جنوري سنه ۱۶۶۱ ع میں والي بیجا پور کرناٹا کے کار بار پر ملتفت هوا اور زیاده وجهه یهه هوئي که سیدي جوهر نے بغاوت کا هنگامه وهاں برپا کیا تها چنانچه وه بادشاه اس ملک میں پورے دو برس مصروف رها اور سیواجي نے میدان کو خالي پاکر اُن ملکوں کو دوباره

اور ماریک ململ کا جامه پہنے ھوئے اورایک سیدھي تلوار اوتھائے ھوئے
سکو زیاده تر شان و زیبایش کي عرض سے اوتھایا تھا نه اس عرض سے
ه اڑے وقت میں کام بھي آویگي خراماں خراماں آگے کو چلا سیواجي
آهسته آهسته قلعه سے اوترتا ھوا سامنے سے نظر آیا یہاں تک که وه ڈرتا
کانپتا ایک همراهي سمیت آگے کو بڑھا اگرچه ظاهر میں کوئي هتیار آس کے
پاس موجود نتھا مگر روئي کے دگلے میں خالدار زره اور ایک آبدار تیغه اور
انگلوں میں فولادي کانٹے جسکو ناخن‌شیر بولتے هیں لگائے‌ھوئے تھا افضل
خاں نے اُس سوکھي سهمي صورت کو بري حقارت سے دیکھا جو دبے دبائے
اور جي چورائے اُسکي ملازمت کے لئے چلے آتي تھي اور جب که دونوں
بغلگیر ھوئے تو سیوا جي نے فولادي پنجه کو گویا ھنوز افضل خاں اس
بیجا حرکت کے تعجب سے فارغ نهوا تھا که اوسکے تیغه سے کام اوسکا تمام
کیا اور پہلے اس سے یهه کام کیا تھا که اپني فوج کو ان جنگلوں میں
چھپایا تھا جو افضل خاں کي فوج کو چاروں طرف سے گھیرے ھوئے تھے
اور جب که سیوا جي نے قلعه کي بلندي سے اشاره کیا تو فوج اوسکي
مسلمانوں پر ٹوٹ پڑي جو حریف کي دغابازي سے غافل اور اپنے سامانوں
سے کاهل پڑے تھے چنانچه اونکو ایسي حالت میں بھگایا که وه لوگ
اوس فوج کا مقابله نکرسکے جوں هي که ماه اکتوبر سنه ۱۶۵۹ع میں
فتح حاصل ھوئي تو سیوا جي نے بھگوڑوں کي جان بخشي کا حکم جا
کیا عرض که بهت سے آدمی جو جنگلوں میں بهت دنوں تک خ
خسته پھرتے تھے پکڑے آئے اور سارے گرفتاروں سے آدمیت برتی گئي
منجمله اونکے مرهٹے سیوا جي کي ملازمت میں داخل ھوئے اور جو
ایک مرهٹے سردار نے اپني ولي نعمت کي وفاداري نچھوڑي اور
حرامي کا دهبا نه اوٹھایا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا گیا
سیوا جي نے اپني دوڑ دھوپ کے زمانه میں خمیه خزانوں کے لیئے
کو تکلیفیں پهونچائیں مگر کوئي کام اوس نے بیفائده نهیں کیا اور
کسي کو اذیت نهیں پهونچائي *

چست و چالاک آدمي تھا زبان سے قول قرار کرتا رھا اور سواروں کے بھیجنے کو بہت صاف اوڑا گیا *

بعد اوس کے بیجا پور پر پھر چھاپے مارنے اور دھاوے کرنے لگا جہاں کا والي مرگیا تھا اور صغیر سن بیٹا اوس کا جانشین اوس کا ھوا تھا یہاں تک کہ ریاست کے نائیبوں نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب اگر اوس کي لوٹ مار سے غفلت برتي جاوے گي تو انجام اسکا اچھا نھوگا ایک بڑي فوج اوس کے مقابلہ کو روانہ کي اِس بڑي فوج کا سردار افضل خاں تھا جو مسلمان سرداروں کے معمولي غرور و نخوت کے علاوہ سیواجي اپني طرف مقابل کو نہایت حقیر و ناچیز سمجھتا تھا مگر حریف اوس کا یعني سیواجي اوس کے غرور تکبر سے فائدہ اوتھانے کي تدبیر اچھي طرح جانتا تھا چنانچہ اُس نے بظاھر یہہ جتایا کہ افضل خاں کا رعب داب اُسپر بیٹھا اور وہ اُس کے مقابلہ سے بالکل مایوس ھی اور بعد اُس کے بڑي زارنالي سے اطاعت کي درخواست افضل خاں کے پاس روانہ کي افضل خاں نے ایک معتمد برھمن کو خط خطوط کے لکھنے پڑھنے میں نائب اپنا ٹھرایا مگر سیوا جي نے اُس برھمن کو دے دلا کر یار اپنا بنایا اور اُس کے ذریعہ سے افضل خاں کو بکمال آساني یہہ جتایا گیا کہ سیواجي نہایت حیران و پریشان اورقبول اطاعت پر آمادہ ومجبور ھی مگر نکر اُسکو یہہ ھے کہ دیکھیئے انجام اُس کا کیا ھوتا ھی اور اسي اندیشہ سے ابتک روکا ھوا بیٹھا ھی خط کتابت کے زمانہ میں افضل خاں پیچیدہ جنگلوں اور ناھموار وادیوں سے گذر کر پرتاب گڈہ کے قرب و جوار میں پہونچا جہاں سیوا جي رھتا تھا اور سیواجي نے یہہ درخواست اپني پیش کي کہ اگر خانصاحب میرے خوفوں اور اندیشوں پر ترس کھاویں تو بذات خود تشریف لاویں تاکہ وہ اپني زبان مبارک سے میري اطمینان فرماویں غرض کہ افضل خاں اپني فوج سے روانہ ھوا اور تھوڑے سے محافظوں کو ساتھہ اپنے لیا یہانتک کہ سمجھانے بوجھانے سے سب کو رخصت کیا اور ایک ھمراھي پر قناعت

ـس که وه راجه شریک آسکا ہوا تو آسکو کسی حکمت سے قتل کرایا
ر اسکے مارے جانے سے جو هیبت دلوں پر بیٹھی آس سے یہه فایده
تهایا که آسنے اس کے ملک پر قبضه کیا بعد اوس زور ظلم کے کئی
پهاری قلعوں کو چهینا چهپتا اور کئی قلعے نئے بنائے اور اپنی حکومت
کو اون دنوں تک چوا چکلا کرتارها که شاهزاده اورنگ زیب سنه
۱۶۵۵ع میں دکن کو روانه کیا گیا پهلے پهلے سیواجی نے اورنگ زیب کو
ملازم سلطنت سمجهه کر اوسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے مقبوضه
ممالک کو بدرجه اُس کے بادشاهی سند سے مستحکم کیا مگر جوں هی
که اوسنے شاهزاده ممدوح کو گولکنده کی لڑائی میں جی جاں سے
مصروف پایا اور اوس کی مصروفی کی طوالت بهت دنوں تک تصور
کی تو بقول اوسکے شعر* اب جو باهم رقیب لڑتے هیں * یہه بهی
اپنے نصیب لڑتے هیں * لڑنےوالوں کے نقصانوں سے فایده اوٹهانا چاها
چنانچه اوس نے پهلے تو مغلوں کے ملک پر حمله کیا یعنی شهر جنیر
پر چهاپا مارا اور بهت سی غنیمت لوٹ کرلے گیا بعد اوس کے احمد نگر
کا اراده کیا مگر وهاں بڑی ناکامی نصیب هوئی اور اورنگ زیب کی
فتوحات کے جلد جلد واقع هونے سے اوس کی امیدیں پهلنے پهولنے
نه پائیں بلکه جب اورنگ زیب بیجاپور کی مهم میں سرگرم و آماده تـ
تو اوس نے بیجا حملوں کا عذر اوس سے چاها اور بهت سی منتـ
سے پیش آیا بعد اوس کے شاهجهاں کی بیماری میں اورنگ زیب
کیا اور سیواجی نے جاں نثاری اور خدمتگاری کا اقرار ایک شر
کیا که مغلوں کے ممالک مقبوضه میں جو جو استحقاق اوس کے تـ
هیں اوپر توجهه فرمائی جاوے چنانچه اورنگ زیب نے قصور
اس شرط پر معاف کیا که وه اپنے سواروں کا گروه اوس کی
میں داخل کرے باقی استحقاقوں کی تحقیقات کو آینده پر
رکهے مگر سیواجی که اورنگ زیب کی مانند ایک دغاباز حیله

حکم اوسکو سنایا گیا کہ اگر اِس قدر عرصہ میں تیرا بیتا مطیع اِس سرکار کا نہوگا تو جیل خانہ کا دروازہ تیغہ کیا جاویگا اور تو اُسمیں بہوکا پیاسا مرجاویگا یہہ خبر سیواجی کو پہونچی اور وہ نہایت پریشان ہوا مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اُسنے یہہ مقرر کیا کہ ایسے دغابازوں کی اطاعت میں خیرو سلامتی کی توقع نہیں چنانچہ اُسنے والی بیجا پور کی اطاعت سے سرتابی قایم رکھی اور شاہجہاں کی ملازمت چاہی جسکے ممالک مقبوضہ کی تاخت تاراج سے بنظر احتیاط و عاقبت اندیشی کے گریز اُسنے کی تہی شاہجہاں نے درخواست اُس کی منظور کی اور پانچہزاری کا منصب عنایت فرمایا اور غالب یہہ ہی کہ شاہجہاں کی سعی و سفارش سے ساہجی کی رہائی ہوئی بعد اس کے کہ چار برس کی قید اُسنے کاتی اِس چاربرس میں لوگوں کا امن چین اسلیئے بحال رہا کہ سیواجی کو باپ کی فکر لگی ہوئی تہی اور ملک کی لوت کہسوت میں ساہجی کی ایذا رسانی متصور تہی اور بیجاپور والی اِس خیال سے چپ چاپ بیتہے رہے کہ اُن کو مغلوں کی فوج کی طرف سے یہہ کہتکا تہا کہ سیواجی اُن کو نہ چڑہالاوے بعد اُس کے جب کارناتا میں بے انتظامی نے دست اندازی شروع کی تو سرکار بیجاپور کے قانون قاعدوں کی نظر سے ساہجی کا وہاں جانا ضروری سمجہا گیا یعنی ساہجی کی جاگیر واقع کرناتا پر مفسدوں نے قبضہ کیا تہا اور بڑا بیتا اُسکا مارا گیا تہا اور پاس پروس میں ہتیار بندی ہوگئی اور بیجاپور کے افسروں کو اخراج کی دہمکیاں سنائی گئیں *

جوں ہی کہ ساہجی قید سے چہوتا اور سرکار بیجا پور کرناتا کی مہم پر مصروف ہوئی تو سیواجی نے اپنے جاہ و جلال کے بڑہانے کی تدبیروں کو بڑی آب و تاب سے دوبارہ برتا چنانچہ اُسنے اُس ہندو راجہ کو شریک بغاوت کرنا چاہا جو گہاتوں سے لیکر دریاے کشنا کے بالائی حصوں تک سارے پہاڑی ملکوں واقع جنوب پونہ کا حاکم تہا اور

...ب و مصارف کو اپنی مفتوحہ ممالک میں اُس نے بحال کیا جنکو
...پور والی بادشاہ نے ضبط کیا تھا علاوہ اُس کے ساری پرانی رسموں
...ارگی بخشی اِس لیئے کہ اُس کی طبعیت نے هندوانہ تعصبوں سے
...بیت پائی تھی اور شاید کہ اُس کی طبیعت جیسے دین و مذھب کی
...ایتوں میں پہلے پہل پوری پکی تھی ویسی ھی قومی پاس و لحاظ
...س بھی بحتہ اور کامل تھی حاصل یہہ کہ ایسی طبعیت پر معدول
...ونے سے مسلمانوں اور اُن کے رسم و رواج سے سخت نفرت اور هندوؤں
...ور اُن کے طور طریقوں سے بڑی رغبت رکھتا تھا اور روز روز اُس کو ترقی
...رورانوں تھی اور یہہ مزاج اُس کا تدبر ملکی سے ایسا راس آیا تھا
...کہ اوسنے حقی ستی بھگتوں کی صورت بنائی اور اوتاروں کی کرامتوں اور
دیوتوں کی عنایتوں کا دعوی کیا یعنی اوتاروں کی کرامتیں رکھتا ہوں
اور دیوتے مجھہ پر مہربان ھیں *

جب کہ بیجاپور کی سرکار آخر کار اوس کے ارادوں پر پے لیگئی تو
باوجعب اِس کے اِس غلط فہمی میں مبتلا ہوئی کہ اپنے باپ ساھجی کے
سکھانے بہکانے سے یہہ دھوم اوسنے مچائی ھی اور اپنی ناراضمندي کو
یہاں تک چڑہائی رکھا کہ ساھجی کی گرفتاري کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ
سنہ ۱۶۴۹ ع میں ایک دوستانہ دعوت کی بدولت جسکو گورپارہ کے
کسی خاندانی افسر نے ساھجی کے لیئے منعقد کیا تھا اور سواجی
نے انتقام اوس دغابازي کا اوس دغاباز افسر سے خوب دل کھولکر § لیا
ساھجي گرفتار ہوا اور جب کہ ساھجی نے یہہ عذر اپنا پیش کیا کہ
وہ بیٹے کی بے ادائیوں اور گستاخیوں میں شریک و شامل نہیں تو قول
اوسکا باطل سمجھا گیا اور اوس ھنگامہ کے فرو کرنیکے لیئے معقول مہلت
اوسکو دیگئی اور جب کہ ساھجی کی دوڑ دھوپ سے کام نہ نکلا اور دھ...
دغام اوسکے بیٹے کی فرو ہوئی تو وہ ناکردہ گناہ مقید کیا گیا اور...

§ گریہہ ...ٹ ...تدر صاحب

دارالسلطنت کي عمدہ عمدہ عمارتوں کے بنانے میں نہایت مشغوف تھا
کسي قسم کي ممانعت و مزاحمت پیش نہوئي ‡ *
مگر اب وہ وقت آ پہونچا کہ سیواجي کے ارادوں کا کسي اوت آڑ
کے پیچھے پوشیدہ رهنا اوسکے حق میں مفید نتھا چنانچہ وہ بے تکلف
کھل کھیلا اور کھلم کھلا نشان اوسکي بغاوت کا یہہ تھا کہ اوسنے بادشاهي
خزانہ کي کرانچیوں کو خاص کنکان میں لوت کھسوت کر برابر کیا اور
پہلے اِس سے کہ بیجا پور کا دربار اِس زور زبردستي سے سنبھلکر کچھہ
تدبیر اوسکي نکالے اِس پرچہ سے مطلع هوا کہ بڑے بڑے پانچ پہاڑي
گھاتوں کے قلعوں پر سیواجي نے قبضہ کیا بعد اوسکے تھوڑي مدت
گذرنے پر سیواجي کے برهمن افسر نے کنکان کي شمالي جانب کے
مسلمان حاکم پر چھاپا مارا اور اُس کو مقید کیا اور اُس افسر کي
دارالریاست کالیان پر قبضہ کرکے سارے صوبہ کو دبابیٹھا . اور اُس کے
حاکم کواسبات پر مجبور کیا کہ سارے . قلعوں کے حوالہ کرنیکا حکم جاري
کرے سیواجي اِس کامیابي سے باغ باغ هوا اور جب وہ قیدي اُس کے
پاس آیا تو اُس نے بہت اهلیت برتي اور بڑي عزت سے اُسکو رخصت
کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۴۸ ع میں واقع هوا بعد اُس کے هندوؤں کے

---

‡ سیواجي کا قبض و تصرف بطور مفصلہ ذیل اُس خطہ پر قایم هوا جو چاکن
اور دریاے نرا کے بیچ میں واقع هی اور جبکہ هم پہلے سیواجي کي حکومت جمانے
کے طوروں کو ایسی شیر حیلہ باز کے داؤ گھاتوں کي مانند تصور کریں جو اپنے پہاڑ
کي گھاتیوں میں شکار کي تاک جھانک میں الگ چھپ کر بیٹھے اور قابو کے وقت
اُسکو دباکر نچھوڑے تو وہ دقتیں جو اُس کے ابتداے ترقي کے دریافت میں پیش آتي
هیں . اور وہ حیرت جو اُسکے بہت جلد بڑھنے چڑھنے میں دامنگیر هوتي هی
بے تکلف رفع هوجاتي هی اس لیئے کہ اب اُسکي ترقي اِس نوبت کو پہونچي تھي
کہ لوگوں کو اُسکي اصل و حقیقت کي تحقیق و تفحص پر توجہہ هوئي اور زیادہ تر
متخفي رهنا اُسکا ممکن نہ تھا اور واضح هوکہ یہہ بیان اُس دلچسپ اور صاف بیان
کا خلاصہ هی جسکو گرینٹ ڈف صاحب نے سیواجي کے حالات میں قلمبند کیا

آس کي شکایت لکھي ساهجي نے عذر اپنا پیش کیا اور سمواجي
اپنے بیتے اور داداجي اپنے کارندہ کو سخت ممانعت لکھي کہ وہ
بیجاپور کے علاقہ میں زیادہ دست اندازي نکریں چنانچہ داداجي نے
سیواجي کو بہت سمجھایا اور آس کے باپ کي تاکیدوں کي تعمیل آس سے
چاهي بعد آس کے داداجي مرگیا اور سمواجي روک ٹوک سے آزاد هوگیا
اور جب کہ کوئي شخص آس کا مانع مزاحم نرها تو اُس نے اپنے ارادونکو
بڑي دهوم دهام سے ترقي بخشي یہاں تک کہ جاگیر کا محاصل باپ کو بهي
ندیا اور منجملہ چاکن اور سوپا دو قلعوں کے جو آس کي جاگیر میں
واقع تھے اور آس کے باپ کے مطیع افسر آنپر قابض و متصرف تھے
چاکن کو اُس کے حاکم سے مل ملاکر لیا اور سوپا پر چھاپہ مارا اور
آس پر تصرف کیا اور جب کہ اپنے باپ کي جاگیر کا مالک هوگیا
تو بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کیا چنانچہ آس نے آس مسلمان حاکم
کو جو والي بیجاپور کي جانب سے سنگر یاگندانہ کے پہاڑي قلعہ واقع
متصل پونہ کا حاکم تھا کچھہ دے دلاکر اِسمات پر مایل کیا کہ وہ قلعہ
کو آس کے حوالہ کرے اور جب کہ دو برهمن زادے حقیقي بھائي
اُسي کے دوست سنگر سے زیادہ مضبوط قلعہ پرندر کي بابت آپس میں
لڑجھگڑ رهے تھے تو آپس کے بیچ بچاؤ کے لیئے وہ آن کے بیچ میں پڑ
اور ماوالیوں کے ایک گروہ کو آس میں داخل کیا اور سنہ ۱۶۴۷ ع † میں
دغابازي سے آپ آس پر قابض متصرف هوگیا *

جب کہ سیواجي کو بہہ کامیابیاں ایسي طرح نصیب هوئیں
[illegible] نہ پہونچي اور پاس پروس کے امن چین میں ک
[illegible] ندیا تو والي بیجاپور کي جانب سے اُسي جو
[illegible] کشمکش میں جي جان سے مصروف

[illegible]

سے پہلے ہی سے آشنا تہا گہاٹوں کے سلسلہ کے اُن حصوں میں جو شمال پونہ کی جانب واقع ہیں بھیل اور کولی اور اُس کی جنوبی جانب میں راموسی قوم بستی تہی مگر پونہ کے عین مغرب میں مرہٹے رہتے تہے جو اُس اُجاڑ کی سختیاں اُٹہاتے تہے اور جن گہاٹیوں میں وہ رہتے تہے اُن کے نام کی وجہہ سے ماوالی کہلاتے تہے غرض کہ سیواجی نے پہلے پہلے ماوالیوں میں سے منتخب کرکے رفیق اپنے بنائے اور اپنی تیز فہمی اور ہوشیاری کی بدولت اُن لوگوں کو چہوٹے چہوٹے کاموں کی مصروفی سے نکالکر بڑے بڑے کاموں کی مشغولی میں ڈالا *

اکثر وقت اُن پہاڑی قلعوں سے غفلت برتی جاتی تہی جو سرکار بیجاپور سے علاقہ رکہتے تہے یعنی سرکار بیجاپور اُنکی خبر گیری نہوتی تہی اور اسلیئے کہ وہ قلعے دارالحکومت سے دور اور بجائے خود بیماریوں کے گہر تہے تو گاہ گاہ ایک مسلمان افسر تہوڑے سے کم تنخواہ سپاہیوں سمیت اُن میں چہوڑا جاتا تہا اور کبہی کبہی پاس پروس کے دیس مکہوں کے تحت و تصرف میں چہوڑے جاتے تہے جو اُن کے قرب و جوار میں مال کا کام کرتے تہے یا ٹہیکہ لیکے اور افسران مال کو سپرد کیئے جاتے تہے اور منجملہ اُن قلعوں کے جو دیس مکہوں کے قبض و تصرف میں داخل تہے تورنا کا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اور پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل کے فاصلہ پر واقع تہا سیواجی نے سنہ ۱۶۴۶ع میں کسی حکمت سے اِس قلعہ پر قبضہ کیا † اور تحریر و حجت اور روپے پیسے کے ذریعہ سے سرکار بیجاپور کو اسبات کا یقین دلادیا کہ دیس مکہوں کے قبض و تصرف کی نسبت اُس کے قبض و دخل میں وہ حصار پایدار اچہی طرح رہیگا مگر جب کہ بعد اُس کے پاس کے ایک قلعہ کو کہائی خندق اور برج بارہ یعنی لڑائیوں کے سامانوں سے مضبوط و مستحکم کیا تو سرکار بیجاپور اُس پر متوجہہ ہوئی اور اُسکے باپ

---

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۹

کو ساتہہ اپنے لیے ہوئے آیا تہا اور اُن دنوں عمر اُسکي پانچ برس کي تہي حسب اتفاق ایسے موقع پر جو ہسنے بولنے کا مقام و موقع تہا جادو راؤ نے ساہجي اوراپني سہ سالي بیٹي کو دونوں زانوؤں پر بٹہا کر ہنسي سے یہہ بات کہي کہ یہہ کیا عمدہ جوڑا ہی اور یہہ دونوں بالک بیوہنے بنانے کے قابل ہیں جادو راؤ کے کہنے پر مالوجي بول اُٹہا کہ سب صاحب گواہ رہیں کہ میرے بیٹے کا رشتہ جادو راؤ کي بیٹي سے ہو گیا جادو راؤ اُسکے بولنے سے اچنبہے میں رہا اور اپنے خاندان کے فخر و عزت کے باعث سے اُس کے بڑے بول سے نہایت ناراض ہوا یہاں تک کہ باہم بد مزگي ہوگئي مگر اُس زمانہ میں مالوجي کا ستارہ عروج پہر تہا چنانچہ اُس نے بہت سا روپیہ کمایا اور روز بروز اپنے لوگوں کو بڑہایا یہاں تک کہ احمدنگر کي ریاست میں پنج ہزاري کے منصب رسالہ داري پر سرفراز ہوا اور ایسي بڑي جاگیر اُس نے حاصل کي جس کا بڑا مقام پونا تہا اور اب بہي اُس سگائي کا دعوی کرتا رہا مگر فی الحال اُسکي جاہ و حشمت کي نظر سے وہ دعوی بیجا نہ سمجہا گیا چنانچہ آخرکار جادو راؤ اُسپر راضي ہوا یعنے اُن کے سنجوگ نے زور کیا اور دستور و قاعدہ کے موافق دونوں کي شادي ہو گئي یہہ بیاہ ایسا پہلا پہولا کہ ایک پہل اُس کا وہ سیواجي تہا جو ماہ مئي سنہ ۱۶۲۷ع میں پیدا ہوا اور مرہٹوں کي حکومت کي بنیاد اُسنے ڈالي *

ساہجي بوسلا کا حال اس تاریخ میں پہلے بیان ہو چکا کہ وہ سردار احمد نگر کے پچہلے واقعوں یعنے سنہ ۱۶۳۶ع کے قصے قضایوں میں بڑا سرگرم اور آمادہ رہا اور بعد اُسکے بیجاپور کي سرکار میں ملازم ہوا اور جب کہ شاہجہاں اور والي بیجاپور نے احمدنگر کے ضلع کو باہم منقسم کیا تو وہ جاگیر جو ساہجي کے قبض و تصرف میں چلي آتي تہي اور حسب قسمت بیجاپور کے حصہ میں آئي تہي جوں کي توں قایم رکہي گئي یہاں تک کہ بیجاپور والوں کي جانب سے جنوبي ملکوں کو فتح کرتا

رہا اور ملک میسور میں ایسی بڑی جاگیر اسے حاصل کی جسمیں
سدرا اور بنگلور بڑے بڑے شہربھی داخل تھے *
مرہٹوں کے سردار ناخواندہ ہوتے تھے اور کاروبار انکا وہ برھمن کرتے
تھے جو مسلمانوں کی عہد حکومت میں بھی بہت سے لوگ انکے کام کے
عہدوں پر معین تھے اور کارگداروں کا بڑا فرقہ برھمنوں ھی کا تھا غرض
کہ انہیں لوگوں میں سے دادا جی کنڈو نامی ایک برھمن کو اپنی جاگیر
واقع پونہ پر ساھجی نے معین کیا اور دوسرے بیٹے سیواجی کی
خبرگیری کا بوجھہ بھار اسکے سر پر رکھا اور بڑے بیٹے کو ساتھہ اپنے
میسور کو لے گیا گدرو مرہٹوں کی تعلیم و تربیت کا یہہ طریقہ
ھی کہ وہ شہسواری اور شکار ماری اور علاوہ اس کے اور سپاھیانہ
ریاضتیں سیکھا کرتے ھیں اور جوکہ پونہ ایسی جگہہ واقع ھی کہ وھاں
میدان اور پہاڑی ملک آپس میں ملتے ھیں تو سیوا جی کے بڑے رونق
ایسے لوگ اتفاق سے ہوئی جو اس کے باپ کے سواروں میں ہوتی تھے
یا گھاٹوں کے پاس پروس کے ڈاکو لٹیرے تھے غرض کہ اسکے ہمراہی برے
حمائش اور نہایت مضبوط آدمی تھے چنانچہ اسے لوگونکی ہمراھی سے
بڑے برے کاموں کا عشق اس کی طبیعت میں پیدا ہوا اور وہ عشق ان
ملکی راگوں یعنی ساکھوں کے سننے سے دو چند ہوگیا جن میں سورما
لوگوں کی کہانیاں گائی جاتی ھیں غرض کہ وہ انت کا بڑکا جب سولہ
برس کو پہونچا تو دادا جی کے قابو سے نکل گیا او دادا جی نے جاگیر
کے اہتمام انصرام میں شریک اسکو گردانا اگرچہ رنگ ڈھنگ اس کے
دلکشی دلپذیری کے باعث سے عام پسند اور عام فریب تھے مگر لوگ
ابھی سے اس کی نسبت یہہ شک شبہہ کرنے لگے تھے کہ وہ بھی ان
ڈاکوں میں شریک و شامل ھی جوکنکان پر کبھی پڑتے تھے حاصل یہہ
کہ لوٹ مار کے کاموں اور سیر شکار کے سیاحوں کے باعث سے گھاٹوں کی
ساری گھاٹیوں سے بتدریج واقف ہوگیا علاوہ اس کے انکے جنگلی باشندوں

آن کے تھنک جسم آن کے مضبوط اور دد آن کے کوتاہ اور جو بند آن کے
ثہاک ہیں اگرچہ نہایت خوبصورت نہیں اور تمام قوم اُن کی جفاکش اور
مستقل اور چابک چالاک پائی جاتی ہی اگرچہ راجپوتوں کی شان و متانت
اور شستگی درائی سے خالی نہیں مگر ویسے کاہل اور دنیا کی مادوں سے
عاقل نہیں راجپوتوں کا یہہ حال ہی کہ جب تک اُن کی قوم کی بیعزتی
نہیں ہوتی تب تک وہ لوگ اُس لڑائی کے بدنتوں سے بے پروا نہیں ہوتے
ہیں جسمیں وہ شریک و شامل ہوتے ہیں مگر مرہٹوں کا یہہ ہمیشہ ہی کہ
منتہے کے سوا کوئی بات آن کے دیہان میں نہیں اتی یہاں تک کہ اگر کام
آن کا درے نہلے کسیے ہی درجہ سے حاصل ہووے تو وہ اُس کی بھلائی
برائی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے کام سے کام رکہتے ہیں عرض کہ حصول
مقصود میں دھن و طبیعت سے کام لیتے ہیں اور عیش و عشرت کو
چھوڑ کر جان جوکھوں پر پڑتے ہیں او عرب کی بات پر جان کھوتا تو
درکنار اپنی عرض کسی طرح نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ راجپوتوں اور
مرہٹوں کی ظاہری شکل و شمائل ؛ اُس درونی اختلاف دلی کا اثر
واضح و لائح ہی چنانچہ دو درجہ کے راجپوتوں کے چال چلن میں
کوئی نہ کوئی بات اچھی ہوتی ہی او اعلی درجہ کے مرہٹوں کے طور
طریقوں میں کچھہ نہ کچھہ ناشایستگی پائی جاتی ہے اور اسقدر فرق و تفاوت
ہی کہ اگر یہہ دونوں کسی کے دشمن ہوجاویں تو راجپوت ہارا دشمن تصور
کیا جاویگا اور مرہٹا ناخدا ترس اور ہیبت ناک اس لئے سمجھا جاویگا
کہ مرہٹے دلیری دلاوری سے کہیں نہیں چوکتے جب کہ بدون اس کے کام
آن کا نہیں چلتا بلکہ دلیری دلاوری کی اعانت کے لئے گویا خود آن کی
جبلت و فطرت اور چستی چالاکی سے ہمیشہ کام لیتے ہیں یہہ اوصاف
نیک سوئی لوگوں سے خصوصاً نسبت کیئے جاتے ہیں جو ایسے نرے
... اور آن سے زیادہ ناکارہ کاموں کے ساتھہ موصوف ہیں اس لیئے
... سمجھے جاتے ہیں سنجیدہ فہمیدہ اور جفا کش اور کفایت شعار

دریاے گوداوری کے بلند طبقہ کے درمیان میں حد فاصل واقع ہوا اور تبتی کا طبقہ خاندیس اور برار کے زرخیز میدانوں سے مرکب ہی جنکی علحدگی گجرات سے پگلاند کے جنگلی خطہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے یہہ طبقہ بہت سی باتوں میں بلند طبقہ سے مختلف ہی اور جسکو زیادہ تر خصوصیات ملک مرہٹہ کی حیثیت سے مرہٹوں کا ملک کہنا چاہیئے تمام گھات اور اس کے قرب و جوار کے پہاڑوں کا اختتام اکثر ایسی چوٹیوں پر ہوتا ہی جو سپاٹ پتھر کی دھاریں ہیں اور اسکے بڑے بڑے اونچے اونچے مقام اور قلب پہاڑیوں کے متفرق حصے قدرتی قلعہ معلوم ہوتے ہیں جنکے قبض و تصرف کے لیئے وہاں چڑھنے میں ہموار سطح تک صرف محنت اوتھانی پڑتی ہی جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر عموماً پائی جاتی ہی مختلف زمانوں میں مختلف بادشاہوں نے ان مقاموں سے فائدے اوٹھائے چنانچہ انہوں نے سیڑھیاں بنائیں یا پیچدار راہیں نکالیں اور ان راہوں میں جگہہ جگہہ دروازے لگائے اور دروازوں کے لگانے سے ان کو مضبوط و مستحکم کیا اور ہموار سطح کے قرب و جوار کے مقاموں پر قبض و قابو رکھنے کی غرض سے برج اور بارے بنائے غرضکہ بطور مذکور ان بادشاہوں نے گھاٹوں اور انکی شاخوں کے پاس پروس کے ملکوں کو ایسے ایسے قلعوں سے مضبوط و مستحکم کیا جو اکثر لوگوں کی آمد و رفت سے رسائی کے قابل اور سہل الوصول ہوگئے ورنہ رسائی کے قابل سمجھے نجاتے *

مرہٹوں کی قوم کا بیان

اگرچہ مرہٹوں کا بیان ایسی طرح کبھی نہیں مذکور ہوا جیسے کسی قوم کی تاریخ لکھی پڑھی جاتی ہی مگر ان لوگوں کی خوے و خصلت ایسی معزز و ممتاز تھی کہ گویا ان لوگوں میں ہمیشہ سے جمہوری سلطنت قایم رہی ہی اور اگرچہ خاص هندوستان کے کمترین لوگوں سے کنارے اور تلنگانہ والوں اپنے جنوبی همسایوں کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں مگر منجملہ ان دونوں قوموں کے کسی کے ساتھہ انکو اختلاط اور امتزاج نہیں بلکہ بجاے خود مستقل سمجھے جاتے ہیں *

بوجوہ کے لایق نہیں ؛ اس حصہ کے ٹیکروں کي چوٹیاں درختوں سے
خالي هیں مگر چاروں طرف انکے بڑے بڑے درخت گھنے گھنے کھڑے هیں
اور بیچ کے جنگلوں سے پھیلتے پھیلتے جا ملتے هیں جہاں چھوٹے چھوٹے
درختوں کا زور و شور اور بیلوں کي دھوم دھام هی اور یہہ بڑا جنگل
مشرق کي طرف کو بلند زمین کے اوس خطے پر پھیلتا ہوا گیا هی جو
قریب اسکے واقع هی اور اس میں اونچي اونچي گھاٹیاں اور گہري گہري
کھوئیں پائي جاتي هیں جو جنگلي جانوروں کے بسنے رہنے کے قابل
هیں جنسے یہہ سلسلہ بھرپور هے پندرہ بیس میل ان ٹیکروں سے گذرکر
وہ تنگ گھاٹیاں کشادہ اور زرخیز هو جاتي هیں یہاں تک کہ کھلے
میدان آ جاتے هیں جو مشرق کي جانب کو پھیلتے چلے جاتے هیں اور
وہاں کھیتي هوتي هی مگر درختوں کا نام و نشان نہیں اور کہیں کہیں
شاذ و نادر ایک چھوٹے سے پہاڑ کا سلسلہ اس کو کاٹتا ہوا گذرتا هی گھاٹوں
کے بڑے سلسلہ پر برسات کے موسم میں جنوبي مغربي هوا کا بڑا زور شور
رهتا هی مگر گھاٹوں کي مزاحمت سے میدانوں میں پہونچنے تک زور
اس کا بہت کم هو جاتا هی اور گھاٹوں کے اونچے اونچے مقاموں میں
کئي کئي مہینے تک بادلوں کے دل کے دل چلتے پھرتے رہتے هیں اور هوا کي
[illegible] بارش کي دھوم دھام رهتي هیں اگرچہ اوپر کے خطوں سے [illegible]
[illegible] مگر [illegible] کا یہہ حال هوتا هی کہ سارے برس گیلا سیلا
[illegible] رهتا هی اور منجملہ ان پست شاخوں کے جو ان
[illegible] مشرق کي جانب کو چلي جاتي هیں سب سے بڑي وہ
[illegible] چاندیر کے نام سے مشہور و معروف هی اور یہہ نام
[illegible] سے شہرہ آفاق هوا جو اسکي چوٹیوں پر منجملہ
[illegible] سلسلہ دریاے تپتي کے پست طبقہ اور

[illegible] مذکور هی کہ کسي زمانہ میں سمندر گھاٹوں
[illegible] کي تواسد سے معفوظ رہا تھا

جو ایسے پہاڑوں کے سلسلہ میں واقع ہی کہ وہ نربدہ کے سراسر جنوب
اور بندیا چل پہاڑوں کے موازات میں پھیلے ہوئے ہیں اور نیز وہ ملک
ایسے خط کے محاذات میں پڑا ہی جو مقام گویا واقع ساحل دریاے شور سے
بیدر پر گزر کر دریاے وادہ تک چاندا پر گزر جاتا ہی اور اُس ملک کی حد
مشرقی پر دریاے مذکور اور اُسکے حد مغربی پر سمندر واقع ہی اس ملک
کی علامتونسے عمدہ علامت کوہ سیاوری کا سلسلہ ہی جس کو گھاٹ
بولتے ہیں اور وہ دریاے شور سے تیس چالیس میل ادھر مغرب
کی جانب کو پھیلتا چلا گیا ہی اور یہہ سلسلہ سمندر کی سطح سے تین
ہزار فٹ سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک بلند ہی مگر اپنی خصوصیات کی
وجہہ اور اُن ضلعوں کے اختلاف کے باعث سے جنمیں یہہ حد فاصل کے
طور پر واقع ہوا ہی شہرہ آفاق ہو گیا باقی مغرب کی جانب میں کہیں
کہیں اس سلسلہ کی بلندی سمندر کی سطح سے قریب واقع ہوئی
اور سمندر کی جانب سے یہہ ایسا قوی مانع ہی کہ اوسکی ممانعت
مزاحمت سے غنیم کا گذار اُس ملک میں نہایت دشوار و مشکل ہے
مگر مشرق کی جانب میں ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار فٹ کی بلندی
پر چوڑا چکلا میدان ہوکر ڈھلتا ڈھلتا ملک مذکورالصدر سے باہر نکل گیا
یہاں تک کہ خلیج بنگالہ تک جا پہونچا *

اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان میں ایک خطہ واقع ہی جس کو
کانکن یا کنکان کہتے ہیں اور وہ اکثر جگہہ ناہموار اور ساحل دریاے شور
کی جانب چھوٹے چھوٹے قطع اسمیں واقع ہیں جنمیں چانول پیدا ہوتے
ہیں اور ملک مذکور کا باقی حصہ ٹیکروں اور جنگلوں کے باعث سے
جنمیں بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں اور قرب سمندر اور سیلابوں کی جہت
سے وہ زمینیں دلدلی اور کھڑیلی ہو جاتی ہیں اور مین گروو † اور علاوہ
اوسکے اور جھاڑ جھنکاڑ اُن میں پیدا ہوتے ہیں زراعت کے قابل اور

---

† ایک درخت کا نام ہی جو سمندر کے کناروں پر پیدا ہوتا ہی

که منجمله ان کے ایک گروہ اوس کے دوسرے بیتے معظم‌شاہ کو
جانشین اوس کا بنایا چاهتا تها اور دوسرا گروہ اوسکے تیسرے بیتے اکبر
شاہ کو اوسکي جگهہ بتهانے کا خواهاں تها مگر خاص اورنگ زیب کے
صبرو استقلال اور همت و متانت کے باعث سے یہہ شور فساد جرں کے
توں دبے دبائے رهے اور کسي بات نے ظهور نکیا چنانچہ بیماري کے
پانچویں دن باوجود اِس کے کہ موت کے پنجہ سے ابهي پورا پورا چهوٹا
نہ تها اورونکے سہارے بساط مرض پر تکرکر بیتها اور درباریوں کا مجرا لیا
بعد اُس کے کسي اور دن جبکہ وہ غش میں بیهوش پڑا تها اور گلي
کوچوں میں اُس کے مرنے کي هوائي اوڑ گئي تهي هوش کے آنے پر
دوتین امیروں کو بساط مرض کے حاشیہ پر بتهلایا اور باوصف اِس کے
کہ فالج کے مارے زبان اوسکي کهنے میں نہ تهي اپني همشیرہ روشن آرابیگم
کو کهلا بهیجا کہ "خاص مهر بادشاهي میرے پاس بهیجدے چنانچہ
جب وہ مهر آئي تو اوسکو اپنے قبضہ میں کیا اور ساري غرض یہہ تهي
کہ کوئي شخص استعمال اوسکا بلا حکم کرنے نہ پاوے حاصل یہہ کہ
بادشاہ کي اِس هوشیاري سے مفسدوں کي همتیں پست هوگئیں اور وہ
لوگ اوسکا خوف ادب کرنے لگے اور شفا کي صورت نظر آنے لگي † •

جوں هي کہ بادشاہ نے چهتي ستمبر سنہ ۱۶۶۳ ع کو تهوڑي
بهت شفا پائي تو کشمیر کو روانہ هوا جهاں اور ملکوں کي نسبت قوت
کا حاصل هونا زیادہ تر متوقع تها •

دکن کے فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ شمال کي جانب یعني صوبہ کشمیر میں آرام و راحت
[illegible] تها تو جنوب کي جانب یعني ملک دکن میں ایسے معاملے
[illegible] میں خیالات اس کے بهت جلد دوڑنے والے تهے •
[illegible] هوئي کہ مرهٹوں کي قوم ایسے ملک میں بستي هي

† [illegible] اِس بیماري کو خطرناک بیان کیا

راجه سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپني عمده عمده لياقتوں اور کارگذاريوں سے کام اسکو دينا پڑا اور جب که يهه مراد اس کي پوري نهوئي تو چهتي جنوري سنه ۱۶۶۳ع مطابق ششم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۷۳ هجري کو فوج اپني آشام سے لوٹائي اور اب تک ڈهاکه ميں داخل نهوا تها که سفر کي ماندگي اور علاوه اس کے ايسي ايسي سخت تکليفوں کي مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاهيوں کے ساتهه اپنے بوڑهاپے ميں اوٹهايا تها اکتيسويں مارچ سنه اليه ع مطابق دوسري رمضان سنه اليه کو جهان فاني سے گذر گيا † اور بادشاه نے في‌الفور اس کے بيٹے محمد امين کو اُسي بڑے پايه پر سرفراز فرمايا جو اس کے باپ کو حاصل تها *

اگرچه اس قوي ملازم کے مرجانے سے هرطرح کے رشک و حسد اور هر قسم کے خوف و هراس سے بادشاه کو اطمينان حاصل هوئي مگر حال ميں اسکو مالک حقيقي کي جانب سے يهه سخت آگاهي دي گئي که اس حيات مستعار اور چندروزه حکومت پر جو آج تجکو حاصل هی بهروسا کرنا نچاهيئے تفصيل اس اجمال کي يهه هی که جلوس کي پانچويں سالگره کے بعد ايسي سخت بيماري اسکو لاحق هوئي که پهلے تو اسکي جان کے لالے پڑے اور نهايت نحيف و ضعيف هوگيا اور پهر ايسي بلا ميں مبتلا هوا که زبان اوس کي قابو ميں نرهي اور بول اوس کي زبان سے پورے پورے نه نکلے غرض که اس غير متوقع مصيبت کے واقع هونے سے اوسکي نئي حکومت کي جڑيں هل جل گئيں يعني جابجا يهه هوائياں اوڑيں که راجه جسونت سنگهه پوري پوري منزليں طی کرتا هوا شاهجهاں کے چهوڑانے کو اور مهابت خاں حاکم کابل بهي اس غرض سے چلا آتا هی چنانچه شاهجهاں کے حمايتي آپسميں بمقام دارالسلطنت سازشيں کرنے لگے اور اورنگ‌زيب کے خير خواه بهي ايسے دو فريق هوگئے

† خافي خاں برنير صاحب

س زمانه سے تھوڑي مدت پہلے بیکانیر کے راجه پر ایک فوج آ
انه کي تھي جو مقام دکن میں عین وقت و موقع پر آسکو چا
یا تھا اوراب بھي مطیع و محکوم آسکا تھا مگر آس راجه نے
مبر سنه ۱۶۶۱ع مطابق ربیع الثاني سنه ۱۰۷۲ هجري کو ۳۰م
دہار سے اطاعت اختیار کي تھي *

ملک آشام پر میر جمله کي چڑھائي اور بادشاه کي بیماري کا بیان

جب که میر جمله کي کامیابیوں سے صوبه بنگال میں دوباره امن چین
قایم هوا تو بادشاه نے آس قوي دست وزیر کو اور کسي دهندے میں لگانا چاها
چنانچه آس نے ملک آشام کي فتح پر آسکو متعین فرمایا جو دریاے
برہمپتر کے کنارے پر واقع اور هرے بھرے پہاڑوں سے محصور هے غرض که
میر جمله ڈهاکه سے برہمپتر پر پہونچا اور کوچ بہار کي چهوٹي ریاست کو
فتح کرکے آشام کے میدان کو روندا سوندا اور گهرگنگ آسکي دارالحکومت
پر قبضه کیا اور بارهویں مارچ سنه ۱۶۶۲ ع مطابق ششم شعبان سنه ۱۰۷۳
هجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضه کے ذریعه سے بادشاه کي خدمت
میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گهمنڈ سے یهه لکها که اب آگے کو حضور
کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راسته کشاده کیا جاویگا بعد آس
کے برسات کا موسم آگیا اور پاني کي مارمار سے وه میدان اسقدر پایاب
طوفان هوگیا که سوار آگے نه بڑهسکي اور چرکتے چارا نه لاسکے علاوه اس
کے آس ملک کے باشندے ادهر اودهر سے اکهٹے هوئے اور رسدوں کو لوٹنے
اور متفرق سپاهیوں کو جاسے مارنے لگے غرض که طرح طرح کي تکلیفیں
پهونچانے لگے بعد آسکے جب برسات نکل گئي تو لشکر میں بڑي مري
پهیلي اگرچه اس عرصه میں تازي مدد بهي آئي مگر میر جمله آن
تدبیروں سے ناکام رها جو آس نے سوچي سمجهي تهیں اور وه بڑا بول
آسکے آگے آیا بلکه بیمار ایسا که آسکو شکست کا دهبا نه لگی رهاب کے

راجہ سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپني عمدہ عمدہ لیاقتوں اور کارگذاریوں سے کام اسکو دینا پڑا اور جب کہ یہہ مراد اس کي پوري نہوئي تو چھٹي جنوري سنہ ۱۶۶۳ع مطابق ششم جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۷۳ ھجري کو فوج اپني آشام سے لوٹائي اور اب تک ڈھاکہ میں داخل نہوا تہا کہ سفر کي ماندگي اور علاوہ اس کے ایسي ایسي سخت تکلیفوں کي مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاہیوں کے ساتھہ اپنے پورشاہي میں اوتہایا تہا اکتیسویں مارچ سنہ الیہ ع مطابق دوسري رمضان سنہ الیہ کو جہان فاني سے گذر گیا † اور بادشاہ نے في‌الفور اس کے بیٹے محمد امین کو آسي بڑے پایہ پر سرفراز فرمایا جو اس کے باپ کو حاصل تہا *

اگرچہ اس قوي ملازم کے مرجانے سے ہر طرح کے رشک و حسد اور ہر قسم کے خوف و ہراس سے بادشاہ کو اطمینان حاصل ہوئي مگر حال میں اسکو مالک حقیقي کي جانب سے یہہ سخت آگاھي دي گئي کہ اس حیات مستعار اور چندروزہ حکومت پر جو آج تجکو حاصل ھی بہروسا کرنا نچاھیئے تفصیل اس اجمال کي یہہ ھی کہ جلوس کي پانچویں سالگرہ کے بعد ایسي سخت بیماري اسکو لاحق ہوئي کہ پہلے تو اسکي جان کے لالی پڑے اور نہایت نحیف و ضعیف ہوگیا اور پہر ایسي بلا میں مبتلا ہوا کہ زبان اوس کي قابو میں نرہي اور بول اوس کي زبان سے پورے پورے نہ نکلے غرض کہ اس غیر متوقع مصیبت کے واقع ہونے سے اوسکي نئي حکومت کي جڑیں ہل جل گئیں یعني جابجا یہہ ہوائیاں اوڑیں کہ راجہ جسونت سنگہہ پوري پوري منزلیں طی کرتا ہوا شاہجہاں کے چہوڑانے کو اور مہابت خاں حاکم کابل بہي اس غرض سے چلا آتا ھی چنانچہ شاہجہاں کے حمایتي آپسمیں بمقام دارالسلطنت سازشیں کرنے لگے اور اورنگ‌زیب کے خیر خواہ بہي ایسے دو فریق ہوگئے

---

† خافي خاں برنیر صاحب

اس زمانہ سے تھوڑي مدت پہلے بدکادیر کے راجہ پر ایک فوج اُس
راجہ کي تھي جو تمام دکن میں عین وقت و موقع پر اُسکو چھوڑکر
آیا تھا اور اب بھي مطیع و محکوم اُسکا تھا مگر اُس راجہ نے ماہ
[illegible] سنہ ١٦٦١ع مطابق ربیع الثاني سنہ ١٠٧٢ هجري کو مہم مذکور
[illegible] دار سے اطاعت اختیار کي تھي *

ملک آشام پر میر جملہ کي چڑھائي اور بادشاہ کي بیماري کا بیان

جب کہ میر جملہ کي کامیابیوں سے صوبہ بنگال میں دوبارہ امن چین
قایم ہوا تو بادشاہ نے اُس قوي دست وزیر کو اور کسي دھندے میں لگانا چاہا
چنانچہ اُس نے ملک آشام کي فتح پر اُسکو متعین فرمایا جو دریا
برہمپتر کے کنارے پر واقع اور بڑے بڑے پہاڑوں سے محصور ھی غرض
میر جملہ ڈھاکہ سے برہمپتر پر پہونچا اور کوچ بہار کي چھوٹي ریاست
فتح کرکے آشام کے میدان کو زیر و زبر کیا اور گڑگانگ آسکي دارالحکومہ
پر قبضہ کیا اور پانچویں مارچ سنہ ١٦٦٢ع مطابق ششم شعبان سنہ ١٠٧٣
هجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضہ کے ذریعہ سے بادشاہ کي خدمت
میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گھمنڈ سے یہ لکھا کہ اب آگے کو حضور
کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راستہ کشادہ کیا جاویگا بعد اُس
کے برسات کا موسم آیا اور بارش کي مار مار سے وہ میدان [illegible]
طغیاني ہوگیا کہ سوار آگے نہ بڑھسکے اور چرکے چارا نہ ملسکے علاوہ اس
کے اُس ملک کے باشندے ادھر اودھر سے اکٹھے ہوئے اور رسدوں کو لوٹنے
اور متفرق سپاہیوں کو چن چن مارنے لگے غرض کہ طرح طرح کي تکلیفیں
پہونچانے لگے بعد اُسکے جب برسات ختم ہوگئي تو لشکر میں بڑي مري
پھیلي اگرچہ اس عرصہ میں [illegible] [illegible] آئي میر جملہ آ[illegible]
[illegible] سے [illegible] [illegible] نے سوچي [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] آئي آیا تھا بغیر اسکے کہ اُسکو شکست کا صدمہ [illegible]

كہ نشا پلاکر هوش حواس کو زائل کرنے کي نسبت جيسے کہ شهزادوں کے قتل کا دستور و قاعدہ سمجها گيا تها يهہ بات آسان اور ميرے جي کا بڑا ارمان هی کہ ميں دفعتاً مارا جاؤں تو بادشاہ نے بهت نرم لفظوں سے يهہ جواب ارشاد فرمايا کہ تم جان کي طرف سے مامون و مطمئن رهو بلکہ تمهارے ساتهہ اچها معاملہ برتا جاويگا † مگر لوگوں کو يهہ يقين نهيں کہ اورنگ‌زيب نے وہ وعدہ پورا کيا هو اس ليئے کہ مرزا سليماں شکوہ اور اُسکا بهائي سپهر شکوہ اور مرزا مراد کا جوان بيٹا گواليار کے قلعہ ميں تهوڑي مدت ميں مرگئے ‡ اور اورنگ‌زيب کا بيٹا محمد سلطان اُسي قلعہ ميں بهت دنوں تک جيتا جاگتا رها اور بعد اُس کے کسيقدر رها بهي کيا گيا *

مرزا مراد کے ظالمانہ قتل سے جو مرزا سليماں شکوہ کي گرفتاري سے کئي مهينے پيچهے واقع هوا لوگوں کے شکوک شبهات اورنگ‌زيب کے قول فعل اور خوے و خصلت کي نسبت سچي هوگئے اس بدبخت شاهزادہ نے ايک رسي کے ذريعہ سے جسکو ديوار قلعہ سے نيچي کو لٹکايا تها بهاگنا چاها مگر جب کہ وہ شامت کا مارا ايک هندني بيسوا سے رخصت هونے لگا اور اُس عورت کے رونے کي صدا بلند هوئي تو پهرہ والے اُس طرف کو ملتفت هوئے اور شاهزادے کے ارادے پر پے ليگئے اور وہ اپني مراد سے نامراد رها بعد اُس کے اورنگ‌زيب يهہ سوچا بچارا کہ جب تک يهہ بهائي صحيح و سلامت هی تب تک اپني سلامتي کي خير نهيں مگر جبکہ کسي قسم کا الزام اُس بيگناہ کے ذمہ نہ لگا سکا تو اُسنے ايک ايسی آدمي کو سکها پڑهاکر مدعي کهڑا کيا جسکے باپ کو مرزا مراد نے اپني نيابت سلطنت گجرات کے وقتوں ميں قتل کيا تها غرض کہ اُسکي طرف سے دعوی پيش کرايا اور رسم و رواج کے موافق تحقيقات کرکے قصاص کا فتوی دلايا اور بعذر قصاص اُسکو عين قيدخانہ ميں قتل کرايا § *

† برنير صاحب کا بيان جو اُس موقع پر موجود تهے
‡ برنير صاحب
§ خافي خاں برنير صاحب

و دیانت کے خلاف ہر تدبیریں برتیں اور مرزا شجاع نے وہاں کے
سلمانوں سے مل ملاکر راجہ کے اوکھاڑنے کی طرح ڈالی مگر بڑی چہاں
س کے بعد اِس قدر ثابت ہوتا ہی کہ مرزا شجاع اپنے خاندان سمیت
راکں میں مارا گیا اگرچہ اُس کی نسبت بہت سی خبریں اڑائی گئیں
مگر واقعی حال اُس کا آیندہ کو سنا نہیں گیا *

اگرچہ اورنگ زیب کو شجاع کے بخت و قسمت کے مستور و مختفی
رہنے سے تھوڑے عرصہ تک ایک طرح کا تردد دامنگیر رہا مگر اگلے برس
کے پورے ہونے سے پہلے پہلے وہ تردد اور اُسی قسم کے بہت سے خیاا
اس کی خاطر سے رفع دفع ہوگئے بیاں اُسکا یہہ ہی کہ اسنے ڈرانے دھمکا
اور بعد اسکے فوجکشی چڑھانے سے سری نگر کے راجہ کو اسبات پر مجبور
کرنا چاہا کہ وہ سلیمان شکوہ اُس کے بھتیجے دارا شکوہ کے
بیٹے کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے مگر جب کہ راجہ نے
خواہ اپنی عزت کے خیال سے یا لوبھہ لالچ کی نظر سے یا کسی اور
مصلحت کے تصور سے بات اُسکی نمانی تو اورنگ زیب نے والی چھوڑ
راجہ جے سنگھ کی وساطت سے کام نکالنا چاہا جو عالمگیر کا بڑا کاردہ
اور ہندو راجاؤں کی خط و کتابت کا قوی وسیلہ تھا غرض کہ وہ راجہ
اس راجہ کے سمجھانے بوجھانے سے سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر
راضی ہوا چنانچہ اُس نے تیسری جنوری سنہ ۱۶۶۱ع مطابق گیارھویں
جمادی الاولی سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کیا اور وہ
اُسکو دلی کو لیگئے‡ پہلے اُسکو ہاتھی پر بیٹھاکر دلی کے گلی کوچوں میں
تشہیر کیا بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے اگرچہ پانوں کی بیڑیاں کاٹی
گئیں مگر ہاتھہ اُسکے سنہری زنجیروں سے جکڑے گئے درباریوں کے سینے
بھر آئے اور آنکھیں اُنکی ڈب ڈبا گئیں یہاں تک کہ بادشاہ نے بھی خد
یوں کی صورت بنائی اور جب کہ سلیمان شکوہ نے بمنت یہہ عرض ک

‡ جانی خاں

سلطان ایک مدت سے میر جمله کے حکم و حکومت سہتے اور بوجهه بهار اُس کا اُٹهاتے تنگ آگیا تها یہاں تک که اب اُسکي حکومت اُٹهانے کي تاب و طاقت اُس میں باقي نرهي تهي غرض که جب وه بہت تنگ آگیا تو باوصف اس کے که عالم گیر کا بڑا بیٹا اور اُسکے تاج و تخت کا پورا وارث تها مرزا شجاع اپنے چچا جان سے خط و کتابت جاري کي اور آخرکار اُس کي فوج میں چلا گیا مرزا شجاع اُس سے بتوقیر و عزت پیش آیا اور اپني بیٹي کے ساتهه اُسکا نکاح کیا یهه واقعه ماه جون سنه ۱۶۵۹ ع مطابق رمضان سنه ۱۰۶۹ هجري میں واقع هوا بعد اُس کے خواه اِس وجهه سے که اُمید اُس کي بر نه آئي یا مزاج اُس کا اصل خلقت سے مضبوط و مستقل نتها وه اپني نئي بات سے ایسا ناخوش هوا جیسا که وه اپني پہلي حالت سے راضي نتها چنانچه اُن لڑائیوں میں جو برسات کے گذرنے پر باهم واقع هوئیں مرزا شجاع کے شریک و شامل رهکر اُس سے کناره کش هوا اور ستائیسویں جنوري سنه ۱۶۶۰ ع مطابق چهٹي جمادي الثاني سنه ۱۰۷۰ هجري کو میر جمله کے لشکر میں چلا آیا *

اورنگ زیب نے ایک مرتبه بنگاله کا اراده کیا تها مگر مذکورالصدر خبر کے پہونچنے سے پہلے فسخ عزیمت کو مقدم سمجها تها اور مدد سلطان کے کوتکوں سے کوئي اثر اُسپر ظاهر نهوا چنانچه اُس نے شاهزاده کو مقید کیا اور کیئے برس تک مقید رکها *

بعد اُس کے مرزا شجاع کے کار بار آهسته آهسته گهٹنے لگے اور بہت سي ناکام لڑائیوں میں هارنے کے بعد اسپر مجبور هوا که وه ڈهاکه کو لوٹ گیا اور جب که میر جمله اپنے زور و قوت سے اُس کو دبائے چلا گیا تو وه اپني فوج سے چند همراهیوں سمیت الگ هوا اور اراکن کے راجه کي پناه میں آیا بعد اُس کے حال اُس کا دریافت نهوا یهه واقعه ماه اپریل یا مئي سنه الیه ع مطابق شعبان یا رمضان سنه الیه کو وقوع میں آیا *

معلوم هوتا هي که اراکن کے راجه نے شجاع کي روک توک کے لیئے

اس کے بیٹے کو مقید کرکے گوالیار کے قلعہ میں بہیجا † *

ان واقعوں کے زمانہ میں مرزا شجاع کے مقابلہ میں شاہزادہ محمد سلطان اور میر جملہ کام کاج اپنا کر رہے تھے اور شجاع کی یہہ صورت تھی کہ جب وہ بنگالہ کو لوٹ کر گیا تو منگیر میں برار اُس نے ڈالے اور گنگا اور پہاڑوں کے درمیان اپنے مکان اقامت کے گردا گرد گہری گہری کھائیاں کھدوا کر اُس کو مضبوط و مستحکم کیا مگر میر جملہ نے پہاڑوں میں گھس پیٹھکر اُس کی فوج کے بائیں بازو کو اوکھاڑا جس کے اوکھڑنے سے شجاع اس بات پر مجبور ہوا کہ پیچھے لوٹ کر راج محل میں توقف کرے جس کو اُس نے اپنی طول حکومت کے زمانہ میں بنگالہ کا دارالحکومت ٹھہرایا تھا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس میں وہاں خشکی کی راہ ایسی ہوجاتی ہی کہ فوج کا کوچ و سفر نہایت دشوار ہوجاتا ہی غرض کہ میر جملہ نے برسات کے آنے سے راج‌محل کے پاس پڑوس میں کسی قدر فاصلہ پر چھاونی ڈالی اس توقف سے پہلے ایک ایسا واقعہ واقع ہوا جس کی قدر و منزلت دونوں فریقوں کے نزدیک ایک بڑے پایہ کی سمجھی گئی بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمد

---

† دارا شکوہ کا تمام حال مندرجہ بالا خافی خاں کی تاریخ سے لیا گیا اور برنیر صاحب کے پاکیزہ بیان کو اُس موقع کے علاوہ جس کو اُس نے اپنی آنکھہ سے مشاہدہ کیا اس وجہہ سے چھوڑا کہ باوصف اُس کے کہ خافی خاں کے بیان سے بیان اُس کا بہت مخالف نہیں مگر صاحب ممدوح نے بہت سے حالات ایسے بیان کیئے ہو خود قرین قیاس نہیں اور خافی خاں نے کوئی اشارہ اُنپر نہیں کیا یہہ مانا کہ صاحب ممدوح نے وہ حالات ایسے لوگوں سے سنے جو اُن معاملوں میں شریک و شامل تھے اور واقع ہوتے ہی وہ حال اُن کے پاس پہنچے مگر ایسے تازہ حال سقم و صحت سے خالی نہیں ہوتے اس لیئے کہ جب تک مضمونوں پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا تو ہر شخص کو نئی واقعہ کا جزو جزو دریافت ہوتا ہی اور جو حال اوروں سے وہ سنتا ہی اُسکو اپنی معلومات کے مناسب توڑ لیتا ہی علاوہ اُس کے ہمارے ہونی لوگ اپنی جان کے ڈر میں ہمیشہ باتیں بناتے رہتے ہیں اور تمام آدمی ایسی خفیہ تاریخوں اور مخفی ارادوں سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر آیندہ کو وہ گواہوں سے مضبوط و مستحکم نکیئی جاویں تو بہت جلد فراموش ہوجاتے ہیں

میں مقید کیا اور جبکہ جون کا سردار اُس کے دوسرے دن دربار میں جانے لگا اور لوگوں نے اُس کو دیکھا تو اُنکو ضبط کی طاقت نرهی چنانچہ لوگ اُسکے گرد اکهٹے هوئے اور گالي گلوچ سے پیش آئی اور جوں جوں جمعیت اُن کی بڑهتي گئي تو اُن کے غیظ و غضب کو بهي ترقي هوتي گئي یہاں تک که کیچڑ اور روڑے اور کپڑے مارنے لگے اور یہاں تک نوبت پهونچي که جانبین سے دس بیس آدمي مارے گئے اور اتنا غوغا برپا هوا که اگر پولس کے سپاهي اُس سردار کي نگهباني نکرتے تو وہ پاش پاش کیا جاتا *

اگلے روز اُس مفسدہ کا سردار اورنگ زیب کے حکم سے قتل کیا گیا بعد اُس کے کئي دن گذرے تهے که بادشاہ کے مشیروں اور چند مفتیوں نے باهم بغاوت کا مشورہ کیا اور دارا شکوہ کي نسبت ارتداد کا جرم قایم کرکے قتل اُس کا قرار دیا چنانچه اورنگ زیب نے بظاهر آزردہ افسردہ هوکر حکم شریعت کا عذر پیش کرکے بقول اُسکے که * اگر خون بفتوی بریزي رواست * فتوی کے اجرا کا حکم جاري کیا اور اُس کام کے پورے کرنے کو ایسی آدمي کو چنا چهانٹا جو دارا شکوہ کے لہوکا پیاسا تها دارا شکوہ اور اُسکا بیٹا مسور کي دال پکا رهے تهے اور زهر کے اندیشه سے یهي کهایا کرتے تهے که دارا شکوہ نے اپنے قاتلوں کو سامنہ سے دیکها اور اُن کے دیکهنے سے اپني قسمت کو پہچانا اور ایک چهوٹي سي چهري کو اُٹها لیا اور جب تک وہ دشمنوں کي کثرت سے مغلوب نهوا تبتک بہادري سے بچاؤ اپنا کرتا رها غرض که لاش اُسکي هاتهي پر رکهکر لوگونکو دیکهائي گئي اور سر اُسکا اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا جسنے یهہ حکم دیا تها که وہ طشت میں رکها جاوے اور اُسکے سامنے پاني سے دهویا جاوے اور جبکه اُسکو یهہ اطمینان حاصل هوئي که وہ حقیقت میں داراشکوہ هي کا سرهی تو مونهہ بناکر رونے لگا اور بہت رنج آمیز کلموں سے یهہ فرمایا که همایوں کے مقبرے میں دفن کیا جاوے بعد اُس کے سپہر شکوہ

فراغت حاصل هوئي تو اٹک کے
روانه کیا بعد اُس کے جب ماتم سے
سفر کو جاري کیا اور جون کا سردار اُسکي همراهي میں ایک منزل
تک آپ آیا اور اپنے بھائي اور اپني فوج کو بظاهر بایں غرض چھوڑکر که
شاهزادے کو سر حد تک پهونچاویں واپس گیا جوں هي که وه سردار
آنکھوں سے غایب هوا تو اُس کا بھائي داراشکوه پر گرا اور ایک لخت
اُسکو اور اُس کے بیٹے سپہر شکوه کو مقید کیا اور اورنگ زیب کے سرداروں
کو اُسکي گرفتاري سے آگاهي بخشي یهاں تک که اُس کي گرفتاري
جگهه جگهه مشهور هوگئي *

اورنگ زیب کو مخالف کي گرفتاري کا مژده ایسے وقت میں
پهونچا که وه اپني پهلي سالگره کے جشن و نشاط میں مصروف و مشغول
تھا مگر اُس نے اِس خبرکو یهاں تک چھپائی رکھا که وه خبر مضبوط
و مستحکم هوگئي بعد اُس کے اُس نے عام جشن کا حکم دیا اور دعوت
کي طولاني کا مژده سنایا اور اُس جشن عام اور دعوت تمام نے اِسقدر
طولاني پکڑي که قیدیوں کے پهونچنے تک وه جشن تھوڑا بهت باقي رها
تھا یهه جشن چوتھي جون سنه ۱۶۵۹ ع مطابق چوبیسویں رمضان
۱۰۶۹ هجري کو شروع هوا اور چھبیسویں جولائي سنه الیه مطابق
پندرهویں ذيقعده سنه الیه کو وه قیدي دلي میں داخل هوئی اورنگ
زیب نے داراشکوه کي نسبت یهه حکم صادر کیا که پابزنجیر کرکے
بهتّے بے جھول کے هاتھي پر بٹھایا جاوے اور دلي کی بڑے بڑے گلي
کوچے میں جگهه جگهه پھرایا جاوے چنانچه حکم کي تعمیل هوئي او
[illegible] حالت سے لوگوں کے سینے بھر آئی غیظ و غضب سے
[illegible] اور جوش و خروش کي یهاں تک نوبت پهونچي
[illegible] کے اندیشه خطره سے هتیار باندھ کر
[illegible] صرف آنسوں کے بهانے اور شور غل
سے آئے [illegible] کے دارا شکوه کو پراني دلي کے قید
[illegible]

طیاری میں لوگ اُسکے مصروف تھے جسکو وہ پچھلا کوچ اپنا سمجھتے تھے تو
دارا شکوہ کو یہہ خبر پہونچي کہ احمداباد کے دروازے مسدود ھیں اب
آپ کو وھاں جانا نصیب نہوگا بلکہ حقیقت میں جان و مال کے خیر
اسي میں ھی کہ احمدآباد کے پاس پروس سے ادھر اودھر کہیں اور کو
جلد چلے جاویں برنیر صاحب کو حال اس خبر کا داراشکوہ کي عورتوں
کے رونے پیٹنے سے دریافت ھوا بعد اُسکے دارا شکوہ اندر سے لرزاں ترساں نکلا
حاضرین مجلس تعظیم کو کھڑے ھوئے اور چپ چاپ کھڑے رھے
دارا شکوہ یہہ حال دیکھکر کہ ساري دنیا نے مجھکو چھوڑا اور اسباب سے
پریشان ھوکر کہ اب دیکھا چاھیئے کہ میرا اور میرے خاندان والوں کا کیا حال
ھوگا ادنے ادنے سپاھیوں کے سامنے گڑگڑایا برنیر صاحب زار زار رونے لگے
اور اپنے آنسوؤں کو تھام نہ سکے غرضکہ داراشکوہ برے برے خیال اپنے جتا
بتاکر صاحب ممدوح سے رخصت ھوا اور چار پانچ سوار اور دو ھاتھیوں
سمیت افتاں و خیزاں کچھہ کي جانب کو چلا اور کچھہ میں
پہونچنے کے ساتھہ اس سے وہ دو سو بندوقچي اور پچاس سوار آکر ملے
جو اوسکے ایک رفیق کے ھمراہ گجرات سے آئے تھے اور کچھہ کے
حاکم نے جسنے پہلي بار آو بھگت بہت سي کي تھي اب بے اعتنائي
برتي مگر دارا شکوہ نے وھاں توقف نہ کیا اور قندھار کي طرف
کوچوں کو جاري رکھا چنانچہ مقام جون واقع سرحد مشرقي سند میں
پہونچا یہاں کا حاکم جو قوم کا پٹھان اور دارا شکوہ کا ممنون احسان تھا
بظاھر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور باطن میں وہ تدبیر سوچتا رھا
جسکے ذریعہ سے داراشکوہ کو اُس کے مخالفوں کے حوالہ کرے داراشکوہ
کي بي بي جو اُس کي چچیري بہن یعني پرویز کي بیٹي تھي رستوں
کي تکلیفوں سے جاں بحق ھوئي اور دارا شکوہ نے بلا لحاظ اپني خستگي
شکستگي کے ناعاقبت اندیشي سے اپنے قلیل محافظوں میں سے تھوڑے
لوگوں کو دو معتمد ملازموں سمیت اُسکے جنازہ کے ساتھہ کرکے لاھور کو

 ...ک اس دھاوے کا سخت مقابلہ کیا گیا مگر شاہ نواز خاں حاکم گجرات
...ک مارے جانے سے جو فوج مخالف کي ایک ٹکڑے کے پشتہ کوہ پر
چڑھتے هي مارا گیا دارا شکوہ اس قدر شکستہ خاطر ہو گیا کہ بلا تحاشاہ
لڑائي سے بھاگا اور فوج اُسکي جگھہ جگھہ منتشر ہوگئي یہاں تک کہ
سواروں کا وہ گروہ جو خاص اُسکي ذات کے حفظ و حراست پر متعین تھا
ایک ایک کرکے ادھراودھر کو چلدیا اور منجملہ اُنکے بعضوں نے اُس
خزانہ کو لوٹا جو اُسکے مال و اسباب سے بچا کھچا رہا تھا اور داراشکوہ
اپني جان توڑکر حفظ و حراست اُسکي کرتا تھا *
دارا شکوہ آٹھہ دن رات برابر کوچ کرکے احمدآباد کے قرب و جوار
میں داخل ہوا اور کوچ اُسکا موسم کي گرمي اور راہ کي گرد و غبار کے
باعث سے نہایت ناگوار تھا اور باوصف اس سختي کے جبتک وہ لوگ
پہاڑوں میں چلتے رهے یہہ مصیبت زاید ہوئي کہ کولیوں کے حملہ
اُٹھانے گئے جو دارا شکوہ کے خاص جان نثاروں کے ساتھہ لگے لپٹے چلے
جاتے تھے اور جو کوئي شخص اُن جان نثاروں میں سے پیچھے رہ جاتا
تھا اُسکو لوٹ کھسوٹ کر برهنہ کر دیتے تھے یا جان سے مار ڈالتے تھے
داراشکوہ انہیں مصیبتوں کے عین شباب میں برنیر صاحب سے ملاقي ہوا
جو دلي کو جاتا تھا اور حقیقت حال سے واقف نہ تھا داراشکوہ کي
بي بي زخمي ہوگئي تھي اور کوئي جراح اُسکے ساتھہ نہ تھا تو داراشکوہ
لے لوٹنے کي تکلیف دي اور تین دن تک اپنے ساتھہ اُسکو رکھا اور جبکہ
چوتھے دن احمدآباد ایک منزل کے فاصلہ پر رہا اور یہہ سمجھا
کہ احمدآباد میں پہونچکر امن کے گنبد میں قرار پکرینگے اور سار...
تکلیفوں کے بعد آسایش حاصل ہوگي تو اُس رات کو کاروان
میں فروکش ہوکر کولیوں کے حملوں سے محفوظ رہا اور جگھہ کي ت...
سے یہہ چپقلش ہوئي کہ برنیر صاحب اور داراشکوہ کي مستورات
صرف ایک تات کا پردہ حائل تھا اور جبکہ صبح کے وقت اُس کوچ...

سنگہہ اُس کے انکار سے ناخوش ہوا تھا علاوہ اُسکے یہہ مزید اُسپر کیا کہ راجہ جے سنگہہ اُسکے بھائي راجپوت سے یہہ اعانت چاهي کہ وہ بھي راجہ جسونت سنگہہ کو اُس کي جانب سے مامون و مطمئن کرے اور بادشاہ کي نیک نیتي جتا کر یہہ بات اُس کو سمجھاوے کہ جو کوئي شخص اُس کے مخالف کے بیجان مقدمہ میں شریک و شامل ہوگا وہ جان و مال کا ضرر اور ننگ و ناموس کا نقصان اُٹھاویگا غرض کہ نامہ کے بھیجنے اور خطاب و منصب کے عنایت کرنے نے راجہ جسونت سنگہہ کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور اِس بھاري بخشش کا بڑا بوجھہ اُسپر پڑا یہانتک کہ جب دارا شکوہ احمد نگر سے چل چکا اور جودہ پور سے پچاس میل کے فاصلہ پر رہا تو جسونت سنگہہ نے اُس کو کہلا بھیجا کہ میں تن‌تنہا اورنگ زیب کي قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اُسوقت تک شریک آپکا نہیں ہوسکتا کہ کسي اور بڑے راجہ کو سمجھا بوجھاکر آپ اُسکو شریک اپنا نہ کریں دارا شکوہ نے کئي مرتبہ یہہ چاہا کہ جسونت سنگہہ کو پہلے وعدوں پر جماوے مگر جب کہ وہ راہ پر نہ ایا تو اُسکي رفاقت سے مایوس ہوکر پاس کے صوبہ اجمیر میں فوج سمیت جانے پر مجبور ہوا گجرات میں داخل ہونے کے بعد ایک مہینے سے کچھہ زیادہ عرصہ میں اُس نے چالیس ہزار آدمي اکھٹے کیئے تھے اور جب وہ گجرات سے چلا تھا تو اور بھي زیادہ اکھٹے ہوگئے تھے اور تیس چالیس توپیں بھي اکھٹي ہو گئي تھیں حاصل یہہ کہ اجمیر کے پہاڑوں پر ایک مقام بالادست اُسنے تجویز کیا اور پڑاؤ اپنا وهیں ڈالا *

جوں هي کہ گجرات کے حالات اورنگ زیب نے سنے تو وہ آگرہ سے روانہ ہوا اور اب جیپور میں آ گیا اور بہت جلد اُس مقام کے مقابلہ میں پہونچا جہاں دارا شکوہ اپني فوج لیئے پڑا تھا چنانچہ تین دن تک توپوں کي لڑائي جاري رہي اور جبکہ اورنگ‌زیب کي فوج کو مخالف کي توپوں سے صدمہ پہونچا تو اُسنے عام حملہ کا حکم سنایا اگرچہ کئي گھنٹے

یہہ کامیابیاں جو اورنگ زیب کو حاصل ہوئیں اُن کامیابیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھیں جو اس عرصہ میں دارا شکوہ کو ہاتھہ آئیں بیان اُسکا یہہ ہی کہ پچھلی خبروں سے اورنگ زیب کو یہہ حال دریافت ہوا کہ دارا شکوہ نے اسباب اپنا مقام بکر واقع ساحل دریاے اٹک میں چھوڑا اور آدمیوں کے نہونے اور اونٹ وغیرہ بار برداریوں کے ضایع ہوجانے سے سندہ کے ارادہ کو فسخ کیا اور اُس فوج سے بچنے کے لیئے جس کو اُس نے اُس کے تعاقب میں روانہ کیا تھا کوئی ذریعہ وسیلہ اس کے سواے باقی نہیں رہا کہ وہ کچھہ کے میدان کو طی کرے اور یہہ بہی دریافت ہوا کہ کچھہ میں تھوڑے دنوں توقف کرکے گجرات کو چلا گیا اور وہاں کا حاکم شاہ نواز خاں جس کی ایک بیٹی خود اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد اُس کے بھائی سے بیاہی تھی اُس سے ملگیا اور وہ صرف اُسیکے ذریعہ سے تمام گجرات کے صوبہ ہو سورت اور بڑوچ سمیت قابض و متصرف ہوگیا اور دکن کے بادشاہوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا مگر بڑا خیال اُس کو یہہ ہی کہ اپنی فوج اور جسونت سنگہ کی فوج کو ملا جلاکر ہندوستان خاص کا ارادہ کرے غرض کہ جب اورنگ زیب نے یہہ حال اُس کا سنا اور اُس کے تنزل کو ترقی سے مبدل پایا تو وہ نہایت متعجب ہوا اور جسونت سنگہ کو جس کی قلمرو گجرات سے اجمیر تک پھیلی ہوئی تھی دارا شکوہ کی موافقت سے بڑا پایہ والا سمجھا اور اِس لیئے کہ وہ اپنے غیظ و غضب کو اپنی غرض و فائدہ کا مانع مزاحم نکرتا تھا تو اُس کی اُس بے ادائی کو بہول گیا جو اُس سے ابھی قریب سوزد ہوئی تھی اور اپنی معمولی فند و فطرت کو اپنے سرکش متوسل کے بہلانے پھسلانے اور اُس کو اپنے طرفدار بنانے میں بخوبی صرف کیا چنانچہ اُس نے خاص اپنے ہاتھہ سے ایک نامہ بڑی قدر و عزت کا جسونت سنگہ کو لکھا اور اُس کو وہ خطاب اور منصب عطا فرماے جن کے عطا کرنے سے پہلے انکار اُس نے کیا تھا اور جسونت

ن پہلے بناوت کي قید سے رھا ھوا تھا اور اوس فوج میں دوسرے
رجہ کا سردار تھا غرض کہ اورنگ زیب اِس انتظام کو پورا کرکے
ا جنوري سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق یکم جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۶۹ ھجري
میں آگرہ کو واپس آیا *

یہہ شہر یعنے آگرہ جو اورنگ‌زیب کے بلاد متبوضہ‌میں سے زخم و ضرر
رسائي اوس کي سہل الحصول تھي بڑي جوکھوں اور کمال آفتوں میں
مبتلا تھا اسلیئے کہ جب جسونت سنگھہ نے یہہ دیکھا کہ فیروز مندي
مخالفوں کے حصہ میں آیا چاھتي ھی اور فتح و نصرت نے اودھر
کو التفات کیا تو وہ اپنے ملک کو لوٹا اور پہلے اس سے کہ لڑائي کا نتیجہ
صحیح صحیح دریافت ھووے یکا یک آگرہ میں داخل ھوا اور یہہ
بات اسکے قبضہ قدرت میں تھي‌کہ شاھجہاں کو قید سے چھوڑا کر تخت
سلطنت پر دوبارہ بٹھلاوے اور غالب یہہ ھی کہ خاص و عام کي
طبیعتیں بھي اسي پر بہت مایل ھونگي اسلیئے کہ شایستہ خاں حاکم
آگرہ کا بالکل مایوس ھوگیا تھا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو زھر کھاکر
ھلاک کرے مگر جب کہ جسونت آگرہ سے چلا گیا تو اوسان اُسکے ٹھکانے
آئے باقي جسونت کے جانے کي یہہ وجھہ ھوئي کہ اُس نے یہہ سوچ
سمجھکر کہ غایت بد خواھي اور نہایت سرکشي کي صورت میں بڑا
نقصان اٹھانا پڑیگا اور نہایت ضرر پہونچیگا آگرہ کو چھوڑا اور جودہ پور کے
ریگستانوں اور پہاڑوں میں پہنچکر نچنت ھوگیا *

بعد اُس کے جب اورنگ زیب آگرہ میں پہونچا تو دوسري فروري
سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق سنہ ۱۷ جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۶۹ ھجري میں دس
ھزار آدمي جسونت سنگھہ کے پیچھے بھیجے اور اسي عرصہ میں شاھزادہ
محمد سلطان کا عریضہ بایں مضمون آیا کہ مرزا شجاع کے حاکم نے
الہ‌آباد کا قلعہ حوالہ کیا اور خود شجاع اپني جان بچاکر بنگالہ کو
چلا گیا *

ہدایتیں جاری کیں اور فوج کا ایک ٹکرا اُس فساد کے مٹانے دہانیکو روانہ کیا اور اُس پریشانی کے رفع دفع کے لیئے تدبیریں سوچیں جو اُسکے لوگوں میں بے طرح پہلی تہی اور جب کہ جسونت سنگھہ نے یہہ بات دیکہی کہ مرزا شجاع کی جانب سے امداد اوس کو نہ پہونچی اور اورنگ زیب کی ساری فوج اب اوسپر ٹوٹ نے والی ہی تو اُس نے اپنے لوگوں کو لوٹ کہسوٹ سے روک تمام ایسی جگہہ جاکر مامون و محفوظ ہو بیٹھا جو حد رسائی سے بہی باہر تہی اور واقع ہونیوالی لڑائی کے انجام و عاقبت کو وہاں سے محفوظ و سلامت دیکہہ سکتا تہا *

آفتاب اسوقت تک نکل چکا تہا اور مرزا شجاع اگے کو حملہ کی غرض سے چلا آیا تہا کہ توپوں کی لڑائی شروع ہوئی اور بعد اُس کے دونو فوجیں گہل ملکر لڑنے لگیں یہاں تک کہ مرزا شجاع کی فوج نے اورنگ زیب کی فوج کے داہنے بازو کو پیچہے ہٹایا اور اُس فوج کے قلب کو جہاں آپ اورنگ زیب موجود تہا بہت سخت دبایا چنانچہ اورنگ زیب اکثر اوقات اوس سے بری حال جوکہوں میں پڑا اور ایک بڑے ہاتہی سے اوسکے ہاتہی کا مقابلہ کرایا گیا اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ اگر اورنگ زیب کے خاص داہنی پہرہ کا سپاہی مخالف کے ہاتہی کے مہاوت کو گولی سے نمارتا تو وہ ہاتہی اورنگ زیب کے ہاتہی کو دباکر زمیں پرگرا دیتا مگر باوصف اِس کے اورنگ زیب اپنے مخالف کے قلب لشکرکو دبائی چلاگیا یہاں تک کہ وہ لوگ اوسکے مقابلہ سے الگ ہوکر میدان سے بہاگ گئے اور ایک سو چودہ توپیں اور بہت سے ہاتہی اورنگ زیب کے ہاتہہ آئی *

بعد اوس کے اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو شجاع کے پیچہے روانہ کیا اور چند روز بعد اوسکی تائید و اعانت کے واسطے باقاعدہ فوج سرداری میر جملہ کے روانہ فرمائی جو لڑائی سے ایکدر

وموقع کي رو سے اورنگ زیب کي فوج کي نسبت ایک اچهي جگهه
پر بڑي تهي اگرچه دونو فوجیں ایک دوسرے پر حمله کرنیکي غرض سے
آراسته پیراسته هوئیں مگر کسي نے حمله کرنیکا اراده نکیا بعد اُسکے
تیسرے یا چوتهے دن اورنگ زیب اپنے قاعدے کے موافق صبح هونے سے پهلے
فوج کي صفوں کو آراسته پیراسته کررها تها که ناگاه اُس کے پیچهے سے
گهور گرج کي آواز اوٹهي اور اورنگ زیب اُسکو سنکر چونکنا هوا اِس گهورگرج
کا باعث وه راجه جسونت سنگ تها جو اورنگ زیب کے لشکرمیں کچهه
کام کاج اُسکا نکرتا تها چنانچه اُسنے قابو پاکر اُسکے لشکر کے مال و اسباب کو
لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور وجهه اُسکي یهه تهي که جب اُس راجه نے
دار اشکوه کے مقدمه میں کچهه جان نهائي تو اورنگ زیب سے آکر ملا اور
جب که اورنگ زیب اُس سے ویسی اعزاز و اکرام سے پیش نه آیا
جیسیکه اُسکو اُمید اور توقع تهي تو اُسنے مرزا شجاع سے خط کتابت
جاري کي اور یهه اقرار اُس سے کیا که میں فلاں وقت اورنگ زیب کے
اسباب و اثاثه پر ادهر سے لوٹ مار کرونگا اور اُدهر سے آپ اُسکا مقابله کریں
اور اُس کے لشکر پر یکلخت پهیل پڑیں اور حقیقت میں یهه بات ایسی
کام کي تهي که اگر اتفاق اُن دونوں کا وقت معین پر پورا هوجاتا تو مرزا
شجاع کو کامیابي حاصل هوجاتي اِس لیئے که اگرچه مرزا شجاع اُس
وقت معین پر حمله آور نهوا تها مگر جسونت سنگهه کي لوٹ کهسوٹ هي
سے اورنگ زیب کے لشکر میں بڑي هل چل پڑگئي تهي چنانچه رات
کي تاریکي اور سبب مذکور کي جهالت اور اُن شور و فسادوں کے باعث
سے جو اِس غیر مترصد حمله سے پیدا هوئی اورنگ زیب کي فوج
ایسي پرا گنده هوگئي که کچهه لوگ اُس میدان سے بهاگے اور بعض
بعض اپنے اسباب و اثاثه کي حفاظت کو دوڑے اور کچهه دشمن سے جاملے
غرض که اِس جهمیلے میں اورنگ زیب اپنے گهوڑے سے اُترا اور چهوٹی
سے تخت پر بیٹهه کر نهایت هشاشي بشاشي اور کمال اطمینان و تسلي سے

نے دارا شکوہ کی امداد و اعانت کے لئیے مہابت خاں نائب السلطنت کابل مہابت خاں متوفی کے بیٹے کو لکھا تھا اور غالب یہہ ھی کہ دارا شکوہ بھی اُسکی امداد و اعانت کی توقع کر رھا ھوگا جسکے ھونے سے اُس کو دلاوری دلیری حاصل ھوتی اگر دارا شکوہ کابل کی جانب کا ارادہ کرتا تو فوج صوبہ کابل کے علاوہ خود کابل کے ذریعہ سے ضرورت کے وقت افغانوں کی قوموں میں بہاہ اُسکو ھاتھہ آتی اور وھاں سے نکل کر آسانی اوزبکوں اور ایرانیوں کے ملک و ولایت میں جانیکی راہ اُسکو ملجاتی مگر غالب یہہ ھی کہ اگر یہہ ارادے کئیے بھی گئے تو اورنگ زیب کی مستعد تدبیروں سے ضایع ھوگئی اور جب کہ داراشکوہ نے آپ کو اُس بھاری فوج کا طرف مقابل دیکھا جس سے اُسکو دھمکایا ڈرایا گیا تھا تو تین چار ھزار سواروں سمیت لاھور سے نکلکر ملتان کو چلتا ھوا *

اورنگ زیب ستلج پار اوتر چکا تھا کہ ناگاہ اُسکو وہ خبر لگی چنانچہ اُس نے لاھور کی راہ چھوڑی اور ملتان کی راہ اختیار کی ھنوز اورنگ زیب ملتان میں داخل نہوا تھا کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ داراشکوہ نے کہیں توقف نکیا بلکہ برابر آگے کو بڑھا چلا جاتا ھی علاوہ اُس کے یہہ بھی خبر لگی کہ مرزا شجاع اُس کا بھائی بنگالہ سے بڑھا چلا آتا ھی غرض کہ اورنگ زیب نے آگے جانیکا عزم فسخ کیا اور تیسویں ستمبر سنہ ۱۶۵۸ع مطابق بارھویں محرم سنہ ۱۰۶۹ ھجری کو واپس پھرا اور اکیسویں نوامبر سنہ الیہ مطابق چوتھی ربیع الاول سنہ الیہ کو دلی میں داخل ھوا *

اسی عرصہ میں مرزا شجاع پچیس ھزار سوار اور بہت بڑا توپخانہ ھمراہ اپنے لیکر بنارس تک آگیا تھا مگر اورنگ زیب تھوڑے دنو دلی میں ٹھیر کر تیسری جنوری سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق سترویں ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۹ ھجری کو اُسکی لاگ ڈانٹ کے لیئے روانہ ھوا چنانچہ مقام کچوا واقع وسط الہاباد و اٹاوہ کے دونو کا آمنا سامنا ھوا شجاع کی فوج مقام

تنزل کي نسبت ترقي پکڑي غرض که جب سلیمان شکوه اپني فوج کي قوت سے مایوس هوا تو اُس نے یهه اراده کیا که پهاڑوں پهاڑوں جاکر اورنگ‌زیب کي آفت سے محفوظ رهے اور جوں توں کرکے بمقام لاهور اپنے باپ کي خدمت میں پهونچے مگر اورنگ‌زیب نے اُس کي تدبیر کو اسطرح ضایع کیا که اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا بمقام هردوار اس غرض سے بهیجا که عین رسته میں روک ٹوک اُسکي کریں اور جوں هي که سلیماں شکوه کو یهه بات دریافت هوئي تو وه باپ کي ملازمت سے مایوس هوا اور اُسکي مایوسي سے رهي سهي فوج بهي تتر بتر هوگئي بعد اُس کے سلیماں شکوه نے سري‌نگر کے راجه سے پناه چاهي مگر راجه نے اس شرط پر پناه دینے کا اقرار کیا که وه اپنے اُن پانسو سواروں کو رخصت کرے جو اُس کے ساتهه باقي رهگئے تهے سلیماں شکوه نے یهه بات اختیار نکي اور الهآباد کے جانیکا اراده کیا مگر اس اراده میں کامیاب نهوا اور پانسو سواروں میں سے کل دو سو سوار باقي ره گئي غرض که آخرکار نهایت تنگ هوکر سري نگر کے راجه کي شرط کو قبول کیا اور پانچ چهه همراهیوں سمیت اُس کے قلعه میں داخل هوا اگرچه آؤ بهگت اُسکي بهت سي هوئي مگر جلد اُسکو دریافت هوا که وه حقیقت میں ایک قسم کا نظر بند هوگیا *

اورنگ‌زیب امور مذکور بالا کے اختتام کا منتظر نرها بلکه اُس نے دلي میں کاربار کا بخوبي انتظام کرکے اٹهائیسویں جولائي سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ساتویں ذیقعده سنه ۱۰۶۸ هجري کو داراشکوه کے تعاقب میں کام اپنا جاري رکها داراشکوه نے اپنے بهاگنے کے زمانه میں دلي میں چند روز ٹهرکر کچهه خزانه اور کچهه فوج اکهٹي کرکے بهت تیزي تندي سے لاهور کو روانه هوا اور جب وهاں پهونچا اور بادشاهي خزانه اُسکے هاتهه آیا تو اُس نے بهرتي شروع کي مگر بهرتي میں هنوز ترقي نهوئي تهي که اورنگ‌زیب کے تعاقب کي خبر پهونچي چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر هلکے هتیاروں والا اورنگ‌زیب کي فوج کا ٹکڑا قریب آپهونچا شاهجهان

گيارهواں حصہ

اورنگ زيب يعني عالمگير ‡ کي سلطنت کا بيان

پہلا باب

سنہ ۱۶۵۸ع سے سنہ ۱۶۶۲ تک کے بيان ميں

اگرچہ اورنگ زيب کا مقصود اصلي يہہ تها کہ داراشکوہ کا قلع قمع کرے مگر مرزا سليمان شکوہ اُسکے بيٹے کي دوڑ دهوپ سے بهي غافل نتها جو باپ کي امداد و اعانت کے ليئے عين اُس لڑائي کے زمانہ ميں جسکا انجام اُسکے باپ کے حق ميں اچها نہوا اطراف بنارس سے بے تحاشہ چلا آتا تها يہہ شاهزادہ پچيس برس کا گبرو تها اور فوج کي حکمراني ميں راجہ جي سنگهہ اور دلير خاں دوسرا سردار معين و مددگار اُس کے تهے يہہ راجہ اور راجپوت راجاؤں کي مانند اس ليئے داراشکوہ کا طرفدار تها کہ داراشکوہ تخت نشيني کا مستحق و دعويدار واقعي تها اور نيز اُس کے مذهب کے اصول و قاعدہ بهي آزاد و بيقيد تهے اگرچہ اُس نے مرزا شجاع کا مقابلہ بلا توقف کيا مگر اورنگ زيب کے مقابلہ ميں غالباً اس وجهہ سے متامل رها کہ بلخ کي لڑائي ميں وہ اورنگ زيب کا ساتهي تها اور اِس لڑائي ميں اُس کے مقابلہ سے شرماتا تها علاوہ اُسکے اپني فلاح و فائدہ کے لحاظ سے بهي ايسے شخص کا مقابلہ کرنا مناسب سمجها جو تخت سلطنت پر متصرف هوگيا تها چنانچہ سليمان شکوہ کے چهوڑنيکا ارادہ کيا اور دليرخاں نے بهي اُسکي ديکها ديکهي يهي اپنے جي ميں ٹهاني اور جو نامعقول عذر اُنهوں نے پيش کيئے تو اُنکے باعث سے اُنکي بهارت نے

‡ اورنگزيب نے تخت نشين هونے کے بعد عالمگير کا خطاب اختيار کيا تها چنانچہ اسي خطاب سے هندوستان کي تاريخوں اور فرمانوں دستاويزوں ميں لکها گيا مگر سارے يورپ والے اور بعض بعض اُسکے وطن والے اب بهي اُسکو اورنگزيب کے خطاب سے پکارتے هيں

ہوا تو اسکی چال چلن میں کسی قسم کا داغ دہبا نہ پایا گیا چنانچہ جو
سلوک اُس نے اپنی رعایا سے کیا وہ مہربانہ اور شاہانہ تہا اور وہ آزادانہ
برتاو جو اپنے ہاتہ ہی کے خاطر جمعوں اور خدمتگاروں کے ساتھہ برتتا
تہا اُن بیروں اور استادوں سے بخوبی واضح ہوتے ہیں جو بادشاہان
ایشیا کے خلاف اکثر اپنے بیٹوں کی نسبت حاصل تہی یعنی وہ ہمیشہ
اپنے صاحبزادوں کو بڑے بڑے کاموں پر متعین کرتا رہا اور خلاف و بغاوت کا
وسواس اپنے جی میں کبھی نہ لایا *
یہہ بادشاہ تیس برس تک بادشاہ رہا اور سرسٹھہ برس کی عمر میں
تخت سے اوتر گیا اور چوہتر برس مرگیا *

شاهجهاں نے ان کارخانوں اور عمارتوں کے خرچ اخراجات میں ایسی کفایت شعاري سے کام کیا کہ بلخ اور قندهار کي مهموں اور دو لاکهه معینه مستقل سواروں کي تنخواهوں اور بڑے بڑے بهاري خرچوں کے بعد اپنے خزانه میں چهه کرور اور بقول بعضوں کے چوبیس کرور نقد اور بہت سے جواهرات اور چاندي سونیکے اسباب چهوڑ گیا † *

دریافت هوا که اگرچه شاهجهاں کي عادات اُسکي جواني اور ایام شهزادگي میں عام پسند اور دلپذیر نه تهیں مگر جب سے که وه تخت‌نشین

کے کٹهره کے ایک ایک بوٹته میں سو سو پتهروں کے ٹکڑے لگے هوئے هیں اور هر ٹکرا بقدر ضرورت اور مقدار مناسب تراشا گیا هی اور بڑي چمک دمک رکهتا هی اور بشپ هیبر صاحب فرماتے هیں که باوصف اس کے که اس مقبره کے بیل بوٹے اور سارے تکلفات ایسے هیں جیسے سنگارگهر کي ارایشیں هوتي هیں مگر عام اثر اُن تکلفات کا نمود و نمایش کي نسبت دلپذیري اور حیرت افزائي هی اگرچه دقایق صناعي کي رو سے وه پهول اور بیل بوٹے اُن پهول اور بیل بوٹوں کي برابر نہیں جو بمقام پٹرا ڈورا واقع شهر فلرنس کي میروں اور چهوٹي چهوٹي عمارتوں میں پائے جاتے هیں اس مقبره کے بیل بوٹے مدیسي کے گرجا کے بیل بوٹوں سے جو اُس کے دروازے پر بنی هوئے هیں بازي وجهه سبقت لیگئے که ان بیل بوٹوں کے نقشوں کي تجویز کرنے اور بعد اُس کے اُن کے بنانے سنوارنے اور ساتهه اُس کے عمارت کے لطیف و ساده چنانے بنانے میں بڑي خوش سلیقگي اور نہایت خوش اسلوبي برتي گئي بڑي دلیلوں سے کہتے هیں که اس مقبره میں گلکاري کا کام اٹلي والوں نے بنایا هی اور یهه بات اچنبهی کي هی که اٹلي والوں نے هندوستانیوں سے سلیقه شعاري کي تعلیم پائي هو بلکه غالب یهه هی که هندوستانیوں نے اُنسے سیکها هوگا *

† برنیر صاحب کے بقول چهه کرور اور خافي خاں کے بقول چوبیس کرور روپیه چهوڑے اور غالب یهه هی که خافي خاں نے مبالغه نہیں کیا اس لیئے که اُس نے شاهجهاں کے سالانه محاصل کو تیئیس کرور قرار دیا یهه محاصل صرف ایک کرور کي قدر اُس محاصل سے زیاده هی جو اب انگریزوں کو هندوستان کے اُس حصه سے حاصل هوتا هی جو اُن کے قبض و تصرف میں داخل هی (اب انگریزوں کے قبض و تصرف میں اس قدر هندوستان داخل هی که اڑتالیس کرور تخمیناً اُس سے حاصل هوتا هی) باقي اور لوگوں نے عموماً شاهجهاں کے سالانه محاصل کو بتیس کرور قرار دیا اگرچه برنیر صاحب نے اُن دونوں اندازوں کو غلط ٹهرایا مگر ایران و روم دونوں کے محاصلوں سے زیاده قرار دیا

چنکو لوگوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور اِس شہر کي جامع مسجد بھي بڑے شان و شوکت اور حسن عمارت کي روسے قدرت کا نمونہ هی *

شاهجہاں کي عمدہ عمارتوں میں سے تاج محل کا مقبرہ هی جسکو کوئي عمارت نہیں پھونچتي اور وہ سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا اور بیل بوٹتوں سے مزین کیا گیا یہہ مقبرہ مصالح لوازموں کي عمدگي اور اور نقشہ کي پاکیزگي اور اُس عجیب و غریب اثر کي حیثیت سے جوان دونو باتوں سے پیدا هوتا هی ایشیا اور یورپ کي تمام عمارتوں سے سبقت لیگیا † *

---

† یہہ مقبرہ جسکے نام سے مشہور هی وہ حقیقت میں ممتاز محل شاهجہاں کي بي بي تھي جو عوام لوگوں میں تاج محل کے نام سے معروف هی یہہ مقبرہ سفید سنگ مرمر کے چبوترہ پر قایم هی جو جمنا کے کنارے پر واقع هی اور اُسکے دو بازوں میں دو مسجدیں هیں (حقیقت میں ایک مسجد هی اور ایک اُس کا جواب هی مگر شکل و هیئت میں دونوں ایک سي هیں) یہہ مقبرہ چاروں طرف سے وسیع باغوں سے محصور هی منجملہ اُس کے باهر کي جانب سفید سنگ مرمر کي هی اور ایک گنبد بلند اُس کے سر پر قایم هی اور چار مینار اُس کے چاروں طرف سرکشیدہ کھڑے هیں اور اندروني جانب میں ایک دالان اونچا اور گول اُس کے گنبد کے نیچے اور اُس کے بیچا بیچ اُس بي بي کا مزار واقع هی اور اُس مزار کے گرد کٹہرہ هی جسپر سنگ مرمر اور عقیق وغیرہ کے بیل بوٹتے نہایت عمدہ تراشی هیں اِس مقبرہ کي دیواریں سفید سنگ مرمر کي هیں جن پر طرح طرح کے بیل بوٹتے بنائی گئی هیں علاوہ اُسکے وہ خاص خوبي جسکي بدولت یہہ عمدہ عمارت تمام دنیا کي عمارتوں پر سبقت لیگئي یہہ هی کہ اُسکے بیل بوٹتوں کي زنجیرہ بندي نہایت معقول اور مناسب اور اُن کي رنگتیں بغایت موزوں اور شایستہ هیں اور سب سے قطع نظر اس عمدہ ارایش کي چیزوں یعني بیل بوٹتوں کو سنگ مر مر پر لگانے سے عجیب غریب رونق حاصل هوئي کہ دیکھنے والے حیران هو جاتے هیں بیل بوٹتونکے مصالح زبرجد اور زمرد اور یشب اور عقیق وغیرہ پتھروں سے لیئے گئے منجملہ اُنکے ایک خوني پتھر هی جو سنہري رنگ رکھتا هی اور اب تک حال اُسکا بخوبي دریافت نہیں هوا کتاب تحقیقات ایشیا کي پانچویں جلد صفحہ ۴۳۴ میں وایسي صاحب لکھتے هیں کہ مقبرہ

نے ترقی پائی تھی اُس سے زیادہ تر وجہ اُس کے عہد دولت میں اُن ساری باتوں کو نصیب ہوا اور اِن کاموں کے خرچ و اخراجات کی کمی کوتاہی صرف اِس لئے معلوم ہوسکتی ہی کہ اُن کے ہونے سے شاہجہاں کے ایسی بیجا محاصلوں میں ترقی پائی نہ گئی جو رعایا سے وصول کرتا تھا اور اوس کے خزانہ میں بھی کسی طرح کی کمی نہ ہوئی منجملہ اُسکی بڑی بڑی فضول خرچیوں اور جاہ و جلال کے سامانوں کے وہ تخت طاؤسی تھا جس کو اُس نے بڑی آب و تاب سے بنوایا تھا اور جس کا یہہ نام اوس مور کی وجہہ سے شہرۂ آفاق ہوا جس کی تصویر اصلی رنگوں کے لحاظ سے نیلم اور پکھراج اور عقیق اور زمرد وغیرہ جواہرات سے بنائی گئی تھی اور اچھے اچھے ہیروں اور چھے چھے جواہروں کے بیچ میں رکھی گئی تھی اور اُس کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں اور اُن جواہروں کی چمک دمک سے ٹیپ ٹاپ اوس کی چوگنی ہوتی تھی ٹیورنیر صاحب جو جوہر فروشی کرتے تھے بظاہر وثوق و اعتماد ہی سے بیان کرتے ہیں کہ سارے لوگوں کے نزدیک اوس تخت کی لاگت میں ساڑھے چھہ کروڑ روپیہ صرف ہوئی تھے اِس بادشاہ نے بڑی بڑی عمارتوں کے چنانے بنانے میں بڑا جاہ جلال اپنا ظاہر کیا چنانچہ اُس نے پرانی دلی میں نیا شہر آباد کیا اور ایسی نقشہ پر بنیاد اوس کی ڈالی کہ زیب زینت میں پرانی دلی سے سبقت لیگیا منجملہ اوسکے تین چوڑے چکلے بازاروں کے ایک بازار ایسا تھا کہ چلتی بہتی نہر اور درختوں کی قطاروں سے زیب زینت یافتہ اور ایسے مکانوں سے آراستہ پیراستہ تھا جس کے نیچے دوکانیں مرتب تھیں اور وہ تینوں بازار ایسی میدان پر ختم ہوتی تھی جس کے عین مرکز میں جمنا کے کنارے پر بادشاہی قلعہ واقع ہی اور اوس قلعہ کے خاص منزل میں چوڑے چوڑے صحن اور سنگمرمر کے بڑے بڑے دالان اور سنہری گنبد غرض کہ ایسے ایسے مکان واقع ہیں

ساري رعایتوں کے بعد غور سوچا جاوے تو بلا شبهه حال اُس کي رعایا کا اُن لوگوں کے حال سے بد تر هوگا جن پر بلاد یورپ میں آج کل اچهي طرح حکومت نهیں کي جاتي اور کسي قانون قاعدے کي پابندي نهیں هی چنانچه یورپ کے ملکوں میں لونڈي غلام بنانے اور بهت سے پیاده کرنے کا نام و نشان پایا نهیں جاتا اور بڑے لوگوں کي جانب سے زور ظلم آٹهانیکا کهٹکا اور غله کي گراني کا اندیشه بهت تهوڑا هی اور اسي باعث سے بیماریوں کا زور و شور بهي نهیں هوتا هاں یهه بات ضرور تهي که شاهجهاں کے عهد حکومت میں بلاد یورپ کي نسبت محصول بهت تهوڑا اور پیچیده قانونوں کي عمل درآمد نتهي اور لوگوں کو قانوني جهگڑے بکهیڑوں سے بالکل فراغت حاصل تهي مگر اِس مقابله سے وه مقابله عمده هی جو شاهجهاں کي حکومت کو بادشاه سورس قدیم فرماں روٰے روم کي حکومت سے ٹهرایا جاوے چنانچه مقابله کے بعد یهه دریافت هوتا هی که شاهجهاں اور اُس رومي بادشاه کي سلطنتوں میں حسن انتظام اور امن چین کا مضمون بهي برابر تها اور ایسي هي زور ظلم اور فساد و خلل کي مثالیں مساوي تهیں اگرچه جسماني راحت برابر حاصل تهي مگر ایسي بات اِن دونوں کو نصیب نتهي جسکی ذریعه سے امن و آسایش کو ترقي روز افزوں حاصل هووے اور اُس سے یهه سمجها جاوے که بادشاه حال کے بعد بهي وهي امن چین باقي رهیگا مگر اِس مقابله میں بهي جلسوں اور حکایتوں روایتوں اور رایوں کي حیثیت سے جو پهلے پهلے وقتوں کا بقیه چلاآتا تها اُس رومي سلطنت کو شاهجهاں کي سلطنت پر فوقیت حاصل هوگي *

هندوستان کے بادشاهوں میں شاهجهاں نهایت بڑا بادشاه گذرا چنانچه جسقدر که اُس کے باپ دادا کے وقتوں میں جلو ریز اور کارخانوں اور درباري شان شوکت کے سامانوں اور بخششوں اور انعاموں

ں خود بدولت تشریف رکھتے تھے بلکہ بڑے بڑے سیاح اُن شہروں
کی شادابی سر سبزی بڑی خوبی سے بیان کرتے ہیں جو دور و دراز
صوبوں میں واقع تھی اور ساتھہ اُس کے اُن صوبوں کی آبادی اور زرخیزی
بھی ایک مبالغہ سے جتاتے بتاتے ہیں ‡ *

اگرچہ ہندوستان کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کو
اُس شاداب حالت کی نسبت شک شبہہ کرنا پہونچتا ہی جس کو
ہندوستان کے مورخوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا ہی مگر بقول اُسکے کہ
از نقش و نگار و در دیوار شکستہ * آثار پدید است صنادید عجم را
اُجڑے شہروں اور گرے بڑے محلوں کے کھنڈروں اور اٹے ہوئے تالابوں اور ٹوٹے
پھوٹے بندوں اور بڑے بڑے چشموں سے جو اب بھی دکھائی دیتے ہیں اور
نیز کارواں سرایوں کے کھنڈروں اور اُدھڑے ہوئے کنوؤں اور شاہی سڑکوں کے
دیکھنے سے اُن وقتوں کے سیاحوں کی شہادت پوری ہوتی ہی جس
سے یہہ یقین ہوتا ہی کہ جس کے مورخوں نے جو کچھہ بیان کیا وہ
بےوجہہ بیان نہیں کیا *

باوصف اس کے ہندوستان کا بر اعظم ایک حالت پر تھا چنانچہ
بڑے بڑے خطوں میں جنگل کھڑے ہوئے تھے اور پہاڑوں کے سلسلوں میں
اکثر وحشی لوگ اور ڈاکو لٹیرے بستے تھے علاوہ اُس کے اُن حصوں میں
بھی کہیں بغاوتوں کے خرخشے قایم رہتے تھے جو جنگلوں اور
پہاڑوں سے پاک صاف تھے جیسے کہ خود شاہجہاں کے دور حکومت
میں بندیل کھنڈ میں بغاوت قایم ہوئی مگر یہہ بغاوت ایک ایسے خطہ
میں محدود رہی جو ثانی زوال واقع یورپ سے چھوٹا تھا یہاں تک کہ
انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے صوبوں کو اُس بغاوت کی خبر بھی
نہوئی *

‡ مسٹرلر صاحب نے گجرات کا حال بیان کیا اور گراٹ اور بروش صاحب نے
مری صاحب کی کتاب تحقیقات ایشیا میں بہار و بنگال و اوڑیسہ کے حالت لکھے اور
تیورنیر صاحب نے شاہجہاں کی سلطنت کے اکثر حصوں کا حال مفصل لکھا

اد رسانی کے افسروں میں لین دین کا چرچا اور رشوت ستانی کا اجرا
وکا چنانچہ یورپ والوں کی گواہی اس مقدمہ کی نسبت ہمارے پاس
وجود ہی کہ پرمٹ والے حکام اپنے لیئے مال لوگوں کا چھین جھپٹ سے
یتے تھے اور صوبونکے حکام اپنی خود مختاری سے ہر طرح کا زور ظلم عمل
میں لاتے تھے مگر باوصف ان نقصانوں کے لحاظ کے بہت سی باتیں ایسی
باقی رہتی ہیں کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے صاف یہہ دریافت ہوتا ہی
کہ شاہجہاں کے عہد حکومت میں ہندوستان کی حالت شادابی اور
سر سبزی پر قایم تھی † *

دلی سے دارالسلطنت کے بنانے سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ یہہ
بادشاہ اپنی ذاتی دولت سے سرکاری دولت کے علاوہ معمور و مشحون تھا
منڈوسلو صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگرہ شاہجہاں کے وقتوں میں اصفہان
سے دوگنا تھا چنانچہ اُس میں عمدہ عمدہ بازار اور اچھی اچھی دوکانیں
اور بہت کثرت سے غسل خانے اور بہت سی کارواں سرائیں موجود
تھیں اور یہہ شادابی اور آبادی صرف اُن مقاموں میں محدود نتھی

† ٹیورنیر صاحب جس نے ہندوستان کے اکثر حصوں کو مکرر سہ کرر دیکھا بھالا
بیان کرتے ہیں کہ شاہجہاں بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت کرتا رہا جیسے کوئی
باپ اپنے بال بچوں کی نگرانی کرتا ہی اور یہی صاحب اُسکی ملکی حکومت کی
چابکی چستی اور جان مال کی حفظ و حراست کو بڑے مبالغہ سے لکھتے ہیں جو
بادشاہ کی سعی و محنت کی بدولت رعایا کو حاصل تھی اور ڈلاوالی صاحب جس نے
جہانگیر کی اخیر سلطنت یعنی سنہ ۱۶۲۳ ع میں جب کہ شاہجہاں اُس کے بیٹے
کے عہد دولت کی نسبت سلطنت کا کام ابتر تھا تاریخ لکھی یہہ بیان کرتے ہیں کہ
شاہجہاں کے زمانہ میں سارے لوگ اپنی اوقات امن چین سے شریفوں کی طرح کاٹتے
تھے اور جان مال کی حراست بھی اُنکو بخوبی حاصل تھی اور وجہہ اُسکی یہہ ہی
کہ بادشاہ اُنکا جھوٹے جھوٹے بہتانوں کے ذریعہ سے زور و ظلم نہیں کرتا اور جب کہ
یہہ بادشاہ اپنی رعایا کو کھاتا پیتا اور خوش باخوش دیکھتا ہی تو کسی قسم کا
تاوان اُن سے نہیں لیتا جیسے کہ اور مسلمان بادشاہوں کا دستور و قاعدہ ہی اس لیئے
کہ ہندوستان کے لوگ ایک بڑے ٹھاٹ سامان سے رہتے ہیں اور شان شوکت کے دکھانے
اور جاہ و حشمت کے جتانے پر مرتے ہیں

شاهجہاں کے عہد دولت کی شادابی کا بیان

اگرچہ شاهجہاں کی سلطنت بطور معقول اہتمام کو نہ پہونچی مگر گماں غالب یہہ هی کہ هندوستاں کی سلطنتوں میں سے وہ سلطنت نہایت عمدہ هوئی اور باوصف اس کے کہ وہ بعض بعض وقتوں میں غیر ملکی لڑائیوں میں گھما رہا رہا مگر اوسکے خاص ملک کا امن چین بطور خود قایم دایم اور ایشیا کی بہت سی سلطنتوں کی نسبت اسکی سلطنت میں انتظام و اهتمام اچھا رہا *

باوجود اسکے کہ یہہ بادشاہ آرام و آسایش کا شیفتہ اور عیش و نشاط کا فریفتہ تھا اور باوصف اس کے کشمیر جنت نظیر کے آنے جانے اور عمدہ عمدہ عمارتوں کے چنانے بنانے میں جسکا شوق ذوق اس کو دامنگیر رہتا تھا ملک کے انتظام و اهتمام اور کاروبار سلطنت کی اصلاح و انصرام سے غافل رہنے کو گوارا نکرتا تھا چنانچہ اس نے اسی باعث سے اور نیز اپنے لیئے عمدہ وزیروں کے انتخاب کرنے سے سلطنت کے نظم و نسق اور حکومت کے بست و کشاد میں کسی قسم کے خلل کو دخیل ہونے دیا بلکہ اس نے عمدہ عمدہ باتیں ایجاد کیں جیسے کہ جمعبندی اور زرلگان کے قایم کرنیکی غرض سے دکن کی پیمایش کی خانی خاں جو ان زمانوں کا نہایت عمدہ مورخ هی بیاں کرتا هی کہ اگرچہ اکبر بادشاہ از روے دستور مندی اور قانوں تراشی کے شہرہ آفاق اور مشہور اکناف هوا مگر ملک و محاصل کے نظم و نسق اور سلطنت کے شو محکمہ کے انتظام و اهتمام کی حیثیت سے کوئی بادشاہ ایسا نہیں گذرا جیسا کہ یہہ شاهجہاں تھا *

یہہ مانا کہ اور بادشاہوں کی نسبت شاهجہاں کی حکومت تھوڑی بہت اچھی خاصی تھی مگر یہہ سمجھنا مناسب نہیں کہ وہ حکومت ان قباحتوں سے پاک صاف تھی جو خود مختار بادشاہوں کی حکومتوں میں همیشہ پائی جاتی هیں اس لیئے کہ یہہ بات خیال میں آتی هی کہ مال کے حاکم کسیقدر زور و ظلم سے محاصل وصول کرتے هونگے اور

اگرچہ اس دھاوے کي تندي سے ساري فوج میں ہل چل پڑي مگر
نگ زیب اپني ذات سے مضبوط و مستحکم رہا چنانچہ جہاں کہیں
خطرہ معلوم کرتا تہا وہیں اپنا ہاتہي دوڑاتا تہا اور بآواز بلند اپنے
وں سے کہتا تہا کہ خدا تمہارا ساتھي ہی اور تمہاري بازگشت اوسیکي
ف ہی اور کوئي پشت پناہ آسکے سوا نہیں اسي کہمسان میں
چہ روپ سنگہہ اپنے گہوڑے سے کودا اور اورنگ زیب کے ہاتہي تک
ونچکر اُس کے تنگ کو کاتنے لگا اورنگ زیب اوسکي دلیري دلاوري
ے حیران رہا اور اُسہر پریشاني کیوقت اپنے لوگوں سے پکار کر کہا کہ اس
برو کو ضایع نہ کرنا مگر اوسکي آواز کے پہونچنے سے پہلے وہ پاش پاش
ہو چکا تہا بعد اوسکے جب مرزا مراد نے راجپوتوں کے ہٹانے بہگانے سے
فرصت پائي تو دارا شکوہ کے قلب لشکر پر متوجہہ ہوا اور جب کہ
داراشکوہ نے راجپوتوں کے مارے جانے اور بہاگ آنے سے اپني فوج کے
دائیں بازو کو دشمن کے حملہ کے لیئے کشادہ پایا تو اپنے حملہ کي قوت
کم کرنے پر مجبور ہوا جو مخالف کے قلب لشکر پر پہیلي ہوئي تہي
اگرچہ یہہ احتمال غالب تہا کہ دارا شکوہ اپني فوج کي کثرت و فراواني سے
انجام کو کامیاب ہوجاتا مگر ایسي حالت میں کہ وہ اپنے ہاتہي کو جوساري
فوج کو دکہائي دیتا تہا آگے بڑہائے جاتا تہا اور اپني للکار سے فوج کي ہمت
بڑہاتا جاتا تہا اور ہاتہہ کے اشارہ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتا تہا مخالف
کي فوج سے ایک بان ایسا آکر لگا کہ ہاتہي اُس کا بے قابو ہو گیا یہاں
تک کہ کام نا کام اپنے ہاتہي سے کود کر گہوڑے پر سوار ہوا اور جب کہ
دارا شکوہ دور دور کي فوج کو نظر نہ پڑا تو اون لوگوں میں پریشاني نے
پانو اپنے پہیلائے اور جب کہ گہوڑے کي اسواري کے بعد ایک ملازم اوس کا
جو اوسکے ترکش باندہ رہا تہا فوج مخالف کے تیر گولي سے گرا تو پاس
پاس کے لوگوں میں بہي پریشاني پہیلي اور ساري فوج میں ہل چل
پڑ گئي ایشیا کا دستور یہہ ہی کہ سردار کے مارے جانے سے اکثر ہار

بالکل ضایع گیا مگر اُس نے مرۃ بعد اخریٰ اور کرۃ بعد اولیٰ اپنے دھاروں کو جاري رکھا اور عین مرکز لشکر پر جہاں اورنگ زیب اپني ہمت باندھے کھڑا تھا متواتر حملوں کي بوچھاریں برساتا رہا اور اسيٰ عرصہ میں تین ہزار اوزبکوں نے مرزا مراد پر حملہ کیا اور تیروں کي ایسي بوچھاریں برسائیں کہ مرزا مراد ان کے مقابلہ پر بدشواري ٹھہر سکا اگرچہ آسکے ہاتھي نے تیروں کي مار ماروں سے بھاگنا چاہا مگر اس نے پاؤنمیں بھاري زنجیر ڈلوائي اور اس زنجیر کے ڈالنے سے اپنے بھاگنے کے اختیار و قدرت کو منقطع کیا بعد اس کھسان کے جو اوزبکوں سے واقع ہوا ایک اور دھاوا ظہور میں آیا یعني راجپوتوں کے بہت بڑے گروہ نے مرزا مراد پراس تندي تیزي سے حملہ کیا کہ کوئي چیز آسکو روک نہ سکتي تھي منجملہ اونکے راجہ رام سنگھہ اُن کے سردار نے جو زعفراني جامہ پہنے ہوئے اور مرصع کلغي لگائے ہوئے آتا تھا مرزا مراد کي طرف اپنا گھوڑا دوڑایا اور بھالا تول کر مرزا مراد پر چلایا اور مہاوت کو للکار کر ہاتي بٹھانے کو کہا مراد نے اوسکا بھالا اپني ڈھال پر روکا اور ایک تیر آبدار کے ذریعہ سے شربت مرگ اوس کو چکھایا ‡ اور جبکہ راجہ رام سنگھہ اوس کے تیر کي مار سے پچھاڑ کھاکر گرا اور لوٹ پوٹ کر مر گیا تو راجپوتوں کے غیظ و غضب کو جوش آیا اور ایسے جي توڑ کر لڑے کہ مرزا مراد کے ہاتھي کے آس پاس اونکي لاشوں کے پشتے بندھ گئے اگرچہ اورنگ زیب اسوقت میں بھائي کي اعانت کرنے کو آمادہ تھا مگر وہ جہاں کہیں تھا وہیں اوس کو نہایت مصروفي مشغولي کا موقع ہاتھہ آیا یعني داراشکوہ نے اورنگ زیب کي توپوں کي قطار کو توڑ کر قلب لشکر پر دھاوا کیا اور دھاوے کي تندي اور فوج کي فراواني سے جو چیز اوسکے سامنے پڑي اسکو ٹھکانے لگایا *

‡ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس دھاوے کو بوندي والے راجہ چتر سال سے نسبت کیا جو شاہجہاں کے عہد و دولت میں مشہور سرداراں فوج سے گنا جاتا تھا اور اسي لڑائي میں مارا گیا — خافي خاں برنیر صاحب

دارا شکوه اس آشتي سے اس لیئے خوش نہ تھا کہ اُسکے هونے سے محدود اختیار اوسکا بجاے خود باقي نہ رهتا اور بدستور سابق ساري سلطنت کا انصرام و اهتمام اوسکے باپ کے قبض و تصرف میں چلا جاتا بس کہ دارا شکوہ نے اسي واقعي خیال سے اور نیز اپني فوج کي کثرت تعداد کے بھروسے پر سلیمان شکوہ اپنے بیتے کا انتظار بھي نہ کیا جو اُسکي فوج کا عمدہ تکڑا همراہ اپني لیئے هوئے بنارس سے چلا آتا تھا یہانتک کہ داراشکوہ اپنے باپ کي تاکید و فہمایش کے خلاف پر ایک ایسي فوج ساتھہ لیکر آگرہ سے روانہ هوا جو کثرت تعداد اور درستي ساز و سامان کي حیثیت سے ایسي معلوم هوتي تھي کہ کوئي فوج اُسکي تکر نہ اُتھا سکیگي مگر حقیقت میں اپنے حاکم کے غرور و نخوت اور سرداروں کي نمک حرامي اور چنے چنے لڑنے والوں کے موجود نہونے سے بہت کمزور هوگئي † تھي *

غرض کہ آغاز جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق ششم رمضان سنہ ۱۰۶۸ع کو دونوں فوجیں یعنے اورنگ زیب اور داراشکوہ کے لاؤ لشکر شاماگدہ واقع متصل آگرہ پر پہونچي اور دوسرے روز آپسمیں صف بندي توهوئي مگر اگلي صبح تک لڑائي بھڑائي نہ هوئي *

دارا شکوہ کیطرف سے لڑائي شروع هوئي یعني اوسکي فوج کے ایک رسالہ نے جو رستم خاں رسالہ دار کے زیر حکومت تھا آپ اپني طرف سے پہلے پہل چھیڑ اوتھائي مگر وہ رسالہ اُن توپوں کي قطار میں گھس بیتھہ نہ سکا جو اورنگ زیب کي فوج کے سامنے مرتب کي گئي تھیں اور ایسے هي دوسرا دھاوا بھي جو خود دارا شکوہ نے کیا تھا نا کام رہا اور

† خافي خاں بیان کرتا هی کہ داراشکوہ کي فوج آگرہ میں ستر هزار سواروں سے زیادہ تھي اور هاتھي اور توپیں بلا شمار تھیں اگرچہ برنیر صاحب هندوستان کے بیان کو هجوم و کثرت کے مقدمہ میں عموما اعتبار نہیں کرتے مگر یہاں وہ صاحب خیال کرتے هیں کہ دارا شکوہ کے پاس ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار پیادے اور اُسي توپیں هونگي اور اورنگزیب و مراد کي فوجوں کو تیس یا پینتیس هزار سوار بتاتے هیں

سمجھتا رہا اور تمام موقعوں پر تواضع اور مدارات اوسکی کرتا رہا || بعد اوس کے یہہ دونوں بہائي خفیف خفیف کوچ کرتے ہوئی آگے کو بڑھے یہاں‌تک که وہ شعبان سنه ۱۰۶۸ مطابق مئي سنه ۱۶۵۸ع کو دریاے چنبل تک پہونچے جو گوالیار کے قریب اور دہولپور کے نیچے بہتا ہی اور جو جو انتظام اوس دریا کي حفظ و حراست کي غرض سے داراشکوہ نے کیئے تہے وہ اورنگ زیب کي عمدہ تدبیروں سے بے کار ہوگئے یہاں تک که فوج اوس کي بلاتکلف دریا پار اوترگئي *

جسونت راے کي لڑائي سے پہلے شاہجہاں شدت گرمي کے مارے اگرہ سے دلي کو روانہ ہو گیا تہا اور جب که اوسنے یہہ بري خبر سني که جسونت سنگہہ نے لڑائي ہاري تو بلا رضا و رغبت وہ دلي سے آگرہ کو واپس آیا اور وہاں آکر یہہ دیکہا که دارا شکوہ نے میر جملہ کے بیٹے محمد امین کو مقید کیا ہی مگر جب که شاہجہاں نے اس حرکت کو پسندیدہ نہ سمجہا تو خود داراشکوہ نے حکم اپنا منسوخ کیا اگرچه خود بادشاہ اس زمانہ میں شدت مرض کے مارے ضعیف و نحیف تہا مگر باوصف اس کے خیموں کي استادگي کا حکم اوس نے صادر فرمایا اور بذات خود لڑائي پرجانے کا اوسنے ارادہ کیا اور یہہ اومید اوسکو قوي تہي که میري موجودگي اور حکم و حکومت کے باعث سے باہم تصفیه ہو جاویگا اور ایسي لڑائي واقع نہوگي جسکے ہونے سے طرح طرح کي بلائیں مصیبتیں خود اس پر اور فریقین پر نازل ہوویں مگر اوسکے سالے شایسته خاں نے روک تہام اوسکي کي اور اس ارادہ سے اوسکو باز رکہا اور حقیقت یہہ تہي که اگر شاہجہاں اس ارادہ کو پورا کرتا تو گو فوجوں پر تہوڑا بہت اثر اوسکا ہوتا مگر بیٹوں کے حق میں کارگر نہ پڑتا اس لیئی که شاہزادوں کي یہہ نوبت پہونچي تہي که اپنے ارادوں سے پہرنا اور شاہجہاں کي حیات موہوم پر اپني سلامتي کا بہروسا کرنا اب ممکن نہ تہا *

|| خافیخاں و برنیر صاحب

اسي عرصه میں آخر مارچ سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ۲۵ جمادي الثاني سنه ۱۰۶۸ هجري میں اورنگ زیب نے برهانپور † سے مالوه کو کوچ کیا اور مرزا مراد اپنے بهائي سے ملاقي هوا اور دونوں کي فوجیں باهم هوکر جسونت راے پر روانه هوئیں جو اوجین کے قریب اپني چهاوني ڈالی پڑا تها راجه نے اپني فوج کو دریاے سپرا کے کنارے پر آراسته کیا یهه دریا اگرچه اوس زمانه میں خشک هونے کے قریب تها مگر جس زمین پر بهتا تها اوسکه پهاڑي هونیکے باعث سے وار پار اوترنیکا بڑا مانع مزاحم تها یهه لڑائي اپریل سنه الیه مطابق ماه رجب سنه الیه میں واقع هوئي اور راجپوت بڑي دلیري دلاوري سے لڑے مگر جب که باقي فوج نے تائید اون کي اچهي طرح نکي تو وه لڑائي هار گئے اور تصفیه اِس لڑائي کا مرزا مراد کي بهادري سے هوا غرض که جسونت سنگهه اپني پراگنده فوج کو لیئے هوئی اپنے ملک کو چلا گیا اور باقي فوج بادشاهي تتر بتر هوگئي ‡ بعد اوس کے جب اورنگ زیب نے اپنے سرداروں پر انعام تقسیم کیا تو مراد کي شکرگذاري کے لیئے اون کو بهیجا گویا که وهي شاهزاده اِس فخر و عزت کا سرچشمه اور شان و شوکت کا سرمایه هی اور جب که اورنگ زیب اوس سے پهلے پهل ملا تها تو اوس نے باهم متفق رهنے کا قول و قسم کیا تها چنانچه بعد اس لڑائي کے وه اپني بات پر قایم رها اور صدق و صداقت اور زور و متانت سے وه وعدے اپنے کیئے گیا اگرچه اورنگ زیب اپني حسن و لیاقت کے ذریعه سے لڑائي کے تمام کاربار پر قابض و متصرف تها مگر لڑائي کے سارے زمانه میں جاں نثاري اور نیازمندي جتاتا رها اور چهوٹے بهائي کو بڑا

---

† خافي خاں

‡ برنیر صاحب بادشاهي فوج میں تهوڑے هي عرصه بعد اِس لڑائي کے آئی تهے چنانچه وه صاحب قاسم خاں بادشاهي فوج کے دوسرے سردار کو نمک حرام بتاتے هیں یعني اُسنے مخالفوں سے موافقت کي اور حق نمک ادا نکیا — ایضا خافي خاں

مراد اورنگ زیب کي ایسي خلاف توقع باتوں سے دھوکہ میں آیا ہو مگر اوس نے موتي چال کو اپنے اوستادانہ پیرایوں سے چھپایا تھا غرض کہ مراد ایک سیدھا سادھا آدمي تھا چنانچہ اُس نے اورنگ زیب کي بناوٹوں اور خوشامد آمیز فقروں کو بہت کان دھر کر سنا اور کسي طرح کا شک و شبہہ جي میں نہ لایا اور اپنے خفیف معاملہ کي تائید و اعانت سے جس کي توقع اُس کو بہت تھوڑي تھي نہایت شاداں و فرحاں ہوا *

اِس سے پہلے دارا شکوہ اپنے حریفوں کے مقابلہ کي تدبیریں ٹھیک ٹھاک کرچکا تھا چنانچہ اُسنے راجہ جسونت سنگھہ کو مراد اور اورنگ زیب کي دیکھہ بھال کے لیئے مالوہ میں روانہ کیا تھا اور یہہ اُس کو سمجھا دیا تھا کہ حسب تقاضاے وقت جیسا کہ شایاں و مناسب ہووے ساري فوج سے اُن کا مقابلہ کرے یا فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بمقابلہ پیش آوے بعد اُس کے نومبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق چوتھي ربیع الاول سنہ ۱۰۶۸ ھجري میں دلي سے آگرہ کي جانب بڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے ساتھہ ایک فوج ابني کرکے معائید راجہ جے سنگھہ کے مرزا شجاع کے مقابلہ پر بھیجا جو بنگالہ سے چلا آتا تھا اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ اُس زمانہ میں شاہجہاں نے کامل شفا پائي تھي اور اپني سلطنت پر دو بارہ قبضہ کرنے کے قابل ہوگیاتھا مگر اور شاہزادوں کي بد وضعي اور بد چلني سے داراشکوہ پر اعتماد اُس کا زیادہ ہوتا گیا چنانچہ اس نے شاہزادہ مرزا شجاع کے نام اس مضمون سے ایک شقہ مضبوط لفظوں کا لکھا کہ تو اپني حکومت گاہ کو واپس چلا جا مگر مرزا شجاع نے شقہ مذکور کو دارا شکوہ کا جوڑ تصور کیا اور اب بھي بادشاہ کے شفا پانے کو مشتبہ سمجھے گیا اور دارالخلافت کي طرف بڑھتا آیا یہاں تک کہ مرزا سلیماں شکوہ اُس سے بنارس کے قرب و جوار میں متقابل ہوا چنانچہ شجاع سے لڑائي ہوئي مرزا شجاع کي فوج اگرچہ منتشر تو نہوئي مگر اوس نے شکست فاحش کھائي چنانچہ مرزا شجاع بنگالہ جانے پر مجبور ہوا *

کي صورت میں اُس کے خاندان والوں کو پیش آتي مگر اورنگ زیب نے ایک بات ایسي اُس کو سوجهائي که اُس کي پریشاني دور هوگئي *

ایک تدبیر کي رو سے جو آپس کي صلاح و مشورت سے نکالي گئي تهي اورنگ زیب نے میر جمله کو اپنے دربار میں بلایا میر جمله نے پریشاني ظاهر کي اور تعمیل حکم میں توقف کیا مگر جب که وه کام ناکام اُسکے دربار میں حاضر هوا تو اورنگ زیب نے دولت آباد کے قلعه میں مقید رهنے کا حکم دیا اور میر جمله کے ماتحت سردار اپنے افسر کي خفیه اجازت سے اورنگ زیب کي خدمت میں حاضر رهے بعد اُسکے اورنگ زیب نے پرده تو اوٹهایا مگر اپنے معمولي چالیں چلتا رها چنانچه اُس نے دارا شکوه اور شجاع کو آپس میں لڑنے بهڑنے دیا تاکه اونکے کم زور هونیسے اپنے تئیں فایده پهونچے اور اپنے جوڑتوڑوں کو مراد کے رفیق و موافق بنانے میں صرف کیا جس سے یهه امید تهي که وه اوس کے هاتهوں میں بطور ایک آله کے رهیگا غرض که اوسنے مراد کو ایک خط اِس مضمون سے لکها که میں تمهارا خیر خواه اور برادر مخلص هوں اور تخت نشیني تمکو مبارک هو باقي میرا یهه اراده هی که میں مکه کو جاؤں اور کنج عزلت میں بیٹهه کر خدا کي یاد کروں اور دنیا کو چهوڑوں اور باوصف اِس کے لامذهب داراشکوه کے مقابله پر تیرا ساتهي بني هوں اور ابتک که همارا باپ جیتا جاگتا هی تو هم کو چاهیئی که اُس کي خدمت میں حاضر هوں اگر وه همسے بعنایت پیش آوے تو اُس کو اُس رعب داب سے بچاویں جو داراشکوه نے اُسپر حاصل کیا اور اپنے بهائي داراشکوه کي غلط فهمي کي معافي چاهیں اور اب اسي عرصه میں همکو یهه مناسب هی که هم اپني فوجیں اکٹهي کریں اور کافر جسونت راے سے بمقابله پیش آویں جو همارے لیئے روانه کیا گیا † اگرچه یهه بات قرین قیاس نهیں که مرزا

† شاني شاں

گور کے کنارے پہونچ گیا § دارا شکوہ نے ایسی وقت میں اکتوبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق هفتم ذي‌الحجه سنه ۱۰۶۷ هجري کو جگهه جگهه کي خط کتابت موقوف کرائي اور ایسی مسافروں کو کہیں آنے جانے ندیا جن کے ذریعه سے بادشاہ کے سخت بیمار هونیکي خبر صوبوں میں پهیلني ممکن تهي مگر باوصف اِس کے بهائیوں کي تاک جهانک اور چالاکیوں سے بهت دنوں تک بچ نسکا اور خصوص اورنگ زیب کو اوسکي کل حرکتوں اور فعلوں کي اُس لڑائي کے تمام زمانه میں ذرا ذرا خبر پهونچتي رهي جسکا بیان آگی آویگا *

ایسی اڑے وقت میں پہلے پہل مرزا شجاع نائب‌السلطنت بنگاله نے میدان میں قدم رکها چنانچه اوسنے ساري فوج اپني اکهٹي کي اور دارالسلطنت کے اراده پر بہار تک چلا آیا بعد اوس کے مرزا مراد نایب‌السلطنت گجرات نے مرزا شجاع کي پیروي کي چنانچه ضلع کے خزانوں پر تصرف کیا اور سورت کو آ گهیرا جہاں کا حاکم محکوم اوسکا نتها اور بہت سے روپیه کے وهاں جمع هونے کا خیال اوسنے کیا *

اورنگ زیب نے زیاده هوشیاري برتي که آسنے شجاع اور مرادکي مانند بادشاهي کا خطاب اختیار نه کیا اگرچه اپنے صوبه کي شمالي سرحد تک آیا اور اپني فوج کو طیاري کا حکم سنایا مگر جب تک که دارا شکوه کي طرف سے بصیغهٔ بادشاهت میر جمله وغیره سرداران فوج کے نام یهه حکم نه آیا که اورنگ زیب کے تحت حکومت نرهو اور اُس کے نشان سے الگ هو جاؤ تب تک وه علانیه جنگ و پرخاش پر آماده نهوا میر جمله معاوں کي ملازمت کے بعد آگره میں بلوایا گیا تها اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز اور ممتاز هوا تها اور بعد اُس کے دکن کو واپس روانه کیا گیا تها مگر کل خاندان اُس کا آگره میں موجود تها اور اسي لیئے بادشاه کي نافرماني میں اُن نتیجوں کا اندیشه تها جو نافرماني

§ حاني حال

جس بي بي سے یهه چاروں بیٹی تهے ‡ آسي بي بي سے دو بیٹیاں
تهیں منجمله اُن کے بادشاه بیگم بڑي بیٹي شاهجهاں کو پیاري تهي
خدا تعالی نے حسن و نزاکت کے ساتهه اُس کو فهم فراست بهي
یت فرمایا تها اور دارا شکوه کے مقصودوں کي مدد و معاون رهتي
ی اور اِس لیئے که دوسري بیٹي روشن آرا بیگم میں بادشاه بیگم
شکل و شمایل کم تهي تو رعب داب اُس کا کم تها اور بادشاه کا
نفات بهي اُس طرف تهوڑا تها مگر فند و فطرت کي سازشوں اور
حلسراے کے بهیدوں کي واقفیت سے اپنے پیارے بهائي اورنگ زیب کے
سے کام آتي تهي *

دارا شکوه کے انصرام سلطنت اور بهائیوں کي بغاوت کا بیان

جس خبر کے پهونچنے پر اورنگ زیب نے دارالسلطنت کا اراده
کیا وه روشن آرا بیگم کي بدولت حاصل هوئي تهي بیان اُس کا یهه
هی که شاهجهاں سرسٹهه برس کو پهونچا تها اور پچهلے دنوں میں
کاهلي اور ارام طلبي کے باعث سے سلطنت کے کام کاج پر پوري پوري
توجهه نکرتا تها اور اور بیٹوں کي نسبت دارا شکوه کو یهه مرتبه دیا تها
که اُس کو وارث تخت سمجهه کر جن کاموں کو خود نکرتا تها اُن کو
اس پر ڈالتا تها غرض که اسي زمانه میں بادشاه کے گهٹنے درد کرنے
لگے اور پیشاب اُسکا بند هوگیا اور کام کاج کے قابل نرها یهاں تک که

کا دعوی رکهتے هیں اور اسي سبب سے وه بڑوں سے بهلا اور بهلوں سے برا هی اور مرزا
شجاع ایک شرابي کبابي اور مراد ایک نفس پرور اور شکم بنده هی اور اورنگ زیب
اپنے کاموں اور صلاح و مشورت کي باتوں میں مراد اور شجاع دونوں پر فایق اور
سرکاري کاموں کے برجهه اُٹهانے کے لایق هی مگر شکوک شبهات سے معمور اور سب
کي جانب سے بدگمان هی اور کسي آدمي کو اعتماد کے قابل نهیں جانتا ۱۲ رقعه اورنگ زیب
موسومه فرزند خود مندرجه دستورالعمل اغائي

‡ گلیڈون صاحب کي تاریخ جهانگیر

اکثر مسلمانوں کو صدمہ پہونچا تھا جو اِس معمولی نفرت کے علاوہ
کہ لوگوں کے خیالوں اور مذہبوں کو ازادی حاصل ہوئی یہہ بات بہی
سمجھتے تھے کہ ہمارے دین کی تخریب کا ارادہ کیا گیا بعد اُس کے
جہانگیر اُس کی گدی پر بیٹھا اور اُس نے مسلمانوں کی پرانی رسموں
کو ایسے پہلے پن سے دوبارہ رایج کیا کہ مسلمان لوگ اچھی طرح راضی
ہوئی اور شاہجہاں اُس کا بیٹا اگرچہ باپ کی سمت کچھہ زیادہ
مسلمان تھا مگر دارا شکوہ اُس کا پیارا بیٹا اکبر کے قدم بقدم چلتا تھا
چنانچہ ایک کتاب اُسنے هندو مسلمانونکے مسائلوں میں تصنیف کی
اور دونوں کی تطبیق اپس میں چاہی غرض کہ کوئی بات اِس سے
زیادہ موثر مستحسن نہیں ہوسکتی تھی کہ دارا شکوہ اپنے فاسد عقیدوں
کی بدولت مسلمانوں کے نزدیک اچھا ٹھہرے اور اورنگ زیب سے پابند
مذہب کا مقابلہ کرنا دارا شکوہ سے اِس خاص صورت کے سوائے معقول
اور پسندیدہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسلام کا پہلوان اور دارا شکوہ اُس کا
مخالف کفر کا معاون سمجھا گیا اور مرزا شجاع کی قسمت اس باعث
سے معزز و ممتاز تھا کہ مرزا شجاع شیعوں سے گھلا ملا رہتا تھا اور سنی
مسلمان اُس سے نفرت کرتے تھے *

مرزا مراد اپنے دل سے سخی اور جی کا بہادر تھا مگر سمجھہ بوجھہ اُس
کی کامل نتھی اور کام اُس کے عام لوگوں کے سے دھندے تھے باقی
دلیری اور خودرائی اور شہوت پرستی اور آرام جوئی کے علاوہ کوئی
کام اُس کو نہ تھا اور اِن کاموں سے بڑہ کر کسی ترقی کا خواہاں
نہ ہوتا تھا † *

---

† اِن شہزادوں کے اخلاق و عادات کا مذکور برنیر صاحب کے بیان سے لیا گیا
اور واقعات مندرجہ حاجی خاں اور رقعات اورنگ زیب کے چند مقاموں سے کچھہ کچھہ
تبدیل اُن میں کی گئی اورنگ زیب نے شاہجہاں کا فرمودہ اپنے بیٹوں کی نسبت
تمہید کیا شاہجہاں نے فرمایا کہ بادشاہت کی شان و شوکت اور نوج کی حکومت
کی لیاقت دارا شکوہ رکھتا ہی مگر وہ اپنے لوگوں سے حسد کرتا ہی جو نشر و عزت

زور بند اوسکے پہلوانوں کے سے نہ تھی مگریوں صورت کا اچھا تھا اور جو
ہ دنیا کے کاموں میں اکثر مکرو فریب کی باتیں برتتا تھا اور دین
مذہب کے قاعدوں کو تدبیر مملکت کا الہ بناتا تھا تو اس سے یہہ سمجھا گیا
ہ اپنے دین میں بھی سچا نہ تھا مگر حقیقت میں اُسکے پکے مسلمان ہونے
اور دین میں تعصب برتنے میں کوئی شک شبہہ نہ تھا پکے مسلمانوں
سے تعلیم اُس نے پائی تھي اور اغاز شباب میں عبادت پر متوجہہ تھا
یہاں تک کہ ایک بار اُس نے یہہ بات بھي کہي تھي کہ دنیا چھوڑ کر
فقیري کا جامہ پہنونگا اورعمر بھر اُس نے دین کي پابندي ایسي
ایسي باتوں میں ظاهر کي کہ کوئي کوئي بات اُن میں اُس کي
غرضوں کے مفید نہ تھي اور کوئي کوئي اُس کے مطلبوں کے صریح
مخالف تھي دعاؤں کے مانگنے اور نماز و قران کے پڑھنی اور
خدا کے پوجنے اور بري باتوں سے بچنے میں گرمجوشي دکھاتا
تھا یہاں تک کہ بظاهر یہہ گمان تھا کہ وہ اپني محنت سے روتي
کما کر کھاتا هی علاوہ اُس کے عجز و انکسار کے برتنے اور کسي کے بھڑکانے
سے نہ بھڑکنے اور اڑے وقتوں میں خداهي پر بھروسا کرنے اورر خصوص
اُن عمدہ کوششوں کے پورے کرنے میں نہایت سعي و محنت اُس کي
مشکور هوئي جو اسلام کے بڑھانے اور کفر کے گھٹانے میں اُسکي پائمردي
سے ظاهر هوئیں مگر باوصف اِس کے خود کامي کا مضمون اُس میں ایسا
سمایا تها کہ جب اخلاق و ملت کي کوئي بات اُس کي بلند نظري اور
طمع کشائي کے مانع مزاحم هوتي تو پھر اُسکي کچھہ پروا نکرتا تھا اور
اپنے مطلب کے لیئے هرقسم کے جرم و گناہ کا مرتکب هوتا تھا اگرچہ اور
وقتوں میں طرح طرح کے وسواس اور اخلاق و مذهب کے خیالات اُس
کے جي میں گذرتی تھی *

ملکي کاموں میں مذهب کے قاعدوں سے کام لیا اور باعث یہہ تھا
کہ اُس وقت کا یهي مقتضي تھا اِس لیئے کہ اکبر کي انوکھي باتوں سے

اور شان و شوکت کے دکھانے پر ایک مدت سے لگ رہی تھی ملکہ خود
جان ہی کی سلامتی کے لالے پڑے تو اورنگ زیب کی توجہہ دارالسلطنت
پر مائل ہوئی اور دکن کی مہموں سے بہت دنوں تک برطرف رہی *

شاہجہاں کے چار بیٹوں میں سے کوئی ایسا کھٹکا نہ تھا کہ وہ کمتر
حالت پر قناعت کرتا بلکہ بقول اُس کے جو لنکا میں وہ باون گز کا
ہر ایک اعلی مرتبہ کا خواہاں جویاں تھا منجملہ اُن کے داراشکوہ
بیالیس برس کا اور مرزا شجاع چالیس برس کا اور اورنگ زیب
اڑتیس برس کا اور مرزا مراد ان سب سے چھوٹا تھا مگر باوصف اسکے کہ
عمر میں چھوٹا تھا بری دلیریوں کا حکم رہ چکا تھا † اور حال اُنکا یہہ
تھا کہ داراشکوہ کا سینہ بیکینہ اور همت اُسکی عالی اور خرچ اُسکا فراواں
اور فکر اُسکی سلیم اور شکوہ و وقار اُس کا بہاری بھرکم تھا مگر مخالف کی
طبیعت کا متحمل نہ تھا اور دور اندیشی کے عام قاعدوں کو مکر و تطرف
اور کم روری کی باتیں سمجھتا تھا اور اُن کے برتاؤ سے بری نفرت کرتا تھا
اور اُس کی ایسی نازک مزاجی کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے
دشمن اور نا عاقبت اندیشی اور بے پروائی سے رفیق اُس کے کم ہو گئے
اور اُن کو اوسکی دوستی کا اسرار کم ہو گیا تھا اور مرزاشجاع اوسکا چھوٹا
بھائی اگرچہ لیاقت و قابلیت میں محتاج و دست نگر نہ تھا مگر
رات دن متوالا رہتا تھا اور نہایت عیاشی سے جس کا بندہ تھا یانی
اورنگ زیب اخلاق و عادات میں داراشکوہ کا خلاف تھا چنانچہ مزاج
اوسکا دھیما اور طبیعت اسکی ٹھنڈی اور حوصلہ اسکا تنگ اور بجائے
حدود دور اندیش اور نفس پرست اور نہایت فریبی اور مکار اور کینہ پرور
اور تیز فکر اور سنجیدہ اطوار اور نہایت خوش بیان تھا اور یہہ فکر اسکو
ہمیشہ دامنگیر رہتی تھی کہ نئے نئے دوست بناوے اور دشمنوں کو راضی
رکھے اور باوصف اسکی لڑائی کے کاموں میں ہوشیار اور دلاور تھا اگرچہ

† گلیڈن صاحب کی تاریخ جہانگیر

مصروف تھا اور یہي باعث ھوا کہ اورنگ زیب کو بیجا پور سے لڑنے اور
سپر دھاوا کرنے میں کوئي دشواري پیش نہ آئي اور نصیبوں سے یہہ
بڑي بات حاصل ھوئي کہ بیدرکا وہ مضبوط و مستحکم قلعہ ھاتھہ آیا جو
بیجا پور کي عین سرحد پر واقع ھی اور اسکے ھاتھہ آنے سے بلا دقت
دشواري دارالحکومت † تک بڑھتا چلا گیا اور اس یکایک حملہ کرنے سے
وہ طریقہ جو اپنے بچاو کے لیئے بیجا پور والوں نے بڑي کامیابي سے پہلے
دھاووں میں برتا تھا یعني محاصروں کے تنگ کرنے کو درختوں کو کٹوایا
اور کنوں کو بھروایا اور تالابوں کو خالي کروایا اب کے برتنے نہ پاے غرض
کہ جب اس نئے بادشاہ سے کچھہ بن نپڑي تو نہایت لاچار ھوکر مارچ
سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق سنہ ۱۰۶۷ ھجري کو بري بري شرطوں سے آشتي
کي درخواست گزاري مگر اورنگ زیب نے اُن شرطوں کو بھي قبول نکیا
اور اُسکو ایک ضرورت پیش آئي کہ وہ لوت کر چلاگیا اگر ایسي ضرورت کے
پیش آنے اور ایسے معاملہ کے واقع ھونے سے جس کي لاگ لپیت اُس کو
بیگانے ملکوں پر قبض و تصرف کرنے کي نسبت بہت زیادہ تھي پیچھے
لوت کر نجاتا تو بیجاپور کي دارالحکومت کو اُس کے اطراف و جوانب
سمیت تھوڑے عرصہ میں اپنے قبضہ میں کرلیتا *

تیسرا باب

سنہ ۱۶۵۷ ع سے شاھجہاں کے زوال دولت تک

شاھجہاں بہت بیمار ھوا اور اُس کے سخت بیمار ھونے سے یہہ
اندیشہ پیش آیا کہ تخت اُس کا دارا شکوہ پر جلد منتقل ھوجاویگا
چنانچہ ظہوراُس کا اس قدر ھوا کہ انصرام اُس کي حکومت کا داراشکوہ
کو تفویض کیا گیا اور جب کہ کار بار کي یہہ صورت ھوئي کہ اُس کے وقوع
سے اورنگ زیب کي وہ اُمیدیں توت چلیں جو جاہ و حشمت کے بڑھانے

† گرینت ڈف صاحب

شاہجہاں اسیے مزاج کا ادمی تھا کہ اگر وہ ہوتا تو ایسی کری کری شرطیں نہ لگاتا چنانچہ أساے روپیہ کی شرطوں میں سے بہت کچھہ روپیہ معاف کیا اور باقی شرطوں کی تعمیل کرائی گئی اور اورنگ زیب اورنگ اباد کو ماہ مئی سنہ ۱۶۵۶ ع مطابق سنہ ۱۰۶۶ ھجری میں واپس آگیا بعد اُس کے مدد حملہ مغلوں کی ملازمت میں رہا اور اورنگ زیب کے عمدہ عمدہ صلاح کاروں میں گنا گیا اور اُس کے بلند ارادوں کے لیئے عمدہ ذریعہ تصور کیا گیا غرض کہ بڑے بڑے کام اُس نے دیئے اور اُس کے بڑے کام آتا رہا *

گولکنڈہ کی سلطنت سے کامیابی کا ثمرہ اورنگ زیب اُٹھا ہی ہوچکا تھا کہ اُس کو اُسی قسم کے فائدہ اُٹھانے کا ایک اور موقع اُس ریاست سے ہاتھہ ایا جو اُسکے ہم سائگی میں واقع تھی سان اُس کا یہہ ہی کہ جب سے بیجا پور والے عادل شاہ سے پچھلی صلح پر عہد و پیمان ہوچکے تھے تب سے برابر اس چین کے دن گذرے چلے جاتے تھے اور عادل شاہ بھی شاہجہاں کے اُنس و محبت کو دم بدم بڑھاتا جاتا تھا مگر اِس لیئے کہ عادل شاہ اُس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ سے زیادہ واسطہ علاقہ رکھتا تھا تو اورنگ زیب اپنے بھائی دارا شکوہ کی جہت سے عادل شاہ سے دلوں میں جلتا تھا نومبر سنہ ۱۶۵۶ ع † مطابق محرم سنہ ۱۰۶۷ ھجری کو عادل شاہ مرگیا اور علی اُسکا بیٹا أنیس برس کی عمر میں جانشیں اُس کا ہوا اور شاہجہاں اورنگ زیب کے سکھانے بہکانے سے اس بات پر مایل ہوا کہ جانشیں مذکور کو عادل شاہ کا بیٹا تسلیم نہ کرے اور اپنے باجگدار کی جانشینی کے متدمہ کے تصفیہ میں استحقاق اپنا جتاوے اِس زمانہ میں حکومت بیجا پور کی قوت کچھہ کم تو ہوئی تھی مگر لڑائی کے سامانوں میں مستعد و امادہ نہ تھی علاوہ اس کے اُس کی درج کا بڑا ٹکڑا کرناٹک کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے مقابلہ میں بہت دخل پر

† گرینٹ ڈف صاحب

مہیا کرنیمیں جي جانسے مصروف تھا کہ اورنگ‌زیب آسپر یکایک توت پڑا اور ایسي بیخبري میں یہہ کام آسنے کیا کہ قطب شاہ کو صرف اتني فرصت ھاتھہ آئي کہ وہ حیدر آباد سے بھاگ کر خاص گولکنڈہ کے پہاڑي قلعہ میں بھاگا جو شہر سے سات آتھہ کوس کے فاصلہ پر واقع ھی حیدرآباد اب مغلوں یعني اورنگ زیب کے دخل و تصرف میں داخل ھوا اور پہلے اِس سے کہ بکھري ھوئي فوج اکھتي اور انتظام و قاعدہ کي پابند کیجاوے آدھے شہر کو جلا پھونک کر برابر کیا اور خوب لوتا کھسوتا اس زمانہ سے پہلے اورنگ زیب نے خاص اپنے صوبہ کے آس مقام میں جو گولکنڈہ کے نہایت متصلِ واقع تھا فوج کے فراھم کرنے کا موقع پایا تھا اور جب کہ مالوہ سے اور فوج اُس کے پاس آگئي تو گولکنڈہ پر نئي امداد پھونچنے کا بڑا ذریعہ حاصل ھوا اور اسي عرصہ میں میر جملہ بھي اس اِرادہ پر آپنہچا کہ اپنے ولي نعمت کے ھتیاروں کو ولي نعمت ھي پر اُلٹا چلاوے اور قطب شاہ نے اپنے پہاڑي قلعہ میں جاتے ھي محمد امین کو قید سے رھا اور آس کے باپ کي جاگیروں کو ضبطي سے واگذاشت کیا تھا اور حتی‌المقدور اپني اورنگ زیب سے خط و کتابت اس غرض سے جاري کي کہ کوئي طرح معقول تصفیہ ھوجاوے اور اس بات کے ساتھہ آس نے بیجا پور سے مدد کے حاصل کرنے میں سعي و محنت کا کوئي دقیقہ باقي نچھوڑا مگر بیجا پور والوں نے کسي قسم کي امداد و اعانت نکي اور مغل یعني اورنگ زیب والے بہت کڑے اور بھاري ھوتے گئے قطب شاہ نے بزور و قوت محاصرہ آوتھانے پر بہت سے ارادے کیئے مگر جب کچھہ بن نپڑي تو لاچار اُس نے اطاعت کي وہ سخت شرطیں قبول کیں جو آس کي اطاعت پر پیش کي گئي تھیں یعني سلطان محمد اورنگ زیب کے بیٹے کے ساتھہ اپني بیٹي کي شادي کرنے اور نقد اور ملک آس کے جہیز میں دینے اور کرور روپیہ سالانہ خراج کے پہلي قسط کي بابت ادا کرنے کا اقرار کیا اور علاوہ اِس کے یہہ بھي وعدہ کیا کہ پچھلي باقیات کا روپیہ دو برس کے اندر اندر ادا کرونگا *

اور شاہجہاں، دونوں اُس کو جانتے تھے تو اُس نے اورنگ زیبؔ کو حال اپنا لکھا اورنگ زیب کو گولکنڈہ کی حکومت میں ہاتھہ ڈالنے کا موقع ہاتھہ آیا اور اُس کے لکھنے سے اورنگ زیب سے متفنی فریبی آدمی کو بڑی گرمجوشی سے ایک مستحکم ترغیب حاصل ہوئی چنانچہ اُسنے نہایت گرمی سے میر جملہ کی سفارش میں باپ کو لکھا شاہجہاں نے بیٹے کے لکہنے سے ایک مخوف نامہ اپنے زور و حکومت کے بھروسے قطبشاہ کے نام اس مضمون سے لکھا کہ اپنے وزیر کے شکوہ شکایتوں کو رفع دفع کرے مگر اس تحریر پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ قطب شاہ اس دخل بیجا سے زیادہ برہم ہوا اور محمد امین کو قید اور اُس کی جاگیروں کو ضبط کیا قطب شاہ اپنا غصہ کرچکا اوراب شاہجہاں کا وار آیا چنانچہ اُس نے نہایت پیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا کہ ہمارے حکموں کی معمیل تلوار کے زور سے کرائی جاوے' اورنگ زیب اس نتیجے کا منتظر بیٹھا ہی تھا کہ یہہ حکم اُس کو پہونچا اور حکم کے پہونچتے ہی بڑی سرگرمی اور چالاکی سے تعمیل مذکور کے پورے کرنے میں مصروف ہوا یہاں تک کہ اُس نے اُس کام کو اپنی شوخ و شریر طبیعت کے مناسب پورا کیا *

اورنگ زیب نے کوئی بڑی عداوت ظاہر تو نکی مگر چپکے چپکے فوج اکٹھی کر کے جنوری سنہ ۱۶۵۶ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۱۰۶۶ ہجری میں اس بہانہ سے اُس کو بنگال کی جانب چلتا کیا کہ میرے بیٹے سلطان محمد کی شادی مرزا شجاع کی بیٹی سے قرار پائی ہی اور یہہ فوج اُسکے پہونچانے کو جاتی ہے اور راہ کی صورت یہہ تھی کہ اورنگ‌آباد سے بنگالہ کو ما سولی پاٹم کے پاس اسطرح چکرکھاکرسڑک جاتی تھی کہ گوندوانہ کے جنگل راہ میں نہ پڑیں حاصل یہہ کہ اورنگ زیب کی راہ گولکنڈہ کی دارالسلطنت یعنے حیدرآباد سے تھوڑے فاصلہ پر رہ جاتی تھی قطب شاہ اس خبر کے سننے سے اورنگ زیب کی دعوت کے ساز و سامان

ان کرتا ہی کہ میرے زمانہ میں بھي سعداللہ خاں کي آل و اولاد اپنے
رگ مربي کے مرنے سے سو برس پیچھے نیک وصفوں اور دانش و
نش کے ساتھہ مشہور و معروف تھي اور اسي مورخ نے اُن کے سنجیدہ
چال چلن اور مردانہ چال ڈھال کو اُس زمانہ کے اور امیروں کے زنانہ
طرز و انداز اور طفلانہ حرکات سے مقابلہ کیا *

دکن میں دوبارہ لڑائي کا ہونا

بعد اُسکے ١٦٥٦ع کے شروع ہونے پر امن چین اختتام کو پہونچا
اور ایسي آگ ایکبار کي بھڑکي کہ وہ کبھي پوري پوري فرو نہوئي اور
وہاں تک نہ بجھي کہ اُس نے دلي کي شاہنشاہي کو جلا پھونک کر
خاک سیاہ کر دیا پچھلي صاحہ کے زمانہ سے عبداللہ قطب شاہ والي
گولکنڈہ برابر خراج ادا کرتا رہا اور بظاہر بھي خواہش اُسکي دریافت
ہوتي تھي کہ وہ شاہجہاں کي عنایت شاہانہ کے قیام و بقا کا خواہاں ہے
اور حقیقت میں بھي اگر حالات مخصوصہ کي صورت اجتماع پیدا
نہ ہوتي تو شاہجہاں اُسکے ستانے دکھانے کے درپے نہ ہوتا *

قطب شاہ کا وزیر اعظم میر جملہ نامي ایک ایسا آدمي تھا جو
وزارت سے پہلے ہیروں کي سوداگري کیا کرتا تھا اور حسن لیاقت اور مال
و دولت کي بدولت دکن کے اطراف و جوانب میں مشہور و معروف
تھا مگر محمد امین اُس کا بیٹا سینہ زور اور خراب خستہ اور نہایت
بد وضع اور بغایت بد چلن تھا چنانچہ اُس نے قطب شاہ کو اپنے
کوتکوں کي خوبي سے ناراض اور باپ کو سارے درباریوں سے لڑائي بھڑائي
میں مبتلا کیا میر جملہ کسي فوج کا سردار ہوکر حکومت گولکنڈہ
کے مشرقي حصہ میں گیا ہوا تھا اور جب اُس نے یہہ دیکھا
کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اپني خواہشوں کو اپنے بادشاہ سے
منظور کرا سکوں اور نہ وہ بادشاہ اُن کے پورے کرنے پر راضي ہے
تو اُس نے شاہجہاں کا دامن پکڑنا چاہا اور اس لیئے کہ اورنگ زیب

اُٹھانے پر مستعد ہوا اور اُس کی فوج کے اسے چنے چنے بہادر اور اچھے اچھے پایہ کے لوگ کام آئے جو اُس کے لشکر کے پھول ہی تھے بعد اُسکے جب[*] وہ پیچھے پھرا تو ایرانیوں اور افغانوں نے لوٹ کھسوٹ کر نہایت اُس کو تنگ کیا اور کابل کے پہونچنے سے پہلے بڑے بڑے نقصان اُس نے راہ میں اُٹھائے اور کابل سے لاہور کو روانہ ہوا یہہ واقعہ ماہ نومبر سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق محرم سنہ ۱۰۶۴ ہجری کو واقع ہوا *

مغلوں کا پچھلا ارادہ قندھار کے قبض و تصرف کی نسبت بطور مذکور اختتام کو پہونچا جسپر وہ فتح بابر کی شروع سے اچھی طرح قابض متصرف رہی تھی *

بعد اُس کے پادشاہ کو دوبرس ایسے امن چین سے گذرے کہ کوئی جھگڑا بکھیڑا کھڑا نہوا اور اُس عرصہ میں دکن کے ملکوں کی پیمایش کو تمام کیا جسکو جمعبندی کی بطور سے قایم کیا تھا اور بیس برس اُس میں صرف ہوئی تھے † اور جب کہ پیمایش پوری ہوچکی تو یہہ حکم دیا گیا کہ ٹوڈر مل کے قاعدوں کے موافق جمعبندی اور زر لگان کی تحصیل کیجاوے ‡ *

اسی زمانہ میں سعد اللہ خان وزیر کا انتقال ہوا جو نہایت لایق فایق اور عاقل ہوشیار اور چال چلن کا نیک تھا یہاں تک کہ ویسا وزیر ہندوستان کے وزیروں میں کوئی نہیں ہوا شاہجہاں کے کار ناموں میں ذکر اِس وزیر باتدبیر کا بڑی شان و عزت سے بیان ہوا یعنی تمام کام اُس کے اسی وزیر کی صلاح و مشورت سے انتظام پاتے تھے اور اورنگ زیب نے جو خط اور فرمان اپنے طول طویل سلطنت میں لوگوں کے نام پر لکھے تو اُن میں بھی اسی وزیر کی رایوں اور کاموں کو نمونہ کے طریق پر اِس غرض سے تحریر کیا کہ سارے لوگ اُن کی پیروی کریں خافیخاں

† گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹوں کی جلد ایک صفحہ ۱۲۶

‡ خافی خاں

ص که دارا شکوہ نے بھي اورنگ زيب کي مانند اپنے باپ کے حکم
وجب ايسی مہورت پر مورچی جمائی که جسکو نجومیوں نے
ارک بتايا تها اور اپنے ساز و سامان کے موافق دھوم دھام سے محاصرہ شروع
ا اور دس تو پوں کا توپ خانہ ايسے دمدمہ پر چڑھايا جس کو نہايت
وس اور بڑا اونچا اِس لیئے بنايا تها که سارے شہر پر دباؤ اُس کا پہونچے
ور لڑائي کے کاموں کو اپني ذاتي تندي و تيزي سے شروع کيا جسکو اورنگ
زيب کے رشک و حسد سے ترقي ہوئي تهي چنانچہ اُس نے اپنے سرداروں کو
اکهٹا کيا اور يہہ بات اُنسے علانيہ کهي که اب ميري عزت تمهارے هاتهي هے
اپنا ارادہ يہہ هی که جب تک قندهار اپنے قبض و تصرف میں نہ آوے کا
تب تک هرگز يہاں سے نہ ٹلينگے بعد اُس کے سرنگوں کو جہت پٹ طيار
کيا اور فوج کو محاصرے کے لیئے شہر کے قريب لیجانے کا حکم ديا اور جب
که محصوروں نے اپني توپوں کو اُس کے خيمہ پر لگايا تو وہ اپني جگہہ
سے جب تک نہ ٹلا که اُس کي توپوں نے محصوروں کي توپوں کو
خاموش نکیا اور جب که کئي مرتبہ عام حملوں کے ذريعوں سے کاميابي
کے لگ بهگ پہونچا اور باوصف اُس کے کاميابي نصيب نہ هوئي تو
معلوم هوتا هی که شکست اور ذلت کي خفت کا انديشہ اُس کي
طبيعت پر غالب هوا اور افسروں کي منت سماجت کرنے لگا يہاں تک
که صاف اُس نے يہہ کہا که تم لوگ ايسا نکرو که دومرتبہ کي لڑائي
هارے هوئے اورنگ زيب کي برابر هوجاؤں بعد اُسکے جادوگروں اور شعبدہ
بازوں سے رجوع هوا جنہوں نے يہہ وعدہ کيا تها که آدمي کي قدرت سے
علاوہ اور ذريعوں کي بدولت قندهار اُس کے قبض و تصرف ميں کرديںگے
غرض که ايسي ايسي تدبيروں سے مترشح هوتا تها که اِس لڑائي کا
انجام اچها نہ هوگا چنانچہ ايک مرتبہ سورج کے نکاس سے پہلے آخر کڑا
دهاوا کيا گيا اور نوبت يہاں تک پہونچي که اس کے لوگ روني کي
چوٹي تک پہونچ گئے مگر مراد اس کي پوري نہ هوئي اور محاصرے کے

بعد اُس کے سنه ۱۶۵۲ ع مطابق ۱۰۶۱ هجري میں اورنگ زیب اور سعدالله خاں وزیر کو بہت سے اچھے ساز و سامان والی فوج دیکر اور بہت سے ذخیروں اور کاریگروں اور آلات و اوزار سے ٹھیک ٹھاک کرکے جو محاصرے کے کام آویں اورکسی کوباقی نکریں قندھار پر دوبارہ § روانه کیا مگر یہه بڑے ٹھاٹ ایسے هي بے کار رهے جیسی که پہلے سامان ضایع گئے تھے اِس لیئے که اورنگ زیب نے طرح طرح کے ذریعوں اور قسم قسم کي تدبیروں سے کام لیا جو سعد الله خاں کي دانائي دلاوري اور راجپوتوں کي بہادري جانبازي سے پیدا هوسکیں مگر جسی که کوئي تدبیر اُس کي راس نه آئي تو لاچار هوکر کابل کو واپس آیا اور دکن کا نایب السلطنت هوکر بهیجا گیا *

شاهجہاں اِن دو بري ناکامیابیوں سے شکسته خاطر نه هوا بلکه اُسی دوسرے سال اُس سے پہلے ساز و سامانوں سے زیادہ ساز و سامان مہیا کیئے اور دارا شکوه اُس کے بڑے بیٹے نے جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور سارے بہائیوں میں معزز و ممتاز تہا اور خاص دربار میں حاضر رهتا تہا مگر اپنے بہائیوں اور خاص اورنگ زیب کي قدر و عزت حاصل کرنے سے بلا باعث جلتا تہا اس موقع پرباپ سے منت سماجت کے ساتهه بهائیوں کے رشک و حسد کے مارے یہه عرض کیا که قندھار کي مہم پر مجھکو اب رخصت فرماویں اور بخت آزمائي کي اجازت دیں چنانچه اُس کي رضا و رغبت پر ایسي فوج کا سردار کیا گیا جو پہلي فوجوں سے بہت زیادہ تہي یہه بہاري فوج ایام سرما سنه ۱۶۵۲ ع میں بمقام لاهور اکہٹي هوکر بہار کے موسم سنه ۱۶۵۳ ع مطابق سنه ۱۰۶۳ هجري میں چلي هوئي اور شاهجہاں اپنے معمول کے موافق کابل تک پہنچ گیا

---

§ یہه بات بیان کے قابل هی که ایسي بڑي فوج محاصر کے ساتهه صرف آٹهه توپیں ایسي تہیں که وه قلعه کي دیوار توڑتي تہیں اور بیس توپیں چہوٹي تہیں

پر گولی برسانے لگي غرض که جانبین میں لڑائي بڑي سرگرمي سے شروع هوئي اور دو طرفوں سے سرنگیں اوڑائي گئیں محاصروں نے شہر پر حملے کیئے اور محصوروں نے باهر نکل کر چھاپے مارے بعد اُس کے شاہ عباس نے محاصرہ کے اُٹھانے کو ایک فوج اپني روانه کي مگر اُس فوج کے پھونچنے سے محاصرہ کے کام کاج میں اِسلیئے کسي قسم کا خلل واقع نهوا که اورنگ زیب نے اپنی فوج کا ایک ٹکڑا اُس کے مقابله پر چلتا کیا اور آپ اپنے محاصرے پر شہر کے سامنے جمارها اور جو فوج اُس نے ایراني فوج کے مقابله پر بهیجي تهي اگرچه اُن کے رفع دفع کے لیئے کافي وافي هوئي مگر اِس کام کے لیئے کافي نهوئي که وہ ایراني فوج والوں کو درختوں کے کاٹنے اور نیار چاریکے کھونے اور محاصرین کے ذخیروں کے لوٹ لیجانے سے روکے ٹوکے اور جبکه قندهارکے حاکم نے سینه زوري اور هنر مندي سے شہر کي حفظ و حراست میں بهي کمي کوتاهي نکي تو اورنگ زیب اُس مدت سے چار مهینے کے بعد جب که اُس نے مورچے لگائی تھے ستمبر سنه ۱۶۴۹ مطابق رمضان سنه ۱۰۵۹ هجري میں اپنے محاصرے کے اُٹھانے اور کابل کے واپس جانے پر مجبور هوا ‡ بادشاہ جو اورنگ زیب کے پیچھے پیچھے کابل تک گیا تها اورنگ زیب کي واپسي پر قندهار سے پهلے روانه هوچکا تها اور لاهور میں پهونچنے تک اورنگ زیب اُسکو نه پکڑسکا *

اگلے برس یعني سنه ۱۶۵۱ ع مطابق سنه ۱۰۶۰ هجري تک نکمے گذرے یعني کشمیر کي معمولي سیر کے سواے کوئي مهم اُنمیں واقع نه هوئي دستور یهه تها که بادشاہ اِس عمدہ گوشه نشیني میں تمام وقت اپنا دعوتوں اور جلسوں اور تري خشکي کي سیر شکاروں اور آب و هوا اور فضاؤں کي مناسب خوشیوں اور باغوں کي سیروں اور ناچ راگ کي مجلسوں میں صرف کیا کرتا تها *

---

‡ خافي خاں

قندهار کا قبضه سے نکلنا

بلخ کے چھوڑنے سے بادشاہ نے اس چین تو حاصل کیا مگر جب که ایرانیوں نے قندهار پر قبضه کیا تو اُس میں خلل واقع هوا بیان اُس کا یهه هی که شاه صفوي کي کم روزي اور جفا خیز سلطنت اور اُس کے بیٹے شاه عباس ثاني کي کم سني کے باعث سے ایرانیوں نے بادشاهي فوج والوں کو علي مردان خاں کے ملنے جلنے اور بهاگ آنے کے بدلوں کا سرا بلا تکلف اُٹهانے دیا تها مگر جب که عباس ثاني بالغ هوبیٹها تو اُس کے وزیروں نے یهه بات اُسکو سوجهائي که اپنے ملک کي پرانی حدود پر قابض و متصرف هونے سے اپني سلطنت کے مرتبه کو بڑهانا چاهیئے چنانچه اُسنے سنه ۱۶۴۸ ع مطابق سنه ۱۰۵۸ هجري میں بڑي فوج اکٹهي کرکے قندهار پر چڑهائي کي اور جاڑے کے موسم میں قندهار کے محاصره کرنیمیں دانشمندي برتي اِس لیئے که برف کے پڑنے سے هندوستان اور کابل کي راه آنے جانے کي مسدود هوگئي تهي اور کار بار اُس کے قندهار کي درم آب و هوا میں بخوبي جاري رهے چنانچه انجام اُس کا یهه هوا که اورنگ زیب اور سعدالله خاں وزیر کو یهه حکم تو هوا که پنجاب سے بهت جلد روانه هوکر قندهار کي امداد و اعانت کو پهونچیں اور اُنهوں نے جي جان سے سعي و محنت کرکے پهاڑوں کے رسته راه نکالي مگر قندهار تک پهونچنے میں تاخیر واقع هوئي جو ارهائي مهینے کے محاصرے پر فتح هوچکا تها اور اِس لیئے که فوج اُنکي جاڑوں میں سفر کرنے سے هار تهکی کے سارے ابتر هوگئي تهي تو اورنگ زیب اور سعدالله خاں کابل میں ٹهرنے اور فوج کے دوباره آراسته کرنے پر مجبور هوئے اسي عرصه میں شاه ایران ایک قوي فوج اپني قندهار میں چهوڑکر هرات کو چلا گیا † *

ماه مئي سنه ۱۶۴۹ ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۰۵۹ هجري میں هندوستان کي فوج قندهار کے سامنے پهونچي اور مورچے لگاکر شهر

---

† خافي خاں

ورنگ زیب پر ڈالا گیا اور خود بادشاہ اُس کي تائید و اعانت کي غرض
سے کابل کو روانہ ہوا چنانچہ پہلے پہل اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۴۷ ع
مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں اوزبکوں پر بڑي فتح پائي مگر لڑائي کا
فیصلہ نہوا اس لیئے کہ عبدالعزیز خاں آپ اکسپیس وار آوتر آیا اور
بادشاهي فوج والوں کو ایسا تنگ پکڑا کہ اورنگ زیب اب هلکي هلکي
کامیابیاں حاصل کرکے بلخ کي شہرپناہ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوا *

جبکہ اس زمانہ کے قریب ایرانیوں نے نذر محمد خاں کا هاتھہ نپکڑا
تو لاچار هوکر شاهجہاں کا منت گزار اور آس کے ترس و رحم کا خواستکار
ہوا چنانچہ شاهجہاں نے یہہ سوچ سمجھہ کرکہ باوصف اس خونریزي
اور زر افشاني کے پورا پورا مطلب حاصل نہوا لڑائي بھڑائي سے کنارہ کشي
مناسب سمجھي اور اِس خیال سے کہ کھیت سے پھرنے اور ملک کے چھوڑنے
کي خفت بھي حاصل نہووے تمام اپنے حقوق کو نذر محمد خاں کي طرف
منتقل کیا جو آس کے دربار میں اعانت کا خواهاں تھا اور بحسب اُس
کے اورنگ زیب کو هدایت کي گئي کہ اپنے رهے سہے مقبوضہ مقاموں کو
نذر محمد خاں کے حوالہ کرے چنانچہ اورنگ زیب اِس هدایت کے
موافق بلخ سے عبد العزیز خاں کے حملوں کو سہارتا اُوتھاتا پیچھے پھرا اور
جب کہ وہ هندو کش کي راهوں میں پہونچا تو هزارا قوم کے پہاڑیوں نے
لوت کھسوت کے لیئے تعاقب کیا اور جاڑوں کي شدت سے بدبختي نہایت
کو پہونچي اگرچہ اورنگ زیب اپني ذات سے هلکے سواروں سمیت کابل
میں پہونچا مگر آس کي فوج کا بڑا تکڑا یعني قلب لشکر برف کے
پڑنے سے ایسي جگہہ پھنس گیا کہ ایسي لاچاري میں هزارا کے لوگوں کے
متواتر حملوں سے بڑے نقصان آوتھائے اور بلا اسباب و سواري اپني جان
کو بچانے اور تکڑے تکڑے هوکرنکل جانے کو غنیمت سمجھا ‡ سنہ ۱۶۴۷ ع
مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں یہہ باز گشت واقع هوئي *

---

‡ خافي خاں

بڑے محنت کو بیچ کیئے اور اپنے حماؤ بچاؤ کے واسطے اپنی جان کی محنت سے مٹی کے دمدمے بنائے یہاں تک کہ خود راجہ بھی اور آدمیوں کی طرح کدال پھاوڑے سے کام کرتا تھا اور ایسی ولایت کے طوفانوں کو جہاں برف اکثر جمی رہتی ہی ایسے صبر و استقلال سے آٹھایا جیسے کہ اوزبکوں کے دھاوؤں کی مصیبتوں کو جھیلا اور ہرگز نہ گھبرائے *

باوجود ان محنتوں اور جانفشانیوں کے یہہ مہم ایسی بھاری سمجھی گئی کہ خود بادشاہ نے کابل کا ارادہ کیا اور شاہزادہ مرزا مراد اپنے بیٹے کو بریز ہدایت علی مردانخاں کے بلخ پر روانہ فرمایا † *

اِس مہم میں پوری کامیابی حاصل ہوئی یعنی ندر محمد خاں کے بیٹے شاہزادہ مراد کے پاس آئے اور بعد آس کے سنہ ۱۶۴۵ ع مطابق سنہ ۱۰۵۵ ہجری میں خود ندر محمد خاں بھی مطیع ہوگیا مگر جب کہ شہزادہ مراد نے بلخ پر قبضہ کیا تو ندر محمد خاں بادشاہی ملازموں سے بدگمان ہوا اور بیا بگاڑ آپس میں قایم کیا یہاں تک کہ جب ندر محمد خاں کے قبضہ سے حفظ و حراست کے مکان بھی نکل گئے تو کام ناکام ایران کو بھاگا اور جولائی سنہ ۱۶۴۶ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ ہجری میں یہہ منادی پھرائی گئی کہ شاہجہاں کی قلمرو میں ندر محمد خاں کی حکومت داخل ہوگئی مگر یہہ فتح ایک عرصہ تک نے کھنچے رہی چنانچہ عبدالعزیز خاں آس کے بیٹے نے دریاے اکسس پار ایک فوج اکٹھی کی اور بہت سے لٹیروں کو شاہجہاں کے ملک پر متوجہ میں تباہی ویرانی کی غرض سے روانہ کیا شاہجہاں اِس زمانہ میں دلی کو واپس آگیا تھا اور شاہزادہ مراد اپنی مفوضہ خدمت سے تنگ ہوکر اور علی مردانخاں کے رعب داب سے نہایت عاجز ہوکر باپ کی بلا اجازت دلی کو چلا آیا اور اِسی قصور پر دربار سے نکالا گیا بعد آس کے صوبہ مذکور کا انتظام

† خافی خاں کا یہہ بیان ہی کہ دس ہزار پیادہ اور پچاس ہزار سوار اس فوج میں تھے

کے نمایشوں اور تہواروں اور جلسوں کے مرقعوں پر جو لطافت اور ذوق اُس کے سلیقہ سے واضح ہوتے تھے اُن سے بھی وہ نام آور ہوا تھا *

سپاہیانہ استعداد اُس کی بلخ و بدخشاں کی لڑائی میں پہلے پہلے آزمائی گئی یہہ دونوں صوبہ اوزبکوں کے قبض و تصرف میں جب سے برابر چلے آتے تھے کہ مرزا سلیمان کے دخل و تسلط سے خارج ہوئے تھے اور اس زمانہ میں نذر محمد خاں اُنپر قابض و متصرف تھا اور اس سردار کی اصلیت یہہ تھی کہ یہہ سردار اُس سارے خطہ کے امام قلی بادشاہ کا چھوٹا بھائی تھا جو اکسیس پار بحر کاسپین سے لیکر کوہ ایماس تک پھیلا ہوا ہی *

شاہجہاں کو کئی سال امن چین سے گذرے تھے کہ نذر محمد خاں حاکم بدخشاں کے بیٹے عبدالعزیز خاں کی بغاوت سے جسکو اُسکے چچا نے ترقی بخشی تھی بیٹھے بٹھائے سنہ ۱۶۴۴ع مطابق سنہ ۱۰۵۴ ہجری میں یہہ ترغیب ہوئی کہ اپنے خاندان کے مردہ حقوں کو دوبارہ زندہ کرے اور سوتے استحقاقوں کو بھاری نیندس سے پھر جگاوے چنانچہ علی مردان خاں سردار اُس کا کوہ ہندوکش کے سلسلہ میں گھس گیا اور بدخشاں کو لوٹ گھسوٹ کر برابر کیا مگر اس باعث سے کہ جاڑوں کا موسم بہت آ گیا تھا اور برف کی کثرت سے جنوبی ملکوں کی راہیں منقطع ہونے والی تھیں کوئی فائدہ مستقل حاصل نہ کر سکا اور لوٹنے پر مجبور ہوا بعد اُس کے اگلے برس میں راجہ جگت † سنگھہ نے اس مہم کا ارادہ کیا جسکی تقویت ایسے چودہ ہزار راجپوتوں سے متعلق تھی جنکو اُس نے اپنی حکومت میں بھرتی کیا تھا اور تنخواہ اُنکی بادشاہی سرکار سے ملتی تھی *

جیسے کہ اس غیر معمولی یعنی پہاڑوں کی لڑائی میں راجپوتوں کی دلیری دلاوری نے کمال اپنا دکھایا ایسا کسی جگہہ ظاہر نہیں کیا یعنے اُنھوں نے پہاڑوں کی راہوں کو کڑے کڑے حملوں سے فتح کیا اور برف کے اوپر سے

---

† غالب یہہ ھی کہ یہہ راجہ کوٹہ کا راجہ تھا

خاص خاص مقاموں کے شور و فسادوں اور قندھار کے قبضہ اور بلخ کی یورش کا بیان

جب کہ شاھجہاں دکن پر مایل تھا تو چھوٹے چھوٹے جھگڑے اور اور طرفوں میں ھو رھے تھے چنانچہ حاکم بنگال نے سنہ ۱۶۳۱ع میں پرتگال والوں کے قلعہ ھوگلی پر جو کلکتہ کے قریب واقع ھی محاصرہ کے ذریعہ سے قبضہ کیا تھا اور بندیلوں کی سرکشی اور فساد واقع ھوئے تھے اُن کی اول بغاوت میں راجہ نرسنگھہ دیو کا بیٹا مارا گیا تھا اور مشرقی سرحد کی فوج کے ایک ٹکڑے نے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۳۶ع میں چھوٹی تبت پر قبض و تصرف کیا تھا اور سنہ ۱۶۳۴ع میں ایک اور فوج نے سری نگر کی مہم میں شکست فاحش کھائی تھی اور تیسری فوج نے سنہ ۱۶۳۷ع میں بنگالہ سے جاکر کوچ بہار کی چھوٹی ریاست کو دبانا چاھا اور قبض و تصرف کے بعد آب و ھوا کی ناموافقت سے اُس کے چھوڑنے پر مجبور ھوئے *

اس زمانے کے بڑے واقعوں میں سے قندھار کا ھاتھہ آنا تھا جسکو اُسکے حاکم علی مرداں خاں نے اپنے بادشاہ والی ایران کے ظلم سے خوف و خطرہ کھاکر ملازمان شاھجہانی کو بے لڑے بھڑے حوالہ کیا تھا اور خود دلی میں شاھجہاں کی پناہ میں بیٹھا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۷ ھجری میں واقع ھوا *

علی مرداں خاں کی تعظیم و تکریم بہت سی ھوئی اور وہ اس پایہ کو پہونچا کہ مختلف وقتوں میں کشمیر و کابل کا حاکم رھا اور اور مختلف لڑائیوں میں اور طرح طرح کے کاموں میں مصروف کیا گیا اور اُس خوش سلیقگی اور ھوشیاری کے باعث سے جو فتح عام کے کاموں میں اُس کو حاصل تھی تمام دربار میں تعریف اُس کی ھوتی تھی چنانچہ منجملہ اُن کاموں کے ایک وہ نہر ھی جو اب بھی دلی میں اُس کے نام سے جاری اور وہ اُس کی ھوشیاری کا ایک نمونہ ھی علاوہ اُس

مٹي سے بھروا دیا اور چشموں تالابوں کو پاني سے خالي کروادیا غرضکہ
اُسنے اس بات کو ناممکن کیا کہ کوئي فوج اُس کي بستي پر حملہ کرنیکے
زمانے میں اپني پرورش کرسکے *

بوجہہ مذکورالصدر بادشاہي فوج نے عادل شاہ کي قلمرو کے شہر
و دیہات کو لوٹنا شروع کیا اور اُسکي فوج کے متعدد گروہوں کي دلاوري
چالاکي سے اکثر بہت سے نقصان اُٹھائے غرض کہ دونوں فریق اس قسم
کي لڑائي سے تنگ آئے اور عادل شاہ نے آشتي چاہي چنانچہ ایسي
مفید شرطوں پر صلح واقع ہوئي جو اُس کي توقع سے بہت زیادہ تھیں
بیس لاکھہ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا اور اُس کے بدلہ میں نظام شاہي
حکومت کا اتنا حصہ پایا کہ اُس کے پانے سے اُس کي حکومت شمال
و مشرق کي جانب دور تک پھیل گئي یہہ صلح سنہ ۱۶۳۶ ع مطابق
سنہ ۱۰۴۶ ہجري میں واقع ہوئي *

شاہ جي بوسلا اور تھوڑے دنوں تک مقابلہ کرتا رہا مگر جب کوئي
چارا نہ دیکھا تو اخر کار اُسنے بھي اطاعت کي اور اُس باطل استحقاق
بادشاہ کو حوالہ کیا جسکو اُس نے تخت پر بٹھایا تھا اور شاہجہاں کي
مرضي سے بیجاپور والے کے ملازموں میں داخل ہوا *

دکن کے اس حملہ سے پہلے گولکنڈہ والے بادشاہ کو شاہجہاں اپنے
زور و قوت اور جاہ وہ حشمت سے ڈرا چکا تھا اور اِسبات پر اُسکو مجبور
کرچکا تھا کہ جمعہ اور عید کي نمازوں میں شاہ ایران کا نام خطبہ سے
خارج کرے اور ایک معین خراج برابر ادا کیا کرے § غرضکہ کل دکن
اُسکا مطیع و محکوم ہوگیا *

جبکہ یہہ سارے معاملہ طے ہو چکے تو شاہجہاں اپني دارالسلطنت کو
سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۶ ہجري میں واپس آیا اور احمدنگر کي
حکومت ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود ہوگئي *

---

§ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

هونے والا تھا دوبارہ شگفتہ ہوئي یہہ سردار وہ شاہ جي بوسلا تھا جو
ملک عنبر کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا اور حال کي پچھلي
لڑائیوں میں شریک و شامل رہا اور دولت آباد کے فتح ہونے پر دکن
کے مغربي نا ہموار ملک میں چلا گیا تھا اور تھوڑي مدت کے بعد اُسنے
ایسي قوت پکڑي کہ ایک نئے دعویدار کو احمد نگر کے تخت پر بٹھایا
اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچائي کہ سلطنت مذکور کے اُن سب
پرگنوں پر قابض ہوا جو سمندر سے لیکر دارالسلطنت تک واقع تھے †
غرض کہ بطور بوجوہ مذکورہ دکن کا مالک اپنے غنیموں کے ہاتھوں
میں پڑنے سے ایساھي دور اور محفوظ رہا جیسے کہ پہلے تھا اور شاہجہاں
نے ایک بار اور اُس کي فتح کرنے کي غرض سے بذات خود
جانا ضرور سمجھا *

نومبر سنہ ۱۶۳۵ع مطابق جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۴۵ ہجري کے
اخیر میں بادشاہ آگرہ سے روانہ ہوا ‡ اور دکن میں پہونچکر اُس نے
وهي پہلا طریقہ اختیار کیا یعني فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے احمد نگرکي
سلطنت پر پہلے پہلے اُن ٹکڑوں کو قبضہ دوبارہ کي نظر سے چلتا کیا اور
جب کہ اُنہوں نے شاھجي بوسلا کو کشادہ ملکوں سے مار کر بھگایا اور
بہت سے قلعوں کو فتح کیا تو شاہ جہاں نے ساري فوج کو بیجاپور پر
بھیجا اور بہت سے قوي مقاموں کو قبض و تصرف میں لاکر پہلي دفعہ
کے موافق محمد عادل شاہ کو محصور مجبور کیا اور وہ لیاقتیں جنکي
بدولت پہلے محاصرہ سے نجات اُس نے پائي تھي اس موقع پر بھي
اُسکي ذات سے خارج نہ ہوئیں چنانچہ اُسنے بیجاپور کے آس پاس
کے شہر و دیہات کو بیس بیس میل تک چاروں طرف سے برباد اور
کھانے پینے اور تیار چارے کے سامانوں کو ایک قلم ضایع کیا اور کنوؤں کو

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

ے نتیجے پر تہرا یہانتک کہ ایک عام لڑائي کے ذریعہ سے یہہ جھگڑا
یصل هوگیا جسمیں سارے متفق دکن والوں کو اس ارادہ کے پورا کرنے
میں شکست هوئي کہ دولت آباد کے محاصرہ کو اوتھاویں بعد اُسکے
فتح خاں نے اطاعت کي اور ملازمان بادشاهي میں داخل هوا اور وہ
میر خوارہ بچہ اسیر هوکر گوالیار کے قلعہ میں § بھیجا گیا جسکو فتح خاں
نے بادشاہ بناکر تخت پر بٹھلایا تھا یہہ واقعہ فروري سنہ ۱۶۳۳ ع مطابق
سنہ ۱۰۴۲ هجري میں واقع هوا *

دکن کي دوبارہ لڑائي کا بیان

جبکہ بیجاپور کا بادشاہ اکیلا رهگیا تو اُسنے صلح کا پیغام دیا مگر اُسکے
پیغام پر معقول توجهہ نهوئي بعد اُس کے یہہ بادشاہ اپنے حفظ وحراست
میں مصروف رها اور مهابت خاں کي تمام محنتیں جو اُسکے مغلوب کرنے
میں صرف هوئي تھیں ضایع گئیں لڑائي کے بڑے کاموں میں سے
پرنڈا کا محاصرہ تھا جہاں سے مهابت خاں مجبور هوکر سنہ ۱۶۳۴ ع
میں برهان پورکو واپس آیا تھا اور چھیڑ چھاڑ سے || باز رها تھا پہلے اس سے
مهابت خاں مرزا شجاع بادشاہ کے دوسرے صغیر سن بیتے کے براے نام
زیر حکومت هوکر دکن کو روانہ کیا گیا تھا مگر اب وہ دربار میں بلایا گیا
اور دکن کي حکومت خان دوران اور خان زماں کي دو حکومتوں پر
تقسیم کي گئي *

یہہ دونوں افسر پہلے افسروں کي نسبت بہت کم کامیاب هوئے اور عادل
شاہ اُن کے مقابلہ پر جما رها اور نظام شاهي حکومت جو فتح خاں کي
اطاعت سے خاتمہ پر پہونچنے والي معلوم هوتي تھي ایک سردار کي
بدولت جس کا گھرانا مرهتوں کي اصل و بنیاد ڈالنے سے مشهور و معزز

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| گرینٹ ڈف صاحب نے جو جو تاریخیں اس زمانہ کے واقعوں کي بیان کہیں وہ
اُن تاریخوں کے مخالف هیں جنکو خافي خاں نے تحریر کیا

میں یہہ بادشاہ اپني عقل و هوشیاري سے کام اپنا نہ نکالتا تو حال اُس کا بھي نظام شاہ اُس کے حریف کا سا ہوتا شہر کي حفظ و حراست میں بڑي جد و جہد اوٹھائي اور محاصروں کا دم ناک میں کیا اور آصف خاں کو آج کل کے وعدوں اور طرح طرح کي باتوں سے بہلاتا پھسلاتا اور اُس کے کاروبار میں تساہل ڈالتا رہا یعني بعض اوقات بذات خود خط و کتابت کرتا تھا اور کھلم کھلا لکھتا تھا کہ شاہجہاں کي جلد اطاعت کي جاوے گي اور کوئي جھگڑا باقي نرهیگا اور کبھي اپنے سرداروں سے سازشوں کا دھوکہ دلاتا تھا چنانچہ وہ سردار آصف خاں سے اپنے بگڑے ہو لین دین کے معاملہ کرتے تھے اور گاہ گاہ اپنے سرداروں کي جانب سے اس قسم کي لکھا پڑھي کراتا تھا کہ جب تم دھاوا کروگے تو هم اپني جگہوں کو چھوڑکر چلے جاوینگے اور قلعہ کے جو جو مقام اپنے قبضہ میں ہیں تمہارے لوگوں کو اُن مقاموں میں داخل کرادینگے اور ایسے ایسے مرتب دھوکوںسے بعض اوقات آصف خاں کو بہت نقصان پہونچا تا تھا اسي زمانہ میں آصف خاں کا لشکر قحط و مرض کے مارے پراگندہ و پریشان تھا یہانتک کہ آصف خاں مضطر ہوا اور مجبور ہوکر محاصرہ اوٹھایا اور بیجاپور کے اُن ملکوں کو لوٹا جو اب تک ویران نہوئي تھے اور اُنکي لوٹ کھسوٹ سے اُن کے بادشاہ کي قید و نظارت کا † بدلا لیا *

اس نا کامي کے زمانہ میں دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئي اور مارچ سنہ ۱۶۳۲ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۴۱ ھجري کو بادشاہ دلي میں واپس آیا ‡ اور لڑائي کے کاروبار مہابت خاں کي معرفت جاري رہے چنانچہ اُسکي سعي و محنت کي بدولت فتح خاں مذکورالصدر دولت آباد کے قلعہ میں محصور ہوا اور بیجاپور والی کي امداد و اعانت سے بچاو اپنا کرتا رہا اور نظام شاهي حکومت کا قیام اس لڑائي

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

غافل نرها جو اُس كي تباهي سے حقيقت ميں پهونچنے والا تها اور اندر اندر بہت هي گهبرايا اس ليئے اُس نے بادشاهي لوگوں سے لڑائي ٹهان كر بُرے اڑے وقت ميں نظام شاه كي كمك پر كمر باندهي مگر مدد رساني ميں اس قدر توقف كيا كه نظام شاه اپني حماقت كے نتيجوں سے محفوظ نره سكا اس ليئے كه فتح خاں نے حال كي عنايت كي نسبت پهلي بے التفاتي اور نقصانوں كا زياده تصور كيا اور باپ كے اختياروں كے حاصل كرنے پر بہت مايل هوا چنانچه اُس نے ساري قوت اور تمام اختيار كو اپنے ولي نعمت كي تخريب و استيصال ميں صرف كيا يعني نظام شاه كي حماقت اور عوام كي نارضامندي كے باعث سے جلد اسقدر قوت حاصل كي كه اُسكي بڑے بڑے رفيقوں سميت اُسكو قتل كرايا اور خود حكومت پر قابض و متصرف هوا اور شاهجهاں كي خدمت ميں آشتي كا پيغام اور بہت سا روپيه روانه كيا اور نام چارے كو شير خواره بچه كو بادشاه بناكر يهه مشهور كيا كه يهه بادشاه شاهجهاں شاهنشاه كا مطيع و محكوم هوكر حكومت كريگا *

غرضكه يهه درخواست اُسكي منظور هوئي اور بيجاپور پر شاهجهاں كي ساري فوج كا دهاوا هوا مگر جب كه فتح خاں نے اپنے وعدوں كو پورا نكيا تو بادشاهي فوج نےدوباره احمد نگر والوں پر دهاوا كيا اور فتح خاں نے عادل شاه سے پهر موافقت پيدا كي بعد اُسكے باهم شاهجهاں سے آشتي هوئي اور لوگ امن چين سے بيٹهے غرض كه اُسكي مختلف تدبيروں اور مكر فريبوں سے ايسے هي رنگ ڈهنگ آپس ميں قايم رهی يعني اگر دو دن كو آشتي هوئي تو دو دن كو لڑائي رهي *

بيجاپور كے محاصره كا بيان

منجمله انقلابات مذكوره بالا كے ايك انقلاب ميں محمد عادل شاه اپنے دشمنوں سے مغلوب هوكر بيجاپور ميں محصور هونے پر مجبور هوا اور آصف خاں كي بڑي فوج نے اُس كا محاصره كيا اگ اس اڑے وقت

خود وھاں سے بھگایا گیا آخر کار ایک گڑھی میں گھر گیا جہاں وہ شار
تھک کر بیٹھا تھا چنانچہ اپنی معمولی شجاعت سے بمقابلہ پیش آیا
اور بہت سے زخم اوٹھاکر ایک راجپوت کے بھالہ سے مارا گیا اور سر آسکا
کاٹ کر ایک بہاری تحفہ کیطرح بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا
یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۰ ع مطابق سنہ ۱۰۴۰ ھجری میں واقع ھوا *

نظام شاہ کی لڑائی اُسکے اصلی باعث کے رفع دفع ھوجانے یعنی
خاں جہاں کے مارے جانے سے اختتام کو نہ پہونچی اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ
دکن کے شہر و دیہات ایک بڑے کال کے پڑنے سے تباہ ھو رھی تھے اور یہہ
کالا کال سنہ ۱۶۲۹ ع میں بارش نہ ھونے سے شروع ھوا اور جب کہ اگلے
برس یعنی سنہ ۱۶۳۰ ع میں وہی بارش نہوئی تو وہ قحط نہایت درجہ
کو پہنچا اور ایک ھیبت پہیل گئی اور ھزاروں آدمی گھر چھوڑ چھوڑکر
چلے گئے اور شاداب صوبوں میں پہونچنے نہ پائے کہ رستوں میں مرگئے
اور ھزاروں آدمی خاص دکن میں بھوکوں کے مارے پیٹ پیٹ پیٹ کر
جاں بحق ھوئے غرض کہ ضلع کے ضلع سونے ھوگئے اور بعضے ضلع ایسے
تباہ ھوئے کہ چالیس برس کے بعد بہی نہ † سنبھلے اور ندار چارے کے
بالکل نہوں نے سے مویشی بہی لوٹ پوٹ کر مرگئے اور اُن لوگوں کی
بدبختی ایسی بڑی مری کے پڑنے سے کمال کو پہونچی جو حسب دستو
ایسی مصیبتوں کا نتیجہ ھوتی ھی ان مصیبتوں کے دنوں میں بادشاہی
سردار اعظم خاں نے نظام شاہ سے لڑائی قایم رکھی اور نظام شاہ نے ان بے
انتظامیوں کو اپنے وزیر ملک عنبر سے نسبت کرکے عہدہ وزارت سے آسکو
معزول کیا اور آسکے بڑے بیٹے فتح خاں کو قید سے رھائی بخشی اور
وزارت کے عہدہ پر بجائے آسکی معزز و ممتاز کیا جب کہ نظام‌شاہ کی
تباھی کے آثار نظر آئے تو محمد عادل شاہ والی بیجاپور پہلے پہل تو اپنے
موروثی دشمن والی احمدنگر کی ذلت سے خوش ھوا مگر اُس خطرہ سے

† حامی جان

ازق هوگئی تهے مگر باوصف اس کے بهي اس پر جما هوا تها که فیصله
لڑائي لڑکر نصیبوں کو آزماوے چنانچه اُسنے دولت آباد میں فوج
اکهتي کي اور آس پاس کے پہاڑوں کے رستوں میں مضبوط جگهه
دیکهه کر مقیم هوا مگر مضبوطي مکان کے فائدے سے وہ نقصان اُس کا
پورا نہوا جو قلت تعداد کي نظر سے بمقابلہ دشمن کے اوٹهاتا تها غرضکه
نظام شاہ نے لڑائي هاري اور قلعوں میں محصور هونے اور بے ترتیب لڑائي
لڑنے پر مجبور هوا اور اسي اثنا میں خان جہاں اپنے رفیقوں کي شکست
اور آنکے ملک و مملکت کي تباهي ویراني اور قحط و وباے عام کي مار
دھاڑ سے جو اُن تباہ ملکونمیں پهیلي هوئي تهي مغلوب ولاچار هوکر لڑائي
کے کهیت سے بهاگا اور خیال کیا گیا تها که پشاور کے قرب و جوار کے
پٹهانوں میں اُسنے جانا چاها تها جہاں شمال کي ساري قومیں بادشاهي
ملازموں سے لڑجهگڑ رهئیں تهیں مگر خان جہاں یهه اراده پورا نکرسکا اس
لیئے که جب نربده سے گذرکر گجرات کي سرحد پر گذرا اور تمام مالوه
کو طی کرکے بندیل کهنده کو گیا جہاں یهه امید آسکو لگ رهي تهي که
وهاں پهونچکر بغاوت کو تازه کرونگا تو بندیل کهنده کا راجه اُسپر پهیل پڑا
اور آس کي فوج کے پچهلے لوگوں کو جو دریاخاں لودهی اُس کے سردار
آزموده کار اور پرانے رفیق کے زیر حکومت تهي تلواروں کے مارے پاش پاش
کیا اور وہ شامت کا مارا اس مصیبت میں گرفتار تها که بادشاهي لوگوں
نے آس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے زخمیوں کو چلتا کیا اور رهے سهے
لوگوں سمیت اپني جگهه جما رها جو کل چار سو آدمي باقي رهگئی
تهے اگرچه دیر تک سخت مقابله رها مگر کچهه فائدا حاصل نهوا اس
لیئے که کچهه ساتهي آسکے مارے گئے اور کچهه پراگنده هوگئے غرضکه نوبت
یہاں تک پهونچي که دو چار جان نثاروں سمیت اپني جگهه چهوڑنے
اور جان بچاکر بهاگنی پر مجبور هوا اور کالنجر کے پهاڑي قلعه میں
زبردستي سے راہ پانے میں بڑي کوشش برتي مگر اُسکا بیٹا مارا گیا اور

کام تمام کرے غرض کہ یہہ بات اصل میں سچی تھی یا جھوٹی تھی مگر تاثیر اُس کی اُسکی جلی بلی طبیعت پر پوری پوری ہوئی یعنی خاں جہاں نے دربار کا جانا چھوڑا اور اپنی فوج کو اُس مکان کے چاروں طرف اکٹھا کیا جہاں وہ رہا سہتا تھا اور اُس ارادہ کے مقابلہ پر مستعد رہا جس کا خوف اندیشہ اُس کو تھا بعد اُس کے بادشاہ اور اُس میں خط کتابت جاری ہوئی چنانچہ وہ لکھا پڑھی ایسی موثر ہوئی کہ بظاہر کوئی قصہ قضایا باقی نرہا اور جی بھی صاف ہوگئے مگر بعد اُس کے کسی بِنے باعث سے خاں جہاں کو بےاعتمادی حاصل ہوئی چنانچہ یہہ سوچ سمجھہ کر کہ ایسے بےاعتماد لوگوں کے قبض و قابو میں رہنے کی نسبت جنگی بات کا ٹھکانا بھروسا نہیں یہی بہتر ھی کہ ایک مرتبہ پوری جوکھوں اُٹھائی جاوے اور جو ہونا ہو وہ اِکبارگی ہو جاوے ایک رات اندھیرے ہوئے پر فوج کو جمع کیا اور اپنے جورو بچوں کو ہاتھیوں پر سوار کرکے فوج کے بیچ میں لیا اور بارہ بیٹوں اور چیدہ چیدہ دو ہزار پٹھانوں سمیت اپنے نقاروں کو بجاتا ہوا گھور گرج کے ساتھہ آگرہ سے روانہ ہوا دو گھنٹے گذرے تھے کہ بادشاہی فوج اُس کے پیچھے گئی اور چنبل کے کناروں پر اُس کو جا پکڑا خاں جہاں نے اپنے جورو بچوں کو دریا پار اُتارا ہی تھا کہ اپنی بازگشت کے چھپانے کے لیئے بڑی بھاری قوت والی فوج سے اُسکو لڑنا پڑا جو اُسکا پیچھا دبائے چلی آتی تھی چنانچہ راجپوتوں اور پٹھانوں کا گھمسان ہوا اور راجپوتوں نے اپنے قومی دستور کے موافق گھوڑوں سے اوتر کر بھالے مارے اور راجہ پرتھی سنگھہ راٹھور اور خاں جہاں آپس میں بھڑ گئے اور دونوں زخم اوٹھا کر الگ ہوئے بعد اُس طویل مقابلہ کے خان جہاں اپنے ہمراہیوں سمیت پانی میں کودا اور علاوہ اُن پٹھانوں کے جو کھیت میں مارے گئے تھے بہت سے پٹھاں اُس پانی میں ڈوبے باقی رہے سہے دریا کو طے کرکے رستہ رستہ ہو لیئے اگرچہ بادشاہی فوج پہلے پہلے اُنکے تعاقب پر آمادہ ہوئی مگر جب کہ تازی امداد اُس کو پہونچی تو اُنھوں نے تعاقب کا ارادہ کیا

خان جہاں لودھي کي بغاوت کا بیان

اگرچہ خان جہاں لودھي ذات کا اوچہا اور قوم سے گھٹکا تہا مگر وہ
شیخي بزائي اور سینہ زوري کي باتیں جو بلاد ہندوستان میں اُس کے
بھائي برادروں میں پائي جاتي تہیں تمام اُس میں موجود تہیں اور
جہانگیر کے عہد سلطنت میں بڑي بڑي جنگي حکومتوں پر معزز و ممتاز
رہا تہا اور دکن میں پرویز کے زیر حکومت اُس کے مرنے کے وقت ایک
بڑي فوج کا حاکم تہا اور جب کہ پرویز کا انتقال ہوا اور حکومت اُسکي
بلا شرکت ہوگئي تو اُس نے خاص اپنے فائدہ بلکہ شاید بادشاہت کي
منفعت کي غرض سے ملک عنبر کے بیٹے فتح خاں سے آشتي کرکے جو
اُس زمانہ میں احمد نگر کي نظام شاہي حکومت کا کلاں افسر تہا منجملہ
اُس ملک کے جسکو شاہجہاں نے فتح کیا تہا رہے سہے کو اُس کے حوالہ
کیا غرض کہ شاہجہاں کے پرانے دشمنوں سے کہل مل گیا *

جب کہ شاہجہاں سلطنت کے قبضہ کو جاتا تہا تو خان جہاں
اُس کي معیت سے انکار کرکے مالوہ کو چلا گیا تہا اور مانڈو کا محاصرا
کیا تہا اور خود مختاري کے ارادہ پر کمر باندھکر بیٹہا تہا اور جبکہ شاہجہاں
تخت نشین ہوگیا اور بات اُس کي پکي ہوگئي تو وہ اطاعت کے رستہ
پر آیا چنانچہ پہلے پہل یہي مناسب سمجہا گیا کہ وہ اپني حکومت پر
قایم رہے بعد اُس کے بادشاہ نے صرف اس پر قناعت کي کہ مالوہ کي
حکومت سے وہ منتقل کیا گیا اور دکن کي حکومت مہابت خاں کو
عنایت ہوئي *

جب کہ خان جہاں راجہ نرسنگھہ دیو کے مطیع ومحکوم کرنے میں
بڑي امداد و اعانت سے پیش آیا تو وہ دربار میں بلایا گیا اور بڑي بڑي
عنایتوں کا مورد ہوا مگر اُس کي حاضري پر تہوڑے دن گذرے تہے کہ اُس
کے خیر خواہوں نے یہہ بات اُس کو سوجہائي کہ بادشاہ آپ سے جي
میں ناراض اور وقت کا منتظر ہی اور چاہتا ہی کہ تجکو غافل پاکر تیرا

ابراهیم عادل شاہ والي بیجا پور نے ملک عنبر کے زمانہ انتقال کے قریب انتقال کیا تھا اور اپني حکومت کو بڑي شادابي اور تازگي پر اپنے بیٹے محمد عادل شاہ کے قبض و تصرف میں چھوڑا تھا اور عبد الله قطب شاہ والي گولکنڈہ اپنے ہمسایوں تلنگانہ والے ہندوؤں کے نقصان و مضرت سے اپني حکومت کو چوڑا چکلا کر رہا تھا حاصل یہہ کہ یہہ دونو بادشاہ مسلمان بادشاہوں کي لڑئیوں بھڑائیوں میں شریک و شامل نہوئے *

جب کہ شاہجہاں برہان پور میں پہونچا تو خان جہان گونڈوانہ سے نکلکر احمد نگر کي قلمرو میں چلا گیا تھا چنانچہ بادشاهي فوج اُس کے پیچھے اُس حکمہ کے ارادے پر جہاں وہ جاکر پڑا تھا روانہ ہوئي اور گجرات سے اور فوج کي امداد بھي پہونچي خان جہان اور اُس کے رفیقوں نے چند بار ایسي فوج کا بیفائدہ مقابلہ کیا جو اُن سے بہت بکثرت زیادہ تھي اور جبکہ مقابلوں سے کوئي فائدہ حاصل نہوا تو جنوب کي جانب چلتا ہوا اور بھاگنے بھٹکنے کے سہارے سے بادشاهي فوج والوں کے ہاتھہ نہ آیا مگر اعظم خان بادشاهي سردار نے جو بڑا چالاک اور نہایت چاق و چست افسر تھا کوے کرے کوچ کرکے اُس پر چھاپا مارا اور اسباب اُس کا لوٹ لیا اور ایسے پہاڑوں جنگلوں میں بھاگنے چھپنے پر مجبور اُسکو کیا جہاں ساري بادشاهي فوج کا گذرنا ممکن نتھا بعد اُس کے خان جہاں آگے کو بھاگنے لگا اور بعض اوقات اچھے مقاموں کے سنبھالنے سے تعاقب کرنیوالوں کا مقابلہ کرتا تھا اور کبھي کبھي طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے پیچھے پڑنے والوں سے دور دور بھاگتا تھا غرض کہ گرتا پڑتا بیجا پور میں داخل ہوا اور یہہ اُمید اُسکو قوي تھي کہ بیجاپور والے کو کچھہ مکر یارا اپنا بنالیگا مگر جب کہ اُسکو یہہ دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ ایسے جھمیلوں میں پڑنے سے جان چوراتا ہی تو لاچار اُس نے اضلاع احمد نگر کا دوبارہ ارادہ کیا نظام شاہ اِن لڑائیوں اپني ہي بلا میں مبتلا تھا یعني بادشاهي فوج سے مقابلہ کررہا تھا اور دو ہندو بڑے سردار اُسکے بادشاهي ملازموں سے

مگر خاں جہاں اتنا دور نکل گیا تھا کہ بندیل کھنڈ کي راہ سے گونڈوانہ کے جنگلي ملک میں پہونچا اور وهاں سے احمد نگر کے بادشاہ اپنے پرانے رفیق سے خط و کتابت کا سلسلہ جاري کیا *

اب یہہ معاملہ ایسا بڑا سمجھا گیا کہ شاهجہاں نے بذات خود میدان کا ارادہ کیا اور بہت سي فوج اپنے همراہ لیکر دکن کو روانہ هوا چنانچہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۲۹ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ هجري میں برهان پور کو اپنے قیام سے رونق بخشي اور فوج کے بڑے بڑے تین ٹکڑوں کو مخالف کے ملکوں پر روانہ کیا † *

یہہ وہ زمانہ تھا کہ گولکنڈہ اور بیجا پور اور احمد نگر کي تینوں سلطنتوں نے اپني اپني پراني حدوں پر دوبارہ قبضہ کیا تھا اور نصف مشرقي خاندیس اور اُس کے پاس پروس کے حصہ برار اور اُس قلعہ احمد نگر کے علاوہ جو باوصف اسکے کہ خاں جہاں نے اُس کو احمد نگر والوں کے حوالہ کیا تھا مگر احمد نگر والوں کا مطیع و محکوم اب تک نہوا تھا بادشاهي ملازموں کے قبض و تصرف میں دکن کا کوئي ملک باقي نرها تھا دکن کي سلطنتوں میں احمد نگر کي بڑي سلطنت تھي جو بادشاهي حدوں سے متصل واقع هوئي تھي اور مرتضی نظام شاہ ملک عنبر کا بتھلایا هوا بادشاہ اُس کے مرنے پر اپني حکومت کے کار بار کو انجام دینا چاهتا تھا لیکن اگر ملک عنبر کے بیٹے باپ کي لیاقت رکھتے تو وہ بادشاہ اُن کے هاتھوں میں کاٹھہ کي پتلي بنا رهتا مگر اُس کے بیٹے کسي قابل نتھے یہاں تک کہ نظام شاہ نے اُس کے بڑے بیٹے فتح خاں کو حکومت سے خارج کرکے مقید کیا اور آپ استقلال و متانت سے حکومت کرنے لگا مگر اُس نے ایسي بے سلیقگي برتي کہ حکومت اُس کے شور فسادوں کا مرکز بن گئي اور غنیموں کو حملہ کرنے اور اُس ملک سے فائدہ اوٹھانے کا موقع هاتھہ آیا ‡ *

† ایک هندوستاني مورخ نے هر ٹکڑے کو پچاس پچاس هزار آدمیوں کا لکھا هے

‡ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

دوسرا باب

شاهجہاں کي سلطنت کا بیان سنه ۱۶۵۷ ع تک

بقول اُس کے کہ مردوں لگے بھاگ هیں نور جہاں کا رعب داب اُس کے شوهر کے ساتھہ گیا اور اُس کي پرانی سارشوں کا ثمرہ دم کے دم میں برباد هوگیا اور جبکہ شہریار اُسکا داماد جسکو وہ عزیز رکھتي تھي موجود نتھا تو آصف خاں اُس کے بھائي نے جو همیشه سے شاهجہاں کا ممد و معاون تھا شاهجہاں کو ایک قاصد کے ذریعه سے دکن سے بلایا اوراسي عرصه میں اِس نظر سے کہ اُس کي تدبیروں کو بادشاهي سند سے جواز و صحت حاصل هوجاوے خسرو کے بیٹے مرزا داور کو قیدخانه سے نکالکر تخت پر بٹھایا اور اُس کے نام کي منادي کرائي ‡ اور جب کہ نور جہاں نے شهریار کي طرفداري کي تو آصف خاں نے چند روز اُس کو نظر بند رکھا بعد اس کے کئي سال تک زندہ رهي مگر ذکر اُس کا تاریخ میں پایا نہیں جاتا § *

توزک جہانگیري سے لیئی گئے خافي‌خاں نے اپني کتاب کو تقریري اور تحریري مختلف بیانوں‌سے تالیف کیا اور گلیڈوں صاحب کي تاریخ اگرچه بظاهر تحریري تاریخوں سے منتخب کي گئي مگر علانیه اُنهوں نے ماثري جهانگیري اور توزک جهانگیري کا حواله دیا اور توزک جهانگیري کا نسخه اُن کے پاس اُس نسخه سے زیادہ کامل تھا جس کا ترجمه میجر پرایس صاحب نے کیا توزک جهانگیري میں خاص خاص وقتوں اور خاص خاص لوگوں کي عادات و شمایل کا حال بہت سا پایا جاتا هي اگرچه جهانگیر نے اپني توزک کو بہت سنجیدگي شایستگي سے نہیں لکھا مگر باوصف اِس کے استعداد و لیاقت کي علامتوں سے خالي نہیں اور بہت بڑا حصه اُس کا ایسي کہانیوں پر مشتمل هی جس میں جادوگروں کے کرتب مذکور هیں اگرچه بعض بعض کہانیوں‌میں بڑا مبالغه کیاگیا مگر یهه واضح هی کہ وہ بازیگروں کے شعبدہ بازیاں هیں مگر جهانگیر نے اُن کو ایسا سمجھا کہ وہ آدمي کي قدرت سے خارج هیں باوصف اِس کے اگر انگلستان کے اُس بادشاہ کو یاد کریں جو جهانگیر کا همعصر اور بهوت پریت کے علم کا معتقد تھا تو جہانگیر کي فہم و فراست اور سمجھه بوجهه کو هلکا نہیں سمجھه سکتے

‡ خافي خاں

§ سنه ۱۶۲۶ ع مطابق سنه ۱۰۵۵ هجري میں نور جہاں مرگئي مگر جب تک وہ جیتي رهی تب تک تعظیم تکریم اُس کي باقي رهي اور پچیس‌لاکهه روپیه سالانه

لاهور کو واپس آیا اور سلطنت کے کاموں کے بحال اور سرسبز کرنے میں
تھوڑا عرصہ صرف کیا اور جب کہ سارے کام اُس کے ٹھیک ٹھاک ہوگئے
تو سالانہ معمول کے موافق کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا *

جہانگیر کے مرنے کا بیان

کشمیر کے پہونچنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ شہریار اِس قدر بیمار ہوا
کہ کشمیر جنت نظیر کی ٹھنڈی آب و ہوا کو چھوڑ کر لاهور کی گرد و گرمی
میں بادشاہ کو آنا پڑا اور اُس کی روانگی پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ
عین راہ میں پھر دمہ نے زور کیا جو بڑا روگ اُس کی جان کو لگا تھا
اور دمہ کے زور شور سے بہت جلد یہہ واضح ہوا کہ وہ اب دموں پر آگیا
چنانچہ لوگوں نے اُس کو لاہور میں لیجانا چاہا مگر پہاڑوں کے آتار چڑھاؤ
سے بیماری ایسی قوت پکڑ گئی کہ تیسری منزل میں جوں ہی وہ خیمہ میں
پہونچا تو ساٹھہ برس کی عمر پوری کرکے اٹھائیسویں اکتوبر سنہ ١٦٢٧ ع
مطابق بست و هشتم صفر سنہ ١٠٣٧ هجری کو جہان فانی سے گزر گیا *

اکبر کے عہد دولت کے بڑے بڑے آدمی جہاں گیر کے مرنے سے پہلے
پہلے مرچکی تھے چنانچہ عزیز اعظم خاں مہابت خاں کی گستاخی سے
پہلے اور ملک عنبر عین گستاخی کے زمانہ میں اور مرزا خاں خانخانان
بادشاہ کی رهائی کے تھوڑے دنوں بعد مرگیا تھا *

عہد جہانگیر کے واقعوں میں سے ایک فرمان کا حال بیان کرسکتے هیں
جس کو تنباکو کی ممانعت میں اُس نے جاری کیا تھا جو اُن دنوں
ایک انوکھی شی سمجھی جاتی تھی اگر تنباکو کا لفظ جو ایشیا کے اکثر
ملکوں میں مستعمل هی اِس بات کے لیئے بجاے خود کافی وافی نہوتا
کہ اصل اُس کی امریکا هی اِس لیئے کہ لفظ مذکور امریکا کا لفظ هی
تو وہ فرمان اُس کے برتاؤ کے سن و سال کے دریافت کے لیئے جو آج کل
تمام ایشیا میں جاری ساری هی عجیب و غریب هوتا † *

---

† جہاں کہیں عہد جہانگیر کے حالات میں کوئی سند بیان نہیں کی گئی وهاں
کے مطالب خافی خان کی تاریخ یا گلیڈوں صاحب کی تاریخ جہاں گیر یا خاص

مضبوط مستحکم ہوگئی تو اُس نے اپنے دنوں کی سختیوں کا
تدارک کیا چنانچہ بڑی بڑی عمارتوں کے بنانے اور عمدہ عمدہ دعوتوں
کے کھلانے اور ایسی ایسی مجلسوں کے جمانے میں دل کھول کر مصروف
ہوا جس میں ہزاروں کا صرف پڑتا تھا غرض کہ دل کے چاؤ اچھی طرح
نکالے اور بڑے بڑے شہروں میں قلعہ محل بنوائے اور تخت نشینی
کی پہلی سالگرہ پر ایسی ایسی خیمہ کشمیر میں طیار کرائے کہ خافی
خاں کے لکھنے کے بموجب اُن کے کھڑے کرنے میں دو مہینے صرف
ہوئے اور سالگرہ کے وقت اُس نے نئے نئے اسراف کے طریقے ایجاد کیئے
اِس لیئے کہ اِس معمولی قاعدے کے علاوہ کہ نقد و جنس کی برابر تلمیں
بیٹھ کر تلے جواہرات سے کشتیاں بھر کر نثار کرائیں اور اِس اعتقاد کے
بموجب کہ ایسے نثار سے بلائیں رد ہوجاتی ہیں یہہ بھاری دولت اُس پاس
کھڑے ہونیوالوں پر بکھیری جاتی تھی یا منقسم ہوجاتی تھی اور اِس بڑے
جشن میں بقول اُس مورخ کے زر نقد اور جواہرات اور بھاری بھاری
خلعتوں اور اچھے اچھے ہتھیاروں اور ہاتھی گھوڑوں کی بخششوں کے حساب
سے ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ صرف پڑتا تھا *

شاہجہاں نے ادھر یہہ مزے اڑائے اور اودھر اوزبکوں کی یورش سے
کابل کی حکومت میں بے انتظامی پھیلی یعنی اوزبکوں نے اطراف کابل
کو لوٹنا کھسوٹنا اور خود شہر کا محاصرا کیا مگر جب کہ وہ ہلکی پھلکی
فوج اُن کے متصل پہونچی جس کے پیچھے پیچھے مہابت خاں بڑی
فوج لیئے چلا آتا تھا تو وہ متفرق ہوگئے بعد اُسکے نرسنگھہ دیو ابوالفضل
کے قاتل نے بغاوت برپا کی اور بندیل کھنڈ میں بادشاہی فوج کا بہت
عرصہ تک مقابلہ کیا اور آخر کار اطاعت کا غاشیہ دوش سعادت پر رکھا † *
مہابت خاں کابل کے ارادہ پر سرہند تک پہونچا تھا کہ اوزبکوں کے
چلے جانے کی خبر پہونچی چنانچہ فی الفور اُس کو بادشاہ نے طلب
کیا اور دکن کی یورش پر جانے کی ہدایت فرمائی *

---

† خافی خاں

بعد اُسکے آصف خاں لاهور کو متوجهه هوا اور پہلے اِس سے که آصف خاں لاهور میں پهونچے شهریار نے بادشاهي خزانوں پر قبضه کیا اور فوج والوں کو دے دلاکر اپنی چچیرے بهائي یعني دانیال کے دو بیٹوں سمیت آگی بڑه کر آصف خاں کے مقابله کو روانه هوا مگر لڑائي کا خاتمه اِس پر هوا که شهر یار نے شکست کهائي اور لاهور کے قلعه میں کهس گیا اور اُسکے رفیقوں نے اُسکو آصف خاں کے حواله کیا اور شاهجهاں کے حکم سے چچیرے بهائیوں سمیت مارا گیا || *

جب که آصف خاں کا بلاوا شاهجهاں کے پاس پهونچا تو اُس نے توقف نکیا اور مهابت خاں کو ساتهه اپنے لیکر دکن سے روانه هوا چنانچه چهبیسویں جنوري سنه ۱۶۲۸ ع مطابق هفتم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۳۷ هجري کو آگره میں پهونچکر تخت سلطنت پر بیٹها اور حسب ضابطه اپنے نام کي منادي کرائي + آصف خان اور مهابت خاں کو بڑي بڑي عزتیں اور اپنے رفیقوں اور خیر خواهوں کو عمده عمده بخششیں عنایت فرمائیں اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز فرمایا اور تخت پر بیٹهتے هي سجده تعظیم کو اُٹهایا اور قمري سن معمولي خط و کتابت میں قایم کیئے غرض که ایسي ایسي خفیف تبدیلیاں عمل میں لایا جو مسلمانوں کے حق میں مفید تهیں اور جب که حکومت اُس کي

ملتا رها اور رنڈاپے کو اُسنے یوں نبهایا که بعد اپنے رنگیلے شوهر کے رنگی کپڑے نه پهنے سفید جوڑا پهنتي رهي اور هر قسم کے جلسوں سے پرهیز اُسکو رها اَور خاوند کي یاد میں دن کاٹتی اور اُسي گور میں دفنائي گئي جسکو جهانگیر کے مقبره کے پاس بمقام لاهور میں اُس نے کهدوایا تها ۱۲۰ خافي خاں

|| خافي خاں

+ داور شکوه جو مرزا بلاقي بهي پکارا جاتا تها اور اُس کو آصف خاں نے بضرورت تخت نشین کیا تها جان بچاکر ایران کو بهاگا جهاں اُسکو سنه ۱۶۳۳ ع میں هولسٹین کے ایلچیوں نے دیکها تها — الیریس کي کتاب سیاحت ایلچیان صفحه ۱۹۰

خراب، خستہ ہی رہی مگر اپنے دلی ارادوں پر جمی رہی چنانچہ جب
اُس نے آصف خاں اپنے بھائی کے چھوٹنے چھوڑانے کی ضرورت سے جو
مہابت خاں کا نظر بند تھا مہابت خاں سے شرطیں ٹھہرائیں تو ایک
دشمن یعنی مہابت خاں کی آزادی میں دوسرے دشمن یعنی شاہجہاں
کی بربادی کو شامل کیا یعنی مہابت خاں سے یہہ کہا کہ بادشاہ اِس
شرط پر تیری گستاخی کو معاف کرتا ہی کہ تو شاہجہاں کا مقابلہ کرے
باقی شاہجہاں کی یہہ صورت تھی کہ اپنی اطاعت اور باپ کی شامت کے
پیچھے ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ اپنے ساتھہ لیکر دکن سے اجمیر کو آیا تھا اور
آمد اُس کو یہہ تھی کہ جوں جوں آگے بڑھوں کا اوسقدر فوج آئی
دھکی مگر اِس لئے کہ راجہ کشن سنگھہ اُس کا رفیق اجمیر میں مرگیا
تھا تو ترقی کی جگھہ اُس کی فوج کو تنزل نصیب ہوا یعنی فوج اُس کی
آدھی رہ گئی اور اپنی سلامتی کا ایک یہی ذریعہ باقی رہگیا کہ جنگلوں
کی راہ سے سیدھا سندہ کو بھاگا اور نہایت افسردہ پژمردہ تھا اگر وہ بیمار
نہ ہوتا تو ایران کو سیدھا چلا جاتا مگر اِس وقت سے نصیب اُس
کے چمکنے لگے اِس لیئے کہ اُدھر برہانپور میں پرویز کا مرنا سنا
اور ادھر مہابت خاں کی یہہ خبر لگی کہ بجاے اِس کے کہ وہ میرا
پیچھا کرے بادشاہی فوج نے اُس کا پیچھا کیا اور مہابت خاں کی
بادشاہ سے پھر بگڑ گئی *

غرض کہ اِن باتوں کے سننے سے شاہجہاں نے آدھارا لیا اور گجرا
کی راہ سے دکن کو روانہ ہوا جہاں مہابت خاں کی بچی کھچی
شاہجہاں سے مل گئی † جہانگیر اپنے آزاد ہونے پر کابل کو نہ گیا

---

† خافی خاں لکھتا ہی کہ چھوٹنے کے بعد مہابت خاں اور جہانگیر میں
ہوئی چنانچہ مہابت خاں دربار میں حاضر ہوا مگر بعد اُس کے پھر بگڑ گ
جلد جلد تلوّن مزاجیوں کا باعث دریافت نہیں ہوتا اور اِس پر یقین کرنا آسا
کہ اگر مہابت خاں نور جہاں کے پنجہ میں ہوتا اور آصف خاں اُس
کے پنجہ میں پھنسا نہوتا تو وہ اُسکو صحیح سلامت چھوڑتی

اور بعضوں کو یہہ امر تھا کہ وہ اپنے مقاموں میں جمے رہیں اور حکم کے منتظر بیٹھیں بعد اُس کے خود جہانگیر کو یہہ سوجھائی کہ وہ اپنے جاگیرداروں کی فوجوں کی موجودات لیوے اور جب کہ بادشاہ نے نور جہاں کو خاص اُسکی امدادی فوج کی حاضری کے لیئے فرمایا تو نور جہاں بناوت سے اسبات پر خفا ہوئی کہ مجھکو اور سارے جاگیرداروں کو برابر سمجھا اور پھر یہہ عرض کیا کہ میں احتیاط اِسمیں کرونگی کہ میری فوج کی حاضری میرے شان و منصب کے مخالف نہو چنانچہ اُس نے اپنی پرانی فوج کو ایسا اراستہ کیا کہ تعداد اُنکی تھوڑی ظاہر ہوئی اور گویا تکمیل فوج کے لیئے اوسنے نئی بھرتی شروع کی اور اِس نئی بھرتی کو جو پہلے سے طیار ہو رہی تھی یہہ حکم دیا کہ دو دو تین تین کی جوڑی بنکر آوے مہابت خاں اِس معاملہ کو دیکھکر گھبرایا اور پراگندہ خاطر ہوا مگر وہ اِس قابل نرہا تھا کہ مخالفوں کو بزور قوت پس پا کرے علاوہ اُس کے جہانگیر نے یہہ فقرہ سنایا کہ فوج نور جہاں کی حاضری میں تمہارا جانا مناسب نہیں گزند و صدمہ کا احتمال ہی مہابت خاں جہانگیر کی باتوں میں آگیا اور ساتھہ اُس کے نگیا اور جہانگیر اکیلا فوج کے ملاحظ کو آگے بڑھا اور فوج کے بیچا بیچ اب تک نگیا تھا کہ فوج نے اُس کو بیچ میں لیکر محافظ راجپوتوں، کو پاش پاش کیا اور جبکہ اِسی اثنا میں اُسی فوج کی مدد گار بھی آپہونچی تو بادشاہ پر قابو نچلا اور مہابت خاں ہاتھہ ملتا رہگیا بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ زور اُس کا ہوچکا اور اب قوت اُس کی بحال ہونے والی نہیں فوج اپنی الگ لیگیا اور عفو تقصیر اور سلامت جان کے مقدمہ میں عرضی پرچے بھیجنے لگا *

جہانگیر آزاد ہوا اور نور جہاں کو دوبارہ قوت حاصل ہوئی اور باوصف اِس کے کہ نورجہاں نے یہہ زک اُٹھائی اور شامت کی ماری

خدمت و مطلب کے اُس جو کو لوگوں ایسے پاکر موقع یہہ نے جہاں کسي که کرایا پیش طرح ایسي لیئے کے نوکري کي پهره تهے وابسته و آگاه اِسقدر کو بادشاه که تها زمانه وه یہہ اور هوے نه پیدا شبهه شک کا کو کهیلنے شکار سے تفنگ و تیر کر بیٹهه پر هاتهي که تهي حاصل چارب ایک اور تهے رهتے گهیرے کو اُس راجپوت کے اس باوصف مگر کرے جایا دم کوئي اور تها رهتا لپٹا لگا کو اُس مانند کي پرچهانو کي اُس راجپوت بادشاهي پر موقع ایک کے شکار تها دیتا هوئے الگ سے آنکهوں اپني کے بادشاه که اسلیئے مگر هوا برپا جهگڑا کوئي میں راجپوتوں اور احدیوں مارے اکثر هوکر مغلوب احدي تو تهے داخل اکثر راجپوت میں محافظوں تو کي شکایت سے خان مهابت نے احدیوں سپاهي رهے که جب اور گئے سکتے بتا کو راجپوتوں اُن لوگ تم اگر که دیا کو اُن جواب یہہ نے اُس هوں سکتا دے تدارک کو اُن میں تو آئے پیش طرح بري سے تم جو هو راجپوتوں کر هو متفق باهم اور هوئے برهم سے جواب آمیز فریب اس احدي بهگوڑوں سے بهت اور لگایا ٹهکانے کو راجپوتوں سے بهت اور اترے پیدل پر ایسا یہہ اور لیا بنا کو اُن غلام نے قوم هزارا جہاں بهگایا میں پہاڑوں کو وه چنانچه تهے اترے لالے کے جان کو بهي خان مهابت خود که تها قصه بڑے بڑے دن دوسرے هوا گیر پناه میں خیمه کے بادشاه بچاکر جان کا راجپوتوں علانیه ٹکڑا ایک کا فوج مگر گئي دي سزا کو احدیوں حامي اور تهي آگئي کمي سے هي پہلے میں گنتي جنگي هوگیا دشمن کي ظاهر رغبت پر هونے شریک کے بادشاه نے پٹهانوں کے جوار و قرب کي پہلے میں لانے راس کے تدبیروں ابهي کو جہاں نور اسلیئے اور چدار کا جانے کهل کے اُن اور تهي آئي پیش مزاحمت تهوڑي نسبت ک... نوکري کي آدمیوں اچهے اچهے نے جہاں نور که غرض تها نه کهٹکا اُس مجمله رکها ملازم کو گماشتوں میں مقاموں مختلف سے عرض ... میں لشکر بہانه کے معاش تلاش وه که تها حکم یہہ کو بعضوں

ایسی بن پڑی تھی کہ بہت سی فوج اُسکو ماننے لگی یہانتک کہ آصف خاں اور مثل اُس کے اور افسر جو مہابت خاں کی اطاعت سے بھاگتے تھے لاچار اپنے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر مہابت خاں کی قوت کی وسعت اور حفظ و حراست ایسی قوی نہ تھی جیسی کہ بظاہر سمجھی جاتی تھی اِس لیئے کہ اُس کے مخالفوں کے دلوں میں اُسکے مغرورانہ طور و انداز اور متکبرانہ چال چلن مستقر و متمکن تھے اور باقی بادشاہی فوج اُس کی راجپوتوں کی فضل و فوقیت سے ناراض تھی اور سارے صوبے جہانگیر کی وفاداری کا دم بھرتے تھے اور شہر یار اور پرویز اُسکے دونوں بیٹے بھی مطیع و محکوم اُسکے تھے غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا مہابت خاں کو قیدی بادشاہ کی تواضع تعظیم اور خاطر مدارات بڑی چاپلوسی سے کرنی پڑتی تھی اور بجاے زور و قوت اور تہدید و تنبیہہ کے نہایت منت سماجت سے کام اپنا نکالتا تھا جہانگیر نے نور جہاں کے سکھانے پڑھانے سے قید کی صورت سے فائدہ اُٹھایا اور جن حالوں میں مبتلا تھا اُن سے فایدہ حاصل کیا یعنے اُس نے یہہ طرز اختیار کی کہ جو مہابت خاں کہتا تھا اُس کو بلا حجت فوراً مانتا تھا اور اُس کے ارادوں کی تائید کرتا تھا اور یہہ خوشی ظاہر کی کہ جن جھمیلوں میں آصف خاں نے اُس کو پھنسا رکھا تھا اُن سے آزادی پاوے اور ایسا سیدھا سادھا بنکر مہابت خاں سے مخاطب ہوتا تھا کہ بھائی مہابت خاں تم نور جہاں کو ایسا اپنی نسبت پاک طینت اور صاف نیت نہ سمجھنا جیسا کہ میں تمہاری نسبت سینہ صاف ہوں علاوہ اس کے ایسی چھوٹی چھوٹی سازشوں سے اُسکو آگاہی بخشتا تھا جو گاھے گاھے مہابت خاں کی تدبیروں کی بیکاری کے لیئے کی جاتی تھیں غرض کہ اِن جوڑتوں سے مہابت خاں اندھا ہو گیا اور بادشاہ کی جانب سے ایسا مطمئن بیٹھا کہ مخالفوں کے مخالفانہ ارادوں پر مایل نہ ہوتا تھا *

اسی زمانہ میں بادشاہی فوج آگے کو کابل کی جانب بڑھی یہانتک کہ جب وہ افغانوں کے متصل پہونچی تو بادشاہی پہرہ کے بڑھانیکی ضرورت پیش آئی

بعضے آدمی گھوڑے ہاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور بعضے ہٹوروں میں ڈوب کر مر گئے اور پھر راہ پر نہ آ سکے اور بہت سے لوگوں نے اِس غرض سے غوطے لگائے کہ یا تو ڈوبیں یا کسی اچھی جگہہ جانکلیں غرضکہ نور جہاں پر بڑا بھاری حملہ کیا گیا یعنی راجپوتوں نے اُس کے ہاتھی کو گھیرا اور اُس کے محافظوں کو قتل کیا اور اُسکے ہودے کے چاروں طرف تیر اور گولیاں کثرت سے برسائیں یہاں تک کہ شہریار کی شیر خوارہ بیٹی نور جہاں کی نواسی جو اُسکی گود میں بیٹھی تھی تیر سے زخمی ہوئی اور ہاتھی کا مہاوت مارا گیا اور خود ہاتھی کی سونڈ بھی زخمی ہوئی اور جب وہ ہاتھی مار دھاڑ سے بھاگا تو گہرے پانی میں جا پڑا او دھار اُسکو بہا لے گئی مگر بہت سے غوطے کھا کر کنارے پر آیا اور نور جہاں کی سہیلیاں اور اصیلیں کنارے پر روتی پیٹتی آئیں او اُس کو اپنے حلقہ میں لیا او اُس کے ہودیکو لہو سے بھرا ہوا اور اُسکو نواسی کا تیر نکالتے اور پٹی باندھتے پایا فدائی خاں مذکور الصدر عین گھمسان میں ایسی جگہہ جا پہونچا تھا کہ وہاں کسی کے جانے کا گمان بھی نہ ہوتا تھا اور بادشاہی خیمہ کے ایسا قریب آگیا تھا کہ وہاں سے اُسکے تیر او گولی اُس خیمہ تک پہونچ سکتی تھی جہاں بادشاہ رونق افروز تھے مگر جب کہ سارا لشکر پیچھے کو بھاگا تو وہ بھی پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا چنانچہ وہ زخمی ہوکر پیچھے لوٹا اور بہت سے رفیق اُسکے مارے گئے اور اب اٹک رهتاس کو چلا گیا جہاں کا وہ حاکم تھا *

جب کہ نور جہاں نے یہہ دیکھا کہ زور و زبردستی سے کام نہیں چلتا اور اُس کے شوہر کی رہائی جبراً قہراً متصور نہیں تو شوہر کے ساتھہ قید میں رہنا چاہا او اُس کی رہائی کو اُس کے نصیب اور اپنی لیاقت پر موقوف رکھا *

مہابت خاں دریاے جہلم پر یہہ کامیابی حاصل کر کے دریاے اٹک کی جانب کو چلا جہاں آصف خاں رہتا تھا مہابت خاں کی بات

کاج کو صرف جب تک ملتوي رکھا کہ دشمن کے لشکر کا مقام اورباداشاہ
کے ٹھہراؤ کي جگہہ اچھي طرح دریافت ھو جاوے فدائي خاں نامي
ایک جاں نثار امیر نے رات کے وقت اس بات کا ارادہ کیا کہ پار اُوتر کر
بادشاہ کو اُٹھا لاوے چنانچہ وہ ھمراھیوں سمیت اُس دریا میں پیرا مگر
حسب اتفاق اُس کا ارادہ دریافت ھو گیا اور بہت سے ھمراھي اُس کے
مارے گئے اور بہت سے ڈوب کر مر گئے اور خود فدائي خاں بہ ہزار
دشواري جان اپني بچا لے گیا *

دوسرے دن صبح ھوتے ھي ساري بادشاھي فوج مہابت خاں پر روانہ
ھوئي اور نور جہاں بیگم دو ترکش اور ایک کمان آگے رکھے ھوئے ھاتھي پر
سوار ھوئي اور سب سے آگے بڑھي اور وھي اُس فوج کي افسر تھي مگر جو
کہ راجپوتوں نے پل کو جلا پھونک دیا تھا تو بادشاھي فوج ایسي پایاب راہ
کو اُترنے لگي جو دریا کے پائین حصہ میں واقع تھي اور اُنھوں نے اُسکو
دریافت کیا تھا یہہ تنگ راہ ایسے بھنوروں کے بیچا بیچ آکر پڑي تھي جو
بڑے گھیرے واقع ھوئی تھی حاصل یہہ کہ وہ لوگ ایسي بے ترتیبي سے
اترے کہ بہت سے لوگوں کو پیرنا پڑا اور سارے شور بور ھوئے اور باروت
اُن کي گیلي سیلي ھوگئي اور بھیگے کپڑوں اور زرہ بکتر کے بھاري بوجھہ
کے مارے دبے بیٹھے جاتے تھے ھنوز اُن کو پانو جمانے کي فرصت بھي ھاتھہ
نہ آئي تھي کہ سردست اُن کو لڑنا پڑا نور جہاں اپنے بھائي اور باقي
امیروں سمیت اپني فوج سے آگے بڑھي ھوئي تھي کہ اُس نے بڑي
دشواري سے پانؤ اپنے کنارے پر جمائے مگر دشمن کے لوگوں کو ضرر پہنچانا
ممکن نہ پایا اور راجپوت ایسي عمدہ جگہہ پر تھے کہ اُنھوں نے عین
اُوترنے کے وقت اوترنے والوں پر بان اور تیر اور گولے برسائے اور کنارے والوں
کو تلوار کے زور سے اولٹا بھگایا اور پاني میں ڈالا *

حاصل یہہ کہ بڑي پریشاني واقع ھوئي اور گھمسان کا تماشا نظر آیا
وہ پایاب رستہ گھوڑے ھاتھیوں سے اس قدر بھر گیا کہ دم گھٹنے لگا چنانچہ

بادشاہی مہاوتوں کے سردار ایک مہاوت نے بادشاہ کو سوار کرتے ہوئے یہہ چاہا کہ بادشاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرے اور اسی ارادہ سے راجپوتوں کے حلقہ کو چیر چار کر نکلا مگر مہابت خاں کے اشارہ سے مارا گیا اور منجملہ خاص ملازماں بادشاہی کے ایک ملازم کو بادشاہ کے پاس پہنچنے کی اجازت حاصل ہوئی جو بارخم اپنے ولی نعمت تک نہ پہونچ سکا اور جام و صراحی کا کام اُس سے متعلق تھا جو بادشاہ کے جینے کا ضروری سامان تھا *

امور مذکورہ بالا کے واقع ہونے سے مہابت خاں کے مقابلہ کا اثر بادشاہ کے دل پر بخوبی پیدا ہوا چنانچہ اُس نے کوئی حیلہ حوالہ نہ کیا اور مہابت خاں کے خیمہ کی جانب کو بلا تکرار آگے بڑھا *

اگرچہ نور جہاں اِس ناگہانی آفت سے تھوڑی بہت مضطرب تو ہوئی مگر اوساں اُس کے ٹھکانے رہے اور جب کہ بادشاہ تک رسائی ممکن نہ دیکھی تو فی الفور اُس نے بھیس اپنا بدلا اور ٹوٹی پھوٹی ڈولہ میں بیٹھکر پل کی جانب روانہ ہوئی اور جو کہ پل کے محافظوں کو یہہ حکم تھا کہ جانے والی کی روک ٹوک نکریں اور آنے والی کو آنے ندیں تو نور جہاں بیگم بلا تکلف دریا پار آگئی اور بادشاہی فوج میں پہونچ کر امن اماں سے بیٹھی بعد اُس کے اپنے بھائی آصف خان اور دوسرے بڑے سرداروں کو بلاکر برا بھلا کہا اور یہہ علانیہ پکاری کہ تم کیسے نامرد اور غافل ہو کہ اپنی آنکھوں کے سامنے بادشاہ کو گرفتار کرادیا اور سخت سست کہنے پر اکتفا نکی بلکہ اپنے شوہر کو مردو رہ دستے چھوڑانے کے ارادے پر ترت بہت سامان تیار کیئے مگر جہانگیر نے اس اندیشہ سے کہ گھمسان کے وقت اپنا حال دیکھیئے کیسا ہو ایک قاصد کو خاص مہر اپنی دیکر نور جہاں کے پاس بھیجا کہ حملہ کرنا مصلحت کے خلاف ہے نور جہاں نے اُسکو مہابت خاں کا فریب تصور کیا اور اپنے کام

...ں کو نہ آئے تھے مسلح سپاهیوں کي دوڑ دهوپ اور انکے هتیاروں کي
...ز بڑ سے چونکا اور چوکنا هوکر کهڑا هوا اور تلوار کوسنبهالا اوز دائیں
...ئیں دیکهه کر اصل معامله پر پی لیگیا اور چلاکر بولا که او مهابت خاں
...غاباز یهه کیا بات هی مهابت خاں نے زمین ادب کي چومي اور
...ست بسته یهه عرض کیا که اپنے مخالفوں کي داد فریاد اور شکوه
شکایت کے لیئے اپنے ولي نعمت تک پهونچنا منظور تها یهاں تک که
جب کوئي صورت نه پائي تو زبردستي کا طریقه اختیار کیا که بادشاه
اپنے غیظ و غضب کو پهلے، پهلے تو نروک سکا مگر جب که اُس نے یهه
دیکها که باوصف اِس خوشامد درآمد اور زار نالي اور چاپلوسي کے
مهابت خاں دبنے لچنے پر مایل نهیں تو کام ناکام اِس قول کے موافق
* مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش * وه مزاج کو روک
تهام کر اپنے پکڑنے والی یعني مهابت خاں سے بدل جوئي پیش آیا اورِ
بقولِ آسکے که * اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز * زمانه سازي کي
اور نهایت نرمي اور بڑي سهولیت برتي اب مهابت خاں نے یهه عرض
کیا که آپ کي سواري کا وقت آگیا آپ سوار هوجاویں اور اپنے جمال
مبارک سے لوگوں کو مشرف فرماویں تاکه بدگمانوں کے شک شبهه رفع
هوجاویں اوز شور و غوغا بهي فرو هوجاوے جهاں گیر اِس بات پر
راضي هوا اور پوشاک بدلنے کے بهانه سے زنانه کمره مین جانی لگا جهاں
یهه امید اوس کو تهي که نورجهاں سے صلاح و مشورت کا موقع هاتهه
آویکا مگر جب که وه اِس ارادے سے روکا گیا تو ناچار اپني جگهه پر طیار
هوا اور گهوڑے پر سوار هوکر راجپوتونکے نرغه میں آیا اور راجپوت اوسکو آداب
بجالائی بعد آس کے مهابت خاں یهه سوچ سمجهه کر که هاتهي پر
بتهانے سے نظر بندي معقول هوگي اور آسکی مهاوت پر بهي قابو رهیگا اور
نیز آسکي شان سلطنت کے شایاں هوگا بادشاه کي بهت سي منت سماجت
کرکے هاتهي پر بتهایا اور دو مسلح راجپوت آس کے دائیں بائیں بتهلائے

مہابت خاں اب تک دربار میں حاضر نہوا تھا کہ اُس نے اپنی بیٹی کا رشتہ برخوردار نامی کسی امیر آدمی سے بادشاہ کی بلا اجازت کردیا تھا اور قاعدہ یہہ تھا کہ ایسے پایہ کے لوگ اپنے بال بچونکا رشتہ ناتا بادشاہ کی بلا اجازت نکرتے تھے غرض کہ جہانگیر اِس مخالفت سے نہایت برہم ہوا اور برخوردار کو سامنے بلاکر سنگدلی کی اوچھال اوبال سے جواب بھی کاہی ماہی اوبل اوچھل آتی تھی ننگا کرایا اور جنگلی کانٹوں سے پٹوایا اور اُس کے جہیز و سامان کو جو مہابت نے دیا تھا اُس کے گھر بار اور اور اسبابوں سمیت ضبط کیا *

مہابت خاں بادشاہی فوج میں پہونچا اور اُس کو یہہ خبر دیگئی کہ بادشاہ کی حضوری نصیب نہوگی چنانچہ مہابت خاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ میری بربادی پہلے ہی سے ٹھرائی گئی انتظار اِس کا نکیا کہ وہ اپنی فوج سے بزور و جبر الگ کیا جاوے بلکہ اُس نے یہہ ٹھرائی کہ ایسی گزند پہونچائی جاوے جس کی شدت سے اُس کی پوری پوری کامیابی کا یقین ہوجاوے *

اِس زمانہ یعنی ماہ مارچ سنہ ۱۶۲۶ ع مطابق جمادی‌الثانی سنہ ۱۰۳۵ ہجری میں دریاے جہلم کے کنارے پر بادشاہی فوج پڑی تھی اور کشتیوں کے ذریعہ سے پار اُترنے اور کابل جانے کی تیاریاں ہورہی تھیں اور بادشاہ نے اپنے جانے سے پہلے فوج کو دریا پار اِس غرض سے بھیجا تھا کہ جب شور و غوغا کم ہوجاویگا تو امن چین سے پار اُتریںگے غرض کہ فوج اُتر گئی تھی اور ذاتی پہرہ اور خاص خاص ملازم باقی رہگئے تب کہ مہابت خاں نے صبح کے کھلنے سے پہلے دو ہزار راجپوتوں کو مسلح کرکے پل پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور دو سو دلاوروں کو لیئے ہوئے آپ اُس طرف کو جلد روانہ ہوا جہاں بادشاہی خیمہ منصوب تھا غرض کہ بادشاہی ملازموں کو اصل و حقیقت کی آگاہی سے پہلے پہلے پراگندہ کیا اور جہانگیر ایسی حالت میں کہ رات کا متوالا تھا اور اب تک ہوش

کے سرغنہ کا سر بھي اُسکي خد متمیں پھونچا مگر وہ اپنے ارادہ پر
ا رہا *

اگرچہ جہانگیر اپنے ارادہ پر جما رہا مگر اُسکے مقدر میں یہہ نتھا
وہ اس سفر کو امن چین سے پورا کرے اس لیئے کہ جوں ھي شاہجہان
، باپ کي اطاعت قبول کي اور خدشہ اُس کا مٹ گیا تو نور جہاں
م کي غالب طبیعت نے نئے نئے دشمن پیدا کیئے بیان اُس کا یہہ ھی
غور بیگ کابل کے باشندے کا بیٹا مہابت خاں اکبر کے عہد سلطنت
یں پانصدي منصب کو پھونچا تھا † اور جب کہ جہانگیر اُس کي
ي پر بیٹھا تو اُسکو اُسنے بڑے بڑے مرتبوں پر پھونچایا اور بہت دنوں تک
گ اُسکو اچھا سمجھتے رھے ‡ اور اب یہہ پایہ اُس کا تھا کہ تمام سلطنت
کے چھوٹے بڑے ملازموں میں اُسي کو معزز و ممتاز اور بڑے پایہ والا جانتے تھے
ر نور جہاں کے دیکھہ جلنے کے لیئے ایک یھي بات اُسکي کافي وافي
ھي علاوہ اس کے یہہ امر بھي غالب تھا کہ پہلے وہ آصف خاں اسکے
ھائي کا پرانا دشمن تھا اور اسي لیئے اُسکي دوستي کا اعتبار نتھا اور اب تھوڑے
نوں سے پرویز کا ساتھي ھوگیا تھا اور خاص اُسي سے واسطہ علاقہ رکھتا تھا
غرض کہ نور جہاں کے رشک و حسد کي کوئي وجہہ ھووے مہابت
خاں کے ذمہ ظلم و تغلب کا الزام اُس زمانہ کي بابت جب کہ وہ بنگالہ پر
متصرف تھا لگایا گیا اور بغرض جوابدھي بادشاھي دربار میں بلایا گیا
مہابت خاں نے پہلے پہلے عذر پیش کیا اور اپني غیر حاضري کا سبب
لکھا اور پرویز نے تائید اُس کي کي مگر جب کہ اُس نے اپني حاضري
پر بہت سا اصرار پایا تو پانچ ھزار راجپوتوں سمیت اُس نے ارادہ
کیا جنکو اُس نے کسي تدبیر و حکمت سے اپني خدمت کا وابستہ
کیا تھا *

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ۳۰

‡ سر تامس رو صاحب ایلچي نے سنہ ۱۶۱۶ ع میں اُسکي نسبت یہہ لکھا
کہ وہ عالي ھمت اور جوانمرد اور فیاض آدمي ھی اور سب لوگ اُسکو عزیز رکھتے ھیں
اور بادشاہ بھي اُسکو بہت چاھتا ھي مگر وہ شاھزادہ شاھجہاں کي پروا نھیں کرتا

ملک عنبر نے شاهجہاں کو برهان پور کے محاصرہ کیواسطے یہہ لکھا کہ آپ
اسکامحاصرہ کریں چنانچہ شاهجہاں نے قبول کیا اور محاصرہ کي تدبیر کي
مگر محصوروں نے بڑا بچاو اپنا کیا اور جوں توں بمقابلہ پیش آئے
یہانتک کہ مہابت خاں اور پرویز کے نربدہ پر آجانے سے شاهجہاں اُس
محاصرے کے اوٹھانے اور اپني جان کے بچانے پر مجبور هوا اور اُس کے
همراهیوں نے پہلے کے نسبت زیادہ کنارہ کشي کي اور نصیبوں کي
شامت اور کسي قدرتن بدن کي سقامت سے یہاں تک مجبور هوا کہ
باپ کو عریضہ لکھا اور قصوروں کي معافي چاهي اور جمیع احکامات کي
اطاعت کا اقرار کیا جہانگیر نے جواب اُس کا یہہ لکھا کہ رهتاس گڈہ واقع
بہار اور اسیرگڈہ واقع دکن جو اب بهي اُس کے قبض و تصرف میں تھے
ملازمان بادشاهي کو حوالہ اور دارا شکوہ اور اورنگ زیب اپنے دونوں
بیٹوں کو بطور اول یعني فعل ضامني کے دربار میں روانہ کرے غرض کہ
سنہ ۱۶۲۵ ع مطابق سنہ ۱۰۳۴ هجري میں شاهجہاں نے حکم اُس کا
قبول کیا باقي جہانگیر نے حسن سلوک کا ارادہ شاهجہاں کے ساتھہ کیا
تو هوگا مگر وہ ایسے واقعہ کے واقع هونے سے معلوم نہوا جس کے باعث سے
بادشاهي کے سارے کار بار ابتر هوگئے اور سلطنت کا ڈهچر بگڑ گیا *

روشنیا فرقے والوں پر شاهجہاں کي چڑهائي اور مہابت خاں کي کج ادائي کا بیان

جب کہ پہلي مرتبہ بغاوت کے زمانہ میں شاهجہاں دکن کو هار کر
چلا گیا تھا تو جہانگیر اجمیر سے دلي کو اس یقین پر واپس آیا تھا کہ
اب کوئي بڑا خطرہ میري سلطنت کي نسبت باقي نہیں رها بعد اُسکے
دستور کے موافق وہ کشمیر کو گیا اور پھر دوبارہ اگلے برس بهي کشمیر جنت
نظیر کي سیر فرمائي اور جب کہ تیسرے برس روشنیا فرقہ والوں نے سر
اوٹھایا تو اُسکو یہہ سوجھي کہ بجائے کشمیر کے کابل کا ارادہ کرے اگرچہ
في الفور اُسکو باغیوں کي سر کوبي کي خبر پہونچي اور احمد ابن احدا

ج محل پر لڑائي هوئي اور اُس نے لڑائي هاري اور شاهجهاں بنگاله پر
بض هوا اور بهار پر بهي قبضه کرسکا اور اودے پور والے راجه کے بهائي بهیم
سنگهه کے ساتهه ایک ٹکڑا فوج کا اس اراده پر بهیجا که اله آباد کے قلعه
و قبضه کرے *

اسي عرصه میں پرویز اور مهابت خاں نے شاهجهاں کو دکن سے نکال
کر برسات کے مارے برهان پور میں چهاوني ڈالي اور جب اُن کو یهه خبر
پهونچي که شاهجهاں نے بنگاله پر بهت جلد قبضه کیا تو وه فوج اپني
لیکر الهاباد کي جانب روانه هوئے اور شاهجهاں اُن کے مقابله کے لیئے گنگا
پار اوترا مگر اس لیئے که ملک کے لوگ اُس کے باپ کي مخالفت
نچاهتے تهے تو اُسکے لشکر کي رسد پهونچانے اور وارپار اُسکے لوگونکے آنےجانے
کے لیئے کشتیوں کے بهم پهونچانے سے کناره کش هوئے اور اسي باعث سے
لوگ اُسکے دل شکسته هوئے اور فاقوں کے مارے مرنے لگے چنانچه نئي
بهرتي کے سپاهي جن کو اُسنے بنگاله میں بهرتي کیا تها چهوڑ چهاڑ کر
بهاگ گئے اور انجام اُسکا یهه هوا که جب مخالفوں یعني پرویز اور
مهابت خاں سے مقابله هوا تو کمال آساني سے شکست کهائي اور فوج
اُس کي پراگنده هوئي اور پهر دکن میں پناه ڈهونڈهنے پر مجبور هوا دکن
کا حال ان دنوں اُس کے ارادوں کے حق میں مفید تها اس لیئے که جب
شاهجهاں پہلے دکن میں بهاگا گیا تها تو والي بیجا پور اور ملک عنبر
دونوں جهانگیر کے ساتهه اپنے عهد و پیمان پر جمے هوئے تهے اور والي
گولکنده بهي شاهجهاں کي اعانت پر راضي نتها جب که شاهجهاں
تلنگانه سے گذر کر بهاگا جاتا تها مگر بعد اُس کے والي بیجا پور اور ملک
عنبرکے درمیان میں ایک جهگڑا کهڑا هوا جهانگیر نے والي بیجاپور کیطرفداري
کي اور ملک عنبر نے اُسکي تلافي چاهي چنانچه وه بادشاهي صوبه پر حمله
کرنے اور برهان پور کے آس پاس لوٹنے کهسوٹنے سے انتقام اپنا لیتا تها اور
شاهجهاں کے بلانے اور اُس کو کهلم کهلا شریک اپنے کرنیکا آماده تها غرض که

واقع جنوب دلي میں دلي سے چالیس میل کے فاصلہ پر پڑا تھا بعد اُس کے میوات کے پہاڑوں میں چلا گیا جو بلوچ پور کے متصل واقع تھے اور اپنے لوگوں کو جا بجا ایسا معین کیا کہ اُس بادشاهي فوج کو پہاڑوں کے آنے سے روکے جس کو بادشاہ نے تعریق وار اُس کي تلاش و جستجو میں چلتا کیا تھا غرض کہ ایک ایسي هلکي پہلکي لڑائي هوئي جس سے کچھہ فیصلہ نہوا کہتے هیں کہ بعد اُس کے خط و کتابت بھي جاري رهي مگر انجام اُس کا یہہ هوا کہ شاهجهاں نے پیچھے پھرنے کا ارادہ کیا اور مانڈو کي جانب چلتا هوگیا *

یہہ بات اب تک نہیں کہلتي کہ شاهجہاں نے پیچھے پھرنا کیوں پسند کیا تھا اس لیئے کہ اُس پھرنے سے وہ تمام بري باتیں پیش آئیں جو ہلکي لڑائیوں میں پھرنے سے پیش آتي هیں جہانگیر اب اجمیر کو گیا اورایک قوي فوج اپنے بیٹے پرویز اور مہابت خاں کے زیر حکومت کرکے بھگوڑے باغیوں کے تعاقب پر متعین کي اور رستم خاں جس کو شاهجہاں نے چنبل کے پہاڑوں کي حفظ و حراست پر چھوڑا تھا بادشاهي لوگوں سے مل جل گیا اور گجرات کے صوبہ نے اپنے حاکم کو خارج کیا اور خود شاهجہاں بادشاهي فوج کے دوڑ آنے سے نربدا پار اوترا اور برهان پور کے جانے پر مجبور هوا مگر مخالفوں نے وهاں بھي چین سے بیٹھنے ندیا اس لیئے کہ مہابت خاں نے خط کتابت کے ذریعہ سے شاهجہاں کو دهوکا دیا اور نربدا پار اوتر گیا اور اب خانخاناں بھي مہابت خاں سے مل گیا جو اب تک شاهجہاں کے لوگوں میں داخل تھا شاهجہاں نے عین برسات کے زور شور میں تلنگانہ کي جانب کو پھرنا شروع کیا یہاں تک کہ ماسولي پاتم کي طرف کو بایں ارادہ راضي هوا کہ وهاں سے بنگالہ کو چلا جاوے مگر بہت سي فوج اُس کو چھوڑ کر چلي گئي بعد اُس کے سنہ ۱۶۲۴ع مطابق سنہ ۱۰۳۳ هجري کے آغاز میں یہہ بڑا سفر اختیار کیا اور راج محل تک کوئي مقابلہ اُس کو پیش نہ آیا مگر بنگال کے حاکم سے

چاہي مگر جہانگیر اوسکي ملازمت پر راضي نہ ہوا اور دکن کي واپسي کا
حکم صادر فرمایا اور اس بحث و تکرا کے زمانہ میں ہندوستان خاص کي
جاگیریں شاہجہاں کے نام سے منتقل کر کے شہر یار کے نام پر معین
فرمائیں اور اس تجویز و تعین میں شاہجہاں سے پوچھا کچھا نہ گیا
بعد اوسکے شاہجہاں کو یہہ حکم گیا کہ منتقلہ جاگیروں کي برابر دکن
گجرات میں جاگیریں پسند کرے اور جب کہ یہہ معاملہ دور تک پہونچا
تو نور جہاں بیگم اپنے بہائي آصف خاں شاہجہاں کے خسر کي جنگي
لیاقتوں اور مقدمہ مذکورہ بالا میں آسکي گرمجوشي پر بہروسا نکر کے
مہابت خاں کو بلانا چاہا جو ترقیات روز افزوں کي بدولت روز بروز بڑھتا
جاتا تہا اور اب تک آصف خاں کا جاني دشمن چلا آتا تہا مختصر
یہہ کہ آصف خاں کابل سے بلایا گیا اور دربار میں حاضر ہونے پر
بڑي بڑي عنایتوں کا مورد ہوا اور بڑا اعتماد اُس پر جتایا گیا *

اِسي خیص بیص کے شروع میں جہانگیر کشمیر سے واپس آیا جو
دوبارہ اُس کے سیر و تماشے کو گیا تہا اور اکتوبر سنہ ۱۶۲۲ ع مطابق سنہ
سنہ ۱۰۳۱ ہجري میں دربار اپنا خاص لاہور میں اس غرض سے مقرر
کیا کہ ضرورت کے وقت آپ بہي موجود رہے *

شاہجہاں کي بغاوت کا بیان

جہانگیر اور شاہجہاں کے درمیان اسي عرصہ میں پیک و پیغام
جاري رہے مگر آشتي کي جگہہ پیک و پیغام پر یہہ اثر مترتب ہوا کہ
بہت سے اس شبہہ میں قتل کرائے گئے کہ وہ شاہجہاں سے موافقت و
سازش رکہتے ہیں اور جب کہ شاہجہاں نے یہہ یقین کیا کہ اب اپني
قسمت پر مہر لگ گئي تو مانڈو سے فوج اپني لیکر آگرہ کو روانہ ہوا
اور جہانگیر نے بہي اس خبر کے سنتے ہي فبروري سنہ ۱۶۲۳ ع مطابق
سنہ ۱۰۳۲ ہجري کو لاہور سے کوچ کیا چنانچہ دارالخلافہ دلي سے گذر
کر شاہجہاں کے لوگوں سے بیس میل اِدہر جا پہونچا شاہجہاں بلوچپور

کسي بندش کي پابند نرهي - علاوه اسکے آصف خاں شاہجہاں کا خسر اوس کا بھائي اُسکي مرضي کا آلہ ہوا غرض کہ نور جہاں نے ایسي بے پایان قوت کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ جسطرح بن پڑے شاہجہاں کي تخت نشیني کو خاک میں ملاوے چنانچہ خسرو کي وفات اور جہانگیر کي شدت مرض سے بخوبي واقف ہوکر ان ذریعوں کے کاٹ تراش میں کوتاہي نہ کي جن کي بدولت شاہجہاں کو یہہ پایہ نصیب ہوتا کہ وہ اُسکے مقابلہ پر غالب آوے *

غرضکہ اس ارادہ کے پورا کرنیکا یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ جب ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو نورجہاں نے جہانگیر کو یہہ فقرا سوجھایا کہ اس بڑي مہم کے قابل وہ شہزادہ ہی جس نے دکن کو فتح کیا اور وہي اقبالمند اس موروثي ملک کے پہلے قبضہ کو بحال کریگا چنانچہ سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۱ ہجري میں شاہجہاں نے پہلے پہلے تو اس مہم پر جانا قبول کیا اور مانڈو تک پہونچ گیا مگر جب کہ اُس نے یہہ سوچا بچارا کہ مجکو ایسے ملک سے نکالنا منظور ہی جسپر رعب داب اپنا بیٹھا ہی اور ایسي مہم پر بھیجنا غرض ہی جو نہایت سخت اور بڑي دور دراز واقع ہوئي ہے تو آگے کو نہ بڑھا اور موسم کي خرابي اور فوج کے اچھے نہونے کا عذر اُس نے پیش کیا - اور ہندوستان سے باہر جانے پر یہہ شرط اُسنے لگائي کہ میرا استحقاق بنا رہے اور جہانگیر کے کانوں میں یہہ بات پھونکي گئي کہ ان شرطوں کے ٹھہرانے کا باعث یہہ ہی کہ اُسنے خود مختاري کا ارادہ کیا جہانگیر نے جواب اُسکا یہہ کہلا بھیجا کہ اپني فوج کا بڑا حصہ دارالسلطنت کو روانہ کرے کہ وہ لشکر شہریار کي زیر حکومت ہوکر قندھار کو روانہ کیا جاوے اور بڑے بڑے افسروں کے نام اِس مضمون کے پروانہ جاري کیئے کہ شاہجہاں کو چھوڑ کر شہریار کے لشکر میں حاضر ہوویں حاصل یہہ کہ جب وہ حکم شاہجہاں کو پہونچا تو اُس نے باپ کو کڑے کڑے فقرے لکھے اور حصول ملازمت کي اجازت

شاهزادہ پرویز اس حال زار کو سنکر اپني حکومت گاہ سے دوڑا آیا مگر جہانگیر نے اس کو برا بھلا کہہ کر وهیں اولٹا بھیجا اور شاهجہاں کو باپ کي شفا سے پہلے ایسے اڑے وقت میں اسقدر فرصت نہ ملي کہ وہ بھي پرویز کي مانند افتان و خیز باپ کے سرھانے پہونچتا مگر ایسے برے وقت میں ماہ ستمبر سنہ ۱۶۲۱ ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ هجري کو شاهزادہ خسرو کے مرجانے سے اُس کے حریف شاهجہاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبہہ هوا جسکے هاتھوں میں وہ متوفي گرفتار تھا هاں همکو بے سوچے سمجھے یہہ مناسب نہیں کہ ایسے آدمي کي زندگي کو جو کسي داغ دھبی سے کبھي داغدار نہوئي ایسا گہرا گھاڑا دھبا لگایا جاوے جو عمر بھر چھتانے سے نہ چھتی * .

اگرچہ خسرو کے مرجانے سے یہہ بات تو حاصل هوئي کہ شاهجہاں کي تخت نشیني میں کسي قسم کا شک شبہہ باقي نہ رها مگر وہ ایسي مصیبتوں خطروں میں مبتلا هوا جو اُسکي تباهي کے باعث پڑے تفصیل اِس اجمال کي یہہ هی کہ دکن کي روانگي سے پہلی شاهجہاں کے رعب داب کو نور جہاں کي امداد و اعانت سے بڑي تقویت پہونچتي تھي مگر جب کہ شاهجہاں دکن کو چلنے لگا تو نور جہاں نے اپني بیٹي کا رشتہ جو شیر افگن خاں کے نطفہ سے پیدا هوئي تھي جہانگیر کے چھوتے بیٹے شہر یار سے کر دیا † اور یہہ نیا رشتہ نور جہان کي میل و رغبت کو دور کے رشتہ دار بھتیجے جنوائي یعني شاهجہاں سے قطع کرنے کے لیئے کافي بڑا علاوہ اس کے نور جہاں کے قطع رغبت اور تبدیل محبت کا یہہ خیال هي باعث هوا کہ وہ رعب داب اسکا جو آج کل حاصل هی شاهجہاں سے چالاک شاهزادے پر بنا نہ رهیگا نورجہاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانت اُس کي کرتا رهتا تھا چنانچہ جبتک وہ زندہ رها تو نور جہاں حد اعتدال سے خارج نہوئي مگر جب کہ باپ اسکا گذر گیا تو اس نے پیٹ سے پانو نکالے اور بادشاہ پر بڑي حکومت کرنے لگي اور

---

† خافي خاں

درصکه شاهجهان سرحد پر پهونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو
بہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسي شک شبہہ کے پیدا ہونے سے وہ
اگے نہ بڑھا اور یہہ مقرر کیا کہ جبتک کہ خسرو اُسکے حوالہ نکیا جاویگا
اور وہ همراہ اُس کے نہوگا تب تک قدم آگے نہ رکھیگا درصکه مراد اُسکي
پوري هوئي اور اُس نے معمولي لیاقت سے کام اختیار کیا شاهجهان کے
مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کي فوج کا ایک ٹکڑا نربدا پار
اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالي شہر کو جلا پھونک کرخاک سیاہ کرچکا
تھا مگر جب کہ شاهجهان اگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاهجهان نربدا
پار اُترا اور لڑائي کے کام کاج کو حملہ آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور
ملک عنبر نے بھي اپنے معمولي دستور کو سنبھالا یعني رسدوں کا روکا اور
متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاهي فوج کے داهنیں بائیں
مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعہ
سے بادشاهي لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاهجهان کو همیشہ
چوکنا پایا اور اخرکار ایسی عام لڑائي پر مجبور ہوا کہ جس سے قصہ
پاک صاف هو جاوے غرض کہ ملک عنبر نے شکست فاحش کھائي اور
بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچہ لڑائي کے کھیت میں شاهجهان کي جیت رهي اور میدا
میں اُس کو فوقیت حاصل هوئي مگر ملک کي تباهي ویراني سے کامیا
میں بڑا خلل پایا اور اسي طرح سے جب ملک عنبر نے آشتي چا
اور پہلي ملکوں کے علاوہ اور ملک بھي دینے ٹھہرائے اور کچھہ روپیہ
دینے کیئے شاهجهان نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس
منظور کي *

اس کامیابي پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ بادشاہ کو دمہ کا روگ
اور اُسي بیماري کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رہا یہاں ت
تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رہا کہ بظاهر تخت کے جلد
ن کا گمان هوتا تھا *

شاهزاده پرویز اس حال نزار کو سنکر اپني حکومت گاہ سے دوڑا آیا مگر جہانگیر نے آس کو برا بیٹا کہہ کر وہیں اولٹا بھیجا اور شاہجہاں کو باپ کي شفا سے پہلے ایسے اڑے وقت میں استدر فرصت نہ ملي کہ وہ بھي پرویز کي مانند افتان و خیز باپ کے سرہانے پہونچتا مگر ایسے برے وقت میں ماہ ستمبر سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ هجري کو شاہزادہ خسرو کے مرجانے سے اُس کے حریف شاہجہاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبہہ هوا جسکے هاتهوں میں وہ متوفي گرفتار تہا هاں هسکو بے سوچے سمجھے یہہ مناسب نہیں کہ ایسے آدمي کي زندگي کو جو کسي داغ دهبے سے کبهي داغدار نہوئي ایسا گہرا گہرا دھبا لگایا جاوے جو عمر بهر چھتانے سے نہ چھتي *

اگرچہ خسرو کے مرجانے سے یہہ بات تو حاصل هوئي کہ شاهجہاں کي تخت نشیني میں کسي قسم کا شک شبہہ باقي نہ رہا مگر وہ ایسي مصیبتوں خطروں میں مبتلا هوا جو اُسکي تباهي کے باعث ہوے تفصیل اِس اجمال کي یہہ هی کہ دکن کي روانگي سے پہلے شاهجہاں کے رعب داب کو نورجہاں کي امداد و اعانت سے بڑي تقویت پہونچتي تهي مگر جب کہ شاهجہاں دکن کو چلنے لگا تو نورجہاں نے اپني بیٹي کا رشتہ جو شیر افگن خاں کے نطفہ سے پیدا هوئي تهي جہانگیر کے چہوٹے بیٹے شہر یار سے کر دیا ؛ اور یہہ نیا رشتہ نورجہاں کي میل و رغبت کو دور کے رشتہ دار بهتیجے جنوائي یعني شاهجہاں سے قطع کرنے کے لیئے کافي ہوا علاوہ آس کے نورجہاں کے قطع رغبت اور تبدیل محبت کا یہہ خیال هي باعث هوا کہ وہ رعب داب آسکا جو آج کل حاصل هی شاهجہاں سے چالاک شاهزادے پر بنا تہ رهیگا نورجہاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانت آس کي کرتا رهتا تہا چنانچہ جبتک وہ زندہ رها تو نورجہاں حد اعتدال سے خارج نہوئي مگر جب کہ باپ آسکا گذر گیا تو آس نے پیٹ سے پانو نکالے اور بادشاہ پر بڑي حکومت کرنے لگي اور

؛ خافي خاں

رضکہ شاہجہاں سرحد پر پہونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو
ہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسي شک شبہہ کے پیدا ہونے سے وہ
آگے نہ بڑھا اور یہہ مقرر کیا کہ جبتک کہ خسرو اُسکے حوالہ نکیا جاویگا
اور وہ ہمراہ اُس کے نہوگا تب تک قدم آگے نہ رکھیگا غرضکہ مراد اُسکي
پوري ہوئي اور اُس نے معمولي لیاقت سے کام اختیار کیا شاہجہاں کے
مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کي فوج کا ایک ٹکڑا نربدا وار
اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالي شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کرچکا
تھا مگر جب کہ شاہجہاں آگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاہجہاں نربدہ
پار اُترا اور لڑائي کے کام کاج کو حملہ آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور
ملک عنبر نے بھي اپنے معمولي دستور کو سنبھالا یعني رسدوں کا روکنا اور
متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاہي فوج کے داہنے بائیں
مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعہ
سے بادشاہي لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاہجہاں کو ہمیشہ
چوکنا پایا اور آخرکار ایسي عام لڑائي پر مجبور ہوا کہ جس سے قصہ
پاک صاف ہو جاوے غرض کہ ملک عنبر نے شکست فاش کھائي اور
بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچہ لڑائي کے کھیت میں شاہجہاں کي جیت رہي اور میدان
میں اُس کو فوقیت حاصل ہوئي مگر ملک کي تباہي ویراني سے کامیابي
میں بڑا خلل پایا اور اسي نظر سے جب ملک عنبر نے آشتي چاہي
اور پہلي ملکوں کے علاوہ اور ملک بھي دینے ٹھہرائے اور کچھہ روپیہ بھي
دینے کیئے * شاہجہاں نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس کي
منظور کي *

اس کامیابي پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ بادشاہ کو دمہ کا روگ
اور اُسي بیماري کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رہا یہاں تک
تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رہا کہ بظاہر تخت کے جلد خ
ہوتا تھا *

میں نظام بہادر شاہ اپنے نام کے بادشاہ سیستہ الخلافت کا غاشیہ اپنے دوش سعادت پر رکھا اور احمدنگر اور علاوہ اُسکے اُن ملکونکو تسلیم کیا جنکو بادشاہی ملازموں کے دخل و تصرف سے نکالکر اپنے قبض و دخل میں داخل کیا تھا غرضکہ شاہجہاں اس لڑائی کو اس حسن خوبی سے خاتمہ پر پہونچا کر مانڈو کو روانہ ہوا اور بارہ مہینے کے اندر اندر جب سے کہ دونوں باپ بیٹے یعنی جہانگیر اور شاہجہاں اجمیر سے الگ ہوئے تھے باپ کی قدم بوسی کو حاضر آیا مگر جہانگیر اس زمانہ میں سیر گجرات کو گیا اور بہت روز اُس جگہہ ٹھیرا رہا اور اس صوبہ کی نیابت سلطنت کو اُن حکومتوں پر زاید کیا جو شاہجہاں کو پہلے سے حاصل تھیں یعنی شاہجہاں کو گجرات کی نیابت سلطنت بھی عنایت فرمائی ❊

ستمبر سنہ ۱۶۱۸ع میں جہانگیر گجرات سے روانہ ہوا اور پچھلے دو برسوں یعنی سنہ ۱۶۱۹ع اور سنہ ۱۶۲۰ع میں کشمیر کے سفر اور کوٹ کانگرہ کی فتح اور بغاوت پنجاب کی گوشمالی کے سوا کوئی عمدہ واقعہ واقع نہیں ہوا ❊

دکن کے دوبارہ فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ والی کشمیر میں رونق افروز تھا تو سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں اُس کو یہہ پرچا لگا کہ دکن میں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی ملازمان بادشاہی کی چھیڑ چھاڑ بدوں خود ملک عنبر کی طرف سے قایم ہوئی تھی یعنی ملازمان سلطانی کی سہل انگاری اور غفلت شعاری سے بہت ترنگ اُسکے جی میں آئی تھی اس لیئے کہ اُسکو کشادہ ملکوں کے قبض و تصرف کرنے اور بادشاہی فوج والوں کو برہان پور تک بھگانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور فوج بادشاہی کے سرداروں نے بڑے زارنالی سے اعانت کی درخواست اپنے ولی نعمت کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بڑی فوج لیکر اعانت خواہوں کی اعانت کرے

یہہ ایلچي بادشاہ کے ہمراہ منزل بہ منزل گیا اور جو حال اُس نے کوتیہ بزاز کي بابت بیاں کیا وہ اُس بیان کے مخالف ہی جسکو حسن انتظام اور قاعدہ داني کي رو سے پہلے اُس سے قلمبند اُس نے کیا تھا چنانچہ بیان اُس کا یہہ ہی کہ جب دربار اور لشکر کے آدمي مقام کرتے تھے تو اُن میں قاعدہ کي پابندي بدستور ہوتي تھي مگر بار برداریوں کي قلت سے بڑي پریشاني اور دشواري پیش آتي تھي یہاں تک کہ ایران کا ایلچي اور یہي ایلچي بار برداري کے نہ ہونے سے چند روز اجمیر میں پڑے رہے اور سپاہیوں اور ہمراہیوں کے قیدیوں کو اس غرض سے جلایا گیا کہ وہ آگے بڑھنے میں کوتاہي نہ کریں اگرچہ ٹوٹے پھوٹے سامانوں سے چلے جاویں اور کوچ کے وقتوں میں ایسي بے انتظامي پھیلتي تھي کہ بعض بعض وقتوں میں پاني کي کوتاہي ہوتي تھي اور پہاڑوں اور جنگلوں میں طول طویل اور دشوار و صعب گذار کوچوں کے مارے اونٹ اور گاڑیاں ٹوٹتي پھوٹتي رستوں میں پڑي رہتي تھیں اور منزل پر پہونچنا اُنکا نہایت دشوار ہوتا † تھا *

دکن کا رنگ ڈھنگ اس شاہزادہ کے حق میں نہایت مفید ہوا اِس لیئے کہ ملک عنبر سے گمنام آدمي کے فروغ پانے سے اُسکے متفق بادشاہوں بلکہ خاص اُسي کے سرداروں میں رشک و حسد کا مضمون شایع ذایع ہوا تھا چنانچہ اِن نزاعوں کے باعث سے ملک عنبر نے شاہجہاں کے مقابلہ میں شکست فاحش کھائي اور شکست کے پڑنے سے اُس کے رفیقوں کے دل نہایت شکستہ ہوئے یہاں تک کہ جب شاہجہاں دکن میں داخل ہوا تو اُس نے بیجا پور والے بادشاہ کو متفق بادشاہوں سے علیحدہ کیا اور کوئي دشواري اُس میں پیش نہ آئي اور جبکہ ملک عنبر نے یہہ معاملہ دیکھا کہ رفیق اُسکو چھوڑ گئے اور وہ تنہا رہ گیا تو کام نا کام اُس نے ماہ مارچ سنہ ۱٦۱۷ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۲٦ هجري

† جہانگیر کي ہمراہي میں اس ایلچي نے وہ سب مصیبت اُٹھائي جو ایک بري حکومت اور ناموافق آب و ہوا سے اُٹھاني پڑتي ہی

وشامد کرتے تھے اور بعضے کھلم کھلا مخالف تھے غرض کہ کوئي آدمي
اهجہاں سے جبیبن راضي نہ تہا یہاں تک کہ اِس ایلچي نے بھي
س کو مغرور اور متعصب اور ستمگر بیاں کیا مگر جو کہ شاهجہاں کے
چال چلن سے لیاقت و هوشیاري کے سوا کوئي بات ایسي ویسي واضح
ہوتي تھي تو غالب یہہ هی کہ اُس کے عام پسند نہونے کا باعث یہہ
وگا کہ وہ غرور و نخوت اور سکوں و متانت کے مارے بے تکلف کسي
ے ملتا جلتا نہ ہوگا چنانچہ یہي ایلچي کہتا هی کہ مینے اپني آنکھوں
ے ایسا روکھا سوکھا آدمي جس کے چہرہ مہرے سے متانت مترشح
هوتي هو اور هسنے مسکرانے کا نشان اُس کے لبوں پر نپایا جاوے اور
اُنن کي نظروں سے کسي کي تعظیم و تکریم بھي نہ کھلی اور سر سے
پاؤں تک غرور کا پتلا سمجھا جاوے شاهجہان کي مانند اپنے پرائی
ملکوں میں آج تک نہیں دیکھا اور باوصف اِس کے کہ یہہ شاهزادہ
اُس زمانہ میں پچیس برس سے زیادہ کا نہوگا *

شاهجہاں کو یہہ اندیشہ هوا هوگا کہ پرویز اُس کا بڑا بھائي حریف
اُس کا هو سکتا هی اور حقیقت بھي یہي تھي کہ پرویز اُسکا بڑا بھائي
بڑے هونے کي جہت سے رشک و حسد کے قابل تھا مگر بقول اُسکے کہ بزرگي
بعقل است نہ بسال شاهجہاں کي اُن عمدہ لیاقتوں کا کوئي بڑا مقابلہ
نہ کر سکتا تھا جو نور جہاں کي رعب داب سے اعانت پاتي رهتي تهیں *

جب کہ اِس شہزادہ بلند اقبال کو ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۱۶ع مطابق
ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۵ هجري میں دکن کي مہم تفویض هوئي اور شاهجہاں
کے خطاب سے معزز و ممتاز هوا تو اُس کے بڑے بھائي پرویز کي
رهي سهي امید اچھي طرح منقطع هو گئي شاهجہاں کو بڑے بڑے
اختیارات اِس موقع پر حاصل هوئے اور خود جہانگیر اِس غرض سے
مانڈوں تک ساتھہ اُس کے گیا کہ اگر کوئي ضرورت پیش آئے تو ضرورت
کے وقت امداد اُسکي بلا تکلف کرے *

بالا رہتی تھیں اور اُس کے دو بھتیجوں نے اُس کی رضا و رغبت سے عیسائی مذہب کو اختیار کیا تھا § دربار کی زبان تو فارسی تھی مگر سارے لوگ ہندوستانی بولتے تھے اور ہاکنز صاحب نے جو صرف ترکی زبان سے وہی واقف تھا بادشاہ اور خانخاناں کو ترکی زبان کا ماہر پایا *

معلوم ہوتا ہی کہ مسٹر ٹامس صاحب ایلچی اور سارے درباریوں کو کوئی خیال اِس قدر پیش نظر رہتا تھا جستا کہ شاہزادہ خسرو کا خیال اُن کے سامنے حاضر رہتا تھا اور اُس کی مصیبتوں کے مقابلہ میں اُس کی برائیوں کا تصور بھی نہ آتا تھا اور اُس کو ہر طرح سے لایق دایق سمجھا جاتا تھا اور یہہ حال اُن کا تھا کہ جب کبھی بادشاہ کی عنایت کا کوئی نشان اثر پایا جاتا تھا تو اُن میں جان آجاتی تھی اور نہایت خوش ہوجاتے تھے اور جب بادشاہ اُس کے بدخواہوں کا کہنا مانتا تھا تو وہ لوگ افسردہ پژمردہ ہوجاتے تھے یہاں تک کہ یہہ سمجھا جاتا تھا کہ اگرچہ بادشاہ آصف خاں اور نور جہاں بیگم کی فند و نطرت اور شاہجہاں کے رعب داب سے کھلم کھلا بات اپنی چتا نہیں سکتا مگر حقیقت میں جی اُس کا بھی شاہزادہ خسرو سے لگا ہوا ہی || علاوہ اور سببوں کے خسرو کا تخت سے محروم کرنا اُس لیئے بھی بہت عام پسند ہوا کہ وہ شاہجہاں کے حق میں مفید پڑا اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اِس ایلچی کے قول کے موافق بعضے آدمی شاہجہاں کی

---

§ رو صاحب ہاکنز صاحب ٹری صاحب ٹریک صاحب

|| اِس انگلستانی ایلچی نے ایک وقت خسرو سے ملاقات ایسی وقت میں کی کہ خسرو فوج کے ہمراہ تھا اور کوئی نظر بندی اُس پر نہ تھی گرمی کے موسم میں درخت کے تلے تھوڑا اور اُس نے ایلچی کو بلایا چہرہ مہرہ اُس کا خوب صورت اور جسم اُس کا نازک اور لطیف تھا اور ڈاڑھی اُس کی ناف تک پہونچی تھی مگر اُس کو یہہ معلوم نہ تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہی اور نہ اُس کو انگریزوں کی اور نہ ایلچی کی آگاہی تھی

زچ پچ گئے تھے اور یہاں تک غفلت شعاري تھي که جس کام کے لیئے
یہه ایلچي آیا تھا وہ دو برس تک جھمیلے میں پڑا رہا اور جب که
اُس نے نہایت زچ پچ ھوکر آصف خاں کو ایک بھاري موتي بطور
رشوت کے بھیتہ دیا تو کام اُس کا بخوبي پورا ھوا اور کوئي خرخشه
باقي نرھا یہه ایلچي اور اُس کے ھمعصر ایسا بیان کرتے ھیں که اسي
وقت سے دلیري دلاوري نے تنزل پکڑا اور پٹھان اور راجپوت ھي آسوقت
میں بہادر سپاھي گنے جاتے تھے † *

جھانگیر کے عہد و دولت میں دستکاري کے فنوں نے ایسي ترقي
پائي تھي که وہ ترقي ھندوستان کي مخصوص صنعتوں پر منحصور نتھي
بلکه وہ لوگ اور ملکوں کي صنایع کو بھي سانچہ میں ڈھالتے تھے چنانچہ
سرتامس رو صاحب کے تحفوں میں ایک انگریزي گاڑي تھي بعد اُس
کے تھوڑے دنوں گذرنے پر بہت سي گاڑیاں ایسي پھیل گئیں جو صنعت
کي رو سے برابر اورکام اور مصالح کي نظر سے انگریزي گاڑي کي نسبت زیادہ
عمدہ اور معقول تھیں اور اسي ایلچي نے ایک تصویر بھي بادشاہ کي
نذر کي تھي جس کي نقلیں تھوڑے دنوں کے بعد اتني بہت ھوگئیں
که جب بادشاہ نے اُن نقلوں کو اُس ایلچي کے سامنے پیش کیا تو
اُس ایلچي کو اصل تصویر کي شناخت میں بڑي دقت پیش آئي
‡ بہت سے یورپ والی بادشاہ کے دربار میں آتے جاتے تھے اور اُن کے دین
و مذھب کي رو رعایت کي جاتي تھي بادشاہ کے تصویر خانہ میں
مسیح علیہ‌السلام اور حضرت مریم کي تصویریں سب تصویروں سے

---

† سرتامس رو صاحب اور ٹري صاحب اور ھاکنز صاحب

‡ یہه ایلچي علاوہ اور تحفہ تحایف کے تاریخانہ تصویروں اور نقا کي تصویروں
اور ایسي تصویروں کو نذر کرنامناسب سمجھا جو اندھیري رات میں ایسي معلوم ھوریں
که گویا وہ شمع کي مانند چمکتي ھیں اور اُن کا عمدہ ھرنا ضروري بتایا ھی اس لیئے که
ھندوستاني لوگ اُن کو ایساھي خوب سمجھتی ھیں جیسا که ھم لوگ اُن کو
پہچان تے ھیں

سے شراب پینے کا اشتہاہ اُس کی نسبت ھوتا تھا مگر یہہ مکر اُسکا محض بے کار اور بیفایدہ تھا اِس لیئے کہ وہ بھی آج کل کے بڑے آدمیوں کی مانند اخبار نویسوں اور خفیہ نگاروں سے گھرا رھتا تھا چنانچہ جو کام ایسا ویسا چھپ چھپاکر وہ کرتا تھا دوچار گھنٹوں کے بعد اُس کی اطلاع ادھر اُدھر ھوجاتی تھی اور بستی کے سارے چھوٹے بڑے واقف ھوجاتے تھے یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی بات اُسکی مخفی نرھتی تھی *

معلوم ھوتا ھی کہ باوصف امر مذکورالصدر اور خلاف اُدمست کی چند اور باتوں کے اس ایلچی نے بادشاہ کو ایسا نہ سمجھا کہ وہ عمدہ خیالات اور اچھی سمجھہ بوجھہ سے خالی ھووے اگرچہ اُس کی سمجھہ بوجھہ کی خوبی اور سوچ بچار کی پختگی کو اُن دو چار سوتوں کے صادر ھونے سے بتا لگتا ھی جن کو اب اُس ایلچی نے بیان کیا چنانچہ منجملہ اُن ناشایستہ حرکاتوں کے ایک حرکت یہہ بھی تھی کہ بندرگاہ سورت سے اُس ایلچی کے اسباب کی گاڑیاں آتی تھیں جن میں کھانے پینے کا سامان اور بادشاہ اور اُس کے درباریوں کے تحفہ تحایف اور اُن سوداگروں کے اسباب بھی شامل تھے جنھوں نے بادشاہی چوکی پہرے کی خطر سے اسباب اپنا بھی اُس کے اسباب کے ھمراہ کردیا تھا بادشاہ نے اُن گاڑیوں کو اپنے سامنے کھلوایا اور بچوں کی مانند ایک ایک کرکے دیکھا اور جب کہ وہ ایلچی اِس بطور سے سخت برھم ھوا کہ بادشاہ نے عام دیانت پر بھی توجہہ نہ فرمائی تو اُس کے ٹھنڈے کرنے کے لیئے ایسے پھیکے عذر اُس نے پیش کیئے کہ شان سلطنت کے شایاں و مناسب نہ تھے اگرچہ اِس ایلچی نے بعض بعض درباریوں کا حال اچھا بھلا بیان کیا مگر ھیئت مجموعی کی حیثیت سے کل درباریوں کو ایسا لکھا کہ چال چلن اُن کے ٹھیک ٹھاک نہ تھی اور چال ڈھال اُنکی قانون قاعدوں کے پابند نہ تھی اور بڑے بڑے کام اُن کی طبیعتوں میں

خاص خاص وقتوں میں جو بادشاہ کي کیفیت اُس نے ملاحظہ کي وہ اُس شان و شوکت کے مخالف تہي جس کو بادشاہ کے چاروں طرف وہ عام وقتوں میں دیکھتا تہا یعني بادشاہ اپنے خاص وقتوں میں چہوتے سے پست جڑاؤ تخت پر جس میں هیرے لال موتي جڑے هوتے تهے بیتهتا تها اور سونے کي رکابیاں اور گلدان مرصع اور جڑاؤ صراحیاں آگے رکهي جاتي تهیں اور هم پیالہ اور هم نوالہ یار اُس کے ایسے متوالے هوجاتے تهے کہ دو چار آدمیوں اور ایلچي مذکور کے علاوہ جو کمال احتیاط سے می خواري کرتے تهے اور دو چار پیالیوں سے زیادہ نہ پیتے تهے اپنے آپے میں نرهتے تهے اور بادشاہ اِس قدر پیتا تها کہ جب تک وہ نیند کے مارے بے قابو نهو جاتا تها تب تک جام و صراحي سے هاتهہ اپنا نہ اوتهاتا تها اور جب کہ نیند اُس کو آجاتي تهي تو چراغ گل کیئے جاتے تهے اور لوگ باگ ادهر اودهر چلے جاتے تهے اور ایسے موقعوں پر بادشاہ اپنے جلیسوں پر زیادہ عنایت کرتا تها اور جوں جوں شراب کا نشا بڑهتا جاتا تها اُسي قدر عنایتوں کي ترشح زیادہ هوتي تهي چنانچہ اُس نے ایک مرتبہ سارے مذهبوں کا بڑي آدمیت سے ذکر کیا اور بعد اُس کے بلا تحاشا رونے لگا اور اُس کے مختلف مختلف شوقوں نے ظهور کیا یہانتک کہ بیتهے بیتهے آدهي رات آگئي *

حاصل یہہ کہ یہہ اختلاط کي باتیں اور ساري بے تکلفیاں رات کو هوتي تهیں مگر صبح تک باقي نرهتي تهیں چنانچہ ایک بار ایک درباري نے کهلم کهلا اپنے پرائے لوگوں کے سامنے رات کے جلسہ کا مزا بے تمیزانہ کچهہ بیان کیا تو جهانگیر انجان بن گیا اور علاوہ یہہ فرمایا کہ کن لوگوں نے خلاف قانون عمل کیا غرض کہ جن جن لوگوں کا نام لیا گیا وہ پکڑے آئے اور کوڑوں سے پٹوائے گئے یہاں تک کہ ایک شخص اُن میں سے مرگیا غرض کہ عام موقعوں پر اسقدر قانون کا پابند رهتا تها کہ ایسے آدمي کو سامنے نہ چهوڑتا تها جسکے دم سے یا کسي اور علامت

شہروں کو اُس نے آباد و شاداب پایا اور دونوں شہروں کے مقابلہ سے حیران و پریشان رہا منجملہ اُن ویران شہرونکے بعض.بعض شہر ایسے بھي تھے کہ وہ کسي وقت میں دارالحکومت بھی † تھے اور اُن شہروں کے تنزل سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ باقي ملک بھي ویران و خراب تھا اکبر کے مرنے سے انتظام اُس کے ملک و ممالک کا بہت جلد تنزل پکرتا جاتا تھا چنانچہ صوبوں کي حکومتوں کا ٹھیکا ہوتا تھا اور حاکم لوگ اکراہ و زبردستي سے روپیہ وصول کرتے تھے اور بڑے بڑے ستم ڈھاتے تھے اگرچہ یہہ ایلچي معقول پسند اور سنجیدہ نگار ھی مگر دربار جہانگیر کي شان شوکت کو اُس نے بڑي زیادہ گوئي سے بیان کیا چنانچہ اُس نے جہانگیر کے امیروں کي خوش اخلاقي اور بےتکلفي اور اُن جلسوں کے انتظام و تکلف کي خوبي بڑے مبالغہ سے بیان کي جو آسکي خاطر منعقد ہوئے تھے ہاں یہہ بات ضرور ھی کہ تعظیم و تکریم اور مدارات و تواضع اُسکي طرح طرح سے عمل میں آئي اور اُن مختصر تحفہ تحائف کے لحاظ سے جو اُسنے بادشاہ اور اُسکے امیروں وزیرونکے پیشکش کیئے اور اُس تھوڑي بہت بہار کي حیثیت سے جو ہمراہ اُس کے تھي یہہ توقع نہ تھي کہ ایسي جگہہ جہاں جاہ و جلال کے زور و شور اور شان و شوکت کي دھوم دھام تھي بات اُس کي پوچھي جاوے اور آو بھگت اُس کي بخوبي کیجاوے غرض کہ یہاں تک قدر اُس کي کي گئي کہ وہ ایسے اداب تسلیمات سے معاف کیا گیا جو تھوڑي بہت ذلت و خفت سے خالي نتھي اور عام درباروں میں عمدہ مقام اُس کو دیا گیا اور بے تکلف آشناؤں کي مانند اُسکو اجازت دي گئي کہ وقت بے وقت اوبیرے سویرے سویرے اوجالے بادشاہ کي خدمت میں جب جي چاہے حاضر ہوا کرے *

---

† مانڈو اور ٹوڈا ایسے شہر تھے جنکا بیان اُس ایلچي نے بڑي تعریف سے لکھا ہے مانڈو مالوہ کا دارالحکومت تھا اور حال اُس کا اب بھي لوگوں کو ہے ٹوڈا جو صوبہ اجمیر میں کسي راجپوت راجہ کا دارالحکومت تھا ... مرور ہوا

وز جس مال و متاع کو حاکم لینا چاهتا تها تو حسب مراد اپني قیمت
لگاکر جهت لیتا تها یهاں تک که اس انگلستاني ایلچي کي تعظیم و
تکریم اور نهایت مهمان نوازي عمل میں آئي مگر اس کے اسباب کي
تلاشي لي گئي اور کئي چیزیں باشارت حاکم اس میں سے ‡ اوزائي گئیں
یهه ایلچي مقام سورت سے برهان پور اور چتور گڈه کي راه سے اجمیر کو
گیا تها اور بضرورت اس راه کے اس کو دکن کے ملک میں جهاں لڑائي
بڑے دهوم دهام سے قایم تهي اور نیز والي موار کي قلمرو میں جهاں ابهي
لڑائي پوري هوچکي تهي گذرنا پڑا مگر کسي جگهه کسي قسم کي دشواري
پیش نه آئي هاں پهاڑي لوگوں سے کچهه تکلیف اُٹهائي جو اُس وقت
میں بهي پریشاني کے زمانه میں راه رستوں کو خطرناک کرتے تهے جیسے
که اب بهي اُن کي لوت مار سے راهوں کے ادهر اودهر جان مال کا کهتکا
لگا رهتا هی *

دکن میں شهروں کي تباهي ویراني اور اراضیات کي بیکاري نامزروعي
کے بڑے بڑے نشان موجود تهے اور برهان پور کي یهه صورت تهي که وه
شهر پهلے وقتوں میں نهایت عمده تها اور بعد اُس وقت کے بهي بهت
عمده چلا آیا مگر اس ایلچي کے وقتوں میں ایسا تها که پانچ چار مکان
اُس میں پخته تهے باقي تمام مکان اُسمیں متي کے برانے جهوپڑے تهے *
اور شاهزاده پرویز کا دربار جو برهان پور میں هوتا تها کسي طرح
کي شان شوکت نرکهتا تها *

وه ایلچي بعضے ایسے شهروں پر گذرا که وه شهر ویران پڑے تهے اور
وهاں کے باشندے چهوڑ چهوڑ اُس کو چلے گئے تهے اور بعض بعض

‡ یهه بات بیان کے قابل هی که یهه حاکم ذوالفقار خاں نامی انگریزوں سے عداوت
رکهتا تها اور حال میں اُس نے پرتگال والوں سے یهه اقرار کیا تها که اپنے علاقه کے
بندر گاه سے انگریزوں کي کشتیاں خارج کرونگا مگر اس اقرار نامه کو بادشاه نے مسلم
نرکها اور وه حاکم سلطاني اطاعت کے لحاظ و حیثیت سے انگلستاني ایلچي کي تواضع
تعظیم میں بظاهر سرگرم رها اُورم صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۳۶۱

بیٹی شاهجہاں کے نکاح میں آئی تھی اور تمام لوگ اُس کو جهانگیر کا عمدہ قایم مقام سمجھتے تھے *

راجہ مان سنگھہ اسی عرصہ میں دکن میں مرگیا تھا اور روشنیا فرقہ والوں کی بغاوت سے جو سنہ ۱۶۱۱ ع میں برپا ہوئی تھی کابل بڑے خطرہ میں پڑا تھا مگر بایزید کے پوتے احداد کے مرنے سے جو اُس کا جانشین بھی تھا وہ بغاوت خاتمہ پر پہونچی عبدالله خاں نائب السلطنت گجرات پر بادشاہ اس لیئے خفا ہوا کہ اُس نے گجرات کی رعایا پر زور ظلم کیاتھا اور بادشاهی اخبار نویس سے بری طرح پیش آیا اوراُسکا پاس و لحاظ اُس نے نکیا چنانچہ عبدالله خاں کی نسبت یہہ حکم نافذ ہوا کہ اُس کو گرفتار کرکے دارالسلطنت میں حاضر کریں مگر عبدالله خاں حکم مذکورالصدر کو پہلے سے سوچ سمجھہ کر پا پیادہ چل چکا تھا اور فوج اُس کے پیچھے پیچھے دور دور کے فاصلہ سے چلی آتی تھی چنانچہ وہ دربار میں ننگے پاوں اور پا بزنجیر آکر حاضر ہوا اور بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا یہاں تک کہ شاهجہاں کی شفاعت سے قصور اُس کا معاف ہوا اور وهی عنایت سابقہ جاری رهی *

انگلستان کے ایلچی کا بیان

شاهجہاں کی واپسی پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ جیمس اول شاہ انگلستان کی طرف سے سر ٹامس رو صاحب بصیغہ ایلچی‌گری جهانگیر کے دربار میں حاضر ہوا † اور وہ حال اُس نے قلمبند کیئے کہ اُن کے دیکھنے سے هم وہ حال دریافت کرسکتے هیں جو جهانگیر کے عہد دولت میں هندوستان میں پیش تھی چنانچہ بیاں اُن کا یہہ هی کہ بندر ... اور محصول تجارت کے مقاموں میں بڑے زور ظلم ہوا کرتے تھے

---

† ... مقام اجمیر میں ۲۳ دسمبر سنہ ۱۶۱۵ ع کو پہونچا اور بادشاہ کے ... ماندو اور گجرات تک گیا اور سنہ ۱۶۱۸ ع کے آخر میں بادشاہ سے

کرسکا تھا اور ایسا ہی عبداللہ خاں کا حال بھی ہوا تھا جو
مہابت خاں کے بعد اُس جانب کو روانہ کیا گیا تھا مگر شہزادہ خرم
چوبیس ہزار آدمیوں سمیت گیا تھا راجپوتوں پر حملہ آور ہوا اور ایسی
جرأت و قوت سے صبر و استقلال کے جتانے اور آب و ہوا کے ضرر اٹھا نے
میں مضبوط و مستحکم رہا کہ راجہ آشتی کا خواستگار ہوا چنانچہ
درخواست اُس کی منظور ہوئی اور وہ راجہ بذات خود شاہجہاں کی
خدمت میں حاضر آیا اور ثبوت اطاعت کے لیئے نذریں پیش کیں اور
اپنے بیٹے کو اس غرض سے شاہجہاں کے ساتھہ کیا کہ وہ دلی کے دربار
میں حاضر ہووے اور شاہجہاں اِس موقع پر اپنے دادا جان اکبر کی
تدبیر مملکت کو نہ بھولا کہ اطاعت کے وقت اُس نے راجہ کو بغل میں
لیا اور اپنی برابر بیٹھا یا اور طرح طرح سے مدارات اُس کی کی اور
بہت تواضع تعظیم سے پیش آیا اور وہ ملک اُس کا اُس کو واپس کیا
جو اکبر کے عہد دولت سے آج تک فتح کیا تھا اور جب کہ اُس
راجہ کا بیٹا بادشاہ کی خدمت میں پہونچا تو اُس نے بہت سی
عنایت فرمائی اور سلطنت کے جنگی سرداروں میں بڑا پایہ اُس کو
مرحمت فرمایا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۱۴ ع مطابق سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں
واقع ہوا *

اِس برس کی لڑائی میں جو کامیابی ظہور میں آئی وہ بالکل
شاہجہاں کی سعی و محنت سے علاقہ رکھتی تھی اِس لیئے کہ عزیز
خاں اعظم جو اُس کی امداد و اعانت کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا وہ
شاہجہاں کی نسبت ایسی غرور اور گستاخی سے پیش آیا کہ بادشاہ
اُسکو الگ کرنے اور چندے قید رکھنے پر مجبور ہوا *

اِس مہم کی بدولت شاہجہاں کی قدر و منزلت نے بڑی ترقی
پائی اور نور جہاں کا رعب داب اُسکا ممدو معاون ہوا اس لیئے کہ اسی
زمانہ میں نور جہاں کی سگی بھتیجی آصف خان اُس کے بھائی کی

بے انتظامي اور پریشاني اُن کي فوج میں قايم رکہنا تہا عبدالله خاں
اس قسم کي لڑائي سے تنگ آیا اور پیچہے لوٹنے کا بہت جلد ارادہ کیا
اور غالب یہہ ہي کہ ایسے قوي دشمن کے سامنے سے لوٹنے کے نتیجے
پہلے ہي سے خیالوں میں گذرے ہونگے چنانچہ جسدن سے لوٹنا شروع ہوا
آسي دن سے مصیبتوں کو ایسي ترقي ہوئي جیسیکہ ضرب کے
قاعدے سے عدد بڑہتا ہی یہاں تک کہ دشمن نے پچہلے پہرے کو ٹکڑے
ٹکڑے کیا اور بگلانہ کے پہاڑوں جنگلوں میں پناہ لینے سے پہلے پہلے کوچ
اُن کا بہاگنے کے لگ بہگ ہو گیا اور جوں توں کر کے گجرات میں داخل
ہوئے اس عرصہ میں اور بادشاہي فوجیں پہونچکر عین میدان میں فراہم
ہوئي تہیں مگر جب کہ اُنہوں نے ملک عنبر کو اُس کے لوٹنے پر
عبدالله خاں مذکور پر فتح پانے سے باغ باغ دیکہا تو اُنہوں نے مذکورہ بالا
مصیبتوں کي روک تہام کے لئے برہان پور میں اکٹہے ہوئے *

موار کي لڑائي کا بیان

بادشاہي فوج کو ادے پور کي لڑائي لڑائي میں دکن کي نسبت
زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور بادشاہ کو وہ کامیابي اس لئے زیادہ بہلي
لگي اور اُس کے من کو بہائي کہ وہ فتح اُس کے لاڈلے بیٹے مرزا خر
یعني ‡ شاہجہاں کي سعي و محنت کا ثمرہ تہي اگرچہ مہابت خ
جو پہلے پہل اِس مہم پر بہیجا گیا تہا ادے پور پر فتح پا چکا تہا
پہاڑوں جنگلوں کے باعث سے جو ملک ادے پور کا مضبوط و مستحک
اور راجہ اُس میں گہس بیٹہہ کر محفوظ ہو بیٹہا تہا لڑائي کا

‡ اِس شاہزادہ کا نام خرم تہا اور باپ کي تخت نشیني کے آغاز میں اس
سوا کوئي نام اُسکا نہ تہا مگر جو کہ اُس نے اپني سلطنت سے ایک مدت پہلے ش
کا خطاب اختیار کیا تہا تو شاہجہاں کے خطاب سے ذکر اُسکا ابہي سے کر
خوبي کا باعث نہ ہوگا *

احمد نگر کي چڑھائي کا بیان

نور جہاں کے نکاح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سنہ ۱۶۱۲ع مطابق سنہ ۱۰۲۱ هجري میں بنگالہ کا هنگامہ عثمان ابن تتو کے شکست کھاکر مرجانے سے خاتمہ پر پہونچا اور اِس واقع کے واقع هونے سے بادشاہ کو ایسي خوشي حاصل هوئي کہ وہ اُس بڑي کامیابي سے جانچ تول میں بہت زیادہ تھي جو دکن کي لڑائي میں حاصل هوئي تھي بیان اُسکا یہہ هی کہ جہانگیر نے یہہ چاھا کہ اُن سارے سرکاري صوبوں سے دکن پر یکلخت چڑھائي کي جاوے جو دکن کے پاس پڑوس میں واقع هیں تاکہ پہلي سہل انکاري کا بدلا لیا جاوے اور پہلی نقصانوں کو پورا کیا جاوے چنانچہ عبدالله خاں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم هوا کہ وہ اُسوقت ملک عنبر کے ضلع پر دھاوا کرے جب کہ شہزادہ پرویز اورخان جہاں لودھي کي فوجیں راجہ مانسنگھہ کي امداد و اعانت سے خاندیس اور برار سے دھاوا کریں مگر تعمیل اس تدبیر معقول کي بطور معقول واقع نہوئي یعني عبدالله خاں نے گجرات سے پیش از وقت مقررہ حملہ کیا اور اس غلطي کے باعث سے ملک عنبر نے فائدوں کے حاصل کرنے میں کمي کوتاهي نہ کي اور دم بھر کي تاخیر نہ برتي ملک عنبر ایسي طرز سے لڑتا بھڑتا تھا جیسیکہ حال کے مرهٹوں کا قاعدہ هی یورپ والوں کے بندرگاهوں کي همسائگي سے اُس کا توپ خانہ جہانگیر کے توپ خانہ سے بہت بہتر تھا اور توپ خانہ اُس کا ایسے نشان کا کام دیتا تھا کہ بکھري بکھرائي فوج اُسکي وهاں اکٹھي هو جاتي تھي مگر هلکے هتیاروں والے سواروں کے ذریعہ سے بڑي چستي چالاکي برت کر دشمن پر حملہ کرتا تھا چنانچہ اُس نے بادشاهي فوج کي رسدوں کو روکا اور کوچ پڑاو پرطرح طرح سے تنگ کیا اور چاروں طرف اُن کے گھورتا گرجتا پھرتا تھا اور چھوٹے چھوٹے حملوں سے اُن کو پریشان و پراگندہ کرتا تھا اور گاہ گاہ اُن کے لشکر کي مختلف جانبوں سے سچي حملہ کرکے مال اسباب اُن کا لوٹ لیجاتا تھا غرضکہ

لیئے کہ باپ اُس کا نہایت دانا ہوشیار اور نہایت لایق و حاذق وزیر تھا اور
جہانگیر کے چال چلن میں جو کئی برس بعد ترقی ہوئی وہ کسیقدر
نور جہاں کے رعب داب کا نتیجہ اور اُس کی دانش و فراست کا ثمرہ تھا
اگرچہ جہانگیر آپ ہی خود پسند و ستمگار اور خود پرست و حما
شمار تھا مگر جیسا کہ وہ پہلے وقتوں میں جفاکار اور با خدا ترس تھا
ویسا اب نرہا تھا اور باوصف اِس کے کہ میخواري کی عادت کو پہونچا
مگر رات کے وقت اور خانگی کمروں میں متنبہ کر رہا تھا *
جن کاموں میں اپنی رعایا کے سامنے دن بھر مبتلا رہتا تھا تو اُنہیں
بادشاہانہ عادتوں یعنی صدر متانت کو قایم رکھتا تھا اور اُسکی کسی
بات چیت میں فرق و تفاوت نہ آنا تھا نور جہاں بیگم جیسی حسین
اور خوبصورت تھی ویسی ہی ہوشیار اور سمجھہ بوجھہ کی پوری تھی
اور جیسا کہ عورتوں کے کام کاج میں اپنی لذت کو صرف کرتی تھی
ویسے ہی سلطنت کے انتظاموں میں اپنی لیاقت سے کام لیتی تھی
چنانچہ اُس نے بادشاہی دربار کی شان و شوکت کو اپنے سلیقہ شع
سے ترقی اور حسن انتظام کی بدولت خرچوں میں تخفیف بخشی
کمروں کے اسباب و آرایش میں بھی نئی باتیں ایجاد کیں اور عو
کے لباس و پیرایہ میں اُس لباس و پیرایہ کی نسبت جو اُس
زمانہ سے پہلے معمول و مروج تھے بڑی بڑی ترقیاں دکھلائیں
هندوستان میں یہہ بات تسلیم طلب ہے کہ گلاب کا عطر اُس
ایجاد کیا یا اُسکی ماں نے نکالا † اور منجملہ اُن کمالوں کے
وسیلہ سے اُس نے جہانگیر کو شیفتہ و فریفتہ کیا تھا ایک یہہ بھی
کہ فی البدیہہ عمدہ شعر کہتی ‡ تھی *

---

† پچھلے وقتوں میں بڑی بڑی ترقیاں صنعتوں میں واقع ہوئی ہ
لیکن کہ جیسے خان بیان کرتا ہے کہ وہ گلاب کا عطر اور اک ریت کے اسر
سو تولہ پھر اسی روپیہ کو بکتا تھا تو وہی عطر اُسی زمانہ میں جب
تاریخ لکھی آٹھہ سات روپیہ تولہ آتا تھا
‡ یہہ شعر اُسکا مشہور ہے
در صف مردان زن شیر اگر
زن است اگرچہ بصورت زن است

نائب السلطنت کے مارے جانے سے جس کو خاندان قاتل کے فریب و سازش سے منسوب کیا خاندان قاتل کی نسبت بادشاہ کی جانب سے بڑی بڑی سختیاں ظہور میں آئیں چنانچہ نور جہاں پکڑی گئی اور دلی کو مقید بھیجی گئی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر بادشاہ نے نورجہاں سے نکاح کرنا چاہا اور اُس کی تسکین و تشفی کے لیئے بڑی بڑی خاطرتیں برتیں مگر نور جہاں جیسی فریبی متفنی تہی ویسی ہی عالی ہمت بہی تہی اس لیئے کہ جب اُس نے ایسے آدمی کی درخواست کو منظور نکیا جس کو شوہر کا قاتل سمجھتی تہی تو جی جان ہی سے قبول نکیا ہوگا چنانچہ نورجہاں نے ایسے صبر و سکون اور کمال استقلال و متانت سے انکار کیا کہ جہانگیر اُس سے متنفر ہوگیا آخر کار اُس کو اپنی ماں کے مصاحبوں میں داخل کیا اور ایسی بے پروائی برتی کہ گویا ان تلوں کبھی تیل نتہا *

حاصل یہہ کہ چندے ایسی ہی گذری مگر جب کہ اس کے عشق نہفتہ نے دوبارہ اوبھارا لیا اور اُس کی معشوقہ بہی اُس کی لوٹ پیٹ کو دیکھہ سنکر پسیج گئی تو بقول اُس کے کہ رانڈیں تو رہیں جو رنڈوے رہنے دیں بیاہ اُن کا بڑی دہوم دھام سے رچایا گیا غرض کہ نکاح اُنکا ہوگیا اور وہ بیگم ایسی عزتوں کو پہونچی کہ پہلے اُس سے کسی بادشاہ کی بیگم کو وہ پایہ نصیب † نہ ہوا تہا اور بادشاہ کے مزاج پر ایسی حاوی پڑی کہ باپ اُس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بہائی اُس کا بڑے مرتبہ کو پہونچا یہاں تک کہ بادشاہ اُس کی صلاح و مشورت کے بدون کوئی کام کاج نہ کرتا تہا اور جس کام میں وہ متوجہہ ہوتی تہی تو اُسی کی مرضی قانون کی مانند اُس میں سمجہی جاتی تہی اگرچہ انجام کار اُسکے نتیجے برے ہوئے مگر بہر حال اُس کا غلبہ مفید پڑا اُس

† سب عزتوں کے علاوہ یہہ عزت بہی اُس کو حاصل تہی کہ بادشاہ کے نام کے ساتھہ اُس کا نام بہی سکہ میں ڈھالا جاتا تہا

ں کے ملنے کو وہ آتي جاتي تهي غرض که اُس شہزادي نے اکبر تک
ﺐ پہونچائي اور اکبر نے جهانگیر کو بلا کر بہت سمجهایا اور نورجهاں
ماں سے کہلا بهیجا که کسي بهلے مانس سے نور جهاں کي شادي کرے
جهانگیر کي نظروں سے اُس کو الگ تهلگ رکهے چنانچه خود اکبر
ر جهاں کو شیر افکن خاں سے بیاها جو ایران کا رهنے والا اور بادشاہ کا
لازم تها اور اُس کي ضروریات کے واسطے ایک جاگیر کافي بنگاله میں
فرمائي *
اگرچه اکبر نے یهه راہ نکالي مگر جهانگیر کي محبت کم نهوئي اور
ں اُس کا دور نهوا چنانچه تخت نشیني پر برس دن گذرا تها که
نے قطب الدین اپنے رضاعي بهائي کو جو بنگاله میں نائب السلطنت
جاتا تها یهه کام سپرد کیا که وہ اُس مطلب کو حاصل کرے جسپر
یفته و فریفته هی *
جهانگیر اور قطب الدین دونوں کو یهه توقع تهي که رعب داب کے
اور معقول وعدوں کے لالچ سے نور جهاں کا شوهر دم بهي نه مارے گا
شیر افکن خاں کو اُن دونوں کي نسبت ننگ ناموس کي پابندي
تهي چنانچه جب اُس نے اُن کے ارادوں پر شبهه کیا تو حکومت
ستعفا دیا اور ملازم نهونے کي علامت سے هتیار باندهنے چهوڑے *
حال اُس معامله کا مفصل دریافت نهیں که بعد اُس کے کیا واقع هوا
غالب یهه هی که جو کچهه هوا هوگا وہ ایسا هوا هوگا که شیر افکن خانکو
ني هوئي هوگي اسلیئے که جب قطب الدین نائب بنگاله کے اُس حصه
گیا جهاں شیر افکن خاں سکونت پذیر تها تو اُس نے شیر افکن خاں
وایا اور شیر افکن خاں تلوار اپني چهپائے هوئے اُس سے ملنے کو گیا
جو که ایسے جلے بلے ننگیالي آدمي کے ملنے سے یهي توقع هوسکتي تهي
خونریزي تک نوبت پہونچاوے تو شیر افکن خاں نے قطب الدین

بخوبی پال سکے غرض که انہوں نے اُس بچی کو جو کسی زمانه میں
بادشاہ کی بیگم ہونیوالی تھی ایسی جگہه راہ پر ڈالا جہاں صبح کو
قافلہ گذرنے والا تھا حاصل یہہ کہ جب صبح ہوئی تو قافلہ کے بڑے سوداگر
نے اُس بچی کو دیکھکر اُس کے لاوارثی ہونے پر ترس کھایا اور اُسکے
چہرہ مہرہ کو دیکھکر حیران رہگیا چنانچہ اُس کو خاک سے اوتھاکر اپنے
بچہ کی مانند اُسکی پال پوس کا ارادہ کیا *

اِس قافلہ میں دودہ پلانے والی کا بہم پہونچنا دشوار تھا اور اسی
نظر سے کچھہ تعجب نہیں که جس عورت کو اُس نے دودہ پلانے پر نوکر
رکھا تھا وہ اُس کی ماں ہی ہو بلکه حقیقت میں وہی تھی اور جوں
ہی که اس سوداگر کو حال اُس کا دریافت ہوا تو وہ مہربانی سے پیش
آیا اور جب که اُس سوداگر کو اُس کے خاندان کی ناداری اور تباہی
دریافت ہوئی تو نہایت جی جان سے مائل ہوا اور سر دست اُنکی ضروری
حاجتوں کو اُس نے پورا کیا اور جب یہہ دریافت ہوا که اس بچی کے
باپ بھائی اگرچہ افلاس اور ناداری کی بلا میں مبتلا ہیں مگر شریف
اور خاندانی معلوم ہوتے ہیں تو اُس نے اُنکو اپنے کار بار میں دخیل کیا
اور اُن کے نصیبوں کے بدلنے پلٹنے میں نہایت سعی اپنی ظاہر کی
چنانچہ اُس نے اُن کو اپنے ذریعہ سے اکبر بادشاہ تک پہونچایا یہہ دونو
صاحب پہلے پہل تو چھوتے چھوتے عہدوں پر مقرر ہوئے مگر بعد اُسکے
اپنے حسن لیاقت کی بدولت بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیئے گئے *

اسی عرصہ میں نور جہاں سیانی بیانی ہوگئی اور حسن و نزاکت
کی بدولت لوگوں کے چاهنے سراهنے کا باعث بڑی چنانچہ وہ آفت روزگار
اپنی ماں کے ساتھہ بادشاہی محلوں میں جانے آنے لگی جو بادشاہی
محلوں میں آتی جاتی تھی مرزا سلیم یعنی جہانگیر اُس کو دیکھکر
لوٹ پوٹ ہوگیا اور نور جہاں کی ماں جہانگیر کی چھیڑ چھاڑ سے اِس
قدر تنگ ہوئی که لاچار اُس نے اُس شہزادی سے شکایت پیش کی

وهاں ڈالی جہاں اورنگ آباد اب بستا ہی اور بہت دنوں تک نظام شاہی حکومت کو قایم رکھا جو بظاہر زوال پذیر اور فنا کے لگ بھگ تھی اور اُس نے اپنی لیاقت اور ہوشیاری کو لڑنے بھڑنے پر منحصر نرکھا بلکہ شاید ٹوڈر مل کی تقلید و اطاعت سے محاصل کے نئے نئے قانون ایجاد کیئے اور اس انتظام کے باعث سے دکن کے شہروں میں ایسی شہرت حاصل کی جیسے کہ هندوستان خاص میں ٹوڈر مل کے نام نے شہرت پائی † حاصل یہہ کہ اس وزیر باتدبیر نے اُن نزاعوں سے فائدے اُٹھائے جو خانخاناں اور بادشاہی فوج کے باقی سرداروں میں واقع ہوئی اور اُن فائدوں کی ایسی کامیابی سے پیروی کی کہ جلد بار اُس نے بادشاہی فوج کو شکستیں دیکر احمد آباد پر دوبارہ قبضہ کیا اور خانخاناں کو برہان پور کی جانب لوٹنے پر مجبور کیا اور جب کہ جہانگیر اس مقابلہ سے آگاہ ہوا تو خانخاناں کو طلب فرمایا اور فوج کی سرداری خان جہان لودھی کو عنایت فرمائی *

نور جہاں کے نکاح کا بیان

عہد سلطنت کے چھٹے برس بادشاہ نے نور جہاں بیگم سے نکاح کیا اور اخیر سلطنت تک خمیازہ اُس کا کھینچتا رہا *

نور جہاں کا دادا طہران واقع ایران کا باشندہ ایران کی سلطنت میں کسی ملکی عہدہ پر معزز و ممتاز تھا اور مرزا غیاث اُس کا بیٹا یہاں تک تنگ دست ہوا کہ اُس نے جورو بچوں سمیت هندوستان کا ارادہ کیا اور تلاش معیشت کا وسیلہ سمجھا مگر اس ارادہ میں بھی بد بختی نے اُسکا پیچھا نچھوڑا یعنی جب کہ اُس کا قافلہ قندھار میں پہونچا تو حال اُس کا نہایت سقیم تھا اور قندھار میں پہونچتے ہی ایسی حالت میں نور جہاں پیدا ہوئی کہ ماں باپ کا یہہ حال تھا کہ بچی کے واسطے باربرداری کا سامان نکرسکے بلکہ زچا کے لیئے ایسی بات سن نہری کہ وہ بچی کو

† گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹوں کی جلد ایک صفحہ ۹۵

ا گیا تو وہ اُس عرصہ میں راجہ سے آشتي کرچکا تہا چنانچہ وہ
کي خدمت میں حاضرہوا *

اگلے برس موسم بہار مارچ سنہ ۱۶۰۹ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ۱۰۱۵
ري میں جہانگیرنے کابل کا سفر اُٹہایا اور شہرمیں پہونچتے هي
سرو پر گونہ مہربان هوا یعني زنجیر اُسکي کٹوائي اورقلعہ کے بالائي
میں پہرنے چلنے کي اجازت فرمائي بادشاہ اپني شفقت پدري کي
رورت سے دم بدم عنایت تو فرماتا مگرخسرو کے نصیبوں سے یہہ
زش اُس پر کہل گئي کہ بادشاہ مارا جاوے اور خسرو کي
ائي هووے *

جہانگیر آگرہ کو واپس آیا اور سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۶
جري میں بسرداري مہابت خاں کے ایک فوج اودے پور پر روانہ کي
دس سے دو بارہ لڑائي شروع هوگئي تہي اور دوسري فوج اپني خانخاناں
ي زیر حکومت کر کے دکن کے بندوبست کے لیئے بہیجي اور اُس
وج کا حاکم پرویز کو مقرر فرمایا مگر وہ صرف نام کا حاکم تہا اِسلیئے کہ کم
سني کے باعث سے حکمراني کے قابل نہ تہا *

آیندہ تین سالوں یعني سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۷ سے لغایت
سنہ ۱۶۱۰ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ هجري میں یہہ بڑا واقع پیش آیا کہ ایک
ذلیل آدمي نے آپ کو خسرو بناکر حاکموں کي غفلت سے پٹنہ پر
قبض و تصرف کیا اور اپنے ساتهي اتنے بنا لیئے کہ صوبہ کے حاکم سے میدان
کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اُس جعلي خسرو کے پٹنہ میں بہگانے اور
پکڑنے اورگردن مارنے میں تین مہینے صرف هوئے *

سنہ ۱۶۱۰ع کے آخر میں دکن کے کام ابتر هوگئے اور بري صورت
پیش آئي چنانچہ جب احمد نگرپر نظام شاهي والوں نے قبضہ کیا تو
انصرام اُس کي حکومت کا ملک عنبر ابیسینیا والے یعني ایک حبشي
کے هاتهوں میں پڑا اور اُس وزیر با تدبیر نے نئي دارالحکومت کي طرح

میں خلل پڑ گیا مگر بادشاہی فوج کے ستنے ہی فوج اپنی شہر سے باہر لا ا اور بادشاہی فوج پر حملہ کیا اگرچہ اُسکو اس قدر فائدہ حاصل ہوا کہ اُس نے بادشاہی فوج کے ایک ٹکڑے کو لڑائی میں مصروف رکھا مگر کامیابی سے مقابلہ نکرسکا بلکہ بڑی شکست کھاکر کابل کیطرف چلتا ہوا اور جب کہ وہ جہلم پار جاتا تھا تو کشتی اُسکی ریتی پر ٹہر گئی چنانچہ وہ گرفتار ہوا اور باندھکر اپنے باپ کے سامنے حاضر کیا گیا یہہ بغاوت مہینے بھر سے زیادہ قائم نرہی *

خسرو کے بڑے بڑے صلاح کار اور اُس کے بہت سے عام همراهی بادشاہ کے دربو میں ائے اور بادشاہ کو سختی درشتی جتانے دکھانے کا موقع ہاتھہ ایا چنانچہ اُس نے سات سو قیدیوں کے لیئی یہہ حکم سنایا کہ لاہور کے دروازہ کے سامنے قطار باندھکر پھانسی چڑھائے جاویں غرضکہ وہ ایسی تکلیفوں سے مارے گئے کہ خود جہانگیر نے اپنی تورک میں اُن کی سخت تکلیفوں کے دیر تک رهنے کا حال مبالغہ سے بیان کیا † بعد اُس کے وحشیانہ خصلت کو یوں پورا کیا کہ خسرو کو ہاتھی پر چڑھایا اور مقتولوں کی قطار کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھروایا اور ایک چوبدار اُس کے چڑانے کھجانے کے واسطے آگے یہہ بولتا چلا کہ صاحبزادہ صاحب اپنے خاص ملازموں کا اداب تسلیمات قبول فرمائیئے ‡ بدبخت خسرو تین دن تک سسکیاں بهرتا اور پھوٹ پهوٹکر روتا رہا § اور بہت دنوں تک مقید دام اداب اور شکار رنج والم رہا تحت نشینی کے تھوڑے دنوں بعد اُس کا دوسرا بیٹا پرویز آصف خان کے زیر هدایت ہوکر اودے پور والے رانا پر بھیجا گیا تھا او جب کہ خسرو کے بھاگنے پر وہ

---

† پرایس صاحب کے ترجمۂ تورک جہانگیر کا صفحہ ۱۱

‡ خافی خان

§ پرایس صاحب کے ترجمۂ تورک جہانگیری صفحہ ۱۲ یہاں اس بغاوت کا عموماً تورک جہانگیری اور خافی خان اور گیدرن صاحب کی تاریخ سے لیا گیا

...ہیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے آن عرض بیگیوں سے آزادي پائي جو
...خواهوں کي رسائي کے هارج هوتے تھے اور بادشاہ کو اُنکے حالات سے
...ل رکھتے تھے *

خسرو کي بغاوت کا بیان

جهانگیر اور اُس کے بڑے بیٹے خسرو کي همیشه ان بن رهتي تھي
...انتک کہ اُن واقعونکے واقع هونے سے جو جهانگیر کي تخت نشیني سے پہلے
...ے وقوع میں آئی کچھه کمي کوتاهي اُس میں واقع نهوئي اور جب
جهانگیر باپ کي گدي پر بیٹھا تو خسرو افسرده پژمرده اور ناراض اور
...خفا رهنے لگا اور یهه بات کسي طرح غالب نهیں کہ جهانگیر نے کوئي
...لوک اُس کے ساتهه ایسا کیا هو کہ اُس کے جي کو تھوڑي بهت تشفي
حاصل هوتي تخت نشیني پر چار مهینے گذرگئے مگر کوئي شک شبهه
...سکے چال چلن سے پیدا نہ هوا هاں بعد اُس کے ماہ مارچ سنه ۱۶۰۶ع
مطابق آتھویں ذي الحجه سنه ۱۰۱۴ هجري میں آدهي رات کو بادشاہ کو
یهه خبر لگي کہ آپ کا صاحبزادہ خسرو چند همراهیوں سمیت آگرہ سے
دلي کي جانب روانہ هوا جهانگیر نے سواروں کي فوج اُس کے پیچھے
روانہ کي اور جب صبح هوئي تو جس قدر فوج جمع کرسکا همراہ اپنے لیکر
روانہ هوا *

جوں هي کہ خسرو آگرہ سے روانہ هوا تو عین راہ میں وہ تین سو سوار
اُسکو ملے جو آگرہ کو چلے آتے تھے وہ سوار اپني شامت سے خسرو کے
ساتھي هوئے اور خسرو لوٹ مار کرتا هوا اور همراهیوں کو دیتا لیتا دلي کي
جانب کو آگے بڑھا اور ادهر اودهر سے اس قدر لوگ اُس کے همراہ هوگئے
کہ جب وہ پنجاب میں پهونچا تو دس هزار آدمیوں سے زیادہ بهیڑ بھاڑ
اُسکے همراہ تھي حاصل یهه کہ خاص لاهور پر دغابازی سے قابض هوا اور
لاهور کے قلعه کي تک و دو میں تھا کہ بادشاهي فوج کے اگلے ٹکڑے یعني
مقدمة الجیش کے پهونچنے سے بات اُس کي بگڑ گئي اور اُس کے کاموں

كي كه عامل لوگ سوداگروں كي گھوڑوں كو بدوں اُنكي پوري رضامندي كے نكھوليں اور ملازمان سركاري اور خصوص سپاهيوں كو يهه هدايت كي گئي كه كوئي ملازم سركاري كسي كے مكان پر سكونت كا قصد نكرے علاوه اُس كے ناك كان كا كاٹنا موقوف كيا اور عمده عمده قانون جاري كئے اور بارصف اسي ميخواري كے ميخواري كي سخت ممانعت كي اور اندوں خواروں كے ليئے قاعدے بنائے اور يہاں تک قاعدوں كي پابندي اختيار كي كه مجرم مخالف قانون كو سخت تدارک ديتا تها *

اسلام كا كلمه سكه ميں جاري كيا اور اسلام كے قاعدوں كو اجرا ديا مگر اكبر كے بعض بعض قاعدوں كو جو خاص خاص دنوں ميں گوشت سے بچاو كي نسبت قايم تهے قايم ركها اور باپ كي چند باطل عادتوں كو بهي برتا چنانچه اپنے والوں سے تعظيم كا سجده زبردستي سے كراتا تها اگرچه اپني تحريروں ميں عابدانه طور اُس نے اختيار كيا جيسا كه مسلمانوں ميں معمول و مروج هے مگر نهايت متانت اور سنجيدگي سے مذهبي عابد هونيكا دعوى نكيا اور كبهي وه عادت بهي حاصل نكي مگر تمام لوگوں كا خيال اُسكي نسبت يهه هے كه باطل اعتقادوں ميں باپ سے زياده تها اور زهد و رياضت كي حيثيت سے باپ كے پايه كو نه پهونچا تها اور جب كه اُس كے خاص خاص مسئلوں سے قطع نظر كيجاوے تو يهه صاف واضح هوتا هے كه اُسكو مذهب كا چندان خيال نتها منجمله اُن تدبيروں كے جو پہلے پہل اُس نے حضور ميں اُنكي فريادوں كي رسائي كي تدبير بهي جسكے نكالنے سے بڑا فخر اُسكو حاصل هوا او تدبير اُس كي يه تهي يعني ايک زنجير اُس نے ديوار قلعه كے اندروني جانب سے باهر كو لٹكائي جس تک دادي فريادي بلا دشوارى پهونچتے تهے اور اُس زنجير كے اندر والے سرے ميں سونيكے گهنٹوں كا گچها عين بادشاهي منزل كے اندر لٹكا ديا گيا تها چنانچه جب كوئي دادخواه اُس زنجير كو هلاتا تها تو بادشاه كو آگاهي هوتي تهي كه كوئي فريادي آيا حاصل يهه كه اُس

دسواں حصہ

جہانگیر اور شاہجہاں کی سلطنتوں کا بیان

پہلا باب

جہانگیر کی سلطنت کا بیان

جب کہ اکبر کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم اُسکے بیٹے نے ١٣ اکتوبر سنہ ١٦٠٥ع مطابق جمادی الثانی سنہ ١٠١٤ ہجری میں سلطنت پر قبضہ کیا اور جہانگیر کے خطاب سے پکارا گیا *

جہانگیر نے اپنی قلمرو واقع شمال نربدہ کو ایسے امن چین میں پایا جیسے کہ ایسی بڑی سلطنت میں توقع ہوسکتی تھی مگر عثمان ابن قتو کی بغاوت بلاد بنگالہ میں قایم یعنی بنگالہ کے ایک حصہ ملک اوڑیسہ میں محدود و منحصر تھی اگرچہ اودےپور والے رانا کی غیر ملکی لڑائی بھڑائی میں پوری پوری کامیابی حاصل نہوئی تھی مگر پھر بھی بادشاہ ہی غالب رہا تھا اور ملک دکن میں بنگالہ کی نسبت بادشاہی کارخانے زیادہ خراب تھے یہاں تک کہ احمد نگر کی نظام شاہی حکومت اپنی دارالسلطنت کے سنبھالنے میں مصروف تھی جو اُسکے قبض و قابو سے نکلا چاہتا تھا اوریہی غالب معلوم ہوتا تھا کہ بجاے اُسکے کہ بادشاہی لوگ اُسکو نیست و نابود کریں کسیقدر اپنے اضلاع مغصوبہ کو دوبارہ حاصل کریگی *

جہانگیر کی تدبیروں کا بیان

جہانگیر کی تدبیروں میں پہلے پہل توقع سے زیادہ عقل و مروت پائی گئی چنانچہ اُس نے اپنے باپ کے افسروں کو استحکام بخشا اور ایسے بعض بعض دقت طلب محصولوں کے لیئے معافی کا فرمان جاری کیا جو اکبر کی ترمیم و اصلاح سے باقی رہگئی تھی اور فرمانوں کے ذریعہ سے یہہ ممانعت

کی آنکھوں میں بڑا بھاری ہوکر تھا † *

---

† اکبر کے حالات اس تاریخ میں تاریخ فرشتہ اور اکبر نامہ اور منتخب التواریخ اور خافی خاں اور خلاصۃ التواریخ کی سند پر ملخص کئے گئے منجملہ اُن کے ابوالفضل نے سلطنت مذکور کے بیان میں مدیحی لیاقت اپنی ظاہر کی اور معمولی حدوں سے بہت زیادہ عیب اپنے ظاہر کئے چنانچہ اُس نے ایسے موقعوں کو بیان نہ کیا جسسے اکبر کی دانائی اور نیک خوئی اور زورآوری کو بٹا لگے اور اگر بیان بھی کیا تو غلط بیان کیا اور ہر بات میں اکبر کی تعریف اور بڑائی لکھی یہانتک کہ پڑھنے والوں کو خود مورخ اور اُسکے ممدوح سے نفرت پیدا ہوجاتی ہی اور ایسی بیہودہ سرائی اور خوش بیانی سے اکبر کی اصلی خوبیاں بھی ظاہر نہیں ہوتیں چنانچہ اور مورخوں کے ذریعہ سے اکبر کے کاموں کے باعث اور اُس کی مشکلات اور اُنکی تدبیروں کا حال جبکہ دیتے ہے وہ اُن مشکلوں پر غالب ہوا دریافت ہوتی ہیں بلکہ ایسے آدمی کی خوشامد گوئی سے جو اکبر کی جو رو سے بخوبی واقف تھا اور نیز اُس کی کتاب اکبر نامہ کے بادشاہ کی نظر سے گذر جانے سے خود اکبر کی ذات کو خود بینی کا داغ اور خود پسندیکا دھبا لگتا ہی اور یہی ایک عیب اکبر کی خصلت کو لگایا جاتا ہی جو سب طرح سے تعریف و ثنا کے قابل تھی ابوالفضل نے اکبر نامہ میں عہد سلطنت کے ستائیسویں برس یعنی اپنے عہد وفات تک کے حالات ملخص کئے بعد اُس کے اگلے تین برسوں کا حال ایک شخص عنایت اللہ یا محمد صالح نے لکھا اگر اکبر نامہ کا وہ عمدہ ترجمہ انگریزی کا جسکو لفٹنٹ شامرز صاحب مدراس والے نے تصنیف کیا او ایشیاٹک سوسئٹی میں وہ موجود ہی ہم تک پہنچتا تو اکبرنامہ سے میں مستفید ہوتا اکبر کے عہد سلطنت کے چالیسویں برس منتخب التواریخ پوری ہوئی جسکو عبدالقادر بدایونی نے تالیف کیا اور ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی تاریخ ہی اور واقعات مندرجہ اُس کے مطابق اکبری سے بل سینتیسویں برس تک لئے گئے مگر اکبر کے حالات میں اُس نے اپنی طرف سے زیادتیاں کیں اور کسی سے نقل اُنکی ہم نہیں پہونچائی اور اپنے تعصبوں سے اُسکو رنگ دیا یہہ مورخ ایک ایسا بڑا فاضل تھا کہ اُس کو اکبر نے سنسکرت سے ترجمہ کرنے پر نوکر رکھا تھا مگر اس باعث سے کہ وہ اپنے دین و ملت میں متعصب تھا تو اُس نے ابوالفضل اور فیضی سے جھگڑا کیا اور ایسی بات کو اُن کی اور خود اکبر کی برائیوں او اُن کے بڑا بہہ کہے سے دورم پور بھر دیا چنانچہ اُس نے اکبر کی اُن برائیوں کو لکھا جنکی شکایت لوگ اُس وقت میں کرتے تھے اور جنکو ابوالفضل نے دیدہ و دانستہ چھپایا تھا اور اس تاریخ کے دیکھنے سے جو اکبر کے مخالف ہی ہمارے دل میں جو اثر پیدا ہوتا ہی وہ اس اثر سے زیادہ مفید ہی جو اُسکے مداح ابوالفضل کے بیان سے اٹھا ہی خافی خاں کی تاریخ اور خلاصۃ التواریخ منتخب التواریخ کے پیچھے لکھی گئیں اور طبقات اکبری تالیف نظام الدین یزدی مسلمان بادشاہوں کی تاریخ اکبر کے عہد دولت کے سینتیسویں برس تک لکھی گئی کہتے ہیں کہ وہ بڑی لیاقت کی کتاب ہی اگرچہ اس کتاب کا ایک نسخہ مولف تک پہونچا مگر اِس وجہہ سے نہ اُس کے پڑھنے میں کوئی مددگار نصیب ہوا تو اُس سے فائدہ نہ پہونچا ایک اُس قلمی نسخہ سے اعانت حاصل کی ہی جو خافی خاں کی کتاب کا جہانگیر کی آخر سلطنت تک ترجمہ جس کو میجر گارڈن صاحب ملازم گورنمنٹ مدراس نے کیا مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ یہہ عمدہ ترجمہ اُس تاریخ کے آخر تک نہیں پہونچا جس میں زمانہ حال کے حالات اچھی طرح پائے جاتے ہیں اور یہہ تاریخ ایسی ہی کہ اُس زمانہ کے حالات اُس میں کامل اور مسلسل بیان کئے گئے جس زمانہ کا حال اُس میں مندرج ہی *

ور هاتهیوں کي قطاریں بادشاہ کے سامنے اس ساز و سامان سے گذرتي
تهیں کہ وار وار سے گروہ اُن کے زر بفت کي جهولیں اور سونے چاندي کے
زیوروں سے بن تهن کر نکلتے تهے اور هر گروہ کے بڑے هاتهي کے مستک اور
چهاتي پر سونے کي تختیاں لگي هوتي تهیں جن میں لعل و زمرد
جڑے جاتے تهے بعد اُن کے گهوڑوں کي قطاریں بڑي شان و شوکت سے
آتي تهیں اور خراماں خراماں نکل جاتي تهیں اور جب کہ گهوڑے پورے
هوجاتے تهے تو گینڈے اور شیر اور کهیري شیر اور پلنگ اور چیتے اور شکاري کتے
اور باز شکرے ترتیب وار آگے سے گذارے ‡ جاتے تهے بعد اُسکے سواري کے فیل آتے
تهے جنکے زر بفت وردیون کي چمک دمک سے چکاچوند هوجاتي تهي *

باوصف اس جاہ و جلال کے جس شان و شوکت سے اکبر
باهر آتا تها اُس سے کچهہ کم سادہ مزاجي بهي نبرتتا تها چنانچہ دو
یورپ والوں § نے اپني آنکهوں دیکها حال اُس کا بیان کیا اور وہ بیان ایسے
هیں کہ اُن میں سے کچهہ لیکر اکبر کي تاریخ کو پورا کرینگے بیان اُن کا
یہہ هی کہ یہہ بادشاہ اور ایشیا والے بادشاهوں کي نسبت نمود و نمایش
کا چنداں خواهاں نتها اِس لیئے کہ تخت سے نیچے اوتر کر بیٹهکر یا
کهڑے هوکر داد خواهوں کي داد رساني کرتا تها لکها هی کہ یہہ بادشاہ
نهایت خلیق اور صاحب حشمت اور خدا ترس اور سخت و قوي اور
بندوق و توپ وغیرہ آلات حرب کي صناعت اور فنون کي صنعت سے بخوبي
واقف تها اور کم خوراک اور ایسا بڑا محنت کش تها کہ اُسکي محنت
و مشقت سے تعجب هوتا تها اور راتدن میں تین گهنٹے سوتا تها اور عام
لوگوں سے بملایمت پیش آنیوالا اور امیرونکي نسبت غریبونکي بڑي آو بهگت
کرنیوالا تها اور غریبوں کي شکستہ دلي پر مایل هوتا تها اور اُنکے پیشکشوں
کو امیروں کي نسبت بڑي مهرباني سے قبول فرماتا تها اور اپنے لوگ
اُس سے محبت کرتے تهے اور اُسکي هیبت سے بیطرح ڈرتے تهے اور دشمنوں

‡ سرٹامس رو اور برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۴۲

§ برکس صاحب کي کتاب حالات حاجیان جلد پانچ صفحہ ۵۱۶

نہایت شان دار اور خوشنما نظر آتا تھا † *

اکبر کے جاہ و جلال کی دھوم دھام اُس وقت ہوتی تھی کہ اعتدال ربیعی یا سالگرہ کا جشن آراستہ کیا جاتا تھا یہہ جشن کئی کئی دن برابر رہتا تھا اور جتنے دنوں رہتا تھا تو اُس میں ایک عام میلہ یعنی لوگونکی ریل پیل اور سواریوں کی چہل پہل اور بڑی بڑی نمایشوں کی دھوم دھام رہتی تھی اور خود اکبر بادشاہ ایک زردوزی خیمہ میں جلوس فرماتا تھا جو دھوپ کے بچاؤ کی نظر سے شامیانوں کے بیچا بیچ نصب کیا جاتا تھا اور کم سے کم دو ایکڑ زمین پشمی زردوزی قالینوں اور زربفت جھالروں سے رشک چمن ہوجاتی تھی اور اُس کی زردوزی کی یہہ صورت تھی کہ مخمل پر طلائی کا کام اور موتیوں اور پوکھراج پنے وغیرہ کا جڑاؤ ہوتا تھا ‡ نامی امیروں کے خیمے بھی ایسے ہی ہوتے تھے جن میں وہ آپس میں ملتے جلتے رہتے تھے اور گاہ گاہ اُن سے بادشاہ بھی ملتا تھا گھوڑے ہاتھیوں اور جواہرات اور خلعتوں کی بخشش امیرونکو ہوتی تھی اور جب بادشاہ تلامیں بیٹھتا تھا تو ہیروں اپنے سونا چاندی اورخوشبوئیں اور نامی اجناس مختلفہ بار بار تول کر اُن غریبوں کو تقسیم فرماتا تھا جو وہاں اُس وقت حاضر ہوتے تھے اور خود بادشاہ اپنے ہاتھوں سے سونے چاندی کے بادام اور اور پھل بھی ادھر اودھر بکھیرتا تھا اگرچہ یہہ پھل قیمت کے تھوڑے ہوتے تھے مگر درباری امیر اُن کو بہت جی جان سے لوٹتے تھے اور ان جلسوںکے بڑے دن میں سنگ مرمر کے منقش راے میں تخت سلطنت پر جلوس فرماتا تھا اور وزیر امیر اُس کے گرد اپنا حلقہ باندھتے تھے جنکے سروں پر لمبی لمبی کلغیاں اور سرپیچوں میں ایسے ہیرے جڑے ہوتے تھے کہ وہ تاروں کی مانند آسمان میں چمکتے تھے †

---

† مسٹر ٹامس رو صاحب کا قول منقولہ جرنل صاحب بابت دریائی سیاحت اور ٹیری صاحب کا سفر دریا صفحہ ۳۶۹

‡ سابر صاحب کا قول مندرجہ کتاب حاشیوں متعلقہ پرکس صاحب جلد ایک

† سر ٹامس رو صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی اسقدر دولت بے پایاں اور حشمت بیکراں نہیں دیکھی تھی

اس کثرت و شدت کے ہر جزوي کے انتظام پر پوري توجہہ اُسکي پائي
جاتي هی *

آئین اکبري اور اُسي زمانه کي تاریخوں سے اکبر کے کارخانوں کي
فراواني دریافت هوتي هی ‡ مگر نتیجے اور اثار اُن کے اُن یورپ والوں
کے بیان سے بخوبي معلوم هوسکتے هیں جنہوں نے اُن عالیشان کارخانوں
کو اکبر کے عہد دولت یا جہانگیر اُسکے جانشین کے دور سلطنت میں
اپني آنکھوں سے دیکھا تھا *

اکبر کے لاؤ لشکر کے سامان ایسے مکانات اور خیمے تھے کہ نہایت
آساني سے ایک جگہہ سے دوسري جگہہ منتقل هوسکیں اور اُن مکانوں
کي حقیقت یہہ تھي که قنات اور پرتالوں کے پردوں سے بلند بلند دیواریں
چاروں طرف قایم کیجاتي تھیں اور اُس کے اندر عام درباروں اور عام
ملاقاتوں کے واسطے بڑے بڑے عالیشان دالان اور دیوان اور کھانے پینے یعني
دعوتوں کے کمرے اور چلنے پھرنے کے سائبان اور برآمدے اور خلوت کے
الگ الگ کمرے بنائے جاتے تھے اور تمام مکانات اچھے اچھے فروش و
آلات اور لوازم زیب و زینت سے آراسته پیراسته هوتے تھے اور عیش و آسایش
کي مناسبت ملحوظ و مرعي رهتي تھي *

وہ چار دیواري پندرہ سو تیس گز کي مربع اندر کیجانب سے طرح
طرح کے رنگین خیموں اور مختلف دیواروں پر مشتمل هوتي
تھي مگر باهر کي جانب سے رنگ اول خیموں کا لال هوتا تھا اور خیموں
کي چوٹیوں پر سنہري کلس اور کنگرے هوتے تھے غرض که وہ احاطه
پادشاهي لشکر کے بیچا بیچ ایک طرح کا قلعه دکھائي دیتا تھا اور اُسکے
سبب سے خاص لشکر ایک عمدہ شہر نمایاں هوتا تھا جو مختلف الالوان
خیموں سے آراسته اور ترتیب یافته بازاروں سے مرتب اور ایک کنارے سے
دوسرے کنارے تک پانچ میل کي چوڑائي میں پھیلا اور بلند مقام سے

‡ اکبر کے طویله میں بارہ هزار گھوڑوں اور اُس کے فیلخانه میں پانچہزار
هاتیوں سے کچھہ کم نه رهتے تھے اور علاوہ اُنکے شکاري جانوروں کے بڑے بڑے کارخانه
تھے ترجمه تاریخ فرشته جلد ۲ صفحه ۲۸۱

طرز کي برجیوں اور گنبدوں اور پشتوں پر مشتمل هیں اور هر دروازہ آنکا ایسي شان‌دار عمارت هی که بادشاهي محل کے دروازہ سے مناسبت رکھتا هی اکبر نے فتحپور سیکري کو مضبوط و مستحکم بنایا اور وهي بستي آسکي خاص ریاستگاہ تھي اگرچه وہ شهر اب چھوڑا گیا مگر حقیقت میں هندوستان کي پہلي شان و شوکت کا بڑا عمدہ نمونہ † هی *

اکبر کے تمام کارخانوں میں ترتیب و قواعد انتظام کي مراعات اچھي طرح ملحوظ رهتي تھي چنانچه آئین اکبري میں جس سے ملکي مالي انتظام کے حالات اس کتاب میں اکثر لیئے گئے هیں هر محکمه کے عمله اور ائین و قواعد کا حال تکسال خزانه سے لیکر میوہ خانے اور عطر خانے اور گل خانے اور باورچي خانے اور شکاري جانوروں کے کارخانے تک نہایت تفصیل سے مندرج هی غرض که آس کے سارے کارخانوں میں شان و شوکت اور خوش اسلوبي خوش سلیقگي اور عمدہ انتظاموں کا ایسا نقشه پایا جاتا هی که آس کے دیکھنے سے حیرت هوتي هی اس لیئے که بے شمار چیزوں کے انتظام میں کسي قسم کا خلل نه آتا تھا اور باوصف

† بشپ هیبر صاحب نے فتحپور سیکري کا واقع هونا ایسي پہاڑي پر بیان کیا جس سے چاروں طرف کا تماشا دکھلائي دیتا هی اور قرب و جوار کے مکان آسکے هاتھه لگے هیں اور اُن سیڑھیوں کي عمدہ وضع بیان کي هی جنکے ذریعه سے درگاہ کے بلند دروازہ پر چڑھتے هیں بادشاهي محل کي چوڑائي چکلائي اور اُس کے پتھروں کي کھدائي اور سب سے قطع نظر خاص مسجد اور چوکور عمارتوں اور حجروں کا باهم تناسب اور حسن تعمیر اچھي طرح سے لکھا جنکے پہلو میں وہ مسجد واقع هی علاوہ اُسکے صنف مندرج نے آگرہ کي دروني عمارتوں کا بھي حال لکھا هی چنانچه منجمله اُ[illegible] عمارتوں کے ایک سفید سنگ مرمر کي مسجد کا بیان کیا جو نہایت لطافت اور [illegible] سادگي سے کندہ کیگئي اور بادشاهي محل جو اکثر سنگ مرمر سے بنا هوا [illegible] مسجد عمدہ کمروں پر مشتمل هی اور دالان اُسکا ایسے سنگ مرمر کے ستونوں [illegible] سے مرتب هی جو دلي کے ستونوں اور محرابوں سے زیادہ صاف اور [illegible] اور چھوٹے چھوٹے کمروں کي جالي کھدائي اور بیل بوٹے حسن و لطافت [illegible] اُ[illegible] بیل بوٹوں کي برابر هیں جو الھمبرا میں پائی جاتے هیں بلکه [illegible] هیں اکبر کي بڑي عمارتوں میں سے همایوں کا مقبرہ هی جو [illegible] عمارت اور نہایت مضبوط و مستحکم اور خوش اور بڑے [illegible] گئي هی اور گنبد اُسکا جو اُسکي چوٹي پر بنایا گیا صف

منصب داروں کي تنخواھیں معقول † تھیں مگر تنخواہ اور حکومت آن کي موروثي نہوتي تھي چنانچہ جب کوئي منصب دار مرجاتا تھا تو پہلے پہلے اُسکے بیٹے کو تھوڑا سا منصب عنایت ھوتا تھا اور بعد آسکے اُسکے باپ کے لحاظ و استحقاق سے کچھہ وظیفہ بھي زیادہ کیا جاتا تھا *

اگرچہ ھمارے پاس ایسا کوئي ذریعہ موجود نہیں کہ اُس سے تعداد فوج کي دریافت کریں مگر پچھلے زمانہ میں یہہ خیال کیا جاتا ھی کہ اورنگ زیب کي سلطنت میں توپ خانہ اور غیر قاعدہ داں پیادوں کے علاوہ دو لاکھہ سوار جرار ‡ تھے تو غالب ھی کہ اکبر کے عہد دولت میں بھي اسي قدر ھونگے *

ابوالفضل بیان کرتا ھی کہ صوبوں کي بیقاعدہ فوج چوالیس لاکھہ آدمي تھے مگر غالب یہہ ھی کہ آس نے آن سپاھیاھیوں کو بھي شمار کیا جو بعض بعض صورتوں میں معین کام پر نوکري کرتے تھے جیسے کہ جب بادشاھي لوگ ادھر اودھر سیر و شکار کو جاتے تھے تو جنگلوں کي پیٹ پکار کے واسطے ایک دو دن کي غرض سے لوگوں کے رکھنے کي حاجت ھوتي تھي اور بلا ریب اُنمیں سے بہت سے لوگ ایسے پہاڑي راجاؤں اور قوموں سے تعلق رکھتے تھے جو بادشاہ کے کسي وقت میں ملازم نہوئے تھے *

اکبر کي عمارتوں کا بیان

اٹک کے قلعہ مذکورہ بالا کے علاوہ بہت سي جنگي عمارتیں اکبر نے بنوائیں مگر آگرہ اور الہ‌آباد کے قلعے اور آن دونوں قلعوں کي رونیاں آسکي ساري عمارتوں پر فوقیت لیگئیں چنانچہ وہ قلعی مسہریوں کي مانند اُونچے اور سنگ‌تراشیدہ برجوں اور گہري گہري خندقوں اور ھندوستاني

† آئین اکبري میں منصب داروں کي تنخواھوں کي بابت جو روپیہ لکھا ھی وہ اُنکے ذاتي وظیفوں سے متعلق نہیں ھوسکتا بلکہ برنیر صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۸۹ میں لکھا ھی کہ دانشمند خاں میرا مربي پنجہزاري کا منصب دار تھا اور حقیقت میں پانسو سواروں کا افسر تھا اور پانچہزار کرون یعني ساڑھے بارہ ھزار روپیہ ماھواري پاتا تھا

‡ برنیر صاحب کا بیان

موجودات کے بعد اسکی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ملتی تھی حاصل یہہ کہ ان منصب داروں کی فوجوں سے بادشاہی فوج قایم ہوتی تھی اور جب کوئی فوج لڑائی پر بھیجی جاتی تھی تو خود بادشاہ اُسکے ایک حاکم کے تلے چند اور افسروں کو مقرر کرتا تھا جنُکے نیچے غالباً کوئی سلسلہ چھوٹے افسروں کا اُس سلسلہ کے سوا نہوتا تھا جو ہر آدمی کے اپنے اپنے حصہ پر حاکم ہونے سے پیدا ہوتا تھا خاص بادشاہزادوں یعنی اولاد بادشاہ کے سوا پنجہزاری منصب سے زیادہ کا منصب کسی آدمی کو عنایت نہوتا تھا اور باقی بادشاہی نسل کے شاہزادے اور راجپوت راجے کل تیس آدمی پنجہزاری منصب والے تھے اور چھوٹے بڑے کل منصب دار پنجہزاری دو صدی تک ساڑھے چار سو منصب داروں سے زیادہ نتھے † *

ہر منصب دار پر واجب تھا کہ وہ آدھے سوار اور آدھے پیادے رکھے اور متصلہ پیادوں کے چوتھائی پیادے توڑے دار بندوقچی ہوویں اور باقی تیر انداز رہیں اور منصب داروں کی فوج کے علاوہ ایک اور بڑا گروہ سواروں کا تھا جو بھانت بھانت کے کام کرتے تھے اور احدی ‡ کہلاتے تھے اور کسی فوج میں داخل نہوتے تھے اور تنخواہ اُنکی اُنکی لیاقتوں پر منحصر ہوتی تھی غرض کہ عام سواروں کی تنخواہ سے زیادہ ہوتی تھی ایک بار والے عام سواروں کی تنخواہ پچیس روپیہ اور ہندوستانی عام سواروں کی تنخواہ بیس روپیہ اور توڑے دار بندوق والوں کے چھہ روپیہ اور تیراندازوں کے اڑھائی روپیہ ہوتے تھے *

† یہہ تعداد آئین اکبری کے مستند بیان کی گئی مگر یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ اُسکی سلطنت کے کونسی زمانہ میں یہہ تعداد اُنکی تھی افسروںکے اِسقدر کم ہونے کا باعث یہہ بیان کیاگیا کہ لڑائی کے دنوں میں قواعد سکھلانے اور ہدایت کرنیکی حاجت نہوتی تھی اور سوار اُسوقت کے شریف نجیب اور آجکل کے معمولی سواروں سے زیادہ ہوشیار اور تربیت یافتہ ہوتے تھے

‡ واضح ہو کہ یہی احدی آج کل کی ہندوستانی سرداروں میں بیکوں کے خطاب سے مشہور ہیں مترجم

یہہ پرانا دستور ایک مدت سے جاری تھا کہ فوج والوں کے لیے
جاگیریں مقرر کی جاتی تھیں اور متصل ملک سے وظیفے ٹھہرائے جاتے
تھے چنانچہ تحصیل و وصول کا اختیار ان لوگوں کو حاصل ہوتا تھا اور کسی
قسم کی روک ٹوک اُسکو نہ ہوتی تھی اور موجودات کے وقت ایسی
بے ترتیبی اور دغابازی برتی جاتی تھی کہ فوج والوں کے ملازم اور
خدمتگار دلال اور بازار سے مانگے تانگے کے گھوڑے لیکر حاضر ہوجاتے تھے اور
بہتیرے سازو سامان سے بھی درست ہوتے تھے *

پہلی خرابی کی اصلاح اس طرح فرمائی کہ حتی الامکان اپنی
خزانہ سے نقد تنخواہ دینا شروع کیا اور فوج کی جاگیروں پر قبضہ کرکے
دوسری شکایتیں اور دغابازی کا یہہ تدارک کیا کہ ہر سپاہی کا حلیہ فوج
کے کاغذوں میں لکھوایا اور گھوڑوں پر سرکاری داغ لگوائے اور تنخواہ سے
پہلے حاضری ٹھہرائی اور وقت اور بیگار کی فوج کی باربرداری کو شمار
کرکے نرخ معین پر کرایہ دینا ٹھہرایا *

اگرچہ اکبر نے بڑی جنگ و جدل اٹھائی تھی مگر باوجود اس کے بھی
فوج اُسکی آراستہ پیراستہ اور پوری پوری انتظام یافتہ نہ تھی اس لئے کہ
وہ فوج ایسے گروہوں پر منقسم تھی کہ جنکے آدمی اور اُنکے افسروں کی تعداد
معین ہوے فقط یہہ تھا کہ بادشاہ کی ضرورت سمجھنے پر افسر معین
کئے جاتے تھے اور وہ منصب دار کہلاتے تھے اور منصب کی بہت سی
قسمیں ہوتی تھیں چنانچہ دہ ہزاری پنجہزاری کی منصب داری سے
دس سپاہیوں کی منصب داری تک مقرر ہوتی تھی اور حقیقت یہہ
تھی کہ چھوٹی منصب داری کے سوا بڑی بڑی منصب داریاں نام کی
منصب داریاں تھیں اور صرف اُسی اتنی شرط تھی کہ منصب داروں کی
تنخواہیں اور درجے مقرر کئے جاویں ہر منصب دار اپنی فوج بھرتی
کرتا تھا جس قسم کی بھرتی کی اُسکو اجازت ہوتی تھی یہاں تک کہ
بعض وقت اپنے نام کی منصب داری کا دسواں حصہ بھرتی کرتا تھا اور

کوتوالوں کي هدایتوں میں وہ جاسوسي اور مزاحمت پائي جاتي هی جو ظالم بادشاهوں کے پولس میں هوتي هی هدایتوں میں یہہ بهي مندرج هوا تها کہ کوئي آدمي غلہ وغیرہ نہ بهرے اور باهر سے بهي اس لیئے نہ لاوے کہ وہ اپنے جي چاهتا بیچے اور بہت سي معقول هدایتوں میں یہہ بهي درج هی کہ جو آدمي عام جلاد کے پیالہ سے پاني پیوے تو هاتهہ اُسکا کاٹا جاوے یہہ قانون ایسا هی کہ منو کے † مجموعہ کے قابل هی اور اسلیئے بڑے اچنبهے کي بات هی کہ داد رساني کے باقي سارے قاعدے فیضي اور اعلمیت سے مشحون و معمور هیں هدایت موسومہ حاکم گجرات مندرجہ تاریخ گجرات میں کوڑوں پٹوانے اور گردن مارنے اور پانوں جدا کرنے کو محدود و معین کیا اور یہہ تاکید اکید کي کہ سنگین سزاؤں کي عملدرآمد میں احتیاط و کفایت برتا کرے اور خطرناک شور و فساد کے مقدمات کے علاوہ کسي مقدمہ میں جبتک روداد اُسکي دربار میں نہ پہنچے تب تک سنگین سزا قایم نکرے اور منظوري نامنظوري کا منتظر رهے اور جب کہ سنگین سزا تجویز هووے تو عضو تراشي عمل میں نہ آوے اور بیدردي سے کام نہ لیا جاوے ‡ *

فوج کے انتظام کا بیان

اگرچہ اکبر اور محکموں کی اصلاح و درستي میں سراپا مصروف تها مگر فوج کے انتظام سے بهي غافل نتها اور جیسے کہ پہلے پہلے اُس نے فوج کے مطیع کرنے میں محنت اٹهائي اُس سے کچهہ کم محنت اُس نے جب بهي نہ اوٹهائی کہ فوج کے انتظام و اهتمام اور اُسکي کفایت شعاري کے اهتمام اور اُس کے کام کا بنانے میں مصروف رها *

---

† یہہ شخص پہلے وقتوں میں ایک عالم هندو تها جسنے هندوؤں کے مذهب میں تصنیفات کیں چنانچہ ذکر اُسکا کتاب کے اول میں درج هوا اور اس تشبیہہ سے یہہ مقصود هی کہ اُسنے خدا کي وحدت کو اپني کتاب کے شروع میں بڑي خوبي سے لکها مگر سب جگهہ رائے اُسکي ویسي نرهي ۱۲ مترجم

‡ برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۳۱۱

میں پورا اختیار اُسکو حاصل هوتا تھا مگر استحکام اُس کے کاموں بادشاہ کي منظوري پر موقوف تھا *

پٹواري اور قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ سارے مالي کارگذار اور علاوہ آنکے وہ فوجدار اُس نایب السلطنت کے تحت حکومت هوتے تھے جو خاص خاص اپنے اپنے ضلع کے بیقاعدہ سپاهیوں اور قاعدہدار فوجوں اور جنگي کارخانوں اور ایسي جاگیروں پر متعین هوتے تھے جو جنگي کاموں کے واسطے مقرر کیجاتي تھیں علاوہ اُس کے یہہ کام بھي اُن سے تعلق رکھتا تھا کہ اگر کوئي بد انتظامي آنکے علاقہ میں کھڑي هوجاوے تو اصلاح اُسکي بطوز معقول کریں *

دادخواهوں کي داد رساني ایسي عدالت کے ذریعہ سے هوتي تھي جسمیں ایک میر عدل اور ایک قاضي افسر هوتا تھا قاضي اظہار لیتا تھا اور قانون‌گو بتا تھا اور میر عدل اُس مقدمہ کو تجویز کرتا تھا اور معلوم هوتا هی کہ اُسیکي راے کو فوقیت دیجاتي تھي اور اس خاص امتیاز کا باعث غالباً وہ تغیر و تبدل تھا جو بادشاہ کي مرضي اور ملک کي رسم و رواج کے لحاظ سے مسلمانوں کے ایسے ٹھیک ٹھیک قانونوں میں واقع هوتا تھا جو قانون قاضي کے بیان سے واضح هوتے تھے *

بڑے بڑے شہروں کے تھانہ چوکیات کوتوال شہر سے اور قصبوں کے تھانہ چوکیات افسران مال سے متعلق تھیں هاں گانوں گرانوں کے تھانے چودھري مقدموں سے تعلق رکھتے تھے *

اهلکاروں کے نام کي هدایتیں انصاف و مروت سے خالي نہوتي تھیں اگرچہ بیہودہ سرائي اور یاوہ گوئي سے بھي پاک صاف نہ تھیں جیسے کہ ایشیا والوں کا دستور هی *

چھہ صوبہ هوگئے اور اکبر کے عہد دولت کے بعد سپہ سالار کے خطاب کي جگھہ صوبہدار کا خطاب قایم کیا گیا اور محاصل صوبہ کي نگراني پر دیوان کا عہدہ مقرر هوا اگرچہ یہہ دیوان صوبہ دار کے تلے هوتا تھا مگر بادشاہ اُسکو مقرر کرتا تھا

حاصل هونا اسلیئے کسي انتظام کے ذریعہ سے ممکن نہ تہا کہ موروثي جایدادوں کي وہ مسلسل تقسیم جو بحکم وراثت چہوٹي چہوٹي حصوں پر بانٹ چونت کرتے تہی ترقي کاشت کي مانع مزاحم تہي اور خاندان کاشت کے ایسے لوگ جو کہیت کیار کے علاوہ سوداگري یا اور ایسے کاموں میں پڑسکتے تہی جن کے باعث سے کاشتکاروں کے کم هونے پر خام پیداوارِي کي مالیت اور محنت کاشت کي قیمت بڑہ جاتي یہ جورتہ کے دهندوں میں پہنسے اور کہیت کیار کے کاموں میں دهنسے رهے *

ترمیم مذکورالصدر کا باني وہ راجہ ٹوڈر مل تہا جسکے نام سے وہ ترمیم اب بہي مشہور و معروف هی اِس وزیر باتدبیر کي جنگي خدمتوں کا حال اوپر گذرچکا ابوالفضل کہتا هی کہ ٹوڈرمل لوبہي لالچي نتہا اور دوستي کا سچا اور زبان کا پورا تہا مگر باوصف اِس کے کندہ پرور اور انتظام دوست بہي تہا اور بتوں کے رکہنے اور پوجا پات کے کرنے اور هندوؤں کي ایسي ایسي رسموں کا ایسا سخت پابند تہا کہ چند بار اُسکو اکبر نے بہي برا بہلا کہا ‡ *

سیاستوں کا بیان

جسقدر کہ همکو اکبر کے مالي محکموں کا انتظام و انصرام اچہي طرح تفصیل سے دریافت هی ویسا اور محکموں کا حال معلوم نہیں مگر اُس کي هدایتوں کے دیکہنے سے جو افسروں کے نام بنام صادر هوتي تہیں عام انتظام اور محکموں کا بہي دریافت هوسکتا هی § *

اکبر کي سلطنت پندرہ || صوبوں پر منقسم تہي اور هر صوبہ میں ایک نایب السلطنت رهتا تہا جو سپہ سالار کہلاتا تہا اور ملکي اور جنگي کاموں

---

‡ شامرز صاحب کا اکبر نامہ کا قلمي ترجمہ

§ گلیڈوں صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۲۹ لغایت ۳۰۲

|| منجملہ اِن پندرہ صوبوں کے بارہ صوبہ هندوستان خاص اور تین صوبہ دکن میں متعین تہے اور جبکہ بعد اُس کے برهانپور اور گولکنڈا کو فتح کیا تو دکن

پیدا وصول ہوتے تھے اور ہر حصہ کا تحصیلدار کروڑی کہلاتا تھا مگر یہہ
تقسیم اُسکی قایم نہ رہی اور شہروں کی برابر تقسیم پھر قایم ہو گئی *

انتظامات مذکورہ بالا سے سرکاری مطالبہ میں بہت بڑی تخفیف
تو نہ ہوئی مگر اُن انتظاموں کی تدبیری جو محاصل کی تحصیل
میں واقع ہوتے تھا غرض کہ سرکاری منافع دستور کے قریب قریب رہے مگر
کسانوں کا بوجہہ کم ہو گیا اور الفنسٹن کہتا ہی کہ شیرشاہ نے کل پیداوار
کی چوتھائی اور اکبر نے اُسکی تہائی وصول کی مگر ملاحظہ اُسکے یہہ
کہتا ہی کہ اکبر کی جمعبندی شیرشاہ کی جمعبندی سے ہلکی
ہوتی تھی *

اکبر کی ہدایتیں افسران محاصل کی نسبت ہم تک پہونچیں اور
اُن سے واضح ہوتا ہی کہ اکبر کو خیال اسبات کا بہت کچھہ تھا کہ
انتظام کے واسطے بہتری اختیار کئے رہیں اور رعایا کی بھی اُس جہت
سے گذرے نیز اُسکے احکام کے غور و طریقوں کا حال بھی معلوم ہوتا ہی
چنانچہ سپاہی محاصل کے کسی قسم کا ٹیکہ نہ دیا جاتا تھا اور سارے
تحصیلداروں کو یہہ ہدایت تھی کہ اقرار ناموں اور تحصیل کے کاموں میں
کاشتکاروں سے آپ اپنے واسطے علاقہ رکھیں اور ٹھیکہ دار اپنا چھوڑا کریں اور
گاؤں کے پٹواریوں اور چودھریوں کے بھروسے نہ بیٹھیں † *

غرض کہ ترمیم و اصلاح مذکورہ بالا کی بدولت اکبر کی رعایا کو
حیثیت ملکیت کی حیثیت سے ترقیاں تو بے حساب ہوئیں مگر ترمیم
مذکورہ میں کوئی بات ایسی نہ تھی کہ اُس کے ذریعہ سے اُن کے حالات
کو بھی ترقی بہت کچھ حاصل ہوتی یہاں تک کہ اصلاح مذکورہ
سے اُن کو یہہ اُمید قایم ہوتی کہ وہ زراعت کے سوا اور پیشوں میں
بھی دست اندازی کریں یا نئے کسی پیشہ میں سعی و محنت کے ذریعہ
سے بڑی بڑی سوداگری کریں اور کچھہ شبہہ نہیں کہ مرتب مذکورہ بالا کا

کیا گیا تھا اور کاہے کاہے بازاری
س کی عوض میں نقد روپیہ مقرر
متوں کے لحاظ سے نرخ لگان مقررہ پر نظر ثانی بھی کی جاتی تھی اور
ہاں تک نرم کردی تھی کہ اگر کوئی کاشتکار نرخ لگان کے موجب روپیہ
کے دینے کو بھاری سمجھتا تھا تو جنس کے دینے کی اجازت
دی جاتی تھی *

پہلے پہلے یہ دستور رہا کہ ہر برس نئی جمعبندی کی جاتی تھی
مگر جب کہ ہر برس کی جمعبندی میں دقت پیش آئی تو پچھلے دس
برسوں کی جمعبندی کے موجب اگلے دس برسوں کی جمعبندی
کی گئی *

میعاد جمعبندی کے دراز کرنے سے انتظام مذکورہ بالا کی یہ دوسری
برائی کم ہوگئی کہ اقسام کاشت کی مختلف جمعبندیوں سے دھوکا سا
اٹھانا پڑتا تھا کہ کاشتکار اچھی پیداوار کی قسم اس لیئے نہ بوتا
تھا کہ جو اب کے سال اس کو فایدہ ہوتا تھا مگر اگلی برس کی
جمعبندی میں زیادہ دینا پڑتا تھا *

سرکاری کاغذوں میں اقسام اراضیات اور پیمایش کا حال احتیاط سے لکھا
جاتا تھا اور زمین کی تقسیم کاشتکاروں پر اور محاصل کی کمی بیشی کا تو
کی کتابوں یعنی دفتروں میں ہر سال درج کی جاتی تھی
جو تقسیم و پیمایش کے موجب ہر گاؤں میں موجود رہتی تھیں چنانچہ
وہ تقسیمیں اب بھی ہندوستان کے ایسے حصوں میں معمول و مروج
ہیں جو اکبر کے عہد دولت میں فتح ہوئی تھیں اور ان حصوں میں وہ
کتابیں صرف اپنی حسن و خوبی کی بدولت رائج ہو گئیں *

اس زمانے میں جب کہ محاصل میں ترقیاں واقع ہوئیں اسیروں کے
نذرانے اور بہت سے دقت طلب محصول موقوف ہوئے *

تقسیم مذکورالصدر کے علاوہ کل قلمرو کی مالی تقسیم ایسی
کہ ہر حصے سے ایک کرور دام یعنی ڈھائی لاکھ

کي تبدیل و تغیر کے واسطے اقسام منصلہ ذیل قرار دي گئیں اول یہہ کہ دو فصلي زمینوں سے ہر فصل کے کٹنے پر محصول سرکاري پورا وصول کیا جاتا تھا دوسرے یہہ کہ یک فصلي زمینوں کا زرلگان اُس وقت[؟] دیا جاتا تھا جب کہ وہ بوئي جوتي جاتي تھیں تیسرے یہہ کہ اُن زمینوں پر پیداوار کے دو پانچویں حصے پہلے برس دینے پڑتے تھے جو غرقابي کا ضرر اُٹھاتي تھیں یا تین برس سے افتادہ ہوتي تھیں اور اُن کو قابل زراعت کرنے میں کچھہ صرف کرنا پڑتا تھا بعد اُس کے ہر برس لگان بڑھایا جاتا تھا یہاں تک کہ پانچویں برس پورا لیا جاتا تھا چوتھي قسم یہہ کہ پانچ برس سے زیادہ پڑي ہوئي زمینوں پر پہلے چار برس بہت مفید شرطیں عنایت ہوتي تھیں یعنے محصول بہت کم دینا پڑتا تھا *

آئین اکبري میں کہیں یہہ مذکور نہیں کہ ایک کھیت کي زرخیزي دوسرے کھیت کي نسبت کسطرح دریافت کي جاتي تھي مگر غالب یہہ ہی کہ دیہات والوں کي صلاح و مشورت سے تمام زمینوں کي تین قسمیں قرار دي گئي ہونگي اور یہہ کام اُس تقسیم کے ذریعہ سے آسان ہوا ہوگا جو گانوں والوں نے آپس میں ٹھہرا رکھي تھي اور بہت دنوں سے برابر چلي آتي تھي گانو والوں کي تقسیم کے بموجب گانوں کي زمینیں کالي لال پتھریلي ریتلي کالي کنکریلي وغیرہ قسموں پر منقسم ہوتي ہیں اور علاوہ اُن کے گانوں کے قرب اور پاني کي دستیابي اور مثل اُس کے اور باتوں کا بھي لحاظ کیا جاتا ہی اور مختلف قسموں کي زمینوں کو ایسي طرح بانٹنے میں کہ سارے کاشتکاروں کو برابر فائدہ پہونچے بڑي دشواري پیش آتي ہی اور بڑي محنت اُٹھائي جاتي ہی *

تیسرے مطلب یعنی اِس کام کے لیئے کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ مقرر کیا جاوے ہر گانوں اور ہر قصبہ سے اُن قیمتوں کے نقشے طلب کیئے گئے جو پیمایش سے پہلے گذشتہ اُنیس برس میں معمول و مروج تھیں چنانچہ نرخ مندرجہ نقشہ جات کا اوسط لیا گیا اور اُسکے بموجب

اُس انتظام کا پہلا مطلب یہہ تہا کہ زمین کي پیمایش ٹہیک ٹہیک
جاوے دوسرا یہہ کہ ہر بیگہہ کي مقدار پیداوار اچہي طرح دریافت
جاوے کہ کتنا پیدا ہوتا ہی اور سرکار کو اُس میں سے کس قدر لینا
چاہیئے تیسرا یہہ کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ ٹہرایا جاوے *
پہلے مطلب کے لیئے ایک عام پیمانہ اُن مختلف پیمانوں کي جگہہ
اکبر نے قایم کیا جنکو سرکاري اسم دہي برتا کرتے تہے اور احتیاط کے پابند
یہہ تہي غرض کہ اُس نے الات پیمایش کو ترقي بخشي اور ساري اراضیات
قابل الزراعت کي ماپ تول کے لیئے آدمي مقرر کیئے *
پیمایش کي نسبت جمعبندي کا دوسرا کام مشکل تہا اِس لیئے کہ
زرخیزي اور پیداواري کي حیثیت سے تمام زمینیں تین قسموں پر منقسم
ہوئي تہیں اور ہر قسم کے بیگہہ کي مختلف پیداوار کي مقدار دریافت
کي گئي تہي اور تین قسموں کی اوسط مقدار کو ایک بیگہہ کي مقدار
قرار دیکر مقدار مذکور کي تہائي کو سرکاري حق ٹہرایا گیا تہا †
معلوم ہوتا ہی کہ ایسي جمعبندي سے غایت درجہ کي جمع قرار دیہي
مقصود ہوتي تہي اِسلیئے کہ جو کاشتکار اُس معین مقدار کو گران سمجہے
تو اُس کو اجازت حاصل تہي کہ وہ زمین کي اصلي پیمایش کراوے
اور اصلي پیداوار کو تقسیم کر دے *
مساوي پیداوار کي زمینیں پیداوار کے علاوہ اور باتوں کے لحاظ
و حیثیت سے مختلف ہو سکتي ہیں چنانچہ ترتیب مذکورالصدر

† مثلاً گیہوں کے ایک بیگہہ کي مقدار پیداوار منوں کي رو سے بطور مفصلہ ذیل قرار دي
گئي زمین قسم اول ۱۸ من قسم ثاني ۱۲ من قسم ثالث ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸ من ۳۵
سیر جسکي تہائي ۱۲ من ساڑہے ۳۱ سیر بیگہہ پیچہے اوسط مقدار قائم ہوئي جسکي
تہائي ۴ من ساڑہے بارہ سیر بیگہہ پیچہے سرکاري حق مقرر ہوا ایسے ہي روئي کي مقدار
پیداوار في بیگہہ حسب تفصیل تصور کي جاوے زمین قسم اول ۱۰ من قسم ثاني
۷ من ۲۰ سیر قسم ثالث ۵ من کل ۲۲ من ۲۰ سیر تہائي اوسط ان تینوں
۷ من ۲۰ سیر ہوا اور اُسکي تہائي دو من ۲۰ سیر سرکاري حق قرار پایا ہ

سو برس پہلے گذرا اکبر کي رایوں کے قریب قریب پهونچا تھا اور معلوم هوتا هی که اکبر نے منجمله اپنے مذهبي قاعدوں کے چند ایسی قاعدے اُن فقیروں سے آخذ کیئے تھے جن کے لیئے کوئي معقول وجهه نه تهرائي تهي مگر با وصف اِس کے باري تعالی کي ذات و صفات کے سمجهنے اور ثابت کرنے میں پہلے لوگوں سے سبقت لی گیا تھا اور وہ عام آزادي جو عام خاص لوگوں کو اپنی اپنی رایوں کے ظاهر کرنے میں بلا روک ٹوک اور بلا لاگ ڈانٹ اپنی مجلسوں میں عنایت کرتا تھا ایسی زبر دست والا جاہ بادشاہ کے مزاج میں ایسي خلوت نشین اصلاح و ترمیم کرنیوالے کي نسبت بڑي عمدہ بات اور نہایت پسندیدہ خصلت هی جو لوگوں کے ظلم و ستم غالباً اُٹھاتا هی † *

انتظاموں کا بیان

اگرچه محاصل ملک کي بابت اکبر کا انتظام اُن فایدوں کي حیثیت سے بہت مشہور و معروف هی جو اُس کے ذریعه سے تمام قلمرو کو حاصل هوئے مگر کوئي بات اُس نے ایجاد نہیں کي بلکه پہلے انتظاموں کو اصلاح و درستي سے جاري کیا اور حقیقت یهه هی که انتظام اُس کا شیر شاہ کي تدبیروں کا اجراے کامل تھا اِس لیئے که شیر شاہ کي حکومت تهوڑے دنوں قائم رهي اور اُسکي تدبیروں نے ساري قلمرو میں پورا پورا اجرا نه پایا *

---

† جبکه هم اکبر کے ارادونکو جو ایسي توحید خالص سے متعلق تهی جسمیں پیغمبروں کي وحي ومعجزہ کو مداخلت نهووے آج کل کي حکومتوں کے ایسے ارادوں سے مقابله کریں جو اسي قسم کے معاملونمیں پائے جاتے هیں توهمکو اُن مذهبوں کے لاعلاج عیبونکو یاد رکهنا چاهیئے جنسی اکبر بخوبي واقف تھا اور ایسی معقول آدمي کي حیثیت ولیاقت میں جو اپني قوم سے بڑھ کر کام کرے اور ایسی آدمي کي سوچ سمجهه میں جو عوام کي یهانتک پیروي کرے که اُنکي بیهودہ باتونکو راست درست سمجهی فرق کرنا ضروري هی

کي مانند اعتبار آپ سے ظاهر هوئے که اُنکي تائید و تقویت سے بیا دیں آپ نے جاري کیا اور اکا کیا که تو عذاب دایم کا رسته چلتا هی اور اختتام اُس کا اِس دعا پر کیا که خدا اُس کو نجات و هدایت کرکے رسته پر لاوے غرض که اُس نے حرارت اسلام کو بري دهوم دهام سے جتایا اور بلا اطلاع اکبر کے مکه کو روانه هوا مگر جب که تهوڑے دنوں بعد اُس نے حال اپنا مکه میں اچها نپایا اور حج کو لگتا ندیکها تو هندوستان کو چلا آیا اور بادشاہ کي اطاعت قبول کي اور جو کچهه کرنا تها وه کیا اور اعتماد و عنایت سابقه پر پهنچا *

اگرچه اس قسم کے خلاوں نزاعوں میں اکبر هي غالب رها مگر خلاصه اور روحاني هونے کے باعث سے مذهب اُس کا عوام‌الناس میں نه پهیلا بلکه یهه معلوم هوتا هی که چند حکمیوں اور لالچي ملاؤں اور درباري لوگوں کے علاوه عام لوگوں میں منتشر نهوا تها یہاں تک که اکبر کے مرنے پر بقول اُسکی که مصرع * چراغ کذب را نبود فروغے * چراغ اُسکا گل هوگیا اور جهانگیر اُوس کے بیتے نے مسلمانوں کے طور طریقوں کو نے کهی سے جاري کیا اور شمسي سال اپنے دانے بانیوں کے لحاظ سے تهوڑي مدت تک قایم رکهے گئے مگر باوجود اس کے وه آزادانه تحقیقات جو اکبر کے اصول قاعدوں سے مریدوں کي طبیعتوں میں دلنشیں تهیں اُن اصولوں کے مرجهانے پر بهي تهوڑي بهت قایم رهیں بلکه اکثر ویسي هي طبیعتیں باقي رهیں یہاں تک که اگر خارجی سببوں سے روک ٹوک اُنکي نهوتي تو اُنکي بدولت اصلاح و ترمیم اُن باطل خیالوں اور فاسد عقیدوں کي بہت کچهه هوتي جو آجکل پائے جاتے هیں *

اکبر کو یهه دعوی نهیں پهونچ سکتا که وه اپنے اُن مسئلوں کا موجد هی جنکو اُس نے رواج بخشا تها اس لیئے که پندت لوگ اول سے خدا کو ایک هي جانتے تهے اور دیوتوں کے تئیں کہانوں کي تعظیم اعتقاد بدوں کرتے تهے چنانچه هندو مذهبوں کا کبیر پنتهي وغیره جو اکبر کے زمانه سے

ں کي رو و رعایت کرتا تھا جو اُسکي باتوں کو بے تکلف مانتے
مگر درشت گوئي اور بد سلوکیوں کي حکایتیں جو عبدالقادر نے بیان
هیں اُن کے دیکھنے سے یهه واضح هوتا هی که اُن لوگوں کي
اخانه بول چال اور مفسدانه چال ڈهال کي ضرورت سے واجب و لازم
ں اور وه بدسلوکیاں خاص ملاؤں پر منحصر نتهیں بلکه ایک درباري
ر کو سلطاني محل سے بایں قصور اُس نے نکلوایا که اُس گستاخ
ادب نے بادشاه کي عمل در آمد پر اعتراض کیا اور بے تکلف یهه پوچھا
آپ کیا سوچتے هیں که اور ملکوں کے پکے مسلمان بادشاه آپ کي عمل
آمد پر کیاکیا اعتراض کرینگے اور دوسرے درباري کو جس نے بادشاه
صلاح کاروں کو دوزخي کہا تھا یهه سنا یا گیا که ایسي کڑي بات کا جواب
ب لات گھونسے سے مناسب هی اکبر کا بڑا منکر عزیز خان آعظم اُس کا
وکا یعني رضاعي بھائي اور نیز اُس کي فوج کا بہت بڑا سردار تھا اور اِسلیئے
ه یهه سردار ایک مدت سے گجرات کا حاکم تھا اور وهاں کي حکومت
ے باعث سے حضور میں حاضر نهوتا تھا تو اُس کي ماں یعني اکبر کي
دایه نے اُس کے بلانے میں اکبر کو بہت کہا سنا تھا چنانچه عزیز خاں
بلایا گیا مگر اُس نے بہانه کیا دریافت هوا که وه اِس لیئے نهیں آیا که
ڈاڑھي کا مونڈوانا . اور بادشاه کو سجده کرنا اُسکو منظور نهیں بعد اِسکے
اکبر نے اُسکو فہمایش نامه لکھا اور تمسخر کي باتیں لکھیں مگر جب که
وه سردار اپني بات پر جما رها تو بڑا تاکیدي حکم اِس مضمون سے صادر
هوا که جلد آپ کو دارالسلطنت میں حاضر کرے عزیز خاں نے حکومت سے
هاتھه اُٹھایا اور نہایت لعنت ملامت اور بغایت گستاخي وجسارت سے
جواب اُسکا لکھا که کیا کتاب † آسماني آپ پر نازل هوئي یا رسول خدا

† واضح هو که مسلمان لوگ اچھے اور عمده هونے کي حیثیت سے قران اور توریت و انجیل اور زبور کو کتاب آسماني کہتے هیں اور اُن کتابوں کے ماننے والوں کو اهل کتاب بولتے هیں

ہیں اب اُس کے عادوں کے رستہ میں خلل ڈالنا اور اُن کے خالق سے اُنکو توڑانا نہایت نامناسب ہی † *

علاوہ اُس کے ایک فرمان ایسا اِس سے بہی پہلے سنہ ۱۵۶۱ ع میں جاری کیا تہا جس سے ادمیت کے معنی مترشح ہوتے ہیں اگرچہ وہ کسی خاص فرقہ سے متعلق نہ تہا مگر عمل درامد کی روسے ہندوؤں کے حق میں بڑا مفید پڑا یعنی سنہ الیہ میں یہہ حکم اُس نے جاری کیا کہ لڑائی کے قیدی لونڈی غلام نہ بنائی جاویں معلوم ہوتا ہی کہ اگلے شور و فسادوں میں یہہ برا کام اِس غایت کو پہونچا تہا کہ محصوروں کے جورو بچوں سے قطع نظر ملک مخالف کے امن چین والوں کے خویش و تبار بہی لونڈی غلام بنائی جاتے تہے مگر اب بڑی سخت ممانعت اُسکی ہوئی *

اگرچہ اکبر کی اُنوکہی باتیں ساری جاری ہوئی تہیں اور اُن میں سے بہی وہ دو چار باتیں جو لعنت ملامت کے قابل تہیں منسوخ ہوگئی تہیں یا قلعہ مبارک میں منحصر تہیں مگر باوصف اس کے چونکہ مسلمان اور خصوص ملا لوگ اُس سے سخت متنفر تہے اور ملا لوگوں کو اُن تبدیلیوں کے باعث سے زیادہ نفرت و عداوت ہوئی تہی جو مذہبی ناموں کی جاگیرو مصارف میں جب واقع ہوئی تہیں کہ سارے قلمرو کے محاصل میں ترمیم و اصلاح عمل میں آئی تہی عبد القادر نے اُن لوگوں کی شکایتوں کو بڑی دہوم دہام سے لکہا ہی اور اکبر کو یہہ الزام اُس نے لگایا کہ اکبر نے مسلسل تدبیروں سے مسلمانوں کے مذہب کی بے رونقی چاہی اور ایسے لوگوں پر ظلم اُس نے روا رکہا جو اُس کے مذہب کی نہایت تائید و اعانت اور بہ نیت حفظ و حراست کرتے تہی اور غالب ہے کہ اکبر کو اون لوگوں سے تہوڑا بہت تعصب ہوا ہوگا جو اُس کے خلاف و مقابلہ پر مستعد و آمادہ رہتے تہے اور بالتشبیہ اُن خاص

---

† شامبر صاحب کا قلمی ترجمۂ اکبر نامہ کا

جان جوکھوں کے امتحانوں سے بڑي کڑي ممانعت کي جو ہندوؤں کا پرانا دستور چلا اتا تھا اور یہہ حکم بھي جاري کیا کہ بالغ ہونے سے پہلے شادي نکرائي جاوے اور قربانے گاہوں میں جانور نہ مارے جاویں اور رانڈوں کے پھیرے دوبارہ کرائے جاویں جو ہندوؤں کے دستور کے مخالف تھا † اور رانڈ عورتیں زور ظلم سے ستي نہوا کریں اور جب کوئي عورت ستي ہونا چاہتي بھي تھي تو بڑي چھان بین اِسکي ہوتي تھي کہ وہ آپ سے جلنا چاہتي ہی یا کسي کے کہنے سنے سے جلنے کو جاتي ہی چنانچہ ایکبار اُس کے کانوں میں یہہ بھنک پڑي کہ جودہ پور کا راجہ اپني رانڈ بھو کو موئی بیٹے کے ساتھہ از راہ زبردستي جلا نا چاہتا ہی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور ڈاک چوکي کے ذریعہ سے جودہ پور میں پہونچا اور اُس دکھیا رانڈ کي جان بچائي ‡ *

جو بڑي بڑي تدبیریں اکبر کي خاص ہندوؤں سے واسطے علاقہ رکھتي تھیں وہ اُن کے حق میں نہایت مفید تھیں مگر وہ تدبیریں اُس زمانہ سے پہلے پہلے عمل میں آئي تھیں کہ اپنے مذہب میں نئي نئي ایجاد اُس نے نہ کي تھي ہندوؤں کو مسلمانوں کي برابر حکومت کے عہدوں پر معزز و ممتاز کرنا جب سے قرار پایا تھا کہ اُس نے حکومت کو سنبھالا تھا اور سلطنت کے ساتویں سال اُسنے وہ محصول جزیہ کا موقوف کیا جو آدمي پیچھے ہندوؤں سے لیا جاتا تھا اور یہہ محصول ایسا ناگوار تھا کہ اُس کے باعث سے ہندو مسلمانوں میں ہمیشہ عداوت قایم رہتي تھي اور اُسي زمانہ کے قریب اُس نے وہ محصول اُٹھایا جو تیرتھوں کے جانے والوں سے وصول کیا جاتا تھا اور عذر اُس کا یہہ بیان کیا کہ یہہ محصول اگرچہ اعتقاد باطل پر لگایا گیا تھا مگر اخدا کي عبادت کے طریقے مختلف

---

† کرنیل کنیڈي صاحب کا بیان مندرجہ حالات بمبئي جلد دو صفحہ ۲۲۱

‡ اکبر نامہ

هرحالي هی اس اگر اچھا سمجھے تو حقنہ کراوے اور اگر برا سمجھے تو نکراوے † *

دین و ملت کے مقدمہ میں بعض بعض تدبیروں کو قصد و تاکید سے برتا تھا اور مقصود اُس کا یہہ تھا کہ مسلمانوں کا مذہب تنزل پکڑے چنانچہ اُس نے ہجري سال اور عربي مہینوں کو شمسي سال سے بدلا اور اغاز سال اُس ابدال ربعی سے ٹھہرایا جو تخت نشینی کے سال سے قریب قریب تھا اور مہینوں کي متقسم ایرانیوں کی تقسیم ماہانہ کے موافق قرار دیگئی اور عربي کي تحصیل سے رغبت اٹھائي گئي اور علي اور محمد وغیرہ عربي کے ناموں کا برتاؤ چھوڑا گیا اور سلام مسنون یعني السلام علیکم کي جگہہ الله اکبر ٹھہرایا گیا اور جواب اُس کا جل جلاله ‡ قراردیا گیا اور ڈاڑھي رکھانا جو § قرآن سے ثابت ہی ایسا ناگوار اُس کو تھا کہ ڈاڑھی والی کو اپنے سامنے دشواری اے دیتا تھا ڈاڑھی رکھانے کي ممانعت اور نیز اس قاعدہ کے اجرا سے کہ ایرانیوں کی طرح بادشاہ کے سامنے ماتھا ٹیکیں یا دربار کی خاک کو چومیں مسلمانوں کو سخت تعرب ہوئي اِس لئیے کہ مسلمانوں کے نزدیک ایسي تعظیم الله سے مخصوص ہی *

ہندوؤں کے دین و ملت میں مداخلت کرنے کا موقع اِس لئیے بہت تھوڑا ہاتھ آیا کہ اُن کے مذہب کو مسلمانوں کی حکومت سے کچھہ اعانت نہ پہونچي تھي علاوہ اِس کے اس لیئی بھي دست اندازي گوارا ہوئي کہ ہندوؤں کا دین او دنیوں سے الگ لپٹ نہیں رکھا اور کسي کے ضرر کا خواہاں نہیں ہوتا مگر اُس نے ایک بات میں کرنے یعني

---

† کرنیل کینیڈي صاحب نے امور مذکورہ بالا پر بہہ زیادہ کیا کہ ایک نکاح سے زیادہ نکاح کرنے کي بھي ممانعت کي تھي

‡ اِس اصطلاح جدید کے جاری کرنے سے یہہ مقصود اُسکا تھا کہ جلال الدین اکبر اُن لفظوں سے سمجھا جاوے

§ صحیح یہہ کہ حدیث سے ثابت ہی ۱۲ مترجم

لوگوں کي نسبت زیادہ روشنضمیري اور صاف باطني کا خیال بھي ایا
اُس کے مذہب کي بنیاد اِس اعتقاد پر قایم تھي کہ کوئي پیغمبر آجتک
نہیں آیا تمام موقعوں پر عقل سے استعانت کرتا تھا اور اُسي کي بات
مانتا تھا اور رعایا کے دین و مذہب میں مداخلت کرنی اور ضرورت
وقت اُس میں بڑھانے گھٹانے کو حکومت کا لازمہ سمجھتا تھا † اور جب
اُس نے اپني انوکھي باتوں کا پھیلانا چاہا تو یہہ ہوشیاري برتي کہ سـ
۱۵۷۹ ع مطابق رجب سنہ ۹۸۷ ہجري میں بڑے بڑے مسلمان مفتیو
سے اس بات میں فتوی حاصل کیا کہ تمام معبدوں کي تو سرداري بادشاہ
حاصل هی اور اپني راے و مصلحت کے موافق حکومت کرنے اور اصول دین کے
جھگڑوں کے چکانے کا حق اُسي کو پہنچتا ‡ هی اور اُس کے نئے دین
کا یہہ کلمہ تھا لااله الاالله والاکبر خلیفة الله یعني خدا تعالی کے سو
کوئي خدا نہیں اور اکبر بادشاہ اُس کا خلیفہ هی *

اپني رایوں کے پھیلانے میں سمجھانے سے کام لیا اور کسي پر زور
زبردستي نہیں کي اور وہ رائیں ایسي تھیں کہ درباري لوگوں اور دو چ
عالموں کے سوا کہیں شایع ذایع نہوئیں مگر فرایض اسلام کي منسوخي میں
کڑي کڑي تدبیریں برتیں یعني جن فرضوں کي تعمیل ابتک شریعت کے
ذریعہ سے ہوتي تھي اُن کي منسوخي کے درپی ہوا چنانچہ اُس نے نما
اور روزہ اور زکوۃ و حج اور وجوب جماعت کو لوگوں کي مرضي پر موقوف
رکھا اور ناپاک جانوروں کا کہانا اور شراب کا معتدل پینا اور پانسو سے جو
کھیلنا جایز کیا اور بارہ برس سے پہلے پہلے ختنہ کرنے کي ممانعت کي اسلیئے
کہ جب آدمي بارہ برس کا ہوجاتا هی تو اُسکو برے بھلے کي پہچان

† اکبر اپنے مرید خادموں پر دم پھونکا کرتا تھا اور اب لوگ اُس کو پیر
وسوا کرتے هیں کہ وہ معجزوں کي قوت کا اظہار کرتا تھا اور حقیقت یہہ هی کہ روحاني
تعلیم والے یعني گرو اپنے چیلوں کے ساتھہ اقلیم ہندوستان میں یہہ معاملہ عام برتے
هیں

‡ منتخب التواریخ

ترکے کو دعا نہیں مانگتا تھا اور ٹھیک دو پہری کو سورج کے سامنے کھڑا
ہوکر دھیان گیان اپنا لگاتا تھا اور اس قسم کی خود پسند عبادت اوروں
کو بھی بتا تھا بانی ان کاموں کا یہہ منشاء نتھا کہ وہ سورج کو عبادت
کے شایاں و سزاوار اور آدھی رات اور ترکے کی دعا مانگنے کو نیک کام
سمجھتا تھا بلکہ مقصود اُسکا یہہ تھا کہ بقول اُس کے کہ * چناں با نیک
و بد عرفی بسر کن کزپس مردن * مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند
ہندو مسلمان اُس کو برا نکہیں اور ہر دل عزیز رہے ابوالفضل کہتا ہی
کہ جب اُس سے یہہ درخواست کی گئی کہ آپ اپنے موبہہ سے بارش کی
دعا مانگیں تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ باری تعالی ہماری حاجتوں کو
ہمسے زیادہ جانتا ہی اور محتاج اسکا نہیں کہ ہم یاد اُس کو دلاویں کہ
وہ ہمارے بندوں کی نظر سے اپنی قوت کو کام میں لاوے مگر ہمکو یہہ
شبہہ ہی کہ جن باتوں کو وہ کرتا تھا اور اوروں کو بتاتا تھا اُنہوں نے اُسکے
دلپر کچھہ نہ کچھہ اثر کیا ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بادشاہ اصل و
حقیقت میں بڑا عابد زاہد تھا اور باوصف اپنے فلسفی ہونے کے اور عقل
و حکمت کی راہ پر چلنے کے کاہی گاہی ایسے باطل خیالوں کی جانب
بہی مائل ہوجاتا تھا جمکو اُس دین مذہب کی سمت جسکو اُسکی
عقل نے پسند کیا تھا قرب خدا تعالی اور وصول مقصود کا زیادہ وسیلہ
سمجھتا تھا اور ایسی طبیعت کی ضرورت سے اُس نے عیسی علیہ
السلام اور اُن کی والدہ حضرت مریم کی تصویروں کو بڑی تعظیم و تکریم
اور نہایت خوف و ہیبت سے دیکھا جب کہ پادریوں نے اُسکو وہ تصویریں
دیکھائیں † *

باوجود اس کے کہ درباری لوگ اسکی خوشامد درآمد کرتے تھے اُسکی
مذہب نو ایجاد کے اصول و قاعدوں میں کچھہ کچھہ علامتیں پائی جاتی
تھیں مگر کہیں صاف صاف یہہ پایا نہیں جاتا کہ اُس کے جی میں اور

---

† مری صاحب کی تاریخ جلد ۶ صفحہ ۱۹

بیان مذکور الصدر سے اکبر کا مذہب دریافت هوسکتا هی چنانچه معلوم هوتا هی که وه خدا کو عقل کے ذریعه سے جانتا تھا اور پیر و پیغمبروں کا قایل نتھا اور آدمي کي ضعف خلقت کي ضرورت سے پرستش کے لیئے چند رسمیں بھي اس نے تھرائي تھیں تفصیل اسکي یهه هی که خدا کي بندگي اس علم کے بموجب کرني چاهیئے جو عقل کے وسیله سے اس کي ذات پاک کي نسبت حاصل هوتا هی اور جس کے ذریعه سے خدا کي وحدت اور عنایت بخوبي ثابت هوتي هی اور نیز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دبانے اور ایسے نیک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدمیوں کے حق میں مفید و نافع هوویں خدا تعالی کي خدمت گذاري اور بهبودي اور عاقبت کي تلاش و جستجو کرني چاهیئے اور آدمي کي سند پر عقیده طریقه قبول کرنا اس لیئے نامناسب هی که تمام آدمي هماري طرح بھول چوک کے قابل هیں اور اگر یهه ضرورت سمجھي جاوے که آدمیوں کے حق میں ظاهري پرستش کےلئي کوئي علامت مقرر هوني چاهیئے جس کے ذریعه وه اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پهونچاویں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس لیئے کافي وافي هیں اکبر کے دین و مذهب میں پوجاریوں اور پادریوں اور ملاؤں کو کسي قسم کي مداخلت نتھي اور عام پرستش کا کوئي طریقه مقرر نه تھا اور کھانے پینے کي بھي کچھه قید نتھي مگر کھانے پینے سے پرهیز یعني روزه اور برت اِس نظر سے قرار دیا گیا تھا که اوسکی ذریعه سے طبیعت کو بلندي حاصل هوتي هی اور دستور اسکا یهه تھا که سورج کو بهت سے سلام کیا کرتا تھا اور آدھي رات اور نور کے

که همارے نیلے پیلے هونے کا تماشا دیکھے اور همارے آنے سے اپنے دربار کي شان و شوکت بڑھاوے علاوه اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذهبوں کي چھان بین سے متعلق تھا بقول ابوالفضل اور عبدالقادر کے عیسائي مذهب کي تعظیم اس کے جي میں بیٹھي هوئي تھي چنانچه عبدالقادر کهتا هی که اُس نے اپنے بیٹے مراد کو انجیل پڑھوائي تھي اور اُس کے سبقوں کو بسم الله سے شروع نکراتا تھا بلکه عیسی مسیح کے نام سے پڑھواتا تھا

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع هوا § هر مذهب والے نے اپنی اپنی
دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلونکی تردید کی گئی چنانچه بعض دلیلونکو
یوں رد کیا گیا که اُس کے بانی مکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا که اُن
کے مسئلے بیہودہ هیں اور جن معجزوں کووہ بیان کرتے هیں وہ ثبوت کامل
کے محتاج هیں غرض که فیلسوف نے ایسی دین کی تائید کرکے جو عقل
و مصلحت کے سوا کسی اور شی پر مبنی نتھا گفتگو کو طی کیا *

واقعی اسی قسم کا بیان اکبر نامه میں پایا جاتا هی یعنی سارے
مذهبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادری اور چند ملاؤں میں مناظرہ
واقع هوا چنانچه سلاست تقریر اور سلامت مزاج کی حیثیت سے پادری
کو سبقت دی گئی اور بحث کا خاتمه اِس طرح هوا که ملاؤں کی زبان
آوری اور سینه زوری کو دیکھکر یهه راے اپنی بادشاہ نے ظاهر کی که خدا
تعالی کی عبادت بطور معقول ایسی هوسکتی هی که عقل کی پیروی
کی جاوے اور اندھوں کی مانند الهام و وحی کی † بالکل پیروی نکی
جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمه کرنل کنیڈی صاحب نے بمبئی کی علمی سوسئیٹی کے
حالات جلد دو صفحه ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا هی

† جلسه مذکورہ کا حال عیسائی اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان
کرتے هیں اور بڑا تعجب هی که کسی شخص نے اُسکو اپنے مذهب کے موافق بیان
نهیں کیا چنانچه ابوالفضل کهتا هی که جب بحث کرنیوالوں نے اپنی اپنی کتابوں کے
سچے اور آسمانی هونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یهه کها که اگر مسلمان
لوگ اپنے قرآن کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتی آگ میں چلے جاویں تو هم بھی
توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پینٹھینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا
کها اور بهت سی ملامت کی اور پادری یهه کهتے هیں که یهه درخواست اول مسلمانوں
کی طرف سے هوئی تھی اور اکبر کی خلاف مرضی پاکر همنے قبول نکیا (مرے صاحب
کی تحقیقات ایشیا جلد دو صفحه ۹۱) غالب یهه هی که اکبر کو بحث مذکور سے
حق کا ڈھونڈنا مقصود تھا اور یهه دریافت نهیں هوتا که مرم اُس کا یهه تھا که عیسائیوں
کو مسخرا بنارے اور جب که پادریوں کی مراد پوری نهوئی یعنی اکبر عیسائی نهوا تو
انکو یهه سبهه هوا که بادشاہ کو تائید اُنکی مقصود نهیں بلکه مقصود اُس کا یهه هی

فیضي اور ابوالفضل کے علاوہ اور تمام مذهبوں کے عالم فاضل بهي اکبر دربار میں حاضر رهتے تهے اور یهه بات اُسکو بهت بهاتي تهي که عالم فاضلوں کو جمع کرکے کئي کئي رات برابر بحث و مناظره کا تماشا دیکهے اور کبهي کبهي آپ بهي امداد اُنکي کرتا تها اور جمعه کے روز اُنکے جلسے مقرر تهے اور کبهي کبهي اکیلے دو کیلے مسلمان فقیروں اور هندو پنڈتوں کو بلاتا تها اور اُن کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کي نسبت چوڑي چکلي تحقیقیں کرتا تها ‡ *

اِن میں جلسوں کے بحث مباحثوں کے چند نمونه جو قیاسي معلوم هوتے هیں کتاب دابستان میں پائے جاتے هیں جو مذهب ایشیا کے بیان میں تالیف کي گئي چنانچه منجمله اُن کے بهت بڑا نمونه وه مناظره هی جو ایک برهمن اور مسلمان اور یهودي اور عیسائي اور مجوسي

جس کو فیضي نے اکبر کي خدمت میں اِس مورخ کي سفارش میں لکها تها اور عذر اس الزام کا که اُس نے اپنے محسن کے مرنے پر برائي اُسکي لکهي یهه پیش کیا که یهه برا کهنا مذهب کے لحاظ سے اور خداوند تعالی کے فرض کي جهت سے میرے ذمه واجب هی خط مذکور کے مضمون سے یهه بات واضح هوتي هی که فیضي بڑا دوست کام اور نهایت آشنا پرور تها اس لیئے که اُس خط میں حامل خط کي خدمات شایسته اور اُس کي بد قسمتي کا حال جسکي شامت سے وه شایسته خدمتیں بادشاه تک نپهنچیں اور کوئي ثمره اُنپر مترتب نهوا بڑي تفصیل و مبالغه سے لکها چنانچه اُس نے لکها که یهه آدمي سینتیس برس سے میرا مخلص خاص اور خیر خواه با اخلاص هی اور بڑي بڑي خوبیوں سے معمور اور عمده عمده کمالوں سے بهر پور هی غرض که ایسي ایسي باتیں لکهکر بڑي سفارش پر تحریر کا خاتمه کیا اگرچه اُن دونوں بهائیوں اور اس مورخ کے درمیان میں دین و مذهب کے سبب سے کوئي جهگڑا قایم هوا تها مگر اکبر نے اُس مورخ کو اپني نظروں سے نگرایا تها اس لیئے که وه بیان کرتا هی که جب فیضي مرگیا تو بادشاه نے فیضي کے کتب خانه کي فهرست لکهنے کا مجهکو ارشاد فرمایا چنانچه فهرست اُن کي مرتب کي گئي طبیعات اور الهیات اور اخلاق اور نظم و نثر کي چار هزار ساتهه کتابیں تهیں جنکو اُس نے بڑي محنت سے صحیح و درست کیا تها

‡ اکبر نامه منتخب التواریخ

کے بارھویں برس فیضي پیش کیا گیا اور اٹھارویں برس یعني سنہ۱۵۷۴ع میں ابوالفضل اُس کا بھائي دربار میں داخل ہوا یہہ دونوں بھائي بادشاہ کے ایسے یار غار بن گئے تھے کہ بادشاہ کو اُن سے الگ ہو ناگوارا نہ تھا اور یہاں تک دخیل ہو گئے تھے کہ مذہب کے نئے نئے عقیدوں کے اعتماد اور اپنے پرائے ملک والے عالم فاضلوں کي قدر و پرورش کے علاوہ اُمورات سلطنت میں بھي صلاح اُن سے لي جاتي تھي اور بڑے بڑے کام اُن کو تفویض ہوتے تھے چنانچہ پہلے اس سے کہ شاہان دکن پر یورش کي جاوے فیضی کو ایلچي بنا کر بھیجا تھا فیضي کي عمرنے وفانکي مگر ابوالفضل اُسکا بھائي بہت دنوں تک زندہ رہا اور ساري فوج کي افسري کا بڑا پایہ اور وزیر اعظم ہونے کا اعلی درجہ حاصل کیا اور اسکے مرجانے سے بادشاہ کو نہایت رنج ہوا جیسے کہ بالا مذکور ہوا اور فیضي کے مرتے دم جو بادشاہ نے معاملہ برتا وہ اِس لئے اعتماد کے قابل هی کہ اُس کو ایک اُسکے مخالف یعنے عبدالقادر نے لکھا هی بیاں اُس کا یہہ هی کہ جب آدهي رات اکبر کو فیضي کے جاں بلب ہونے کي خبر پہونچي تو خبر کے سنتے هي فیضي کي طرف روانہ ہوا مگر پہونچنے سے پہلے بے ہوش اُس کو پایا چنانچہ اُس نے فیضی کا سر اُٹھایا اور یاروں کي طرح پکار کر کہا کہ شیخ جي تم کیوں نہیں بولتے ہو تمہارے واسطے حکیم علي گیلاني کو لایا ہوں اور جب کہ اُس نے جواب کي قوت ندیکھي تو اپني پگڑي کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا بعد اُس کے جب ہوش اُس کے ٹھکانے آئے تو اپنے مکان پر گیا بلکہ سیدھا ابوالفضل کے پاس جو مکان انتقال سے کہیں الگ بیٹھا تھا اور گھڑي دو گھڑي پاس اُس کے بیٹھا رہا اور تسلي تشفي دیتا رہا † *

---

† منتخب التواریخ والے عبدالقادر نے بیاں کیا کہ فیضي مرتے دم تک خدا تعالے کي بے ادبي کرتا رہا اور آخر کو کتے کي طرح بھونکتا اورصورت اوسکي مسخ ہو گئي اور ... کے ... پر گئے گویا کہ اُس نے اپنے برے برتاؤں کي سزا دنیا میں پائي جو ... اُسکي منتظر تھي اور اسي مؤرخ نے اپني کتاب میں ایک خط نقل کیا

علاوه بیجا گنتا اور لیلاوتي مصنفات بهاسکا راچارچها کا ترجمه کیا
و هندوؤں کے حساب اور جبر و مقابله میں عمده کتابیں گني
جاتي هیں *

جن لوگوں نے شنسکرت کے وه ترجمه کیئے جنمیں بید اور
تاریخ کشمیر اور راماین اور مهابهارت کے ترجمے بهي داخل هیں
ه بهي فیضي کي امداد و اعانت اور نگراني نگهباني سے کار بند اُن کے
هوئے منجمله اُن کے راماین اور مهابهارت منظوم هیں اور شنسکرت میں
تاریخ کشمیر ایک نمونه هی یعني اُس کے سوا اور کوئي تاریخ اُس میں
پائي نهیں جاتي † *

اکبر نے صرف شنسکرت کے ترجمه کرانے سے فائده نهیں اُٹهایا بلکه
اُسنے ایک عیسائي پادري کو جسکو ابوالفضل نے فرا باتوں کے نام سے
لکها هی اور اُس کو بڑا مورخ اور فاضل بتایا هی بهت سي ترغیبیں دیکر
مقام گویا سے بایں غرض بلوایا تها که وه چند آدمیوں کو یوناني سکهلاوے
تاکه یوناني کتابوں کا ترجمه فارسي زبان میں کیا جاوے بلکه خرد فیضي
کو یهه ارشاد کیا تها که انجیلوں کا ترجمه بے کم ‡ و کاست کرے سلطنت

تصنیف کیں معلوم هوتا هی که ابوالفضل کي نسبت کتابوں کے سیر و مطالعه میں
فیضي بهت زیاده مصروف رهتا تها اور ویسا دنیادار اور فریبي بهي نه تها

† منتخب التواریخ

‡ معلوم هوتا هی که اکبر کے دربار میں علم اور باقي اور کمالوں کا چرچا زیاده
تها چنانچه عزیزخاں آعظم بڑا عالم تها اور عبدالرحیم مرزاخاں ولد بیرم‌خاں یعنے نواب
خانخانان جو اکبر کے جنگي سرداروں میں دوسرا درجه رکهتا تها ایسا زبان داں تها
که اُسنے توزک بابري کا ترجمه ترکي سے فارسي زبان میں کیا اور اسي زمانه کے
مشهور لوگوں میں سے تان سین کو بڑا کبیشر بتاتے هیں جسکے گانے کي بهت تعریف
کرتے هیں اور کهتے هیں که زین خاں سردار جو برا جنگي افسر تها بهت سے باجے
بجاتا تها علاوه اُس کے اکبر نے ایسے مدرسوں کي ترقي میں بڑي کوشش کي هی
جسمیں هندو مسلمانوں کے علم بڑهائے جاتے تهے اور هر شخص کي تعلیم اُس کے
حالات اور منشاؤں کے موافق هوتے تهے ۱۲ اکبر نامه

حال اُسکا تھا کہ متدس درگاهوں کي زيارت اور بزرگ لوگوں کي خدمت
میں نہایت شوق ذوق سے حاضر ہوتا تھا یہاں تک کہ سلطنت کے اکسویں
برس میں بھی بڑي صدق و دیانت سے کہا کرتا تھا کہ ما بدولت مکہ کو
جاوینگے سلطنت کے چوبیسویں برس یعني سنہ ۱۵۸۹ع تک اپني ایسي
بیقید رایوں کو ظاہر نہ کیا جو مسلمانوں کے مخالف تہیں *

یہہ بات ممکن ہی کہ جن لوگوں سے اکثر ملتا جلتا تھا اُنمیں سے
بعض بعض شخصوں کے ایسے آزاد خیال رہي ہونگے جو مسلمان فقیروں
کے خاص خاص فرقوں میں شایع ذایع ہوتے ہیں مگر سارے مورخوں نے
اکبر کے فساد عقاید کا الزام ابوالفضل اور اُسکے بہائي فیاضي کے ذمہ عاید کیا
یہہ دونوں بہائي شیخ مبارک نامي باشندہ ناگور ایک فاضل کے بیٹے تھے
جو کسي زمانہ میں آگرہ کے مدرسہ میں اصول اور قواعد اورالہیات کا
مدرس تھا اگرچہ بہت دنوں تک سنّي رہا مگر بعد اُسکے رافضي ہوگیا
اور پہلے حکیموں کي کتابیں پڑہنے لگا یہاں تک کہ خیالات اُسکے آزاد
ہو گئے اور نتول اُس کے متعالدوں کے بدديں ہو گیا اور نوبت یہاں تک
پہونچي کہ لوگوں کي پہٹکار اور لعنت ملامت کرنے والوں کي مار مار سے
مدرسہ کے چہوڑنے اور جورو بچوں کو آگرہ سے لیجانے پر مجبور ہوا
اگرچہ یہہ دونوں بہائي اُس کے بتیے اصول اسلام کے بظاہر تابع تہے مگر
غالب یہہ ہی کہ مسلمانوں سے میل جول اُنکا زیادہ نہ تھا بلکہ جي سے
موافق نہ تہے منجملہ مسلمانوں کے پہلے پہل فیضي نے ہندوؤں کے علم
ارشاد اور سارے علوم دقیق کو بڑي سعي و محنت سے حاصل کیا *

مگر یہہ بات تحقیق نہیں کہ بادشاہ کي ترغیب و اشارہ سے یہہ کام
اُس نے اختیار کیا تھا یا اپ اپنے شوق سے اِس جہاں بیں کے پیچھے پڑا
تھا ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ برہمنوں کے علم کي تحقیق مسلسل اور باقاعدہ
بادشاہ کے ارشاد و امداد سے کي تہي اور سنسکرت کي منظومات † و حکمت

---

† فیضي نے نالا اور دمیا منتا کا ترجمہ کیا جو مہابھارت میں نہایت عمدہ اور
دلچسپ حکایت ہے اور علی ہذا قیاس اُس نے فارسي زبان میں بہت سے ہندو کي کتابیں

ں تو پوري پوري ہو جاتي تہیں یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اُس کے
ں دولت سے پہلے پہلے ہندوستان کا کوئي حصہ دارالسلطنت کے پاس
وس کے علاوہ بخوبي مطیع و محکوم نہ ہوا تھا اگرچہ اکبر بلند نظري
رگونہ حرص و طمع سے خالي نہ تھا مگر جن ملکوں پر اُسنے حملہ کیا
ر اُس کے زمانہ سے پہلے دلي کي سلطنت میں وہ داخل تھے اگر وہ
نپر حملہ نہ کرتا تو ہمعصر اُس کے تعریف و ثنا کي جگہہ ہجو
مذمت اُس کي کرتے *

تیسرا باب

اکبر کي ملکي تدبیروں کے بیان میں

مذہبي تدبیروں کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے ملکي تدبیروں کے لحاظ سے ایسے بادشاہوں میں بڑا پایہ رکھتا ہے جنکي بادشاہت بني آدم کے حق میں بڑي نعمت سمجھي جاتي ہی ملک و مذہب کے لحاظ سے ظہور اُسکي تدبیروں کا مختلف مختلف صورتوں میں واقع ہوا اور جب کہ وہ بادشاہ ہوا تو اُس کي آغاز سلطنت ہي سے یہہ بات واضح ہوتي تھي کہ اُسکي طبیعت میں ہر دین و ملت کے گوارا رکھنے کي صلاحیت رکھي ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس گوارا رکھنے کي یہہ وجہہ نہ تھي کہ وہ اسلام کي حقیت میں متردد تھا مگر اِس میٹھي طبیعت سے یہہ بات اُس کو حاصل ہوئي تھي کہ اور مذہبوں کے مسئلے بھي جي لگا کر سنتا تھا اور نوبت یہانتک پہونچي تھي کہ کھرے کرارے مسلمان اُس سے بد بر ہو گئے تھے اورایسي طبیعت نے پہلے پہلے یہہ کام کیا کہ اُس کے عقیدے کو قران کي نسبت ضرور متزلزل کیا چنانچہ قران شریف کے ایسي پکي سند ہونے میں کہ کسي قسم کي بھول چوک اُس میں دخیل و مداخل نہ ہووے متردد ہوا علاوہ اُسکے وہ ملکي فایدے بھي جو ایسے نئے دین کے اجرا سے حاصل ہوویں جس کا پھیلاؤ اُسکي ساری رعایا میں بخوبي ہو جاوے اُس کے خیال میں ضرور گذرے ہونگے اور عہد سلطنت کے پہلے حصہ میں یہہ

بادشاہاں ہند کی سمت نئی نئی عمدہ باتیں ایجاد کیں مگر اِس لیئے
کہ اپنے وقتوں کی تقسیم اچھی طرح پر کی تھی اور کارروائی کی کمال
استعداد آپ میں رکھتا تھا تو تحصیل علوم اور بحث مسائل اور دایٔی
شغل و مشاغل کے واسطے بڑی فرصت رہتی تھی علاوہ اِس کے حیوانات
کی کشتیاں اور زور ہنر کے کرتبوں کے دیکھنے بھالنے کا بڑا شوق اور نہایت
سلیقہ رکھتا تھا اور شکار بازی سے نہایت شادان و فرحان ہوتا تھا اور خصوص
اُس وقت میں کہ شیروں اور ہاتھیوں کا شکار کرتا تھا اِس لیئے کہ اِس
قسم کے شکار میں دلیری اور دلاوری اور زور آزمائی کا موقع ہاتھ آتا تھا
اور گاہ گاہ صرف ورزش کی غرض سے سفر کی ماندگی اُٹھاتا تھا چنانچہ
اجمیر سے آگرہ کو سوار ہوکر دو دن برابر سفر کرتا تھا جو دوسو تیس
میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور اسی قسم کے اور سفر بھی گھوڑے پر سوار
ہوکر کیا کرتا تھا سوٰا اِس کے دن بھر میں تیس تیس اور چالیس چالیس
میل پیدل چلنا اُسے حاصل تھا کہ تاریخ اُس کی عجیب عجیب دلاوریوں
اور ایسی شجاعت کی حکایتوں سے معمور و مشحون ہے جیسے قصہ
کہانیوں میں مذکور ہوتی ہیں اور معلوم ہوتاہے کہ وہ بادشاہ جسقدر معقول
غرضوں کی ضرورت سے جان جوکھوں اُٹھانے پر مائل تھا اُسیقدر اُسکی
طبیعت میں وہم و مصیبت جھیلنے کا بھی عشق پایا جاتا تھا مگر
باوصف اس کے لڑائی بھڑائی کا دریصہ نہ تھا اِس لیئے کہ میدان جنگ
میں اوترنے اور وہاں ضرورت تک موجود رہنے اور فہم و فراست سے
تائید و اعانت کرنے میں ہمیشہ جی جان سے مستعد و آمادہ تو رہتا تھا
مگر جب کہ لڑائی کا انجام اُس کو معلوم ہو جاتا تھا اور اُس کی
ضرورت باقی نرہتی تھی تو وہ فرت پھرت لوٹ کر سلطنت کے کام کاج میں
مصروف ہو جاتا تھا اور لڑائی کے کسر کا انصرام اور جو نقصان کا انعدام
اپنے نائبوں پر چھوڑ جاتا تھا اور گاہے گاہے ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ یہہ باقی
کام طول پکڑ جاتے تھے مگر جب کہ سرحدیں اُسکی انتظام کو پہونچتی

تھلایا اور اُس کے سامنے کلمہ شہادت کو دوہرا کر اچھے مسلمانوں
کا مرنا موا † *
بیان کیا گیا کہ یہہ بادشاہ اچھا تنومند اور قوي اور جوڑ بند کا
پورا اور بہت خوب صورت تھا اور اُس کے چہرہ مہرہ سے هشاشي
بشاشي ٹپکتي تھي اور طورطرز اُس کے نہایت پسندیدہ ‡ اور سنجیدہ
تھے خدا تعالی نے اُسکو ذاتي قوت اور اصلي چستي عنایت فرمائي تھي
جواني میں میخواري کے مزے اوڑائی اور بڑے چین سے گذاري مگر
تھوڑے دنوں بعد ایسا متقي بن گیا تھا کہ خاص خاص دنوں میں
گوشت بھي نکھاتا تھا چنانچہ مجموعہ اُن خاص دنوں کا برس کي
چوتھائي هوتي تھي تھوڑي نیند سوتا تھا اور بہت تھوڑے سونے سے سیر
هوجاتا تھا اور حکمت کي اُن بحثوں میں کسي کسي رات میں صبح تک
مصروف رهتا تھا جن کا شوق ذوق اُس کو بدرجہ غایت تھا اگرچہ همیشہ
لڑائیوں میں مصروف رہا اور دیواني کے معاملوں کي حکومت میں اور

---

† اکبر آگرہ کے قریب مدفون هوا بشپ هیر صاحب نے اُسکے مقبرہ کا بیان کیا کہ بیچ کي عمارت ایک ایسي قسم کا تھوس مینار هی جو باهر کي طرف سے حجروں اور گنبدوں اور برآمدوں سے محاط اور محصور هی اور جوں جوں بلندي پر جاتا هی اسیقدر تھوڑا تھوڑا گھٹتا جاتا هی یہاں تک کہ خاتمہ اُس کا ایک چوکور سنگ مرمر کي چوکي پر هوتا هی جو نہایت عمدہ جالیوں سے محصور هی اور اِس مینار کے بیچا بیچ ایک چھوتا چپٹا تعویذ قبر کا هی جس کو ایسي لطافت نزاکت سے کندہ کیا هی جس کے ذریعہ سے سنگ مرمر کو زیب زینت اور عربي لفظوں کو حسن و رونق حاصل هوئي جو قبر کو زینت بخشتی هیں (بشپ هیر صاحب کا بیان جلد ایک صفحہ ۸۵۷) اور جبکہ اِس ضلع کو پہلے پہلے انگریزوں نے فتح کیا تو یهي عمارت گوروں کے کام آئي چنانچہ ایک یا دو برس تک اُس میں رهے (پرایس صاحب کا ترجمہ تزک جهانگیري کا صفحہ ۴۵)

‡ اکبر کے حالات مفصلہ ذیل اُن پرتکال والوں کے لکھے هوئے هیں جو مقام گوئیا سے اُسکي ملاقات کو آئے تھے چنانچہ وہ لکھتے هیں کہ یہہ بادشاہ اُن دنوں پچاس برس کي عمرکا اور رنگ و روپ کا گورا اور فہم فراست کا پورا اور تواضع و تعظیم کا چاہتا تھا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۸۹)

خط کتابت شروع کی مگر راجہ مان سنگھ اِس سبب سے
یر سے خط کتابت شروع کی مگر راجہ مان سنگھ اِس سبب سے
خطرہ میں مبتلا ہوا جس میں عزیز خاں مبتلا تھا کہ رعب داب اُسکا
پر موقوف تھا کہ خیر خواہ اُس کے آسپ کے خیر خواہ تھے اور بادشاہ
خیر خواہی سے کچھ علاقہ واسطے نہ رکھتے تھے اور جب کہ اُس نے
ب کو تنہا اکیلا پایا اور جہانگیر نے بھی خوشامد امیر بانوں اور قول
ناروں کا سلسلہ اُس سے باندھا تو اُس نے بھی جہانگیر کی امداد و
اعانت کا وعدہ کیا جس کا وارث دوبا بخوبی ثابت تھا بعد اُس کے
جہانگیر محل میں آیا اور مرنے ہار بادشاہ نے بہت سا پیار اُسکو کیا
چنانچہ جو حال اُسوقت گذرا جہانگیر نے اُسکو بیاں کیا بیاں اُسکا یہہ ہی کہ
حصول ملازمت پر میرے باپ نے یہہ فرمایا کہ تمام سردار اُس کمرہ
میں بلوائی جاوں جہاں وہ تشریف رکھتے تھے اِس لیئے کہ حضرت
والد نے اپ فرمایا تھا کہ میں اِس بات کو گوارا نہیں رکھتا کہ کسی
قسم کی ناچاقی میری اور اُن دولت خواہوں میں واقع ہووے جو
ایسی مدت تک میری محنتوں اور سختیوں میں شریک و موافق اور
شان و ہنر کے کاموں میں مدد معاون رہے چنانچہ جب وہ سردار اکٹھے
ہوئی تو بادشاہ نے وقت کے مناسب جو کہنا تھا کہا اور سب سرداروں
کو نظر بھر کر دیکھا اور سب سے ملتجیہ کہا کہ اگر بھولی چوکے کوئی تقصیر
اپ صاحبوں کی نسبت مجھہ سے ہوئی ہو تو سب صاحب معاف
کریں اب جہانگیر اپنے باپ کے قدموں پر گرا اور بہت پھوٹ پھوٹ کر روی
بعد اُس کے بادشاہ نے خاص تلوار کے باندھنے پر اشارہ کیا کہ وہ اُس
کے سامنے باندھ کر بادشاہی کا نشاں حاصل کرے معلوم ہوتا ہی کہ
اُسکی بادشاہ نے سنبھال لیا اور جہانگیر سے یہہ التجا کی کہ خاندان
عورتوں کی خبر لینا اور میرے پرانے متوسلوں اور دوستوں کو نہ
بعد اُس کے ایک بڑے ملا جہانگیر کے ملنے والوں کو بلاکر

میدان ہوگیا مگر جہانگیر ایسا وارث تھا کہ سارے لوگ اُس کو تسلیم کرتے تھے
اور بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک یہي بیٹا باقي رہا تھا ہاں کھوٹ اتنا تھا کہ
سرتابي کے باعث سے اُس کي نیک نامي کو دھبہ لگا تھا اور اِس بیعزتي
میں مبتلا تھا کہ فوج سے اور اُن لوگوں سے مہجور پڑا تھا جن پر حکمراني
کا خو کردہ تھا باقي خسرو کي یہہ صورت تھي کہ راجہ مان سنگھہ
اُس کا سگا ماموں اور عزیز خاں اعظم فوج کا اعلی سردار اُس کا سسرا
اِس خیال سے کہ ہمارے جوان رشتہ دار کي تخت نشیني سے ہماري
قوت قوي ہوجاویگي بادشاہي محل کے دبانے کے درپے ہوئی جس
میں آگرہ کا قلعہ بھي شامل ہی اور خسرو کي تخت نشیني کي
تدبیریں درست کیں یہاں تک کہ اب جہاں گیر کو جان کے لالے پڑے
اور حقیقت میں یہہ فکر اُس کي بیجا نتھي چنانچہ اُس نے بیماري کا
بہانہ کیا اور محل کا آنا جانا چھوڑا مگر شاہزادہ خرم باوصف خورد
سالي کے وہاں جما رہا اور باپ کي تاکیدوں اور اپني جان کي
پروانکي اور یہہ علانیہ کہے گیا کہ جب تک دادا جان کے دم مین دم
باقي ہی تب تک اُن سے کہیں الگ نہوں گا اور جب کہ اکبر نے
جہانگیر کو آتا جاتا ندیکھا تو اُس نے نہایت رنج کیا اوربزور فراست باعث
اُس کا معلوم کرگیا اور باربار اُس نے جہاں گیر کو دیکھنا چاہا اور چند
بار اُس نے لوگوں کے سامنے اُسي کو جانشین اپنا پکارا اور سب کے سامنے
یہہ خواہش ظاہر کي کہ خسرو کو بنگالہ بخش دیا جاوے غرض کہ
بادشاہ کي اِن باتوں نے اور چند بڑے معزز سرداروں کي کوششوں نے
جو جہانگیر سے اب بھي بدل موافق تھے اُن چھوٹي سرداروں کو ٹھنڈا
کیا جو مخالفوں سے موافقت رکھتے تھے اور عزیز خان کو بھي یہہ سوجھي
کہ اگر میں اپني بات پر جمارہوں گا تو سب لوگ الگ ہوجاوینگے اور
میں تنہا رہ جاؤں گا چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالي کہ چھپي چھپي

م یعنی شاهجهاں پر نظر عنایت تهي اور وهي اُنکو پیارا تها اور
ي ناراضي کي باپ ایک وجهه تهي که اکبر اور جهانگیر اُس کے
بهائي کو اُسپر ترجیح دیتے تهی *
ي برس پهلے مرزا مراد اکبر کا دوسرا بیٹا مر چکا تها که اب مرزا
دانیال اُس کے تیسرے بیٹے کے انتقال کي خبر آئي جو مے خواري کي کثرت
سے تیس برس کي عمر میں گذر گیا مے خواري کي کثرت سے اُس کي
صحبت کو برا داغ لگا تها اور نقصان صحبت کي وجهه سے اُس نے باپ
سے شراب کے چهوڑنے کا وعده کیا تها چنانچه باپ کے لوگ اُس کو ایسا
گهیرے رهتے تهے که وه اپني هوس کو پورا نکرسکتا تها جو اب روک ٹوک
کے قابل بڑهي تهي اور اب اُس نے یهه راه نکالي تهي که شکاري بندوق
کي نال میں شراب بهر کر پاس اُس کے پهونچائي جاتي تهي غرض که
کام اُس کا ایسا بے تکلف چلنے لگا که اُس کي عمر کا پیاله لبریز هوگیا
اور اکبر کو بقدر محبت صدمه پهونچا غالب یهه هی که گهر کے ستونوں
یعني بیٹوں کے مرجانے اور باهر کے ستونوں یعني دوستوں کے هلاک هونے نے
اُسکے ملک صحت کو تاراج کرنا اور اُس کے محل سلامت کي جڑیں
اوکهاڑنا شروع کیا تها *

اکبر کے مرنے کا بیان

معلوم هوتا هی که اکبر تهوڑے دنوں سے بیمار تها † که ستمبر ۱۶۰۵ع
کے نصف پر ایسا سخت بیمار هوگیا که بهوک اُسکي بند هوگئي اور تهوڑي
مدت گذرنے پر یهه بات واضح هوئي که اب شفا کي اُس بهت تهوڑي
رهي ترس که مرنے سے دس دن پهلے چارپائي کا پابند هوگیا اگرچه
هوش حواس اُس کے مرتے دم تک قائم رهے مگر کار بار میں شراکت
کي طاقت نتهي اور اُس وقت سے تمام لوگوں کا التفات اُسکي جانشیني
پر متوجه هوا اور لڑنے جهگڑنے والوں کے لیئے بادشاهي دربار لڑائي

---

† پرایس صاحب کا ترجمه ترک جهان گیر کا صفحه ۷۰

ہوئي چنانچہ سنتے ھي آگرہ کو لوٹا مگر ایسے تنگ وقت میں ماں کي زیارت سے مشرف ہوا کہ جان اُس کي ہونٹوں پر تھي اور کام اُس کا ہوچکا تھا *

جب کہ جہانگیر نے باپ کا خود تشریف لانا اور بضرورت مذکورہ لوٹ جانا سنا تو شاید اُس فرض خدمت کے جوش سے جو اولاد پر واجب و لازم ھی یا اُس طبعي محبت کے اوبال سے جو باپ بیٹوں کي طبیعتوں میں من جانب اللہ ہوتي ھی یا اس لحاظ سے کہ بلا وساطت جانے سے سارے مطلب بے غل و غش حاصل ہونگے آگرہ کا ارادہ کیا اور باپ کي خدمت میں پہونچکر شرط خدمت بجا لایا *

باپ بیٹے سے بشفقت پیش آیا مگر تھوڑے دنوں کے واسطے نظر بند اُس کو رکھا اور اس نظر سے کہ نظر بندي کي ذلت کم ہوجاوے یا اس غرض سے کہ اُسکي می خواري میں کچھہ کمي پڑے ایک حکیم اُسکي خبر گیري کے لیئے مقرر فرمایا تھوڑے دنوں بعد اُسکي وہ قید اُٹھائي گئي اور پہلي مہرباني بحال کي گئي مگر معلوم ہوتا ھی کہ باوجود اس کے بھي جہانگیر کي درشت خوئي کم نہوئي تھي اس لیئے کہ ظہور اُس کدورت کا جو اُس کو خسرو سے برابر چلي آتي تھي ہاتھیوں کي لڑائي میں بادشاہ کے سامنی ایسے برے طور سے ہوا کہ اُس کي بدولت علانیہ عتاب سلطاني میں دوبارہ مبتلا ہوا ہوتا اور خسرو نے بھي ایسي تندي تیزي سے جھگڑا قایم کیا جیسا کہ اُس کے باپ نے کیا تھا اور اُس نے دادا جان کو باپ کي طرف سے بھرا بھڑکایا اور بھرنے بھڑکانے میں کچھہ کمي نکي غالباً معلوم ہوتا ھی کہ پہلے اس سے خسرو نے چاہا تھا کہ باپ کي جگہہ دادا کا جانشین ہوجاوی چنانچہ جہانگیر نے بھي اپني توزک میں لکھا ھی کہ حضرت والد کو بھي ایک زمانہ میں یہہ بات منظور تھي † مگر حقیقت یہہ ھی کہ اکبر اور جہانگیر دونوں کو

---

† صاحب کا ترجمہ توزک جہان گیر کا صفحہ ۳۳

ا۱۰۱ هجریمیں اودے پوروالے کے مقابلہ پر ایک فوج سمیت آسکو
ہ روانہ کیا مگر جہانگیرنے مختلف حیلوں بہانوں سے کوچ پڑاو کو طول
ل کیا اور ایسے دایمي قصہ میں پڑنےکي نسبت ایسي کہي آس نے کي
اکبر نے طرح طرح کے نقصان آٹھائے مگر یہہ گوارا نکیا کہ باپ بیٹوں
س پر سوء مزاجي پاؤں اپنے پھیلائے چنانچہ اُس نے جہان گیر کو
ہ آباد کي اجازت فرمائي جہاں وہ بطور خود مختار بستا رہتا تھا اور
جب کہ وہ الہ آباد میں پہونچا تو ایسي عیاشي نے ڈوبایا کہ آسکا زور
تھکانا نتھا اور اپنے بڑے بیٹے خسرو سے آسکي بے ادبي بیباکي اور کم دهیي
تند مزاجي کے مارے همیشه ناخوش رهتا تھا یہاں تک کہ جب آں
دونوں میں زیادہ ناچاقي هوئي تو راجہ مان سنگھہ کي بہن خسرو کي
ماں نے زہر کہایا اور بیٹھے بیٹھائے پھول سي جان گنوائي اور جہانگیر کو
بہت رنج پہنچایا جو پہلے سے درهم برهم هورها تھا اور اب برهم مزاجي
کي یہاں تک نوبت پہنچي کہ اُس کے ملازم اور مصاحب بھي اُس کے
پاس جانے سے ڈرتے مرتے تھے اور ایسي ایسي ناخدا ترسیاں اُس سے صادر
هوئیں کہ اُن کے سننے سے سننے والے بھي کانپ آٹھتے تھے اور ایک مدت
سے وقوع میں نہ آئي تھیں اور باپ کي اهلیت کے محض مخالف
تھیں †*

جب کہ بیٹے کے اطوار اکبر نے سنے تو وہ نہایت پریشان اور نہایت
حیران رہا اور آس نے یہہ چاہا کہ بلا وساطت غیر اپني ذاتي ملاقات کي
تاثیر و اثر کو آزماوے غرض کہ بادشاہ الہ آباد کو روانہ هوا اور کوئي درتین
منزل جانے پایا تھا کہ والدہ ماجدہ کي سخت بیماري اُس کو دریافت

---

† جہاں گیر نے کسي موقع پر ایک محرم کي جیتي کھال نکالنے کا حکم
اور جوں هي کہ بادشاہ کو یہہ خبر پہونچي تو اُس نے اپني نفرت کو ظاهر کیا اور ک
کہہ یہہ فرمایا کہ بڑے اجنبوں کي بات هی کہ ایسے آدمي کا بیٹا جو مرئے جانو
کھال کا نکلوانا بھي بہ تکلف گوارا نہیں کرسکتا جیتے آدمي کي کھال نکالنے کا
دیتے اور اُسکو گوارا رکھے

ے پاس بهیجا گیا † یهه واقعه سنه ۱۶۰۲ ع مطابق سنه ۱۰۱۱ هجري
میں واقع هوا بعد اُسکے جب ابوالفضل کے فوت هونیکي خبر اکبر کو پهونچي
تو اُسنے نهایت غم کیا اور بقول اُسکے که * شهنشاه جهان را از وفاتش دیده
پر نم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد * بهت سے
آنسو بهائے اور دو دن تک کهایا نسویا اور جب که اُسکو هوش آئے تو
نر سنگهه دیو اور اُسکے جورو بچوں کے پکڑنے جکڑنے اور اُسکے گهر بار کے
لوٹنے کهسوٹنے کے لیئے ایک فوج اُس نے روانه کي اور ایسي ایسي سختیوں
کي اجازت دي که بهولے چوکے بهي ویسي سختیوں کي رخصت کبهي
ندي تهي معلوم هوتا هی که اس زمانه میں بادشاه کو یهه آگاهي نتهي
که جهانگیر ابوالفضل کے قتل میں شریک هی اس لیئے که بجاے اس کے
که بادشاه اپنے بیٹے جهانگیر سے واسطه علاقه قطع کرے سلیمه سلطانه کو جو
بادشاه کي بیگم اور خود جهانگیر کي ایسي ماں تهي که جب اُسکي
سگي ماں مرگئي تو اُس نے گود اُسکو لیا تها اس غرض سے روانه فرمایا
که بیٹے کي طبیعت کو راستي درستي پر لاکر باپ بیٹوں میں پوري آشتي
کرادي *

سلیمه سلطانه کي روانگي کا نتیجه حسب مراد اُس کے حاصل هوا
یعني جهاں گیر اکبر کے دربار میں حاضر هوا اور بسر و چشم اُس نے
باپ کي اطاعت اختیار کي اور اکبر بهي اتني شفقت سے پیش آیا که
بادشاهي زیور پهننے کي اُس کو اجازت فرمائي اور سنه ۱۶۰۳ ع مطابق

---

† جهاں گیر نے اپني توزک میں جو سلطنت کے بعد اُس نے لکهي ابوالفضل کے
قتل کرانے کا اقرار کیا مگر عذر اُس کا یهه لکها که اُس نے باپ کو پیغمبر کي پیغمبري
اور قران کے کتاب آسماني هونے سے منکر بنا دیا تها اور باپ سے باغي هونے کي بهي
یهي وجهه قرار دي اور جب که جهاں گیر اپنے باپ کي جگهه بیٹها تو پهلے پهل اُس
نے نر سنگهه دیو قاتل ابوالفضل کو جو اکبر کے سخت ظلموں سے محفوظ رها تها بڑے
عهده پر معزز کیا اور بڑي مهربانیوں سے همیشه پیش آتی گیا اور اپنا معتمد اُس کو
ٹهراتا رها *

کی سزا نہ عنایت کر پہونچتی چنانچہ اُس نے اُس کے نام ایک معقول
خط روانہ کیا اور اُس میں برے کرتوں کے نتیجے جتائے اور یہہ بھی درج
کیا کہ اب بھی کچھہ نہیں گیا اگر پہلے دستور کے موافق باپ کی اطاعت
کرے اور فرض خدمت میں پچھلے پیروں لوٹے تو شفقت پدری کی
بدولت مامون و مطمئن رہے جو اب تک بھی کچھہ کم نہیں ہوئی بعد
اُس کے جب اکبر اگرہ میں داخل ہوا تو جواب اُس عنایت نامہ کا
جہانگیر نے نہایت غریب لفظوں سے ارسال خدمت کیا اور اتاوہ تک
اس ارادہ پر علانیہ آیا کہ باپ کی خدمت میں حاضر ہووے مگر باوصف
اس کے جواد اُس نے باپ کی خدمت کا مجالست ارادہ کیا یا اپنی
سلامتی کو کھٹکے میں پایا غرض کہ کوئی باعث ہو اُس نے دوری کی بہرتی
میں کمی نکی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اپنے لوگ اُس نے اکٹھے کیئے کہ
بادشاہ نے یہہ کہلا بھیجا کہ تھوڑے آدمیوں سمیت اگرہ میں آوے ورنہ الہآباد
کو سیدھا لوٹ جاوے جہانگیر نے پچھلی بات اختیار کی یعنی الہاباد کو لوٹ
گیا مگر غالب یہہ تھی کہ پیک و پیام کے ذریعہ سے لوٹ جانے کی اجازت
حاصل کی ہوگی اس لیئے کہ بعد اُس کے بادشاہ نے اوریسہ بنگالہ کا
صوبہ جہانگیر کو عنایت فرمایا اور جہانگیر نے بھی وفاداری جاں نثاری
کے قول قرار ادا کیئے مگر اس ظاہری امن چین کے زمانہ میں جو باپ بیٹے
کی سوء مزاجی کا زمانہ تھا جہانگیر کو یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ وہ خیالی تکلیفوں کا
انتقام اپنے خیالی دشمن سے لیوے غرضکہ اسنے موقع کو ہاتھہ سے ندیا اور باپ
کے دل کو سخت صدمہ پہونچایا بیان اُس کا یہہ ہے کہ جب ابوالفضل
کو دکن سے بلایا تھا اور وہ تھوڑے مصاحبوں سمیت گوالیار کی طرف بڑھا آتا
تھا تو حسب مقدر اُس جال میں پھنسا جسکو راجہ نر سنگھہ دیو والی
اورچہ واقعہ بندیلکھنڈ نے باشارت جہانگیر اُسکے لیئے لگا رکھا تھا ابوالفضل نے
بڑی دلیری دلاوری سے حتی الامکان اپنا بچاو کیا مگر بہت سے ہمراہیوں سمیت
آخر کو مارا گیا یہانتک کہ سر اُسکا قلم کیا گیا اور بڑی احتیاط سے جہانگیر

ضبناک اور سمجهه بوجهه اُس کي گونه خراب هوگئي تهي چنانچه
و ابوالفضل کو اپنا بدخواه اور جاني دشمن سمجهتا تها یهاں تک که
س نے باپ سے اُس کي شکایت بهي کي اور اکبر نے اُس کے کهنے سے
بوالفضل کو چند روز اُس کي مرتبه سے گرائی رکها اور بعد اُس کے دکن
کو روانه کیا اور یهه تمام اُن شکایتوں کے نتیجے تهے جو جهانگیر کي شکایتوں
ر مترتب هوئی تهے اور اُس رشک و حسد کے ثمرے تهے جو اُس کے
جي میں ابوالفضل کي جانب سے بیٹهي تهي اور جب که اکبر خود دکن
کو روانه هوا تو جهانگیر کو اپني جگهه چهوڑا اور اجمیر کا نائب سلطنت
بنایا اور اودے پور کي لڑائي کے کار و بار اُس کو تفویض کیئے اور راجه
مان سنگهه کو اِس غرض سے پاس اُس کے چهوڑا که وه اپنے لاؤ لشکر اور
صلاح و مشورت سے امداد اُسکي کرتا رهے غرض که جهانگیر بهت سا وقت
اپنا ضایع کرکے امر مذکور کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف
هوا اور بیاوري بخت اس کام کو کسیقدر پورا کرچکا تها که ناگاه اُسکو یهه
خبر لگي که صوبه بنگال راجه مانسنگهه کي حکومت گاه میں عثمان بن
قتو کي سرتابي سے بغاوت قایم هوئي چنانچه راجه مانسنگهه اپني حکومت
کو روانه هوا اور جب که جهانگیر نے میدان خالي پایا تو آپ کو هر قسم
کي روک ٹوک سے آزاد پاکر اور خود بادشاهي فوج کو اور طرفوں میں
مصروف دیکهکر یهه چاها که هندوستان خاص کے صوبجات اپنے قبض و
تصرف میں لاوے غرض که جهانگیر آگره کو روانه هوا مگر آگره کے حاکم
نے آلے بالے بتاکر آگره کو حواله نکیا اور جهانگیر الهآباد کو چلا گیا اور اوده
بهار کے ملکوں پر جو الهآباد کے پاس پڑوس میں واقع تهے قبضه کیا اور
اسي زمانه میں اله آباد کے خزانه کو جو تیس لاکهه روپوں سے معمور و
مشحون تها تحت اپنے کرکے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا یهه واقعه نومبر
سنه ۱۶۰۰ ع مطابق شعبان سنه ۱۰۰۹ هجري میں واقع هوا *
اگرچه بیٹے کے چال چلن سے جي هي جي میں اکبر سخت ناراض تو هوا
هوگا مگر باوصف اسکے بیٹے سے ایسے معاملے نبرتے که اُن کے باعث سے بیٹا

کے صوبہ کو ہمیشہ کے لیئے اپنی ملرو میں داخل کرے چنانچہ اِس لڑائی کے دھندوں میں برس دن کے قریب صرف ہوا اور احمد نگر کی فتح پر کئی مہینے گذرے تھے کہ اسیر گدہ کی فتح ہونے سے خاندیس کی فتح پوری ہوگئی بعد اُس کے بادشاہ نے شاہزادہ دانیال کو برار و خاندیس پر حاکم اور خانخاناں کو صلاح کار اُس کا مقرر کیا اور نوج دکن کی حکمرانی اور فتح احمد نگر کی پیروی ابوالفضل کو عنایت فرمائی اور سنہ ۱۶۰۱ ع مطابق سنہ ۱۰۰۹ ھجری کے آخر میں آگرہ کو واپس آیا *

مرزا سلیم یعنی جہانگیر کی نافرمانی کا بیان

پہلے اِس سے کہ بادشاہ اگرہ کو روانہ ہووے بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں کے ایلچی اور تدرس پہونچیں اور شاہزادہ دانیال کی شادی بیجا پور والی کی بیٹی سے کی گئی § باقی اکبر کی روانگی کا یہہ باعث تھا کہ جہاں گیر اُس کا بڑا بیٹا سرکش ہوگیا تھا اگرچہ یہہ شاہزادہ تیس برس کی عمر کا استعداد و لیاقت میں کچھہ ناقص نہ تھا مگر شراب اور افیوں کی || کثرت استعمال سے مزاج اُس کا آتشیں

§ دکن کی لڑائیوں کا حال اکبر نامہ اور تاریخ فرشتہ اور مخصوص احمدنگر کی تاریخ مقصد فرشتہ سے لیا گیا

|| جہانگیر نے خود بیان کیا کہ میں شراب میں کم سے کم ابھی بیس پیالہ روز پیتا تھا نہ ہر پیالہ میں آدہ سیر دارو سماتی تھی اور یہہ حال تھا کہ اگر ایک گھنٹا بھی بدون اُس کے گذرتا تھا تو ہاتھہ اپنے کانپنے لگتا تھا اور قرار سے بیٹھہ نہ سکتا تھا بعد اُس کے حد میں تحت نشیں ہوا تو پانچ پیالونکی نوبت پہونچی اور وہ بھی رات کو پیتا تھا مگر یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ کب تک اُس نے یہہ دستور جاری رکھا معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ کے مسلمانوں اور سرداروں میں میخواری کی برائی شایع نہ تھی اِس لیئے کہ بابر اور ہمایوں دونوں بڑے پینے والے تھے اور تمام ترکی نژاد بادشاہ بھی پیتے تھے بلکہ ایران کے صوفی خاندان والے جو مقدس خاندان کی بدولت بڑے بزرگ گنے جاتے تھے حمیشہ حمیشہ صرف کثرت ہی سے نہیں پیتے تھے بلکہ چاندی سونے کے پیالوں مرصع اور گوہر ں کے انباروں سے اپنے دربار کو زیب بخشتے تھے

ہو چکی تھی اور جوں هي کہ بادشاهي فوج برهان پور واقع ساحل دریاے
تپتي میں پهونچي تو فوج کا ایک ٹکڑا بسرداري شاهزاده دانیال اور
خانخاناں کے احمد نگر کے محاصره کو روانہ کیا گیا اور یهہ وه زمانہ تھا
کہ چاند بي بي کي حکومت پہلے زمانہ کي نسبت نہایت خراب اور
ابتر تھي یعني نہنگ ایبیسینیا والا جو پہلے محاصره کے زمانہ میں
چاند بي بي کا مدد و معاون تھا احمد نگر کو گھیرے هوئی پڑا تھا اور
جب کہ وهاں بادشاهي فوج آئي تو وه چھوڑ کر چلاگیا مگر دروني
نزاعوں کے مارے شہر کے بچاؤ کي کوئي صورت نہ تھي اور جب کہ
چاند بي بي بادشاهي فوج والوں سے خط و کتابت کر رهي تھي اور آشتي
کے پیک پیام آتے جاتے تھے تو اُس کے بدخواهوں نے سپاهیوں کو برهم
کیا چنانچہ سپاهي محل سرا میں گھس گئے اور آن ناخدا ترسوں
نے کام اُس کا تمام کیا مگر اِس برے کام کا پھل بھي قریب هي پایا یعني
تھوڑے دنوں کے بعد اُس دیوار شکستہ کا شگاف گھس جانے کے قابل
هوگیا اور بادشاهي دهاوے کا سیلاب اُس میں آگیا چنانچہ بادشاهي
فوج نے سارے لڑنے والي سپاهیوں کو قتل کیا اور کسي کو جان و مال کي
پناه ندي اور صغیر سن بادشاه کو گوالیار کے قلعہ میں پهونچایا اگرچہ
یهہ سب کچھہ هوا مگر دارالسلطنت کي فتح هونے سے سارا ملک
اُسکا مطیع نہوا یہانتک کہ جولائي سنہ ١٦٠٠ ع مطابق صفر سنہ ١٠٠٩
هجري میں ایک اور نام کا بادشاه قرار دیا گیا اور احمد نگر کے بادشاهوں
کا خاندان شاهجہاں کے عہد دولت تک بالکل گمنام نہوا مگر سنہ
١٦٣٧ ع میں نام و نشان اُنکا باقي نرها *

خاندیس کي فتح کا بیان

احمد نگر کے محاصرے سے تھوڑے دنوں پہلے اکبر بادشاه اور اُس کے
محکوم خاندیس والي بادشاه میں ایسي کسي قسم کي سوء مزاجي
درمیان آئي کہ اُس کے باعث سے اکبر کا یهہ اراده مصمم هوا کہ خاندیس

پیشوا ‡ اُس کی حکومت کے خلاف و عداوت پر سازشیں کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے شاہزادہ مراد سے اعانت چاہی اور یہاں شاہزادہ کا یہہ حال تھا کہ حدود برار کی بابت دکن کے بادشاہوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا غرض کہ شاہزادہ مراد اور احمد نگر کے بادشاہ آپس میں دو بارہ مخالف ہوئے اور آشتی پر برس بھی نہ گذرا تھا کہ پہلے سے زیادہ میدان کی لڑائیاں قایم ہوئیں *

اکبر کا محکوم خاندیس کا بادشاہ اکبر والوں کی اعانت پر اور گولکنڈہ کا بادشاہ بیجاپور اور احمد نگر والوں کی امداد پر آیا اور دسمبر سنہ ۱۵۹۶ ع یا جنوری سنہ ۱۵۹۷ ع کو دریاے گوداوری پر بڑی بھاری لڑائی بڑی اور دو دن تک زور شور سے قایم رہی مگر انجام اُس کا محقق نہوا چنانچہ مغلوں کا یہہ دعوی تھا کہ جیت ہماری رہی مگر وہ آگے نہ بڑھے اور جب کہ پوری کامیابی حاصل نہوئی اور شاہزادہ مراد اور مرزا خانخاناں میں اَن بن رہی تو بادشاہ نے دونوں کو طلب فرمایا اور شاہزادے کی جگہہ ابوالفضل اپنے دستور اعظم کو بھیجا جو چند روز کی بے عزتی کو اُٹھائی بیٹھا تھا اور اُسکو یہہ بھی اجازت دی گئی کہ ضرورت کے وقت ساری فوج کی سرداری اختیار کرے چنانچہ ابوالفضل اُس جگہہ پہونچا اور وہاں کا حال اُس نے لکھا جس کے دیکھنے سے یہہ دریافت ہوا کہ خود بادشاہ کا ہونا وہاں ضروری ہی غرض کہ بادشاہ نے سنہ ۱۵۹۸ ع کے آخر میں چودہ برس کے بعد جو اٹک کے پاس پروس میں گذرے تھے پنجاب کو چھوڑا اور دکن کو روانہ ہوا اور سنہ ۱۵۹۹ ع کے نصف سے پہلے پہلے نربدہ پر پہونچا مگر اُس کے پہونچنے سے پہلے دولت آباد کا قلعہ اور اُسی کے قریب کے اور بہت سے بھاری قلعہ چھپ

---

‡ بہمنی بادشاہوں کے وقتوں میں پیشوا یعنی سردار کا خطاب مروج رہا اور بعد اُس کے متلوہ والی راجاؤں کے برعکس وزیر اِس خطاب سے مخاطب رہے اور مرہٹوں کی حکومت پر اسی مطلب سے بہت دنوں تک حکومت کرتے رہے

محصوروں کے شگاف دیوار کے مقابل ہوکر ایسا سخت مقابلہ کیا گیا
بڑي سفاکي بے باکي کے بعد جو شام تک برابر قایم رهي بادشاهي
فوج اپنے پچھلے پانوں لوٹنےاور دوبارہ حملہ کو دوسرے دن موقوف رکھنے پر
مجبور هوئي مگر قلعہ کے محصور اور شہر کے باشندے چاند بي بي کي
دلاوري دليري سے جوشان خروشاں هوئے تهی اور چونکہ چاند بي بي
کي چستي چالا کي اور دانائي هوشياري میں رات کے آنے سے کسي
قسم کا فتور و قصور واقع نہ هوا تها تو صبح هوتے هي بادشاهي فوج نے
شگاف النگ کو ایسا مضبوط و مستحکم اور استوار بلند و مرتفع پايا کہ
کسي نقب کے بدون اُسپر چڑهنا متصور نہ تها اِسي عرصہ میں چاروں
متفق فريق افواج شاهي کے پاس آگئے مگر بادشاهي فوجوں نے باوصف
اِس کثرت کے کہ وہ چاروں فريقوں سے اب بهي زيادہ تهيں صرف ايک
لڑائي کے موهوم نتيجے پر تمام جان و مال کو جوکهوں میں ڈالنا پسند
نہ کيا اور چاند بي بي † نے بهي يہہ سمجها کہ هماري جميعت دوچاردن
کي هی اور مانگي تانگي. فوجوں کا بهروسہ نهيں کرنا چاهيئے غرض کہ
دونوں فريق اشتي پر راضي هوئی احمد نگر کا بادشاہ اسبات پر راضي هوا
کہ اُس نے صوبہ برار سے جو نيا مفتوحہ مقبوضہ اُس کا تها هاتهہ اپنا
اُٹهايا اور ملازمان اکبري کو سپرد کيا يہہ آشتي ماہ فروري سنہ ۱۵۹۶ ع
مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ هجري میں واقع هوئي *

بادشاهي فوج کي واپسي پر بہت عرصہ نہ گذرا تها کہ احمد نگر
میں نئے جهگڑے برپا هوئی يعني محمد خاں چاند بي بي کا وزير يا

---

† يہہ عورت دکن کي عورتون میں سے ايسي دلير و دلاور تهي کہ مردوں کي
انکهونمیں قدر واقتدار اوسکا بہت کچهہ تها يهانتک کہ اوسکي نسبت بہت سي جهوٹي
باتیں بنائي گيئں خافيخان لکهتاهی کہ اوسنے مغلون کے لشکر میں چاندي کي گوليان
بهر بهر ماريں اور احمد نگر میں يہہ بات مشهور هی کہ جب چاند بي‌بي کي گوليان
هوچکيں تو اُس نے ساري بندوقوں میں تانبے چاندي سونے کے سکے بهرکر مارے
اور جب تک کہ جواهر کے بهر نے کي نوبت نہ پهونچي تب تک آشتي پر راضي نہوئي

فوج کو جو احمد نگر کو گھیرے ہوئی تھی چیر چارکر احمد نگر میں
بے تکلف پہونچا اور باقی دو فریقوں نے بھی ذاتی خصومت سے ہاتھ
اٹھایا اور بیجا پور کی فوج میں شریک و شامل ہوئے جو بادشاہی فوج
کے مقابلہ پر حامی تھی غرضکہ ان سامانوں اور طیاریوں کے ہونے سے شاہزادہ
مراد کے زور شوروں کو جوش آیا اور احمد نگر کے محاصرے میں بہت
سرگرمی او بڑی تندی تیزی ہوتی گئی یہاں تک کہ محصوروں کے ان
دمدموںکے تلے دو سرنگیں لگائیں جنکے بنانے میں خود چاند بی بی دل
و جان سے مصروف تھی اور عام لوگوں کی مانند اپ آس نے محنت
اٹھائی تھی مگر جس کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والے محاصروں کی
سرنگوں پر بی لیگئے تو وہ سرنگیں اس لئے ضایع گئیں کہ محصوروں کے
سرنگ لگانے والوں نے انکے مقابلہ میں اپنی سرنگیں لگائیں ہاں تیسری
سرنگ اس سے پہلے اوڑائی گئی کہ محصوروں کی سرنگ لگانے والے اُس کی
بیکاری کی تدبیر پوری کریں حاصل یہہ کہ اُس سرنگ کے اُڑنے سے
محصوروں کے سرنگ لگانے والےجو سرنگ اپنی دورا رہے تھے یک لخت اوڑ
گئی اور قلعہ کی النگ اُس کے زور سے بہت بہت گئی اورا سی ہیبت
پہلی کہ النگ کے محافظ اپنی اپنی جگہوں کے چھوڑنے اور بے تحاشا
بھاگنے پر تلےوالے اور محاصروں کے گھس بیٹھنے کے لئے رستہ کھولنے پر امادہ
ہی کہ چاند بی‌بی زرہ بکتر پہن کر اور ننگی تلوار اپنے ہاتھ میں لیکر اور
نقاب سے موںہہ ڈھانپ کر ائی اور ان بدے نامردوں کو ڈانٹ کر ملایا
اور جب تک کہ وہ دلاور بی‌بی قلعہ کی ساری قوت کو محاصروں کے
مقابلہ میں صرف نکرچکی تب تک نہایت جد و جہد اور بری سعی و محنت
سے محاصروں کے پہلے دھاوے کو تھام سکی چنانچہ تیروں کی بوچھاروں
اور توڑے دار بندوقوں کی مار ماروں سے مقابلہ کیا گیا اور شگاف دیوار پر
توپیں لگائیں گئیں اور آتش باری کے مال اور بارود کے تھیلے اور ایسی اسی
عالم سوز چیزیں قلعہ کی کھائی میں بادشاہی لوگوں پر پھینکی گئیں اور

ظ و حمایت میں کئي برس تک محفوظ رہا اور جب که نظام شاہ
ں کا بھائي سنه ۱۵۹۴ ع میں بقضاے الٰهي مرگیا تو برهان شاہ نے اکبر
ں اعانت بدون اُسي برس اپني موروثي حکومت پر قبضه کیا مگر ملکي
ور و فسادوں کے باعث سے ساري سلطنت کو چھوٹي چھوٹي ریاستوں پر
ا چنا اور والي بیجاپور اپنے همسایه سے لڑتا بھڑتا پایا بعد اُس کے تھوڑے
رصه گذرنے پر برهان شاہ بھي مرگیا اور یهه خرابیاں دو چند هوگئیں یہانتک
ه سنه ۱۵۹۵ ع میں چار گروہ ایسے لڑنے مرنے پر آمادہ هوئے که هر گروہ
نکا جدے جدے دعویدار سلطنت کا مدد و معاون تها حاصل یهه که
منجمله اُن گروهوں کے اُس گروہ کے سردار نے جسکو احمد نگر پر قبضه
حاصل تها اکبر کي اعانت چاهي چنانچه شاهزادہ مراد گجرات سے اور
مرزا خانخانان مالوہ سے مدد خواهوں کي مدد رساني پر فوجوں سمیت
دکن کو روانه هوئے چنانچه احمد نگر سے تھوڑي دور ادهر دونوں فوجیں
آپس میں مل گئیں مگر اِس عرصه میں یعني ماہ نومبر سنه ۱۵۹۵ ع
مطابق ربیع الثاني سنه ۱۰۰۴ هجري میں وہ سردار احمد نگر کے چھوڑنے
پر مجبور هوا تها جس نے اعانت چاهي تهي اور اُس نے مدد گاروں کو
بلوایا تها اور اب وہ حکومت چاند بي بي کے قبض و تصرف میں تهي
جو هندوستان کي بڑي حوصله والي عورتوں میں سے گني جاتي تهي اور
اپنے بھتیجے شیر خوار بهادر نظام شاہ کي جانب سے نیابتاً کام کرتي تهي اُسنے
بادشاهي فوجوں کي خبر سنتے هي اپنے رشته دار والي بیجاپور کے منانے
اور رعایا کے پرچانے اور دیگر ملکي فریقوں کے سرداروں کے متفق کرنے میں
اس غرض سے بڑي جد و جهد اوٹھائي که تھوڑي مدت کے واسطے ایسي
بڑي قوت کي روک تهام میں باهم متفق رهیں جسکي اولوالعزمي اور والا
همتي کا اندیشه سب ریاستوں کو برابر هي چنانچه یهه تدبیر اُسکي ایسي
راس آئي که في الفور ایک سردار نهنگ نامي ایبیسینیا یعني حبش کا
باشندہ فوج اپني همراہ لیکر چاند بي بي کي اعانت کو روانه هوا اور بادشاهي

داخل هو گیا اور جو که شاه عباس اپني قلمرو کے دهندوں میں مصروف تها تو اُسکي طرف سے کوئي قصه قضایا پیش نه هوا بلکه اوزبکوں کي لاگ ڈانٹ کي غرض سے اکبر کي امداد و اعانت کا خواهاں هوا اور خط کتابت کا سلسله دوباره جاري کیا جو بهت عرصه سے باهم جاري نه رها تها اور بجاے خود صبر و تحمل کر کے قندهار کے دوباره حاصل کرنے کا متوقع بیٹها مگر اکبر کے مرنے تک وه توقع پوري نه هوئي *

قندهار کے فتح هونے اور قلمرو میں آ جانے سے اٹک پار کي موروثي سلطنت پر پورا قبضه حاصل هوا اور شمال مشرق کے پٹهانوں سے لڑنا جهگڑنا پهاڑوں پر باقي رها اور اسي زمانه کے قریب هندوستان خاص کي فتح بهي پوري هو چکي تهي چنانچه سنه ۱۵۹۲ع میں سند پر فتح پائي تهي اور اسي زمانه کے قریب وه پچهلي بغاوت پس پا کي گئي جو کشمیر میں برپا هونیکو آماده تهي اور اوڑیسه کے مطیع هونے سے بنگاله کي فتح بهي پوري هو گئي تهي اور شاه گجراتي کے سنه ۱۵۹۳ع میں مرجانے سے گجرات کے شور و فساد خاتمه کو پهونچي تهے غرضکه سارا هندوستان خاص اَب نربده تک اکبر کے قبض و تصرف میں اُس سے زیاده داخل هوا که پهلي بادشاهوں کے دخل و تسلط میں آیا تها مگر اودے پور کا راجه مطیع اُس کا نه هوا تها باقي سارے راجے باہر رشک و حسد کي باج گذاري سے نکل کر رفیق اُس کے هو گئے تهے *

دکن کي مهم کا بیان

بعد اُس کے اکبر کا یهه اراده هوا که اپني حکومت کو دکن تک پهیلاوے چنانچه اُسنے سنه ۱۵۸۶ع میں مرتضی نظام شاه احمد نگر کے چوتهے بادشاه کے بهائي برهان شاه کي امداد و اعانت کي حامي بهري جو اپنے بهائي نظام شاه کے مختل الحواس هونے سے انصرام حکومت کا دعوی کرتا تها مگر جو فوج اکبر نے دعوی مذکورالصدر کي درستي اور سبزي کے لئے مالوه سے روانه کي وه ناکام رهي اور برهان شاه اکبر کي

دشواري يوں رفع هوئي كه اُس نے ايک اور فوج اِس غرض سے روانه كي
امر كوت كي طرف سے سند ميں داخل هووے غرض كه والي سند كي
فات و توجهه كو پريشان و پراگنده كر كے آن فائدوں سے محروم آسكو
يا جو اُسكو اُس موقع خاص سے حاصل تهے يهاں تک كه تهوڑے عرصه
د يعني سنه ١٥٩٢ع مطابق سنه ١٠٠٠ هجري ميں سند كے تسليم كرنے
مجبور هوا چنانچه آس نے عمده عمده شرطوں پر اطاعت قبول كي
ر اكبر نے بهي اپنے دستور كے موافق اپنے اميروں ميں آسكو داخل كيا *

اكبر نامه ميں مذكور هى كه سند والے سردار نے پرتگالي سپاهيوں كو
س لڑائي ميں لڑايا اور دو سو هندوستانيوں كو يورپ والوں كي وردي
ے آراسته كيا چنانچه قاعده داني اور وردي كي حيثيت سے وهي سپاهي
يورپ والوں كے پهلے پهلے هندوستان ميں نمونه تهے اور نيز بيان كيا گيا كه
اسي سردار نے خاص ايک قلعه كي حفظ و حراست كے ليئے عرب والوں
كو معين كيا تها اور پهلے پهل اسي موقع پر عرب كے لوگ اقليم هندوستان
ميں ملازم هوئے اور بعد آس كے اُنكي بڑي قدر و منزلت هوئي *

قندهار كي فتح كا بيان

تفصيل اس اجمال كي يهه هى كه همايوں كے قبض و تسلط كے بعد
ايران كے بادشاه نے چند مرتبه قندهار كا اراده كيا مگر اكبر كے آغاز دولت
تک مراد اُسكي پوري نه هوئي اور سعي اُسكي ضايع هو گئي اور جبكه
قندهار اور هندوستان كي سلطنتيں بانٹ چونٹ كے بعد الگ تهلگ
هو گئيں تو شاه ايران كا مطلب پورا هوا يهاں تک كه شاه عباس كے
آغاز سلطنت ميں قسم مذكور كي خرابي پهيلي اور اكبر كو ويساهي موقع
هاتهه آيا غرضكه ايراني سرداروں ميں بهوت بڑي اور ايک سردار آن ميں سے
هندوستان كو بهاگ آيا اور تهوڑے دنوں بعد اكبر كے دربار سے سارے سردار
ايراني موافق هوئے اور انجام آسكا يهه هوا كه سنه ١٥٩٤ع مطابق سنه
١٠٠٣ هجري ميں قندهار اور اُسكا سارا پرگنه بيٹهے بٹهائے اكبر كي قلمرو ميں

قوت قایم هی وہ لڑائي جو پچھلے دنوں میں جلالا سے قایم رهي کچھہ ایسي بڑي لڑائي نتهي کہ بادشاهي فوج کو پاس پروس کے دبانے میں مصروف هونے سے معطل رکھے چنانچہ جلالا کے مرنے سے کئي برس پہلے بڑے پایہ کے ملکوں سند اور قندهار پر ملازمان اکبري کا پورا پورا تصرف حاصل هوگیا تها *

سند کي فتح کا بیان

بیان اُس کا یہہ هی کہ † سند کا صوبہ ارغونوں کے دخل و تصرف سے نکلکر ادهر اودهر کے دلاور سپاهیوں کے قبض و تصرف میں داخل هوگیا تها اور جب کہ خود اُن لوگوں میں قصے قضائے قائم هوئے تو اکبر نے اس باب میں نهایت کوشش کي کہ شاهان دلي کے پورانے صوبہ کو اپنے قلمرو میں داخل کرے غرض کہ جب وہ لاهور میں قیام پذیر تها تو سنہ ۱۵۹۱ع مطابق سنہ ۹۹۹ هجري میں ایک فوج اُس نے مقام لاهور سے باین غرض روانہ فرمائي کہ شمال کی جانب سے سند میں داخل هووے اور سهسواں کے قلعہ کا محاصرہ کرے جو سند کے پائیں جانب کي کنجي اور صوبہ کي حفظ و حراست کا بڑا مقام تها مگر والی سندہ نے وہ ارادہ پورا هونے نہ دیا اس لیئی کہ وہ سردار اپني فوج کو ایسي جگہہ لایا اور موقع پر اُس نے مورچے جمائے کہ استحکام مکان کي جهت سے اکبر کے لوگ اُس پر دهاوا اور خود مخالف کے قریب موجود هونے کے سبب سے اُس مقام کا محاصرہ نہ کرسکے مگر اکبر کي دانائی کام آئي کہ

نظیر اپنا نهیں رکهتے مگر باوصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائي کا تمام هونا صاف صاف معلوم هوتا هی بعد اُس کے بهي مختلف مختلف واقعونکو بیان کیا جو آیندہ کے پندرہ برس میں واقع هوئے تهے اُس نے اکبر کے چاردہ سالہ قیام پنجاب کي وجهہ یهي یهي لکهي هی کہ ایک زمانہ میں روشنیا فرقہ کے دبانے میں اور دوسرے زمانہ میں شمالي پهاڑ کے باشندوں کے مغلوب کرنے میں مصروف رها (شامر صاحب کا ترجمہ اکبر نامہ کا)

† اِس کتاب کے تتمہ میں سندہ کا حال ملاحظہ کرنا چاهیئے

ں اُس نے ڈھونڈھي اور ایک بار
مرتبہ کافروں کے پہاڑوں میں پناہ
بکوں کے سردار عبداللہ خاں اوزبک کے دربار میں حاضر ہوا اور باوصف
ں کے ہمیشہ لوٹ مار کرتا رہا اور روز روز چھاپے مار تا رہا یہاں تک
ہ سنہ ۱۶۰۰ع میں ایسي قوت اُس کو حاصل ہوئي کہ اُس نے غزني
پر قبضہ کیا *

یہہ مہم سب سے پچھلي مہم جلالا کي تھي اِس لیئے کہ جلالا بہت
جلد غزني سے خارج کیا گیا اور جب اُس نے دوبارہ قصد اُس کا کیا تو ایک
قوي مدافعت کے ذریعہ سے بھگایا گیا اور جبکہ وہ پچھلے پیروں بھاگا تو اُسکا
پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ وہ کسي امن چین کي جگہہ پہونچنے نپایا تھا
کہ تقدیر سے پکڑا گیا اور جان سے مارا گیا *

یہہ مذہبي لڑائي جہاں گیر اور شاہجہاں کے وقتوں تک قایم رہي
یہاں تک کہ روشنیا والوں کے جوش خروش ہوچکے اور کر فر اُنکي دب
دبا گئي مگر پٹھانوں کي اصلي آزادي جس کا مخرج و منشاء روشنیا
والوں کي کامیابي اور سینہ زوري نتھي بجاے خود قایم رہي چنانچہ
شمال مشرق کي قومیں عالمگیر کے عہد دولت میں ایسي زبردست اور
قوي صولت ہوگئیں کہ وہ بات اُن کو کسي وقت اور کسي حالت میں
حاصل نہوئي تھي اور یوسف زئیوں نے مغل بادشاہوں کے بڑے بڑے
دھاوے اُٹھاے اور علاوہ اس کے ایران و کابل والے بادشاہوں کي کڑي کڑي
مصیبتیں جھیلیں مگر باوصف اس کے اپني ایسي خود مختاري کو قایم
رکھا اور لوگوں کو مضرت † پہنچاتے رہے اور آج تک بلا کم و کاست اُنکي

† جیسے کہ ابوالفضل نے بیان اُن لڑائیوں کا قلم بند کیا وہ اُسکي خوشامد گوئي
اور مختلف بیاني کا عجیب و غریب نمونہ ھی چنانچہ بیربل کي مصیبت یعني پہلے
برس کي لڑائي کے بعد ھي وہ لکھتا ھی کہ اونچے اونچے مقام افغانستان کے باغیوں کے
خس و خاشاک سے پاک و صاف ہوگئے یعني بہت سے باغي مارے گئے اور بہت سے ایران
توران کو بھاگ کر چلے گئے یہاں تک کہ سوات اور باجور اور تیراہ کے ملک
انافنہ ملاعنہ سے پاک ہوئے جو میووں کي بے پایاني اور پیداواري کي فراواني سے شاید

اطاعت غیر مشروط پر منحصر هوئی چنانچه چند روز آپس میں قول وقرار قایم رهے جنکے قایم هونے سے راجه مان سنگهه کو جنوبی مغربی پهاڑوں میں روشنیا فرقه جلالا کے مریدوں سے لڑائي کرنیکا موقع هاتهه آیا *

غرض که سنه ۱۵۸۶ ع مطابق سنه 995 هجري عین گرمي کے موسم میں راجه مان سنگهه نے روشنیا فرقه والوں پر چڑهائي کی او بهت سي جان جوکهوں اٹهاکر کسقدر فاصله کو پهونچا مگر وه فرقه اپني بات پر قایم رها اور کسي طرح کا معبر اُن کے حال و حقیقت میں موثر نه هوا اور اینده سال یعني سنه ۱۵۹۷ ع تک اکبري سلطنت کي موقیت و عظمت بحال نه هوئي یهاں تک که اُسي سال میں دو دوجوں کے دهاوے برابر هوئے چنانچه پهلے راجه مان سنگه نے جانب کابل سے حمله کیا اور دوسرا دهاوا اُس فوج کا هوا جسکو بادشاه نے اس غرض سے روانه کیا تها که وه سنگ کے پهاڑوں کے جنوبي جانب سے اٹک پار اوتر کر دشمنوں کي پشت پر دهاوے کریں غرض که اب جلالا کو پوري شکست نصیب هوئي مگر فی‌الفور اُس نے اپنے کام کو سنبهال کر کئي برس تک لڑائي کے کارخانے جاري رکهے علاوه اُسکے لڑائي کے کارخانوں کو گاه بگاه اُن قصبے قصابوں سے امداد اعانت پهونچتي رهي جو بادشاه اور یوسف زئیوں میں واقع هوتے رهے مگر وه قصبے قصائے ایسے تهے که کوئي مستقل اثر اُن پر مترتب نه هوا غرض که سنه ۱۵۸۷ ع سے لغایت ۱۶۰۰ ع تک جلالا اور اکبر میں لڑائیاں بهراثنا قایم رهیں اور اِس عرصه میں معلوم هوتا هی که اکبر کے ملازموں نے زرخیز میدانوں اور ٹیلوں کو روشنیا والوں کي کهیتي باري سے معطل رکها اور اسي نظر سے یعني ساماںوں کي قلت اور ذخیروں کي کمي سے اُن قوي ملکوں کے چهوڑ نے پر جن پر سدّا قابض و متصرف تها اور اسي کري لڑائیوں کے لڑنے پر جن میں پهاڑوں کي اوٹ آڑ کے باعث سے دشمن کو علبه حاصل هووے ناکام جلالا مجبور هوا یهاں تک که

لشکر میں شور و غوغا بلند ہوا اور بڑي پریشاني جابجا منتشر ہوئی اور بادشاہ نے اپنے بیتی مراد کو برہنموني راجہ تودرمل کے پٹھانوں کي روک تھام کے واسطے روانہ فرمایا اور جب کہ دلوں سے وہ پہلي ہیبت اُٹھہ گئي تو شاہزادہ مراد کو بلایا گیا اور ساري فوج کو راجہ تودر مل اور راجہ مانسنگہ کے زیر حکومت چھوڑا گیا *

بیربل کے مرنیکا رنج استقدر اکبر کے دل پر بیٹھا کہ وہ کسي شے سے تسلي نپاتا تھا چنانچہ بہت مدت تک بیقرار رہا اور زین خاں کي صورت سے ناراض تھا اور جب کہ ڈھونڈ بھال کے بعد اُسکي لاش کا پتا نہ لگا تو ایک مرتبہ یہہ خبر اوڑي کہ وہ قیدیوں کے سلسلہ میں بقید حیات ہی چنانچہ بادشاہ نے اِس خبر کي تفتیش و تفحص میں بڑي سعي و محنت کے ذریعہ سے ایسا شوق اپنا جتایا کہ مدت کے بعد ایک فریبي آدمي بیربل کے نام سے پیدا ہوا اور جب کہ یہہ جعلي بیربل بھي بادشاہ کي حصول ملازمت سے پہلے پہلے مرگیا تو بادشاہ نے دوبارہ ماتم کو تازہ کیا اور اپنے دوست کے رنج و الم میں دوبارہ ماتمي لباس پہنا اور حقیقت یہہ تھي کہ جیسي جودت قابلیت اور حسن لیاقت اُس کا عنایات سلطاني کا محرک و باعث تھا تو مخلصانہ صفات اور ہمزادانہ عادات اُس کے بھي کچھہ کم نہ تھے اور بیربل ایسا لطیف ظریف آدمي تھا جس کي باتیں اور کہاوتیں اب تک ہندوستان میں جاري ساري ہیں † *

یوسف زئیوں نے اپنے فائدوں کي پیروي کا ارادہ نہ کیا یعني وہ لوگ آگے کو نہ بڑھے اور راجہ تودرمل اور راجہ مان سنگہ نے کابل کے مختلف حصوں میں پڑاؤ ڈالی اور مورچي بنائی اور طرح طرح سے اُنکو مضبوط و مستحکم گردانا اور یوسف زئیوں کو آن کے میدانوں میں کھیت کیار کے کام سے معطل رکھا غرض کہ اِن تدبیروں سے بقول ابوالفضل کے وہ لوگ

---

† منتخب التواریخ

سنے فوج کی ترتیب و انتظام کی بقاء و سلامتی میں بہت سی جد و جہد اٹھائی مگر اسکی سعی و کوشش پر کوئی فائدہ مترتب نہوا اس گھاٹی سے بھاگنے میں ایسی ابرا تفری پڑی کہ انسان اور جانور آپس میں لت پت ہو گئے اور انجام اس کا یہہ ہوا کہ بیربل مشہور سرداروں سمیت اس جگہہ مارا گیا اور سیکڑوں آدمی جان سے گئے اور بہت سے تباہ ہو گئے اگر یہہ شامت کے مارے بالکل نا کام رہے مگر زین خاں بھی کامیاب نہ ہوا اور میدان میں ٹھہرا رہنا اس کا کچھہ کام نہ آیا اس لیئے کہ اگرچہ زین خاں دن بھر ترتیب و قواعد کے ساتھہ اپنی فوج کو تیراندازوں اور گوپیہ داروں اور توڑے دار بندوق والوں کے بیچ میں مرہالے چلا گیا مگر جوں ہی کہ شام ہوئی تو تھوڑے دم لینی پر پٹھانوں کی خیشخاں بلند ہوئی اور چاروں طرف سے پٹھانوں پٹھانوں کا شور آسمان تک پہونچا غرض کہ فوج اس کی رات کے اندھیری میں تتر بتر ہو گئی اور کچھہ لوگ اس کے جان سے مارے گئے اور خود زین خاں پا پیادہ بدشواری تمام اٹک تک پہونچا †*

جس کہ یہہ وحشت اثر خبر بادشاہ کے لشکر میں پہلی تو سارے

---

† اکبرنامہ منتخب التواریخ بابی خاں یقیں واثق ہی یہ حال اس واقع کا تفصیل سے ابوالفضل کو دریافت ہوگا مگر اس لیئی کہ یہہ فکر اس کو دامنگیر تھی کہ بادشاہی فوج کی بدنامی بہت کم شہرت پاوے اور کوئی بات ایسی نہ لکھی جاوے جس سے بیربل کی کم فہمی اور نا رسائی سمجھی جاوے اور بات اسکی پھیکی پڑی تو اس نے اس واقع کو ایسا پریشان و پراگندہ قلم بند کیا کہ ایک قول اسکا دوسرے قول کے مخالف ہی چنانچہ جو نقصان اور قصور اس کے بیان میں پایا گیا اس کو میں نے منتخب التواریخ سے پورا کیا اور نقصان اس لیئے اس سے نسبت کرتا ہوں کہ اس نے بادشاہی فوج کی تباہی اگرچہ نری شرح و بسط سے بیان کی مگر اس کے اخیر میں یہہ لکھہ دیا کہ بادشاہی فوج کے بلد پانسو آدمی کام آئے اور بابی خاں نے ایسی یارہ گوئی کی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہا معلوم ہوتا ہی کہ کوہستان سوات کی کراکرا اور بلندوں راہوں میں یہہ شکست واقع ہوئی *

جب کہ دونوں سردار آپسمیں مل گئے اور کمک بھي آ گئي تو
وبارہ حملہ کي تدبیر کي گئي مگر بیربل نے زین خاں کي فہمایش
و اس لیئے نمانا کہ وہ باطن میں زین خاں سے صاف نہ تھا چنانچہ
ین خاں کي نہایت فہمایش کے خلاف پر یہہ امر تجویز کیا کہ تمام
وج کو ایک قوي دھاوا کرنے سے جوکہوں میں ڈالے غرض کہ فوج اس
رادے پر پہاڑوں میں گھس گئي اور بہت جلد ایک مضبوط رہگذر پر
ہونچي جس پر بیربل چڑہ گیا تھا مگر جب کے دن بھر کي دوڑ
ھوپ اُتھاکر پہاڑ کي چوٹي پر پہونچا تو پٹھانوں نے ایسے زور و ھمت
ے حملہ کیا کہ لوگ اُسکے ڈانوانڈول ہو گئے اور جوں توں کر کے میدان
ي طرف دوڑے اور زین خاں پر بھي اُسیوقت جو اُس رہگذر کے دامن
میں تھر گیا تھا حملہ کیا گیا مگر اُس نے تمام رات اور کسیقدر دوسرے
دن بڑي محنت اُتھا کر آپ کو بچائے رکھا یہاں تک کہ دونوں سردار
ایک جگہہ پر ملے اور بکھري فوج کے اکھٹے کرنے میں مصرف ہوئے بعد
اُس کے زین خاں کي راے اس پر جم گئي کہ دشمن کي اطاعت میں
مصلحت ھی مگر بیربل راضي نہ ہوا اور زین خاں اُسکے سمجھانے پر
غالب آیا اور جوں ھي کہ بیربل کو یہہ بات ثابت ہوئي کہ اب پٹھانونکا
یہہ ارادہ ھی کہ رات کو چھاپا ماریں اور بادشاھي فوج کو پورا پورا تباہ
کریں تو اُس نے زین خاں سے مشورت کي بات چیت نہ کي اور فوج کو
لیکر بلا تحاشا روانہ ھو گیا اور ایک ایسي گھاٹي سے رستہ نکالنا چاھا
جسکے ذریعہ سے میدان میں پہونچنا ممکن و متصور تھا اور غالب یہہ
ھی کہ یہہ بري خبر اس نظر سے اوڑائي گئي تھي کہ بیربل اپنے لوگوں
سمیت دغا کے جال میں پھنس جاوے اِسلیئے کہ بیربل اُس رستہ کے
پہلے سرے سے کچھہ تھوڑي دور آگے بڑھا تھا کہ پتھروں کي مار اور تیروں
کي بوچھار اُس پر پڑنے لگي اور پٹھان لوگ اُن پہاڑوں کے کناروں سے
تلواریں لیکر بیر بل کے حیرت زدہ سپاھیوں پر پھیل پڑے اگرچہ بیربل

... کے مسئلوں کا رد و انکار
... فرقہ سے بہت دنوں پہلے لڑ جھگڑ کر اُس ...
... تھے مگر اکبر نے پہلے پہل یوسف زئیوں سے لڑائی شروع کي *

بادشاهي فوج کي تباهي کا بیان

وہ بادشاهي فوج جو کابل کي اصلاح و درستي کي غرض سے منتخب
... گئي تھي راجہ بیربل بادشاہ کا مخلص خاص اور زین خاں بادشاہ
کا رضاعي بھائي بڑے سردار اُس کے تھے اور یہہ مہم ایسي قدر و منزلت
کي سمجھي گئي تھي کہ ابوالفضل لکھتا ہے کہ ہمارے اور بیربل کے
درمیان میں یہہ گفتگو پیش ہوئي کہ فوج کے دو ٹکڑوں میں سے
ایک ٹکڑے کا افسر کون آدمي مقرر ہووے چنانچہ میں نے اور بیربل
نے قرعہ ڈالے اور جب کہ بیربل کے نام کا قرعہ نکلا تو مجھکو بڑا
رنج اس کا ہوا کہ یہہ مرتبہ مجھکو نہ ملا ابوالفضل کا بھائي
فیضي فوج کے همراہ گیا † اور اُن ملکوں کو روند سوند کر برابر کیا جو پہاڑي
ٹیکروں سے پاک صاف تھے مگر جب کہ بیربل ایک تھلے میں پہونچا
تو اُس نے آپ کو درجہ بدرجہ ایسے اوکھي گھاٹیوں میں پھنسا پایا کہ
وہاں سے نکلنے کي صورت نہ تھي چنانچہ کام نا کام اُس نے مہم کو چھوڑا
اور میدان کي طرف پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا مگر زین خاں مستقل
رہا کہ بہت سے ناهموار اور سهمکیں پہاڑوں میں اُس نے راہیں نکالیں.
اور ایک ایسے مقام میں دمدمہ بنایا کہ پاس پڑوس کے قابو کے واسطے
عمدہ موقع تھا ہاں فوج آسکي روز روز کي هارتھکن کے مارے ایسي
ماندي هو گئي اور حریفوں کي ترقي روز افزوں اور شوخي و شرارت
گوناگوں کے باعث سے ایسي دب گئي کہ زین خاں بهي بیربل سے جاملنے پر
مجبور هوا غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ اگر اور کمک نہ آتي
تو دونوں سردار آپسمیں مل جل کر بهي لڑائي کو قایم نہ رکھہ سکتے *

---

* اکبر نامہ ۱۲

جاگیریں تمکو مباح و جایز هیں اور اُنکے دلوں کو اس وعدہ سے خوش کیا تھا کہ ساری دنیا کي حکومت ایک دن تمکو حاصل هوگي چنانچہ بہت جلد اُس نے بڑا فرقہ قایم کیا اور نام آسکا روشنیا رکھا اور سلیمانیوں اور خیبریوں پر حکومت اُسکي قایم هوئي اور پاس پروس کے لوگوں پر رعب داب اُسکا بیٹھا اور بہت؛ مدت تک بات اُسکي بني رهي یہانتک کہ اکبر کو اُس کے دبانے کي ضرورت پڑي غرض کہ بایزید اپني دلاوري دلیري کے سہارے اور خادموں اور مریدوں کے بھروسے میدان میں بادشاهي فوج کا مقابل هوا مگر انجام اُس کا یہہ هوا کہ آسکے مریدوں کا قتل عام هوا اور آپ بھي شکست سے بڑي پشیماني اُٹھاکر تھوڑے دنوں کے بعد † مرگیا مگر بعد آسکے اُس کے بیٹوں نے آسکي گڑي هڈیوں کو اوکھاڑ کر تابوت میں رکھا اور تابوت کو کندھوں پر اُٹھاکر اپنے گروہ کے آگے آگے لیئے پھرے اگرچہ سنہ ۱۵۸۵ ع تک اُن کے پہاڑوں سے آگے رعب داب اُن کا باقي نرها تھا مگر سنہ الیہ کے آخر میں جب کہ آس کا چھوٹا بیٹا جلالا اپنے لوگوں کا سردار هوا تو ایسي دھوم دھام سے آس نے سرداري کي کہ کابل کے معمولي حکام آس کا مقابلہ نکرسکے حکومت کابل کي یہہ صورت تھي کہ مرزا حاکم کے انتقال کے بعد آس کي حکومت؛ بلا واسطے اکبر کے تصرف میں آئي تھي اور راجہ مان سنگھہ اکبر کي طرف سے اُسپر حاکم تھا اور اس راجہ کے حسن قابلیت کي تائید اور آس علاقہ کا استحکام جو بادشاہ سے وہ رکھتا تھا اُس کے ملک موروثي کے فوج کي بدولت هوتا تھا مگر جلالا کے مقابلہ میں یہہ تدبیریں بھي راس نہ آئیں اور اتک کي مہم سے اکبرکي ساري غرض یہہ تھي کہ اطراف کابل کي حکومت کو تھیک تھاک کرے چنانچہ آس نے اسي نظر سے آس فوج کے تکڑے جو اتک کے مشرقي کنارے پر پڑي تھي متواتر چلتے کیئے اگرچہ یوسف زئي

---

† ڈاکٹر لیڈن صاحب کا بیان روشنیا فرقہ کي بابت مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد دوم صفحہ ۳۶۳

... نئي نئي تقسيمين عمل مين
... قايم رکهي جاتي تهي که کهي نئي
... تهين اگرچه وه لوگ هندوستاني غلامون سے اچهے معاملے برتتے تهے
... مگر حکومت مين شريک نکرتے تهے اور جسطرح غلامون کي نسبت چال
... چلن مين معزز و ممتاز تهے ويسے هي رنگ روپ کے کهرے نکهرے هونے
... مين بهي فضل و فوقيت رکهتے تهے *

يوسف زئيون کے علاوه جو جو قومين ميدانون اور پيچهے کے پهاڑون
مين جنوب کي جانب بستي تهين آنکي سياست پر بهت عرصه گذرا
تها اور وه هندوستان کے مسلمانون سے بهت ملتي جلتي تهين مگر کوه
سليمان والون مين سے کسي کسي قوم کے ملک يوسف زئيون کے ملکون
کي نسبت بهت زياده ناهموار اور طور و طريق أن کے يوسف زئيون کي
نسبت نهايت ناشايسته اور بيکار تهے بابر نے شمال مشرق والون کے مطيع
بنانے مين بڑي کوشش کي اور تهوڑي قومون پر کاميابي بهي حاصل
هوئي مگر يوسف زئي هرگز مطيع أسکے نهوئے اگرچه أس نے تاليف قلوب
کي تدبيرين بهي برتين اور أن کے سهل گزار ملکون پر حملے بهي کيئے مگر
کچهه کام أس کا نه نکلا *

وه قصے قضايے جو اکبر کو حال مين پيش آئے آس ديني حرارت
کي ضرورت سے واقع هوئے جو تهوڑے برسون پہلے يوسف زئيون مين قائم
هوئے تهے بيان أسکا يهه هی که ايک شخص بايزيد نامي نے پيغمبري کا دعوي
کيا تها اور قرآن کو آٹها رکها تها اور لوگون کو يهه تعليم کرتا تها که خدا کے
سوا کوئي شی موجود نهين اور هر جگهه وهي موجود و حاضر هی اور تمام
صورتون مين وهي مانند مت بدلي هوئي هی اور خداے تعالی هر طرح
کي عبادت کو پسند اور رنج و مشقت کي عبادتون کو قبول نهين کر
مگر اپنے رسول کي اطاعت کو نهايت جد و جهد سے چاهتا هی اور مرو
تاکيد آس پر کرتا هی اس ليئے که پيغمبر پورا پورا آس کا مظهر هی ا
اپنے مريدون کو يهه تمام اجازت دي تهي که کافرون کا مال و متاع اور أن

جاتاھے اورھر تھپلے سے اوراور تھپلے بھي ادھر اودھر کو نکلتے ھیں اور یہہ تھپلے
کشمیر کے تھپلے سے آب و ھوا اور شکل شمایل میں مقابلہ کرتے ھیں اور ایسی
تنگ راھوں پر پورے ھوجاتے ھیں جنکے آس پاس اونچے اُونچے تیکرے
کھڑے ھیں یا وہ راھیں جنگلوں میں جاکر غایب ھوجاتي ھیں
ایسا ملک حملہ آوروں کے لیئے نہایت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے
گلو افشار ھوتا ھی مگر وھاں کے باشندے بے تکلف چلتے پھرتے ھیں
اور تپھلوں کے راھوں سے واقف ھوتے ھیں یہاں تک کہ جہاں راہ کا
نام نہیں ھوتا وھاں کھوج اُسکي نکالتے ھیں اس خطے کے قدیم باشندے
ہندوستاني تھے چنانچہ غالب ھی کہ وہ قدیم پارو پا مائیسس والوں کي
آل و اولاد تھے اکبر کے زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے اس خطہ کو پٹھانوں نے
فتح کیا اور ریاستگاہ اُسکو بنایا کہ وھاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام
اُنکے تھے بوجوت کا کام لیا اور آپ اُنکے مالک رھے بعد اُس کے سو برس
گذرنے پر یوسف زئیوں نے جو قندھار کے متصل رھتے تھے اور جلاوطن کیئے
گئے تھے اُن پٹھانوں کو اُس خطے سے خارج کیا حاصل یہہ کہ وہ یوسف
زئي خطے کے دبانے اور بہت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوہ اُس
خود مختاري کے جو پہاڑي لوگوں کي اصل طبیعت میں رکھي گئي
مال و دولت کا نشا بھي رکھتے تھے اور اُنکي جمہوري سلطنت سے بات اُنکي
بہت بن پڑي تھي اگرچہ ھر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تھا مگر امن
چین کے دنوں میں کوئي بات اُسکو اسکے علاوہ حاصل نتھي کہ وہ اپنے
لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواھشیں اور لوگوں پر جتاوے
ھر گانوں کے رھنے والے ملکي کارباروں کا اھتمام کرتے تھے چنانچہ پنچایت
کي معرفت جھگڑے چکائے جاتے تھے اور کسي نہ کسي ضرورت سے گانوں کي
چوپالوں میں ھمیشہ جمگھٹ جمتے تھے علاوہ اُسکے گانوں کے چوپالوں
میں چار آدمي بیٹھہ کر جي بھي بہلاتے تھے اور مسافروں اور مہمانوں
کا اُتارا بھي رھتاتھا اراضیات کي بانٹ آپس میں برابر تھي اور یہہ برابري

آس باغ کي سير فرمائي مگر اُس کے جانشینوں نے اُس دلپذیر خطے
کرمي کا ٹھکانا بنایا اور اب بھي کشمیر کو یہہ بات حاصل هے کہ وہ تمام
سیا بلکہ ساري دنیا میں عجیب مقام عشرت انتظام هے *

شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنیکا بیان

بعد اُسکے جو لڑائي کے سامان اکبر نے مہیا کیئے وہ ایسے بلا باعث
تھے جیسے کہ کشمیر کے دعاوے بلا سبب واقع ہوئي تھی مگر اکبر کو اس
لڑائي میں برے کورے معاملے پیش آئی اور بہت تھوڑي کامیابي هاتھہ آئي
شمال مشرق کے افغانوں سے یہہ لڑائي پیش آئي جو پشاور کے اس پاس
کے پہاڑي ملکوں میں بستے رستے هیں یہہ میدان ایسا زرخیز اور بڑا چوڑا چکلا
هے کہ هندوستان کي پیداوار اور بلاد مغرب کي معتدل آب و هوا پر مشتمل
هے اور اُس کے شمال پر کوہ هندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ
سلیمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر اُن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ
واقع هے جو خیبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سلیمان سے اٹک تک
پہیلا ہوا هے یہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ هے اور اس
ٹکڑے کے رهنے والے برد راني کہلاتے هیں اور باقي پٹھانوں سے بول چال
اور چال ڈھال میں نرالي تھے یعني امتیاز اُنکا اور پٹھانوں سے چند
خصوصیات کے ذریعہ سے حاصل هے *

اس خطے کا شمالي حصہ یوسف زئي پٹھانوں کا مقبوضہ هی اور شمال
مشرقي والی افغانوں میں یوسف زئیوں کي بڑي کثرت هے چنانچہ وہ باقي
قوموں کي پہچان کے لیئے عمدہ نمونہ هیں یوسف زئیوں کے ملک میں پشاور
کا شمالي حصہ بھي داخل هی اور پہاڑوں کے بالا بالا پہیلتا پہیلتا هندوکش
وهانتک پہونچتا هی جہاں برف کي جمارت رهتي هی چنانچہ اِس خطے میں
کوئي کوئي تھپٹ † تیس تیس اور چالیس چالیس میل کا چوڑا چکلا پایا

† تھپٹ اُس میدان کو کہتے هیں جو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہوتا هی

مطابق سنہ ۹۹۴ هجري میں اتک بنارس سے جہاں اُن روزوں وہ موجود تھا تھوڑي‌سي اپني فوج مرزا سلیمان کے بیٹے مرزا شاہ رخ جسکا باپ بدخشاں کي حکومت سے خارج ہوکر اکبر کے متوسلوں میں داخل ہوا تھا اور راجہ بھگوانداس اپنے سالے جے پور والے کے تحت حکومت کرکے اُسے غنیمت کي امید پر روانہ فرمائي جو آپس کے خلاف و نزاع سے جوکھوں میں پڑي تھی منجملہ اُن مذکورہ موانعوں کے جنکي روک ٹوک کے باعث سے کشمیر تک رسائي دشوار تھي برف کي مار مار ہوي تھي جسکے سبب سے بادشاهي فوج کا گذرنا نہایت دشوار ہوا اگرچہ وہ فوج اُس راہ سے داخل ہوئي جسکي حفظ حراست سے کشمیر والی غافل تھے مگر یہہ دشواري پیش آئي کہ کہانے پینے کے ذخیرہ ایسے پہاڑوں میں صرف ہوگئے کہ وہ سہل گذار اور بار آور نتھی علاوہ اُسکے اور ایسي مشکلیں پیش آئیں کہ اُنکي ضرورت سے والي کشمیر اور اُن دو سرداروں میں یہہ عہد نامہ لکھا گیا کہ والي کشمیر اکبر کي فضل و فوقیت کو تسلیم کرے اور آپ کو چھوٹا سمجھی اور باقي امورات ملکي میں اکبر کي جانب سے کسي قسم کي دست اندازي نہوگي مگر اکبر اس عہد نامہ سے راضي نہوا چنانچہ اُس نے دوسري فوج اُسطرف کو روانہ کي جسکو پہلي فوج کي نسبت زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور کشمیر کے قصے قضائی جو بہت ھي چھل پھل رہی تھے اُس کشمیري فوج تک پہونچے جو کشمیر والی کي جانب سے راہ کي نگہباني پر متعین تھي چنانچہ تھوڑي سي فوج اکبر کي فوج سے مل گئي اور باقي فوج اپني جگہہ چھوڑ کر خاص کشمیر کو چلي گئي غرض کہ جب روک ٹوک والی اوٹھہ گئے تو کشمیر اون فیروز مندوں کے ترس کہانے اور جان مال بخشنے کي محتاج و ملتجي رهي یہانتک کہ والیئے کشمیر نے اطاعت قبول کي اور دربار دلي کے امیرونمیں داخل ہوا اور صوبہ بہار میں کافي جاگیر اُسکي ضروریات کے لیئے مقرر کي گئي بعد اُسکے اکبر نے کشمیر کا سفر کیا اور نئي فتح کا مزا اُٹھانا چاھا چنانچہ وہ کشمیر میں گیا اور بعد اُسکے باقي سلطنت میں دو بار اور اس مرتبہ کے

کے بہتے ہیں یا اُن آبشاروں کی مانند اُنچی چوٹیوں سے پڑتے ہیں اور یہہ نالے مختلف مقاموں اور خصوص اُن دو جھیلوں میں فراہم ہوجاتے ہیں جن کے کناروں کی وضع اور ہیئت مختلف ہی اور مصنوعی باغ اُن میں بہتی بہرتے ہیں غرض کہ یہہ ساری باتیں کشمیر کے مشہور عزت کے وسیلہ ہوں جن کی بدولت سارے ملکوں سے سبقت لیگئی *

بڑی بڑی خطرناک راہوں میں سے اس بہشتی ٹکڑے تک رسائی ممکن ہی اور باوصف اُسکے دشوار گذار چڑھائی کی راہ اُسکی نیچ اونچ کے ہونے سے نہایت ناہموار اور تنگ پیچدار کوچوں پر مشتمل ہی اور کہیں کہیں وہ راہ ایسی ٹکروں پر گذرتی ہی جن کے نیچے گہرے اور سخت تند بہنے والی دریا بہتے ہیں پہاڑ کا وہ بلند حصہ جہاں سے کشمیر کی اوتار شروع ہوتی ہی ایک موسم میں برف کی کثرت سے نہایت صعب گذار ہوجاتا ہی یہاں تک کہ بعض بعض جگہہ گذرنا بہی ممکن نہیں ہوتا کشمیر کی ریاست کبھی ہندوؤں کے قبضہ میں برابر رہی اور کبھی تاتاریوں کے تصرف میں مسلسل چلی آئی مگر یہہ حال اُس کا چودھویں صدی تک قایم رہا بعد اوسکی ایک دلاور مسلمان اُسپر قابض ہوا اور اکبر کی یورش تک مسلمانوں کا قبضہ قایم تہا † اور اکبر کو کشمیر کی امید اُن نزاعوں کے باعث سے پیدا ہوئی جو والی کشمیر کے خاندان میں واقع ہوئی تہیں چنانچہ اُسنے سنہ ١٥٨٦ ع

---

† کشمیر کی وہ مشہور تاریخ جو راجہ ترنگنی کے نام سے نامی گرامی ہی اِستِثنیٰ بیان کے قابل پائی جاتی کہ وہی تاریخ سنسکرت میں علم تاریخ کا نمونہ ہی اِس تاریخ کو چار مورخوں نے لکھا چنانچہ منجملہ اُن کے پہلے مورخ نے سنہ ١١٤٨ میں وہ تاریخ لکھی اور اُسنے پہلے مورخوں کے حوالہ ایسے راستی درستی سے لکھے کہ اُسکی راستی بیانی اعتماد کے قابل ہی اور تاریخ مذکور کے پہلے حصہ میں تاریخوں کے دستور کے موافق جہوٹی جہوٹی باتیں لکھی ہیں مگر سنہ ٦٠٠ ع کے قریب تک بحسب تدریج اُس کے واقعات مندرجہ ٹہیک ٹہیک ہوجاتے ہیں اور اُس کے بعد کے حالات واقعی سب درست ہیں (ولسن صاحب کی تاریخ کشمیر مندرجہ جلد ایشیاٹک سوسئیٹی ۱ صفحہ ۳ ـ ٨٥)

مگر جب کہ اُس کو یہہ امر دریافت ہوا کہ مرزا سلیمان اُس کے رشتہ دار حاکم بدخشاں کو عبداللہ خاں اوزبکوں کے سردار نے بدخشاں سے خارج کیا تو بخوف اسکے کہ خدانخواستہ عبداللہ خاں آگے کو بڑھائي چڑھائي نہ کرے یہہ ضرورت پیش آئي کہ کابل کو خود روانہ ہوا مگر عبداللہ خان اوزبک نے بدخشاں پر قناعت کی اور آگے کا ارادہ نہ کیا اور جب کہ اکبر نے بدخشاں کي اپني موروثي حکومت کو چھوڑنا نچاہا تو دونوں کے آپس میں بني رهي اور طرفین کي امن چین سے گذري اُن شمالي پہاڑوں میں بادشاہ اب مقیم تھا جنکا بہت سا حصہ اُس کي قلمرو میں شامل تھا اور اسي باعث سے ایسي نئي روش کي لڑائیوں میں مبتلا ہوا کہ اُس کو ایسي سخت مشکلیں پیش آئیں کہ ویسي کڑي مشکلیں آج تک کہیں پیش آئي نہ تہیں *

کشمیر کي فتح کا بیان

منجملہ کڑي لڑائیوں کے پہلي لڑائي کشمیر سے متعلق تھي جو ایک مشہور حکومت گاہ اور کوہ ہمالہ کے جگر میں بڑے چوڑے چکلے میدان پر واقع هی اور اُن پہاڑوں کي بلندي کے نصف سے زیادہ زیادہ بلندي پر بستي هی اور آب هوا اُس کي اس لیئے لطیف و پاکیزہ هی کہ بلندي پر واقع هی اور هندوستان کي حرارت اور بہت بلند کوهستانوں کي برودت سے اِس لیئے محفوظ هی کہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں محصور هی اور باوصف اِس کے کہ کوہ ہمالہ کي برف دار چوتیوں کے بیچا بیچ بستي هی بیل بوتوں سے معمور اور پہل پھولوں سے بھر پور هی اور همیشہ بہار سے سبز و شاداب رهتي هی چنانچہ اکثر اوقات اُس جگہہ بہار کا موسم پایا جاتا هی مختلف ولایتوں کے درخت اُسکي زمین پر پھیلے هیں اور سیکڑوں قسموں کے خود رو پہل پھول بڑي کثرت سے پہاڑوں اور ٹیلوں پر جگہہ جگہہ پائے جاتے هیں اور اُس کے هموار خطوں کو اُن بہتي نالوں کے ذریعہ سے پاني پہونچتا هی جو پہاڑوں کي گھاٹیوں سے جھر جھر

ر
س اپنے ملک موروثي کے ارادے سے حملہ کیئي گیا مگرجیسی که حد
جهد آسکی صایع گئي ویسی هي بادشاهي لوگون کي وه سعي و
سخت هي نا کام رهي جو جزیره نما میں گهسنی کے لئي عمل میں
ئي هي غرض که ایک عرصه تک دونوں کي سعي و کوشش براسمات
کے سوا کوئي دیدا مترتب نهوا که اکراج کهبت آنکے هاتهه رها تو کل وه
ء لب الی اور طرفین کو طرح طرح کے نقصان پهونچی *

سنه ۱۵۸۹ع میں اعظم خاں مذکور ایک موقع پر سمندر کے جنوبي
کنارے تک پهونچا اور بڑي سخت لڑائي لڑا اگرچه کهبت اُس وقت
مشتبهه رها مگر آخرکار یهي واضح هوا که مغل هي پس پا هوئی
بعد اُس کے عهد مذکور سے چار برس اور اغاز بغاوت سے بارہ برس بعد
سنه ۱۵۹۳ع میں مظفر شاہ گجراتي جب اُس وقت پکڑا گیا که اوسنه
گجرات کے اُس حصے پر دهاوا کیا تها جو مغلوں کے قبضه میں تها اور
جب که وه شامت کا مارا آگره کو روانه کیا گیا تو غیرت کے مارے عین
رسته میں اوسترے سے گلا کاٹ کر مرگیا اور دین و دنیا کا نقصان اُٹهایا *

دوسرا باب

بیاں اُن واقعات کا جو سنه ۱۵۸۶ع سے اکبر کے مرنے تک واقع هوئے

مظفر شاه گجراتي کے جزیره نما میں بهاگنے کے بعد اکبر نے سنه ۱۵۸۶ع
میں دکن کے قضیے قضایوں میں دخل دینا شروع کیا مگرجو ارادہ اُسنے
دکن کے معاملوں کي نسبت پہلی پہل کئے وه بڑے تهوڑے چاهئے
بیاں اُن کا مفصل وار اوپکا اسلیئی که دخل مذکور کے تهوڑے دنوں
اکبر کو اپنے ملک کے شمالي حصه کے کام کاج میں مصروف هونا پڑایه
سنه ۱۵۸۵ع میں مرزا حکم اُس کا بهائي مرگیا اگرچه مرزا حاکم
بعد اُس کے مملکت متروکه پر قبضه و تصرف کرنا چنداں دشوار نه

وسیکو عنایت فرمائي غالب هی که بعد اسکی مرزا حاکم بجي جان سے
مطیع اسکا رهاجوں هي که باد شاه اس انتظام سے فارغ هوا تو جی پور
والے راجه بهگوان داس کو پنجاب کا حاکم مقرر کرکے اگره کو واپس آیا
اور سند الیه میں وه قلعه بنوایا جو اجتک اٹک کے بڑے گهاٹ پر قایم دایم
اور اٹک بنارس کے نام سے نامي گرامي هی *

گجرات کي بغاوت کا بیان

مظفر شاه گجراتي اپني حکومت سے هاتهه اوٹهاکر بادشاهي فوج کے
ساتهه اگره میں آیا اور بادشاهي دربار میں تهوڑے دنوں حاضر رها بعد اوس
کے اوس جاگیر میں رهنی سهنی لگا جو اوسکے لیئے مقرر هوئي تهي اور
ایسا گهل مل گیا که کوئي شک شبهه آسکي نسبت باقي نهیں رها چنانچه
سنه ۱۵۷۳ ع سے لغایت سنه ۱۵۸۱ ع تک ویسے هي بادشاهي توسل
میں دن گذارے مگر اور صورتوں کي مانند اس صورت میں بهي اپني
فیاضي اور دریادلي سے بهت سا نقصان اکبر نے آٹهایا بیان آسکا یهه هی
که گجرات میں هنگامه برپا هوا اور شیر خاں فولادي نے جو پهلے هنگاموں
میں بهي شریک و معاون تها مظفر شاه کو آسپر امادہ کیا که وه اپني
موروثي حکومت پر قبضه کرے غرض که سنه ۱۵۸۱ ع مطابق سنه ۹۸۹
هجري میں بڑا هنگامه برپا هوا اور یهاں تک نوبت پهونچي که بادشاهي
فوج اپني جگهه سے هل جلکر جالاہن میں لوٹ جانے پر مجبور هوئي اور
مظفر شاه احمد آباد اور بروچ بلکه سارے صوبه پر قابض هوا حاصل یه که
بیرم خاں کے بیٹے مرزا خاں کو هنگامه کے دبانے کي غرض سے روانه کیا
گیا چنانچه آس نے ماه جنوري سنه ۱۵۸۴ ع مطابق محرم سنه ۹۹۲
هجري میں مظفر شاه کو شکست دیکر گجرات کے آس ٹکڑے پر دوباره
قبضه حاصل کیا جو هندوستان اور جزیره نماے گجرات کے بیچ میں واقع
هے مگر مظفر شاه جزیره نماے گجرات کے خود مختاروں میں چلاگیا اور
وهاں سے مرزا خاں کے دهاووں کو پیچهے هٹایا اور مختلف مختلف وقتوں

... سمیت آس حاسب کو روانه کیا چنانچه مان سنگهه نے
... کی سرحد پر پٹهانوں کو شکست دیکر کٹک کی جانب کو
... اور بعد آس کے کڑی کڑی تدبیریں کرتیں اور کہیں کہیں جاگیریں
قایم رکهیں غرض که عمده عمده تدبیروں سے پٹهانوں کو شیشه میں
... قایم کیا اور اڑیسه کو
...را *
سنه ۱۵۹۲ ع میں پچهلا جهگڑا پٹهانوں نے ... نه هوئی اور اُسی
...انا چاها مگر وه ناکام رهے اور مراد اُن کی پوری
زمانه سے پٹهانوں کا دعوی باطل هوگیا اگرچه بعد اوس کے باپ سنه
۱۶۰۰ ع میں قتو کے بیٹے عثمان نے سر آٹهایا *

مرزا حاکم کی بغاوت کا بیان

... میں مصروف تهے که اکبر کا التفات
اکبر کے سردار بنگاله کے نظم و نسق میں مصروف تهے که اکبر کا التفات
ابنی سلطنت کے دور دراز حصه یعنی کابل پر مایل هوا تفصیل آس
کی یهه هی که اکبر کے بهائی مرزا حاکم نے جو ایک مدت سے اس جیں
سے کابل پر قابض تها ابنی حکومت کو دراج کرنا چاها چنانچه اُسنے
پنجاب پر دوباره حمله کیا اور راجه مانسنگهه حاکم پنجاب آسکی مقاومت
نکرسکا اور پچهلے پهروں لاهور میں گهسنے پر مقدور هوا یهانتک که خود اکبر
کو بذات خود یورش کرنے اور محاصرے کے آٹهانے اور صوبه کو غنیم سے
چهڑانے کی ضرورت پڑی چنانچه اکبر خود متوجهه هوا مگر مرزا حاکم
... نه اٹها سکا بعد اُسکے پوری سنه ۱۵۸۱ ع مطابق ...
... میں اکبر نے یهه سوچ سمجهکر که اب همارا حال ایسا ...
... تدارک چهوڑیں بهگوڑوں کا پیچها کیا یهانتک ...
... گیا مگر مرزا حاکم اسکا مقابله نکر سکا اور ...
... حاکر چهپ گیا اور اکبر کا قبضه کابل ...
... کوئی بات پیش پڑی تو دام ناکام ...
... اسکا قبول فرمایا اور اُسکی حکو...

کو چلے گئے غرض کہ بغاوت کے قصے قضاے تین برس تک قایم رہے مگر بعد اُس کے ٹوڈر مل کے قایم مقام اعظم خاں نے وہ جھگڑے چکائی معلوم ہوتا ہی کہ اعظم خاں نے بہت سے باغي سرداروں کو روپیہ پیسے دیکر راضي کیا اور بہت سے مغل پٹھان سرداروں کو انہیں جاگیروں پر قابض رکھا جن پر وہ قابض و متصرف تہے ‡ *

مغلوں کي بغاوت کے زمانہ میں داؤد شاہ کے پرانے پرانی رفیق یہاں اپني اپني جگہہ نکمی نہ بیٹھے تہے چنانچہ جب بغاوت پر تھوڑا عرصہ گذرا تو وہ لوگ ایک شخص قتو نامي کے تحت حکومت ہوکر اکہتے ہوئے اور تھوڑے دنوں میں اوڑیسہ اور علاوہ اُس کے اُس سارے ملک پر قبضہ کیا جو بردوان کے متصل دریاے دمودر تک واقع ہی بعد اُس کے جب بغاوت فرو ہوئي تو اعظم خاں بنگالہ سے واپس لوٹا اور راجہ مان سنگہہ اکبر کا بلایا ہوا کابل سے آیا اور اس نئي لڑائي کا مہتمم مقرر ہوا چنانچہ مان سنگہہ اُس ملک میں پہونچا جو پٹھانوں کے ہاتھہ تلے دبا ہوا تھا اور برسات کے پورے ہونی تک وہاں پڑا رہا جہاں اب کلکتہ بستا ہي بعد اُس کے اُس کي فوج کے بڑے ٹکڑے نے دشمنوں سے شکست فاحش کہائي اور اُس ٹکڑے کا سردار اُس کا بڑا بیٹا پکڑا گیا اگرچہ مان سنگہہ کي صورت بظاہر اچھي نتھي مگر اُس کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۹۰ع میں قتو مرگیا بعد اُس کے عیسی نامي ایک شخص نے جو ہوشیار اور برد بار تہا قتو کے بال بچوں کي سرپرستي کي اور مان سنگہہ نے اِس سردار سے یہہ عہد نامہ کیا کہ قتو کي اولاد ایسي طرح اوڑیسہ پر قابض و متصرف رہے کہ بادشاہ کي متوسل سمجھي جاوے دو برس گذرے تہے کہ عیسی بھي مرگیا اور لوگ اُس کے جانشین سے سخت متنفر ہوئی اِس لیئے کہ اُس نے جگناتھہ کے مشہور مندر کے چڑھاوے کو ضبط کیا اکبر نے اُس بھول چوک کا موقع دیکھکر راجا مان سنگہہ

---

‡ اسٹوارٹ صاحب کي تاریخ بنگال ۱۲

ھونی لوگ آس میں بھرے ھونی
ابا نکیا تھا چنانچہ وہ پٹھاں لوگ آس میں بھرے ھونی جو
حنکي تعداد اُن پٹھانوں کي حلوت نشیني سے بہت درہ گئي تھي جو
یوں کي ملازمت سے آں دنوں منکر ھوگئے ھے حب کہ تیموریوں نے
دوستاں کے مالائی حصہ کو فتح کیا تھا اکبر کے سرداروں نے بہار و بنگالہ
پریشاني سے فائدہ آٹھایا چنانچہ آنھوں نے پٹھانوں کي جاگیروں پر
خاص اپنے لیئے قبضہ کیا اور محاصل کي دست یہہ فترہ سنایا کہ جو
چنچہ ملک سے حاصل ھوا تھا وہ لڑائي میں کام ایا مگر حب کہ اکبر
محاصلوں کي ترمیم میں مصروف تھا تو بنگال آس زمانہ میں فتح
ھوچکا تھا یہاں تک کہ حاکم بنگالہ کو یہہ حکم ھوا کہ صوبہ کا محاصل
باد شاھي خزانہ میں داخل کرے علاوہ اِس کے صوبہ کي جاگیروں کي
سخت سخت تحقیقات اور اُن فوج والوں کي فہرستیں بھي بتاکید تمام
طلب ھوئیں جنکے واسطے وہ جاگیریں بہامي گئی تھیں مگر فوج والوں
نے تعمیل آں حکموں کي اس لیئی نکي کہ وہ لوگ اپنے زور ٗد قوت سے
واقف ھے اور بنگالہ کو آنھوں نے فتح کیا تھا † غرض کہ پہلے پہلے بنگالہ
میں فوج کے لوگ باغي ھوئے اور بعد آس کے بہار میں بغاوت کا ھنگامہ
برپا ھوا یعني باقی فوج بھي سرکش ھوگئي اور حب کہ اکبر نے یہہ
دیکھا کہ میں اپنی فوجات کے ثمروں سے محروم رھا اور محمدرمي کے سوا
میں ابھي مقابلہ کو امادہ ھیں تو نہایت پریشاں ھوا اور بعد
بیس ھزار ادمي کے ساتھ لڑنے بھڑنے سے
آس کے کہ بادشاھي جاں نثاروں کو باغیوں کے ساتھ لڑنے بھڑنے سے
بہت سے نقصاں پہونچے سنہ ۱۵۷۹ ع مطابق سنہ ۹۸۷ ھجري میں راجہ
تودر مل کو بنگالہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ پہلی وار اِس رتبہ داب کي
بدولت جو اُس کو ھندو زمینداروں پر حاصل تھا کسقدر کامیاب ھوا مگر حب کہ وزیر دھلي نے روپیہ پیسے کا سخت مطالبہ کیا تو منتہ
ایسے سرداروں کے جو باغیوں سے علحدہ ہوگئے ھے بہت سے سردار آپ

† ... صاحب کي تاریخ بنگال و منتخب التواریخ

بادشاهي فوج کا دوبارہ اُس نے مقابلہ کیا اور بہت بري طرح پیش آیا یہاں تک کہ انجام اُس نے شکست کہائي اور خلیج بنگالہ کے کناروں تک بھاگا گیا مگر باوجود اسکے اتني قوت رکھتا تھا کہ اطاعت کي شرطوں کو دب کر قبول نہ کیا اور اوڑیسہ کو اپنے لیئی قایم رکھا اس لڑائي کے مشہور سرداروں میں تو ڈرمل بھي شامل تھا جو سلطنت کے وزیر محاصل ہونے سے مشہور ہوا اور جب کہ بنگالہ میں امن چین ہو گیا تو اور سرداروں سمیت اُسکو بھي بلایا گیا اور ایک والا منصب سردار کو بنگال پر حاکم چھوڑا گیا چنانچہ یہہ حاکم صوبہ بنگال کي پراني دارالحکومت یعني لکھنوتي میں متمکن ہوا مگر لوگوں کے بھاگ جانے اور بستي کے اوجڑ پڑے رہنے سے آب و ہوا اوسکي ایسي خراب ہو گئي تھي کہ وہ حاکم مرگیا اور جانشین اُسکا حکومت کے کام کاج کو پورا پورا سنبھالنے نہ پایا تھا کہ داؤد شاہ نے لڑائي شروع کي اور بنگالہ کو پامال کیا یہاں تک کہ بادشاهي فوج ایک جگہہ اکھٹي ہونے اور صوبہ بہار سے مدد مانگنے پر مجبور ہوئي حاصل یہہ کہ انجام کار ایک لڑائي ایسي پڑي کہ داؤد شاہ شکست کھا کر مارا گیا بعد اُس کے روتاس گڈہ واقع صوبہ بہار جو اب تک فتح نہ ہوا تھا پورے محاصرے کے ذریعہ سے تھوڑي مدت کے بعد اُس فوج کے ہاتھوں سے فتح ہوا جو اُس کے محاصرے کے لیئی مقرر ہوئي تھي غرض کہ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ ہجري میں بہار و بنگال اسلام کي حکومت میں دوبارہ داخل ہوئی اور پٹھانوں کي رهي سہي حکومت هندوستان سے معدوم ہوئي *

فوج بنگالہ کي بغاوت کا بیان

اکبر کے زمانہ میں بہار و بنگالہ کي ایسي صورت تھي کہ امن چین کا همیشہ قایم رهنا نہایت دشوار تھا اِس لیئے کہ اب بھي جنوب کا پہاڑي جنگلي خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے پاس پروس کي دلدلیں اور جنگل باغي مفسدوں کے ٹھکانے تھے مغلوں نے بنگالہ کو ابتک

بنگاله کي فتح کا بيان

دوسرا کام اکبر نے يهه کيا که بنگاله کي فتح حاصل کي بياں اُس کا
هی که سنه ۱۵۶۰ع میں بہار کا کسیقدر حصه شیر شاه ثانی کے
ست کیانے پر بادشاه کے قبضه میں آ چکا تها مگر باقي بهار اُس ملک
میت جو شرقي جانب میں واقع تها اب تک محکوم اُسکا نهوا تها اور
ہمایوں کي مراجعت سے پہلے بنگاله کا یهه نقشه تها که عدلي شاه
کے قبضه سے نکلکر پٹهانوں کے زیر حکومت هو گیا تها اور اکبر کے زمانه
میں داؤد شاه پٹهان اُسپر قابض تها جو نہایت ضعیف اور عیاش بادشاه
تها اور وزیر اُسکا ایسا حاوي هو گیا تها که اُس کے قایم مقام هونے پر آماده
تها مگر یهه بادشاه اُس زمانه میں ملکي لڑائي میں جي جان سے مصروف
تها اور وجهه اُس کي یهه تهي که اُس نے وزیر کو قتل کیا تها جسکي
طرف سے اُس کو خطره تها اور ملک والوں نے اُس سے لڑنا ٹهرایا تها *
اکبر کو ان جهگڑوں سے یهه فایده حاصل هوا که داؤد شاه سے باجگذاري
کا اقرار لیا مگر جب که چند روز امن و سلامت سے گذرے تو یهه اوچها
بادشاه اپني خود مختاري کا دعوی کر بیٹها اکبر نے بذات خود چڑهنا
مناسب سمجها چنانچه عین برسات میں روانه هوا اور لڑائي کے سامانوں
اور رسد کے ذخیروں اور تهوڑے بهت لوگوں کو گنگا جمنا کے ذریعوں سے
منزل مقصود تک پهونچایا یہاں تک که سنه ۱۵۷۵ع مطابق سنه ۹۸۳
دهجري میں بہار سے گذرا اور کوئي سامنے اُس کے نہرا اور داؤد شاه
خاص بنگاله کو چلا گیا بعد اُس کے اکبر نے اپني نائبوں کو بایں نظر
چهوڑا که فتح کي پیروي کر کے تکمیل کو پهونچاویں اور آپ آگره کو
چلا آیا *
بنگاله کا ہاتهه آنا ایسا آسان نهوا جیسا که هاتهه آنے سے پہلی سمجه
گیا تها اسلیئے که اگرچه داؤد شاه † اڑیسه کو چلا گیا مگر بعد اُس

† واضح هو که اس مقام اڑیسه سے وه تهوڑا سا ملک مراد هی جو مسلما
... سلسلند میں صوبه مذکور میں داخل تها اور اب وه وسیع اور کناره هر

بادشاہ نے نہایت چستي چالاکي بلکہ اس ہوشیاري اور دور اندیشي
کے تقاضے سے جو اسکي طبیعت میں رکھي گئي تھي یہہ ارادہ کیا کہ
بلا وساطت غیر اپنے بگڑے کاموں کو سنوارے چنانچہ اُس نے دو ہزار
سوار اس تاکید سے روانہ فرمائے کہ سیدھي راہ اختیار کرکے شتاب
درشتاب آپ کو جالاپن میں پہچائیں اور بعد اس کے ایسے تین سو
بہادر سواروں سمیت اونٹوں پر سوار ہوکر روانہ ہوا جنمیں بہت سے امیر
و سردار تھے اور یہاں تک سواریوں سے کام لیا کہ ساڑھے چار سو میل کے
سفر کو نو روز کے عرصہ میں پورا کیا اور برعکس اس خراب موسم کے نویں
روز اپني فوج کو گجرات میں اکھٹا کرکے تین ہزار آدمیوں سے دشمن کا
سامنا کیا اگرچہ فوج اسکي باغیوں کے مقابلہ میں بہت کم تھي مگر
بادشاہ کے یکایک گجرات میں آجانے سے باغیوں کو حیرت ہوئي چنانچہ
سارے باغي افسردہ ہوگئے علاوہ اس کے باغي ایک ایسے محاصرہ میں
مصروف اور ایسي بلا میں مبتلا تھے کہ محصور اُنپر حملہ کرسکتے تھے اور
بادشاہ اپني جلدي اور تندي کے باعث سے دوبارہ خطرہ میں پڑا مگر
آخر کار اُسکو کامیابي حاصل ہوئي چنانچہ حسین مرزا اور بہادر شاہ
گجراتي کا سردار اُسکا رفیق دونوں مارے گئے اور گجرات میں امن چین
ہوگیا اور اکبر آگرہکو واپس آیا † *

† جب کہ اکبر اس لڑائي سے پہلے ہتیاروں سے آراستہ پیراستہ ہورہا تھا تو
اُس نے یہہ دیکھا کہ ایک نوجوان گبرو کسي راجپوت راجہ کا بیٹا ایسا بھاري زرہبکتر
پہنے ہوئے ہی کہ وہ اُسکے بوجھہ [illegible] جاتا ہی اور بوجھہ اُسکا [illegible] کتا
اکبر نے سامان اُسکا لیا اور اپ[illegible] دیا جو بہت ہلکا [illegible] اور
راجہ کو بے زرہ بکتر دیکھکہ [illegible] اُس بھاري بوجھہ [illegible] لے
جویں ہیں بیکار ہے [illegible] [illegible]رو جوان کے باپ [illegible] انچہ
وہ جوان گبرو پیچھ [illegible] برہم ہوا کہ با[illegible] ے
[illegible]ے کیا اور یہہ بات [illegible] بکتر کي حاج[illegible] اُسکے
[illegible] گا بادشاہ نے اُ[illegible] نکیا بلکہ [illegible] مجھکو
[illegible]ات گوارا نہیں [illegible] مجھہ سے [illegible] پڑیں اور
مناسب ہی [illegible] [illegible]نر کي پروا

جہاریوں کے کوچہ تھے اور حسین قلی تین سواروں کے سوا چوتھی کا گذارا نتھا حاصل یہہ کہ اس موقع پر دشمنوں نے اکبر کو یہاں تک دبایا کہ ایک بار اپنے رفیقوں سے الگ ہی ہوگیا اور قریب تھا کہ معلوب ہوجاوے مگر آسکے تھوڑے سے لوگوں میں بڑے بڑے سردار اور چیدہ چیدہ دلاور موجود تھے چنانچہ ان سرداروں کے علاوہ جے پور والا راجہ بھگوان سنگھہ اور اسکا بھتیجا اور لی پالک راجہ مان سنگھہ اکبر کا شریک و معاون تھا بلکہ انہیں راجاؤں کی سعی و ہمت کی بدولت اکبر منصور رہا اور کامیابی کو پہنچا مگر مرزا لوگ اپنی فوج سے جا ملے اور برس روز بعد اوسکے وہ متفرق ہوگئے اور مختلف مختلف کام انکو پیش آئے اور نہایت نہایت کے پھل پائے چنانچہ منجملہ اونکے ایک مرزا گجرات میں مارا گیا اور باقی بڑے بڑے مرزا ہندوستان کے شمال میں بھاگ کر گئے یعنی ناگور کے پاس پورس میں راجہ رائے سنگھہ سے شکست فاحش کہاکر اپنی اصلی جائے سنبھل کو چلے گئے اور جب کہ سنبھل سے بھاگے تو پنجاب میں لوٹ مار کرتے لگے یہاں تک کہ اٹک کی جانب بھاگی چلے گئے مگر انجام آنکا یہہ ہوا کہ بادشاہی افسروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے اور جان سے مارے گئے ہاں ایک حسین نامی مرزا گجرات سے بھاگ کر جادیس کے پہتے میں گیا اور ایسا گم ہوا کہ موت حیات اسکی معلوم ہوتی غرض کہ تسخیر گجرات کو اپنی قلمرو میں دوبارہ داخل کرکے چوتھی جون سنہ ۱۵۷۳ ع مسیحی بمطابق سنہ ۹۸۱ ہجری میں دلی کو بامراد واپس آیا ٭

... میں داخل ہوتے پھر پورا مہیا نکدرا تھا کہ بادشاہ کو کہیں یہہ ... گجرات میں پھر داخل ہوا اور گجرات کے پہلے ... کی جماعت پر کہڑا ہوگیا اور اس نے بادشاہی ... کرنے کی حکمہ جاں کا پہچانا غنیمت ... کی دشواری پیش آرہی تھی اگرچہ ... کوچ کرنا ممکن و متصور ہوا مگر

رادہ کیا کہ چتور گڈہ کي فتح پر تہوڑے دن گذرے تہے چنانچہ اکبر
نے تہوڑي سي فوج اُن کے مقابلہ پر روانہ کي مگر فوج کو کارگزاري
کا موقع ہاتہہ نہ آیا اس لیئے کہ چنگیز خاں کے مارے جانے کي
خبر سنکر اُن پریشانیوں سے فائدے اُتہانے کے لیئے جو چنگیز خاں
کے بعد گجرات میں واقع ہوئیں مرزا گجرات کو لوت گئے وہ خرابیاں
سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجري تک برابر قایم رہیں اور
جب کہ وہ ہنگامہ فرو نہوا تو اعتماد خاں نے اکبر کي منت ساجت
کرکے یہہ بات چاہي کہ گجرات کي حکومت پر ملازمان اکبري تصرف
فرماویں اور فسادوں کي اصلاح کریں چنانچہ اکبر نے ماہ ستمبر سنہ ۱۵۷۲ ع
مطابق جمادي الاول سنہ ۹۸۰ ہجري میں دلي سے کوچ فرمایا اور
نہایت چستي چالاکي سے جالاپن میں پہنچا یہانتک کہ جب جالاپن
اور احمد نگر کے بیچ میں مظفر شاہ ثالث سے ملاقات ہوئي جو نام کا
بادشاہ تہا تو مظفر شاہ نے تاج و تخت اپنا بحسب ضابطہ اکبر کو سپرد
کیا بعد اسکے گجرات کے سرکشوں کے دبانے ستا نے اور باغي مرزاؤں کے
کے پکڑنے جکڑنے اور اُنکي فوج کے بیگانے تیکانے اور سورت کو گہیر کر فتح
کرنے میں جسکا بیار بوجہہ آپ اُس نے اوتہایا تہا تہوڑا سا عرصہ صرف
ہوا اور سورت کے محاصرہ سے پہلے یہہ امر واقع ہوا کہ اکبر کے بیائي بند
مرزا تہوڑي سي فوج اپنے ہمراہ لیکر اپني فوج کے اُس بڑے حصے سے ملنے
کو جو گجرات کے شمالي جانب میں پڑا تہا روانہ ہوئے مگر اکبر نے بڑي
چالاکي برتي کہ اُنکو مراد کے پہنچنے سے پہلے جا پکڑا اور جب کہ اکبر
ایسي چستي چابکي سے جو بے تامل واقع ہوئي تہي آگے بڑہ کر دشمنوں
کے مقابلہ پر پہونچا جو زبردست اور مسلح اور ہزار آدمیوں کے لگ
بہگ تہے تو سارے لوگ آسکے اُن لوگوں سمیت جو ادہر اودہر منتشر
ہوگئے تہے ایکسو چہپن تہے غرض کہ اکبر نے حملہ کیا مگر دشمنوں نے
مار کر بہگا دیا اور ایسے تنگ کوچوں میں کہڑے ہونے پر مجبور کیا جو

سوجھد کے پاس پہونچا تو جودہ پور کے راجہ مالدیو نے اپنے دوسرے بیتی کو استقبال کے واسطے روانہ کیا † مگر اکبر نے اُسکے آنے کو راجہ کی خاطری پوری نسمجھی چنانچہ وہ بہت برہم ہوا اور بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجری میں ایسی بڑائی اُسنے کی کہ وہ مستحق اُسکا نتھا یعنی بیکانیر والے راے سنگھہ کو جو خاندان جودہ پور کا چھوٹا سا رکن تھا جودہ پور کی حکومت حسب ضابطہ عنایت فرمائی اور اُس کے نام پر فرمان اُسکا مرتب کیا مگر راے سنگھہ کو جودہ پور کا قبضہ نصیب نہوا بعد اُسکے جب مالدیو مرگیا تو اُسکی بیتی نے اطاعت قبول کی اور مورد عنایات ہوا اور بڑی عزت کو پہونچا ‡

گجرات کی فتح کا بیان

تھوڑے عرصہ کے بعد اکبر اُس بڑی مہم پر مایل ہوا کہ گجرات کو اپنی قلمرو میں داخل کرے بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب بہادر شاہ گجراتی مرگیا تو گجرات کی حکومت پر محمود شاہ ثانی بہادر شاہ کا بھتیجا متصرف ہوا اورجب محمود شاہ بھی مرگیا تو اعتمادخان غلام اُس کا جو اگلے وقتوں میں ہندو تھا بنام بہادر ایک صغیر سن کے حکومت کا کام کاج کرتا رہا جسکو وہ محمود شاہ ثانی کا بیٹا بتاتا تھا اور مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے پکارا جاتا تھا مگر بادشاہی سردار چنگیز خاں نے اعتماد خاں کا مقابلہ کیا اور غصب حکومت کا الزام اُسکے ذمہ لگایا اور یہہ چنگیز خاں وہ سردار تھا جسکی پناہ اُن مرزاؤں نے ڈھونڈی تھی جنکی بغاوت سنہ ۱۵۶۶ ع میں بیان ہوچکی مگر ان مرزاؤں نے ایسے ایسے بیہودہ حق جتائے اور ایسی ایسی برائیاں ماریں کہ آخر چنگیز خاں سے شہ نسی اورقصہ کھڑا ہوگیا یہانتک کہ کسی قدر ناکامیابی کے پیچھے گجرات بھیجدی گئے بعد اُس کے سنہ ۱۵۶۸ ع میں مالوہ کے دبانے کا جس

---

† ٹاڈ کی تاریخ

‡ ... کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۴۳

ین تھوڑي مدت تک بھاگتا پھرا مگر یهه راجه باپ کے برخلاف ایک
چالاک اور عالي همت تہا چنانچهه آخرکار اس نے استقلال و همت کي
دولت کامیابي حاصل کي یعني اس نے اکبر کي وفات سے پہلے پہلے
پنے ملک موروثي کے ایسے بڑے حصه کو اکبر کے قبضه سے نکالا جو پہاڑوں
ور جنگلوں سے پاک صاف تھا اور دوبارہ اسپر قابض هوا اور اس نئي
دارالحکومت کي بنیاد اس نے ڈالي جو اودہ پور کے نام سے مشہور هی
اور آجتک اولاد اسکي قابض متصرف هی اور منجمله راجپوت راجاؤں کے
صرف اسي راجه کے خاندان نے دلي کے بادشاهوں سے بیٹي دینے کا رشته
نهیں کیا بلکه تمام راجاؤں سے واسطه علاقه قطع کیا اس لیئے که وہ راجے
بغیر ذات سے رشته ناتے کرنے کے باعث سے اوچھے هوگئے تھے *

راجے بابروں سے رشته ناتے کرنیکو اکبر جي جان سے چاهتا تھا اور
بڑي بڑي کوششیں کرتا تھا اور اس کے جانشینیوں نے بھي اس سلسله
کو جاري رکھا چنانچه جیپور اور مارهواڑ کے خاندانوں کي دو رانیاں اکبر
کے دو محل تھے اور جہانگیر اسکے بڑے بیٹے کي شادي جیپور کي دوسري
راني سے هوئي تھي اور ایسے موقعوں پر ایک قسم کا رعب داب اس
دولهن کو دوله پر هوتا تھا اور جو اولاد اسکے پیٹ سے پیدا هوتي تھي وہ
تخت نشیني کے استحقاق و اهلیت میں اس اولاد کي برابر گنی جاتي
تھي جو مسلمان بي بي کے پیٹ سے هوتي تھي اس لیئے که یهه رانیاں
قدر و منزلت میں بیگمات کي برابر سمجھي جاتي تھیں تو بجاے اسکے
که تبدیل مذهب اور تغیر ذات سے نفرت کیجاوے بادشاهونکي دامادي
کے رشته کا اعزاز و اکرام ان کے جیوں میں بیٹھا اور اسکي خواهش
کرنے لگے *

دوسرے برس کے اندر اندر رنتھنبور اور کالنجر کے پہاڑي قلعه فتح کیئے
اورمنجمله انکے رنتھنبور کے قلعه پر خود چڑہ کر گیا اور جب که بعد اسکی
سنه ۱۵۷۰ع مطابق سنه ۹۷۸ هجري میں ایک موقع پر جودہ پور کي

جب کہ وہ تدبیر اکبر کی راس نہ آئی تو محاصرہ کا سامان دوبارہ کرنا پڑا مگر ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر دمدموں کو دیکھہ بھال رہا تھا تو اُس نے یہہ بات دریافت کی کہ جیمل قلعہ پر موجود اور مشعل کی روشنی میں اسکے شکستہ کی مرمت میں جی جان سے مصروف ہی جوں ہی کہ یہہ امر اُسکو ثابت ہوا تو اُس نے داب بول کر جیمل اجل گرفتہ کو نشانہ بنایا اور ایک تیر جگر شگاف اُسپر چھوڑا غرض کہ قسمت نے یاوری کی کہ وہ تیر اُسکے سر میں پیٹھا اور جوں ہی کہ اُس سردار نے قالب تہی کیا تو محصوروں نے ہمت ہاری اور اپنی معمولی کم‌ہمتی سے ٹوٹی النگ کو چھوڑ کو قلعہ میں چلے گئے اور راجپوتوں کی مانند ایک بڑی دھوم دھام سے جانیں تلف کیں یعنی عورتوں کو جیمل کے ساتھہ آگ میں جلایا اور آپ اپنے پانوں مسلمانوں کے ہاتھوں سے مرنے کو دروازے جو فصیلوں پر بلا مزاحمت چڑھ گئے تھے چنانچہ راجپوتوں کے بیان کے موافق آٹھہ ہزار † آدمی اور مسلمان مورخوں کے حساب سے بہت زیادہ مارے گئے ‡ ۔

‡ یہہ واقعہ مارچ سنہ ۱۵۶۸ع مطابق شعبان سنہ ۹۷۵ ہجری کو واقع ہوا اگرچہ اودیے سنگہہ کے قبضہ سے چتور کہ دار الحکومت اُسکا نکل گیا مگر وہ اپنے جھاڑی جنگلوں میں آزاد اور خود مختار رہا بعد اُسکے نو برس گذرنے پر یعنی سنہ ۱۵۷۸ع مطابق سنہ ۹۸۶ ہجری § میں راجہ پرتاب سنگہہ اُسکے بیٹے اور جانشین کے قبض و تصرف سے کوملمیر اور گوگندہ کے قلعہ نکالی گئے اور خود راجہ دریاے گنگ کے قرب و جوار

---

† دو ہزار راجپوت اِس عجیب حکمت سے جان بچا لیگئے کہ اُنہوں نے جو رو بچوں کو باندہ جکڑ کر اپنے آگے رکھا اور محاصروں کے بیچ سے جو قلعہ میں گھس گئے تھے ایسی خوبصورتی سے گذرے کہ گویا محاصرین کا گروہ ہی جو قیدیوں کے حفظ و حراست کے واسطے مقرر ہوئے

‡ تاریخ فرشتہ اور منتخب التواریخ کو دیکھنا چاہئے

§ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۳۲ کو دیکھو

۱۵۶۷ ع مطابق سنه ۹۷۵ هجري میں چتور یعني اودے پور کے راجه پر چڑھائي کي اودے پور کا راجه اودھے سنگهه اُس زمانه میں راج کا مالک تها جو راجه سنگا بابر کے مخالف کا بیٹا تها مگر یهه راجه ایسا ضعیف اور دون همت تها که جب اکبر بادشاه قریب اُسکے پهونچا تو وه راجه چتور کو چهوڑ چهاڑ کر گجرات کي شمالي پهاڑي اور جهاڑي کے ملک میں چلا گیا مگر اُس کے چلے جانے سے چتور گڈه کي فتح اس لیئے سهل و آسان نهوئي که اب بهي اُس میں بهت قوي فوج جیمل سردار کي تحت حکومت موجود تهي جو بڑا شجاع دلاور اور نهایت لائق ذي لق افسر تها اگرچه چتور گڈه پهلے دو مرتبه فتح هوچکا تها مگر میواڑ کے راجپوت اُسکو اپني سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجهتے تهے غرض که اکبر کمال هوشیاري اور نهایت قاعدے شناسي سے اُس قلعه کے قریب پهونچا اور جو جو خندقیں اور دمدمے اُس نے بنائے تفصیل آنکي فرشته والے نے بیان کي هی اور وه دمدمے اُن دمدمون کے مشابهه تهے جو آج کل بلاد یورپ میں بنائے جاتے هیں حاصل یهه که وه دمدمے ایسے تهے که مخروط کي مانند آنکے زاویه تنگ تهے اور جهاڑ وغیره کے اسطوانه نما کوٹهیوں پر قایم تهے جنمیں خندقوں کي مٹي بهري گئي تهي مگر آن دمدموں سے یهه مقصود نتها که قلعه کے توڑنے کے لیئے اُنپر توپیں چڑهائي جاویں بلکه صرف مطلب یهه تها که اُنکي اوٹ آڑ میں قلعه کے قریب پهنچکر سرنگیں لگائي جاویں چنانچه دو جگهه سرنگیں لگائي گئیں غرضکه جب دهاوے کے واسطے فوج آراسته پیراسته هوچکي تو آن سرنگوں میں توڑا لگایا گیا اور قبل اُس کے یهه بات قرار پائي تهي که سرنگوں کے اوڑتے هي دهاوا کیا جاوے مگر تقدیر سے یهه امر پیش آیا که ایک سرنگ اوڑنے پائي تهي که ٹوٹتي النگ کي جانب سے فوج نے دهاوا کیا اور عین دهاوے میں دوسري سرنگ اوڑي اور فریقین کے سپاهي تلف هوئے یهاں تک که ایسي هیبت طاري هوئي که حمله آور بهاگ آئے *

هوجاوے مگر جب که کوئي تدبير اُسكي راس نه آئي اور يهه بات بخوبي
ثابت هوئي كه يهه لوگ اپس ميں راضي نهونگے تو اُس نے روک تهام
اُنكي تكي اور اُنكو لڑنے مرنے ديا اور لڑائي كا تماشا ديكهتا رها يهاں تک
كه ايک فريق اپنے حريف پر غالب آيا بعد اُسكے اكبر نے اُس قتل عام
كي روک تهام كےلئيے جو اُس غلبه كا نتيجه هوتا اپني سپاه متعاينه كو حكم
ديا كه بيرون مندروں كي آگ دات كركے مغلوبوں كے تعاقب سے باز ركهے
چنانچه اس تدبير سے وه لڑائي خاتمه كو پهونچي § *

بيگانه ملكوں پر متوجهه هونے كا بيان

جس قدر كه بادشاه اميروں سے لڑنے مرنے كے وقتوں ميں شير شاه كے
جانشينوں سے برسر پيكار اور آماده كارزار تها ملک و سلطنت كے قائم ركهنے
ميں بهي اُس سے كچهه كم او سرگرم نتها يهاں تک كه جب وه پچيس
برس كو پهنچا تو اپنے بد خواهوں كو حواله اپنے زور و قوت سے غارت عزل
كرچكا يا اپنے لطف و مروت سے خير خواه اپنا بنا چكا اب اُسكو بيگانه
ملكوں پر مائل هونے كي فرصت هاتهه آئي چنانچه منجمله اُن ملكوں
كے پهلے پهل جس ملک پر وه مائل هوا وه راجپوتوں كا ملک تها غرض
كه بهارا مل والي جے پور اُس سے ملحق رها يهاں تک كه آثار سلطنت
ميں اپني بيٹي كا بياه اكبر سے كيا اور اتحاد سلطنت كي بدولت خود
راجه اوراُس كا بيٹا بهگوانداس اكبر كي فوج ميں بڑے بڑے عهدوں پر
معزز و ممتاز هوئے *

بيرم خاں كے زوال دولت كے تهوڑے دنوں بعد سنه 1561 ع مطابق
سنه ۹۶۹ هجري ميں مارواڑكي رياست پر فوج كشي كي اور حمله ميرٹهاكا
مضبوط قلعه فتح هوا تو وهاں كے لوگوں پر اثر پيدا كيا مگر وه اُس كا
فائده نه اٹهاسكا اس لئيے كه اُسكو ايسي ضرورتيں پيش آئيں كه اُن
ضرورتوں كے باعث سے لڑائي كي پيروي نكرسكا مگر اب اُس نے سنه ۶۸ و

§ خافي خاں از اكبر نامه

کرتا تھا یہاں تک کہ رشتہ دار اُس عورت کے بادشاہ سے شاکي هوئے اور کہنے سننے کے بعد اُنہوں نے یہہ درخواست پیش کي کہ آپ اُس معاملہ میں دست انداز هوکر اُس وحشي مزاج کو اسبات پر راضي کریں کہ وہ اپني بي‌بي کو اُسکي ماں کے پاس اُس زمانہ میں چھوڑے جب کہ وہ اپني جاگیر کو جاوے بعد اُسکے بادشاہ اپنے همراهیوں سمیت ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اُس نے یہہ ارادہ کیا کہ خواجہ معظم کے گھر جاکر جو دلي کے متصل واقع تھا خواجہ سے ملاقات کرے مگر وہ ظالم وحشي مزاج اکبر کے ارادہ پر پے لیگیا اور اکبر کے اُترنیکا اُس نے انتظار نکیا کہ في‌الفور اپنے زنانہ میں پہنچا اور بي‌بي کو قتل کیا یعني اُس کے کلیجے میں تلوار کو گھنگولا اور لہو بھري تلوار کو کھڑکي کي راہ سے اکبر کے لوگوں میں پھینکا اور جب کہ اکبر اُس مکان میں داخل هوا تو خواجہ معظم کو مسلح پایا اور مقابلہ پر مستحکم دیکھا یہاں تک کہ خواجہ معظم کے ایک غلام کے هاتھہ سے جان اُسکي بدشواري محفوظ رهي یعني وہ غلام اُس حال میں مارا گیا کہ بادشاہ پر وار اپنا لگانا چاهتا تھا غرض کہ بادشاہ اس سینہ زوري اور بیراهي سے نہایت برهم هوا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ خواجہ معظم کو جمنا میں سر کے بل اُلٹا کرکے ڈبو دیں مگر جب کہ وہ ایسي طرح نہ ڈوبا تو اکبر نے رحم کھاکر ارشاد فرمایا کہ پاني سے نکالکر گوالیار کے قلعہ میں مقید کیا جاوے چنانچہ خواجہ معظم وهاں مقید رها اور دیوانہ هوکر مرگیا ‡ *

ایک بار ایسا اتفاق هوا کہ اُس نے ایک سفر میں هندو فقیروں کے دو گروهوں کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے رسم و رواج کے موافق تھانیسر کے میلہ میں خاص ایک مقام پر جہاں هندو هر برس نہانے جاتے تھے لڑنے مرنے پر مستعد هیں اور ننگي تلواریں لیئے کھڑے هیں چنانچہ پہلے پہل بادشاہ نے هر طرح سے اس بات پر کوشش فرمائي کہ رضا و رغبت سے تصفیہ اُنکا

‡ خافي خاں اور اکبر نامہ

فسادوں کے بعد ہوئی یہاں تک کہ جب گجرات فتح ہوئی تو قصہ اُنکا پاک ہوا *

واقعات متفرقہ کا بیان

مذکورالصدر فسادوں کے وقتوں میں چند ایسی وارداتیں پیش آئیں کہ اگرچہ نتیجے اُن کے بڑا پایہ نہ رکھتے تھے مگر اُن کے ذریعہ سے اُس زمانہ کے عیش و عشرت کا حال اچھی طرح دریافت ہوتا ہی *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ شرف‌الدین کی بغاوت کے زمانہ میں ایک مشہور † درگاہ کی زیارت کو اکبر شاہ سواری پر جاتا تھا حسب اتفاق ایک تیرانداز جس کا حال اُس کے قتل کے بعد دریافت ہوا کہ وہ شرف‌الدین باغی کا رفیق و ہمراہی تھا تماشائیاں سواری کے انبوہ میں گھس بیٹھ کر ایک جانور کو جو اُس کے سر سے اوپر اڑا جاتا تھا بقصد ظاہر نشانہ اُس نے بنا کر بادشاہ کے شانہ کو نشانا بنایا چنانچہ اُس نے تیر جوڑ کر ایسا زور سے مارا کہ بادشاہ کے شانہ میں کئی انچھ گھرا بیٹھا غرض کہ لوگوں نے اُس کو گرفتار کیا اور بادشاہ سے بہت منت گزار ہوئے کہ اب اُسکے قتل کو ملتوی رکھکر سخت سخت تکلیفوں کے ذریعہ سے نام اُس شخص کا دریافت فرماویں جس نے اُس خود گرفتہ کو اس ناشایستہ حرکت پر آمادہ کیا مگر بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ ایسی صورتوں میں پرچھنے گنچھنے سے معتبر لوگوں کی حکمہ بیقصور بھی پکڑے جاتے ہیں غرض کہ بادشاہ نے چھاں بیں اُسکی نکی اور اُسکے قتل کو ملتوی نرکھا ‡ *

منجملہ اُن وارداتوں کے ایک واردات یہہ تھی کہ خواجہ معظم جو ماں کیطرف سے اکبر کا واسطہ دار تھا ایسا خشمناک اور بے قابو ہوگیا تھا کہ وہ اپنی بی بی کو نہایت بیدردی اور کمال بیرحمی سے مارا پیٹا

† یعنی اجمیر شریف ۱۲ مترجم

‡ خافی خاں اور اکبر نامہ

اپنے متوسل کي سر پرستي اور رهنمائي پر کام اُس کا موقوف و منحصر رکها جسکي حکومت ایسي سخت اور نا گوار تهي که مرزا حاکم نے اُسکي اطاعت سے سر تابي کي چنانچه مرزا سلیمان سے لڑ بهڑ کر مغلوب هوا اور کابل سے نکالا گیا یهه حال اوس لڑائي کے پچهلے برس میں واقع هوا جو اکبر شاه کو قوم اوزبک کے سرداروں سے پیش آئي تهي اگرچه مرزا حاکم نے ملازمان دولت اکبري سے اُس قدر کمک حاصل کي تهي جو بمقتضاے وقت اُس کو ممکن و متصور تهي مگر اُس نے اپنے بهائي کو باغیون کي گوشمالي میں مصروف پاکر یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے کابل میں اُٹهایا بهائي کي جائداد پر قبض و تصرف کرنے سے اُس کو پورا کرے چنانچه اُس نے لاهور پر قبضه کیا اور پنجاب کا بهت سا حصه دبایا مگر انجام اُس کا یهه هوا که ماه نومبر سنه ۱۵۶۶ع میں هندوستان سے نکالا گیا اور اُسي زمانه میں ایک اچهي تبدیل و تغیر کے باعث سے کابل میں دوباره داخل هوا اور ایک عرصه تک قابضانه امن چین سے بیٹها رها *

واقعات مذکوره بالا کے زمانه اور اوزبکون کي لڑائي کے وقتوں میں که وه ابتک پورے نه هوئي تهي ایک اور بغاوت هندوستان میں برپا هوئي جس کے نتیجے آخر کار عمده هاتهه آئے تفصیل اُس کي یهه هی که سلطان مرزا خاندان تیمور کا ایک شاهزاده جو بابر کے همراه اقلیم هندوستان میں آیا تها همایون سے باغي هو چکا تها اگرچه خود سلطان مرزا مغلوب هوکر پشیمان هوا تها اور بادشاه نے تصور اُس کا معاف فرمایا تها مگر اُسکے چار بیٹوں اور تین بهتیجوں نے سلطنت کي خرابي ابتري دیکهه بهالکر مقام سنبهل میں جو اُن کے باپ کي حکومت گاه تهي بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا پهلی پهل تو بلا جد و جهد ایسے مغلوب هوئے که اُن کي جانب کا کهٹکا باقي نرها یهاں تک سنه ۱۵۶۶ع میں گجرات کو بهاگنے پر مجبور هوئے چنانچه وه گجرات میں پهونچے اور آینده

وہ سخت مجبور ہوئے اور اٹک پار اُنھوں نے پناہ اپنی دھرتی اور
رھی سہی دوج کو ھمراہ اپنے لیکر کابل میں پہونچے چنانچہ حسب
تقاضاے وقت اُوبیٹھہ اُنکی وھاں اچھی ہوئی اور بات اُنکی پوچھی گئی *

ھمایوں کے مرتے دم تک ھمایوں کے شیر خوار بیتے مرزا حاکم کے نام پر
کابل کی حکومت جیسے تیسے قایم رہی اور بعد اسکے تھورے دن گذرے
تھے کہ اُسکے رشتہ‌دار مرزا سلیمان والی بدخشاں نے اُسپر یورش کی جیسا
کہ بیاں اُسکا مذکور ہوا اگرچہ بعد اُسکے جلد دوبارہ قبضہ کیا گیا مگر
حقیقت میں وہ حکومت اکبر کی مطیع و محکوم تھی کابل کی حکومت
اکبر کی ماں کے تحت تصرف میں رہی اور یہہ بیگم اپنے حال بارک کی
حسد و حراست کمال عقل و ھوشیاری سے کرتی رہی یہانتک کہ جسقدر
وہ خاص اپنے وزیروں سے چوکسی رہتی تھی اُسقدر اوپری دشمنوں اور
بیگانہ غنیموں سے ڈرتی تھی *

مرزا سلیمان کی مہم سے اکبر کی ماں کو فراغت حاصل ہوئی تھی
کہ یہہ ملعی سردار اُسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑی مدت
گذرنے پر اسمات کی ترغیب اُسکو دی کہ اپنے کام کاج کا انتظام ابوالمعالی
کو تفویض کرے چنانچہ پہلی پہلی اُس مکار بد باطن نے ایسی دانائی
برتی اور ایسی چالیں چلا کہ اُس سے بہی ظاہر ہوا کہ وہ بڑے کام کا وزیر
ھی مگر اُس پیت پاپی کے جی میں یہہ بات بے طرح بیٹھی تھی کہ وہ
بیگم کی حکومت کو بطور مستقل قایم رکھے چنانچہ اُس نمک حرام نے
بہت جلد اپنی کمک مدد کے واسطے عین کابل میں ایک فریق کو طرفدار
اپنا بنایا اور بیگم کو قتل کرا دیا اور حکومت کی مسند پر مستقل ھو
بیتھا بعد اُس کے مرزا سلیمان سے اعانت طلب کی گئی چنانچہ سنہ
۱۵۶۳ع میں ابوالمعالی ابھی مرزا کو پہونچا یعنے شکست کھاکر جاں سے
مارا گیا اور مرزا سلیمان ایسی چال چلا کہ کابل کا دخل و تصرف
جمعیرس کے تبضہ قدرت میں بنتسب ظاہر چھوڑا حقیقت میں ایک

مہینے صرف ہوئے اور جب کہ وہ پنجاب سے واپس آیا تو اُس نے اُس ملک پر باغیوں کا قبض و تصرف پایا جسکو اُنکے قبض و دخل سے خارج کیا تھا یعني اودہ اور الہ آباد کے صوبوں کا بڑا حصہ باغیوں کے دخل و تصرف میں داخل ہوگیا تھا اگرچہ برسات کي شدت تھي مگر اکبر نے ندي نالوں کي پروانکي اور بلا تاخیر اُنکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور گنگا پار اُنکو مار کر بھگایا اور جب کہ باغیوں نے آپ کو گنگا کي طغیاني کے ذریعہ سے محفوظ سمجھا تو بادشاہ ایک غرقاب ضلع سے سخت کوچ کرکے رات کے وقت اسطرح گنگا پار اوترا کہ وہ دو ہزار آدمي جو فوج سے آگے بڑھے ہوتے تھے گھوڑوں اور ہاتیوں پر سوار ہوکر پار اوتر گئے اور رات بھر گہاتونمیں چھپی رہے اور پو کے پھٹتے ہي دشمنوں پر پہیل پڑے اگرچہ باغیوں کو یہہ حال معلوم تھا کہ تھوڑے سے سوار اُنکے قریب ہي آپڑے ہیں مگر دھاوے کا وہم و خیال بھي نتھا غرض کہ باغي لوگ نچنت بیٹھے تھے اور کوئي فکر اُنکو دامنگیر نتھي اور جب کہ ہل چل کي آغاز ہي میں خان زماں مارا گیا اور آصف خاں پیادہ رہگیا یعني گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود گرفتار ہوا تو وہ غلبہ جو کثرت کي رو سے بادشاہي فوج پر اُنکو حاصل تھا لغو و بیہودہ ہوگیا یہانتک کہ ہاتھ پانو اُنکے پھول گئے اور ادھر اودھر تتر بتر ہوگئے یہہ بغاوت سات برس تک قایم رہي *

کابل کے امورات کا بیان

اُس حملہ کا باعث جو کابل سے پنجاب پر واقع ہوا اور خود بادشاہ کو اُس حملہ کي ضرورت سے مذکورالصدر باغیوں کے مقابلہ سے الگ ہونا پڑا بہت سي پچھلي پراني باتیں تھیں بیان اُس کا یہہ ہی کہ ابوالمعالي اور شرف الدین نامي اکبر کے دو سردار اوزبکوں کي بغاوت سے پہلے سنہ ۱۵۶۱ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجري میں ناگور کے مقام پر باغي طاغي ہوگئے تھے یہانتک کہ بادشاہي فوج کو شکست فاحش دیکر دلي کي جانب بڑھے چلے آتے تھے مگر آخرکار اُنکو پچھلے پیروں بھاگنا پڑا چنانچہ

۱۵۶۳ ع مطابق ۹۷۰ اور سنہ ۹۷۱ هجری میں واقع هوا اور جب کہ اور اوزبکوں نے جو بادشاهی فوج کے سردار تھے عبداللہ خاں اوزبک کا یہہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ سخت ناراض هوئے اور اُنکے دلوں میں یہہ شبہہ پیدا هوا کہ یہہ نوجوان بادشاہ همارے لوگوں سے اس لیئے متنفر هی کہ وہ بابر کی آل و اولاد هی اور اوزبک لوگ اُس کے دشمن تھے غرض کہ اُن لوگوں نے بہت سے سرداروں سمیت اس خیال سے واویلا مچائی کہ هماری قوم کے لوگ اب ذلیل و خوار هونے والے هیں یہاں تک کہ سنہ ۱۵۶۴ ع مطابق سنہ ۹۷۲ هجری میں وہ لوگ باغی هوگئے اور خاں زماں مذکور الصدر اور آصف خاں امیر ثانی جو فتح گڑہ واقع حد بندیلکھنڈ بالائی نربدہ کی بدولت حال میں معزز و ممتاز هوا تھا باغیوں کے شریک و شامل اور ممد معاون هوئے اس ریاست کی حاکم ایک بادشاہزادی تھی جس نے آصف خاں مذکور کا مقابلہ میدان‌ہ کیا اور جب کہ اس شاہزادی نے یہہ دیکھا کہ فوج اُسکی تباہ اور وہ آپ زخمی هوئی تو اُس نے اس اندیشہ سے کہ وہ دشمن کے هاتھ پڑے تلوار سے آپ کو هلاک کیا بعد اُسکے شہزادی کے خزانے آصف خاں کے هاتھہ آئے مگر آصف خاں نے بہت سا تغلب کیا اور جب کہ یہہ تغلب پکڑا گیا تو اُسنے بغاوت کو سنبھالا اور خشت باطن کو اوچھالا *

ان باغیوں کی لڑائی میں کامیابی کی صورتیں مختلف رهیں یعنی کبھی اُنھوں نے اطاعت اختیار کی اور کبھی کبھی کئی کئی سرداروں نے بغاوت کو دوبارہ پسند کیا چنانچہ انہیں قصے قضایوں میں اکبر کے دو برس سے زیادہ صرف هوگئے مگر انجام اُس کا ایسے بہادرانہ کام پر هوا جو بادشاہ بیرو‌مند کی خو و خصلت کے شایاں و سزاوار تھا بیان اُس کا یہہ هی کہ جب بادشاہ اکبر اس بغاوت کو بہت کچھہ بس یا کرچکا اور اُسکے بھائی مرزا حاکم نے پنجاب پر دھاوا کیا تو کام ناکام اُسکو باغیوں کے مقابلہ سے لوٹنا پڑا اور اس دھاوے کے رفع دفع میں گئی

فتوحات حاصل کیں مگر دو شہروں کي خونریزي سے جنپر وہ قابض و متصرف ہوا تھا اپني فتوحات کو بٹا لگایا حاصل یہہ کہ باز بہادر آخرکار اُسپر غالب آیا اور دریاے نربدہ میں اُسکو ڈبویا بعد اُسکے مالوہ کا صوبہ قدیم مالک کے قبضہ میں چلا گیا مگر سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ ھجري میں عبداللہ خاں اوزبک کے ھاتھوں سے باز بہادر سخت مغلوب ہوا جسکو اکبر نے اُسکے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا تھا بعد اُس کے تھوڑے عرصہ گذرنے پر باز بہادر نے اکبر کي اطاعت اختیار کي اس لیئے کہ اکبر کي عمدہ ملکي تدبیروں کي جہت سے یہہ علاج اُس کے مغلوب دشمنوں کے لیئے ہمیشہ باقي رہتا تھا *

باوجود اسباب کے کہ آدم خاں حکم و حکومت سے معزول و معطل ہوگیا تھا مگر مزاج اُسکا سیدھا نہوا تھا اور وہ کھوٹ اُسکا ابتک نگیا تھا چنانچہ اُس نے بادشاہ کے وزیر سے خصومت ڈھونڈھ کر ایسے کمرہ میں جو بادشاہ کے کمرہ کے متصل اور ایسے وقت میں کہ وزیر اپني نماز میں مشغول تھا وزیر کے کٹاري ماري اورجوں ہي کہ اکبر کے کانوں میں اس قصہ کي بھنک پڑي تو وہ اپنے کمرہ سے دوڑ کر آیا اور پہلے وار اُسنے جنجھلاھٹ سے یہہ چاہا کہ اپنے وزیر کا عیوض خاص اپنے ھاتھوں سے لیوے مگر جوں توں کرکے آپ کو یہاں تک روکا تھاما کہ تلوار اپني میان کي اور بعد اُس کے حکم دیا کہ اُس بلند مکان کي چھت سے قاتل کو نیچے گرایا جاوے جہاں اُس نے وہ کوتک کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۷۰ ھجري میں واقع ہوا مالوہ کي حکومت میں عبداللہ خاں اوزبک سے بھي ایسي سینہ زوري ظاھر ہوئي کہ صوبہ مذکور کي فتح پر ایک سال سے کچھہ ھي عرصہ زیادہ گذرا تھا کہ بادشاہ اُس سردار کوتہ اندیش کي ناشایستہ حرکتوں سے تنگ ہوکر فوج کشي پر مجبور ہوا اگرچہ اُس سردار نے چند مقابلہ بیفائدہ کیئے مگر انجام اس کا یہہ ہوا کہ گجرات کو بھاگ گیا اور گجرات کے بادشاہ کا دامن پکڑا یہہ واقعہ سنہ

...ان زماں کي مانند اسبات پر راضي نہوا کہ منجملہ مال غنیمت کے
...ورا بہت حصہ بادشاہ کو نذر کرے *

جب کہ اکبر نے یہہ حال اُسکا ملاحظہ فرمایا تو وہ اس بات کا منتظر نہ بیٹھا کہ اس نافرمان سردار کي جانب سے کوئي علانیہ سرکشي ظہور میں آوے بلکہ نہایت سرعت سے آسکے لشکر میں پہونچا اور آسکے برے ارادوں کو پورا نہونے دیا چنانچہ مئي سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق شعبان سنہ ۹۶۸ ہجري کو ادہم خاں نے اس نظر سے کام ناکام آقاے نامدار کي اطاعت اختیار کي کہ وہ ایسے اچانک مقابلہ کا مقدور مقاومت نرکھتاتہا اور اکبرنے بھي قصور آسکا معاف کیا مگر تہوڑے عرصہ بعد اُسکو مالوہ کي حکومت سے منتقل کیا اور اوستاد پیر محمد خاں کو وہ حکومت بخشي جو پہلے زمانہ میں بادشاہ کا اوستاد تہا یہہ پیر محمد خاں اس لئے فن حکومت اور سپہ گري سے با آشنا تہا کہ اُسنے دوشت خواند کي تعلیم پائي تھي بلکہ کوئي ایسي خوبي آس میں موجود نھي کہ اُس کے لحاظ سے یہہ تصور کیا جاوے کہ پہلے زمانہ میں وہ بادشاہ کا اوستاد ہي ہوگا جسکي بدولت وہ مرتبہ آسکو حاصل ہوا یا یہہ کہ جس بڑے پایہ پر وہ اب پہنچا اُسکے مقتضي بھي تہا کہ اُس سے والا نظري اور اولالعزمي ظاہر ہووے غرض کہ بار بہادر نے آسپر دہاوا کیا اگرچہ پہلے پہل آسنے بڑي بڑي

میں عمدہ عمدہ شعریں کہتي تھي اور شعر گوئي میں شہرہ آفاق تھي حاصل یہہ کہ جب باز بہادر جان بچاکر بہاگا تو وہ پريزاد آدم خاں کي گرفتاري میں آئي اور حسـ... کہ اُس نے یہہ بات اچھي طرح دریافت کي کہ آدم خاں کي منت سماجت اور نیز اُسکي... دھمکیوں سے محفوظ رہنا ممکن نہیں تو اُس نے ملاقات کا ایک وقت مقرر کیا ار... نہایت عمدہ پوشاک اُس نے پہني اور لطیف لطیف عطر اُسپر چھڑکے اور ایک اچھـ... سیج پر تریشے کے آنچل سے مونہہ اپنا ڈھانپ کر بے تکلف ہوکر پانو اپنے پھیلائے فر... کہ وہ پريزاد ایسي طرح سوئي کہ اُس کو سہیلیوں نے یہہ تصور کیا کہ بي بي آ... فرماتي ہیں یہاں تک کہ جب آدم خاں پہونچا اور اُس کمبخت بدبخت نے اُس د... بیدار کر جگانا چاہا تو اُسکو مرا پایا اس لیئے کہ وہ واجب ماں زہر کہاکر سوئي اور آبرو کے پیچھے جاں اپني کہوچکي تھي —— شادي خاں

مقامات مذکورہ بالا میں خاندان سور کے جو جو رفیق اور معاون باقی تھے شیر شاہ ثاني ولد شاہ عدلي مذکورالصدر کے تحت حکومت چلے آتے تھے اور اکبر کي حکومت پر بہت عرصہ نگذرا تھا کہ شیر شاہ ثاني بہت سي فوج لیکر جونپور کیطرف اِس اُمید پر بڑھا کہ اُس ملک کو دشمن کے قبض و تصرف سے نکال کر دوبارہ حاصل کرے جو ھاتھہ سے نکل گیا تھا چنانچہ خان زمان اکبر کے سردار نے آسکو سکشت فاحش دي مگر آقاے نامدار کو کم سن سمجھکر آسکي قوت اور ذریعوں کو هیچ و پوچ تصور کیا اور منجملہ مال غنیمت کے بادشاہ کو حصہ ندیا اور استدر خود پرستي اختیار کي کہ سنہ ۱۵٦۰ ع مطابق سنہ ۹٦۸ هجري کو خود بادشاہ نے آس سردار سرکش کي گوشمالي کے لیئے بذات خود چلنا مناسب سمجھا اگرچہ بادشاہ کے پہونچنے پر چال ڈھال اُسکي سیدھي سادھي ھوگئي تھي جیسي کہ آسکے ذمہ فرض و واجب تھي مگر نافرماني کي ایسي بري عادت پڑي تھي کہ وہ صرف اُسي وقت تک معطل رھي اور بعد اُسکے وھي رنگ ڈھنگ آسکے ھوگئے علاوہ اُس کے مالوہ کے حاکم نے بھي خود مختار ھونیکا ارادہ کیا اور صوبہ مالوہ کي حقیقت یہہ ھی کہ یہہ صوبہ باز بہادر کے قبضہ میں چلا آتا تھا جو پٹھان بادشاھوں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور بیرم خاں کے عہد حکومت میں سردار مذکور کو مالوہ سے خارج کرنیکا ارادہ ھوا تھا مگر اب بادشاہ نے پہلے کي نسبت بڑے زور و شور اور نہایت کر و فر سے اس مہم کا ساز و سامان کیا چنانچہ آدم خاں ملازم دولت نے جو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا باز بہادر کو شکست فاحش دیکر مالوہ سے خارج کیا † مگر وہ بھي

---

† اس موقع پر عجیب آشوب انگیز حادثہ واقع ھوا بیان اُسکا یہہ ھی کہ ایک ھندني باز بہادر کي معشوقہ دلنواز اور محبوبہ محبت طراز تھي اور اُسکے حسن و جمال کا یہہ شہرہ تھا کہ چار دانگ ھندوستان میں نظیر اُسکي کم یاب تھي اور جس قدر کہ یہہ معشوقہ ھندو نژاد آفت روزگار اور نہایت خوبصورت اور شیرین کار تھي اُسي قدر لایق و فایق بھي تھي یہاں تک کہ ھندي زبان کي شاعر اور اُس زبان

اکبر کي تدبيروں کا بياں

غالب يهه هي که وجوهات مذکوره بالا کے لحاظ اور نيز اپني طبيعت
کي صفائي اور طبيعت کي پاکي اور نکوئي کي نظر سے اکبر نے يهه اراده
کيا که هندوستانيوں کي تمام قوموں کا سردار آپ کو بناوے اور اُس بري
چوڑي چکلي ولايت کے رهنے والوں کو بلا امتياز اُن کے نسل و مذهب کے
ايک گروه قايم کرے چنانچه اس معقول تدبير کي تعميل و تکميل اُس
کے عهد حکومت ميں بڑي سعي و محنت اور نهايت ميل و رغبت سے
برابر هوتي رهي يعني لياقت و حيثيت کے موافق هر درجه کا اختيار و پايه
هندوؤں کو اور هر فرقے کے چهوٹے بڑے مسلمانوں کو عنايت فرمايا رفتا
يهاں تک که تمام قلمرو ميں بڑے بڑے عهدوں پر عمده عمده خير خواه
اُس کے حکمه باتفاق باهمي معزز و ممتاز هوگئي *

يهه تمام باتيں ايسي تهيں که ظهور اُن کا ايک دراز عرصه کے بعد
هونا مگر جن باتوں پر سر دست اکبر کو مايل هونا لازم و واجب تها
وه نهايت ضروري و لابدي تهيں چنانچه سب سے پهلے يهه امر ضروري
تها که اپنے سرداروں پر اپني حکومت قايم کرے دوسرے يهه که اُن ملکوں
پر دوباره قبضه پاوے جو بادشاهت کے دخل و تصرف سے خارج هو گئي
تهي تيسرے يهه که اُس ملک کے نظم و نسق ميں ترتيب اور شايستگي
پيدا کرے جو بے شمار انقلابوں کے باعث سے نيست و نابود هو گئے تهے *

اکبر کي عهد سلطنت کے پهلی دو برسوں ميں حکومت اُس کي
صرف پنجاب اور اُس ملک ميں متحدد و منحصر تهي جو دلي اگره کے
اس پاس واقع تهی مگر جب که تيسرا سال شروع هوا تو بے لڑے بھڑے
اجمير اُس کے قبضه ميں آئي اور چوتهے برس کے شروع ميں گواليار کے
قلعه پر قبضه کيا اور بهرام کي شکست همت اور زوال دولت سے تهوڑے
مدت پهلے سنه ۱۵۰۶ع مطابق سنه ۹۲۲ هجري ميں پٹهانوں کو خاص
لکهنؤ اور نيز اُس ملک سے خارج کرچکا تها جو گنگا سے ليکر جونپور تک
مشرق تک پهيلا هوا هی *

اکبر کي موجودہ حالت کے قیام و استحکام کے لیئی وہ تمام اوصاف درکار تھے جو اُس میں پائی جاتے تھے *

منجملہ اُن خاندانوں کے جن جن کي سلطنت چار دانگ هندوستان میں قایم هوئي تیمور کا خاندان نہایت ضعیف اور کم زور تھا اور اُسکي بنیاد بھي مضبوط و مستحکم نہ تھي چنانچہ غور غزني کے خاندان اپني پراني ملکي سلطنت پر مدار اپنا قایم رکھتی تھے جو هندوستان کي سلطنت مفتوحہ سے متصل تھي اور غلام بادشاهوں کے خاندان جو بلاد هندوستان میں فرمانروائي کرتے تھے بڑي پشت پناہ آنکي یہہ تھي کہ آنکے وطن والوں کي آمدورفت اس ملک میں برابر جاري تھي مگر خاندان تیمور کي شکل اس لیئے نئي نرالي تھي کہ باوصف اس کے کہ بابر کابل کے لوگوں سے تھوڑا بہت کھلا ملا تھا مگر مرزا کامران کے عہد دولت میں کابل کا علاقہ واسطہ هندوستان سے توڑ تاڑ کیا تھا اور علاوہ اسکے ایک افغان بادشاہ نے جو خاندان تیمور کا بڑا حریف اور نہایت بدخواہ تھا افغانستان کے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے والوں اور نیز هندوستان کے مسلمانوں کو خاندان تیمور کا دشمن بنا رکھا تھا اور اسي سبب سے جو لوگ اس خاندان کے رفیق اور طرفدار تھے وہ ایسے لوگ تھے جو غنیمت کے لوبھہ لالچ پر کہیں کہیں سے اکٹھے هو گئے تھے اور آن کے اتحاد و اتفاق کا واسطہ رابطہ وہ موهوم فایدہ تھا جو کامیابي کے زمانہ میں تمام لوگوں کو مشترک وار حاصل هوتا تھا *

جب کہ همایوں کشور هندوستان سے بکمال آساني خارج کیا گیا تو خاندان تیمور کي وہ کمزوري بخوبي پوري هو چکي جسکا یہہ امر باعث تھا کہ وہ اپنے قدیمي ملک کي امداد و اعانت اور وهاں کے لوگوں کا سہارا بھروسا نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ همایوں کے بیٹے اکبر کي ابتداے سلطنت میں بھي وهي کمزوري دلوں میں کھٹکتي تھي *

متعدی رهے یا معرفت سامان حج کو چلا جاوے مگر بیرم خاں نے عقل و هوشیاري
اور مقدر و امتیاز اپنا اسي میں سمجها کہ حج کا جانا قبول کیا چنانچه
معقول وظیفه اُس کي پرورش کے لئے مقرر کیا گیا اور بیرم خاں گجرات
کو روانه هوا مگر جب که بیرم خاں جهاز کے ساز و سامان آماده کر رها
تها تو ایک پٹهان نے پیچهے سے آ کر کام اُس کا تمام کیا اور وجهه اُسکي
یهه تهي که همایوں کے عهد دولت میں اُس پٹهان کے باپ کو خود
بیرم خاں نے عین میدان میں قتل کیا تها *

بادشاه کي مشکلوں کا بیان

اکبر نے جو بهاري بوجهه اپنے سر پر اُٹهایا وه اٹهاره برس کے لڑکے کي
تاب و طاقت سے باهر تها مگر اِس نو جوان گبرو کو دستور و معمول کي
نسبت زور و قوت اور تعلیم و تربیت نے بڑے بڑے فائدے بخشے تهے *

همایوں کے برے وقتوں میں پیدا هوا اور چچا کي قید میں پرورش
پائي اور باپ کي لڑائیوں میں دلاوري اُسکي واضح اور بیرم خاں
کے عهد تسلط میں جب که حال اُس کا نازک تها هوشیاري اُس کي
ظاهر هو چکي تهي طور و طریق اُس کے معقول اور شکل و شمایل کا دلپذیر
اور زور طاقت کا پورا اور چستي چالاکي کے کاموں میں زبردست اور عالي
همت تها یهاں تک که جی بهلانے کے مشغلوں میں بهي بڑا زور اُس سے
ظاهر هوتا تها چنانچه گهوڑوں اور هاتهیوں کے سدهانے اور شیروں اور
جنگلي جانوروں کے نگاه زوري مقابله کرنے میں زور آزمائي کرتا تها اور
باوصف اسي ساده مزاجي اور شان شوکت کے شوق و ذوق کے جسقدر
که اُسنے نیکنامي کي بنیادوں کو سپاهیانه کامیابي پر مبني اور متعلق
سمجها تو حکومت کي شایستگي اور طبیعت کي دریا دلي اور اِلاپ
اُس سے کچهه کم تصور نهیں کیا اور اسي سمجهه بوجهه کے موافق عمل
درآمد کرتا رها *

فرزند ار جمند پر اُتھاوے چنانچہ وہ ناگور کو بایں بہانہ روانہ ہوا کہ گجرات میں پہونچکر بعزم بیت‌اللہ جہاز پر سوار ہوگا *

بیرم خاں ناگور میں پہونچا اور اس اُمید پر پڑا رہا کہ شاید نصیب اُس کے پلٹنا کھاویں یہاں تک کہ بادشاہ کا پیغام اُس کے پاس آیا کہ تم اپنے عہدہ وزارت سے معزول کیئے گئی اور اب تمکو ہدایت کیجاتي هی کہ بلا تاخیر آپ حج کو چلے جاویں جوںهي کہ یہہ حکم صادر ہوا تو اُسنے تمام نشان اور نقارے اور ماهي مراتب وغیرہ حکومت کي علامتوں کو بادشاہ کي خدمتمیں روانہ کیا اور عام آدمیوں کي حیثیت سے گجرات کي جانب روانہ ہوا مگر بادشاہ کي کسي آیندہ حرکت سے غیظ و غضب کھا کر طبیعت کو بدلا اور تھوڑي بہت فوج اکیٹھي کر کے بغاوت کا ہنگامہ علانیہ برپا کیا اور پنجاب پر چڑھائي کي مگر وہ بدبخت اُس یورش میں یوں محروم رہا کہ اُس کو یہہ توقع نہ تھي کہ خود بادشاہ اُس کے مقابلہ پر آویگا علاوہ اس کے بادشاہ نے جگہہ جگہہ اُس کي روک توک کے لیئے فوجیں متعین کیں چنانچہ ایک فوج نے اُسکو ایسي شکست فاحش دي کہ وہ پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور ہوا اور انجام کار اُس کو ماہ ستمبر سنہ ١٥٦٠ع مطابق محرم سنہ ٩٦٨ هجري میں بادشاہ کے فضل و کرم کا خواہاں ہونا پڑا مگر اس موقع پر اکبر نے کمال آدمیت برتي کہ پہلے وزیر کي خدمتوں کو نہ بھولا یعنے اُس نے یہہ کام کیا کہ بڑے بڑے امیروں کو تھوڑي دور تک اُسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور بادشاهي خیمہ میں اُس کي حاضري کا حکم دیا غرضکہ جب بیرم خاں اکبر کے سامنے حاضر ہوا تو بادشاہ کے قدموں پر گرا اور پہلي باتوں کو یاد دلا کر رو پڑا اور سبکیاں بھرنے لگا یہاں تک کہ فی‌الفور اُس کو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے اُتھایا اور دائیں طرف اپنے بتھایا بعد اُسکے خلعت مرحمت فرماکر یہہ بات فرمائي کہ اب تیري مرضي پر یہہ بات موقوف هی کہ کسي بڑے صوبہ کي حکومت پسند کرے یا دربار میں بڑے سے بڑے عہدہ پر

مشورت کرکے ایک امر تقرر کیا غرض کہ بعد اُسکے ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اپنی والدہ ماجدہ کی بیماری طبیعت کا بہانہ کرکے دلی کی جانب روانہ ہوا اور جوں ہی کہ بیرم خاں کے رعب داب کی حدود سے باہر نکلا تو مارچ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۹۶۷ ہجری کو یہہ اشتہار اُس نے جاری کیا کہ اب حکومت میں نے سنبھالی اور اب کوئی شخص اُن حکموں کی تعمیل نکرے جو میرے حکم و اجازت سے جاری نہوں غرض کہ اشتہار کے جاری ہوتے ہی بیرم خاں کی آنکھیں کھلیں اور خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اب کہ وقت اُسکے ہاتھہ سے نکل گیا تو اُس نے بادشاہ کا اعتماد دوبارہ حاصل کرنا چاہا اور اُس کے حاصل کرنے میں نہایت کوشش کی چنانچہ دو وکیلوں کو بادشاہ کے دربار میں بھیجا مگر اکبر اس چاپلوسی سے راضی نہوا اور اُن ایلچیوں کو دربار میں دخل ندیا بلکہ تھوڑے عرصہ کے بعد اُنکو گرفتار کیا *

جب کہ بادشاہ اپنے وزیر سے کھلم کھلا الگ تھلگ ہوگیا تو اُس کے الگ ہونے سے بہت جلد اثر پیدا ہونے لگے چنانچہ ہر پایہ کے لوگ اُس وزیر دولت باختہ سے کنارہ کش ہوکر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے پر مائدہ ہوئے اور سارا باعث یہہ تھا کہ بادشاہ کی بھلائیوں بلکہ اُس کی برائیوں سے بھی یہہ اُمید اُن کو ہوئی کہ وہ برائیاں بھی بیرم خاں کی سخت گیریوں اور ناخدا ترسیوں کی نسبت خفیف و سبک ہونگی *

جب کہ بیرم خاں کے ساتھی بکھر گئے اور ذاتی دریعوں کے سوا کوئی سہارا بھروسا باقی نرہا تو اُس نے دوبارہ قوت حاصل کرنی چاہی اور تحصیل قوت کے لیئے طرح طرح کی تدبیریں سوچیں چنانچہ یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی کہ بادشاہ کو گرفتار کرے اور بعد اُس کے یہہ سوجھی کہ مالوہ میں پہونچکر بجائے خود ریاست قایم کرے مگر جو امداد اُسکے ہاتھہ آئی اُس کے بھروسے پر اُس ارادہ پر آمادہ نہوا اور غالب یہہ ہی کہ وہ اس بات کو گوارا نہ کرتا تھا کہ اپنی تلوار اپنے آقا کے

موجود نتھا کہ وہ باز کے شکار کو گیا تھا غرضکہ بیرم خاں نے بادشاہ کو
ناچیز سمجھکر ایسے بڑے معاملہ میں نام کو بھي نہ پوچھا اور تکلف کو
بھي دخل ندیا یہہ تردي‌بیگ بابر بادشاہ کے بڑے مخلصوں میں سے
گنا جاتا تھا اور جب کہ ہمایوں مارا مارا پھرتا تھا تو وہ ہمراہ اوسکے رہا
اور ساتھہ اُسکا نچھوڑا مگر دلي کو بے وقت اور بے موقع خالي کرنے سے
بالشبہہ مجرم ہوگیا تھا ایکروز ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر بادشاہ ہاتیونکي لڑائي
سے جي اپنا بہلارہا تھا کہ ایک ہاتي میدان سے بھاگا اور دوسرا ہاتي
حریف اُسکا اُسکے پیچھے لپٹا اور تماشائي لوگ اُنکے پیچھے پیچھے چلے
جنمیں اچھے برے ہر قسم کے آدمي شریک شامل تھے جوں ہي وہ بھگوڑا
ہاتي بیرم خاں کے ڈیروں میں گھسا تو کئي ڈیرے گربڑے جنسے بیرم خاں
کي جان جوکھونکا کہتکا تھا چنانچہ جو لوگ اوس کے آس پاس موجود
تھے اون سب کو حیراني پریشاني ہوئي اور بیرم خاں یہہ بات اُلٹي سمجھہ
کر کہ اس سے تذلیل اُسکي مقصود تھي نہایت برہم ہوا اور شاید اس
شبہہ سے کہ میري جان کا پوشیدہ ارادہ تھا غیظ و غضب کھاکر مہاوت کے
قتل کا حکم دیا اور تھوڑے عرصہ تک بادشاہ سے بھي کشادہ پیشاني سے نملا
اور غایت تکلف سے چیں بجبیں باتیں کرتا رہا علاوہ اِسکے ایک بڑے درجہ
کے امیر کو جو خود بیرم خاں کا ہم قدر تھا خفیف تہمت لگاکر قتل کرایا اور
پیر محمد خاں خاص اوستاد بادشاہ کا حج کے بہانے سے جلا وطن ہوکر جان
اپني بچا لیگیا غرض کہ بیرم خاں کے وہمي مزاج اور شکي طبیعت سے
بادشاہ کے مصاحب سخت حیران اور نہایت پریشان تھے یہاں تک کہ
آخرکار اُس کے ظلم و ستم کے باعث سے اُنکو یہہ ترنگ آئي کہ بیرم خاں
کے اُس شک و شبہہ کو جو ہماري نسبت بغض و عداوت کي بابت
رکھتا ہی سچا کریں چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ خود اکبر اسبات
پر آمادہ ہوا کہ آپ کو اُس قید سے آزاد کرے جس میں وہ دن رات
اپني اوقات بسر کرتا ہی یہاں تک کہ اُسنے اپنے مصاحبوں سے صلاح و

وقتوں میں کہ ایک صغیر سن بادشاہ تخت نشین ہووے تو یہہ احتمال غالب تھا کہ بیرم خاں اگر ایسا مستقل مزاج ہوتا تو وہ نوح اکبر کی حکومت کو روز و روز کرتی اور ہرگز جمنے ندیتی *

غرض کہ بطور موجوہات مذکورہ بالا بیرم خاں کی کڑی حکومت لوگ اُس وقت تک بلا شور و فریاد اُٹھاتے چلے گئے کہ سلطنت کی بقاء و سلامت اُسی کی خاص حکومت سے مضبوط و مربوط سمجھی گئی اور جب کہ یہہ کھٹکا باقی رہا کہ بدوں اُسکے وہ سلطنت بہت جلد افسردہ پژمردہ ہوجاویگی تو اُسکی حکومت کی سختیوں کا اثر دلوں پر ہونے لگا اور لوگوں کے مزاج اُسکی جانب سے بگڑنے لگے اور وجہہ یہہ تھی کہ یہہ بیرم خاں چند ایسی ذاتی برائیاں رکھتا تھا کہ اُنکی بدولت اُسکی حکومت سخت ناگوار ہوئی یعنی مزاج اُس کا ناخ و ترش اور چال ڈھال اُسکی غرور و نخوت سے مشتمل و معمور تھی اور اپنی حکومت کا معاینت خواہاں اور دوسرونکے اختیار و حکومت سے برا جلنے والا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کا متمنی و اکراہ طالب تھا اور ایسے اختیار کو دیکھہ سکتا تھا جو اُسکی عنایت کے سوا کسی اور کے ذریعہ سے حاصل ہووے غرض کہ اوصاف مذکورہ کے باعث سے بہت لوگ اُس کے دشمن ہوگئے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھی برگشتہ خاطر ہوگیا اس لیئے کہ بادشاہ اب جوان ہوتا جاتا تھا اور عقل اُس کی روز روز بڑھتی جاتی تھی اور بیرم خاں کی مستقل حکومت سے بات اُسکی ایسی دبکی پڑی تھی کہ اُس کے گوارا کرنے کی اُسکو ہرگز تاب نہ تھی *

بیرم خاں کی چند باتوں کے سبب سے جو خود مختاری اور بے انصافی سے سرزد ہوئی تھیں بادشاہ کا عتاب اُسکی نسبت زیادہ ہوا منجملہ اُن کے ایک یہہ بات بھی تھی کہ جب ہیمو بقال سے آثار سلطنت میں لڑائی ہو چکی اور ملازمان دولت کو فتح نصیب ہوئی تو بیرم خاں نے تردی بیگ حاکم سابق دلی کو قتل کیا حسب الحکم اکبر اُسوقت اسلیئے

بہادر نے حریف مجروح کے قتل کرنے سے صاف انکار کیا تو بیرم خاں نے
اُسکے وہم و اندیشے سے خفا ہوکر ایک وار میں ہیمو کا کام تمام کیا *

بعد اُسکے دلی آگرہ پر اکبر نے قبضہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد اُسکو
پھر پنجاب جانا پڑا اس لیئے کہ اُسکو کہیں یہہ پوچھ لگا کہ سکندر سور نے
پہاڑوں سے خروج کیا اور پنجاب کے بہت سے حصہ کو دبا لیا غرض کہ
پہاڑي ملکوں کے سوا تمام ہموار ملک اکبر کے قبض و تصرف میں
بکمال آساني دوبارہ آگئے اور سکندر سور اپني جان بچاکر مانکوٹ کے
مضبوط قلعہ میں داخل ہوا اور اُس قلعہ کو بڑي جانفشاني سے بچایا
یہانتک کہ اکبر نے آتھہ مہینے اُسکے محاصرہ میں گزارے مگر وہ قلعہ فتح
نہوا بعد اُسکے سکندر سور نے اِس قول و قرار پر قلعہ حوالہ کیا کہ بنگالہ
جانیکي مزاحمت نکرے چنانچہ سکندر سور بنگالہ کو چلا گیا جہاں
پتھانوں کا ایک خاندان اب بھي قابض و متصرف تھا *

واضح ہو کہ اسي زمانہ سے خاندان تیمور کي سلطنت کا بحال ہونا
سمجھا جاتا ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ بیرم خاں کي سعي و محنت کي
بدولت وہ سلطنت بحال ہوئي اور اب بیرم خاں کو اس درجہ کے اختیار
اور اُس مرتبہ کي جاہ و حشمت حاصل تھي کہ محکوم کے حق میں
اُس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں *

بیرم خاں اپني سپاہیانہ لیاقتوں اور حکومت کے زور و قوت کے باعث
سے ایسي ایسي بیروني مشکلوں پر غالب آیا تھا کہ اُس سے کچھہ کم
تھوڑي ہمت والا سردار اُن کے دباؤ سے دب جاتا چنانچہ جو اُسکے جي
میں آیا وہ کیا اور ہمیشہ اپنے ارادوں پر جما تھما رہا اور حقیقت یہہ
تھي کہ یہہ عادات اُس میں ایسي قوي فوج کے دبائے رکھنے کے لیئے
ضروري و لابدي تھیں جس میں بڑے بڑے لڑنے والے بے تہور تھکانے لوگ
بھرتي تھے اور اُسکي بے انتظامي اور خود سري کا پاداش و تدارک
ہمایوں کي عقل و شجاعت اور زور و قوت سے خارج تھا اور خصوص ایسے

میں ہمایوں سے سندھ میں جاکر ملا چنانچہ وہ لوگ اُسکو دیکھکر نہایت خوش ہوئے جو کچھ اُس سے ظہور ہوئے تھے اور اس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ لوگ اُسکو پہلے سے جانتے تھے کہ وہ اِیسے وقتوں میں بڑے کام کا آدمی ہی اور اُسکو اسی لیئے نہایت عزیز و معزز رکھتے تھے غرض کہ اُس وقت سے ہمایوں کے معتمدوں میں داخل ہوا اور وہ سردار ایسا مزاج کا مستقل اور طبیعت کا مضبوط تھا کہ اگر اُسکا سا استقلال اُسکے آقا نامدار کے مزاج میں تھوڑا بہت زیادہ ہوتا تو اُسکے حق میں بہت ہی اچھا ہوتا *

جب کہ ہمایوں کا انتقال ہوا تو بیرم خان اُس زمانہ میں سکندر سور کے مقابلہ میں مصروف و آمادہ تھا اور سکندر سور کو ایسا دبا رہا تھا کہ شمالی پہاڑوں کے دامن میں بھاگ کر گیا اور اب تک دلی پنجاب کی فرمانروائی کا دعوی کرتا تھا ہنوز بیرم خان جدید متوجہ ملکوں کے کام کاج کا انتظام نکرنے پایا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ پرچہ لگا کہ مرزا سلیمان والی بدخشاں نے خاص کابل اور دیگر ممالک مقبوضہ ہمایوں پر قبضہ کیا اور جب کہ اُسنے متصل مذکورہ بالا کا تدارک چاہا اور اُس میں فکر و تامل کیا تو ناگاہ اُسکو یہہ خبر پہونچی کہ سلطان عدلی کی طرف سے ہیمو بقال ایک بھاری فوج اپنے ہمراہ لیکر ان دو کاموں کے ارادہ پر روانہ ہوا ایک یہہ کہ مغلوں کو ہندوستان سے خارج کرے اور دوسرے یہہ کہ سکندر سور باغی کو گوشمالی دیوے مگر یہہ بات یاد ہوگی کہ اس لڑائی کا نتیجہ ہم پہلے بیان کرچکے یعنی پٹھانوں کو شکست نصیب ہوئی اور ہیمو بقال اپنی دلاوری بہادری سے جی توڑ کر لڑا نہاگاہ کہ ایک تیر اُسکی آنکھہ میں لگا تھا اور وہ اُسکے صدمہ سے اپنے ہاتھی پر بیہوش ہوکر گرا چنانچہ وہ مقید ہوا اور اکبر کے ڈیرے میں لایا گیا اور بیرم خان نے یہہ بات چاہی کہ اکبر شاہ اپنے ہاتھوں کو اُسکے نامی گرامی خون کے لہو سے رنگین کرے اور غازی کہلاوے مگر جب کہ اُس

نوان حصه

اکبر کي سلطنت کا بیان

پهلا باب

سنه ۱۵۵۶ع یعنی اکبر کي تخت نشیني سے سنه ۱۵۸۶ تک کا بیان

اکبر کي تخت نشیني اور بیرم خاں کي وزارت کا بیان

اکبر تیره برس چار مهینے کا تها که همایوں نے انتقال کیا اگرچه یهه شاهزاده عمر کي حیثیت سے دستور سے زیاده هوشیار اور قابل تها مگر باوصف اسکے انصرام و اهتمام کے قابل نتها همایون نے اپنے مرنے سے پهلے پنجاب کیطرف آسکو روانه کیا تها اور حقیقت یهه تهي که اکبر نام کا سردار تها اور کل کام اُسکا بیرم خاں سے متعلق تها اور حقیقت میں وهي حاکم تها چنانچه یهي تعلق اکبر کي تخت نشیني کے بعد بهي قایم رها یهانتک که بیرم خاں نے خانخاناں کے خطاب سے سرفرازي پائي جسکے یهه معني هیں که وه بادشاه کا باپ هی اور تمام اختیارات اُسکو بے حد و بے پایاں حاصل هوئے غرضکه وهي بادشاه گنا گیا *

یهه بیرم خاں جسکو یهه مرتبه حاصل هوا قوم کا ترکمان اور اُس زمانه میں همایون کا بڑا معزز سردار تها جب که همایون هندوستان سے خارج نهوا تها بعد اُسکے جب شیر شاه کے هاتهوں سے همایوں نے شکست فاحش کهائي تو بیرم خاں همایون سے الگ هوگیا اور بڑي بڑي مصیبتیں اُوٹهاکر گرتا پڑتا گجرات سے گذرا اور همایوں کي بیدخلي کے تیسرے برس

زبان حال یعنی اُردو کے شاعروں میں ولی پہلا شاعر ہی حسنی سترھوین صدی کے نصف میں اُردو زبان میں شعریں کہیں بعد اُسکی برابر شاعر ہوتے چلی ائی چنانچہ آج تک وہ سلسلہ چلا اتا ہی مگر تصنیفات ان شاعروں کی فارسی شاعروں کے کیندے پر دیکھیں گئیں اور اُنہیں کے چربہ پر اشعار اُن کے پائی جاتے ہیں اور غالب شی کہ یہہ لیاقت ہندوستانی شاعروں کو حاصل ہوئی کہ اُنہوں نے خانگی اموروں اور زندگی کی عام حالتوں کی مشہور مذمت لکہنے کو رایج کیا اِس لیئے کہ عربی فارسی کے شاعر خاص خاص لوگوں کی مذمتیں لکھا کرتے تہی جیسی کہ فردوسی طوسی نے محمود غزنوی کی مذمت لکہی منجملہ اُن کے سودا شاعر نے ہجو گوئی کو بڑے پایہ پر پہونچایا جو اٹھارھوین صدی کے اخیر میں بڑی دھوم دھام کا شاعر گذرا اگرچہ دکنی بنگالی اور علی‌ھذالقیاس اور زبانوں میں عربی فارسی لفظ داخل ہوئی مگر اُردو کی مانند دوسری زبان قایم نہوئی *

بین اس بات کي اب تک نهیں کي که کس کس تبدیل و تغیر سے وہ زبان ایسي هو گئي جو آج کل بولي جاتي هی *

زمانه حال کے ایک مسلمان † مورخ نے بیان کیا هی که تیمور کے دهاووں کے وقتوں میں زبان حال کي صورت قایم هوئي اگرچه یهه بات قیاس سے خارج هی که ایسي یورشوں کے وقتوں میں جو پورے برس دن بهي قایم نه رهیں اور قتل و قتال اور سفا کي بے با کي کے سوا کوئي نشان آنکا پایا بهي نهیں جاتا کسي قوم کي زبان میں تغیر واقع هووے مگر یهه تعجب نهیں که پندرهویں صدي کے اخیر میں آج کل کي هندي بولي نے ترقي پائي هو معلوم هوتا هی که بارهویں صدي کے اخیر سے پهلے اس بولي کو زیاده ترقي نهوئي هوگي اِسلیئے که بنیاد اُس کي قنوج کي دیسي بولي تهي پنجاب کي دیسي بولي نه تهي جس کو مسلمانوں نے پهلے پهل فتح کیا ‡ تها *

یهه بولي پچهلے وقتوں کي تصنیفوں میں برتي گئي یعنے کتابوں اور شعروں میں برتاو اُسکا هوا اِس لئیے که کالبروک صاحب نے ایک ایسے هندو شاعر کا حال لکها هی جسنے آغاز سولهویں صدي کے قریب ایک کتاب جیپور میں تصنیف کي اور کهیں کهیں اُسمیں فارسي لفظوں کا استعمال بهي کیا مگر صاحب ممدوح یهه بهي کهتے هیں که مسلمان شاعر بهي اُس خالص هندي میں پهلے پهلے شعریں کهتے تهے جو هندوي کهلاتي هے چنانچه هندوستاني مسلمان شاعروں کے شعر اوس تذکره میں مندرج هیں جو سنه ۱۷۵۲ع میں تالیف هوا هاں تذکره کے پچهلے شاعروں کے شعروں میں عربي فارسي لفظوں کا استعمال پایا جاتا هی *

---

† ڈاکٹر کل کراست صاحب کي هندوستاني زبان کي تحقیقات میں اس مورخ کا حواله درج هی

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۲۰

بعد اُس کے تنزل کو پہونچا اگرچہ مسلمانوں نے دقیق دقیق علموں میں هندوؤں اور یورپ والوں سے عمدہ عمدہ باتیں حاصل کیں مگر عہد مذکور کے بعد کوئی فارسی تصنیف ایسی هندوستان میں پائی نہیں جاتی جو نہایت عمدہ اور تحسین و آفرین کے شایاں ہووے *

مسلمان مورخوں کو سنسکرت کے مورخوں پر تاریخ نگاری میں فوقیت حاصل هی مگر یہہ بات اُن کو عرب والوں کی بدولت حاصل هوئی اگرچہ مسلمان مورخوں کی تاریخوں میں معمولی مضمونوں پر بہت سی لمبی چوڑی تقریریں پائی جاتی هیں اور وہ دلچسپ اور ضروری باتوں اور دقیقہ سنجی اور نکتہ چینی اور حکیمانہ رایے و تقریروں سے معرا و مبرا اور کہیں کہیں یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی سے مشحون و معمور هیں مگر واقعات کا سلسلہ ایسا برابر هی کہ کسی مقام سے منقطع نہیں هوتا علاوہ اس کے علم جغرافیہ سے معمور اور اوقات تواریخ کے تعین و تقرر میں آمادہ اور سندوں کے حوالہ دینے میں نہایت مستعد هیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کی نظر سے برهمنوں کی بیہودہ کہانیوں پر نہایت فوقیت رکھتی هیں *

یہہ بات اچنبھی کی هی کہ هندوستانی مسلمانوں کی زبان کی اصل و حقیقت جو آج کل هندوستان میں بولی جاتی هی اور لوگوں کو بہت کم معلوم هی *

جب کہ دلی کی سلطنت قائم هوئی اور بیخ و بنیاد اُسکی مستحکم پڑی تو یہہ بات ضروری هی کہ سارے بیرونمندوں نے هندوستانی جورو بچوں کی بول چال اور علاوہ اُن کے هندوستانیوں کے میل جول کی ضرورت سے هندی بولی سیکھی هوگی جسکی اصل شسکرت تھی اگرچہ اُس هندی زبان کے مصدر شسکرت کی زبان کے تھے مگر گردان اُسکی یہی تھی جو آج کل معمول و مروج هی اور غالب یہہ هی کہ یہہ زبان ایک مدت تک خالص نرهی هوگی اگرچہ کسی مشرقی مورخ نے جہاں

ں کہ خاندان تیمور کي تخت نشیني سے بہت زیادہ تغیر ظہور میں آیا
سلیئے کہ ازبکوں اور افغانوں کے بغض و عداوت اور ایرانیوں کے ساتھہ مذہبي
عصب کے باعث سے باہر کے لوگونکا انا جانا مسدود ہوگیا ‡ *
اکبر نے صاف صاف اسبات کو منجملہ تدبیروں مملکت کے قرار دیا
تھا کہ مسلمانوں کي چال ڈھال اُن لوگوں کے چال چلن کے مشابہہ ہوني
چاہیئے جو ہندوستان کے اصل باشندے ہیں *
غالب ہی کہ جب سی ہندو مسلمانوں کا ملنا جلنا شروع ہوا تب سی
مسلمان ایسے روکھی سوکھی اور تیکھی پھیکی نرہی تھی جیسی کہ آپس
کے میل جول سے پہلے چلے آتے تھی مگر تھوڑي مدت گذرنے پر تاثیر اس
میل جول کي حاکمونپر ظاہر ہوئي چنانچہ محمود اور اُسکے جانشینوں کے
وقتوں کي نسبت غلام باد شاہوں کے وقتوں میں ظلم و ستم کي باتیں زیادہ
ظہور میں آئیں اور بعد اُنکے جو ظلم و ستم پچھلي سلطنتوں میں واقع
ہوئی وہ خاص خاص حاکموں کے باعث سے وقوع میں آئی یا بیگانہ ملکوں
کي فوجوں کے سبب سے پیدا ہوئی باقي خاندان تیمور کے اکثر بادشاہوں
کي حکومت کے طور طریق اُن باد شاہان یورپ کے طرز و اندازوں کے قریب
قریب پہونچتی تھی جنکي حکومتیں نرم اور معتدل تہیں *

مسلمانوں کے علم و زبان کا بیان

مسلمانوں کا خاص علم اُس زمانہ میں زیادہ مروج ہوا جسکا حال
اب لکہا جاویگا یعنے اکبر کے عہد دولت میں اس علم نے ترقي پائي اور

اور ٹھنڈي ہوا پانے سے کوسوں دور اور بازار اُنکے اچھي غذاء وبساط سے خالي اور حمام
اور مدرسوں سے بے نشان اور شمع مشعلوں سے ناکام ہیں یہانتک کہ کسي گھر میں شمع
دان کا نشان پایا نہیں جاتا بعد اُسکے اُن برے بھونڈي چیزوں کي ہنسي کرتا ہی
جو اِن عمدہ چیزوں کي جگہہ برتي جاتي ہیں (ارسکائن صاحب کا ترجمہ تورک بابر
کا صفحہ ۳۳۳) *

‡ غرضکہ مغربي لوگوں سے یہاں تک واسطہ علاقہ منقطع ہوا کہ او رنگ زیب
اُن ایرانیوں کو جو ہندوستان کے مسلمانوں کا اصل نمونہ ہیں اکھڑ گنوار کہتا ھے
اور ذلیل لقب کے لگاے بدون اُنکے نام نہیں لیتا ھے جیسے جنگلي وحشي *

برجیوں اور کنگوروں کی کثرت سے هندوستانی عمارتوں اور گاتھک وضع
کی عمارتوں میں زیادہ مشابہت اس لیئے نہیں پائی جاتی که هندوستانی
عمارتوں میں برجیوں کی نوکیں گاهے گاهے نکالتے هیں اور جب کبھی نکالتے
هیں تو بہت تھوڑی نکالتے هیں بلکه همیشه برجیاں ایسے گنبد پر ختم
هوتی هیں جو بعض اوقات برجیوں کے محیط سے باهر نکل جاتا هی *

پہلے مسلمانوں کے رنگ روپ اور چال ڈھال کا بیان

پرانے وقتوں کے مسلمان نہایت تنومند اور سرخ رنگ اور نہایت قوی اور
تندرست هوتے تھے اور موٹے جھوٹے کپڑے کے تنگ کرتے پہنتے تھے اور همیشه
گھوڑے کے دورے پھرا کرتے تھے اور اورنگ زیب کے عہد دولت کے مسلمان
دبلے پتلے اور دالے پتلے تھے اور مہین ململ کے جامه چین دار اور ایسے
نیچے پہنتے تھے که اُن کی زردوزی جوتیاں دامنوں تلے چھپ جاتی
تھیں مگر یہه تحقیق دشوار هی که پرانی طرزوں میں کب سے تھوڑا تھوڑا
تغیر واقع هوا جسکے تغیر سے طور و طریق بالکل بدل گئے *

غالب هی که جب مسلمانوں کو غور و غزنی سے کچھه واسطه علاقه
نرها تو یہه تغیر واقع هوا چنانچه ابن بطوطه نے لکھا هی که چودهویں
صدی کے نصف پر پان کھانے نے رواج پایا اور باورچی خانوں میں کھانوں
کو تلوں نصیب هوا غرض که طور طریقوں میں تغیر نے راه پایا اور جب
که بابر نے سولهویں صدی میں مسلمانوں کی چال چلن کو ویسا نپایا
جیسا وه معتاد اور خوکرده تھا تو سخت حیران رها † مگر غالب یہه

---

† بابر کا بیان اس لیئے دلچسپ هے که اُسنے ایسے تعصب سے لکھا هی جو کابل
یا یورپ سے نئے آنے والوں میں پایا جاتا هے بابر بیان کرتاهی که هندوستان ایسا ملک هے که
اُسمیں عیش و عشرت کی وه باتیں نهیں جنکی خوبی سے وه مرغوب هووے وهاں کے
رهنے والے خوب صورت نهیں اور ملنے جلنے کے لطف اور اُٹھنے بیٹھنے کی خوبی سے
محض ناواقف هیں اور عقل اُنکی سلیم اور فکر اُنکی صائب اور طور اُنکے پسندیده
نهیں اور حسن مروت اور درد و رنج کی شراکت سے نا آشنا هیں اُنکی دستکاریوں
میں کوئی جدید ایجاد اور نقاشی معماری میں کوئی هنر پایا نهیں جاتا گھوڑے اچھے
اور کھانے کا گوشت برا اور پھل پھلاری سے محروم اور تربوزا و انگوروں سے بے نصیب

اگلے وقتوں میں پہلے چپٹے گنبد بنتے تھے مگر جہانگیر اور شاهجہاں
کے وقتوں میں کچھہ کچھہ اوبھرنے لگے تھے یہاں تک نصف کرہ سے زیادہ
گول اور اونچے ہونے لگے اور اسطوانوں پر قرار انکو دیا گیا مختلف زمانوں
کی محرابیں بھی مختلف ہیں چنانچہ اگلے وقتوں کی محرابیں سیدھی
سادھی اور قوم گاتھک کی طرز و انداز پر اور پچھلے وقتوں کی محرابیں
نعل و بیضہ سے زیادہ گول و مدور اور بیل بوتوں سے مزین و منقش پائی
جاتی هیں یہانتک کہ اکبر کے بعد کی عمارتیں پہلی عمارتوں کی نسبت
بلند اور شاندار اور خوش نما دیکھی گئیں اور بھدی اور بھونڈی ہونے کے
باعث سے پہلی عمارتوں کا اثر بہی دیکھنے والوں کی طبیعتوں پر بہت کچھہ
ہوتا هی † *

اگرچہ هندستانی اور طرز گاتھک کی عمارتوں میں نوکدار محرابوں اور
گہری دروازوں پر خاص قسم کے بیل بوتوں کے بنانے اور بعض اور باتوں کے باعث
سے ایسی مشابہت قایم ہوتی هی کہ بادی‌النظر میں اسکے دیکھنے سے هر
شخص کو حیرت هوتی هی مگر هندوستان کی عمارتوں میں گنبدوں
اور افقیہ خطوط کے جگہہ جگہہ ہونے اور انکو بڑی شان و عزت کی بات
سمجھنے کے باعث سے دونوں طرزوں کی مخالفت واضح ہوتی هی منجملہ
انکے خصوص بہت پرانی عمارتیں جو طرز گاتھک سے بہت سی باتوں میں
مشابہہ ہوتی هیں اس خاص طرز سے مخصوص هیں کہ ان میں پتھر
کے چھجے لگے ہوتے هیں جو پتھر کے توڑوں کے سہارے قائم کیئے جاتے
هیں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں چھوٹی سی کانس لگی هوتی هی *

---

† بشپ هیبر صاحب نے اپنے روز نامچہ جلد ایک صفحہ ۵۶۵ میں لکھا هی
کہ پٹھان لوگ اپنی عمارتوں کو دیووں کی مانند بڑی بڑی چوڑی چکلی بنیادوں اور
آثاروں پر قایم کرتے تھے اور جوهریوں کی مانند نقش و نگاروں کی زیب و زینت پر
سب کو تمام کرتے تھے اور باوصف اسکے کہ نقش نگاروں کی آراستگی اور بیل بوتوں
کی پیراستگی سے مکانوں کی مناسبت پر وہ مقام بہت خوشنما معلوم هوتے هیں مگر
وہ بیل بوتی اصل عمارت کے بھونڈے بھدی پن کو کھو نہیں سکتے۔

هجري مطابق سنه ١١٩٧ ع كے سنه مذكور ميں پوري هوئي تهي علاوه اُس كے پچهلے وقتوں ميں اكبر سے پہلے بادشاهوں كي عمارتوں ميں موكدار محرابيں اكثر پائي جاتي هيں چنانچه اُن سے صاف واضح هوتا هى كه معمار اُس زمانه كے كسي طرح كا گنبد نهيں بنا سكتے تهے مسجدوں كي يهه قطع تهي كه چارچار ستونوں پر ايك ايك گنبد چهوٹا سا قايم كرتے تهے اور ايسے ايسے چهوٹے گنبد بهت سے هوتے تهے غرض كه ساري مسجدوں كي صورت ايك ايسي سنگ رسته كي مانند هوتي تهي جو متواتر ستونوں كے بيچ ميں واقع هووے اور بے تكلف چوراني اُس ميں پائي جاوے *

غالب يهه هى كه وه صورت جو ابتداے حال ميں مسجدوں كے ليئے قرار دي گئي تهي مذكوره بالا صورت يهي اُسيكي مانند اُنهيں كاريگروں نے اختيار كي هوگي جو بڑے بڑے گنبدنهيں بناسكتے تهے چنانچه دلي كي كالي مسجد اُسي پراني طرز پر چهوٹے چهوٹے گنبدوں سے بنائي گئي باوجوديكه فيروز شاه تغلق كے زمانه يعني سنه ١٣٨٧ ع ميں طيار هوئي اور غياث الدين تغلق كے مقبره پر جو سنه ١٣٢٥ ع ميں مرگيا بڑا بلند اور عمده گنبد قايم هى † *

هى كه يهه پهلا درجه شايد هندوؤں هي كا بنايا هوا هى مگر دوسرے درجه پر جو كتبه لگا هوا هى اُس سے صاف ثابت هى كه باقي درجے اس لاٹهه كے سنه ٦٢٧ هجري مطابق سنه ١٢٢٩ ع كے سلطان شمس الدين التمش نے بنائے سنه ٧٧٠ هجري مطابق سنه ١٣٦٩ ع كے فيروز شاه نے اور سنه ٩٠١ هجري مطابق سنه ١٥٠٣ ع ميں فتح خان پسر سلطان سكندر بهلول اور سنه ١٨٢١ ع مطابق سنه ١٢٣٥ هجري كے گورنمنٹ انگريزي نے اس لاٹهه كي مرمت كي سال حال سنه ١٨٦٧ ع ميں اس لاٹهه پر بجلي گري اور شق هوگئي اور گورنمنٹ انگريزي نے اُسكي مرمت كر دي (مترجم)

† گنبدوں كا نقشه پراني عمارتوں سے مسلمانوں نے بلا شبهه اوڑايا مگر جب كه هندوستان ميں رواج اُسكا هوا اور مسجديں تعمير هوئيں تو اُنكا بيروني رنگ روپ والي سويه كے پراني گوتها سے تواجد دلچسپ اور عمده پايا گيا

ب بیان کے قابل ہیں کہ وہ پہلے وقتوں کي نوکدار محرابوں کے نمونہ
ں † منجملہ اُن کے بیچ کي محراب ازروے کتبہ مکتوبہ سنہ ۵۹۴

† سنہ ۱۲۱۰ اور سنہ ۱۲۳۶ ع کے درمیان میں شمس الدین التمش نے اُس
ینار کو پورا کیا جو قطب صاحب کي لاٹھہ سے مشہور و معروف هي اور اُسکے دروازوں
ے محرابیں نوکدار ہیں تئي پراني دلي کے گنبدوں کے دیکھنے سے ہندوستان کے فن
مارت کا حال اگلا پچھلا دریافت ہوجاتا هي جسکے ذریعہ سے مشرقي فنون عمارت کي
تاریخ میں بصیرت حاصل ہوسکتي هي

یہہ مسجد ابتدا میں ایک مندر تہا جسکو راے پتھورا نے سنہ ۱۱۴۳ع مطابق
سنہ ۵۳۸ هجري کے بنایا تہا سنہ ۵۸۷ هجري مطابق سنہ ۱۱۹۱ ع کے جب
قطب الدین ایبک سپہ سالار نے دلي کو فتح کیا تو اُس مندر کو مسجد کرلیا مگر کچھہ
عمارت نہیں بنائي صرف شرقي دروازہ پر فتح نامہ کہود کر لگا دیا جو ابتک موجود
هي سنہ ۵۹۲ هجري مطابق سنہ ۱۱۹۵ ع کے سلطان معزالدین نے مسجد کي عمارت
بنانے کا حکم دیا چنانچہ شمالي دروازہ پر یہہ حکم کندہ هي بموجب اُس حکم کے
پانچ در کي مسجد بنائي گئي اورسنہ ۵۹۴ هجري مطابق سنہ ۱۱۹۷ ع کے ختم ہوئي
چنانچہ بیچ کي محراب کے جنوبي بازو پر یہہ تاریخ کندہ هي بعد اسکے سلطان
شمس الدین التمش نے اس مسجد کو وسیع کرنا چاہا اور سنہ ۶۲۷ هجري مطابق
سنہ ۱۲۲۹ ع کے اس مسجد کے دونوں طرف تین تین در اور بنائے سنہ ۷۱۰ هجري
مطابق سنہ ۱۳۱۰ ع کے سلطان علاءالدین محمد شاہ خلجي نے جانب جنوب بہت
عالیشان دروازہ اس مسجد کے لیئے بنایا پھر اُسي بادشاہ نے اس مسجد کے اور زیادہ وسیع
کرنیکا حکم دیا چنانچہ دوسرا مینار اور جانب شمال نو در اور بنانے شروع کیئے جو
ناتمام رہگئے

لاٹھہ کا حال کہ در اصل اسکا باني کون هي نہایت مشتبہہ هي اسمیں کچھہ
شک نہیں کہ اگلے زمانوں کے مسلمانوں کي عادت تھي کہ مسجد کے قریب ایک بلند
مینار بناتے تھے جو ماذنہ کہلاتا تہا اور یہہ ایک ایسا قرینہ هي جس سے یقین ہوسکتا
هے کہ اس لاٹھہ کے باني مسلمان ہوں مگر یہہ بہي مشہور هي کہ اس لاٹھہ کا پہلا
درجہ راے پتھورا کا بنایا ہوا هي . اور چونکہ اس لاٹھہ کا پہلا دروازہ شمال رویہ هي
جیساکہ ہندوؤں کے مندروں کا ہوتاهي اور نیز اس درجہ پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے
ہوے پتھروں پر کہدے ہوئے ہیں جسطرح کہ راے پتھورا کے مندرکي تمام عمارتیں کہدے
ہوئےہیں اور نیز اس درجہ پر اُسیطرح کا فتحنامہ قطب الدین ایبک اور معزالدین سام
کے نام کا لگا ہواهي جسطرح کہ مندر کے شرقي دروازہ پر لگا ہواهي اِس لیئے شبہہ ہوتا

رواج تھا اوربعد اُس کے ستحا‡ نے رواج پایا جس کے ٹکرے جیتل اور داموں
کے نام سے مشہور ہوئی بعد اُس کے شیر شاہ نے ستحا کا نام روپیا رکھا
اور اکبر نے اُس کو موقوف کیا اور مول تول اُس کا اسی مناسب سے
قایم کیا کہ مغلوں کی حکومت تک جوں کا توں قایم رہا اور آج کل کے
مروج روپیہ کے وزن و مقدار کی وہی بنیاد ہی *

عمارتوں کا بیان

اُن پرانی عمارتوں کے دیکھنے بھالنے سے ہندو مسلمان بادشاہوں نے
یادگار اپنا چھوڑا یہہ بات دریافت کرسکتے ہیں کہ اُن لوگوں نے فنون
عمارت میں کس قدر مہارت بہم پہونچائی تھی اور اُنکی سعی و محنت
کی بدولت فن عمارت کی ترقی کس مرتبہ کو پہونچی تھی چنانچہ
قطب صاحب کے پاس اُس نا تمام مسجد کی محرابیں جو آج تک
برابر چلی آتی ہیں علاوہ بلندی اور ایسے عمدہ کندوں سے آراستہ پیراستہ ہوئے
کے جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین و مرتب ہیں اس وجہہ سے

چوکھی چاندی کے جوڑوں کے برابر ہوتا تھا اور چالیس داموں یا پیسوں پر منقسم تھا
اور ہر دام یا پیسا ۱۹۱۵ء تانبے کے جوڑوں کی برابر تھا اور ہر دام پچیس جیتلوں
پر منقسم تھا جو غالباً ایسے سکے کا نام ہی جو ٹکسال میں ڈھالا جاتا تھا انگلستان
کی ملکہ الزبیتھہ کے زمانہ کا شلنگ کھری چاندی کی وزن ۹ و ۸۸ جو کے داموں
کا تھا اکبر کے عہد سلطنت کا روپیہ انگریزی سکہ کے حساب سے ایک شلنگ
ساڑے گیارہ پنس کا تھا اکبر کا سکا اور اُس کے سکہ کا سانچا سلاطین مغلیہ کی قلمرو
میں پچھلی صدی کے نصف تک یعنی بادشاہی کی تباہی سے پہلے زمانہ تک قایم رہا اور
کسی قسم کی تبدیل اُس میں واقع ہوئی بعد اُس کے بہت سی ٹکسالیں قایم ہوئیں اور
کھوٹی کھرے سکہہ نکلنے لگے ایک سو چہتر جو چوکھی چاندی اُس روپیہ میں موجود
ہی جو کمپنی کی قلمرو میں آج معمول و مروج ہی اور وہ روپیہ تیس ٹکہ یعنی
چونسٹھہ پیسوں کو بکتا ہی اور ہر پیسہ تانبے کے سو جوڑوں کی برابر ہی

‡ استعمال ہی کہ تنکہ اوّل مروجہ کی اصل یہی تنسا ہو اور اکثر اور معدولہ سے
لکھتے ہونگے بعد اُس کے سے تنکہ مستعمل ہوا اور رفتہ رفتہ سابرون کے استعمال
میں پہونچا چنانچہ منشی ذمی اور حلیم تنی کے سفروں میں پایا جاتا ہی واللہ
اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

بنا ہوگا جو بیلنے پر قابض متصرف ہوئی تھی یا علاوہ اُسکے غزنی والوں
کے بھی ایسی رائج کردہ تھے سے تنہا ہوگا جو سلطانی خاندانوں کے عہد
سلطنت اور خلیفوں کے نام خلافت میں برابر جاری رہا اور قطع
نظر اسکے سے پارسنس صاحب کے مسکوکات موسومہ شہنشاہ دہلی
میں شمس الدین التمش کا سکہ پایا جاتا ہے جو سنہ ۱۲۲۵ء
میں مروّج تھا *

اگر مختلف سکوں کی قیمت قرار دی جاوے تو ایسا شخص آسکو
قرار دے سکتا ہے جو مختلف سکوں کی پرکھ رکھتا ہو اور اس معاملہ
کی پوری تمیز رکھتا ہو اور باوجود اس کے غور و فکر سے بھی
تشخیص قیمت کرسکتا ۳ ہوئے خلیفوں کے وقتوں میں دینار درہم کا

---

۱ ٹامس صاحب کے حسنہ نقشوں کے پتھروں صفحہ اور اسکے حاشیہ
کے دو صفحہ تک تحقیقات مشرقہ صاحب موصوف کو دیکھنا چاہئیے

۲ پارسنس صاحب کی کتاب حالات ایشیا صفحہ ۱۱۲

۳ قیمتوں کی تغیر تبدیل کا حال اس بیان مفصلہ سے واضح ہوگا کہ خلیفوں
کے عہد خلافت کا دینار پانچ روپیہ سوا پانچ آنہ کے قریب ہوتا تھا (پارسنس صاحب
کی کتاب صفحہ ۷۱) اس زمانہ کے وقتوں میں مشرقی دینار سے مغربی دینار ایسی
مناسبت رکھتا تھا جیسی کہ چار ایک سے نسبت رکھتا ہے یعنی مشرقی دینار مغربی
دینار کا چوتھائی تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی دینار تنکہ کا عشر یعنی اُس
کے دسویں حصہ کے برابر تھا مگر اُس زمانہ کے تنکہ کو انگریزی روپیہ کے برابر
تصور کیا جاوے تو سوائے اسکے یعنی آٹھ آنہ پائی کے ہوتا ہے (واقعی ہو کہ اسکی
عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان سوائے اسکے کی جگہ سوا پیسہ سے
لکھا تھا اور سوائے اسکے کے آٹھ آنہ ہوتے ہیں مترجم) کابل میں زمانہ
حال کا دینار ایسا کم قیمت ہے کہ دو سو دینار ایک عباسی کے برابر ہوتے ہیں
جو ایک آنہ سے بھی کم قیمت ہوتی ہے فرشتہ واقعات کرتا ہے کہ علاء الدین
کے عہد سلطنت میں ایک تنکہ پچاس جیتل کے برابر تھا جو ایک تانبے کا
سکہ پیسہ کی برابر سمجھا جاتا تھا اور محمد تغلق کے زمانہ میں وہی تنکہ ایسا
تبدیل ہوا کہ سولہ پیسہ کی برابر پڑا اور معلوم ہوتا ہے کہ تنکہ اُس زمانہ میں
زمانہ حال کے روپیہ کی جگہ برتا جاتا تھا اور جب تنکہ اُس کی روپیہ کے مناسب
تھی تو غالب قیمت بھی برابر ہوگی اُسی روپیہ تخمین چاندی کے لحاظ سے ۱۶۳ ۱۱

ات اور ترقیات آنکهوں سے گرگئیں چنانچه ایک مورخ اپنے ممدوح
سبت بیان کرتا هی که اُس نے ڈاک چوکی نکالی اور دوسرا مورخ
ولی نعمت کو شارع عام کے بنانے اور کارواں سرایوں کے چنانے اور
وں میں دورویه درختوں کے لگانے کا موجد بتاتا هی اور ابوالفضل
هندوستان کی نئی نئی ایجادوں کو اکبر سے منسوب کیا اور اس بتوته
بیان سے واضح هوتا هی که محمد تغلق کے عهد و دولت میں گهوڑوں
ڈاک چوکی ایجاد هوئی تهی پیادوں کی ڈاک چوکی جس سے
مقرر هوئی که دیهات کا انتظام بدهاں اور مقدموں کی راے اور تجویز
و سرکاری انتظام کے علاوه برابر چلا آتا هی † یهه مانا که راهوں کی راستی
درستی کو شیر شاه نے رونق بخشی مگر ابن بتوته نے شیر شاه کے عهد
و دولت سے دو سو برس پہلے ملیبار کے کنارے کے بڑے حصه میں جو
اُس زمانه میں هندوؤں کا مقبوضه تها تمام شارع عام کو سایه دار
درختوں کے سایه میں پایا تها اور معین معین فاصلوں پر مهمان سرائیں
آباد اور کنوئیں چلتے هوئے دیکهے ایک کتبه کے دیکهنے سے جو حال میں
هاتهه آیا اور عیسی علیه السلام کی ولادت سے تین سو برس پہلے کا هی
یهه امر واضح هی که اُسوقت کے راجه نے شارع عام کے کناروں پر درختوں
کے لگانے اور اور کنوؤں کے کهدوانے کا عام حکم جاری کیا تها *

سکوں کا بیان

اگرچه ابوالفضل نے یوں لکها مگر سنا گیا که پہلے پہل اکبر هی نے
سونے چاندی کے سکه کو هندوستان میں رواج بخشا مگر بلا شبه یهه قول
ایسا هی که تمام تاریخوں کے مخالف هی یہاں تک که اگر یهه بات
مانا جاوے که پہلے سے هندو سونے چاندی کا سکه رکهتے تهے تو یهه امر
ضروری هی که سنه عیسوی کے شروع میں اُنهوں نے اُن یونانیوں سے

---

† هرگانوں کا دستور هی که ایک شخص اُس میں عام قاصد هوتا هی اور
کارروائی اور رعایت شماری کی ضرورت سے ضلع کا چودهری اپنے ضروری معاملات و احکاموں
کو ان قاصدوں کے ذریعه سے دیوں دنوں جاری کرتا هی

دولت اور راجه کي شان و شوکت کے مقدموں میں اُن مورخون کے بیانوں سے مساوي هے جو دلي قنوج کي تعریفیں کرتے هیں † *
بہت سے مورخوں نے بہت سے شہروں کا بیان کیا چنانچه ابن بتوته شهر مدورا واقع اخیر جزیرہ نماے گجرات کو دلي کي مانند بتاتا هے اور جب که اُسنی اُس شہر کو دیکھا تھا تو مسلمانوں کي فتح پر جزیرہ نماے مذکور کي بابت بہت تھوڑا عرصه گذرا تھا اور یهي مورخ بیان کرتا هے که سارے ملیبار میں دو مهینی کي راہ تک کوئي زمین ایسي نه دیکھي جو مزروعه نتهي اور باشندوں کا یهه نقشه تھا که هر شخص کے پاس ایک باغیچه اور هر باغیچه کے وسط میں رهنی کا گھر اور خود باغیچه کے چاروں طرف کٹھرا کاٹھه کا سدھارا سنوارا تھا ‡ *
غرضکه سمندر کے بندرگاهوں کو مورخوں نے بہت سراها چنانچه هندوستان کے دونو کناروں کے بندرگاهوں کو بڑے بڑے شهر بیان کیئے جنمیں جگهه جگهه کے سوداگر آتے جاتے اور رهتی سهتی تهی چنانچه افریقه اور ایران اور چین اور عرب کے سوداگر جهازوں کے ذریعه سے باهم تجارت کرتے تهی § اور علاوہ اُن کے خاص ملک والوں کي باهمي تجارت کناروں پر اور ملک کے اندر هوتي هی *
خوشامدي مورخوں نے پچھلے بادشاهوں کے حالات ایسي خوشامد درآمد سے بیان کیئے که اُن کے دیکھنے بھالنے سے پهلے بادشاهوں کي

---

† عبدالرزاق نے بیجانگر کا بیان ایسي آب تاب سے کیا که دهوم دهام اُسکي اُس بیان کي تیب و تاپ سے زیادہ هی جو الف لیله میں شاهزادہ احمد کے قصه میں پائي جاتي هی اور معلوم هوتا هی که وہ قصه اِسي شهر کے بیاں سے لیا گیا اور کانتي صاحب نے اُسکي چوڑائي چکلائي ایسي فرمائي که محیط اُسکا ساتهه میل کا هی مگر بارٹیمانے محیط کو سات میل کا اور خود شهر کو شهر ملن کے بہت مشابه بتایا هی *

‡ لی صاحب کا ترجمه ابن بتوته کي کتاب کا صفحه ۱۶۶ *

§ ایران اور عرب اور پاس پروس کے ملکوں کے جهازوں کے علاوہ ملیوار کے اکثر بندروں میں چین کي بڑي بڑي کشتیاں اتي جاتي تهیں — ابن بتوته کي تاریخ صفحه ۱۶۹ اور ۱۷۲ *

، تمام هندوستان کا وہ حصہ جو اُس زمانہ میں هندوؤں کے قبضہ میں تھا پیداوار و محاصل کی حیثیت سے اُس حصہ سے کچھہ کم نہ تھا جسپر مسلمان قابض تھے تیمور لنگ کے پوتے کا ایلچی عبدالرزاق جو سنہ ۱۴۴۲ ع میں بغیمہ وساطت هندوستان کو آیا تھا † هندوستان کے جنوبی حصہ کے سیر و تماشے میں مصروف ہوا اور اُسی نے ہندوستان کے مداحوں سے موافقت کی غرض کہ اور سب لوگ اسباب پر متفق هیں کہ هندوستان کی ولایت سر سبز و شاداب ہے بیجا نگر کے دیکھنے والی بیجانگر کی چوڑائی چکلائی اور حسن و صفائی کو بڑے مبالغہ سے بیاں کرتے هیں چنانچہ بیاں اُنکا شہر کی رسم و ریت اور شہر والوں کی مال و

میں کالپی اور کڑہ مانک پور کے پاس پرس میں جنگلی ہاتھیوں کی دھاڑیں جابجا پھرتی تھیں اور مقام گولراس مالوہ کے مشرق میں ہاتھیوں کے بڑے ریوڑ سے اکبر کی مٹھہ بھیڑ ہوئی (برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲) مرسکہ بیاں مذکورالصدر سے یہہ سمجھا جاتا ہے کہ یہہ شہر اُس زمانہ میں جنگلوں کے بیچ وہاں بستے تھے جہاں ہاتھیوں کی ریوڑ چلتے پھرتے تھے مگر بعد اُسکے وہ جنگل کٹ کٹاکر صاف ہوگیا ہاں میرے یہہ رای ہے کہ مسلمان شکار بازوں کی سعی و مشقت سے جنگلوں کی صفائی وقوع میں آئی کچھہ ترقی ملک کی بدولت وہ واقع نہیں ہوئی اس بتوتہ اپنی کتاب سیر و سیاحت میں جو تزک بابر سے دو سو برس پہلے لکھی گئی یہہ بات لکھتا ہے کہ منجملہ اضلاع خاص هندوستان کے کڑا اور مانک پور دو ضلع نہایت آباد اور بغایت شاداب تھے (لی صاحب کا ترجمہ اس بتوتہ کی کتاب کا صفحہ ۱۱۹) چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کی تیاری ہاتھیوں کے رہنے سہنے کے لیئے کدی رائی ہونگی اور کہیں کہیں کھیت کیاروں پر کھانے پینے کی غرض سے ہاتھی بھی چلتے پھرتے چلے جاتے ہونگے باقی یہہ شبہہ کہ ہاتھیوں کے رہنے سہنے اور لوگوں کے بسنے رہنے میں مناسبت ہے یعنی جہاں ہاتھی رہتے هیں وہاں بستی نہیں بستی یوں رفع ہوسکتا ہے کہ راج محل کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کے آباد شہروں کے پاس واقع ہے گینڈوں کے ریوڑ رہتے هیں اور برار کے جوڑے چکلے جنگل میں نام و نشان اُنکا پایا نہیں جاتا ہاں دو چار ہاتھی تو پڑے پھرتے هیں اور اُنکی نسبت یہہ تصور ہوسکتا ہے کہ وہ حقیقت میں پالتو ہاتھی تھے مگر مست ہوکر جنگل میں بھاگ آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے

† مری صاحب کی تحقیقات ایشیا هند دو صفحہ ۱۱

عہد مذکور الصدر میں ملک و رعایا کي عام حالت بلاشبہہ تازہ
شاداب ہوگي سنہ ۱۴۲۰ ع میں جو نیکالوڈي کانتي صاحب نے ملکوں
و دیکھا بھالا تو گجرات کا حال آنکھوں دیکھا بڑے مبالغہ سے بیان کیا
ور گنگا کے کناروں یا میگنا کے ساحلوں کو ایسے شہروں سے آباد پایا جو
ہلے پھولی باغوں کے بیچ میں واقع ہوئے تھے اور شہر معرزیہ کے پہنچنے سے
پہلے چار مشہور شہروں پر گذرا اور شہر معرزیہ کو سونے چاندي سے بھرپور
ور اقسام جواہرات سے لبریز پایا چنانچہ تائید اُسکے قول کي باربوسا اور
بار تیما بھي کرتے ہیں جنھوں نے سولھویں صدي کے آغاز میں سیر و
سیاحت کو اختیار کیا تھا منجملہ اُنکے باربوسا کمبوجا کا بیان کرتا ہی کہ
وہ شہر ایک عمدہ زر خیز ملک میں واقع اور فلانڈرز کي مانند ساري
قوموں کے تجاروں اور کاریگروں اور کارخانہ داروں کا ٹھکانا تھا † اور ابن
بتوتہ بھي جس نے محمد تغلق شاہ کے خراب عہد میں سنہ ۱۳۴۰ ع
یا سنہ ۱۳۵۰ ع میں سفر کیا بڑے بڑے آباد شہروں اور قصبوں کي تفصیل
بیان کرتا ہی باوجودیکہ جن شہروں پر اُسکا گذر ہوا منجملہ اُنکے
اکثر شہروں میں فسادوں کے ہنگامے برپا تھے جس عمدہ حالت میں
فساد سے پہلے یہہ ملک ہوگا وہ اُسکے بیان سے مترشح ہوتي ہی *

اگرچہ بابر نے ہندوستانکو ناپسند کیا اور بچشم حقارت اُسکو دیکھا جیسیکہ
اب بھي یورپ کے رہنے والے پسند اُسکو نہیں کرتے مگر سولھویں صدي کے
آغاز میں اُسنے بہت عمدہ ملک اُسکو بتایا اور اُسمیں سونے چاندي ‡
کي فراواني اور آبادي اور ہر قسم کے پیشہ کے سوداگروں اور کاریگروں کي
بے پایاني دیکھکر کمال متعجب ہوا § *

---

† واضح ہو کہ باربوسا نے کتاب رموزیو کي جلد ایک اور صفحہ ۲۸۸ اور بارتیما نے اُسي جلد کے صفحہ ۱۴۷ میں گجرات کا حال بھي ایسا ہي بیان کیا جیسا کہ کمبوجا کا حال اُنھوں نے لکھا

‡ ارس کائن صاحب کا ترجمہ توزک بابري کا صفحہ ۳۱۰ و ۳۳۳

§ ایضا صفحہ ۳۱۵ اور ۳۳۴ ہندوستانکي آبادي شادابي کے مقدمہ میں جو جو بیان لکھے گئے اُنکے خلاف و مقابلہ پر بابر کا یہہ بیان تحریر کے قابل ہی کہ اُسکے وقتوں

تعداد کم ظاهر هوگي ملکه اگر یهه آٹھواں حصه سارے نو مسلموں کا تصور کیا جاوے تب بھي اور ملکوں کي نسبت جہاں کہیں مسلمان قابض و متصرف هوئے نو مسلموں کي تعداد بہت تھوڑي هوگي † *

ملک کے محاصل کا بیان

محاصل کا سررشته غالباً ایسا هي تھا جیسا که آج کل موجود هے اور هندوؤں کے عہد حکومت میں موجود تھا اسلیئے که جس تبدیل تغیروں کا ارادہ شیر شاہ نے کیا تھا اور بعد آسکو اکبر نے آنکو پورا کیا تو اُن سے محاصل کے دستوروں کا لوٹنا پوٹنا مقصود نتھا بلکه تکمیل اُن کي مقصود تھي مگر یهه امر ضروري هے که فتوحات جدیدہ کي پریشاني اور غیر ملکوں کے نئے نئے حاکموں کي ناواقفیت سے محاصل کے وصول میں تھوڑي بہت زیادتیاں اور کچھه کچھه خرابیاں واقع هوئي هونگي *

ملک و رعایا کے حالات کا بیان

معلوم هوتا هے که اس چین کے دنوں میں کسي قسم کي مصیبت واقع نہوتي تھي بلکه ساري رعایا چین سے گذارتي تھي چنانچه فیروز شاہ کا مورخ جسنے سنه ۱۳۵۱ سے سنه ۱۳۹۴ تک تاریخ اُسکي لکھي هے بہت مبالغه سے بیان کرتا هے که رعایا کا حال ایسا اچھا تھا که مکانات آنکے عمدہ اور اسباب آنکي پاکیزہ اور مستورات آنکي سونے چاندي کے زیوروں سے آراسته پیراسته تھیں مگر اسلیئے که یهه خوشامدي مورخ ممدوح شاہ کي تعریفیں بہت سي لکھتا هے تو بہت اعتماد آسپر مناسب نہیں علاوہ اُسکي یهه مورخ لکھتا هے که هر کسان کے پاس ایک عمدہ پلنگ اور ایک اچھا باغیچه تھا اور اسبات سے یهه واضح هوتا هے که مورخان حال کے خلاف اس مورخ نے رعایا کي بودباش پر نہایت التفات اپنا صرف کیا *

---

† آٹھویں حصه کي مناسبت باهمي هنٹر صاحب کے بیانات متعلقہ هندوستان جلد ایک صفحه ۵۲ سے لي گئي اگرچه صاحب ممدوح نے دوسري سند اپني قوس میں کي مگر تمام لوگ اُن کے قول کي تائید کرتے هیں

ے گئے تھے اور مبارک شاہ خلجی کے عہد دولت میں دربار سلطانی
ر انتظام ملک کے طریقے ہندوانہ تھے *

ہندوؤں کے مسلمان کرنے کا بیان

یہہ تحقیق بہت دشوار ہی کہ کس زمانہ میں اور کن صورتونمیں
بہت سے ہندو مسلمان کیئے گئے ہندوستان کی آبادی جو آج کل پائی
جاتی ہی اُس کے ملاحظہ سے امر مذکورالصدر کی چھان بین میں بہت
تھوڑی اعانت حاصل ہوتی ہی اِسلیئے کہ بنگال کے دور دور کے مشرقی ضلعوں
میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی تعداد سے بہت زیادہ اور دلی آگرہ
کے قرب جوار میں ہندوؤں کی گنتی مسلمانوں کی گنتی سے بہت زیادہ
پائی جاتی ہی § *

اگرچہ مسلمانوں کی فوجوں کے خوف و ہیبت اور نئے نئے مسئلوں
کے شوق و رغبت سے پہلے پہلے بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے مگر جبکہ
بعد اُس کے مباحثے درپیش ہوئے اور مسلمانوں کا تعصب ٹھنڈا ہوا تو قیاس
چاہتا ہی کہ ہندوؤں کو قبول اسلام سے تھوڑی بہت رکاوٹ ہوئی ہوگی *

آج کل یہہ صورت ہے کہ عام ہندوستان کی آبادی کی نسبت تمام
مسلمان آٹھویں حصہ سے زیادہ نہیں مگر جب یہہ خیال کریں کہ بہت
سے مسلمان اپنے اپنے ملکوں سے ہندوستان میں آئے اور یہہ نقل مکان ایک
مدت سے برابر جاری رہا اور یہہ بھی سمجھیں بوجھیں کہ آٹھہ سو برس
تک ایک ایسے گروہ میں آل و اولاد کی ترقی برابر جاری رہی جنکے عمدہ
حالات کی بدولت کنبوں کی پال پوس آسان تھی تو نو مسلموں کی

§ بلاد بنگالہ میں گنگا کی جانب شرقی تمام آبادی کے نصف سے زیادہ زیادہ
مسلمان بستی ہیں اور باقی ملک بنگالہ کے اکثر حصوں میں کل آبادی کی چوتھائی
میں رہتے ہیں مگر بہار و بنارس کے مغربی حصہ میں بیسویں حصہ سے زیادہ نہیں
لارڈولزلی صاحب کے سوالوں کو ملاحظہ کرنا چاہیئے جنکو سنہ ۱۸۰۱ع میں
پارلیمنت کے سامنے پیش کیا تھا مگر بکانن صاحب مغربی بہار کے مسلمانوں کو ساری
آبادی کا تیرھواں حصہ بتاتے ہیں *

[illegible]یں پھیل گئے تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہونچی تھي کہ هندوؤں کے
[illegible]ور و طریقی اور علاوہ اُں کے وہ تعصبات اُں کے جو هنود کے دیں میں سے
[illegible]اخذ ہوئے تھی جگہہ جگہہ شایع دایع هو گئے تھی چنانچہ جوگیوں کے
[illegible]کرشموں کو پکے مسلمان مورخوں نے معجزات مندرجہ قراں کي مانند
اپنے حسن عقیدت سے بیاں کیا هی جادو کو سچا جانتے تھی اور شگونوں
اور خوابوں کو اچھا برا سمجھتے تھی باوجودیکہ مذهب میں چھاں بیں
[illegible]بهي هونے لگي مگر اس سریع‌الاعتقادي میں کچھہ خلل نہ پڑا اکبر بادشاہ
بهي اسي قسم کي باتوں کا قایل تھا اور جہانگیر اُسکا بیٹا اُس سے بڑھکر
اں لغویات کا معتقد هوا مگر بعد اُسکے اورنگ زیب نے اں سب باتوں کي
ایسي تحقیر کي اور اُں کو برا سمجھا کہ کسي نے نہ سمجھا تھا شیعوں
کو دکں میں ایسي ترقي حاصل هوئي کہ خاص هندوستاں میں ویسي
کبھي نہوئي تھي اگرچہ هندوستاں خاص میں مخالف فرقوں میں عداوت
نہ تھي مگر دیں اسلام کي نسبت بڑے بڑے عقیدوں کي زیادہ دھوم دھام تھي
هندوؤں سے کسقدر نفرت تو تھي مگر پوري پوري عداوت اور کھلي کھلي
نفرت بهي نہ تھي هندوؤں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس امتیاز کے علاوہ
اور چند امتیاز ناپسندیدہ بهي تھے مگر روک ٹوک اِسباب کي نہ تھي
کہ هندو لوگ اپنے دیں مذهب کي رسمیں ادا نکریں معلوم هوتا هی کہ وہ
هندو زمیندار اپني فوجوں کے سردار هونگے جنکو فوجوں کا سردار لکھا هے
اور وہ لوگ ایسے سردار نہونگے جو بادشاہ کي جانب سے مقرر هوتے هیں
مگر اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہت سے هندو ملکي عہدوں
اور حساب کتاب کے کاموں پر معزز و ممتاز تھی || اور هم پہلے بیاں کر چکے
کہ هیمو بقال اور مدني راے کو اپني اپني سرکاروں کے تمام اختیار سپرد[illegible]

|| بابر نے اپني سرگذشت میں بیاں کیا کہ جب میں هندوستاں میں داخل هو[illegible]
تو مخاصل کے تمام عہدہ‌داروں اور سوداگروں اور کاریگروں کو هندو پایا (ارسکائ[illegible]
صاحب کا ترجمہ تزوک بابر کا صفحہ ۲۳۲)

رعب داب اُن کا لوگوں پر بیٹھه جاتا تھا کہ خود بادشاہ اور اراکین دولت بھي رشک و حسد کے مارے کاوش اُن سے رکھتے تھی چنانچہ تاریخمیں بہت سے واقعے ایسے پائے جاتے ھیں کہ بڑے بڑے مقدس لوگ ایسي سازشوں کي جہت سے مارے گئے جو حکومت کے خلاف اُن سے دیدہ و دانستہ واقع ھوئیں یا شک شبہہ کے طریقے پر سمجھي گئیں § ان عابد زاھد لوگوں کو بڑي رونق اور ترقي تیرھویں صدي اور چودھویں صدي کے آغاز میں ھوئي چنانچہ اُس زمانہ کے اور اُس پچھلے زمانے کے بھي ولیوں کا ادب اور آنکي تعظیم ابتک ھوتي ھی لوگ آنکے نام کي قسمیں کھاتے اور آنکي مزاروں کي زیارت کو جاتے ھیں اور جو لوگ اُنکے پیرو ھیں اگرچہ ابتدا میں آنکي تعظیم کي جاتي تھي مگر اب مدت سے آنکا رعب داب نہیں رھا ھی *

فاسد عقیدوں کا بیان

عہد مذکور کے باطل خیال اور فاسد عقیدے دین و مذھب کے اصول قاعدوں سے اچھوتے اور محض مخالف تھی چنانچہ نجوم اور سحر اور غیب گوئي وغیرہ جو شریعت کي رو سے ممنوع و ناجائز تھي اور مسلمانوں کے نبي نے اُن کے علم و عمل کي رخصت ندي تھي سارے مسلمانوں

§ ابن بتوتہ تیرھویں صدي کے مذکورہ بالا فقیروں کي مثالیں بیان کرتا ھی چنانچہ وہ کہتا ھی کہ میرے وقتوں میں ایک بڑا فقیر اس قصور پر مارا گیا کہ اُسنے غصب سلطنت کا ارادہ کیا تھا اور مجھکو ایسے لوگوں کي بھي ملاقات حاصل ھوئي جو بناوت سے پاک و صاف اور مکر و فریب سے مبرا اور معرا تھے مگر ایک ایسے صاحب ملے کہ کھانے پینے بدون اپنے جینے کا دعوے کرتے تھے اور ایک ایسے صاحب کشف سے ملاقات ھوئي کہ وہ اُس خلیفہ کے عہد خلافت کي باتیں بیان کرتے تھے جو سو برس پہلے مرچکے تھے منجملہ اُنکے پہلے فقیر صاحب نے جو کھانے پینے کي پروا نکرتے تھے میرے دلکي باتیں بتائیں اور غیب کي چیزیں سنائیں اور دوسرے فقیر صاحب کے ساتھہ لومڑیاں تھیں جو کتوں کي مانند اُنکے پیچھے لگي پھرتي تھیں علاوہ اُنکے ایک شیر اُنکے پاس تھا کہ چیتل کے ساتھہ اُسکي جوڑي تھي فقیروں کے گروھوں اور اُن کي تعظیم و ارشاد کے طور و طریقے اور بڑے بڑے بزرگوں کے حال و حکایت دریافت کرنے کے لیئے ھرک لاٹ صاحب کے ترجمہ قانون اسلام کو دیکھنا بھالنا چاھیئے *

کہ لوگ ان فقیروں کے مرید ہوئے اور مریدوں کے فرقے قایم ہوگئے اور باہمی
ساز اُن کا ایک بولي کے ذریعہ سے جس سے دوست دشمن پہچانا جاتا
یا اور گرو کے خاص انچہار سے اور کاہے کاہے لباس کي تعویق و تمیز وغیرہ
ے معین و مقرر تہا حاصل یہہ کہ منجملہ ان گروہوں کے بہت سے کہوئے
بہائے گئے اور باقي رہے سہوں میں سے نئي نئي شاخیں نکلیں چنانچہ
تہوڑے تہوڑے فقیر اپنے اپنے سر گروہوں کي خدمت میں رہتے تھے اور بعضے
اوقاف و مصارف کي بدولت باہم گہل ملکر اوقات اپني کاٹتے تھے مگر ہندو
فقیروں کي مانند اپنے رہنے سہنے کے لیئے خانقاہیں نہ رکہتے تھے *
یہہ بات درست هی که پہلے وقتوں میں بڑے بڑے اولیاؤں کے مرید
و خادم آنکي کرامتوں اور پیشین گوئیوں کو بڑي دہوم دہام سے بیان کرتے
هیں اور آنکي دعاؤں اور مناجاتوں کي تاثیروں کو نہایت زور شور سے
کہتے سنتے هیں مگر یہہ بات بہي مسلم هی که وہ مکار اور دغاباز نہ تہی
هاں پچہلے وقتوں میں بعض بعض ایسے کم درجہ کے فقیر ہوئے که
مقناطیس اور داسفورس † وغیرہ کي دواؤں کے خواص و آثار اور بازیگروں کے
شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے ایسي انوکي باتوں کا دعوے کرتے
تہے جو آدمي کي قدرت سے خارج هیں *
بڑے پایہ کے فقیروں کي تعظیم بادشاہ بہي کرتے تہی اور ان فقیروں کا
[illegible] تہا که افلاس و ناداري اور زہد و پرہیزگاري کو جتاتے تہی اور
[illegible] میں بڑي عیش و عشرت سے گذارتے تہی اور اگر گذارہ میں
[illegible] پڑتے تہی تو غریب محتاجوں کو دیتے تہی غرضکہ مالدار
[illegible] بلکہ کہوي کہوي ایسي بات اُن کی بن پڑتی تہي اور

† [illegible] ایک [illegible] کا نام هی جسمیں اعلی جز اوکسیجن گاس ہوتي هی
[illegible] آگ کے شعلہ کي طرح بہرک اُٹھتي هی *
[illegible] سنتے جو چودھویں صدي میں مر گئے اور اولیاء کرام
[illegible] پیچہے کے لیئے بہت سي دولت چہوڑ گئے برگر صاحب کا

مگر عموماً یہہ صورت تھي کہ مرنے والے کي مرضي پر منحصر هوتا تھا
ور باوصف اِس کے قرب و جوار کے عالم فاضلوں کي رائے بھي شریک
شامل کي جاتي تھي *

مولویوں کا بیان

اگرچہ کسي قانون و قاعدہ کے بموجب مولویوں کا کوئي گروہ معین
و مرتب تو نہ تھا مگر ایک گروہ اُن کا ایسا تھا کہ امام موذن واعظ
مدرس مفتي مقنن عموماً بلکہ همیشہ اُسي گروہ سے مقرر کیئے جاتے
تھے یہہ لوگ امورات معابد کي نسبت قوانین اور الهیات میں زیادہ سند
یافتہ هوتے تھے اور سند ملنے کا یہہ دستور هوتا تھا کہ ایسے مولوي
ملاؤں کي مجلس منعقد هوتي تھي تو لوگوں کے نزدیک مسلم اور
علم و لیاقت کے امتحان لینے کے شایاں و سزاوار سمجھے جاتے تھے
غرضکہ وہ لوگ اُس امتحاني کو نئي بات اسطرح عنایت کرتے تھے کہ
عین مجلس میں فضیلت کي پگڑي بندھواتے تھے اگرچہ اُس وقت اُس
شخص سے کسي طور کا قول و قسم نہ لیا جاتا تھا اور نہ وہ کسي بڑے کا
مطیع و محکوم هوتا تھا مگر رائے عام کي موافقت اور ترجیح و تفوق کي
اُمید اُسکو مزاحم هوتي تھي *

فقیروں کا بیان

مذهبي خادموں یعني مولوي ملاؤں کے علاوہ عابد زاهدوں کا ایک
اور گروہ تھا جنکو بلاد فارس میں درویش اور خاص هندوستان میں فقیر
کہتے هیں خاص خاص لوگوں کے زهد و ریاضت اور تقدس و عبادت سے
جو مسلمانوں میں ایک اچھا گروہ تھا فقیروں کا فرقہ دنبل کي مانند پیدا
هوا جو اصل بدن سے خارج هوتا هي پہلے وقتوں میں ایسے شہیدوں کے
سوا جو خدا کي راہ میں مارے گئے کسي جیتے موئے کو ولي نہ کہتے تھے
مگر بعد اُس کے یہاں تک نوبت پہونچي کہ مجاهدوں ریاضتوں اور
محنتوں عبادتوں کي بدولت جیتے جاگتے عابدوں کو بھي ولي کہنے لگے

سلطنت‌میں اختیارات اُنکے مختلف ہوتے تھے چنانچہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ دارالسلطنت کے علاوہ اطراف و اضلاع کی عدالتوں میں بھی بڑے بڑے مشہور لوگ قضا کے عہدہ پر معزز و ممتاز کئے جاتے تھے اور اِس سے واضح ہوتا ہی کہ ایسے وقتوں میں تعظیم اُنکی نہایت ہوتی تھی چنانچہ بعض بعض قاضیوں کے صوبوں کے حاکموں سے مقابلہ پیش آنے سے قدر و اقتدار اُن کا باعث ہوتا ہی اور کسی وقت میں بات اُنکی ایسی پھیکی ہوتی تھی جیسیکہ اج کل کے قاضیوں کی صورت ہی یعنی نکاح پڑھتے ہیں اور دستاویزوں پر مہریں لگاتے ہیں اور اُن کو اپنے رجسٹر میں داخل کرتے ہیں غرض کہ ایسی ایسی خفیف کام انجام دیتے ہیں *

معابد کا بیان

مذھبی عملہ یعنی امام موذن مسجدوں میں سرکاری ملازم نہ تھے اور مذھبی حکومت بھی قایم نہ تھی یعنی ملاؤں کی حکومت نہ تھی بلکہ جب خود بادشاہ یا کوئی اور ادمی رعیت کا نئی مسجد بنواتا تھا تو امام موذن اور باقی ضروریات مسجد کے لئے کافی سرمایہ چھوڑتا تھا اور عابد زاھدوں اور پیر فقرا بلکہ اُن کے مزاروں کے واسطے اوقاف و مصارف مقرر کئے جاتے تھے *

ہر ضلع میں صدر کے نام سے ایک عہدہ دار معین کیا جاتا تھا اور کام اُس کا یہہ ہوتا تھا کہ وہ سارے مصارفوں اور خصوص اُن وقفوں اور مصارفوں کی نگرانی کیا کرتا تھا جو خاص سرکار کی طرف سے ہوتے تھے اور نگرانی کا مطلب یہہ تھا کہ وہ اغراض اُن سے پوری ہوتی ہیں یا نہیں جن کے لیئے وہ مقرر ہوئے ہیں اور تمام صدروں کا سردار ایک شخص ہوتا تھا جس کو صدرالصدور کہتے تھے اور وقفوں کے سرمایوں کا صرف اُن صدروں کے اختیار پر منحصر ہوتا تھا اور جب کوئی صدر مرجاتا تھا تو جانشین اُس کا وہ شخص ہوتا تھا جسکو وقف کرنیوالا مقرر کرتا تھا

كي پابند نه تهي اور اختيار ايسا ركهتي تهي كه جو مزاج ميں آتا تها وه كرتي تهي *

ديواني كے معاملے مثل نكاح اور تبنى اور وراثت كے بلكه تمام وه مقدمه جو ملكيت حقيت سے علاقه ركهتے هيں قاضي كے سامنے پيش هوتے تهے اور علاوه اُن كے ايسے ايسے جرموں كي چهان بين ميں بهي قاضي كو مداخلت هوتي [تهي جن سے سلطنت كو ضرر نه پهونچے اور رعايا كے امن چين ميں خلل نه پڑے *

كارپردازان سلطنت كے اختيارات ايسے ضبط اور خوبي سے قايم نه كيئے گئے تهے جيسے كه قاضيوں كے ليئے تهرائے گئے تهى مگر هم دليري سے كهه سكتے هيں كه منجمله مقدمات ديواني كے ايسے مقدموں ميں كار گذاران سلطنت كي مداخلت بيجا نه تهي جن ميں ملازمان سلطاني مدعي اور مدعي عليه هوتے هونگے اور نيز اُن مقدموں ميں جنكے فريقين قاضي كے قابو سے خارج هوتے هونگے علاوه اُس كے يهه خيال بهي معقول هى كه هندوؤں كے معاملوں ميں وه نقصان اُن كي تجويزوں سے پورے هوتے هونگے جو شريعت سے پورے نهيں هوسكتے اور يهه بهي قياس هوسكتا هى كه اراضي اور مالگذاري كے اكثر مقدموں ميں مال كے افسروں كو ثالث تهراتےهونگے اور فوجداري كے معاملے جيسے باغي سازشي قزاق لٹيرے سركاري مال كها جانے والے باقي تمام سركاري مجرم كار پردازان سلطنت كي حكومت سے متعلق هوتے تهے مگر حكام اور اُن كے كارپرداز ايسے مقدموں كے مقيد نرهتے تهے بلكه اور كام بهي كرتے تهے چنانچه جو نالشيں اُن كے سامنے پيش هوتي تهيں وه ساري سنتے تهے اور اكثر مقدموں ميں سرسري فيصله كرتے تهے اور جو مقدمے شريعت سے متعلق هوتے تهے وه قاضيوں كو سپرد كيئے جاتے تهے اور علاوه اُس كے وه مقدمه بهي عدالت شريعت ميں منتقل هوتے تهے جن ميں اپني دل لگي دلچسپي يا اپني بهلائي بهبودي متصور نهوتي تهي اور قاضيوں كي يهه صورت تهي كه مختلف

امداد کے طریقه
ور شور فساد کي صورتوں میں جدا گانه فوج بهي
ستي جاتي تهي اور اُس فوج جدا گانه کا سردار اُس صوبه کے
م کي برابر سمجها جاتا تها بشرطیکه وه جداگانه فوج بهت سي
ي تهي *
کبهي کبهي ضرورت کے وقت دارالخلافه فوج کا حکم صوبوں کے حاکموں
صادر هوتا تها چنانچه وه حکام اپنے علاقوں کے زمینداروں سے فوج کي مدد
تے تهے اور خود صوبه کي فوج سے تهوري بهت اعانت دیتے تهے یہانتک
ه اگر حال اُن کا روپیه پیسے سے درست هوتا تها تو نقد بهرتي بهي
کرتے تهے *

ابتداے حکومت میں مسلمانوں کا یهه حال تها که حکومت قانون پر
منحصر تهي یعني قانون حکومت کا تابع نه تها بلکه خود حکومت
قانون کے تابع تهي اگرچه داد رسائي کا انتظام و اختیار خلیفه کے اختیار
و قدرت سے خارج نهوتا تها مگر وه خلیفه داد رسائي کے مقدموں اور
ملکي کے سارے معاملوں میں قران کے قاعدوں اور پیغمبر کي
حدیثوں اور اُن کے حاشیوں کے فیصلوں کا پابند رهتا تها بعد اُس کے
تهوري مدت گذر جانے پر مفتیوں اور مجتهدوں کے فیصلوں اور فتووں
کے فراهم هونے سے اصول و قاعدوں کا بڑا مجموعه فراهم هوگیا جس
کے سامنے جتانے کے واسطے ایک مستقل عهده کي ضرورت پڑي اور اُسي
زمانه میں مسلمانوں کي فتوحات کي وسعت سے ایک ایسا عام
قانون پیدا هوا جسکا مخرج قران نه تها بلکه ملکوں کي رسومات
اور بادشاهوں کي عقل و هوشیاري سے قایم کیا گیا تها اور اِن دو
مخرجوں کے قایم هونے سے ایک عدالت قاضیوں کی قایم هوئي جو
شریعت کو قانون اپنا جانتے تهے اور سائل کي درخواست پر فیصله
کرتے تهے اور قواعد مقرره کے بموجب کام کو انجام دیتے تهے اور دوسري
جو کسي قانون معین
کي مرتب هوئي
کا کاردار سلطنت

ردار) محصول ادا کرتے تھے اور اپنی خاص فوج اور نئی بھرتی کے ذریعہ
حاکم کو مدد دیتے تھے اگرچہ بعضے ضروری معاملوں میں وہ سردار
ں حاکم کے اختیار و قدرت میں رہتے تھے مگر اُنکے علاقوں کی معمولی
ظم و نسق میں حاکم کو مداخلت نہ ہوتی تھی اور جو سردار اُس کے
ہایت خود مختار ہوتے تھے تو وہ عام لوگوں کی طرح نام کو اطاعت
رتے تھے مگر امن و امان کے قایم رکھنے میں شریک و معاون رہتے تھے
ور ایسے ایسے خود مختار ایسے ایسے قوی ملکوں اور بڑے خطوں میں
ہوتے تھے جو صوبوں کے کناروں اور حدوں پر واقع ہوتے تھے † *

فوج کا بیان

کسیقدر فوج ایسے لوگوں سے بھرتی کی جاتی تھی جن میں سے
ہر ایک کو سرکار سے گھوڑے ملتے تھے اور سرکار اُنکو اُجرت دیتی تھی
مگر اکثر فوج ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنے گھروں سے ہتیار گھوڑے لاتی تھی
اور چھوٹے بڑے گروہ اُن کے سرداروں سمیت آتے تھے غرض کہ ایک ایک
ہوکر نہ آتے تھے دلی کے بادشاہوں کا یہہ قاعدہ نہ تھا کہ وہ راجپوتوں
کی طرح سرداروں کو جاگیریں عنایت کریں اور ضرورت کے وقت اپنا کام
نکالیں مگر کہتے ہیں کہ فیروز شاہ ‡ تغلق نے پہلے پہل جاگیریں مقرر
کیں اور علاءالدین غوری نے جاگیروں کے دینے میں سرداروں کی بغاوت کا
اندیشہ کیا اسلیئے کبھی کسیکو جاگیر مرحمت نہیں کی *
اکثر حاکموں کے ماتحت اُس خاص فوج کے علاوہ جو خاص صوبہ
سے تعلق رکھتی تھی تھوڑی بہت با قاعدہ فوج بھی متعلق کی جاتی

---

† ایسے موروثی سرداروں کو زمیندار کہتے تھے مگر مسلمان بادشاہوں نے غرور
و نخوت کی روسے جودھپور اور اُدے پور کے راجاؤں سے خود مختاروں کو زمیندار
کہکر پکارا اور تھوڑے دنوں سے استعمال اِس لفظ کا جاگیر داروں میں شایع ذایع
ہوا یہاں تک کہ گانؤں اور پرگنہ کے مقدموں کو بھی زمیندار کہنے لگے (سٹر لنگ
صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۹)

‡ تاریخ فیروز شاہ مصنفہ شمسی سراجی

انتظام جیسے کہ آج کل دیہات میں معمول و مروج ھیں اور بعض بعض لوگوں کے خاص خاص اختیار اور طرح طرح کے معاملے جو لوگوں کی جانب سے پیش آتے تھے معمول و رواج کے موافق بادشاہ کے ارادوں کے مخل و مزاحم ھوتے تھے مگر جب کہ بادشاہ اپنے ارادے کو مضبوط و مستحکم کرتا تھا تو جو کچھہ رعایا سے ھوسکتا تھا روک تھام اُس کا کرتی تھی یہاں تک کہ آخر کو باغی ھوجاتے تھے *

وزیروں کا بیان

مطابق وزیر یا وزیر اعظم کا کام کاج اُسکی حسن لیاقت اور بادشاہ کی فہم و فراست کی مناسبت سے ھوتا تھا اور کبھی کبھی وزیر ایسا نایب السلطنت ھو جاتا تھا کہ کوئی شخص اُسکی روک ٹوک نکرسکتا تھا اور کبھی کبھی اور تمام وزیروں کا افسر سمجھا جاتا تھا بعض وزیروں کی کچہریاں علحدہ ھوتی تھیں مگر اِن محکموں کے کار و بار ٹھیک ٹھیک معین نہ تھے تمام لوگ اسانی سے باد شاھوں تک پہونچتے تھے اور بادشاہ اپنے روز مرہ کے عام درباروں میں جنمیں کثرت سے لوگ حاضر آتے تھے عرضیوں کی تحقیقات کرتے تھے اور بہت سے اور کام انجام دیتے تھے اگرچہ تھوڑی بہت طبیعت کو انتشار اور وقت کا نقصان تو تھا مگر یہہ بڑا فائدہ تھا کہ جدے جدے طوروں اور مختلف طریقوں سے طرح طرح کے حالات اُنکو دریافت ھوتے تھے اور آنکے منصفوں اور حکومت کے اصولوں کی شہرت جگہہ جگہہ پہیلتی تھی *

صوبوں کا بیان

تمام صوبوں کے حکام اپنے اپنے علاقوں میں کارپردازی کے اختیاروںکو پورا پورا عمل میں لاتے تھے اگرچہ بادشاہ اپنے اختیار و مرضی سے حکام صوبجات کے اکثر ماتحت عاملوں کو مقرر کرتا تھا مگر وہ عامل حکام صوبجات کے مطیع تابع رھتے تھے اور اکثر صوبوں میں ایسے ھندو سردار ھوتے تھے جنکی حکومت موروثی ھوتی تھی اور ایسے سرداروں میں سے نہایت مطیع

کي تخت نشيني کے وقت وہ سب خراج گذار تهيں جنميں سے اکثر پر قديم راجپوت خاندان قابض تهے *

اور علاوہ اُن کے کوہ ہمالہ کے دامن ميں کشمير سے ليکر خليج بنگالہ تک جگهہ جگهہ چهوتي چهوتي خود مختار رياستيں پائي جاتي تهيں *

هندوستان کي بہت سي پہاڑي اور جنگلي قوميں مغلوب نہوئيں اگرچہ اُن کو بالکل خود مختار نہيں کہا جاسکتا اُن قوموں کو آپس ميں مل جل کر رهنيوالي قوموں ميں سے جنکو بعض اوقات غارت گري سے وہ تنگ کرتي تهيں خارج سمجها جاتا تها *

دوسرا باب

هندوستان کے حالات

مسلمانوں کي بادشاهت کا بيان

جو کچهہ کہ عہد مذکورالصدر ميں مسلمانوں کي سلطنت کا حال و حقيقت هندوستان ميں تهي منجملہ اس کے قدر قليل کي کيفيت دريافت هوئي اور بہت سي وہ باتيں رہ گئيں جنکي تحقيق و تفحص کے ذريعہ بہم نہ پہونچي *

بادشاهوں کا بيان

مسلمانوں کي اصول شريعت کي رو سے يہہ امر ضرور هی کہ ايک عام جماعت کے اجماع و اتفاق سے ايک ايماندار حاکم مقرر کيا جاوے يہاں تک کہ اگر بعد اُس کے قران و حديث کے خلاف کرے تو معزولي کے قابل هی مگر اس عمدہ قانون کي عمل درآمد نہ تهي چنانچہ سلطنت کا عہدہ موروثي اور اختيار اُس کا پورا اور مطلقاً هوتا تها يعني کسي قانون وقاعدہ پر محصور نہ تها مگر بظاهر سمجها جاتا تها کہ شريعت کا پابند اور اصول ملت کا مقيد هی اور کوئي عالم فاضل بلکہ کوئي گروہ ايسا نہ تها کہ خود بادشاہ کو شريعت کا مقيد کرے پنچايتي

صدي ميں پاس
ں کے محکوم رهے بعد آس کے جب پندرهويں
کي رياستيں بگڑ گئيں تو جيپور والوں نے اپني قدر و منزلت کو
روز افزون بخشي هوگي اکبر بادشا نے والي جيپور کي بيٹي سے
ں کي اس سے ظاهر هوتا هی که وه آسوقت ميں بهت معزز اور
تها *

هاراتي کي رياست کا بيان

هارا قوم کے راجی جن سے هاراتي کي رياست قايم هوئي يهه دعوی
تے هيں که هم لوگ أس خاندان کي شاخيں هيں جو مسلمانوں کي
حکومت سے پہلے اجمير کا حاکم تها سنه ۱۳۴۲ع ميں وه وهاں آباد
هوئے جو آج آن کے قبض و تصرف ميں هی اور بوندي آس وقت آسکا
دارالحکومت تها مگر کسيقدر اودے پور کي رياست کے جاگير دار تهے اگرچه
مسلمانوں کي تاريخوں ميں اکبر کے وقتوں سے پہلے کہيں نام و نشان أنکا
پايا نهيں جاتا مگر جبکه هاراتي کے راجه نے رنتهنبور کے قلعه کو بهتان
بادشاهوں کے عامل سے چهينا تو ذکر آن کا بهي تاريخ ميں درج هوا *

چهوٹي چهوٹي رياستوں کا بيان

مذکوره بالا رياستوں کے علاوه بهت سي چهوٹي چهوٹي رياستيں
جيسے پارکر کے چوهانوں اور امرکوٹ کے سوڈوں کي قايم تهيں اور بيابان
مذکورالصدر کے عين مغرب ميں واقع هونے سے مسلمانوں کي مار دهاڑ سے
مامون و محفوظ تهيں اور سروهي اور جهالر وغيره کي رياستيں جو اربلي
پهاڑوں کے زر خيز خطوں ميں اور نيز آس راه پر واقع تهيں جو اجمير
سے گجرات کو جاتي هی هميشه معرض آفات اور مورد غارات رهتي تهيں
اور زبردستوں کو خراج وباج ادا کرتي تهيں *
وسط هندوستان کے بلند خطے کے مشرقي ڈهلان پر جو رياستيں
ميوات اور گواليار اور نروار اور پنا اورچه اور چنديري وغيره واقع
تهيں آنپر بابر اور شير شاه نے بار بار حمله کيئے اور اکبر

حصہ آباد کیا دریافت ہوتا ہی کہ مسلمانوں نے راتھوروں کو اُس وقت سے پہلے نہ ستایا تھا کہ شیر شاہ نے راتھوروں کے سردار مالدیو راجہ پر دھاوا کیا تھا اور غالب ہی کہ جب شیر شاہ کا طوفان گذر گیا تو وہ دوبارہ مالک و مختار ہو گئے مالدیو راجہ اکبر کے عہد دولت کے آغاز تک زندہ رہا *

جیسلمیر کي ریاست کا بیان

بیابان مذکورالصدر کے مغربي حصہ میں بھاتي لوگ بستے تھے اور جیسلمیر والے راجہ کے حلقۂ بگوش اور غاشیہ بردوش تھے بھاتیوں کا یہہ دعوی ہی کہ ہم جادو قوم کي شاخیں ہیں اور متھرا ہمارا مخرج ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ یہہ لوگ اُس بستي کے ٹکڑے ہیں جس کو کنہیا جي نے گجرات میں آباد کیا تھا چنانچہ جب کنہیا جي مرگئے تو یہہ لوگ اُس بستي سے نکالے گئے اور اٹک کي جانب کو چلے گئے وهاں راجپوتوں کي کہانیوں میں اُنکا پتا نہیں چلا یہاں تک کہ نانوت واقع شمال جیسلمیر میں یکایک ظاهر ہوئے جو اٹک سے پچاس میل کے اندر اندر واقع ہی نانوت کي بساست سے جسکو کرنیل ٹاڈ صاحب سنہ ۷۳۱ع میں خیال کرتے ہیں بھاتیوں کے حالات اندراج تاریخ کے شایاں ہیں مگر کوئي عمدہ بات اس کے سوا پائي نہیں جاتي کہ سنہ ۱۱۵٦ع میں اُنھوں نے اپني حکومت کو خاص جیسلمیر میں منتقل کیا اکبر کا زمانہ بھي گذر گیا مگر مسلمانوں کي آفتوں سے محفوظ رهے *

جیپور کي ریاست کا بیان

جیپور کے راجے قوم کے کچھواهہ پچھلے زمانہ میں قدر و عزت کي حیثیت سے جودھپور اور اودے پور والے راجاؤں کي برابر رهی اُنکي عزت اور امتیاز کا آغاز اکبر کے زمانہ سے ہوا ہی

اور اصل اُن کي یہہ ہی کہ وہ همیشہ سے اجمیر کے راجاؤں کے جاگیردار تھے اور غالب ہی کہ جب مسلمانوں نے اجمیر کو فتح کیا تو جیپور والے

بعد اُس کے جب راجپوتوں نے بابر کے معاملہ میں بڑی شکست اُٹھائی تو راجہ سنگا کے خاندان کی قوت ضعیف ہوئی چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد اُس کے پوتے بکرماجیت کے لایق و فایق نہونے کے سبب سے یہہ حال اُسکا ہو گیا کہ بہادر شاہ گجراتی بھی چتورگدہ کو فتح کر سکا اور بہت قریب تھا کہ بہادر شاہ اُس فتح نمایاں کی بدولت اُس ملک سے فائدے اُٹھائے کہ فیالفور اُس نے ہمایوں سے شکست کھائی اور وہ فایدہ نہ اُٹھا سکا اور اکبر کی تعدت نشینی تک میوار کے راجے امن چین سے بیٹھے رہے اور راجپوت راجاؤں میں بات اُن کی بنی رہی اگرچہ پہلا سا رعب داب اُن کو دوبارہ حاصل نہوا اور شیر شاہ کے عہد حکومت میں دلی کے تحت، کے مطیع و محکوم رہے *

بیکانیر اور مارواڑ کی ریاستوں کا بیان

راٹھوروں کی ریاست واقع مارھوار راجپوتوں کی حکومتوں میں دوسرے درجہ کی حکومت تھی اور جودھپور اُس کا دارالحکومت تھا اور سنہ ۱۱۹۴ع میں جب شہاب‌الدین غوری نے قنوج کو خاک سیاہ کیا تو راٹھور اُس پر قابض تھے اور بعد اُس کے کسیقدر گنگا کے کناروں پر بسے رہے اور کبھی کبھی مسلمانوں سے معاونت کئی گئے یہاں تک کہ محکوم اُن کے ہو گئے اور بہار دوبارہ اُن کا اُٹھانے لگے مگر تھوڑے سے راٹھوروں نے پچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کی محبت کو چھوڑا اور اپنی آزادی کو وطن کے رہنے سہنے اور مطیعانہ رہنے سہنے پر ترجیح دیکر اُس بیابان میں جاکر آباد ہوئے جو وسط هندوستان کے بلند خطہ اور دریاے اٹک کے درمیان میں واقع ہے اور وہاں کے قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور اُن راجپوتوں کی چھوٹی چھوٹی قوموں کو باہر نکالا جو اُن سے پہلے جاگیرسی تھیں غرضکہ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑی ریاست قایم ہو گئی بعد اُس کے سنہ ۱۴۵۹ع میں راٹھوروں کی ایک چھوٹی شاخ نے بیکانیر کی ریاست قایم کی اور ایسے ہی بیابان کا ایک اور

کے ملک اُس چٹیل میدان کي بدولت محفوظ تھے جو ممالک مذکورہ کے زرخیز خطوں کو گھیرے ہوئے ہی *

واضح ہو کہ راجپوتوں کي حکومتوں کا یہہ بیان اوپر مذکور ہوا کہ کہیں تو یہہ صورت تھي کہ ملک اُن کا سرداروں پر بطور جاگیر و جائداد کے اس شرط سے منقسم تھا کہ وہ عین وقت پر راجہ کي اعانت کریں اور کہیں یہہ عمل درآمد تھي کہ بھیا چارپکے طریق سے تمام قوم پر منقسم تھا اور وہ لوگ آن بان کے پورے اور ناک چوٹي کے گرفتار تھے اور باہمي اتفاق کے باعث سے بات آن کي بني ہوئي اور ہوا اُنکي بندھي ہوئي تھي یہاں تک کہ اکبر کے عہد دولت تک بھي کوئي بات آن کي پھیکي نہ پڑي تھي *

یہہ بات یاد رہے کہ اب راجپوتوں کي مختلف سلطنتوں کا وہ حال بیان کیا جاتا ہی جو اکبر کي تخت نشیني کے وقت تھا *

میواڑ کي حکومت کا بیان

اودے پور والے کي قوم اور اُسکا گھرانا جو پہلے غیلات کے نام سے نامي گرامي تھا اور بعد اُس کے سیسادیا کہلایا گیا رام چندر جي کي آل و اولاد کہلاتے ہیں اور اسلیئے وہ لوگ اپني اصل و بنیاد کو اودہ سے قایم کرتے ہیں یعني وہ اودہ سے نکل کر گجرات میں آباد ہوئے اور وہاں سے ایدر کو گئے جو گجرات کے شمالي پہاڑوں میں واقع ہی اور کرنیل ٹاڈ صاحب کے بقول آخرکار سنہ ۸۰۰ع میں چتور گڈہ میں جاکر آباد ہوئے مگر تاریخ میں سنہ ۱۳۰۳ع تک کہیں ذکر آن کا پایا نہیں جاتا علاؤالدین غوري نے چتور گڈہ کو فتح کیا اور تھوڑے دنوں بعد اُس سے راجہ نے چھینا یعنے راجہ ھمیر نے دوبارہ چتور گڈہ کو حاصل کیا اور بہت سے جانشین اُس کے ایسے لایق فایق ہوئے کہ اُن کي بدولت تمام راجپوتوں میں میواڑ کا راج ایسي زور و قوت کو پہونچا کہ میواڑ کا راجہ سنگا تمام راجپوت راجاؤں کو بابر کے مقابلہ پر فراہم کر سکا *

جاتے هیں اگرچه مسلمانوں کي فتوحات کے بعد بهي ایک طرح کي اوالعزمي اور سپاهیانه طور و طریق آن میں باقي تهے مگر اسباب سے که وه بوجوب میں پڑگئے اور ڈهور ڈنگروں کا کام کرنے لگے ملک و مملکت کي شراکت کے قابل نرهے *

منجمله بلاد هندوستان کے جہاں کہیں راجپوتوں کي حکومت قایم تهي وه وسط هندوستان کا بلند حصه اور ریگستان تها جو وسط هند کے مغرب سے دریاے اٹک تک پهیلا هوا هی مسلمانوں کے هاتوں سے راجپوتوں کي حکومتوں کا مامون و محفوظ رهنا پہاڑوں اور جنگلوں کي مناسبت سے تها اور میواڑ اور بندیل کهنڈ اور بگهیل کهنڈ وغیره اُس ڈهلواں زمین پر واقع هیں جو جمنا کے قریب قریب پهیلي هوئي هی اگرچه یهه ممالک جمنا کے هموار خطوں کے بہت قریب واقع هوئیں مگر اراضیات اُنکي ناهموار هیں اور دریافت هوا که بادشاهوں کے باج گذار اکثر اسي خطه میں باغي طاغي هوئے اور اسي خطه میں رنتهنبور اور کالنجر اور گوالیار وغیره کے قلعے واقع هیں جو هر سلطنت میں کئي کئي مرتبه فتح کئي گئیے اور اسي خطه کي بدولت وسط هندوستان کے بلند اور کهلے میدانوں کی حفظ و حراست هوتي هی اور جیپور کے شمالي جانب کے متصل سے اس کہلے میدان میں پهونچنا نہایت آسان هی اور یہي باعث هی که همیشه جیپور محکوم اور تابع رها اور اجمیر و مالوه جو اس خطه میں واقع هیں ابتدا سے فتح هوئی اور کمال آساني سے قبضه اُنکا حاصل هوا اور اودےپور والی کي قلمرو یعني میواڑ کا مشرقي خطه ایسا غیر محفوظ تها که جیسا اجمیر و مالوه غیر محفوظ تها مگر اودےپور والے کے لئے ایک ایسا قلب مکان جو دشمن کي رسائي سے محفوظ هو رے ارلي پہاڑوں اور بیر آن جنگلوں اور پہاڑوں میں مقرر تها جو ارلی پہاڑوں سے علاقه رکهتي هیں اور گجرات کي شمالي حد اُن سے قایم هوتي هی اور جودهپور اور بیکا نیر اور جیسلمیر اور باقي اور چهوٹی چهوٹی راجاؤں

مالوہ اور علاوہ اُسکے اور مسلمان سلطنتوں کا بیان

مالوہ کي سلطنت خاص هندوستان کي سلطنتوں اور باقي قرب و جوار
ي سلطنتوں سے اکثر اوقات لڑتي جگھڑتي رهي مگر تاریخ مالوہ میں
تحریر کے قابل یهه بات مذکور هی که ایک هندو سردارنے بڑي فضیلت
فوقیت حاصل کي اور اپني دلاوري هوشیاري کے ذریعه سے شاہ مالوہ کو بڑي
ڑي مشکلوں سے چهوڑایا مگر آخرکار اختیارات سلطنت کو غصب کیا اور بڑے
ڑے عهدوں کو تمام راجپوتوں سے بهر دیا بعد اُس کے پایہ اُس کا تنزل کو
پهونچا اور باعث اُس کا یهه هوا که گجرات کا بادشاہ اپنے مسلمان بهائي
بادشاہ کي امداد و اعانت کو آیا اور اُسکے قبضه سے سلطنت کو
نکال لیا *

خاندیس اور بنگال اور جونپور اور سند اور ملتان اکبر کي تخت
نشیني کے وقت بجاے خود مالک اور مختار تهے مگر اُن کي جدي جدي
تاریخیں تحریر مستقل کے شایاں و سزاوار نهیں *

راجپوتوں کي سلطنتوں کا بیان

واضح هو که جن جن سلطنتوں کا بیان ابتک مذکور هوا وہ محمد تغلق
کي شاهنشاهي کے ٹکڑے تهے مگر منجمله اصلي فرمانروایان هندوستان کے
بعض بعض راجے مطیع ومحکوم اُس کے نهوئے تهے چنانچه ابتک بهي
اُنکي سلطنتوں کو تسلیم کیا جاتا هی *

محمود غزنوي کے دهاووں کے زمانه میں تمام راجپوت هندوستان کي
حکومتوں پر قابض و متصرف تهے مگر جوں جوں وہ حکومتیں تباہ خراب
هوئیں تو راجپوت بهي عوام لوگوں میں خلط ملط هوتے گئے اور ایسے مکانوں
کے سوا کسي جگهه حاکم نسمجهے گئے جهاں پهاڑوں اور جنگلوں کي
بدولت مسلمانوں کے زور و حملوں سے مامون و محفوظ رہ سکے *

گنگا اور جمنا کے کناروں کے رهنے والے اور علاوہ اُن کے مفتوحه
ممالک کے باشندے راجپوت ایسے کچهه هو گئے جیسے که وہ آج کل پائے

تها اگرچه یهه تینوں صوبے ایک وقت میں باغي هوئے تهے مگر آپس کي صلاح و مشورہ سے معاونت کو اختیار نه کیا تها اور بعد اُسکے جو حالات اُن کي تاریخ میں خلط ملط هو گئے تو باهمي اتفاق کي ضرورت سے یهه اختلاط اُن کے حالات کا واقع نهیں هوا بلکه لڑنے جهگڑنے کے باعث سے وہ امر پیش آیا *

گجرات کي سلطنت کا بیان

گجرات کے بادشاهوں کا ملک اگرچه پیداوار کي حیثیت سے زرخیز و بارآور تها مگر چوڑائي چکلائي کي جهت سے بهت تهوڑا تها چنانچه جا بجا پهاڑوں اور جنگلوں کے واقع هونے سے زمینیں منتقص بے کار اور نا کارہ پڑي تهیں اور وہ ملک لٹیروں سے بهرا هوا اور دشمنوں سے گهرا هوا تها مگر باوصف ان باتوں کے بهمني خاندان کي تباهي کے بعد سارے چهوٹے موٹے بادشاهوں میں سے گجرات کے بادشاہ بهت مشهور معروف هوئے *

بادشاهاں گجرات نے مالوہ کو دو مرتبه فتح کیا اور آخرکار اُس کو اپني قلمرو میں شامل کیا اور چند مرتبه میواڑ کے راجپوتوں کو شکستیں دیکر اُنکي دارالریاست چتور گڈہ پر قابض هوئے اور صوبه خاندیس پر یک طرح کي تسلط و فوقیت قائم کي اور احمدنگر اور برار کے بادشاهوں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور ایک بار ایسا اتفاق بهي هوا که دریاے اتک تک فوج کشي کي اور کئي بار پورتگال والوں سے سمندر کي لڑائیاں لڑے جنکا بیان پورتگال کي تاریخ میں مندرج هے *

گجرات کا ملک همایوں کے قبض و تصرف میں آ گیا تها جیسا که بالا مذکور اس کا هوا مگر بعد اُس کے جب پریشانیاں اور خرابیاں پیش آئیں تو گجرات کے بادشاہ اُس ملک پر دوبارہ قابض هوئے تهے چنانچه اکبر کي تخت نشیني تک برابر قابض چلے آتے تهے *

کے رشک و حسد کے مارے اپنی قلمرو کی حدوں کو بہت سا آگے بڑھانسکے
او بیجا نگر کا ملک اُن چہوٹے چہوٹے اجاؤں کے ہاتھوں میں جا پڑا
جو بیجا نگر کی پرانی سلطنت کے باقی سردار گنے جاتے تھے اور پالی گار
یعنی زمیندار[1] کے لقب سے پکارے جاتے تھے *

گولکنڈہ کے بادشاہ اپنی فتوحات جداگانہ میں زیادہ کامیاب رہے
چنانچہ اُنہوں نے ورنگول خود مختاری کے خواہاں اور تلنگانہ اور کرناٹا
کے باقی حصوں کو دریاے پنار تک مطیع و محکوم اپنا کیا مگر باوصف
اس جہد و محنت کے فتوحات مذکورہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قبض
و تصرف میں اُس قدر ملک داخل نہ ہوا جو محمد تغلق کے اختیار
و قدرت سے خارج ہوا تہا اور اورنگ زیب کے عہد دولت تک اُسیقدر
اُن کے قبضہ میں باقی رہا *

بیان اُن ریاستوں کا جو ہندوستان خاص اور اُسکے پاس پروس میں اکبر کے آغاز دولت تک قایم تہیں

گجرات اور مالوہ کی حکومت محمود تغلق کے زمانہ میں خود
مختار ہو گئی تہی اور جب کہ تیمور کے دہاوے پر دلی سے سلطنت کا نام
اُٹھہ گیا تو غالب ہی کہ گجرات اور مالوہ کی حکومتوں نے بادشاہی
خطاب اختیار کیا ہوگا اور خاندیس کا صوبہ دکن کی بغاوت بعد جسمیں
وہ شریک نہ ہوا تہا شمالی صوبوں کے دیکہا دیکہی خود مختار ہوگیا

---

[1] برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اور ۳۱۳ اور ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ مجموعہ مکنزی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ اور ولکس صاحب کی تاریخ میسور جلد ۱ صفحہ ۱۸ بیجانگر والی متبول راجہ کے بیٹائی نے اپنی دارالریاست کو مشرق کی جانب منتقل کیا اور چندرا گرتی میں آخر کو مقیم ہوا جو مندراس سے شمال مغرب کی جانب ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہی چنانچہ مندراس میں اُسیکی آل و اولاد نے سنہ ۱۶۴۰ع میں انگریزوں کو رہنے کی پہلے پہل اجازت دی (ویلز صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۹۳)

مملکت مذکورہ
اور شمالی بادشاہوں کے لڑتے بھڑتے اور پھر کھلے ملنے سے ممالک مذکورہ
تاریخ لکھنے والے کو طرح طرح کے مضمون ہاتھ آتے ہیں مگر اسلیئے کہ
خاندان تیمور کی بڑی سلطنت میں شامل ہو گئیں تو قدر و اقتدار
کا باقی نہیں رہا *

اُن فتوحات کا مستقل اثر بہت دنوں تک قایم رہا جنکو مذکورہ بالا
ریاستوں نے ہندوؤں پر حاصل کیا چنانچہ بیجانگر کے راجاؤں نے دکن کی
سلطنتوں میں بات اپنی بنائے رکھی اور مسلمان بادشاہوں کی لڑائی
جھگڑوں اور سلوک اتفاقوں میں شریک و معاون ہوتے رہے مگر جب کہ
سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲ ہجری میں مسلمان لوگ اُن راجاؤں کی
شان و شوکت کو نہ دیکھہ سکے تو اُنہوں نے اپسمیں اتفاق کیا اور بیجانگر
والے راجہ رام راج سے لڑنا بھڑنا شروع کیا جو اُس وقت میں راج کرتا تھا
غرض کہ پچیسویں جنوری سنہ الیہ مطابق بیسویں جمادی‌الثانی سنہ
الیہ کو دریاے کسنا کے کنارے تالی کوٹ کے قریب ایک بڑی لڑائی بڑی
اور یہہ لڑائی فوجوں کی ریل پیل اور لڑنے بھڑنے کی دھوم دھام اور بڑ
آسمات کی منزلت کے لحاظ سے جسپر جھگڑا قایم ہوا تھا اُن بڑی
لڑائیوں کے مشابہہ تھی جو مسلمانوں کے ہندوستان پر پہلے پہل کے
دھاوؤں میں واقع ہوئی تھیں حاصل یہہ کہ پہلے وقتوں کی سفاکی جو
مسلمانوں کی اصل و طبیعت میں مستقر و متمکن تھی اِسموقع پر وہ بھی
دوبارہ ظاہر باہر ہوگئی یعنے جبکہ ہندوؤں نے شکست فاحش کھائی
تو اُن کے ضعیف بہادر راجہ کو جو پکڑا جکڑا آیا تھا بڑی بے دردی سے
گردن مارا اور نشان فتح کے طور پر اُس کے سر کو بہت عرصہ تک بیجاپور
میں رکھے دیا یہہ لڑائی ایسی پڑی کہ اُس کی روند سوند سے بیجانگر
کی وہ بڑی حکومت جس میں ہندوستان کا سارا جنوبی حصہ شامل
تھا پایمال ہوکر نیست و نابود ہو گئی مگر فتحمندوں کے ملک و دولت
کو اُس کے خاک سیاہ ہونے سے کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئے کہ آپس

اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمني والوں کے ملک میں الگ الگ قایم هوئیں

بیجا پور کي سلطنت کا بیان

جب کہ دیسي پردیسیوں پر غالب آئے تو یوسف عادل خاں بیجاپور اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور عادل شاهي خاندان کی بنیاد اُس نے ڈالي جو سنہ ۱۴۸۹ع سے سنہ ۱۵۱۲ع تک قایم رها *

احمد نگر کي ریاست کا بیان

نظام‌الملک بحري قاسم برید ترکي کے هاتهوں مارا گیا اور اُسکے بیتے احمد نے نظام شاهي خاندان کو قایم کیا جس نے احمد نگر کو دارالریاست بنایا *

گولکنده اور برار کي ریاستوں کا بیان

قاسم برید اب اس مرتبہ کو پهونچا کہ محمود کے دربار کا مالک اور مختار هوگیا اور نظام‌الملک اور عادل خاں کے علاوہ اور دو سردار یعني قطب قلي ایراني ترکمان اور امدادالملک نو مسلم زادہ خود مختار هوگئے اگرچہ تهوڑے دنوں تک بادشاهي خطاب اختیار نہ کیا مگر بعد اُسکے قطب قلي نے قطب‌شاهي خاندان کو مقام گولکنده قرب حیدرآباد میں قایم کیا اور امداد الملک نے مقام ایلیچ پور واقع صوبہ برار میں امداد شاهي خاندان کي طرح ڈالي اور قاسم برید کا بیتا امیر برید چندے ایسے گذارتا رها کہ بہمني خاندان کے کئي نام کے بادشاهوں کے تلے کام کیئے گیا آخر کار اُس نے پردہ اُتهایا اور برید نامي شاهان بدر کا مورث اعلی بن بیتها بعد اُس کے بہمني خاندان کا مذکور پایا نهیں جاتا یعني وہ خاندان باقي نہ رها *

اگرچہ سني شیعوں کے خلاف نزاعوں سے جو مذکورہ بالا سلطنتوں کے بعد بهي بدستور قایم رهے اور اُن سلطنتوں کے باهم لڑنے بهڑنے اور پهر ملنے

وہ پردیسي لوگوں سے مرکب تھي اور معلوم ہوتا ہی کہ کوئي گروہ اس سلطنت کي فوج کا ایک دوسرے سے زیادہ معتمد سمجھا جاتا تھا بلکہ رفتہ رفتہ دیسي لوگوں کي تعداد اس قدر بڑھ گئي تھي اور ایسي برابر تلي تھي کہ مستحملہ دیسیوں اور پردیسیوں کے کوئي گروہ سلطنت پرحاوي نتھا *

جب دہ دلي کي شہنشاهي سے یہہ حکومت علاحدہ ہوئي تو پردیسي فوج میں مسلمان مغل اکثر بهرتي تھے اور بعد اُسکے فرشتہ والی کے مقول ایراني اور ترکي اور جارجیا اور سرکیشیا کالمک والی اور علاوہ اُن کے تاتاري بھي داخل ہوتي تھے اور بہت سے لوگ اُنمیں سے شیعے تھے اور اختلاف نسل کي نسبت مذہب کے اختلاف سے دیسیوں اور پردیسیوں میں فتنے فسادے برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو لوگ اُجرت پر مغربي سواحل کے بندرگاہوں میں وارد ہو کر کثرت سے آتے تھے اور غالباً سني المذہب § ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسي فوج کا ساتھہ دیتے تھے *

علاؤالدین ثاني کے عہد دولت میں سنہ ۱۴۳۷ع میں دیسي اور پردیسي فوجوں کي عداوت نہایت کو پہونچي چنانچہ اپس کے خلاف سے لشکر میں پھوٹ پڑي اور انتظام اُس کا بگڑ گیا اور جیسے کہ درباري دواعوں سے حکومت کا نقصان ہوتا تھا ویسے ہي فوج کے خلاف اور عداوتوں سے لڑائي میں سلطنت کو مضرت پہونچتي تھي اور جب تک کہ وہ قوي بادشاہوں کے تحت حکومت رہي تو اُن کي دیکھہ بھال اور اور لاگ ڈانٹ کے مارے چهدي بھي رهي مگر جب کہ یہ خاندان اختتام کے لگ بهگ پہونچا اور محمود بادشاہ ہوا تو وہ کمزوري کے مارے کبھي پردیسي فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل خاں ترکي کے زیر حکومت تھي اور کبھي دیسیوں کے داؤ پر چڑہ جاتا تھا جو نظام الملک بحري نو مسلم زادہ کے ساتھہ تلے رہتے تھے *

§ سمندر کي راہوں سے پردیسي فوج میں بھي نئے نئے ترک اور ملکوں کے آکر بهرتي ہوتے تھے مگر عربوں کے کم آنے کي وجہہ بیان کرني دشوار ہی

بیجانگر اور ورنگول کے راجی دلي والوں کے مقابله میں بهمني والوں
شریک هوئی چنانچه جب ان تینوں ریاستوں کو عام دشمن سے نجات
صل هوئي تو وه باهمي نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسرده پژمرده
ي تهي رفته رفته شگفته هوئی یهانتک که باهم لڑائیاں قایم هوئیں اور
ت دنوں تک قایم رهیں مگر مسلمان غالب آئی چنانچه اُنهوں نے اُس
ک کو فتح کیا جو بیجانگر سے دریاے کشنا اور تمبادرا کے بیچ میں واقع
ا اور ورنگول کي ریاست کو خاک میں ملادیا اور اپني سلطنت کے زوال
ے پهلے اوڑیسه کا تهوڑا سا حصه حاصل کیا اور مشرق میں محصولي
اتم اور مغرب میں مقام کوئیاتک اپنا قبضه پهیلایا *

لڑائیوں کے دیر تک قایم رهنی اور کاهی کاهی آپسکي رفاقت سے جو
عام دشمن کے مقابله کے لیئی ظهور میں آتي تهي مسلمانوں کے وه مغرور
برتاؤ بهت کم هوگئی جو هندوؤں سے برتے جاتے تهے چنانچه هندو مسلمان
آپس میں ایک دوسري کي خدمت کرنے لگی یهانتک که جب شاه
مالوه نے بهمني سلطنت پر حمله کیا تو باره هزار افغان اور راجپوت
اُسکي فوج میں شامل تهے جو چهٹی چهٹی بهادر اور اچهے اچهے دلاور
تهے اور بیجانگر والی دیوراج راجه نے مسلمانوں کو بهرتي کیا اور اُنکی
سرداروں کے لیئے جاگیریں مقرر کیں اور اُنکے دل بڑهانیکو خاص اپني
دارالسلطنت میں مسجد بنوائي *

درباري اور فوجي سني شیعوں کے خلاف کا بیان

بهمني خاندان کي تاریخ اُن نزاعوں سے معمور و مشحون هی جو
اُس کے لشکر کے دیسي اور پردیسي لوگوں میں برپا هوئي تهیں ایشیا کي
اکثر سلطنتوں کا یهه قاعده هی که پهلي رعایا کے مقابله میں بادشاه اپني
فوج کا اعتبار کرتا هی اور بعد اُسکے باقي فوج کي نسبت خانه زاد فوج
پر اعتماد اپنا رکهتا هی اور رفته رفته یهانتک نوبت پهونچتي هی که یهه
خانهزاد اُسکي بادشاهت کو دبا بیٹهتی هیں مگر دکن کا یهه نقشه نتها
چنانچه جس فوج کي بدولت خاندان بهمني سلطنت کو پهونچا تها

سنه ١٣٥١ ع میں محمد تغلق مرگیا اور سلطنت کي تباهي نے
موقوف کیا مگر چودهوين صدي کے آخر میں تغلقوں کے پچھلے
اه محمود کي کم سني کے باعث سے مالوه اور جونپور اور گجرات خود
مار هوگئي چنانچه جونپور کي حکومت میں وه ملک شامل تها جو
کے کنارے کنارے بنگاله سے اوده کے وسط تک پهیلا پڑا هي بعد اُس کے
آرے عرصه گذرے پر سنه ١٣٩٨ ع میں تیمور لنگ نے چڑهائي کي
س کا نتیجه یه هوا که رهی سهی صوبه بهي دلي کي حکومت سے
ل گئي اور یہاں تک نوبت اُسکي پہونچي که وه حکومت چند میلوں
میں محدود هوگئي *

ممالک مذکوره بالا کے دوباره مقبوضه مفتوحه هوسکا بیان اوپر هوچکا
اور اب هم آنکے اسیے حالات کا بیان کرینگے جو بیچ کے زمانه سے علاقه رکهتے
هیں اوربعد اُسوقت کے حالات کا جو اکبر بادشاه کے عهد دولت میں
ممالک مذکوره سے متعلق † تهے بیان کرینگے *

متصله ممالک مذکوره کے دکن کي مملکتیں اسباب کي مستحق
هیں که سب سے پہلے حال اُنکا بیان کیاجاوے *

دکن کي حکومتوں کا بیان

بهمني سلطنت کا بیان

بهمني سلطنت کا باني حسن گانگوئي کامیاب بعارب کا سردار تها جو
محمد تغلق کے عهد حکومت میں برپا هوئي تهي چنانچه حسن گانگوئي
کے مرنے پر تاج تخت اُس کا وارثوں کو نصیب هوا اور سنه ١٣٤٧ ع سے
لغایت سنه ١٥١٨ ع یعني ایکسو اکهتر برس تک تیره پشتیں اُسکي برابر
حکومت کیئے گئیں *

† چونکه ان مختلف حکومتوں کے حالات متعلقه کا بیان کرنا هندوستان کي
... کے لیئے چنداں ضروري ولابدي نہیں تو اسي نظر سے حالات اُنکے ایک تتمه
... اور خاص متن میں اُنکے حالات اور نتیجے تم بند هوئی

پهیلا هوا تها جو پانسو میل سے کم طول رکهتا هی اور عرض اُس کا
ی جگهه میں تین سو میل کا اور کسي جگهه چار سو میل کا
اور راجپوتوں کا ملک اب بهي بخوبي مطیع نهوا تها جو شمال و
ب میں اوڑیسه کي نسبت نهایت چوڑا چکلا واقع هوا تها *
جب که محمد تغلق کي حکومت میں فساد واقع هوئی اور انتظام
ومت کا ڈهچر بگڑ گیا تو اُسي زمانه میں تلنگانه اور کرناٹا کے
ی خود مختار هوگئے اور تهوڑے دنوں پهلے یهه صورت واقع هوئي تهي
تلنگانه کا راجه ورنگول سے نکالا گیا تها اور جنوب کو جانے پر مجبور
گیا تها اور اب که اُس نے میدان خالي پایا اپنے موروثي ملک پر
ضه کیا اور کارناٹا کا راجه اُس نئے گهرانے سے منسوب تها جس نے
پ کو خاندان بلال دیو کي جگهه قایم کرکے بیجا نگر واقع ساحل دریاے
مبادره کو دارالحکومت تهرایا تها غرض که ان دونوں راجاؤں نے
سلمانوں کي حدود حکومت کو جنوب میں دریاے کشنا تک اور مشرق
میں حیدرآباد کے نصف النهار تک پیچهے هٹایا تها اور دکن کے جنوبي
حصوں کو بهي دبا بیٹهے تهے اور ایسي حکومتیں قایم کي تهیں که مسلمان
همسایوں کي حکومتوں سے برابري کا دعوی رکهتي تهیں منجمله اُن کے
بیجا نگر کي حکومت پهلے هي سے بهت بڑي ریاست تهي اور ورنگول
کي حکومت کي نسبت بهت دنوں تک قایم رهي اور روز زوال سے پهلے
پهلے ایسے جاه و جلال کو پهونچي تهي که مسلمان باد شاهوں کے
دهاووں سے پهلے جو کشور هندوستان پر واقع هوئے کسي خاندان کي
حکومت کو وه بات حاصل نه هوئي تهي *

سنه ۱۳۴۴ ع میں تلنگانه اور کرناٹا پر هندو دوباره قابض هوئی اور
اِس قبضه سے پهلے پهلے سنه ۱۳۴۰ ع کے قریب بنگاله میں بغاوت هوچکي
تهي اوربعد اس کے سنه ۱۳۴۷ ع میں وه بڑي بغاوت دکهن میں واقع
هوئي جس کے پهیلنے سے دلي کي حکومت زوبده وار رهگئی *

آتھواں حصہ

اسبابت کے بیان میں کہ اکبر کی تخت نشیلی تک هندوستان کا کیا حال تھا

پہلا باب

واضح ہوکہ یہہ باب اُن سلطنتوں سے متعلق ہی جو دلی کی شہنشاهی بگڑنے پر هندوستان میں قایم هوئی تھیں اور اس لیئے کہ هم اب اُس زمانہ کے لگ بھگ پہونچے جس میں تمام ملک هندوستان کا ایک حکومت سے متعلق هوا اور اُس کے متحلف باشندوں کے باهمی واسطوں علاقوں میں طرح طرح کی تغیر واقع هوئی تو اب یہہ مناسب معلوم هوتا هی کہ جدے جدے گروهوں کے وہ حالات اب دیکھی جاویں جو عہد مذکور سے پہلے پہلے پائی جاتے تھے اور جہاں ہیں اُس واقعی حال کی تحویر کیجاوے جو انقلاب مذکورالصدر کے شروع شروع میں پایا جاتا تھا *

محمد تغلق کے عہد دولت میں دلی کی شہنشاهی شمال و مشرق میں کوہ همالہ تک اور شمال و مغرب میں دریاے اٹک تک اور مشرق و مغرب میں سمندر تک محدود و محصور تھی اور کہہ سکتے ہیں کہ اُسکی جنوبی حد میں اُس تنگ دراز خطہ کے علاوہ جو جنوب و مغرب میں واقع هی تمام جزیرہ نما دکن داخل تھا غرض کہ اگر سنٹی سے رامیشور تک ایک سیدھا خطہ کھینچا جاوے تو خطہ مذکورہ کی دری بھلی حد قایم هوسکتی هی مگر مذکورہ بالا حدوں میں ایک برا خطہ مطیع نہوا باقی دوسرے خطہ کی سمت جہاں ہیں نہیں کی گئی *

وہ خطہ جو جہاں ہیں سے باقی رها اوریسہ کا ملک تھا جسمیں بڑے بڑے جنگل واقع تھے اور طول اُس کا گنگا کے دھانہ سے گوداوری دریا

بھی کوئی بڑی بات اِسبات کے سوا نہیں پائی جاتی کہ وہ اخوند میر ایرانی مشہور مورخ جو بابر کے دربار میں ہندوستان کی چڑھائی سے تھوڑے عرصہ بعد آیا تھا ہمایوں کی آس فوج میں مرگیا جو گجرات پر چڑہ کرگئی تھی *

گیا اور بیرم خاں کے ساتھہ اُس کے مقابلہ کی غرض سے اکبر شاہزادہ پنجاب میں بھیجا گیا *

اگرچہ همایوں اپنی اصلی سلطنت پر بحال ہوا اور اُسکی سلطنت کا بہورا حصہ ہاتھہ اُسکو آیا مگر باوصف اِس کے اُسکی عمر نے اپنی وفاداری نکی کہ وہ اُس تھورے حصہ کا مزا اُٹھا تا چنانچہ دلی میں دوبارہ آنے پر چھہ مہینے گذرے تھے کہ ایک ایسا امر پیش آیا جسکی ضرورت سے موت اُسکی اپہونچی سال اُس کا یہہ ہی کہ کتب خانہ کی چھت پر همایوں تہل رہا تھا اور سچے آبرا چاهتاتھا اور زینہ سے اوتر تا تھا کہ موذن کی اذاں اُس نے سنی اور وہ سنتے ہی ٹہر گیا اور جواب اذاں کا پڑھنے لگا اورجب تک موذن فارغ ہوا تب تک زینہ پر بیٹھارہا بعد اُس کے جب لاٹھی کے سہارے اُٹھنے لگا تو اِس باعث سے کہ ایسے مکانوں کے زینہ باہر کی جانب واقع ہوتے ہیں اور علاوہ اُسکے خود درجی بہی تنگ اور چھوٹی بنائے جاتے ہیں اور بیرونی فصیل کے علاوہ جو وہ بہی ایک چھوٹی سی ہوتی ہی کوئی اوت آر نہیں ہوتی سنگ مرمر کی سنگ‌هموہر لاٹھی کے پھسلنے سے پانو اُسکا پھسلا اور فصیل کی جانب سر کے بل نیچے گرا اور گرنے کے ساتھہ اوساں اُس کے کھوئے گئے اور چوٹ کی سختی سے گم سم رہکنا بعد اُس کے ہوش تو آئی مگر چوٹ اُسکی اچھی نہ ہوئی چنانچہ چوتھہ دن گذر گیا *

مصرعہ

چار دن کی زندگی پر کیا بھروسہ کیجئے

انتقال کے روز اُسکی عمر اُنچاس برس کی تھی منجملہ اُس کے چھبیس برس بادشاہ رہا اور اُن چھبیس برسوں میں وہ سولہ برس بہی شامل ہیں جو هندوستان سے ادھر اُدھر باہر گذرے *

عمدہ عمدہ باتوں کے رواج و رونق دینے کے لیئے همایوں کو تھوڑی فرصت ہاتھہ‌آئی اور وجہہ اُس کی یہہ ہوئی کہ اُس کی سلطنت کے رنگ ڈھنگ اچھی طرح نہ بنے علاوہ اُس کے اُس کے ذاتی حالوں میں

همایون نے کشمیر کا ارادہ کیا مگر جوں هي که اُس کے کانوں میں سلیم شاہ کے بڑھی آنے کي بھنک پڑي تو وہ کابل کو لوٹ گیا اور اگلے برس کو کابل کي سیر تماشی میں صرف کیا اسي عرصہ میں سلیم شاہ مرگیا اور اُسکے جانشین کي بے انتظامي سے ملک اُس کا پانچ حصوں پر منقسم هوا اور هر حصہ میں نئي سلطنت قایم هوئي *

همایوں کا دلي آگرہ پر قابض هونا اور اِس جہان سے انتقال کرنا

منجملہ اُن پانچ بادشاهوں کے جو سلیم شاہ کے مرنے پر قایم هوئے تھے سکندر شاہ والي پنجاب نے ابراهیم شاہ دلي آگرہ کے غاصب کو شکست فاحش دیکر دلي آگرہ سے خارج کیا تھا اور عادل شاہ اصلي بادشاہ ان دونو حریفوں سے لڑ جھگڑ رها تھا غرض که جب هندوستان کے یہہ نقشی تھے تو همایوں کے حق میں اس سے بہتر موقع کوئي نہتا مگر در یافت هو تاهی که پهلي شامتوں کے یاد کر نے سے همایونکی دلمیں برے برے خیال آتے تھی اور هندوستان کي طرف اوسکا جي نہ اوبھرتا تھا چنانچہ جب تک فال و شگون اوردلیل و حجت سے دل اوسکا بڑھایا نگیا تب تک اُسنے هندوستان کاارادہ نکیا مگر جب که اُسنے یہہ بھاري بوجھہ اُتھایا تو بڑي چابکي چالاکي سےکام اپنا پورا کیا چنانچہ جنوري سنہ ۱۵۵۵ ع کو پندرہ هزار سوار اپنے همراہ لیکر کابل سے روا نہ هوا اور پنجاب پردھاوا کیا اور سکندرشاہ کے عامل کو شکست دیکر لاهور پر قابض هوا اور تہوڑے دنوں تک صوبہ مذکور کے بندوبست کے لئیے تھرارها *

بعد اُس کے سهرند پر خود سکندر شاہ سے لڑا جو بہت سي فوجیں لیکر آیا تھا اور پوري فتح حاصل کرکے آگرہ پر قبضہ کیا اور سکندر شاہ همالیہ کے پہاڑوں میں بهاگا مگر تہوڑے دنوں گذرنے پر سکندر شاہ نے خروج

مراں کو نهايت رنج و ملال کے ساتهه وه حکم سنايا بعد اوسکے کامراں کي
انکهوں ميں بار بار نشتر دهوئے گئے اور وه ويسے هي ليٹا رها اور صبر و
سکوں سے پيٹهہ گيا مگر جب که اوسکي زخمي آنکهوں ميں ليمو کا نچوڑ
ٹپکايا گيا اور نمک بهي چهڑکا گيا تو وه بے ساخته چلا اوٹها اور خداتعالے
کي جناب ميں بهت گڑگڑاکر کهنے لگا که پاک پروردگار اب ميں نے اون
گناهوں کي سزا پوري پوري پائي جو مجهے ديده و دانسته کيئے تهے
باقي اب عاقبت کي بهلائي چاهتا هوں وهاں تو مجهه پر رحم کرنا *
جب که سرگذشتوں کے مصنف نے يهه حال زار اُسکا آنکهوں سے ديکها
تو آسکو ٹهہرنے کي طاقت نرهي اور کليجه تهامي هوئي ڈيرے کو چلاآيا
اور برا موبهه بناکر بيٹها بعد اُس کے همايوں نے اُس کو طلب کيا اور بلا
اجازت اے کي وجهه دريافت کي اور جب اُس نے يهه بياں کيا که کام پورا
هوچکا تها تو بادشاه نے يهه فرمايا که اب تيرے جانے کي حاجت نهيں
بعد أسکے ايک چهوٹي سے کام کا آسکو حکم ديا اور پهر اُس واقعه کي
بات بهي پوچهي غالب يهه هي که واقعه مذکوره کے واقع هونے سے انشراح
خاطر کي نسبت انقباض أسکو زياده حاصل هوا هوگا اور جن صورتوں ميں
يهه کام اُس سے صادر هوا اُن خاص صورتوں کے لحاظ و حشمت سے يهه
معلوم هوتا هي که يهه کام آسکي طبيعت کي خواهش سے نهيں کيا بلکه
خاص صورتوں کي ضرورت سے وه اُسکا مرتکب هوا اور کوئي بات اُسکو
آسکي سواسوداي که وه بهائي کو اندها کرے اور اُس کے کهٹکوں سے
هميشه کے ليئي نچنت هوکر بيٹهے اس ليئي که وه حقيقت ميں ستمگار
اور ناخدا ترس نتها بلکه اگر وه يورپ کا ايسا بادشاه هوتا جسکے اختيار
يک قلم محدود و معين هوتے هيں تو چارلس ثاني شاه انگلستان سے
زياده سفاک و خونريز اور مکار و فريب انگيز نهوتا *
جب که کامراں کا خوف خطر باقي نرها تو أسکو کعبه جانے کي
اجازت دي گئي چنانچه وه وهاں پهونچکر خدا کو پيارا هوا بعد آ

ھمایوں کاگروں کي سلطنت میں کامران بے سروپا اسیر پنجہ بلا کے
[illegible]نے کے لیئے آیا چنانچہ جب وہ ھمایوں کے روبرو پیش کیا گیا تو بہت
[illegible]جائے شرمائے سمتے سمتائے سامنے آیا مگر ھمایوں نے اُسوقت آدمیت
[illegible]رتي کہ اُس شامت ندامت کے مارے کوداھیں جانب اپني برابر
[illegible]تھایا اور نہایت نوازش سے پیش آیا یہاں تک کہ تھوڑي سي دیر میں
[illegible]یک تربوز اھل جلسہ میں تقسیم ھوا اُس میں سے جسقدر ھمایوں کے
حصہ میں رھا اُس میں سے آدھا بانت کر کامران کو دیا بعد اُسکے شام
کو راگ ناچ کا جلسہ ھوا اور دونوں بھائي ھنسي خوشي باھم بیٹھے اور
آپسمیں قہقہ اُوڑاتے اور ھنسي تھٹول کي باتیں کرتے رھے غرضکہ وہ رات
اور دوسرا دن ھنسي خوشي میں گذر گیا اور دروني کدورتوں نے ظہور
نہ کیا مگر اس عرصہ کے درمیان میں ھمایوں کے بعضے صلاح کاروں نے
ھمایوں سے یہہ امر دریافت کیا کہ بھائي کے مقدمہ میں کیا کرنا منظور
ھی تو ھمایوں نے یہہ جواب دیا کہ پہلے کاگرون کے بادشاہ کو راضي
خوشي کرنا چاھیئے بعد اُس کے جو وقت کے مناسب ھوگا وہ
عمل میں آویگا*

تیسرے دن کاگرون کا بادشاہ اودھر راضي ھوا اور ادھر یہہ صلاح ٹھہري
کہ کامران کو اُنکھوں سے معذور کرنا عین مصلحت ھی ھمایوں کي
سرگذشتوں کے مصنف نے کامران کي اُن سخت تکلیفوں کو جو عین
اُس کے اندھا کرنے کے وقت اُس کو پیش آئیں تفصیل وار اسلیئے لکھا
ھی کہ خاص اُس کو بھي یہہ حکم تہا کہ اوسکے اندھا کرنے کے وقت
آپ اپني آنکھوں سے حاضر ناظر رھے چنانچہ وہ لکھتا ھی کہ پہلے پہل
اس اوکھے کام کو کسي نے اختیار نہ کیا اور اسلیئے کہ یہہ حکم اوسنے چلتے
چلتے دیا تہا تو ایک سردار اُس کے پیچھے گیا اور ترکي زبان میں اُسنے
یہہ عرض کیا کہ اس کام کے پورے کرنے میں بڑي دشواري پیش آئي ھی
کہ کوئي شخص اُس کو قبول نہیں کرتا ھمایوں نے بہت برا بھلا کہہ کر
یہہ جواب دیا کہ خود تو نے کیوں نہ کیا غرضکہ وہ سردار واپس آیا اور

مصنف جوھر بھی داخل تھا حاصل یہہ کہ ھمایوں نے طرح طرح کی مصیبتیں اُٹھائیں اور زخم کی تکلیفیں دیکھیں اور گرتا پڑتا بدخشان کو روانہ ھوا جہاں مرزا سلیمان نے بڑی گرمجوشیوں سے پہلے ھی مرتبہ مہت سی امداد اُسکی کی اور جب کہ ھمایوں کہیت سے بھاگا تو کامران نے کابل پر پھر قبضہ کیا اور اکبر بھی دوبارہ اُسکو ھاتھہ آیا مگر بعد اُسکے پچھلی لڑائی میں ھمایوں کے نصیبوں نے یاوری کی کہ سنہ ۱۵۵۱ع میں کامران اپنی جگہہ سے بھاگا اور خیبر کے پہاڑوں میں پٹھانوں کے پاس اُس نے ٹھکانا ڈھونڈا اور کابل اور علاوہ اُس کے اور ایسے ملک جو پہاڑوں سے خالی تھے ھمایوں کے محکوم و مطیع ھوئے *

بعد اُس کے ھمایوں نے خلجیوں پر یورش کی جو خیبر کے پہاڑوں میں کامران کے حامی ھوئے تھے چنانچہ اُن پہاڑیوں نے رات کو دھاوا کیا اور مرزا ھندال اُس دھاوے میں مارا گیا اور خود ھمایوں سوت کے قلعہ میں بھاگ کر آیا جو کابل اور پشاور کے رستہ میں پڑتا ھی مگر پہاڑیوں نے ھمایوں کا تعاقب نہ کیا اور بھاگنے کو بھاگنے دیا بعد اُس کے ھمایوں نے ایسے آڑے وقت میں قصد اُس کا کیا کہ کامران کی دعوتوں کی دھوم دھام ھو رھی تھی اور مختلف مختلف گروہ اُسکی ضیافت میں مصروف تھے غرضکہ اُس نے پٹھانوں کو شکست فاحش دیکر کامران کو ھندوستان کے جانے پر مجبور کیا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۵۲ع میں وہ ھندوستان کو آیا اور شیر شاہ کے جانشین سلیم شاہ کا دامن پکڑا مگر جب کہ سلیم شاہ نے اعانت کی حامی نہ بھری تو لاچار ھوکر گکڑوں کے بادشاہ کا ملتجی ھوا گکڑوں کے بادشاہ نے دغابازی کی کہ ماہ ستمبر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق رمضان سنہ ۹۶۱ ھجری میں اُسکو ھمایوں کے حوالہ کیا جسپر کابل کے چھوڑنے سے تین برس کا عرصہ گذرا تھا اگرچہ بار بار کے قصوروں کی حیثیت سے کامران اسی قابل تھا کہ وہ فوراً گردن مارا جاتا مگر وہ سلوک ھمایوں کا جو گکڑوں کی سپردگی کے بعد اُس نے کامران سے برتا قصوروں کے لحاظ سے پسند کے قابل نہیں ھی *

همایوں کا بلخ پر حملہ کرنا اور کامران کا باغی ہوکر گرفتار آنا

بعد اُس کے همایوں کابل کو واپس آیا اور اگلے برس سنہ ۱۵۴۶ ع میں بلخ کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ الیہ میں بلخ کی جانب روانہ ہوا جو اوزبکوں کا مفتوحہ مقبوضہ تھا معلوم ہوتا ہی کہ اب همایوں کو اس قدر همت و قوت حاصل تھی کہ وہ بڑی بڑی مہموں کا ارادہ کرنے لگا چنانچہ اُس نے قلعہ ایبق کے فتح کرنے پر ماوراء النهر کے دبانے کا مشورہ کیا حاصل یہہ کہ همایوں بلخ میں داخل ہوا اور خاص شہر کے محافظوں کو مار پیٹ کر بھگایا جو حملہ کی غرض سے بیرون شہر آئے تھے مگر اسی عرصہ میں ترت پھرت همایوں کو یہہ پرچہ لگا کہ کامران پھر باغی ہوگیا اور کابل والوں کو دھمکاتا ہی همایوں مضطرب ہوا اور کابل کی جانب باگ اُٹھائی مگر اوزبکوں نے ایسا پیچھا دبایا کہ وہ مراجعت فرار کی صورت ہوگئی چنانچہ فوج اُس کی پراگندہ ہوئی اور بڑی مصیبتوں کے بعد ایک قرارگاہ میں پہونچی اور یہہ ایسی مصیبت پیش آئی تھی کہ اچھے اچھے وفاداروں کی وفاداری کو دھبہ لگا یہاں تک کہ ایک ایسی لڑائی میں جو کامران سے بہت ہی جلدی پڑی بعضے بڑے بڑے سردار اوسکو چھوڑ کر چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے ایسی شکست اُسنے کھائی کہ خود جان سے گیا ہوتا یعنے کامران کے ایک سپاہی نے همایوں کو زخمی کیا اور جب دوسرا زخم اُسنے لگانا چاہا تو همایوں نے انکھیں نکال کر اُس بے باک سفاک کو ڈانٹا اور یہہ پکار کر کہا کہ او نابکار بد شعار تیرا یہہ مقدور کہ تو هاتھہ اپنا ہمپر اُٹھائے غرضکہ وہ سپاہی همایوں کی ٹک ڈانٹ سے ایسا ڈر گیا کہ ہتیار اُسکے هاتھہ سے گرا اور دوبارہ همایوں سے مزاحمت نکرسکا یہہ لڑائی سنہ ۱۵۵۰ ع کے نصفا نصف پر واقعہ ہوئی بعد اُسکے همایوں صرف گیارہ ادمیوں سمیت اُس لڑائی کے کھیت سے بھاگا جنمیں همایوں کی سرگذشتوں کا

اِسبات پر مجبور هوا که کابل سے هاتهه آنهائی چنانچه رات کے وقت خیمه خمیۂ غوري میں بهاگ کر گیا جو بلخ کے حدود میں واقع هی بعد اُس کے جب همایوں کي تهوري سي فوج نے یہاں تک اُس کا تعاقب کیا که اُس کو غوري سے نکالا تو وه بلخ میں آیا اور اوزبکوں سے اعانت چاهي چنانچه اُن کي امداد و اعانت سے بدخشاں پر دو باره قبضه حاصل کیا حاصل یهه که ابهي قصے قضایوں میں گرمي کا موسم گذر گیا اور کثرت برف کے مارے آینده بہار تک همایوں کابل میں بیتها رها اور کہیں کا اراده نه کرسکا مگر جوں هي که بہار کا موسم ایا تو بدخشاں کا اراده کیا اور کامراں کو شکست دیکر ایسا تنگ کیا که وه تالقاں کو بهاگا اور جب که کامراں اوزبکوں کي اعانت سے مایوس هوا تو اگست سنه ۱۵۴۸ ع کو کام نا کام اُس نے اطاعت قبول کي مگر همایوں نے آدمیت برتي که بري اهلیت اور نیک نیتي سے پیش آیا چنانچه جب کامراں اور همایوں اور هندال تینوں بهائي گهل مل کر باهم بیتهے تو مرزا عسکري کو بهي قید سے رهائي هوئي اور چاروں بهائي ایک دستر خوان پر کهانے کو بیتهے اور چاروں نے ایک هي دستر خوان پر نمک کهایا یعني بعد اُس کے باهم پر خاش بهوگئی اور اتفاق هي رهے کا حاصل یهه که چاروں بهائي چاروں عنصروں کي مانند آپس میں خلط ملط هوگئے اور چندے متفق رهے *

هرتي هی اکبر سلامت رها بعد اُس کے اُسنے تفصیل اُن معمروں کي لکهي اور اُس نے واردات مذکوره کو همایوں کي سرگذشتوں سے لیا اور همایوں کي سرگذشتوں کے مصنف نے تریقیں کي اور بهت سي سنگدلیوں کو قلم بند نهیں کیا مگر اِس مقدمه میں یهه سوچ بچار هی که ابوالفضل کے مقوله کو غیر معتبر ٹهرانے کے لیئے کوئي وجه معقول پائي نهیں جاتي سرگذشتوں کے لکهنے والے نے بیان کیا که جب کامراں کابل سے بهاگا تو همایوں نے کابل کے باشندوں کو اِس قصور پر لٹوایا که اُنهوں نے بیوفائي کي تهي اور دشمن سے گهل مل گئے تهے مگر ابوالفضل نے اس واردات کو بیان نهیں کیا

پهونچا تو کامراں اُس کي ٹکر نہ اُٹھا سکا اور کابل کو چھوڑ کر بکر کو چلا گیا جو اٹک کے کنارے پر واقع هی اور حسین ارغوني والي سند کا دامن پکڑا بعد اُس کے همایوں کابل میں داخل هوا اور اپنے نور چشم اکبر کو جو دو تین برس کا تھا دو بارہ حاصل کیا *

بدخشاں کي مهم کا بیان

کابل میں کیئے مهینے گذرے تھے کہ بدخشاں کا ولولا اُٹھا چنانچہ اُس نے بدخشاں کا ارادہ کیا جو مرزا سلیمان کے قبض و تصرف میں دوبارہ آیا تھا مگر روانگي سے پہلے اپنے چچیرے بھائي یاد گار مرزا کا قتل کرنا قرین مصلحت سمجھا جو ابھي شریک اُس کا هوا تھا اور نئي سازشوں کا شک شبهہ اُسکي نسبت متقرر و مسلم ٹھہرا تھا مگر اِس قتل میں یهہ بات تحریر کے قابل هی کہ جب حاکم کابل کو همایوں نے یاد گار مرزا کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے صاف انکار کیا تو اور کسي آدمي کو وہ حکم دیا اور حاکم کابل کو نا فرماني کي سزا ندي *

همایوں بدخشاں میں کتنے مهینے رها اور وهیں تھا کہ کامران سند سے واپس آیا اور کابل پر چھاپا مارا اور جب همایوں کو یهہ پرچا لگا تو عین جاڑوں کے موسم میں بدخشاں سے روانہ هوا اور کامران کي فوج کو شکست فاحش دیکر کابل کے اندر محصور کیا محاصرے کے زمانہ میں جو قیدي پکڑے گئے همایوں کے حکم سے گردن مارے گئے اور همایوں نے کچھہ ترس نہ کھایا اور کامران نے بھي اِس بے رحمانہ قتل کے بدلہ میں همایوں کے قیدیوں کو بهت سخت ستایا یهاں تک کہ اُس نے همایوں سے یهہ کهلا بھیجا کہ اگر توپوں کي مار مار ایسي هي چندے رهیگي تو آپ کے صاحبزادہ اکبر کو جو دو بارہ هاتھہ آیا تھا توپ سے باندھکر اوڑا دیا جاویگا ‡ غرض کہ آخر کار اپریل سنہ ۱۵۴۷ ع میں کامران

‡ ابوالفضل لکھتا هی کہ کامران نے کسیکو خبر نہ کي اور اکبر کو توپ سے باندہ کو اوڑا یا مگر خدا تعالی کي اُس عنایت کي بدولت جو معجزوں میں ظاهر باهر

عالب یہہ ہی کہ ہمایوں اُن لا طائل عذروں کا محتاج اور منت گذار نہ تھا جنکو ابوالفضل نے ہزار زور و شور اُس کی جانب سے بیان کیا اِس لیئے کہ ہمایوں کے لیئے یہہ ہی عذر کافی وافی تھا کہ اُن عہدوں کا پورا کرنا جو مجبور و اکراہ اُس نے تسلیم کیئے تھے واجب و لازم نہ تھا مگر یہہ بات یاد رہے کہ یہہ عذر اُس کے مذہب کے بدلنے سے متعلق ہوسکتی ہی بابت قندہار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتی اس لیئے کہ ملک قندہار اُس امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طہماسپ کی جانب سے ظہور میں آئی تھی اور جب ہمایوں شاہ کی روک ٹوک سے پورا پورا آزاد ہوگیا اور اُس کے بعد اُس کی تائید و اعانت سے فایدہ اُٹھایا تو اُس نے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض کہ ایسی عہد شکنی اور حلف وعدگی اور علاوہ اُس کے اُن نا معقول حرکتوں کی جست سے جو عہد شکنی کے ساتھہ اُس سے صادر ہوئیں اگر کادر نعمتی نا دھبا نہ لگے تو دغا بازی کے داغ دھبے سے پاک صاف نہیں ہو سکتا *

جب کہ ہمایوں نے قندہار کے قبض و تصرف سے فراغت پائی تو عین سرما کے موسم میں کابل کی جانب روانہ ہوا اور عین راہ میں مرزا ہندال اُس کا بھائی اُس سے اکر مل گیا بعد اُس کے اور لوگ بھی بھاگ بھاگ اکے لگے اور اِسقدر ائے کہ جب ہمایوں کابل کے قریب

گیا کہ اُس کے پیٹ میں کچھہ فساد نہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ ایسے غافل ہوئے کہ اُن کے دلوں میں شک شبہہ کا کھٹکا نرہا تو ہمایوں نے اس تدبیر سے کام اپنا نکالا کہ پہلے پہل ایرانی قلعہ دار سے یہہ اجازت منگوائی کہ مرزا عسکری کو تھوڑے مصاحبوں سمیت اِس غرض سے قلعہ میں بھیجتا ہوں کہ وہ قندہار کے قلعہ میں تھوڑے دنوں مقید رہے چنانچہ قلعہ دار نے بلا توقف تسلیم کیا حاصل یہہ کہ مصاحبوں کے ساتھہ اور فوج بھی خفیہ خفیہ گئی اور جب کہ ایک دروازہ کے قبضہ پر جھگڑا قائم ہوا تو آپس میں تکرار چلی اور بہت سے ایرانی مارے گئے (پرائس صاحب کا ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۹)

چنانچه بعد اُسکے بہت سے ایرانی لوت کر چلے گئے اور تهوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہه فوج اُن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رهي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع هوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکها هی مگر حقیقت یہه هی که وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بهي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہه هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بهي شاہ طهماسپ کا دم بهرتا تها ایرانیوں کي اجازت سے شہر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سہوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گهر جانے دیا † *

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکها جاتا هی اور یہه نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہه ترجمه لفظيٰ ترجمه نہیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پهلے پهل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وہ همایوں کي رعیت نه تهے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکها هی جن کي شکایتیں سرداران شاہ طهماسپ کي نسبت ثابت تهیں بعد اُس کے یہه لکها که یہه فیاض بادشاہ یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکهایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طهماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹهے بٹهائے رنج بساهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلوموںکا نام و نشان باقي نرهے گا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہه فتوے دیا که اگر پچهلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگهاني آفت ٹوتیگي انتهیٰ مگر جب که همایوں نے لڑائي بهڑائي کے برے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکهوں کو سمجها تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتهه آیا اور جو کچهه کرنا تها وہ کیا بلکه اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور یہي سمجها

لوگ افسردہ ہونے لگی اور اولٹے پہر جانے کے چرچی کرنے لگے مگر ہمایوں
کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ اُدھراودھر
سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئي کہ کہانے
پنے کي تنگي سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گہروں کو چلے گئی اور باقي رہے
سہ شہر کي فصلوں سے لنک لنک کر کودے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بري صورت پیش آئي تو مرزا عسکري اطاعت پر مجبور
ہوا چنانچہ بابر کي ہمشیرہ ہمایوں عسکري کي ہادي دونوں کے درمیان
میں پڑي اور مرزا عسکري کي شفاعت کي اور عفو تقصیر اُس کا چاہا
غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک
عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جي
بہتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے
دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کي کوتاهي سمجھي جاتي تھي اور اب
عقل اُسکي ایسي ہو گئي تھي کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائي
پائي جاتي تھي نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکري کو اسبات پر اُسنے
مجبور کیا کہ ننگي تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت
منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا
تو ہمایوں نے عسکري کو برابر بٹھایا اور طرح طرح سے عفو تقصیر
کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باہمي اتفاق کي
خوشي میں منعقد کي مگر یہہ ساري باتیں بغض و عداوت سے
معمور تھیں اس لئے جبکہ دعوت کي دھوم دھام ہوئي اور کسي
نوع کا شک و شبہہ باقي نرہا تو ہمایوں نے عسکري کے سامنے وہ
حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کي گرفتاري کے لیئے سرداراں بلوچ کے
نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا
جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکري کو قید کیا اور تین برس تک پا برنجیر
اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

مرزا هندال نے قندهار پر چهاپه مارا تها اور قابض بهي هوگیا تها مگر کامران نے دوباره قبضه حاصل کیا تها اور مرزا هندال کے کوتکوں سے درگذر کرکے غزني کي حکومت آسکو عنایت کي تهي اور مرزا عسکري کو قندهار کا حاکم کیا تها اور مرزا سلیمان نے اپنے رشته دار سے بدخشاں کي حکومت چهیني تهي جسکو بابر نے آس حکومت پر مقرر کیا تها اور بلخ کا جنوبي حصه بدخشاں کي قلمرو میں شامل اور بدخشاں کا شمالي حصه بلخ سمیت ارزبکوں کي حکومت میں داخل تها اور ادهر شیر شاه بهي اب تک جیتا جاگتا تها اور اسي نظر سے همایوں کو هندوستان پر حمله کرنے سے بهت تهوڑي امید تهي *

جب همایوں ایران میں مقیم تها تو صرف سات سو آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ آسکے همراه تهي اور جب بعد اُس کے ایرانیوں سمیت بوست کے قلعه پر آس نے دهاوا کیا جو دریاے هیلمند کے کنارے پر واقع هی تو خاص فوج اُسکي پهلي بهیڑ بهاڑ سے کچهه زیاده نه تهي غرض که وه قلعه فتح هوا اور مارچ سنه ۱۵۴۵ ع کو وه فوج بلا رکاوت آگے بڑهي اور قندهار کي جانب روانه هوئي *

قندهار کي فتح کا بیان

جب که ایراني قندهار کے لگ بهگ پهونچے تو اُنهوں نے لڑائي بهڑائي کے شوق ذوق اور اس لوبهه لالچ کے مارے که مرزا عسکري قندهار کا خزانه لیکر بهاگنے نپاوے خانه جنگوں کي مانند ایسا بے طور و بے قاعده دهاوا کیا که محصوروں نے ان کو مار کر بهگایا مگر بعد آس کے باقاعده محاصره عمل میں آیا اور پانچ مهینے تک قایم رها یهاں تک که همایوں نے مرزا کامران کے پاس اس غرض سے بیرم خاں کو روانه کیا که آسکو عهد و پیمان پر آماده کرے مگر بیرم خاں کي ایلچي گري نے کچهه فائده نه دیا اور دوڑ دهوپ اُس کي کچهه کام نه آئي اور جب که افغانستان کے سرداروں اور باشندوں میں سے کوئي چهوٹا بڑا همایوں کے پاس نه آیا تو ایراني

که آپ اسي غرور و نخوت کي بدولت اس نوبت کو پهونچے که ملک سے گنواروں نے خارج کیا اور جورو بچے دشمنوں کے قبضہ میں رهے *

اگرچه تنهائي اور خلوت میں ایسے ایسے حرف درمیاں آجاتے تهے مگر لوگوں کے روبرو وهي تعظیم تکریم اُس کي هوتي تهي جو پہلے سے چلي آتي تهي چنانچه بڑے بڑے شکاروں کے جلسے اور کهانے پینے کے هنگامے همایوں کي خاطر مرتب کیئے جاتے تهے یہانتک کهجب همایوں کي رخصت کا وقت قریب آیا تو اُس نے نوازشوں کي مار ماروں اور عنایتوں کي موچهاروں سے همایوں کو شرور دور کیا اور ایک مرتبه هاتهه اپنا اپني چهاتي پر رکهه کر همایوں سے مخاطب هوا که اگر بهولے چوکے آپکي خاطر داري میں کوئي تقصیر هوئي هو تو آپ اُسکو معاف کریں بعد اُسکے همایوں کو اس وعده پر رخصت کیا که باره هزار سوار آپ کے همراه جانے کے لیئے سیستان میں حاضر رهیں گے مگر باوصف اس خاطر داري اور مهمان نوازي کے یهه بات اُن دونوں کے نصیبوں میں لکهي تهي که ایک اور بدمزگي بدوں حو شاه کي جانب سے ظهور میں آئي دونوں بادشاه ایک دوسرے سے رخصت نهوویں چنانچه بیان اُس کا یهه هے که همایوں سیدها سرحد کي طرف نگیا بلکه داهنے بائیں ایران کے شهر و دیهات کو دیکهتا بهالتا جاتا تها یہاں تک که شاه اپني قلمرو میں کسي کام کے لیئے سفر میں تها تقدیر سے چلتا پهرتا وهاں آنکلا جهاں همایوں کے ڈیرے پڑے تهے ڈیروں کے دیکهتے هي یهه پکار اُٹها که کیا همایوں اب تک هماري قلمرو سے باهر نهیں گیا اور اُسیوقت ایک ایلچي همایوں کے پاس اس تاکید سے بهیجا که ابهي چالیس میل چلا جاوے اور کوئي حیله بهانه پیش نکرے *

بعد اُسکے جب همایوں سیستان میں داخل هوا تو باره هزار سواروں کي جگهه چوده هزار پائے اور شاه کے بیٹے مرزا مراد کو سردار اُن کا پایا اُس زمانه میں همایوں کے بهائیوں مرزا کامراں اور مرزا هندال اور مرزا عسکري کي یهه صورت تهي که کابل پر کامراں متصرف تها اور

اُسکو حال و مضمون اُسکا دریافت نہیں ہوا باقی ابوالفضل نے اپنی ہوشیاری چالاکی سے دین مذہب کی تکرار و بحث کو یہاں تک قلم انداز کیا کہ اُسکی کلام سے اسقدر بھی پایا نہیں جاتا کہ دونو بادشاہوں میں کوئی دن بدمزگی بھی رہی ہاں یہہ بات صاف معلوم ہوتی ہی کہ اُس کاغذ میں رفض کا قبول کرنا اور بلاد ہندوستان میں رواج اُسکو دینا اور قندھار کو حوالہ کرنا مندرج ہوگا چنانچہ پچھلی شرط پوری کی گئی مگر جب کہ دوسری شرط کا وقت آیا تو ہمایوں نے ایفا اُسکا ناممکن سمجھا اور ایران کے بگاڑ کی پروا نکی باقی یہہ بات کہ ہمایوں نے تشیع کو قبول کیا یوں معلوم ہوتی ہی کہ وہ اردبیل کو بقصد زیارت شیخ صفی کے گیا جو سنیوں کی شان و دیانت سے نہایت بعید ہی † *

جب کہ اس کاغذ کا جھگڑا طی ہوچکا تو شاہ نے دو مہینے تک ہمایوں کی بات نہ پوچھی اور بعد اُس کے جب پھر ملتفت ہوا تو ایسی بے التفاتی اور بے اعتنائی برتی کہ اُن معاملوں میں بھی جو دین و مذہب سے علاقہ واسطہ نہیں رکھتی ایک طرح کی درشتی پائی جاتی تھی اسی اثناء میں ہمایوں کے بدخواہوں نے شاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکی کہ جب ہمایوں سلطنت پر قایم تھا اور بات اُسکی بنی ہوئی تھی تو اُس نے نجوم کے عمل سے سارے بادشاہوں کے طالع دیکھے تھے چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو فرماں روائے کشور ایران کی نسبت بڑا نصیبی والا ٹھہرایا تھا غرضکہ شاہ اس فقرے کو سنکر بھبوکا ہوا اور ہمایوں کو دونا تنگ پکڑا بعد اُسکے جب ہمایو نے وجہہ بیان کی تو شاہ نے یہہ طعنہ دیا

---

† منتخب التواریخ میں بیان کیا گیا ہی کہ اُس کاغذ میں شیعوں کے عقاید مندرج تھے مگر ہمایوں نے اُسکی تسلیم کی یہہ صورت نکالی کہ باآواز بلند اُسکو پڑھا باقی ہاں یا نہیں زبان سے کچھہ نکھی اور اسی کتاب میں لکھا ہی کہ ہمایوں نے شیعوں کی طرح نماز کا پڑھنا کچھہ کچھہ اختیار کیا تھا جسکی بابت سنی شیعوں میں بڑا اختلاف ہی *

چلایا بعد اُس کے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہمایوں کے باورچی خا میں اس پیغام کے ساتھہ ایندھن بھیجا کہ یہہ بات یاد رہی کہ اگر تو شیعہ ہونے سے انکار کیا تو ایسی لکڑیوں کا چتا بنایا جاویگا اور تو اُسمیں چلایا جاویگا مگر ہمایوں نے بجواب اُس کے استطاں و انکسار سے یہہ کہ بھیجا کہ یہہ نیازمند درگاہ الہی بعزم بیت‌الله آیا تھا سو آپ اب اجازت فرمائیں کہ منزل مقصود کو پہونچی شاہ نے بری سنگدلی برتی کہ صاف صاف یہہ کہا کہ یہاں یہہ امر منظور ہی کہ سنیونکا نام و نشاں باقی نرہی ہمایوں کو دین اس ملک و ولایت کا قبول کرنا پریگا جہاں وہ اب بہ اپ ایا ہی ورنہ انکار و اصرار کا مزا پاویگا *

بعد اس تنبیہہ و تہدید کے ایک قاضی ہمایوں کے پاس آیا جسکا ہمایوں کے سمجھانے اور کلام و گفتگو میں دبانے کو بھیجا تہا چنانچہ قاضی نے تین کاغذ ہمایوں کے سامنی پیش کیئی اور علانیہ یہہ بات کہی کہ منجملہ ان تین کاغذوں کے جس کاغذ پر چاہو دستخط کرو مگر ہمایوں نے تینوں کاغذوں کو رد کیا اور اس قدر برہم ہوا کہ بے اختیار اپنے نوکروں کو پکار اُٹھا اور جب کہ قاضی نے مزاج اُسکا برہم دیکھا تو نرم نرم باتوں سے اُسکو ٹھنڈا کیا اور ایسی معقول تقریر پیش کی کہ اُس کے ذریعہ سے اپنے مطلب پر کامیاب ہوا یعنی دلیلوں اور برہانوں سے یہہ بات اُسکی جی میں سمائی کہ آپکو یہہ اختیار حاصل ہی کہ اپنے دین اور مذہب پر جان اپنی نثار کریں مگر ہمراہیوں کی جان کھونیکا اختیار آپ کو حاصل نہیں بلکہ مواخذہ کی صورت درپیش ہی بقول شخصے

اگر زمانہ نسازد تو با زمانہ بساز

اب یہی لازم ہی اور یہی فائدہ کی صورت ہی کہ آپ اُس بات کو قبول فرماویں جسکا انکار آپ کے قبض و قدرت سے خارج ہی *

ہمایوں کی سرگذشتوں کے لکھنی والی نے مضمون اُس کاغذ کا بیان نہیں کیا جسپر ہمایوں نے دستخط کیئی تھے مگر گمان غالب یہہ ہی کہ

ایک بار ایسا انفاق ہوا کہ بیرم خاں شاہ کے دربار میں حاضر تھا شاہ نے یہہ چاہا کہ یہہ ایلچی بھي وہ توپي پہنے چنانچہ خود شاہ نے اپني زبان سے ارشاد کیا مگر جبکہ بیرم خاں نے یہہ عذر پیش کیا کہ فدوي دوسرے بادشاہ کا ملازم ہی اور کوئي کام بغیر اُسکي اجازت کے اپني طرف سے نہیں کرسکتا توشاہ نے بظاہر یہہ فرمایا کہ تجھکو اختیار حاصل ہی مگر جي میں بہت ناراض ہوا اور ناراضي کا علانیہ اثر یہہ ظاہر ہوا کہ اُسنے تھوڑے سے مجرموں کو عین دربار میں بلواکر سب کے سامنے قتل کروایا اور ساري غرض یہہ تھي کہ اس نافرمان ایلچي کے جي میں رعب داب اُس کا بیٹھے اور ایک طرح کي ہیبت پیدا ہووے *

شاہ طہماسپ نے ہمایوں سے برابر ہي کي ملاقات کي اور طرح طرح سے وہ معاملے برتے جو اُسکي شان و منصب کے شایان اور ہمایوں کي قدر و منزلت کے مناسب تھے یہہ دونوں بادشاہ بیٹھے ہي تھے کہ شاہ نے ہمایوں سے کھلم کھلا یہہ بات کہي کہ آپ اس توپي کو ضرور ہي پہنیں جسپر ہماري اور آپ کي بحث و تکرار اب تک قایم ہی چنانچہ ہمایوں نے جو پہلے سے یہہ بات سمجھے بوجھے بیٹھا تھا کہ ایک نہ ایک روز اس توپي کے معاملہ میں گفتگو ضرور ہوگي ہوشیاري دنیاداري برتي اور بطور معقول اُسکو سلام کرکے توپي کا پہننا تسلیم کیا یہاں تک کہ جب ہمایون نے اُس توپي کو سرفراز کیا تو شاہ کے درباریوں نے نہایت خوشي سے شور مچایا اور دونوں بادشاہوں کو آداب تسلیمات بجا لاکر مبارکبادي کے فقرے ادا کیئے علاوہ اُس کے غالب یہہ ہی کہ مذہب کے مقدمہ میں بھي کچھہ گفتگو درمیان آئي تھي مگر ہمایوں نے پورا پورا نمانا اِسلیئے کہ جب شاہ دوسرے دن ہمایوں کے محل کے تلے سے کہیں جاتے ہوئے گذرا تو ہمایوں اُس کے سلام کي خاطر دروازہ پر کھڑا ہوا مگر شاہ ملتفت نہوا اور بدون لیئے سلام کے ویسي هي گذر گیا اور ہمایوں سخت ناراض اور منفعل ہوا اور اپنا سا مونہہ لیکر

تعظیم تکریم آس کي
عمل میں آیا چنانچه هر صوبه کے حاکم نے تعظیم تکریم آس کي
اورهر بستي کے رهنیوالوں نے استقبال آس کا کیا اور هر جگهه بادشاهي
ملوں میں اُتارا گیا اور طرح طرح سے مهمانداري کي شرطیں بجالائي
ں مگر باوصف اِس تعظیم تکریم کے جو کمال احتیاط اور بڑے حفظ
مراتب سے عمل میں آئي تهي جب کبهي همایوں سے کوئي بات ایسي
سرزد هو جاتي تهي که وه شاه کي مرضي کے موافق نهووے یا آس کے
هونے سے بات اُسکي بهیکي بڑے تو کچه ادائي نهي بوتي جاتي تهي اور
تعظیم تکریم آس کي صاف اُنهائي جاتي تهي اگرچه همایوں مهمان مبارک
سمجها گیا اور بڑي اوبنهه آس کي هوئي مگر خاص دارالسلطنت
میں داخل هونے کي اجازت نه نهي یهاں تک که کئي مهینے کے بعد
آس کي ملاقات هوئي اور جس زمانه میں ملاقات آس کي نهوئي تهي
تو اس نے اپنے معتمد سردار بیرم خان کو شاه کے پاس ایک پیغام دیکر
بهیجا تها چنانچه آس سردار کي مواضع تعظیم میں ایک ایسي بات
پیش ائي که اُس کے پیش آنے سے همایوں کو بخوبي واضح هوا که میں
شاه کے اختیار و قابو میں هر طرح سے هوں*

شاه اسماعیل صفوي نے اپنے پیرو رفیقوں کي خاطر ایک ٹوپي ایسي
ایجاد کي تهي که ظاهري علامت کي رو سے وهي میرے پیر و باهم متفق
رهیں اور اسي باعث سے ایراني لوگ اُس خطاب سے مشهور هوئے جو
آج کل خطاب اُنکا مروج هے ‡ اور اس فرقه کي اس مخصوصه علامت
سے تمام مسلمانوں کو ایسي نفرت هے جیسے که سترهویں صدي کے
کالوني عیسائیوں کو تسبیح اور صلیب کے نشانوں سے تنفر هے*

‡ تمام ایراني اِس ٹوپي کے سرخ هونے کے سبب سے آپکو قزلباش یعني
قزل سروں والی کهتے هیں ایک بار ایسا اتفاق هوا که بابر بادشاه نے چاها که ایرانیوں
کي رائے رضا پر کامیابي اُسکي موقوف تهي اُنکي تالیف قلوب کے لیئی رواج اس
خطاب کا چاها مگر باوجود اسکي که کوئي مذهب کي بات اُسمیں منظور نهیں تهي
تمام مسلمان ایسی بگر گئے که بابر کو اندیشه هوا (ارسکائن صاحب کا ترجمه با
گذشته تا صفحه ۲۲۳)

چوتھا باب

هندوستان میں همایوں کی بحالی کا بیان

بیان اون معاملوں کا جو همایوں کو ایرانمیں پیش آئی

شاہ طہماسپ صفوی کے عہد سلطنت میں جو صفوی خطاب والے بادشاہوں میں سے دوسرا بادشاہ تھا همایوں ایران میں داخل ہوا تحقیق اس خاندان کی یہہ هی کہ باپ اس بادشاہ کا یعنی شاہ اسماعیل صفوی درویشوں کے گھرانے کا تھا اور اُس گھرانے نے زهد وتقویٰ اور صلاح و پارسائی کی بدولت بڑا عتبار اپنا پیدا کیا تھا چنانچہ اب بھی ایرانی لوگ اونکی تعظیم و تکریم اس لئی کرتے تھی کہ وہ مذهب کے شیعہ تھے اور یہہ خاندان اُس مذهب کا اوجالنے والا تھا اِسلیئے کہ شاہ اسماعیل اس خاندان کے پہلے بادشاہ نے اُس مذهب کے اصول قاعدے مقرر کیئے اور اصول قاعدوں کی رو سے رواج اُس کو دیا اگرچہ سنی شیعوں میں رومن کیتھلک اور پروتستنت عیسائیوں کی نسبت فرق و تفاوت بہت تھوڑا هی مگر باوجود اِس کے اُن کے آپسمیں بڑی سخت عداوت اور نہایت بغض و کراهت واقع هی اور ایرانیوں کی شدت اتفاق کی وجہہ یہہ هی کہ وہ جیسے هم قوم هیں ویسے هی هم مذهب بھی هیں اور ایران کی سلطنت کے علاوہ اور کسی سلطنت میں وہ مذهب عموماً پایا نہیں جاتا اور اِسلیئے کہ شاہ طہماسپ اُن بانیوں کے سلسلہ کا صرف دوسرا بادشاہ تھا جنھوں نے بیخ و بنیاد اُس مذهب کی ڈالی تھی تو وہ اپنے دین کا پکا اور نہایت متعصب تھا اور ایسا ممد و معاون تھا کہ اُس مذهب کے بڑے حواریوں میں گنا جاتا تھا چنانچہ وہ مفصلہ ذیل معاملے جو اُسنے همایوں سے برتے اُنکا باعث یہی تھا کہ وہ اپنے دین و مذهب میں نہایت متعصب تھا اور جو رنگ ڈھنگ اُن کے آپسمیں جاری رهے وہ ایسے هی تھے جیسیکہ ایشیا کے خود مختار بادشاهوں میں جاری هوتے هیں بیان اُسکا یہہ هی کہ شاہ طہماسپ کی جانب سے همایوں کا استقبال اچھی

کي غرض سے روانه هوا اور جس جس موافق ملکوں میں پهونچتا گیا وهاں کے لوگ اُس کے شریک و معاون هوتے گئے چنانچه اگره کو بعد ایک محاصره کے فتح کیا اور وه مغلي فوج جو همایوں کے ساتهه آئي تهي تردي بیگ کے زیر حکومت هوکر دلي میں اکهٹي هوئي مگر اس لیئے که تردي بیگ شکست کهاکر میداں سے بهاگا تها دلي میں ٹهہر نسکا اور وهاں سے بهي بے تحاشا بهاگا اب هیمو نے یهه اراده کیا که لاهور کي جانب باگ اُٹها دے اور همایوں کے لوگوں کو جو پاني سے پتلے هورهے تهے صدمه پهونچاوے *

جب که یهه واقعه پیش آیا تو اکبر کے سارے سرداروں کي یهه مشورت هوئي که کابل کو لوٹ کر چلے جاویں مگر اکبر نے جو اوس زمانه میں تیره برس کا تها تمام کاموں کو بیرم خاں کي راے و مرضي پر موقوف رکها اور یهه بیرم خاں ایک ایسا عمده سردار تها که اوسیکي عقل و شجاعت اور زور وقوت کي بدولت خانداں تیمور کي امیدیں قایم رهیں غرضکه بیرم خاں نے تهوڑے جنگجو سرداروں کا کهنا نمانا اور ایک ایسي فوج همراه لیکر جو فوج هیمو کے مقابله میں بہت تهوڑي تهي هیمو کے مقابله کو آگے بڑها اور انجام اوسکا یهه هوا که بعد ایک بڑي لڑائي کے جو پانچویں نومبر سنه ۱۵۵٦ ع کو پاني پت کے میدان واقعه هوئي اور هیمو اُس میں جاں توڑ کر لڑا اور کوئي دقیقه اُسنے باقي نچهوڑا هیمو والوں نے شکست فاحش کهائي اور خود هیمو گرفتار هوا *

جب که هیمو عادل شاه کے هاتهه سے گیا تو اُسکے ساتهه هي عادل شاه کي وه اُمیدیں بهي گئیں جو ابهي پہلے سلطنت پر دوباره قبضه حاصل کرنے کي نسبت اُسکے جي جاں سے لگي هوئي تهیں چنانچه عادل شاه بہار و بنگال پر یہاں تک سلطنت کرتا رها که ایک نیا دعویدار بنگاله میں پیدا هوا اور عادل شاه اُسکي لڑائي میں مارا گیا *

چڑهائي کي اور ابراهيم سور کو شکستيں ديکر دلي آگره سے خارج
کيا اور ابراهيم کا يهه حال هوا که کام نا کام اُس کو اُس ملک ميں بهاگنا
سوجها جو عادل شاه کے قبض و تصرف ميں اب تک موجود تها اور
جب که ابراهيم اُس ملک ميں داخل هوا تو عادل شاه کے وزير هيمو
بقال نے زور دباؤ ديکر بيانه کي طرف اُس کو بهگايا مگر ابراهيم کے نصيبوں
نے يهه ياوري کي که هيمو بقال ايک بغاوت کي ضرورت سے بنگاله کو
روانه هوا اگر اتفاق سے يهه ضرورت پيش نه آتي تو ابراهيم بيانه ميں پکڑا
جاتا باقي جس شخص نے ملک بنگال ميں بغاوت کي تهي وه محمد
سور بنگاله کا حاکم تها اور جب که هيمو بقال عادل شاه سے دوباره آکر ملا
تو اُس کو يهه بات دريافت هوئي که مالوه ميں بغاوت قايم هوئي اور
همايوں بهي هندوستان ميں داخل هوا چنانچه اُس نے سکندر سور کو
شکست ديکر دلي آگره پر قبض و تصرف کيا *

باوجود اِس بات کے که هيمو بقال کو يهه خبر وحشت اثر پهونچي
مگر بنگال کے نئے بادشاه کے مقابله ميں پورا پورا آماده رها جو بنگاله
سے تهوڑي دور ادهر بڑها چلا آيا تها غرض هيمو کامياب هوا اور محمد
سور عين لڑائي ميں مارا گيا *

اگرچه بنگاله کي بغاوت کا نام و نشان اب باقي نرها مگر اور مقاموں
کي بغاوتيں باقي رهيں اور جو نهايت بڑا خطره درپيش تها وه همايوں
کے آگره ميں آجانے اور قابض هوجانے کا تها اور جب که هيمو وزير اُس کا
همايوں سے لڑنے بهڑنے کي تياري کررها تها تو ناگاه اُس کو يهه مژده
پهونچا که همايوں مرگيا اور اُسکا بيٹا محمد اکبر جو اُس وقت پنجاب
ميں موجود تها جانشين اُس کا هوا غرض که اِس انقلاب کے سننے
سے هيمو کي بهت همت بلند هوئي اور نشه اُسکا دوبالا هوا چنانچه
اُس نے محمد عادل شاه کو جو ايک نام کا بادشاه تها چنارگڈه ميں
چهوڑا اور تيس هزار آدميوں سميت آگره کو فتح کرنے اور غنيم کو دبانے

کہ کیا میرے باپ کی جاگیر ایک ایسے آدمی کو دی جاتی ہے جو سگ فروشی کے ذریعہ سے اوقات اپنی بسر کرتا تھا *

جوں ہی کہ یہہ برا بول اُس کے موںہہ سے نکلا تو درباری لوگوں نے بہت چاہا کہ اُس گستاخ بے ادب کو دربار بادشاہی سے خارج کریں چنانچہ سرمست خاں شروانی نے جسکو جاگیر اُس کے باپ کی عنایت ہوئی تھی اُسکی گردن پکڑی مگر اُس پھر تیلی گبرو نے کہانڈے کا ایک ہاتھہ ایسا لگایا کہ سر اُسکا جواں کے پاؤں پر آ پڑا بعد اُس کے تمام لوگ اُس پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور وہ بادشاہ کی طرف کو دوڑا مگر بادشاہ اُس کے ارادہ پر پے لیگیا اور بے تحاشا تخت سے کودا اور جب کہ وہ جوان اُس کے قریب آ پہونچا تو جوں توں کرکے محل سرا میں داخل ہوا اور ایسے اوساں اُس کے ٹھکانے رہے کہ محل سرا کا دروازہ اُس نے بند کیا اور جوں ہی کہ بہت بہرت وہ جوان گبرو مارا گیا تو بادشاہ کو کسی طرح کا کھٹکا باقی رہا مگر امرا فتنہ کو بڑے پہل پہول لگے چنانچہ اُسی روز ایک بڑا سردار اُس کے دربار سے چلا گیا اور بعد اُس کے جب ایسے لوگ اُس کے شریک اور معاون ہوئے جو بادشاہ کے کوتکوں سے نہایت ناراض تھے تو چنار گڈہ کے قریب اُس نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا مگر بادشاہ نے باغیوں کا مقابلہ کیا اور باغیوں پر فتح پائی لیکن اِس کامیابی سے کار و بار اُس کا ٹھیک ٹھاک نہوا اور بات اُسکی اِس لیئے بہ بگڑی کہ ابراہیم سور نے دلی آگرہ پر قبضہ کیا تھا جو بادشاہی خاندان میں سے تھا اور خود بادشاہ اُس کی بیدخلی کے لیئے مجان و دل ساعی رہا اور بہت سی محنت کیئے گیا مگر کچھہ حاصل نہوا اور کوئی بات اُس کے ہاتھہ نہ آئی یہاں تک کہ اپنی سلطنت کے مشرقی ملکوں پر قناعت کر بیٹھا بعد اُس کے اِس بغاوت کی کامیابی کا اثر دور دور تک پہیلا چنانچہ بلاد پنجاب میں یہہ امر واقع ہوا کہ شیر شاہ کا دوسرا بھتیجا سکندر سور آپ بادشاہ بن بیٹھا اور ابراہیم سور پر آسے

یہہ تهي کہ وہ شخص ایک ہندو زادہ تها اور کسي زمانہ میں چهوٹي سي دوکان اپنے گذارہ موافق کرتا تها اور جیسا کہ وہ ذات سے کہوتا تها اُس سے زیادہ رنگ روپ کا برا اور چہرہ مہرہ کا بہوندا تها مگر باوصف ان ظاہري عیبوں کے ایسا ہوشیار اور قابل تها کہ دربار کے بڑے بڑے بہادروں اور چنے چنے امیروں میں بات اپني بنائے گیا یہاں تک کہ بادشاہ کي جہل و حماقت اور ظلم و ستم کے مارے سلطنت کا حال اگرچہ خراب اور ابتر تها اور روز روز تنزل کو پہونچتا جاتا تها مگر صرف اسي شخص نے اپني لیاقت و ہوشیاري سے بادشاہت کو تهامے رکها اور بات اُس کي بگڑنے نہ دي ؀

بادشاہ کے زور و ظلم اور ملک کے شور فسادوں کا بیان

جونہي کہ عادل شاہ تخت نشین ہوا تو اُس نے جہل و حماقت سے خزانوں کو تلف کیا اور جمع جمائے گہر کو دو چار روز کے عرصہ میں اوڑا لٹا کر برابر کیا اور جب کہ اُسکي کانٹهہ گرہ میں کوڑي پیسا نہ رہا تو گہر کے امیروں کي جاگیریں اور حکومتیں ضبط کرنے لگا اور یار دوستوں کو بخشنے لگا چنانچہ منجملہ اُن کے جن پٹهانوں کي جاگیریں ضبط ہوئیں اُنہوں نے بڑي بے صبري اور نہایت بے تابي سے بادشاہ کا ظلم اُٹهایا اور دلوں میں رنجیدہ پیچیدہ رہے اور اسلیئے کہ پٹهان لوگ اپني سینہ زوري اور آزاد منشي سے کسي کي پوري پوري اطاعت نہیں کرتے اور بات کے بگڑنے کا رنج اور سنوارنے کا خیال اُن کو نہایت ہوتا ہی تو ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ عادل شاہ ایک جنگي سردار یعني محمد شاہ فرملي کي جاگیر کو ضبط کر کے سرمست خاں شرواني کو دینے لگا جو بادشاہ کي بدولت یکایک بڑے پایہ کو پہونچا تها تو محمد شاہ فرملي کا بیٹا غیظ و غضب کے مارے نیلا پیلا ہوا اور بے ساختہ یہہ بول اُٹها

قلعہ کے حاکم کو سپاهیوں سمیت اپنا مرید گردانا اور جبکہ اوسکو اسی قوت حاصل هوئی جو کبھی نصیب هوئی تھی تو وہ دا السلطنت میں بلایا گیا اور حامیاں شریعت نے قتل اوسکا چاها چنانچہ سلیم شاہ کی بہت سی منت سماجت کی مگر سلیم شاہ نے توقف کیا اور جبکہ لوگوں کے کہلے سننے سے نہایت زچ پیچ هوا تو کام تا کام اُس نے کوڑوں کا حکم دیا اور یہہ فرمایا کہ بعد اُس کے شیخ کو تھوڑی مہلت دی جاوے کہ وہ سوچ سمجھکے کو توبہ کرے اور اپنی غلط دھنی اور کج اهنگی سے باز آوے مگر شیخ کا یہہ حال تھا کہ وہ پہلے هی سے اُس عام مرض میں مبتلا تھا جو اُس زمانہ میں شائع ذایع هو رها تھا اور اس مرض کے مارے ایسا ضعیف نحیف هو گیا تھا کہ تیسرے کوڑے کے لگتے هی روح اُسکی پرواز کر گئی بعد اُس کے وہ جماعت پراگندہ هو گئی اور تمام مرید اوسکے رودهو کر چپ چاپ هو بیٹھے *

محمد شاہ سورعدلي کی سلطنت کا بیان

جب کہ سلیم شاہ اپنی موت مر گیا تو اُسکے بیٹے فیروز خان دوازدہ سالہ کو محمد خان اُسکے چچا نے بخیال سلطنت قتل کیا اور میدان کو خالی دیکھکر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ هجري میں تخت نشین هو بیٹھا اور محمد شاہ عادل کا خطاب اختیار کیا یہہ بادشاہ اس خطاب کی نسبت عدلي شاہ کے خطاب سے زیادہ مشہور هی اور طور طریق اُس کے ایسے عمدہ اور شائستہ نہ تھے کہ آن کے حسن و خوبي کي بدولت بھتیجے کے خون ناحق کا دھبہ اُس سے دھویا جاتا بلکہ وہ نہایت نابکار اور ریاکار اور نعایت کندہ نا تراش اور ستم شعار اور پاجي پرست اور پاجیوں کا یار غم گسار تھا اور جیسا کہ وہ عادتوں کا خراب اور کرتوں کا برا تھا ویسے هی همتوں کا هارا اور جي کا بودا تھا *

اس بادشاہ میں حکمرانی کي قابلیت نہ تھی چنانچہ اُس نے تمام اسلام اپني حکومت کا شسوبقال کو تفویض کیا تھا جسکي اصل و حقیقت

اور یہہ نام اُسکا ایسا مقبول و مشہور ہوا کہ جب ہمایوں نے یہہ حکم دیا کہ وہ نور گڈہ کے نام سے پکارا جاوے تو ہمایوں کے دربار میں اور ہمایوں کے سامہنے نور گڈہ کے نام سے پکارا گیا مگر اور ہر موقع اور مقام پر وہي سلیم گڈہ قایم رہا جیسا کہ وہ اب تک مشہور ہی *

مہدویہ فرقہ کا بیان

سلیم شاہ کے عہد دولت میں بمقام بیانہ شیخ علائي نامي ایک فقیر مہدویہ فرقہ کا باني ہوا جو سید محمد جونپوري کو مہدي موعود سمجہتے تہے بیان اُسکا یہہ ہی کہ شیخ علائي نے وعظ ودرس کہنا شروع کیا چنانچہ بیان کي قوت اور کلام کي فصاحت اور طبیعت کي جودت سے بہت سے لوگوں کو مرید و معتقد اپنا بنا لیا یہان تک کہ اُسکے مریدوں نے مال ومتاع اکہٹا کر کے عام سرمایہ قایم کیا اور بعض بعض مخلصوں نے گہر بار اپنا چہوڑ چہاڑ کر سارامال اپنا شیخ پر نثار کیا غرضکہ شیخ نے یہاں تک شہرت پائي کہ خواص خان سردار بہي جسکي بغاوت کا بیان اُوپر مذکور ہوا شیخ کے مریدونمیں داخل ہوا اگرچہ پہلے پہلے شیخ کے زہد و تقوی اور دین و مذہب سے کسي قسم کي خرابي ظاہر نہوئي مگر تہوڑے دنوں بعد اُسکے چیلے چانٹے ایسے بیباک اور دلیر ہوگئے کہ اُنہوں نے یہہ واجب سمجہا کہ جس کسیکو خلاف شرع کام کرتے دیکہیں تو پہلے پہل روک ٹوک اُسکي کریں پہر اگر وہ نمانے تو اُسکو جانسے ماریں اور جبکہ اُس فرقہ کي زور و ظلم کي نوبت یہاں تک پہونچي تو وقت کے حاکموں اور شرع کے مفتیوں نے لاگ ڈانٹ اُنکي واجب و لازم سمجہي چنانچہ شیخ کو گرفتار کیا اور علانیہ اظہار اُسکا لیا بعد اُسکے قتل شیخ کا فتوی مرتب ہوا مگر سلیم شاہ نے اُس فتوي پر عمل نکیا بلکہ شیخ کو دیس نکالا دیا یعني قلعہ ندیہ کو روانہ کیا جو نربدا کے کنارہ پر واقع ہی مگر شیخ اس جگہہ آکر بہت کہل کہیلا اور اپنے مسئلوں کو بڑي دہوم دہام اور نہایت تیپ تاپ سے پہلایا چنانچہ پہلے وار اُسنے

مدوں اسکے که کوئي تخت کا دعویدار کهڑا کریں خاص الهي حال
مال کي حفظ و صیانت کے واسطے هتیار آزمائے اور جو قصے قضائے ان
عدوں کي بغاوت سے بادشاہ کو پیش آئے وہ بلاد پنجاب میں پیش آئے
هے یہاں تک که باغیوں نے پهر شکستیں کهائیں اور کهیت سے دم دبا کر
هاگے اور گکهڑوں کي پناہ میں آئے اور گکهڑوں کے زور و قوت کے سهارے اور
یاري پٹهانوں کي امداد و اعانت کے بهروسے اگلے دو برس یعني سنه
۱۵۴۷ع مطابق سنه ۹۵۴ هجري تک شور و فساد کرتے رهے اور کهیں
نچلے نچنت هوکر نه بیٹهے *

بعد اُس کے سلیم شاہ کا باقي زمانه بڑے امن چین سے گذرا مگر
ایک بار اُس کو یهه خبر پهونچي که همایوں نے کابل پر قبضه پایا اور
اٹک پار اس غرض سے اُترا که سلیم شاہ پر حمله کرے سلیم شاہ اُن
دنوں بیمار تها اور اُس وقت جونکیں لگائے بیٹها تها مگر جونهي اُسنے
یهه خبر سني دو جگهه سے اُٹها اور فوج کے کوچ کا حکم سنایا چنانچه
شام سے پہلے دلي سے چهه میل پر جاکر ڈیره ڈالا اور اس خبرکي
حقیقت جس کے سبب سے سلیم شاہ ایسا آمادہ هوا اور ایسي چالاکي
اُس سے ظهور میں آئي صرف اتني بات تهي که کسي ضرورت کے باعث
سے همایوں پنجاب آیا تها اور جیسے وہ آیا تها ویسے هي پچهلے پیروں
لوٹ گیا باقي یاروں کي بناوٹ تهي کچهه اصل و حقیقت نه تهي*

یهه بادشاہ دو برس تک بادشاہ رها اور سنه ۱۵۵۳ع مطابق سنه
۹۶۰ هجري میں بقضاي الهي مرگیا اور جیسے که اُس کے باپ نے نئي
نئي باتیں ایجاد کي تهیں ویسے هي اُسنے بهي نئے نئے نقشے نکالے
مگر فرق اتنا تها که اصول و قاعدوں کي بابت تمام سرکاري عمارتوں م
زیادہ تر عمده عمده باتوں کا رواج اُس نے دیا تها چنانچه دلي کے ق
کا ایک ٹکڑا جو سلیم گڈه ‡ کے نام سے نامي گرامي هے اُسکا بنایا هوا

‡ اب اس سلیم گڈه کا یهه حال هے که ریلوے کي سڑک اُس کے بیچا ب
نکلي هے ۱۲ مترجم

اور نہایت جنگ آزمودہ اور باپ کے سامھنے بڑا نامدار اور نام آور تھا
غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا بہت سے سردار اُسکي جانب مائل ہوئے
یہاں تک کہ جب چار بڑے بڑے سرداروں نے جان کے بچانے اور بخوبي
اوقات بسر کرنے کا عادل خاں سے وعدہ کیا تو عادل خاں بھي جلال خان
کي خاطر ترک سلطنت کا آمادہ ہوا چنانچہ پچیسویں مئي سنہ
۱۵۴۵ع مطابق پندرھویں ربیع الاول سنہ ۹۵۲ ھجري میں جلال خاں تخت
نشین ہوا اور سلیم شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور بیانہ کے قریب ایک
کافي جاگیر عادل خاں کے لیئے مقرر کي گئي مگر بعد اُس کے تھوڑي
مدت گذرنے پر سلیم شاہ کے بعض بعض کاموں سے عادل خاں کو کھٹکا
پیدا ہوا اور معلوم ہوتا ھے کہ عادل خاں اُس خوف کي کوئي وجہہ کامل
پاس اپنے رکھتا تھا اِسلیئے کہ خواص خاں سردار نے عادل خاں کو اپني *
حفظ و حراست میں لیا اور یہہ خواص خاں شیر شاہ کا بڑا سردار اور
نیز منجملہ اُن چاروں سرداروں کے تھا جنھوں نے عادل خاں سے جان کي
حفاظت اور گذارہ کي صورت کا قول و قرار کیا تھا یہانتک کہ یہہ خواص خاں
دار السلطنت کو اس ارادے پر روانہ ہوا کہ سلیم شاہ کو تخت حکومت سے
اُوتارے باقي سلیم شاہ کا یہہ حال تھا کہ جیسے ان علانیہ باغیوں سے
اندیشہ ناک تھا ویسے ھي اور لوگوں کے خفا ہونے اور بگڑ جانے سے بھي
ڈرتا تھا مگر باوصف اسکے پیش آنیوالے مقابلوں اور فوجوں کي مار دھاڑوں
کو بخوبي سمجھے بوجھے ہوئے بڑے استقلال و متانت سے بجاے خود بیٹھا
تھا چنانچہ اُس نے بدخواہوں کو بڑي بڑي شکستیں دیکر بغاوتوں کو پس پا
کیا بعد اُس کے عادل خاں بہار کو چلاگیا اور مایوس ہوکر بیٹھہ رہا *

جو امیر اِس بغاوت میں در پردہ شریک تھے اُن کو یہہ یقین تھا
کہ بغاوت میں علانیہ شریک نہونے کي وجہہ سے بادشاہ کي بد گماني سے
محفوظ رھینگے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک امیر کا قصور ثابت ہوا اور
وہ اپنے کیئے کو پہونچا اور باقي امیروں نے نئے سر سے سازشیں شروع کیں

علاالدین
کے کندے پر کبنی یعني
آسني نکالی وہ علاالدین خلجي کے کندے پر کبنی یعني علاالدین
ي نے آنکو اپني طبعت سے نکالا اور شیر شاہ نے انکو دو بارہ
حاصل یہہ کہ شیر شاہ نے ایسے قاعدے باندھی تھے کہ آسکے خاندان
تباهي تک جاري ساري رهی اور ابوالفضل نے آن اصول قاعدوں کو
بادشاهوں کے قانون قاعدوں سمیت اپنے آقاے نامدار یعني اکبر بادشاہ
ے نسبت کیا اکبر کے عهد دولت کے ایک اور † مورخ نے جس نے اکبر
ے وقت میں اپني کتاب لکهي بیان کیا هی کہ شیر شاہ نے ملک بنگال سے
لیکر مغربي رهتاس گدہ تک جو دریاے اتک کے متصل واقع هی چار
مهینی کي راہ کي ایک کلان سڑک بڑي بلند طیار کرائي تهي اور کوس
کوس کے فاصلہ پر کنوئی اور منزل منزل پر سرائیں بنوائیں تهیں اور هر
مسجد میں امام اور موذن مقرر کئی تهے اور هر کاروان سرا میں کهانا
پکا پکایا مهیا رهتا تها او هندو مسلمانوں کے لیئی ملازم رکهہ چهوڑے تهے
اور سڑک کے دائیں بائیں سایہ کےواسطے درخت لگائی تهے اور جب کہ اس
مورخ نے اس سڑک کو دیکها تها تو آسپر باون برس گذرے تهے اور جب
تک وہ ویسي هي تهي جیسے آسنی بیان آسکا کیا *
یہہ بادشاہ سیسرام میں مدفون هوا اور مقبرہ آسکا ایک ایسے
مصنوعي تالاب کے بیچا بیچ واقع هی جسکا محیط ایک میل کا اور
چاروں دیواریں اُسکي پتهر کي هیں اور نهانے دهونے کے لیئی سیڑهیوں کے
گهات آسمیں چاروں طرف بنی هوئے هیں *

سلیم شاہ کي بادشاهت کا بیان

شیر شاہ کے والي وارثوں میں سے عادل خاں بڑا بیٹا تها اور شیر شاہ
اُسکو جانشین اپنا سمجهتا تها مگر یہہ شهزادہ همت کا هاراجي کا بودا
تها اور برخلاف اُس کے دوسرا بهائي اُسکا جلال خاں بڑا سرگرم اور آمادہ

† منتخب التواریخ — در سنہ ۱۰۰۴ هجري مطابق سنہ ۹۵ و ۱۵۹۴ ع میں

جهوتا اور فریبي جانتا تها اور جب که شیرشاه اپنے توپخانه کي دیکهه بهال
کر رها تها تو قضا کار ایک گوله † دشمن کا اُسکے میگزین میں پڑا اور وه میگزین
اوڑگیا یہاں تک که آس کے صدمه سے شیر شاه ایسا جل پهک گیا که
دو چار گهڑي کو جیتا رها مگر پہلے هي سے آسکے جینی کي آس نرهي
تهي چنانچه شام هوتے هي دم آسکا پورا هوگیا *

یهه شیر شاه ایسے کڑے جي کا تها که باوجود اسکے که نهایت
تکلیف و اذیت میں مبتلا تها مگر محاصرے کي هدایت کرتا تها
یهانتک که جب کانوں میں آسکی یهه بهنک پڑي که قلعه فتح هوگیا تو
بآواز بلند اُسنی قادر مطلق کا شکر ادا کیا اور الحمدلله کهکر دم بخود
هوگیا اور بعد اُسکی کوئي بول آسکے مونهه سے نهیں نکلا بائیسویں مئي
سنه ۱۵۴۵ ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۹۵۲ هجري میں یهه حادثه واقع
هوا *

شیر شاه کي عادتوں اور ملکي انتظاموں کا بیان

معلوم هوتا هی که یهه شیر شاه نهایت دانشمند اور بغایت لایق و
فایق اور چست و چالاک بادشاه تها چنانچه بلند فطرتي اور اولوالعزمي
کے محاذات اور مقابله میں آسکی چال و چلن کے اصول قاعدے کافي
وافي نه تهے مگر رایسین کے قتل ناحق میں کوئي عذر بلند نظري کا
بهي نتها هاں رعایا کے حق و منفعت کے لیئی جو جو تدبیریں سوچتا تها
سو آنمیں جوانمردي اور مروت شفقت پائي جاتي تهي اور عملدرامد
بهي تجویز و تشخیص کے مطابق کرتا تها اور باوجود اسکے که آسنی
تهوڑے دنوں فرمانروائي کي اور همیشه لڑائیوں میں مصروف رها نهایت
شایستگي اور بغایت هوشیاري سے انتظام اپني بادشاهت کا کیا اور دیواني
کے مقدموں میں بهت سي عمده عمده باتوں کو رواج دیا ابوالفضل اپني
کتاب میں بغض و عداوت کے مارے یهه لکهتا هی که جو انتظام آسنی کئي اور

---

† فرشته میں آتشیں حقه لکها هی *

اگلے برس یعني سنہ ۱۵۴۴ ع مطابق سنہ 951 هجري میں شیر شاہ اَسي هزار آدمي لیکر مارواڑ پر چڑھا اور یہہ ملک اُن دنوں مالدیو راجہ کے قبض تصرف میں تھا جو بڑا زبر دست اور قوي راجہ تھا اور اُسکي قوت کيِ ایک وجہہ یہہ بھي تھي کہ ملک اُسکا زرخیز نہتھا اور اکثر پرگنوں میں پاني کي کوتا هي تھي اگرچہ راجہ کے پاس کل پچاس هزار آدمي غنیم کيِ بڑي فوج کے مقابلہ کو موجود تھی مگر بظاهر ایسا معلوم هوتا هی کہ اُسنی پہلے پہل غنیم کو ایسا ڈرایا کہ ایک مہینی تک غنیم اُسکے ملک میں پڑا رہا اور اُسکي فوج سے الگ تھلگ رہا بعد اُسکے جھوٹے خطوں کے ذریعوں سے جو ایسے معاملوں میں معمول و مروج هوتے هیں اور جو اس غرض سے روانہ کیئی تھے کہ کہیں نہ کہیں پکڑے جاویں راجہ کو اُسکے سرداروں سے بدگمان کیا یہاں تک کہ راجہ پیچھے لوٹنی پر آمادہ هوگیا اور منجملہ اُن سرداروں کے جو راجہ کي بدگماني اور الزام لگانے سے ناراض هوگئي تھے ایک راجپوت سردار نے راجپوتوں کےزور غیرت اور جوش حمیت کے مارے بدنامي کے دھبی کو جان جوکھوں میں پڑنے سے مٹانا چاہا چنانچہ وہ سردار اپنی بارہ هزار رفیقوں سمیت ایسي تندي تیزي سے لڑائي کے میدان میں شیر شاہ کي فوج پر ٹوٹ پڑا کہ فوج اُسکي ایسے قوي حملہ کي آمادہ نہ تھي غرض کہ شیرشاہ کے لشکر کو ایسا پریشان و پراگندہ کیا کہ فتح هونیکی قریب آگئي تھي مگر شیر شاہ نے راجپوتوں کو مونہہ پھیرا اور بعد اُسکے یہہ بات آسنی واشگاف کہي کہ ایک باجرہ کي مٹھي پر هندوستان کي سلطنت کھوئي هوتي اور اس کلام سے مقصود اُسکا یہہ تھا کہ اُس ملک کي کمہت کي پیداوار اور افلاس و تنگدستي کو جتاوے بعد اُسکے میواڑ کے راجہ کو مطیع اپنا بنایا اور وهاں سے فراغت پاکر کالنجر کا محاصرہ کیا مگر اس مقام میں اُس عہد شکني کي پوري پوري سزا پائي جو مقام رایسین میں اُس سے واقع هوئي تھي یعني میواڑ کے راجہ نے شرایط پیش کردہ شیرشاہ کو اِس لئی تسلیم نکیا کہ وہ اُسکو

ہم هندوستان میں ڈالي سنه ۱۵۴۰ع مطابق سنه ۹۴۷ هجري میں
مایوں کے ممالک مقبوضه پر شیر شاه قابض هوا *

معلوم هوتا هی که شیر شاه کي صلاح و مشورت سے کامران نے پنجاب
چھوڑا تھا اسلیئے که جونھي کامران پنجاب سے باهر گیا تو سارے پنجاب
شیرشاه قابض هو گیا اور جب که شیر شاه اس صوبه کا انتظام کرچکا اور
ریاے جہلم کے کنارے پر ایک مستحکم قلعه تیار کر کے پہاڑ کے قلعه رهتاس گڈه
ے نام پر نام اُس کا رکھه چکا تو آگره کو واپس آیا اور حاکم بنگال کي
غاوت کو دبانا چاها چنانچه اُس نے اُس باغي کو مغلوب کیا اور صوبه
نگال کي تقسیم و تفریق ایسي اُس نے کي که بعد اُس کے آینده کے
شور و فسادوں کا اندیشه باقي نه رها بعد اُس کے اگلے برس یعنے سنه
۱۵۴۲ع مطابق سنه۹۴۹ هجري میں صوبه مالوه اور اُس سے دوسرے برس
یعنے سنه۱۵۴۳ع مطابق سنه ۹۵۰ هجري میں رایسین کے قلعه کو فتح کیا
جو سلهدي هندو راجه کے بیٹے کے قبض و تصرف میں داخل تھا اور پہله
راجه بہادر شاه گجراتي کے عهد دولت میں بڑے پایه کو پهونچا تھا
اور بڑا اختیار اسکو حاصل تھا مگر قلعه مذکور کے محصوروں نے چند
شرطوں پر شیر شاه کي اطاعت تسلیم کي اور جب اُنهوں نے قلعه حواله
کیا تو مفتیوں کے فتووں کي روسي وه اطاعت مقبول نه پڑي چنانچه ان
هندوؤں پر حمله کیا گیا جو عهد و پیمان کے بهروسے اسبات پر جمي هوئی
تھے که خلاف قول ظهور میں نه آویگا غرض که وه بهي جان توڑکر لڑے
اور پاش پاش هوکر مارے گئی مگر اس دغابازي کا باعث دریافت نهیں
هوتا اس لیئی که وه نه عبرت کا مقام تھا اور نه کسي نقصان کا انتقام تھا
باقي رهي حرارت اسلامي سو وه بهت دنوں سے ٹھنڈي هوچکي تھي
بهرحال ایسا برا کام هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخوں میں
تیمور لنگ کے سوا کهیں پایا نهیں جاتا *

ہمایوں کو گھوڑا اپنا دینا پڑا اور وہ جب تک پیادہ چلتا رہا کہ بارِبرداری کا ایک اونٹ اُسکو ملا مگر کبھی کبھی برخلاف اُس کے رفیقوں سے بے التفاتی بھی ہوتی چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب ہمایوں امرکوٹ میں پہونچا اور راجہ کی حفظ و حراست میں آیا تو اُس نے رفیقوں کا مال اسباب چھپا چھپنا اور بعضوں کے گھوڑوں کی کانہیاں کھلواکر دیکھیں اور جو کچھہ اُن میں پایا بصا بصی بات چونت کر اپنے کام میں لایا اور جودھپور کے سور کی ایک ایسی منزل میں جہاں لوگ اُس کے پیاس کے مارے مر گئے تھے تمام مویشیوں اور نیز اپنے گھوڑوں کو پانی کی پکھالوں سے اسلیئے لادا تھا کہ اُن باقی رہے سہونکو جاکر پانی پلاوے جو پیاس کے مارے چار قدم بھی آگے کو نہ بڑھ سکینگے اور جبکہ ہمایوں تھوڑی دور پیچھے لوٹ کر گیا تو اُس نے اُس سوداگر کو پیاس کے مارے مرتا دیکھا جسکا روا دیں اُس کے ذمہ واجب‌الادا تھا مگر ہمایوں نے ایسی سنگدلی برتی کہ جب تک اُس سوداگر نے چار گواہوں کے سامھنے دیں اپنا نہ چھوڑا اور ہمایوں کا ذمہ پاک نہ کیا تب تک اُس نے پانی کی بوند اُسکو ندی باوی یہہ بات دریافت نہیں ہوئی کہ بعد اُس کے اُس غریب آدمی کا روپیہ دیا اور نقصان اُس کا پورا کیا یا نہیں*

تیسرا باب

شیر شاہ اور خاندان سور کے باقی بادشاہوں کا بیان

اگرچہ سارے مورخوں نے خاندان تیمور کے دوبارہ قبضہ پانے اور اُس دوبارہ قبض و تصرف کے بعد ایک بڑی شہرت حاصل کرنے کے باعث شیر شاہ کی نسبت عصب سلطنت کا دھبا قایم کیا مگر اِسلیئے کہ شیر شاہ خاص ہندوستان میں پیدا ہوا اور اُس نے ایسے بیگانہ خاندان ہندوستان سے خارج کیا جو کل چودہ برس سے قابض و متصرف تھا تو استحقاق اُس کا اُن بہت سے لوگوں کے استحقاق و دعوی کی نسبت زیادہ راست اور واجبی ہی جنہوں نے سلطنت کی

ہمایوں ہرات میں پہونچا تو بہت سے دوست اُس کے قندھار سے آئی
ور اُس سے آکر ملے جلے اور اُسکے شریک ہوئے *.

حدود سندھ میں داخل ہونے سے قندھار تک کے پہونچنے تک تین
برس کا عرصہ صرف ہوا چنانچہ منجملہ اُس کے اتھارہ مہینے حاکم سندھ
سے لڑنے بھڑنے اور خط خطوط کے لکھنے پڑھنے میں بسر ہوئے اور چھہ
مہینے اتک کے مشرقی جانب کی سیر سفر میں کام آئے اور باقی ایک
برس جون میں رہنے اور قندھار کے سفر کرنے میں گذرا اور اِس زمانہ میں
جو کام اُس نے جنگی کیئے تو ذاتی دلاوری کے لحاظ سے کوئی کوتاہی
ظہور میں نہیں آئی بلکہ اِس حیثیت سے کوتاہی اُس نے کی کہ اُن بڑی بڑی
مہموں کو جنکا اُسنے ارادہ کیا اچھی طرح انجام پر نہ پہونچا سکا اور
بعد اُس کے جو جو سختیاں اور جیسی جیسی مصیبتیں پیش آئیں
اُنکو ایسے صبر و استقلال اور ہنسی خوشی سے اُتھایا کہ جوانمردی اور بلند
ہمتی کے شایاں تھا *

مصیبت کے زمانہ میں اس کے مزاج کا امتحان بھی طرح طرح سے
ظہور میں آیا چنانچہ اُس نے رفیقوں کی زبان سے بری بھلی باتیں سنیں
اور نرم گرم اُنکی اُتھائیں۔ اسلیئے کہ رنج و مصیبت کے دنوں میں چھوتے
بڑے کا امتیاز اور اداب و قواعد کا پاس و لحاظ باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ
چند بار ایسا اتفاق ہوا کہ جب اُس نے جان بچانے کے لیئے گھوڑا مانگا
تو اُس کے رفیقوں نے صاف انکار کیا اور گھوڑا اُس کو نہ دیا اور جب کہ
اُس نے ایک کشتی اتک پار جانے اور اپنے خویش و تبار کے لیجانے کو
بہم پہونچائی تھی تو اُس کے ایک سردار نے بجبر و اکراہ اُس کشتی کو
اُس سے چھینا اور جس زمانہ میں کہ برے تباہ حالوں سے امرکوٹ کا
بڑا کڑا سفر اُسنے کیا تھا تو ایک افسر نے ایسی بیرحمی اور ناخدا ترسی
برتی کہ اپنے گھوڑے کو ہارا تھکا دیکھکر ہمایوں کی بیگم اکبر کی والدہ
کو اُس گھوڑے سے اُتارا جسکو اُس نے مستعار اُس کو دیا تھا چنانچہ

لوگوں کو یهه فقره سنایا تها که اکبر کو قندهار مین چهوڑکر مکه کو
گیا § *

حب که رفته رفته همایوں مقام شال میں پهونچا جو قندهار کے
جنوب مین ایک سو تیس میل کے فاصله پر واقع هی تو ایک سوار اپنا
گهوڑا بهگائے هوئے همایوں کے ڈیره کے پاس آیا جسکو همایوں کے کسي
پرانے دوست نے روانه کیا تها وه سوار اپنے گهوڑیسے کود کر لگام پکڑے هوئے
ڈیره کے اندر بے ساخته چلا آیا اور بے تحاشے اُس سے یهه بات کهي که
آپ اب کس فکر میں بیٹهے هیں مرزا عسکري آپ کي گرفتاري کے لئے
آ پهونچے جوں هي که همایوں نے یهه خبر سني تو اِس سبب سے که اُسکو
ایسي وحشت اور خطر کي توقع نهایت کم تهي اتني فرصت پائي که
اپني بیگم کو ساتهه اپنے گهوڑے پر سوار کیا اور بیٹے کي جان کو چچا
جان کے ترس و ترحم پر چهوڑا ادهر همایوں روانه هوا اُدهر مرزا عسکري
پهونچا اور جب اُس نے همایوں کو نه پایا تو یهه بات اُس نے فریب سے
کهي که میں برادرانه آیا تها غرضکه مرزا عسکري اپنے بهتیجے سے بشفقت
پیش آیا اور چودهویں دسمبر سنه ۱۵۴۳ ع کو همایوں کے سب همراهیوں
کو ساتهه لیکر قندهار کي جانب روانه هوا اور همایوں اسي زمانه میں
بیالیس آدمیوں سمیت گرم سیر کو پهونچا اور وهاں سے سیستان کو چلا
گیا جو اُن دنوں ایران کي قلمرو میں داخل تها سیستان کا حاکم تواضع
تعظیم سے پیش آیا اور اُس نے همایوں کو بمقام هرات اِس نظر سے روانه
کیا که وهاں جاکر والي ایران کے احکام کا منتظر بیٹهے غرض که جب

---

§ مقام دروں اور سهراں کے درمیان میں تهوڑا بهت توقف هوا هوگا مگر
باعث اُسکا بیان نهیں کیا گیا اِس لیئے که شال اور دروں کے درمیان میں جو فاصله
واقع هی ساڑهے چار سو میل کا میدان هی اور همایوں کي سرگذشتوں کے دیکهنے
سے دریافت هوتا هی که سهراں سے شال تک کي راه نو دن میں پوري هوتي هی مگر
همایوں کو دروں سے شال تک پهونچنے میں ربیع‌الثاني مطابق ۹ جولائي سے لیکر
دسمبر تک پورے پانچ مهینے لگے ·

اِکہٹی ہوگئی کہ ہمایوں کي سرگذشتوں والی نے تعداد اُسکي پندرہ ہزار سوار بتائي هی *

اگرچہ یہہ ساز و سامان بہم پہونچے مگر ہمایوں کي بدبختي اور بد انتظامي نے اُسکا دامن نچھوڑا چنانچہ جب رانا پرشاد اپني وفاداري پوري پوري جتا چکا تو ایک مغل نے کسي ایسي ناشایستہ حرکت سے جو راجاؤں کي شان و منصب کے شایاں و سزاوار نہ تھي راجہ کو ناراض کیا اور جب راجہ نے ہمایوں سے شکایت کي تو ہمایوں کي جانب سے ایسي بے التفاتي اور کم توجہي پائي گئي کہ راجہ سخت مکدر ہوا اور اپنے رفیقوں سمیت اُس کے لشکر سے چلا گیا اور اُسکے سب کے سب ہندو دوستوں نے بھي اُسکي رفاقت کي *

جب کہ وہ لوگ ادھر اُدھر چلے گئے تو حسین ارغوني کے مقابلہ کے لیئے ہمایوں تنہا رہگیا جو بلا تحاشا بڑھتا چلا آتا تھا مگر ہمایوں نے اپني فوج کے آس پاس کھائیاں کھد وائیں اور دمدمی بنوائی غرض کہ جہاں تک بن پڑي بچاؤ کي تدبیریں کیں یہاں تک کہ حسین ارغوني یہہ سوچ سمجھہ کر کہ خدا کے واسطے کہیں یہہ پاپ کٹے اسبات پر راضي ہوا کہ اگر ہمایوں ابھي قندھار کو چلا جاوے تو میں مانع مزاحم نہوں گا بلکہ سفر کي اعانت بھي کروں گا چنانچہ یہہ شرط مقرر ہوئي اور نویں جولائي سنہ ۱۵۴۳ ع کو ہمایوں قندھار کي جانب روانہ ہوگیا *

ہمایوں کے قندھار سے ایران کو بھاگنے کا بیان

ہمایوں کے چھوٹے بھائي بہت دنوں پہلے ہمایوں کو اپني غیر مستقل اور مضطرب طبیعتوں کے سبب سے رنج اور تکلیف پہونچا کر الگ تھلگ ہوگئے تھے اور جب کہ ہمایوں قندھار کو روانہ ہوا تو اُس زمانہ میں مرزا عسکري مرزا کامران کي جانب سے قندھار کا حاکم تھا اور غالب یہہ هی کہ ہمایوں کا یہہ ارادہ تھا کہ مرزا عسکري کو بہکاکر طرفدار اپنا بناوے اور اگر قابو پڑے اور وقت ہاتھہ آوے تو آپ ہي قندھار کو دبا بیٹھے

مرزا هندال کا استاد تھا اور نام اُس کا حامدہ ھی اور اب تک رشتہ اُس کا مہیں ہوا عرض کہ تاثیر اُس کے عشق و محبت کی ہمایوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پہنچی تھی کہ باوجود اُس کے کہ مرزا ہندال نے بہت سا سمجھایا اور طرح طرح کی باتیں جتائیں مگر ہمایوں نے بھائی کا کہنا نمانا اور اپنی معشوقہ جان نواز سے شادی کی اور جب کہ امر کوٹ کا سفر در پیش ہوا تو یہہ بیگم پورے دنوں کی حاملہ تھی اور یہی باعث تھا کہ اُس کے لیجانے میں بڑی دقت پیش آئی *

ہنوز اکبر پیدا نہ ہوا کہ اُس کی ولادت سے ایکدن پہلے سند کی جانب کوچ ہوچکا تھا اور جب کہ اکبر پیدا ہوا اور بیٹے کی خوشخبری ہمایوں کو پہونچی تو اُسنے اُس پرانے دستور کے موافق کہ ایسے موقع پر لڑکے کا باپ اپنے دوستوں و رفیقوں کو کچھہ تحفہ تحائف دیا کرتا ہی کچھہ تقسیم کرنا چاہا مگر اس لاچاری سے کہ اُس کے پاس ایک مشکنافہ کے سواے کوئی شے موجود نہ تھی تو اُس نے نافہ کو توڑا اور اِس مشک شکوں کی نظر سے مشک اپنے رفیقوں پر تقسیم کیا کہ اُس کے بیٹے کی شہرت بوے مشک کی مانند اطراف و آفاق میں پھیلے *

بہت سے راجپوتوں سمیت امر کوٹ کا راجہ اس مہم میں ہمایوں کے ہمراہ تھا اور خود ہمایوں نے بھی ادھر اُدھر سے دوڑ دھوپ کر سر معلوں کی بھیڑ بھاڑ بہم پہونچائی چنانچہ ہمایوں یہہ بھیڑ بھاڑ اپنے ہمراہ لیکر مقام جون واقع سند کی جانب روانہ ‡ ہوا یہاں تک کہ لڑ لڑاکر اس مقام کو اُس کے قابض کے قبض و تصرف سے نکالا اور آپ اُسپر قبضہ کیا اگرچہ ارغوں کی فوج کے دھاوے ہوتے رہے اور نقصان بھی اُٹھائے گئے مگر پاس پڑوس کے ہندو راجاؤں کی امداد اعانت سے اتنی فوج

‡ واضح ہو کہ یہہ جون یا جیوں اٹک کی ایک شاخ پر تاتار اور امر کوٹ کے بیچا بیچ واقع تھا (ڈاکٹر برنس صاحب نے اپنے سند کے بیان میں جو نقشہ لگایا ہی اُسکو دیکھنا چاہیئے)

تکلیف اُن کي گوارا نه کي اور اُن کے جانے کا مانع مزاحم بهي نه هوا
مگر میدان کے اصلي خوف هراس اب بهي باقي رهے اور بهت
سي بهاري منزلوں کا طے کرنا اب بهي باقي رها چنانچه جب تک
پیاس کي سختیاں نه اُٹهائیں اور اپنے رفیقوں کو پیاسا مرتا نه دیکها
تب تک همایوں کو سات سواروں سمیت امرکوت تک پهونچنا
نصیب نه هوا اور جو لوگ اُس کے پیچهے ره گئے تهے وه بهي گرتے پڑتے
امرکوت تک پهونچے *

سند پر دوباره حمله کرنے اور اکبر کے پیدا هونے کا بیان

آخر کار اُس کو امرکوت میں ایک دوست نصیب هوا یعني
رانا پرشاد امرکوت کا راجه بهت ادب سے پیش آیا اور اُس نے صرف
لحاظ و ادب کي مراعات هي نه کي بلکه سند کي فتح و تصرف کے
واسطے تهوڑي بهت امداد و اعانت بهي کي جهاں همایوں جماؤ اپنا
چاهتا تها *

ایسي افسردگي اور پژمردگي کے وقتوں میں چودهویں اکتوبر
سنه ۱۵۴۲ کو جلال الدین اکبر وه شاهزاده پیدا هوا جسکي قسمت میں
یهه بات لکهي تهي که اُس کي بدولت هندوستان کي سلطنت ایسي
رونق کو پهونچیگي که جو اُس کو کبهي نصیب نهوئي تهي تفصیل
اِس اجمال کي یهه هی که جس زمانه میں همایوں بادشاه افغانستان
میں رهتا سهتا تها تو ایک روز اُس کي سوتیلي ماں یعني مرزا هندال
کي حقیقي والده نے عورتوں کے کمره میں همایوں کي ضیافت کي حسب اتفاق
ایک عورت پر آنکهه اُس کي پڑي که وه اُسکا فریفته هوا اور عشق اُسکا
اُس کے رگ و ریشه میں پیٹهه گیا بعد اُس کے همایوں نے چهان بین
اُس کي شروع کي چنانچه اُس کو یهه بات دریافت هوئي که جام
واقع خراسان کے رهنے والے سید کي † صاحبزادي هی جو کسي زمانه میں

† پرانس صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۷۶۰ و ۸۴۰ اور همایوں کي
سرگذشتیں صفحه ۳۱

تھے غرض کہ اُسکے ہمراہی بڑی لڑائیوں بھڑائیوں سے پیاس اپنی بجھاتے تھے
یہاں تک کہ ہر پیاس پر دو چار آدمی جان سے مارے جاتے تھے اور یہہ
بات یاد رہے کہ یہہ سخت مصیبت ذاتی مصیبتوں کی پیش خیمہ تھی
علاوہ اُسکے باربرداری کی قلت اور سواریوں کی کمی سے کسی کی عورتیں بھی
اُسپر بھاری تھیں بعد اُسکے جب اُنہوں نے زراعت اور عمارت کے پچھلے نشاں
پیچھے چھوڑے اور عین میدان میں پیاس کے مارے زبانیں اُنکی باہر
اور ہونٹ اُنکے پیڑا رہے تھے اور ہار تھکن کے مارے جینے سے تنگ آئے تھے
تو ایک صبح کو یہہ تماشا دیکھا کہ بہت سے سوار اونکے پیچھے چلے آتے
ہیں یہاں تک کہ جب اُنکو یہہ دریافت ہوا کہ وہ راجہ مالدیو کے ملازم
ہیں اور مالدیو کا بیٹا اُنکے ہمراہ ہے اور مقصود اُنکا یہہ ہی کہ اُن شامت کے
ماروں کو اس تقصیر پر گوشمالی دیویں کہ وہ ہمارے ملک میں بلا
اجازت کیوں آئے تو رنگ اُنکے دق ہو گئے اور تیور اُنکے بدل گئے اور برے برے
خیال اُنکے سامنے آنے لگے *

غرض کہ وہ سوار آگے بڑھے اور ان تھکے ہاروں پر پہل پڑے چنانچہ
منجملہ اُنکے جنہوں نے سواروں کا مقابلہ کیا وہ جان سے گئے یعنے سواروں
نے اُن کو قتل کیا اور باقیوں کو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے کچھہ سواروں
نے آگے بڑھ کر کنوں پر قبضہ کیا یہاں تک کہ جو اُمید اُن کی تسلی
تشفی کی باقی رہی تھی وہ بھی باطل ہو گئی *

جب کہ ان بھگوڑے مصیبت ماروں کی سختیاں بدبختیاں غایت
کو پہونچیں اور راجپوتوں نے جو اُن کے ہلاک و تباہی کے خواہاں
و جویاں تھے یہہ دیکھا کہ موت اُن کی قریب آ گئی اور اب کوئی آس
اُن کو باقی نہیں رہی تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا لیکر آگے بڑھا اور اُن
کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تم لوگ میرے باپ کی قلمرو میں بلا اجازت
کیوں آئے اور ایک تو ہندو راجہ کے ملک میں گاوکشی کیسے کی بعد اُسکے
اُس نے ترس کھایا اور فی الفور اُن کے لیئے پانی منگوایا اور زیادہ

مشقتوں اور نفساني محنتوں کا عادي هو گیا تها تو آڑے وقتوں اور برے
دنوں میں یک لخت اپني همت نه هارتا تها اور اپنے بڑے خانداني هونے
اور بادشاه هونیکي بات کو یک قلم هاتهه سے نه دیتا غرض که اوچه کي راه
سے همایون سنده میں داخل هوا اور حسین ارغوني سے ڈیڑه برس تک
بیفایده لڑتا جهگڑتا اور خط و کتابت کرتا رها *

جودهپور کے جانے اور راه کي مصائب اُتهانے کا بیان

یهه عرصه ڈیڑه برس کا بکر اور سهوان کے محاصرے میں صرف هوا
یہاں تک که تمام خزانه اُسکا صرف هو گیا اور جو امداد اُس کو ملک
سنده سے پهونچتي تهي وه بهي موقوف هوگئي اور جن سپاهیوں کو اُس
نے فراهم کیا تها وه بهي چهوڑ کر چلے گئے اور علاوه اُسکے یهه مصیبت پیش
آئي که حسین ارغوني بڑها چلا آتا تها چنانچه جب همایون نے کوئي
چارا ندیکها تو اوچه کي جانب پچهلے پیروں بهاگا اور اخیر چاره یهه
سوچا که مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مهربان اپنا تصور کیا
مگر جب که همایون ایسے بیابان کو طی کرکے جہاں اکثر لوگ اُسکے بهوک
پیاس کے مارے مر گئے تهے جودهپور کے قرب و جوار میں پهونچا تو اُس
کو یهه دریافت هوا که جودهپور کا راجه امداد و اعانت کي نسبت اسبات
پرزیاده مایل هی که همایوں کو پکڑ کر دشمنوں کے حواله کرے چنانچه
کام نا کام اُس کو اُس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کي نظر سے
جانا پڑا جہاں پاني اور سایه کا نام و نشان نه تها اور ابهي اُسکو لپیٹ
سپیٹ کر آیا تها اور اب مقصود اُسکایهه تها که امرکوت کو چلا جاوے جو
اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع هی اور اس سفر میں ایسے
ایسی ویرانوں پر گذرا که کبهي اُسکو اتفاق اُنکا نه پڑا تها اور ایسي
ایسي کڑي مصیبتیں اُتهائیں که اب تک هرگز نه اُتهائي تهیں علاوه اُسکے
جب وه آبادیوں میں تها اور اب تک ویرانوں پر نه گذرا تها تو وهاں کے
گنواروں نے پاني کا دینا گوارا نه کیا اسلیئے که وه پاني کو بڑا قیمتي سمجهتے

خاندان والوں نے دلی آگرہ کے خزانوں سے هلکی هلکی چیزیں بھاری بھاری مول کی نکالیں اور کامران کے پاس لاھور میں چلے گئی چنانچہ پانچویں جولائی سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۹۴۷ ھجری کو لاھور میں داخل ھوئی *

جب کہ همایوں لاھور میں داخل هوا تو آؤ بھگت اُسکی بخوبی ھوئی اور مبارک مہمان سمجھا گیا بلکہ کامراں کو یہہ اندیشہ هوا کہ خدا نخواستہ ایسا نہو کہ خود همایوں موروثی مملکت یعنی کابل کو دبا بیٹھے یا اسکی بدولت خود شیر شاہ سے بگڑے اور بیٹھی بٹھائی مفت کا جھگڑا کھڑا ھووے غرض کہ کامراں نے شیر شاہ سے آشتی کی اور پنجاب کو اُسکے حوالہ کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جہاں تہاں چھوڑا اور اُسکی بناہ و سلامت کو اُسی پر منحصر رکھا *

جب کہ همایوں کے بھائی بند اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سندھ پر دوڑایا جو کامراں کی سلطنت کی جنوبی جانب میں واقع ہے اور حسین ارغونی اُسپر قابض و متصرف تھا جس کے خاندان کو بابر نے قندھار سے خارج کیا تھا اور اسلیئے کہ وہ صوبہ بھی دلی کی سلطنت سے کسی زمانہ میں تعلق رکھتا تھا همایوں نے یہہ سوچا تھا کہ شاید کوئی راہ ایسی نکلے کہ وہ صوبہ میری اطاعت قبول کرے مگر همایوں کی ذات میں کوئی بات ایسی نہ تھی کہ اُسکی بدولت وہ بات اُسکو نصیب ھوتی اسلیئے کہ اگرچہ همایوں تھوڑی بہت سمجھہ بوجھہ رکھتا تھا مگر سوچ بچار اُسکی پوری پوری نہی اور برے برے سوتوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچہ پاک صاف تھا مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتھا اور اصل و مزاج کی حیثیت سے اولوالعزمی اور بلند نظری کی نسبت عیش و عشرت اورارام و راحت پر زیادہ مایل تھا مگر اس جہت سے کہ بابر کی زیر نظر تعلیم و تربیت پائی تھی اور جگہہ جگہہ پر اُسکے ھمراہ رہا تھا اور جسمانی

مشقتوں اور نفسانی محنتوں کا عادی ہو گیا تھا تو آڑے وقتوں اور برے دنوں میں یک لخت اپنی ہمت نہ ہارتا تھا اور اپنے بڑے خاندانی ہونے اور بادشاہ ہونیکی بات کو یک قلم ہاتھہ سے نہ دیتا غرض کہ اوچہ کی راہ سے ہمایوں سندہ میں داخل ہوا اور حسین ارغونی سے ڈیڑہ برس تک بیفایدہ لڑتا جھگڑتا اور خط و کتابت کرتا رہا *

جودہ پور کے جانے اور راہ کی مصائب اُٹھانے کا بیان

یہہ عرصہ ڈیڑہ برس کا بکر اور سہوان کے محاصرے میں صرف ہوا یہاں تک کہ تمام خزانہ اُسکا صرف ہو گیا اور جو امداد اُس کو ملک سندہ سے پہونچتی تھی وہ بھی موقوف ہوگئی اور جن سپاہیوں کو اُس نے فراہم کیا تھا وہ بھی چھوڑ کر چلے گئے اور علاوہ اُسکے یہہ مصیبت پیش آئی کہ حسین ارغونی بڑھا چلا آتا تھا چنانچہ جب ہمایوں نے کوئی چارا ندیکھا تو اوچہ کی جانب پچھلے پیروں بھاگا اور اخیر چارہ یہہ سوچا کہ مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مہربان اپنا تصور کیا مگر جب کہ ہمایوں ایسے بیابان کو طی کرکے جہاں اکثر لوگ اُسکے بھوک پیاس کے مارے مر گئے تھے جودھپور کے قرب و جوار میں پہونچا تو اُس کو یہہ دریافت ہوا کہ جودھپور کا راجہ امداد و اعانت کی نسبت اسبات پر زیادہ مایل ہی کہ ہمایوں کو پکڑ کر دشمنوں کے حوالہ کرے چنانچہ کام نا کام اُس کو اُس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کی نظر سے جانا پڑا جہاں پانی اور سایہ کا نام و نشان نہ تھا اور ابھی اُسکو لپیٹ سپیٹ کر آیا تھا اور اب مقصود اُسکا یہہ تھا کہ امر کوٹ کو چلا جاوے جو اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع ہی اور اس سفر میں ایسے ایسی ویرانوں پر گذرا کہ کبھی اُسکو اتفاق اُنکا نہ پڑا تھا اور ایسی ایسی کڑی مصیبتیں اُٹھائیں کہ اب تک ہرگز نہ اُٹھائی تھیں علاوہ اُسکے جب وہ آبادیوں میں تھا اور اب تک ویرانوں پر نہ گذرا تھا تو وہاں کے گنواروں نے پانی کا دینا گوارا نہ کیا اسلیئے کہ وہ پانی کو بڑا قیمتی سمجھتے

خاندان والوں نے دلي آگرہ کے خزانوں سے هلکي هلکي چیزیں بهاري بهاري مول کي نکالیں اور کامران کے پاس لاهور میں چلے گئی چنانچه پانچویں جولائي سنه ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع الاول سنه ۹۴۷ هجري کو لاهور میں داخل هوئی *

جب که همایوں لاهور میں داخل هوا تو آؤ بهگت اُسکي بخوبي هوئي اور مبارک مهمان سمجها گیا ملکه کامران کو یهه اندیشه هوا که خدا نخواسته ایسا نهو که خود همایوں موروثي مملکت یعني کابل کو دبا بیتهے یا اسکي بدولت خود شیر شاه سے بگرے اور بنتی بنائي بهت کا جهگرا کهرا هووے عوض که کامران نے شیر شاه سے اشتي کي اور پنجاب کو اُسکے حواله کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جهاں تهاں چهورا اور اُسکي ساه و سلامت کو اُسي پر منحصر رکها *

جب که همایوں کے بهائي بند اُسکو چهوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سند پر دور ایا جو کامران کي سلطنت کي جنوبي جانب میں واقع هے اور حسین ارغوني اُسپر قابض و متصرف تها جس کے خاندان کو بابر نے قندهار سے خارج کیا تها اور اسلیئے که وه صوبه بهي دلي کي سلطنت سے کسي زمانه میں تعلق رکهتا تها همایوں نے یهه سوچا تها که شاید کوئي راه ایسي نکلے که وه صوبه میري اطاعت قبول کرے مگر همایوں کي ذات میں کوئي بات ایسي نه تهي که اُسکي بدولت وه بات اُسکو نصیب هوتي اسلیئے که اگرچه همایوں تهوري بهت سمجهه بوجهه رکهتا تها مگر سوچ بچار اُسکي پوري پوري نهي اور برے برے سوتوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچه پاک صاف تها مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتها اور اصل و مزاج کي حثیت سے اولوالعزمي اور بلند نظري کي نسبت عیش و عشرت اور ارام و راحت پر زیاده مایل تها مگر اس جهت سے که بابر کي زیر نظر تعلیم و تربیت پائي تهي اور جگهه جگهه پر اُسکے همراه رها تها اور جسماني

شاهزادہ اور اگلے وقتوں میں باغي طاغي بهي ہوگیا تها همایوں کي فوج سے رفیقوں سمیت نکل کر چلا یا اور علاوہ اُس کے بہت سے لوگ چلے جانے پر آمادہ ہوئی یہاں تک کہ جب همایوں نے لوگوں کے ارادوں پر اطلاع پائي تو اُس نے قصہ مٹانا چاہا چنانچہ کشتیوں کا پل بناکر گنگا پار آترا غرض کہ سولہویں مئي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق دسویں محرم سنہ ۹۴۷ هجري میں ایک بڑي لڑائي ہوي جسمیں همایوں کي فوج نے شکست کہائي اور بہت سي گنگا میں ڈوب ڈوب کر مرگئي اور خود همایوں کي یہہ صورت ہوئي کہ گہوڑا اُس کا زخمي ہوا اور بچاؤ کي صورت نرهي مگر نصیبوں سے ایک هاتهي هاتهہ آگیا کہ وہ اُس پر سوار ہوگیا اگر یہہ هاتهي هاتهہ اُسکو نہ آتا تو وہ بهي جان سے مارا جاتا یا دشمنوں کے هاتهوں گرفتار ہوتا مگر باوصف اِسکی کہ هاتهي بهي هاتہ آیا اور آسنی مہاوت کو سخت تاکید فرمائي کہ وہ هاتهي کو پاني میں ڈالی مہاوت نے اُسکا کہنا نہ مانا یہاں تک کہ همایوں نے خود مہاوت کو هاتهي سے گرایا اور اُسکي جگہہ ایک خواجہ سرا کو بٹہلایا غرض کہ آس خواجہ نے هاتهي کو دریا میں ڈالا اور هانکنا شروع کیا مگر گنگا کا دوسرا کنارہ اسقدر بلند تها کہ هاتهي کا چڑهنا آسپر ممکن نہ تها حاصل یہہ کہ اب بهي همایوں کي زندگي بڑي جوکہوں میں تهي مگر زیست کي یہہ صورت نکلي کہ اُس کنارے پر فوج کے دو سپاهي کہڑے تهے جو پہلی پہل کنارہ پر پہونچے تهے غرض کہ اُن دونوں سپاهیوں نے اپني اپني پگڑیاں اوتاریں اور بٹ بٹاکر ایک رسي بنائي اور ایک سرا اُسکا هاتهي پر پہینکا چنانچہ همایوں اُسکے ذریعہ سے لٹک لٹکاکر اوپر چلا آیا بعد اُسکے تہوڑي مدت گذرنے پر مرزا هندال اور مرزا عسکري بهي آپہونچے اور رهي سهي فوج بهي آملي حاصل یہہ کہ سب مل جل کر آگرہ کو روانہ ہوئی اور گنواروں کي لوٹ کہسوٹ سے بدشواري محفوظ رهي *

بعد اسکے شیر شاہ سے مقابلہ کي امید باقي نرهي بلکہ لڑنے بهڑنے سے قطع نظر اسقدر فرصت بهي بڑي دشواري سے هاتهہ آئي کہ بادشاهي

بھاگ کر آئي اور مرزا ھندال کے شریک و موافق ھوئي تو آسیے علانیہ بغاوت قایم کي اور کھلم کھلا فساد برپا کیا علاوہ اِسکے خود ھمایوں کے بانیوں نے میرزا کامران کي خدمت میں کمک و پیام اِس غرض سے روانہ کیئے تھے کہ وہ اپنے بھائي ھمایوں کے کار و بار کو سنبھالی اورتوٹ پھوٹ کي درستي کرے چنانچہ مرزا کامران کابل سے چل چکا تھا اگرچہ ظاھري پیرایہ یہي تھا کہ وہ بھائي کي خاطر جانا ھی مگر نیت میں یہہ فساد تھا کہ اگر موقع ھاتھہ آئي تو اپ آسکي سلطنت کو دل کر سدھے مگر ھمایوں کے پہونچنی سے یہہ تمام ارادے فسخ ھوگئی اور فساد بھي دبے دبائے رھی بعد آسکے مرزا کامران آن دونوں کے بیچ میں پڑا چنانچہ ھمایوں نے مرزا ھندال کا قصور معاف کیا اور تینوں بھائي باھم شریک و موافق ھوکر عام دشمن یعني شیرشاہ کي روک تھام میں دوڑ دھوپ کرنے لگے *

جب کہ ھمایوں متصلوں کے پورے کرنے اور ٹوٹ پھوٹ کے سدھارنے میں مصروف ھوا تو شیر شاہ آن ملکوں پر قناعت کیئی بیٹھا رھا جو ھندوستان خاص میں ھاتھہ آئی تھی مگر بنگالہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور باقي ملکوں کو درستي پر لانا شروع کیا *

ھمایوں کي دوبارہ فوج کشي اور شکست و فرار کا بیان

لڑائي کے ساز و سامانوں میں دونوں حریفوں کے ابھہ دو مہینے صرف ھوئے یہاں تک کہ اپریل سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ذیقعد سنہ ۹۴۶ ھجري میں ھمایوں آگرہ سے دوبارہ روانہ ھوا اور کامران آسکا بھائي تیس ھزار آدمیوں کي کمک دیکر لاھور کو چلا گیا اور شیر شاہ آسوقت گنگا کے کنارے کنارے قنوج کے برابر پہونچا تھا غرض کہ دونوں حریف گنگا کے وار پار پڑے رھے اور فریقین میں سےکسي کو یہہ منظور نہوا کہ گنگا پار اوتر کر حریف کي فوج پر دھاوا کرے اسلیئے کہ دونوں حریفوں کو یہہ کھٹکا تھا کہ اگر خدانخواستہ شکست کي صورت پیش آئي تو جان کا بچانا اور صحیح سلامت نکل جانا نہایت دشوار ھوگا یہاں تک کہ سلطان مرزا جو خاندان تیمور کا

کے بچنی کي یہہ صورت هوئي کہ ایک بہشتي نے اُسکو مشک پر بیٹھایا جسکے ذریعہ سے وہ بہشتي. پاني میں پیرتا پھرتا تھا اگر خدا نخواستہ وہ بہشتي وهاں نہوتا تو همایوں بهي بہشت نصیب هوجاتے غرض کہ همایوں بهاگتا رها اور تهوڑي سي بهیڑ بهاڑ سمیت کالپي تک گرتا پڑتا پہونچا اور وهاں سے آگرہ کو گیا اور باقي فوج کا یہہ حال هوا کہ کچھہ تو غنیم کے هاتهوں سے ماري گئي اور کچھہ پاني میں ڈوب کر مر گئي اور همایوں کي بیگم جسکي حفظ و حراست کے لیئے پچھلي دوڑ دهوپ اُسني کي تهي اور نصیبوں کي خوبي سے پہلی هي سے دشمنوں کي نرغہ میں گهر گئي تهي دشمنوں کے هاتهوں میں پڑي مگر شیر شاہ نے بڑي آدمیت برتي کہ نہایت ادب سے پیش، آیا اور تمام کاموں سے فرصت پاکر پہلے پہل یهي کام آسنے کیا کہ محفوظ مکان میں بیگم صاحب کو بهیجوادیا چھبیسویں جون سنہ ۱۵۳۹ ع مطابق چهتي صفر سنہ ۹۳۶ هجري میں یہہ بڑي مصیبت واقع هوئي † *

اگرچہ همایوں افسردہ پژمردہ اور بیتاب و خاطر شکستہ تها مگر آگرہ میں پہونچنا اُسکا اِسلیئے نہایت ضروري و لابدي تها کہ جب همایوں بنگالہ کے قصی قضایوں میں مصروف تها تو میرزا هندال آگرہ میں رفیق و معاون پیدا کرنے لگا تها اور جوں هي کہ همایوں کي فوج بنگالہ سے

---

† بہت سے مورخوں نے یہہ لکها هی کہ شیر شاہ کي دغابازي همایوں کي شکست کا باعث هوئي اور کہتی هیں کہ جب شیر شاہ نےهمایوں پر حملہ کیا تها تو باهم چندے توقف کا قول قرار هوگیا تها بلکہ پوري آشتي هي هوچکي تهي اگرچہ بیان اُنکا قیاس کے قرین هی مگر میجر پرایس صاحب نے ابوالفضل کے اکبرنامہ سے جو کچھہ نقل کیا اُس سے صاف دریافت هوتا هی کہ شیر شاہ کے اصلي حالوں کے بیان کرنے میں بہت انصاف برتا اگرچہ کہیں کہیں اُسکي نسبت الفاظ نا مناسب بهي لکهي هیں چنانچہ اُسنی لکها هی کہ همایوں کو خط و کتابت سے بہلاتا پهسلاتا رها اور ایک مدت تک دم دلاسوں میں مصروف رکها مگر عداوت سے کبهي هاتهہ نہیں اوٹهایا اور جس داؤ گهات سے اُسکو کامیابي نصیب هوئي وہ سپاهیانہ جوڑ توڑ تهی دغا بازي بےایماني کي بات نہ تهي *

اُس دن پینتیس میل طے کرکے آیا تھا اور فوج اُسکی ماندي هوگئي تهي چنانچه لوگوں نے همایوں کو یهه بات سوجهائي که حریف کي فوج پر اِس سے پہلے دھاوا کرنا نہایت مناسب هی که وہ ارام پاکر تر و تازہ هوجاوے مگر بک لخت اِس تدبیر کي عمل درآمد مشکل معلوم هوئي یہاں تک که جب دوسرا دن هوا تو شیر خاں کي فوج کے چاروں طرف ایسي کهائیاں کهودي پائیں که اُسکے لگ بهگ گذرنا یا اُسپر کامیابي کي توقع سے دهاوا کرنا دونوں ممکن نه تهے بعد اُسکے همایوں نے کهائیاں کهود وائیں اور کہیں کہیں سے کشتیاں اکهٹي کراکے اِس غرض سے گنگا کا پل باندھنا چاہا که اُسکے دوسرے کنارے چلا جاوے اسلیئے که شیر خاں کے حق میں تاخیر و توقف کا واقع هونا نہایت مفید اور نافع تها سو اُس نے همایوں کو پل کے بنانے سنوارنے میں یہاں تک مصروف رکها که دو مہینے پورے گذر گئے *

بعد اُسکے شیر شاہ یہه چال چلا که جب وہ پل پورے هونے کے قریب آیا تو اُسنے اپنے خیموں کو نه توڑا اور ایک کاني فوج اُنپر اس غرض سے چهوڑي که اُسکا جانا معلوم نہووے اور یہه چال اُسکي کسي پر نکهلے چنانچه فوج همایوں کي پشت پر چهپي چهپي راتوں رات چنی چنی سپاهیوں سمیت آیا اور صبح هوتے هي فوج همراهي کے تین حصه کرکے همایوں کي فوج پر بیطرح ٹوٹ پڑا اور همراهیاں همایوں کو ڈرے اچنبے میں ڈالا غرض که همایوں کو اسقدر فرصت هاتهه آئي که وہ جوں توں گهوڑے پر سوار هوا اور یہه ارادہ کیا که وہ ایکمرتبه جان توڑ کر لڑے اور اپنے نصیبوں کو آزماوے مگر رفیق اُسکے مانع ائے چنانچه ایک سردار نے اُسکے گهوڑے کي باگ ڈور پکڑکے اور دریا کي طرف کشاں کشاں اُسکو لیگیا اور اسلیئے که وہ پل اب تک پورا نہوا تها اور دم بهر کے توقف میں جان جوکهوں نظر آتي تهي تو کام نام کام اُسنے گهوڑے کو دریا میں ڈالا همایوں دوسرے کنارے تک نه پہونچا تها که وہ گهوڑا ڈوب کر مرگیا مگر همایوں

جونپور کے محاصرہ میں پانو اپنے جمائي اور گنگا سے اگی مقام قنوج تک جگہہ جگہہ فوج کے حصے چھوڑے اور جب کہ لڑائي کا موسم شروع ہوا تو همایوں نے آگرہ کي آمد و رفت کي راہوں کو دو بارہ مسدود پاکر کوئي علاج اِس کے سواے نسوچا کہ نئے مفتوحہ ممالک بنگالہ کو ٹوٹتي پھوٹتي فوج کي سپرد کرے اور بعد اُسکے جوں توں رستہ کو چیر چار کر تھوڑے بہت لوگوں سمیت آگرہ کو چلا جاوے مگر همایوں نے اِس تدبیر ضروري کے عمل درآمد میں تھوڑي دنوں توقف برتا چنانچہ جب وہ وهاں سے لوٹتا تو سوکھا موسم آدھا گذر گیا تھا اور اپني روانگي سے پہلے فوج کے بڑے حصہ کو خانخاناں لودھے کے تحت حکومت کرکے روانہ کیا تھا جو بابر کے سرداروں میں شامل و داخل تھا غرض کہ جب فوج اُس کي منگیر میں پھونچي تو شیر خاں کي اُس تھوڑي فوج نے اُسپر چھاپا مارا جسکو اُس نے چھاپہ مارنے کي غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ همایوں کي فوج پریشان ہوگئي اور بڑي شکست اُس نے کھائي اور اب شیر خاں کي یہہ نوبت پھونچي کہ جیسے وہ سوچ سمجھہ کر کام کرتا تھا ویسے هي دلیرانہ بیباکانہ کرنے لگا اور اِس غرض سے کہ اُسکي کامیابي کے نتیجوں پر پوري اطمینان اور کامل اعتماد حاصل هووے بادشاهي کا خطاب اختیار کر چکا *

اگرچہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ اِس از ےوقت سے پہلے پہلے همایوں کو یہہ فکر تو بہتسي نہ تھي کہ ایسي خطرناک صورت سے آپ کو ازادي بخشے مگر یہہ بھي ضرور هی کہ اُن شورو فسادوں کي وحشت اثر خبروں سے جو آگرہ میں دم بدم برپا ہوتي جاتي تھیں کچھہ نہ کچھہ بیتاب و مضطر تو ہوا ہوگا بعد اُس کے جب همایوں بکسر میں پھونچا جو پٹنہ بنارس کے درمیانمیں واقع هی تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ شیر خاں نے جونپور کا محاصرہ اُٹھایا اور کڑي کڑي منزلیں لپیٹ سپیٹ کر منع و مزاحمت کے لیئے خود بکسر میں آپھونچا اور جسدن کہ شیر خاں بکسر میں پھونچا تھا

کوسکا اور پچھلی لڑائی میں محمود شاہ کو بری شکست دیسکا مگر باوصف اِس کے تھوڑی سی درستی اسلیے آسکو درکار تھی کہ گور کی عصمت کو رہتاس گڈھ میں لیجاوے اور اپنی تدبیروں کے موافق کھلے ہوئے ملکوں کا انتظام کرے چنانچہ اُسنے جلال خاں اپنے بیٹے کو یہہ ہدایت کی تھی کہ ہمایوں کو گھاٹی سے گذرنے دے اور کوئی کڑا مقابلہ بھی نکرے اور وقت پاکر باپ کے پاس پہاڑوں میں چلا آوے پس ہمایوں نے بغیر پیش آنے دشمن کے کسی اور مقابلہ کے بلا دشواری گور پر قبضہ کیا † مگر اُن دنوں برسات کی ایسی دھوم دھام تھی کہ وہ ملک جو گنگا کی دھاروں سے قایم ہوتا ہی پانی کا تختہ ہوگیا تھا اور جو ملک اِس طوفان سے خارج تھے حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کے ندی نالے ایسے زور شور پر جاتے تھے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار و مشکل تھا غرض کہ برسات کے باعث سے لڑائی کے کام کاج کو بنگالہ میں جاری رکھنا اور ہندوستان کے بالائی حصہ سے پیک و پیغام کا آنا جانا ممکن و متصور نتھا لہٰذا یہہ معذوری کئی مہینے تک قایم رہی اور سپاہ کی طبیعتیں بھی گرمی کی شدت اور آب و ہوا کی رطوبت سے پژمردہ افسردہ ہوگئیں اور جب کہ وہ برا موسم آیا جو برسات کے بعد آیا جاتا ہی تو بہت سے لوگ مرگئے اور فوج اُسکی بہت تھوڑی رہگئی اور جوں ہی کہ اُسے جانیکی راہیں کھلیں تو بہت سے آدمی داؤ بچاکر بھاگنے لگے اور مرزا ہندال جسکو ہمایوں نے بہار کے شمالی حصہ پر چھوڑا تھا برسات کے تھمنے سے پہلے پہلے چلدیا *

شیرخاں کی ترقی اور ہمایوں کے تنزل کا بیان

اسی زمانہ میں شیر خاں اپنے گوشہ سے میدان میں باہر آیا اور بہار و بنارس پر قبض و تصرف کرکے چنار گڈھ کو دوبارہ حاصل کیا اور

---

† غالب یہہ ہی کہ جون یا جولائی سنہ ۱۵۳۹ کو ہمایوں نے گور پر قبضہ کیا ابوالفضل کا بیان ہی کہ سنہ ۹۴۵ ہجری میں بنگالہ فتح ہوا اور یہہ برس مئی سنہ ۱۵۳۹ ع کی تیسویں تاریخ کو شروع ہوا مگر یہہ معلوم ہوتا ہی کہ ہمایوں بہار سے روانہ ہوا تھا کہ برسات آپہونچی اور بہار کے صوبہ میں ماہ جون تک برسات نہیں آتی *

بهادر شاہ گجراتي کے توپخانہ کو بڑے پایہ پر پہونچایا تھا اور بعد اُسکے همایوں کا ملازم هوا تھا اور اُس زمانہ میں توپخانے کے کام ایسي قدر و منزلت کے سمجھی جاتی تھی کہ جب وہ تین سو گولہانداز اسیر هوکر آئے جو چنارگڈہ میں محصور تھے تو یک قلم دائیں هاتھہ اُنکے اس غرض سے قلم کرائی گئی کہ آیندہ کام کے قابل نرهیں یا اُن نقصانوں کي پاداش کو پہونچیں جو اُنکے هاتھوں سے ادھر والوں کو پہونچے *

جب کہ چنارگڈہ فتح هوچکا تو گنگا کے کنارے کنارے همایوں بڑھا چلا گیا اور هنوز پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ اُسکو راہ میں ملا جو شیرخاں کے دباؤ سے جگھہ جگھہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور اب بھي ایک ایسے زخم کي تکلیف و زحمت میں سخت مبتلا تھا جسکو اُسنے پچھلي شکست میں اوتھایا تھا *

جب کہ محمود شاہ سیکوا گلي کي کھاتي کے لگ بھگ پہونچا تو اُسنے اپني فوج کے قوي حصہ کو گھاتي لینے کي غرض سے بھیجا چنانچہ جب وہ لوگ اُس کے پاس پروس میں پہونچے تو اُنکو یہہ دریافت هوا کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اُس پر قابض و متصرف هی غرض کہ جلال خاں نے ایک سخت حملہ کے ذریعہ سے بہت سا نقصان اُنکو پہونچایا اور مار کر بھگادیا بعد اُس کے همایوں نے جلال خاں کي مزاحمت کو اُتھانا چاها چنانچہ وہ بہت سي فوج اپني لیکر آگے کو بڑھا مگر جب گھاتي پر پہونچا تو اُس نے یہہ دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ وہ سنگ راہ از خود درمیان سے اُتھہ گیا اور اب بنگالہ کي راہ میں کوئي روک توک باقي نہیں رهي *

شیر خاں کي تدبیروں میں یہہ امر داخل نہ تھا کہ اب کے برس همایوں کي بڑي فوج سے مقابلہ کرے بلکہ پہلے هي سے یہہ عزم اُس کا مصمم تھا کہ جنوب و مغرب کے پہاڑي خطہ میں چلا جاوے غرض کہ شیر خاں اپنے گھر بار کو مال و دولت سمیت رهتاس گڈہ میں لیگیا تھا اگرچہ شیر خاں چنار گڈہ کے طول محاصرہ کے باعث سے گور کو فتح

ور گهاتي کے پاس پاس کو گذرتے هیں اور بهاگل پور تک گنگا سے
تهلک جاتے هیں اور وهاںسے جنوب کو ایسے سیدهے مایل هوگئے که
آسے دور دور رهگئي اور یهي باعث هی که بهار و بنگال کے مغربي
وني حصے اُسکے آڑ میں واقع هوئے اور گنگا کے جنوبي کنارے کي راه اُسکے
ت سے دو جگهه ایک چنار گذه کے قریب دوسرے بهاگل پور کے مشرق
یں سکرا گلي پر مسدود هوگئي اگرچه یهه پهاڑ اونچے تو نهیں مگر
رختوں سے بهر پور هیں *

اسلیئے که همایوں نے گنگا کے کنارے کنارے کوچ کیا اور توپوں اور ذخیروں
کو دریا کي راه سے لیگیا تو ناچار اُسکو چنار گذه کا محاصره کرنا † پڑا چنانچه
اُس نے چنار گذه کا محاصره کیا اور اُسکے روبي کي اُن الگوں کو سرنگ
لگاکر اورانا چاها جو رمدی کیجانب واقع تهیں اور کشتیوں کے توپ خانے
خاص قلعه کے رخ پر لگئے جو دریا کیجانب واقع تها مگر باوجود ان
سامانوں کے ناکام رہا اور فتح کي یهه صورت هوئي که جب محصور لوگ
کئي مهینے تک لڑتے لڑتے هار گئے اور امداد و اعانت کی اُمید نرهي تو
کام ناکام اُنهوں نے اطاعت قبول کي *

محاصره مذکوره بالا کا اهتمام رومي خاں قسطنطنیه والی کي تدبیر
و تحریر کے موافق عمل میں آیا تها اور یهه رومي خاں وه تها جسنی

---

† همایوں کي سرگذشتوں میں مندرج هی که پندرهویں شعبان سنه ۹۴۵
هجري مطابق جنوري سنه ۱۵۳۹ع شبرات کے دن فوج اُسکي چنارگذه پر پهونچي
مگر اس حساب کي رو سے بنگاله کي فتح اور باقي تمام کاموں کے واسطے جو همایوں
کي شکست فاحش واقع صفر سنه ۹۴۶ هجري مطابق جون سنه ۱۵۳۹ع تک واقع
هوئي صرف چهه مهینے باقي رهے هیں اسلیئے هماري راے یهه هی که اگرچه سرگذشت
مذکوره کے لکهنے والے نے جو تاریخ کي کبهي پورا نهیں کرتا تهوار کا دن یاد رکها اور
صحیح صحیح لکها مگر سنه میں بهول چوک اُسکو بلاشبهه هوئي اور یهه محاصره
پندرهویں شعبان سنه ۹۴۴ هجري مطابق آٹهویں جنوري سنه ۱۵۳۸ع کو واقع
هوا اور تمام مورخ متفق هیں که یهه محاصرا کئي مهینے اور بقول بعضوں کے چهه
مهینے قایم رها

نے بھڑنے کي ساري وجہہ یہہ تھي کہ جلال خاں لوحاني نے بنگالہ کے
حکمراں سے بایں غرض اعانت چاھي تھي کہ وہ شیر خاں کے قابو سے کسي
طرح باھر نکل جاوے چنانچہہ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ھوا کہ اُسکي بدولت
مراد اُسکي پوري ھونے کو تھي کہ شیر خاں نے نقصان اپنے بہت جلد پورے
کیئے اور بنگالہ کے حاکم اور جلال خاں نے جو حملہ شیر خاں پر کیا وہ
صاف خالي گیا اور شیر خاں نے گوڑ دارالسلطنت بنگال کا محاصرہ کیا *

جب کہ ھمایون وھاں سے لوٹ کر آیا تو شیر خاں گوڑ کے محاصرے
میں سرگرم تھا چنانچہ ھمایوں نے شیر خاں کو سراسیمہ پاکر وقت کو
غنیمت سمجھا اور یہہ بات سوچي کہ ایسے آڑے وقت میں دھاوا کرنا قرین
مصلحت ھی اور اُسکي قوت کو جمنے بڑھنے دینا بغایت ناصواب ھی *

ھمایون کي لشکر کشي شیر خاں پر

غرض کہ نظر بامور مذکورہ بالا ھمایون ایک بڑي فوج اپنے ھمراہ لیکر
آگرہ سے روانہ ھوا اور بڑے امن چین سے چنار گڈہ تک پہونچا مگر شیر
خاں بھي اپنے ان خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ گرفتار ھونیوالا تھا
چنانچہ اُس نے انکي روک تھام کے لیئے ایسي معقول تدبیریں سوچیں
اور وہ عمدہ رائیں نکالیں کہ اسوقت تک ھندوستان کي تاریخ میں نظیر
انکي کہیں پائي نہیں جاتي *

شیر خاں کا بڑا مطلب یہہ تھا کہ بنگال کي فتح کے واسطے اس سے
پہلے پہلے وقت اُسکو ھاتھہ آوے کہ نیا غنیم اُسکو کچھہ مضرت پہونچاسکے
غرض کہ اُسنے مضبوط فوج اپني چنار گڈہ میں چھوڑي اور ھمایوں کي
روک توک اور مقابلہ مقاتلہ کے لیئے طرح طرح کے سامان اُسنے مہیا
کیئے *

یہہ چنار گڈہ ایک پہاڑ کي ٹیکري پر گنگا کے کنارے واقع ھی اور بندھیاچل
پہاڑوں کا وہ پہاڑ ایک ٹکڑا ھی جو مرزا پور کے قریب اور گنگا تک پہیلے
ھوئے اور مرزا پور کے آس پاس سے مغرب کیجانب مائل ھوکر رھتاس گڈہ

مانچه اسکے بیتے حلال خاں نے بهی مادر کی اطاعت تسلیم کي تهي جو
س اپني ماں کي پال پوس اور بنگاله والي فوج میں موجود تها اور مادر
هت سے اختیارات اُسکو دیئے تهے مگر باوصف اسکے اپني والده لادو ملکه کے
س و قابو میں تها اور شیر خاں کا رعب داب اسکي ماں پر اسقدر تها
ك که جب وه عورت مرگئي تو حلال خاں اُس والا تبار سردار یعني شیر
اں کا دست نگر رها یهانتک که اب شیر خاں کل بهار کا مالک هوگیا
ر چنار گده پر ایسی طرح قبضه حاصل کیا جیسے که بعد اسکے رهتاسگده
ر حاصل † کیا تها *

همایوں کے آغاز سلطنت میں یهه قوت روز افزوں شیر خاں کو
نصیب هوئي تهي اور جب که همایوں اپنے بهائي کامراں سے کام کاج کا
تصفیه کرچکا اور اپنے صوبوں کے کار بار پر التفات کي فرصت حاصل کي
تو سنه ۱۵۳۲ ع میں چنار گده کا اراده کیا اور فتح کي امید پر روانه
هوا مگر همایوں اسباب پر راضي هوا تها که شیر خاں نے اسکي بادشاهت
کو تسلیم کیا اور اپنے بیتے کو ایک رساله سمیت اسکي خدمت میں بهیجا
مگر جب که همایوں بهادر شاه سے لڑنے کو گیا تها تو شیر خاں کا بیتا
همایوں کي خدمت سے علحده هوگیا تها بعد اُسکے همایوں اُسوقت سے
گجرات کے جهگڑے بکهیڑوں میں همگي همت مصروف کر رهاتها اور ادهر شیر
خاں نے قابو پاکر یهه کام کیا که تمام بهار پر قابض هو بیتها اور بنگاله پر
دور دهاوے کرکے بهت سا حصه اُسکا دبا چکا بنگاله میں شیر خاں کے

† رهتاس گڑه ایک هندو راجه کو فریب دیکر شیر خاں نے چهینا تها چنانچه
بیان اُسکا یهه هی که شیر خاں نے اُس راجه کو کهه سنکر راضي کیا که اُسکے گهر کے
لوگوں کو پناه دے چنانچه بعد اُسکے پردهدار ڈولیوں میں مسلح سپاهي بیتهاکر لیگیا
جن میں عورتیں سمجهي گئیں اور یهه کهلا هوا فریب جس سے حضرت سارث صاف
ظاهر هوتي هی ایسا معقول سمجها گیا که حال کے زمانه میں فرانسیسوں کے سردار
بسي صاحب نے ایک حاکم کي دمداري کے چهپانے کو اُسپر عمل کیا جسنے دولت‌آباد کے
مضبوط قلعه میں دخل اُسکو دیا تها

ہوا اور سکندر لودھی کی ملازمت اختیار کی جو اُن دنوں بادشاہ‡ ہندوستان تھا *

فرید کہ باپ کے مرنے تک دلی میں ملازم رہا اور جب باپ اُسکا مر گیا تو سکندر لودھی نے سہسرام اُسکے باپ کی جاگیر اُسکو عنایت فرمائی بعد اُسکے جب سنہ ۱۵۲۶ع میں ابراہیم لودھی نے بابر سے شکست فاحش کھائی تو محمد شاہ بہاری کی خدمت میں حاضر رہا جو جنوبی اور بہار کا بادشاہ بن بیٹھا تھا اور تھوڑی مدت تک اُس بادشاہ کا مورد عنایت رہا بعد اُسکے سوتیلے بھائیوں کی سازش سے جب اپنی جاگیر سے خارج ہوا تو محمد شاہ کے دربار سے علیحدہ ہو کر اور سنہ ۱۵۲۷ع میں سلطان جنید کا شریک حال ہوا جو بابر کی طرف سے جونپور کا حاکم تھا چنانچہ جنید کی امداد و اعانت سے ایک بڑی لودھی جمعیت بہم پہونچا کر موروثی جاگیر پر قبضہ و تصرف حاصل کیا اور بابر کا مطیع بن کر بنام محمد شاہ بہاری کے ملک پر تاخت شروع کیا اور اُسی زمانہ کے قریب یعنی سنہ ۱۵۲۸ع میں بابر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمراہ اُسکے چندیری کو گیا اور اُسکی بدولت جاگیر موروثی کے قبضہ و تصرف کو مضبوط و مستحکم کیا اور بابر کی طرف سے جنوبی بہار میں ایک فوج کا حاکم رہا *

شیر خاں کا بہار و بنگال پر قابض ہونا

اگلے برس سنہ ۱۵۲۹ع میں محمود لودھی نے بہار کو فتح کیا اور شیر خاں اپنی ضرورت کے مارے یا قومیت کے تقاضے سے لودھیوں کا شریک ہوا اور جب کہ محمود کی فوج تباہ ہوئی اور کارخانہ اُسکا ابتر ہوگیا تو اپریل سنہ ایضاً میں جن سرداروں نے بابر کی اطاعت قبول کی تھی منجملہ اُنکے ایک شیر خاں‡‡ بھی تھا اور محمد شاہ [illegible] مرجانا

---

‡ سکندر لودھی سنہ ۱۵۱۷ع میں مرگیا

‡‡ ارسکین صاحب کا ترجمہ بابر کی تزک کا صفحہ [illegible]

میں هوئی تھی اور یہہ حسن خاں سہسرام واقع بہار میں ایک ایسی جاگیر رکھتا تھا کہ اُسکی آمدنی سے پانسو سواروںکی تنخواہ ادا کرے اُسکی ایک پٹھانی بی بی سے ایک شیر خاں دوسرا نظام خاں دو بیٹے تھے مگر ایک فاحشہ کے حال میں ایسا اثر پھنسا تھا کہ اپنے جورو بچوں کی بات نہ پوچھتا تھا یہانتک کہ جب شیر خاں اُسکا بیٹا کمانے جوگا هوگیا تو وہ جونپور کو چلا گیا اور سپاهیوں کے زمرے میں نوکر هوگیا بعد اُسکے جب اُسکے باپ کو خبر هوئی تو اُسنے جونپور کے حاکم کو لکھا کہ میرے لڑکے کو میرے پاس آپ روانہ کریں تاکہ تعلیم اُسکی بخوبی عمل میں آوے مگر شیر خاں نے یہہ عذر پیش کیا کہ سہسرام کی نسبت خاص جونپور میں تعلیم کے موقع بہت خوب سے اور نہایت عمدہ هیں *

معلوم هوتا هی کہ یہہ نوجوان اُسنے اپنے جی سے دی تھی اسلیئے کہ وہ پڑھنے لکھنے میں جی جاں سے مصروف هوا چنانچہ علم شعر اور تاریخ سے کمایںھی واقفیت حاصل کی یہانتک کہ سعدی کے تمام اشعار ازبر پڑھتا تھا اور علاوہ اُسکے اور اور باتوں کا علم بھی حاصل کیا بعد اُسکے باپ اُسکا اسپر مہرباں هوا چنانچہ کام کاج اپنے باپ کی جاگیر کا انصرام و اهتمام یہانتک کرتا رہا کہ سلیمان اُسکا سوتیلا بھائی جوان هوگیا اور جب کہ وہ بھائی جوان هوگیا تو اُس سے بہت ان بن رهنے لگی غرض کہ جب اُسنے حال اچھا نہ دیکھا تو نظام اپنے سگے بھائی کو همراہ اپنے لیکر باپ سے الگ

یہ شیر خاں کا حال لیا گیا منجملہ اُنکے فرشتہ والے نے اگرچہ تاریخ اُسکی مسلسل لکھی اور اُسکے لکھنے میں کسی قسم کی طرفداری نہیں کی مگر اسلیئے کہ تاریخوں پر التفات اُسنے نہیں کیا تو وہ بہت پریشان هوگئی چنانچہ بابر کی مہموں کو همایوں کی مہموں سے ایسا خلط ملط کیا کہ اور تاریخوں کے بدوں انکشاف اُنکا متصور نہیں هاں اُسکی کتاب کے اور مقاموں سے جہاں اُسنے ابراهیم اور بابر اور همایوں کی سلطنتوں کا حال بیاں کیا تھوڑی بہت اعانت حاصل هوتی هی مگر بابر کی سرگذشتوں سے پوری پوری مدد هاتھہ آتی هی ابوالفضل نے شیر شاہ کا اکثر حال لکھا هی اگرچہ مقصود اُسکا اُسکی نسبتی سے شیر شاہ کو ذرا بیٹا کہنا هی اور یہی توقع همایوں کے بیٹے اکبر کے وزیر سے هوسکتی تھی

یں چھوڑ آیا تھا چنانچہ وہ جھگڑے اسپر تمام ہوئے کہ مرزا عسکري کو
خت پر بیتھایا جاوے اور جب کہ یہہ جھگڑے برپا ہوئے تو بہادر شاہ
جراتي نے آنکے اوٹھنے سے ایسے فائدے اوتھائے کہ همایون کي فوج اُن
جھگڑوں کے باعث سے اتني کمزور هوگئي کہ سنہ ۱۵۳۵ و ۳۶ ع مطابق
سنہ ۹۴۲ هجري میں گجرات اُسکے هاتھہ آئي اور کسیکي نکسیر بھي
ہ پھوتي بلکہ اُس فوج نے مالوہ کو بھي خالي † کیا جسپر غنیم نے
دھاوا نکیا تھا *

شیر خاں کي آغاز عمر اور اُسکي ترقیوں کا بیان

همایون آگرہ میں داخل هوا اور تھوڑے دنوں گذرنے پر شیر خاں کي
سرکوبي کا ارادہ ‡ کیا یہہ شیر خاں § جس سے بڑے بڑے کارنمایاں هونے
والے تھے ابراهیم خاں پٹھان کا پوتا تھا جو اس فخر کا دعوے کرتا تھا کہ میں
غوري بادشاهوں کے خانداں کا هوں مگر غالب یہہ هی کہ وہ قوم کا غوري
تھا اوراُسکي اور اُسکے بیٹے حسن خاں کي شادي غوریوں کے عمدہ خاندانوں

---

† تاریخ فرشتہ کي دوسرے اور چوتھي جلد اور پرایس صاحب کي تاریخ کي
چوتھي جلد اور همایوں کي سرگذشت اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات اور کرنیل مائیلز
صاحب کي تحریر مندرجہ علمي حالات جلد ایک کو دیکھنا چاهیئے

‡ همایوں صفر میں روانہ هوا مگر سال اُسکا تحقیق نہیں چنانچہ شیر شاہ کي
تاریخ میں سنہ ۱۵۳۵ع مطابق سنہ ۹۴۲ هجري اور منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ
میں سنہ ۹۴۳ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۶ع لکھے هیں منجملہ اُن سنوں کے سنہ ۹۴۲
اسلیئے درست نہیں کہ اُسي سنہ میں چنپانیر واقع گجرات کو همایوں نے فتح کیا اور
سنہ ۹۴۳ هجري اسلیئے صحیح نہیں کہ گجرات اور مالوہ کے بندوبست کرنے اور دلي
کے واپس آنے اور شیر خاں کي لڑائي کے سامان بہم پھونچانے کے لیئے کل ایک برس
باقي رهتا هی اور اپنے ملک میں گذرنے اور چنارگدہ تک پھونچنے کے واسطے جو آگرہ
سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع هی کل ڈیڑ برس کي مدت باقي رهتي هی
اسلیئے هماري یہہ راے هی کہ ماہ صفر سنہ ۹۴۴ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۷ع کو
شیر خاں کے لیئے همایوں روانہ هوا

§ واضح هو کہ تاریخ فرشتہ کي پہلي اور دوسري اور چوتھي جلد اور ارسکاین
صاحب کے ترجمہ تزک بابر اور برایس صاحب کے ترجمہ اکبرنامہ کي چوتھي جلد

همایوں اُسکو پکڑ سکا تو ناچار اُسکا پیچها چهوڑا اور گجرات پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچه بہت جلد اُسپے قبضه حاصل کیا اور اُس برس کے بہت دن گذر چکے تهے که چنپانیر کا پہاڑی قلعه فتح کیا اور وه قلعه یوں فتح هوا که ایک طرف سے فوج نے دروازوں پر حمله کیا اور دوسری طرف سے تین سو چیدے چیدے بہادروں نے جنمیں خود همایوں بهی داخل تها عمود نما پہاڑ کے ٹکڑے میں فولادی میخیں گاڑیں اور ایک ایک کرکے بہادرانه چڑهگئے † *

ماه اگست سنه ۱۵۳۵ ع مطابق صفر سنه ۹۴۲ هجری کو چنپانیر فتح هوا اور اُسکے فتح پر تهوڑا عرصه گذرا تها که همایوں کو اُن آفتوں کا پرچه لگا جو شیر خاں کی کامیابی پر مترتب هوئیں چنانچه همایوں نے اپنے بهائی مرزا عسکری کو ممالک مفتوحه پر چهوڑا اور آپ آگره کو روانه هوا مگر بعد اُسکے یهه امر پیش آیا که اُسکے گجرات چهوڑنے پر تهوڑا عرصه گذرا تها که اُن سرداروں میں جهگڑے بکهیڑے قایم هوئے جنکو گجرات

کولیوں کی قوم نے بہت سا نقصان اوٹهایا جو جنگلوں میں بستی هیں اور دور دور چهاپے مارتے هیں یهه لوگ ایسی دبی دبی فوج میں گهس گئی که خاص همایوں کے ڈیرے پر چهاپا مارا اور تمام اسباب اُسکا اور علاوه اُسکے وه کتابیں لوٹ کرلے گئی جنمیں تزرک تیموری کا مشهور نسخه بهی شامل تها اور وه ایک ایسا نسخه تها که جسکے جانے اور دوباره آنے کو اُس زمانه کے مورخوں نے تحریر کے قابل سمجها اور همایوں نے بهی وه رنج اوٹهایا که اُسکی پاداش و تدارک میں کمبوجا کے رهنے والوں کو لوٹ کهسوٹ کر خاک سیاه کیا جو محض بیقصور اور ناکرده گناه تهے

† جوں هی که چنپانیر کا قلعه فتح هوا تو یهه بات دریافت هوئی که بهادر شاه کے دفینوں کا حال ایک سردار کو معلوم هی چنانچه یهه تجویز هوئی که مار پیٹ کے ذریعه سے وه بهید دریافت کیا جاوے مگر همایوں نے وه پسند نکی اور یهه بات کهی که شراب اُسکو پلائی جاوے غرض که همایوں نے کسی سردار کو اُسکی تعظیم و ضیافت کے لیئے اشاره کیا چنانچه وه تدبیر اُسکی راس آئی یعنی جب اُس سردار کا جی خوش هوا تو اُسنے میزباں کو بتانے میں کچهه وسواس نکیا اور یهه بات اُس نے بے تکلف کهی که اگر فلانے حوض کا پانی نکلوایا جاوے تو اُسکے اندر ایک گرهی میں خزانه مدفون هی حاصل یهه که جب ویسا کیا گیا تو بہت سا چاندی سونا هاتهه آیا

اُسکا دبانا اور اُسپر دھاوا کرنا نہایت سہل و آسان تھا اور یہہ بات اُسپر علاوہ تھی کہ اُسکے روک بچاو کے لیئے کوئی اوت آڑ بھی نتھی غرضکہ جب بہادر شاہ کو ہمایون کے ارادے کی خبر پہونچی اور اُسنے ہمایون کو یہہ کہلا بھیجا کہ ایسے اڑے وقت میں ایک ایسے مسلمان بادشاہ کو ستانا جو ایک کافر راجہ سے لڑتا بھڑتا ہووے دین و ملت کے خلاف بلکہ بے ایمانی کی دلیل ہی تو ہمایون نے خواہ اس ملامت کے اثر یا اپنی طبیعت کے تحمل کی ضرورت سے اپنے پورے پکے ارادے کو چتور گڈہ کی فتح تک ملتوی رکھا چنانچہ بعد اُسکے بہادر شاہ نے مندسور کے گرداگرد کھائیاں کھودوائیں اور ہمایون کے آنیکا منتظر بیٹھا اور یہہ طریق اُسنے اُس بڑے توپ خانہ کے بھروسے پر اختیار کیا تھا جسکا کپتان ایک ترکی قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا اور تھوڑے سے گولہ انداز اُسکے پرتکال کے قیدی تھے مگر یہہ ہنر مند اسلیئے کام اُسکے نہ آئے کہ جب ہمایون نے رسد کے چاروں رستے بند کیئے تو وہ مقام اُسکے حق میں برے سے برا ہوگیا یہانتک کہ جب یہہ بات اُسپر کھل گئی کہ بھوکوں کے مارے حریف کی اطاعت کرنی پڑیگی تو سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق سنہ ۹۴۱ ہجری میں توپوں کو توڑ اور فوج کو چھوڑ کر پانچ چار آدمیوں سمیت ماندو کو بھاگ گیا اور فوج کی حفظ و حراست اور باقی ماندوں کی صحت و سلامت فوج کے ہاتھوں چھوڑ کر چلا گیا *

غرض کہ بہادر شاہ کا لشکر پراگندہ ہوا اور خود اُسکا پیچھا دبایا گیا چنانچہ وہ ماندو سے چنپانیر اور چنپانیر سے کمبوجا غرض کہ جگہہ جگہہ بے تھوڑ تھکانے پھرتا رہا اور اب ہمایوں کا یہہ حال تھا کہ آپ اُسکے پیچھے فوج لیئے پھرتا تھا یہاں تک کہ جس دن کمبوجا سے بھاگ کر مقام دیو میں بہادر شاہ پہونچا جو گجرات کے اخیر سرے پر واقع ہی تو ہمایون بھی اُسی دن کی شام کو وھاں داخل ہوا † مگر جب کہ

† جب کہ ہمایون کا لشکر مقام کمبوجا میں ڈیرے ڈالے پڑا تھا تو ہمایون نے

اُس سے کہا تھا کہ اگر ہمارے ملک ہمارے ہی قبضہ میں رہینگے اور آپ اُنکے خواہاں نہونگے تو ہم لوگ آپکے تابع رہینگے علاوہ اسکے مالوہ کی سلطنت کو بھی فتح کرکے خاص قلمرو میں داخل کیا تھا حاصل یہہ کہ بہادر شاہ اور ہمایوں کی تکرار بڑھ گئی اور نوبت دور تک پہونچی اور علاؤالدین ابراہیم خاں لودھی کا چچا جسکے لیئے بابر نے بدخشاں کی حکومت مقرر کی تھی بدخشاں کی حکومت کو چھوڑ کر بہادر شاہ کے پاس آیا اور اُسکا دامن پکڑا اور بہادر شاہ گجراتی علاؤالدین کی تواضع و تعظیم اسلیئے بجالایا کہ خاندان اُسکا لودھیوں کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا تھا اور چونکہ خود بہادر شاہ نے ابراہیم کی پناہ ڈھونڈھی تھی اسلیئے اپنے مربیوں کے لیئے اپنا حق جتایا اور ہمایوں پر عتاب و غصہ کھاکر تخت و دولت کے بھروسے ایسی نامعقول تدبیریں تجویز کیں جو تدبیر مملکت اور راہ انصاف کے صریح مخالف تھیں اگرچہ کھلم کھلا ہمایوں سے لڑنے کی طرح نہ ڈالی مگر علاؤالدین کو بہت سا روپیہ دیکر اِس قابل کردیا کہ اُس نے بڑی فوج تھوڑے عرصہ میں اکٹھی کی اور تاتار خاں اپنے بیٹے کو فوج کا سردار بناکر ہمایوں کے مقابلہ پر بھیجا مگر جیسی کہ یہہ فوج بہت جلد اکٹھی ہوگئی تھی ویسے ہی پراگندہ ہوگئی اور تاتار خاں اُن تھوڑے سے لوگوں سمیت لڑتا بھڑتا رہگیا جو کچھہ باقی رہگئے تھے چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وہ عین لڑائی میں مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۴ ع مطابق سنہ ۹۴۱ ہجری میں واقع ہوا *

ہمایوں کا دل اس بڑی کامیابی سے بڑھا یا پہلے ہی سے عزم اُسکا مصمم تھا غرضکہ کوئی باعث ہو ہمایوں آگرہ سے ایسی ارادہ روانہ ہوا کہ جو متصل اُسکو بہادر شاہ کی جانب سے پہونچا اُسکے پورے کرنے سے کلیجہ اپنا ٹھنڈا کرے مگر بہادر شاہ اُن پروں سوار کے راجہ سے لڑنے بھڑنے اور چتوڑ گڈہ کے محاصرہ کرنے میں استقلال جی جان سے مصروف تھا کہ

کامران کو ملک دے چکا تو اُسکے قبضہ میں صرف نیا ملک مفتوحہ باقي رہ گیا اور جن ذریعوں کي بدولت اُسنے وہ نیا ملک حاصل کیا تھا اور آیندہ بقاے قبضہ کے لیئے وہ ھي کافي وافي ھوتے وہ بھي اُسکے ھاتھہ تلے نرھے مگر جو کہ اب بھي اُسکے قبضہ میں بابر کي دلاور فوج موجود تھي اور بابر کي قوتوں کے اثر بھي جابجا موجود تھے تو ملک کي تقسیم کے بڑے بڑے اثر اول اول ظاھر نہوئے جب کہ ھمایوں کالنجر واقع بندیل‌کھنڈ کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُسکو پرچا لگا کہ بابن اور بایزید افغانوں کے سرداروں نے جنکے گروھوں کو پہلے بابر نے پراگندہ کیا تھا جونپور کے اِضلاع میں دوبارہ فساد برپا کیا غرض کہ ھمایون نے اُنکے مجموعہ کو متفرق کیا اور بعد اُسکے چنار گڈہ پر چڑھائي کي جو بنارس کے قریب ایک پہاڑي پر واقع ھی اور وہ شیر خاں پٹھان اُسپر قابض تھا جو آیندہ کو ھمایون کا حریف ھوجائیگا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۵۵۲ ع مطابق سنہ ۹۳۹ ھجری میں شیر خاں مذکورالصدر نے اِس شرط پر ھمایون کي اطاعت قبول کي کہ چنار گڈہ اُسیکے قبض و تصرف میں باقي رھے چنانچہ ھمایون نے بھي یہہ شرط اُسکي تسلیم کي اور آگرہ کو روانہ ھوگیا *

گجرات کي فتح کا بیان

اِس زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے ھمایون کا سالا جو اُسکي جان و حکومت کا خواھاں و جویاں تھا بہادر شاہ گجراتي والي گجرات کے حفظ و امان میں آیا اور اُسکي پناہ میں رھا اور جبکہ بہادر شاہ نے ھمایون کي درخواست کو منظور نکیا یعني بحسب اُسکي درخواست کے اُسکو ندیا تو دونون بادشاھوں میں رنج کا پہاڑ قایم ھوا یہہ بہادر شاہ اُن سلطنتوں میں بڑا معزز و ممتاز تھا جو دلي کي شاھنشاھي کے تباہ ھونے پر قایم ھوئي تھیں اور دلي کي سلطنت کے تکڑے گني جاتي تھیں اور اپنے زور بازو کے ذریعہ سے اصلي ملک سے زیادہ بہت سا ملک اُس نے بڑھایا تھا یہانتک کہ خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاھوں نے یہہ اقرار

کابل کا هندوستان سے الگ هو جانا

منجملہ اُنکے مرزا کامران قندهار و کابل کا حاکم تها مگر مرزا هندال اور مرزا عسکري هندوستان میں محض بیکار تهے کوئي کام اُنسے متعلق نتها اسلیئے کہ بابر نے اپنے جیتي جي همایوں سے چهوٹے بیٹوں کے لیئے کوئي حصه اپني سلطنت کا مقرر نهیں کیا تها تو اُس سے صاف واضح هوتا هی کہ اُسکا منشاء یہہ نہ تها کہ بعد اُسکے مرنیکے سلطنت اُسکي منقسم هو جاوے مگر کامران کي طبیعت سے یہہ بات ظاهر هوئي کہ وہ همایوں کے تحت حکومت نرهیگا اور جو کہ اُسکی موروثي رعایا کے بیچا بیچ اُسکے قبض و تصرف میں بڑا قوي اور جنگ جو ملک تها تو همایوں کي نسبت وہ ایسے بڑے فائدہ میں تها کہ جب تک همایوں ایسے صوبوں کو خالي نکرتا جو جدید اور ناراض تهے تو تب تک مقابلہ کے لیئے فوج اکهٹي نکرسکتا *

نظر بامور مذکورہ بالا همایوں نے یهي مناسب سمجها کہ کامران کي درخواست قبول کرے اور اُس ملک کے علاوہ جو اُسکے قبض و تصرف میں تها پنجاب و اٹک کو بهي اُسکے حوالہ کردے چنانچہ اُسنے ویسے هي کیا اور اُسي زمانہ میں سرکار سنبهل کي حکومت مرزا هندال اور ضلع میوات کي حکومت مرزا عسکري کو عنایت فرمائي اور جب کہ وہ

دل میں اُن لوگوں کي نسبت پیدا هوتا هی جنکي تعریف اُسنے بہت خوشامد اور بناوٹ سے لکهي اور علی هذاالقیاس اُن شکوک کے رفع کرنے میں بهي بہت سي سمجهہ بوجهہ درکار هی جو اس وجهہ سے پیدا هوتي هیں کہ جو بات اُسنے بیان کي وہ بہت بے انصافي سے بیان کي اگرچہ بجاے خود وہ بات اچهي اور عذر کے قابل هے بیان اُسکا رنگین اور ضعیف اور مغلق اور علاوہ اُسکے ندا پرستوں کے ملفوظات اور عام خیالوں سے معمور هی اور اُسکے آقا کي تعریفوں پر انتہا اُسکا عموماً هوتا هی یرنس صاحب کي تاریخ کے ذریعہ سے همنے اُسکي اُن تحریروں سے مدد حاصل کي هی جنکو اُسنے همایوں وغیرہ کے حالات میں لکها هی اگرچہ وہ تاریخ اُنکا ترجمہ نهیں مگر اکثر اُسمیں لفظي ترجمہ اُسکا پایا جاتا هی!اور اُسکے مطالب صحیح اور کامل اُسمیں صاف صاف پائي جاتي هیں

باب دوسرا

همایوں کی پهلی سلطنت کا بیان

جب کہ بابر کا انتقال هوا تو اُسنے همایوں کے علاوہ مرزا هندال اور
مرزا عسکری اور مرزا کامران تین بیٹے اور وارث چهوڑے ؔ

ؔ جب تک کہ هم خلاف اُسکے نهی جانتے کوئی بات نهیں تو یهہ بات یاد
رہے کہ همنے همایوں کی سلطنت کا حال تاریخ فرشتہ اور خود همایوں کی سرگذشتوں
اور ابوالفضل کے اکبرنامہ سے لیا هی اور فرشتہ والے نے جو همایوں کی سلطنت کا حال
پورا پورا نهیں لکها تو وجهہ اُسکی یهہ هی کہ فرشتہ والے کا زمانہ همایوں کے زمانہ سے
اتنا قریب تها کہ وہ جهاں میں اُسکی اُن لوگوں سے ملتا جنهوں نے همایوں کا زمانہ
اپنی آنکهوں سے دیکها تها اور نہ اسقدر بعید تها کہ اُسکے بیچ میں مورخ لوگ تاریخیں
لکهتے اور فرشتہ والا اُن تاریخوں سے استعانت کرتا همایوں کی سرگذشتوں کو ایک
شخص جوهر نامی نے لکها هی جو اُسکا کوئی خدمتگار تها اور کام اُسکا یهہ تها کہ
اپنے آقا کے هاتهہ پانوں دهلانے کیلئے آفتابہ سلفچی اٹهایا کرتا تها اور همیشہ ساتهہ
اُسکے رهتا تها اگرچہ همایوں کے ملکی تعلقات اور خفیہ تجویزات سے ناواقف تها مگر جهاں
تک اُسکی رسائی ممکن تهی وهاں تک حال اُسکا بهت پاکیزہ بیانی اور سچائی اور
سادگی اور راستی سے لکها هی وہ همایوں کا بڑا خیرخواہ تها چنانچہ اُسنے اُسکی
کاموں کو ایسی آب و تاب سے بیان کیا کہ کوئی عیب اُسکا ظاهر نهووے اور اپنے آقا
کے کسی چال چلن کو ایسا بهت کم نہ سمجها کہ اُسکو چهپاوے یا کوئی عذر پیش کرنے
سے بات اُسکی بناوے ابوالفضل اکبر بادشاہ کا بڑا پیارا وزیر اور نهایت قابل اور والنظر
اور کمال لایق فایق تها مگر رنگین نگاری اور تشبیہ و استعارہ سے کلام اُسکے معمور هیں
اور اب بهی حال یهہ هی کہ اس طرز بیان میں جو قدرتی اصلی طرز کے خلاف هی
لوگ اُسکے کلام کو ایک نمونہ سمجهتے هیں اور هندوستان میں وہ طرز اب بهی مقبول
و مستحسن هی علاوہ اُسکے وہ ایک ایسا خوشامدی درباری تها کہ اُسنے اپنے آقا اور
اُن لوگوں کی خوبیوں کو جنسے کام اُسکو پڑتا تها کمال آب و تاب سے اور اُنکی
برائیوں کو چهٹی چهوٹی باتوں میں بیان کیا اور اُنکی شان و شوکت اور جاہ و جلال
کو بڑهائے رکها مگر تواریخ اور واقعات کا حال اُسنے بهت عمدہ لکها هی لیکن اُسکے
کیلئے طرفداری کی پوری پوری تسلیم کرنے میں همیشہ کے لئے اتنی هوشیاری
همکو درکار نهیں جتنی کہ اُس تنفر اور تعصب سے بچنے میں درکار هی جو همارے

فاصلہ پر واقع هی گھوڑے سوار آتا تھا اور کوئي کام اُسکو بھوتا تھا علاوہ اُسکے ایک هي سفر میں دو مرتبہ گنگا کے وار پار آیا گیا اور آپ اُسنے بیاں کیا کہ جو دریا راہ میں پڑتا تھا وار پار اُسکو پیر کر آتا جاتا تھا اور جیسا کہ جسم اُسکا چابک و چالاک تھا ویسی هي عقل اُسکي، تدبر اور فکر اُسکا رسا تھا چنانچہ اموراتِ سلطنت کے علاوہ نہروں اور تالابوں اور عمدہ عمدہ کاموں کے بنوانے اور بیگانہ ملکوں کے نئے نئے پھل پھلاریوں اور اچھی اچھی پیدا واریوں کے رواج ورونق دینی میں مصروف رهتا تھا اور با وصف ان محنتِ مشقتوں کے ایسی فرصت بھی حاصل تھی کہ فارسي ترکي دونوں زبانوں میں شعریں کہتا تھا یہانتک کہ اُسنے ترکي زبان میں بہت سي تصنیفیں کیں اور اپنے ملک کے شاعروں میں بڑا نام اُسنے پیدا کیا † *

---

† منجملہ حالات مندرجہ بابر کے اکثر حالات اوسکائن صاحب کے ترجمہ سے لیئے گئے جو بابر کي سرگذشتوں کا ترجمہ هی جسکو اپ اُس نے ترکي زبان میں قلمبند کیا اور اس ترجمہ سے جو حاشیئے اور تتمے متعلق هیں اُنسے وہ دشواریاں رفع هوجاتي هیں جو هر صفحہ میں پیش آتي هیں اور اُس گفتگو کے دیکھنے سے جسکو اوسکائن صاحب نے اس ترجمہ کے دیباچہ میں لکھا هی ایشیا کا حال بابر کے زمانہ کا تفصیلوار دریافت هوتا هی اور اُس گفتگو میں اُن ملکوں کا جغرافیہ بھي نہایت تفصیل سے مندرج هی جہاں جہاں بابر نے لڑائیاں لڑائیاں کیں علاوہ اُسکے تاتاري قوموں کے مختلف مختلف گروهوں کا حال بھي صاف صاف مندرج هی اور معلوم هوتا هی کہ ترجمہ بھي اصل کتاب کي طرح پر کیا گیا اسلیئے کہ اُسکے بیان کي طرز بھي عمدہ اور ممتاز هی اور مشرقي لوگوں کا مبالغہ اِس ترجمہ میں پایا نہیں جاتا اور ایسا سیدھا سادھا ترجمہ بھي نہیں جیسا کہ اور مترجموں نے ایسي ایسي کتابوں کا کیا هی *

اگر بابر شراب کا پینا بہت جلد چھوڑتا تو اُسکے حق میں بہت اچھا ہوتا اسلیئے کہ ہر طرح یہہ سمجھنا چاهیئے کہ میخواري کي کثرت سے عمر اُسکي تهوڑي هوئي چنانچہ شوق و ذوق اُسکا اُسکي سرگذشتوں سے دریافت هوگا کہ آسنے جیسي لڑائیوں کے حالات اور بادشاهوں کے خط و کتابت کي کیفیات ایک زور و شور اور نہایت شان و شوکت سے لکهیں ویسے هي می خواري کے جلسوں کے اُمورات ایک آن و بان اور بڑي کر فر سے قلمبند کیئے اگرچہ یہہ جلسے اُسکي شان و لیاقت کے شایان و سزاوار نتهے مگر اُسکي سرگذشتوں میں وہ ناپسندیدہ باتیں نہیں هیں اسلیئے کہ اُن جلسوں کي بے تکلفي اور سادگي ایسي بیان کي گئي کہ بابر کا بادشاہ هونا اُنکے دیکهنے سے فراموش هوجاتا هی بلکہ ایسا سمجهہ میں آتا هی کہ وہ بهي اُس جلسہ میں ایک یار میگسار تها حاصل یہہ هی کہ اُن باتوں کي بدولت جو میخواري کي کثرت پر مائل کرتي هیں جیسے سائہ دار درختوں کا جهومنا اور ایسے ایسے پہاڑوں پر بیٹهنا جنسے بڑي بڑي فضائیں نظر آتي هوویں اور کشتي کا نرم نرم چلنا اور ترکي فارسي کے اشعار ازبر پڑهنا اور کبهي کبهي گیت بهي گانا اور یاروں سے دهول دهپا هوجانا اور هنسي ٹهٹول کي باتیں کہنا غرض کہ ایسي ایسي باتوں کے باعث سے ایسے آوارہ جلسوں کي برائیاں بري نہیں لگتیں *

بابر کا یہہ وتیرہ تها کہ ایک جگہہ پڑا نرهتا تها چنانچہ یہہ بات اُسکي اُس کلام سے صاف واضح هوتي هی جو مرنے سے تهوڑے دنوں پہلے خاص اپني زبان سے فرمائے تهی یعنے گیارہ برس کي عمر سے یہہ اتفاق نہیں هوا کہ دو رمضان ایک جگہہ کئي هوں یہاں تک کہ جو وقت اُسکا لڑائي بهڑائي اور سیر و سفر میں صرف نہوتا تها تو آسوقت کو سیر و شکار اور گهوڑے کي سواري اور دور دراز کے سیر سپاٹوں میں صرف کرتا تها اور جن دنوں کہ جي اُسکا اچها نتها تو پچهلي سیر آسکي یہہ تهي کہ دو دن کے اندر اندر کالپي سے آگرہ تک جو ایک سو ساٹهہ میل

شوق ذوق سے کرتا هی که گویا آسسے الگ نہیں هوا او اُسکے ساتهه الاؤ پر
بیتها تاپ رها هی اور جهاں کهیں اُس نے حال اپنا سال کا وهاں اپنے
دوستوں کا حال بہت حسن و خوبی اور کمال الفت و عنایت سے بیان
فرمایا چنانچه اُنکی کهاوتوں اور بیماریوں اور حادثوں اور مہموں کا حال
تفصیل وار تحریر کیا اور کہیں کہیں اُنکے برے برے کونکوں کی هنسی
بهی کی *

جب که اُسنے اپنے معتمد خواجه کلاں کو جو کابل میں اُسکی طرف
سے کام کاج آسکا کرتا تها ایک خط اپنی سلطنت کے کار و بار میں لکها
تو اُسکے اخیر میں یارانه کے دو چار فقرے اُسکے جی بہلانے کی غرض سے
تحریر کیئے اور بعد اُسکے یهه عذر لکها که خدا کے واسطے میری بیوقوفیوں
کو معاف کرنا اور اُنکی وجهه سے مجهکو برا نسمجهنا بعد اُسکے خواجه
کلاں کو یهه بات بهی لکهی که جیسے میںے شراب کا پینا چهوڑا تو بهی
ویسے هی چهوڑ دے اور اصل کلام اُسکا یهه هی که جب هم سارے پرانے
یار ایک جگهه اکٹهے تهے تو شراب کا پینا لطف سے خالی نتها اور اب که
حیدر قلی اور شیر احمد کے سوائے کوئی هم پیاله اور هم نواله تیرے پاس
موجود نہیں تو اب شراب کے چهوڑنے میں تیری طبیعت پر جبر نہوگا
اور علاوه اُسکے اُسی خط میں یهه بهی لکها تها که مجهکو آپ پر بڑا رشک
آتا هی که تم کابل میں رهتے هو اور وهاں کے سیر و تماشوں کے مزے اُٹهاتے
هو اور یهه بهی لکها که جب لوگ صرف ایک تربوز † یہاں میرے پاس لائے
اور میں نے اُسکو تراشا تو اپنی تنهائی پر کمال افسوس کیا که میں کیسا
وطن سے دور اور یاروں سے مهجور پڑا هوں اور اُسکو کهانا شروع کیا تو
یاروں کی جدائی میں آٹهه آٹهه آنسوؤں رویا اور بہتے آنسوؤں کو تهام
نسکا *

† معلوم هوتا هی که یهه پهل اُسوقت تک هندوستان میں پیدا نهوتا تها مگر
بعد اُسکے اُسنے رواج پایا *

هوئے هیں که جتنی جگهه میں وه لکهي گئي زمانه حال کے کسي سیاح
نے اُنکو اتني جگهه میں نہیں لکها اور جب که اُن مصیبتوں کا لحاظ
کیا جاوے جنمیں اُسنے وه سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نہایت
تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یهه هی که باوصف اِسکے که اُسکا
مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور
زمانه کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکهی مگر اسکي عادات وشمایل میں
کوئي تغیر واقع نہوا چنانچه اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت
باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے که اغاز
وابتداء میں موجود تهی جب که کام کاج کا بوجهه اُسنے اُٹهانا شروع
کیا تها اور مال و دولت اور جاه و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقه
اُسکا خراب نہوا تها اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹهانے
کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نہوئي تهي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی
که لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج
هیں وه سرد مہري اور افسرده مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجمله
اُنکے ایک ایسے بادشاه یعني بابر کے حالات کے ملاحظه سے ایک طرحکي
تشفي هوتي هی جو عمر گذشته پر تاسف کرتا تها اور اُس نے بیان کیا
که میں ایک اپنے ساتهي کي جدائي سے روتا تها جو کهیل کود میں ساتهه
اپنے رهتا تها اور اپني رشته دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بهڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے
تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی که ابن پیتوتا کي
کتاب سے مقابله کیا جاوے جو ایک مشهور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نہایت
لایق فایق تها یا جو جغرافیه بابر نے لکها هی اُسکا مقابله بهي ایشیا کے کسي مورخ
جغرافیه نگار سے کیا جاوے

غرض کہ بیان آسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانہ اور رنگین و دلچسپ ہی اور اسلیئے کہ وہ ایک ذہین اور تجربہ کار آدمی کی تصنیف ہی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور ہموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈھنگ اور چال ڈھال ایسے واضح ہیں جیسا کہ رنگ روپ آئینہ میں ظاہر ہوتا ہی اور یہی باعث ہی کہ تمام ایشیا میں منجملہ صحیح تاریخوں کے اصلی تاریخ کا ایک عمدہ نمونہ ہی اسلیئے کہ اگرچہ معمولی مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑی شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نہیں کیا بلکہ علی‌الخصوص ایسی باتوں کو بالکل چھوڑ گئے جو اُنکی شان و منصب کے شایاں و سزاوار نتھیں ہاں بابر کی سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال بیان کیا گیا اُنکی شکل و صورت اور لباس و پیرایہ اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسی تفصیل و تشریح سے کیا گیا کہ فی‌الحال گویا ہم اُن لوگوں میں موجود ہیں اور اُنکو اپنی انکھوں سے دیکھہ † رہی ہیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر ہوا اُنکی فضاؤں اور اب و ہوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑی بڑی عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکی معمور و مشحون ہی اور وہ ایسی تفصیل وار اور ٹھیک ٹھیک لکھی

کہ گویا میرے پاؤں کی طاقت جاتی رہی اور حقیقت اُسکی یہہ ہی کہ وہ بڑا بیباک بادشاہ تھا اور یہہ ایک ایسی بات ہی کہ اگر وہ بڑا جتی ستی گوشائیں اگیانی پنڈت بھی ہوتا تو کوئی یقین نکرتا کہ یہہ بات اُسنے اپنے جی سے کہی ہی

† یہہ مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا ہی جہاں جہاں بابر بستا رستا رہا اور جن ملکوں کا حال اُسنے بڑی وضاحت سے لکھا وہاں کے باشندوں کی صرف ایسی ایسی اوپری باتیں بیان کیں نہ اُنکے سبب سے بیگانہ ملکوں کے رہنے والی حیران ہوں مگر اُنکی اوقات بسری اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نہیں لکہی کہ وہ اُنکے اس قسم کے حالات سے بخوبی واقف نہیں ہوسکتا تھا

هوئے هیں کہ جتني جگہہ میں وہ لکھي گئي زمانہ حال کے کسي سیاح نے آنکو اتني جگہہ میں نہیں لکھا اور جب کہ اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وہ سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نہایت تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یہہ هی کہ باوصف اِسکے کہ اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانہ کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکھی مگر اسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نہوا چنانچہ اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے کہ اغاز وابتداء میں موجود تھی جب کہ کام کاج کا بوجھہ اُسنے اُوٹھانا شروع کیا تھا اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقہ اُسکا خراب نہوا تھا اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹھانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نہوئي تھي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی کہ لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وہ سرد مہري اور افسردہ مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجملہ اُنکے ایک ایسے بادشاہ یعني بابر کے حالات کے ملاحظہ سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشتہ پر تاسف کرتا تھا اور اُس نے بیان کیا کہ میں ایک اپنے ساتھي کي جدائي سے روتا تھا جو کھیل کود میں ساتھہ اپنے رهتا تھا اور اپني رشتہ دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بیڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی کہ ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابلہ کیا جاوے جو ایک مشہور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نہایت لایق فایق تھا یا جو جغرافیہ بابر نے لکھا هی اُسکا مقابلہ بھي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیہ نگار سے کیا جاوے

عرض که بیاں آسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاویز اور رنگیں و دلچسپ ہی اور اسلیئے که وہ ایک ذہیں اور تجربه کار آدمی کی تصنیف ہی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور ہموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈھنگ اور چال ڈھال ایسے واضح ہیں جیسا که رنگ روپ آئینه میں ظاہر ہوتا ہی اور یہي باعث ہی که تمام ایشیا میں منجمله صحیح تاریخوں کے اصلي تاریخ کا ایک عمده نمونه ہی اسلیئے که اگرچه معمولي مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑي شاں و شوکت سے بیاں کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیاں نہیں کیا بلکه علی الخصوص ایسي باتوں کو بالکل چھوڑ گئے جو اُنکي شاں و منصب کے شایاں و سزاوار نتھیں ہاں بابر کي سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال *بیاں کیا گیا اُنکي شکل و صورت اور لباس و پوشاک اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیاں ایسي تفصیل و تشریح سے کیا گیا که فی الحال گویا ہم اُن لوگوں میں موجود ہیں اور اُنکو اپني آنکھوں سے دیکھه † رہی ہیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر ہوا اُنکی فضاؤں اور آب و ہوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعوں اور بڑي بڑي عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکي معمور و مشحوں ہی اور وہ ایسي تفصیل وار اور ٹھیک ٹھیک لکھي

که گویا میرے پاوں کي طاقت جاتي رہي اور حقیقت اُسکي یہه ہی که وہ بڑا سفاک بادشاہ تھا اور یہه ایک ایسي بات ہی که اگر وہ بڑا جتي ستي گوسائیں اکیادي پسند بھي ہوتا تو کوئي یقیں نکرتا که یہه بات اُسنے اپنے جي سے کہي ہی

† یہه مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا ہی جہاں جہاں بابر بستا رستا رہا اور جن ملکوں کا حال اُسنے بڑي وضاحت سے لکھا وہاں کے باشندوں کي صرف ایسي ایسي اوپرکي باتیں بیاں کیں جو اُنکے سنے سے بیگانه ملکوں کے رہنے والے حیراں ہوں مگر اُنکي اوقات بسري اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نہیں لکھے که وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے بخوبي واقف نہیں ہوسکتا تھا

ئے هیں که جتني جگهه میں وہ لکھي گئي زمانه حال کے کسي سیاح ، اُنکو اتني جگهه میں نہیں لکھا اور جب که اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وہ سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نہایت عجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یہه هی که باوصف اِسکے که اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانه کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکھی مگر اسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نہوا چنانچه اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے که اغاز وابتداء میں موجود تھی جب که کام کاج کا بوجهه اُسنے اُٹھانا شروع کیا تھا اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقه اُسکا خراب نہوا تھا اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹھانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نہوئي تھي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی که لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وہ سرد مہري اور افسردہ مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجمله اُنکے ایک ایسے بادشاہ یعني بابر کے حالات کے ملاحظه سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشته پر تاسف کرتا تھا اور اُس نے بیان کیا که میں ایک اپنے ساتھي کي جدائي سے روتا تھا جو کھیل کود میں ساتھه اپنے رهتا تھا اور اپني رشته دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی که ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابله کیا جاوے جو ایک مشہور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نہایت لایق فایق تھا یا جو جغرافیه بابر نے لکھا هی اُسکا مقابله بھي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیه نگار سے کیا جاوے

غرض کہ بیان اُسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانہ اور رنگین و دلچسپ ہی اور اسلیئے کہ وہ ایک ذہین اور تجربہ کار آدمی کی تصنیف ہی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور ہموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈھنگ اور چال ڈھال ایسے واضح ہیں جیسا کہ رنگ روپ آئینہ میں ظاہر ہوتا ہی اور یہی باعث ہی کہ تمام ایشیا میں منجملہ منتخب تاریخوں کے اصلی تاریخ کا ایک عمدہ نمونہ ہی اسلیئے کہ اگرچہ معمولی مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑی شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکے طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نہیں کیا بلکہ علی الخصوص ایسی باتوں کو بالکل چھوڑ گئے جو اُنکی شان و منصب کے شایاں و سزاوار نتھیں ہاں بابر کی سرگذشتوں میں جس جس لوگوں کا حال بیان کیا گیا اُنکی شکل و صورت اور لباس و پیرایہ اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسی تفصیل و تشریح سے کیا گیا کہ فی الحال گویا ہم اُن لوگوں میں موجود ہیں اور اُنکو اپنی آنکھوں سے دیکھہ † رہی ہیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر ہوا اُنکی فضاؤں اور آب و ہوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑی بڑی عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکی معمور و مشحون ہی اور وہ ایسی تفصیل وار اور ٹھیک ٹھیک لکھی

کہ گویا میرے پانوں کی طاقت جاتی رہی اور حقیقت اُسکی یہہ ہی کہ وہ بڑا بیباک بادشاہ تھا اور یہہ ایک ایسی بات ہی کہ اگر وہ بڑا حقی سچی گوشائیں الگیانی پنڈت بھی ہوتا تو کوئی یقین نکرتا کہ یہہ بات اُسنے اپنے جی سے کہی ہی

† یہہ مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا ہی جہاں بابر بستا رستا رہا اور جن ملکوں کا حال اُسنے بڑی وضاحت سے لکھا وہاں کے باشندوں کی صورت ایسی ایسی انوکھی باتیں بیان کیں کہ اُنکے سننے سے بیگانہ ملکوں کے رہنے والے حیران ہیں مگر اُنکی اوقات بسری اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نہیں لکھے کہ وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے بخوبی واقف نہیں ہوسکتا تھا

بابر کي وفات اور اُسکي عادات کا بیان

خلیفه اور خواجه مہدي کي سازشوں میں جنسے بابر غالباً واقف تھا بابر نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچه بہت بڑا بادشاہ تھا مگر بڑي تعریف کے شایاں و سزاوار جو شخص ایشیا میں کبھي پیدا ہوا وہ یہي تھا اور ٢٦ دسمبر سنه ١٥٣٠ع مطابق سنه ٩٣٧ ہجري میں عمر کے پچاس برس اور بادشاہت کے اڑتیس برس پورے کرکر مقام آگرہ میں جہان فاني سے گذر گیا اور لاش اُسکي بحسب اُسکي تمنا مقام کابل میں ایک ایسي جگہہ مدفون ہوئي جسکو اُسنے غالباً خود † پسند کیا تہا *

اگرچه بابر کي عادات اُسکے کاموں سے بخوبي واضح ہوتي ہیں مگر اُسکے خاص ذاتي حالات اور تحریرات کي نسبت تھوڑا بہت لکھنا باقي ہی چنانچه جو سرگذشتیں آپ اُسنے قلمبند کي ہیں وہ غالباً ایسي عمدہ ہیں که نظیر اُنکي پائي نہیں جاتي یعني اپني عمر کي حکایتوں اور رایوں اور طبیعت کے قصوں کو جگہہ جگہہ ایسا بیان کیا که جو سچے سچے تھے اُسکو ہرگز نہیں چھپایا اور بناوت کو دخل نہیں دیا اور راست گوئي اور خوش مزاجي کے ظاہر کرنے میں تکلف کو کام نفرمایا ‡ *

---

† برنس صاحب نے اپني سیاحت نامه کي جلد ایک صفحه ١٢١ میں لکھا ہی که بابر نے یہہ وصیت کي تھي که میري لاش اُس جگہہ دفن کیجاوے جو اُسکي ساري قلمرو میں اُسکو مطبوع و مرغوب تھي چنانچه اب بھي ایک پاکیزہ ندي اُس قبرستان میں بہتي ہی اور خوشبودار پھولوں کو پاني دیتي ہی اور کابل کے لوگ ایک بڑے تہوار کو وہاں اکھٹے ہوتے ہیں بابر کي قبر کے سامنے سلک مرمر کي ایک مسجد اگرچه چھوٹي سي ہی مگر بہت ہي عمدہ بني ہوئي ہی اور اُسکے مقبرہ سے پہاڑ کي ایک نہایت دلکش فضا نظر پڑتي ہی

‡واضح ہو که صاف بیاني اور راست گوئي کي رو سے بابر کي سرگذشتیں تیمور کي سرگذشتوں کے مخالف ہیں اگرچه تیمور کي سرگذشتوں کي زبان سیدھي سادي ہی مگر بارصف اسکے بہت بنا بنا کر اسلیئے لکھي گئیں که لوگوں کے دلوں پر اثر اُسکا پڑے چنانچه ایک مقام پر اُسنے یہہ بات لکھي که ایک روز اتفاق سے میرے پانوں تلے ایک چیونٹي پسگئي اُسکے پس جانے سے میرے دل کو ایسا صدمه پہونچا

کا هلنا اور مت نا مارا هی همیشه مطیع و متحکوم اپنا رهیگا مگر خواجه مهدي نے ایسی کومک کیئے که ورنر اپني امید سے نا امید هوا خواجه مهدي اور علاوه اُسکے تمام لوگ اسباب کو یقیني سمجهی تهي که بابر کے بعد تخت اُسیکو نصیب هوگا مگر جب که وقت اُسکا قریب ایا تو خلیفه نے خواجه مهدي کو یکا یک گرفتار کیا اور اُس پاس کے لوگوں کو اسکے ملنے جلنے سے موقوف رکها اس بڑے انقلاب کا باعث اُس سرگذشت میں مندرج هی جسکو ارس کائن صاحب نے محمد متحکم کي سند پر بیان کیا جو سرگذشت مذکورہ کے مصنف کا باپ تها خلاصه اُسکا یهه هی که خواجه مهدي سے خلیفه ملنے گیا تها اور محمد متحکم همراه اُسکی تها حسب اتفاق اُسوقت خلیفه کي طلب هوئي که بابر کي جان هونٹوں پر تهي جوں هي که خلیفه خواجه مهدي کے مکان سے اونها تو خواجه مهدي ساتهه ساتهه اُسکے ازراه تعظیم کے دروازه تک آیا اور دروازه پر کهڑا رها یهاں تک که محمد متحکم بغیر اٹے بهڑے اُس سے نکل سکا اور جب که خلیفه دور نکل گیا تو خواجه مهدي نے دانت پیس کر یهه بات کهي که بهلاے او پیر نابالغ خدا چاهے تو تیرے چمڑي جلد نکلواتا هوں خواجه مهدي نے یهه بات کهکر موںهه پهیرا تو محمد متحکم کو گهر سے نکلتے دیکهه کر بهت پشیمان هوا اور اوساں اُسکے جاتے رهے مگر اُسنے محمد متحکم کے کان پکڑکر خوب اینٹهی اور بیساخته یهه مصرع پڑها † زباں سرخ سرسبز می دهد برباد عرض که محمد متحکم نے خلیفه کو یهه داستان سنائي چنانچه نتیجه اُسکا یهه هوا که خلیفه نے خواجه مهدي کي وزارت چهوڑي اور همایوں کا ساتهه دیا *

---

† واضح هو که فارسیوں کي اصطلاح میں زباں سرخ عبارت کي زباں کو اور سرسبز صاحب اقبال کے سر کو کهتے هیں اب اس مصرع کے یهه معني هیں که وه زباں جو عبارت هوتي هی اُس سر کو برباد دیتي هی جو صاحب اقبال هوتا هی (مترجم)

اُنہوں نے بابر سے یہہ درخواست کي که آپ اپني جان نکھوویں اور هزاروں
کے عیش و آرام کو برباد نکریں مگر بابر اپنے ارادہ سے باز نه آیا چنانچه
وہ همایوں کے سیج کے واري هوا یعني تین بارگرد اُسکے پهرا جو جینے سے
دور اور مرنے سے قریب هوگیا تها بعد اُسکے تهوڑي دیر تک بہت گڑگڑا کر
خدا سے دعا مانگي یہاں تک که اپنے قربان هونیکا ایسا اُسکو پورا یقین
هوا که چند بار اُسنے یہہ پکارکر کہا که اُسکا دکهہ میں نے سها میں نے
سها اور تاثیر اس اعتقاد کي آسپر اور اُسکی بیٹی پر اسقدر هوئي که تمام
مورخ اسبات پر متفق هیں که همایوں اُسیوقت سے تندرست هونے لگا اور
باپ اُسکا جو پہلے سے بیمار تها اور همایوں کي بیماري کے مارے زیادہ مریض
اور لاغر هوگیا تها اُسیوقت سے تهوڑا تهوڑا گهٹنے لگا جس سے یہہ بات بہت
جلد واضح هوئي که موت اُسکي قریب آگئي اور جب که اُسکي نوبت یہاں
تک پہونچي تو اُسنے اپنے بیٹوں اور وزیروں کو مرتے دم اکهٹا کیا اور اپنے جي
کي خواهشیں ظاهر کیں اور آپسمیں اتفاق و محبت کي سخت تاکید
کي مگر اُسکے وزیر خلیفه نے پہلے سے پہلے یہہ تجویز کي تهي که بابر کے
پیارے منصوبوں کو پورا نهونے دے † اور اس وزیر کا رعب داب ایسا تها
که اُسکے آگے کسي کي پیش نجاتي تهي مگر اُسکے رعب داب کي وجہه
اب تک دریافت نہیں هوئي چنانچه اُسنے اس غرض سے که سلطنت کے
تمام اختیارات اُسکے قبض و تصرف میں قایم و دایم رهیں یہہ ارادہ کیا
که بابر کے بیٹوں کو دخل ندے اور اُنکو الگ تهلگ رکهے اور اپنے داماد
خواجه مهدي کو تخت پر بیٹهاوے اور وزیر اُسکے بیٹهانے میں یہہ فائدہ
سمجها تها که خواجه مهدي عمر کا نوجوان اور مزاج کا لاوبالي اور پیت

† یہہ خلیفه بابر بادشاہ کا بڑا پرانا سردار تها مگر یہہ بات سمجهني دشوار هی
که بابر سے قابل بادشاہ کے روبرو اور همایوں سے تجربه‌کار وارث کے سامنے اسقدر
اختیار اُسکو کسطرح نصیب هوا تها اور ایسي هي یہہ بات بهي اچنبی کي معلوم
هوتي هی که اس سے آگی ذکر اُسکا تاریخ فرشته یا اکبرنامه میں نظام‌الدین یا
خلیفه کے نام سے پایا نہیں جاتا

متصرف هوگیا چنانچہ بابر فی الفور اُس جانب کو روانہ ہوا اور جب کہ
پٹھان لوگ اُس جگہہ سے چلے گئے تو کچھہ فوج اُنکے پیچھے بابر نے
روانہ کی یہاں تک کہ اس فوج نے گنگا جمنا دونوں کے وار پار اُنکا پیچھا
کیا اور بندیل کھنڈ میں اُنکو منتشر کردیا بعد اُسکے برسات آگئی اور بوجهہ
اسکے تعاقب موقوف هوگیا *

بابر کے بیمار هونے اور جانشینی کی نسبت سازشوں کا بیان

معلوم هوتا هی کہ مرنے سے پندرہ مہینے پہلے بابر کی طبیعت درست
رهتی تهی اور جو کہ اُسکی سرگذشتوں میں حالات اس زمانہ کے مندرج
نہیں تو یہہ بات صاف دریافت هوتی هی کہ اُسکی قوت و همت میں
کاهلی سستی آگئی تهی علاوہ اسکے اور چند باتوں سے بهی یقین هوتا هی
کہ اُسکی حکومت بهی اس باعث سے کمزور هوگئی تهی کہ لوگوں کو اُسکی
حکومت کے زوال کا خیال بندھ گیا تھا چنانچہ همایوں بهی بدخشاں کی
حکومت سے بلا اجازت چلا آیا اور جب کہ بابر نے اپنے وزیر نظام الدین علی
خلیفہ کو همایوں کی جگہہ منتخب کیا تو اُسنے بهی کوئی حیلہ پیش کیا
اور وہ بهی دربار هی میں رہا اگرچہ همایوں کو بدخشاں سے طلب کیا
تها مگر ساتهہ اُسکے محبت سے پیش آیا اور بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرے
پر ایک بیماری همایوں کو عارض هوئی جو بابر کے مرنیکا قوی سبب هوئی
جب کہ بابر کو یہہ بات دریافت هوئی کہ حکیم اپنی تدبیروں سے عاجز
هوئے اور خود حکیموں نے بهی یہہ عرض کیا کہ اب دوا درماں سے کوئی
فائدہ معلوم نہیں هوتا تو همایوں کی جان بچانیکے واسطے بابر کو صرف یہہ
امید باقی رهی کہ اُس اعتقاد باطل کے بموجب جو آج کل بهی بلاد
مشرق میں جاری ساری هی یہہ بات چاهی کہ بیٹے کی جان بچے اور
باپ کی جان نثار هوجائے اور جیسے کہ یہہ اعتقاد اُسکے جی میں بیٹها
تها ویسے هی اُسکے دوستوں کو بهی اُسکی بابت یقین کامل تها چنانچہ

کو روک تھام سکا ہمراہ اپنے لیکر لوٹ گیا اور سون ندی پار اپنے ڈیرے ڈالے اور وہ بہت سے سردار جو اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے بابر کے تابع ہوگئے چنانچہ بابر آگے کو بڑھا چلا گیا اور محمود نے یہہ بات سوچ سمجھہ کر کہ لڑنے میں کچھہ فائدہ نہیں بھاگنا اختیار کیا *

گنگا کے جنوب میں بہار کا ملک جسقدر واقع تھا وہ بابر کے قبض و تصرف میں آیا مگر بہار کا شمالی حصہ شاہ بنگال کے قبضہ میں باقی رہا جسکی بہت سی فوج اُس جگہہ اڑی پڑی تھی معلوم ہوتا ہے کہ شاہ بنگال کا صرف استدر مطلب تھا کہ دلی کی سلطنت کے اُس حصہ یعنی شمالی بہار کو اپنے قبضہ میں رکھے اور باقی حصوں پر لڑائی بھڑائی نکرے چنانچہ اُسنے اسی غرض سے بابر کو خط و کتابت میں مصروف رکھنا چاہا اور ایک ایلچی کا آنا جانا جاری رکھا یہاں تک کہ بابر کو صبر کا تحمل نرہا اور گنگا پار اوتر کر بنگالیوں سے لڑائی کو آگے بڑھا *

اگرچہ وہ گنگا اوتر گیا مگر گھاگرا کا اوترنا باقی رہا جہاں غنیم اُسکا ایسی جگہہ پڑا تھا کہ وہاں گنگا گھاگرا سے ملتی ہی" مگر بابر کے پاس کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اُسنے بنگالیوں کی کشتیوں کو مار پیٹ کر بھگا دیا اور اگر یہہ صورت پیش نہ آتی تو وہی کشتیاں بابر کے حق میں سنگ راہ ہو جاتیں بعد اُسکے بنگالیوں نے بابر کو اوترنے سے روکا چنانچہ دونوں طرفوں سے توپیں چلنے لگیں مگر اس باعث سے کہ فوج بابر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پار اوتر گئی تھی تو اُنکے مقابلہ پر غنیم کی فوج بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لڑی بھڑی یہاں تک کہ بابر کی فوج نے اِنکو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے شاہ بنگال آشتی پر راضی ہوا چنانچہ باہم صلح ہوگئی اور جب کہ بابر نے آگرہ کا ارادہ کیا تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ وہ گروہ افغانوں کا جو شاہ بنگال کی فوج سے الگ ہوکر اور بابن اور بایزید افغانوں کی حفظ و حمایت میں گھاگرا پار اوتر گیا تھا لکھنؤ پر قابض و

أسکي تللز سے گذرے اور أسے آنکي دیکھي سے انکھوں کو تازہ کیا اور
آسمیں اپنے خاص خاص باغوں کي عجب عجیب کیفیتیں جسمیں آس
نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں اور باري گروں اور پہلوانوں اور علاوہ اُ
اُن دل لگي کے شغلوں کے حالات مندرج ھیں جو ھندوستان سے مخصوص
ھیں *

ان سیر و تماشوں کے ساتھہ اُن دنوں میں رنتھمبور کا بڑا قلعہ اُ
حاصل ھوا جسکو راجہ سنگا کے دوسرے بیٹے نے أسکے حوالہ کیا اسلئے
کہ راجہ سنگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا أسکا جانشین أسکا ھوا تھا *

بہار و بنگال کي لڑائیوں کا بیان

جب کہ بابر کو یہہ پرچا لگا کہ وھي لودھي شاھزادہ محمود
نام جو راجہ سنگا کا رفیق و معاون تھا اور أسکي شکست کے وقت
أسکے ساتھہ تھا صوبہ بہار پر قابض ھوگیا تو بابر کو بڑا جوش ایا اور
نہایت پیچیدہ ھوا معلوم ھوتا ھی کہ بنگال کا بادشاہ اُس محمود
مدد و معاون تھا غرض کہ بہار اور اور پاس پڑوس کے پٹھانوں کي
جمعیت سے محمود کي جمعیت لاکھہ ادمیوں کے لگ بھگ پہونچي
تھي اور محمود اس جمعیت کو ھمراہ اپنے لیئے ھوئے بنارس کي جانب
بڑھا چلا اتا تھا کہ بابر بھي وھاں جا پہونچا جہاں گنگا جمنا آپسمیں
ملتي ھیں اور اب وھاں الہ آباد بستا ھی اور جوں ھي کہ بابر قریب اُس
فوج کے پہونچا وہ فوج جو جلد جلد اکھٹي ھو گئي تھي اور بابر کے
پہونچنے سے پہلے کچھہ کچھہ نزاع بھي آپسمیں ھو رھا تھا ٹوٹ پھوٹ
کر ادھر اودھر ھو گئي اور ساري وجہہ یہہ تھي کہ اُس فوج نے پہلے اِس
سے چنارگڑہ کا ارادہ کیا تھا مگر جب کہ وھاں لاگ ڈانٹ آنکي ھوئي تو
کچھہ کچھہ ادھر اودھر ھوگئي اگرچہ وہ لاگ ڈانٹ ایسي بہت قوي نھي
مگر جیسي کہ فوج کي طبیعتوں کا حال اُسوقت میں تھا فوج کي پراگندگي
کے لیئے کافي وافي تھا بعد أسکے محمود کا یہہ حال ھوا کہ جستدر فوج

کا جو راجپوتوں کي تاریخ میں عام پایا جاتا هی بابر کي نظروں سے گذرا.
یعنے بابر کي فوج قلعه کي فصیل پر چڑھے هي تهي که محصوروں نے اپني
عورتوں کو قتل کیا اور جان کهونے کو برهنه دوڑے چنانچه اُنہوں نے اُن
مسلمانوں کو مار کر بهگایا جو اُنکے سامنے پڑے اور رونے سے کود کر غنیم
کي فوج پر اُسي زور و شور سے برابر حمله کیئے گئے یہاں تک که مغلوب
هوکر پامال هوگئے اور وه دو تین سو راجپوت جو مدني راے کي محل
سراے کي حفظ و حراست کے واسطے باقي رهے تهے اُنہوں نے جان اپني
یوں کهوئي که آپسمیں اس بحث و تکرار پر مارے گئے که دشمن کے مقابله
میں پہلے پہل کون نجان اپني راجا پر نثار کرے یهه واقعه بیسویں جنوري
سنه ۱۵۲۸ع کو واقع هوا *

افغانوں کے مفسدہ کا بیان

جب که چندیري کا محاصره هو رها تها تو کہیں بابر کو یهه خبر
لگي که ایک پٹهان بابن نامي نے اُس فوج کو شکست فاحش دي جو
اوده پر بهیجي گئي تهي چنانچه بابر آپ اُس جانب کو روانه هوا اور
جب که افغانوں نے گنگا کے گهاٹ پر پڑاو اپنا ڈالا تو بابر نے ایسے حال میں
گنگا کا پل بنایا که دشمن کي توپوں کي بوچهاریں پڑتي تهیں غرض که
اخر کار اُسنے دشمنوں کو گهاگرا پار بهگایا اور انکا پیچها کیا یہاں تک که
دشمنوں نے بنگاله میں جاکر پناه ڈهونڈهي اور غالب یهه هی که اگر همایوں نے
اس سے پہلے صوبه بہار کو فتح نکیا تها تو بابر نے اسي موقع پر اُسکو فتح کیا
هوگا مگر بابر کي سرگذشتوں میں اُسکے حالات کا سلسله اسي جگهه سے
منقطع هوتا هی اور کسي مورخ نے اُسکو پورا نہیں کیا *

بعد اُسکے کئي مہینے تک بابر بیمار رها اور اس عرصه میں اُسنے
ایسي ایسي دل لگي کے کاموں سے مزے اوٹهائے جو اُسکو بہت کم نصیب
هوئے تهے چنانچه اس موقع پر هندوؤں کے اُن قلعوں اور مندروں اور
چشموں اور ابشاروں کے بیان سے سرگذشت اُسکي مشحون و معمور هے جو

ملک کے انتظام اور چندیری کے محاصرہ کا بیان

جب کہ یہہ مہم ہوچکی تو میوات کے دبانے کو بابر روانہ ہوا چنانچہ وہ ملک بھی مطیع و محکوم اسکا ہوگیا اور جیسے کہ حال اسکا پہلے تھا اس سے بہتر انتظام اسکا ظہور میں آیا بعد اسکے بابر نے حسب اپنے وعدہ کے جو اس لڑائی سے پہلے کیا تھا اُن لوگوں کا ایک ترتیب بنایا جن لوگوں نے کابل جانے کی رخصت چاہی تھی اور ہمایوں کو سردار اُنکا بناکر کابل کو روانہ کیا *

بعد اُسکے ملک کے انتظام و انصرام اور اُن صوبوں کے بندوبست بحال کرنے میں جو لڑائی کے دنوں میں کچھہ ٹھیک ٹھاک نرہے تھے پورے چھہ مہینے صرف کیئے غرض کہ برس دن کے اندر اندر گنگاپار کے ملکوں میں صوبہ اودہ کے علاوہ حکومت اسکی دوبارہ قایم ہوگئی اور اب بھی صوبہ اودہ میں افغانوں کا ایک گروہ باغی رہا تھا جنکی سر کوبی کے لیئے تھوڑی سی فوج بھیجی گئی *

اگلے برس یعنی سنہ ۱۵۲۸ ع مطابق سنہ ۹۳۴ هجری کے آغاز میں بابر نے چندیری پر چڑھائی کی جو بندیل کھنڈ اور مالوہ کی سرحدوں پر واقع ہے اور اسپر مدنی راے قابض و متصرف تھا جو راجپوتوں کا سردار اور محمودشاہ ثانی والی مالوہ کے عہد دولت میں بڑا صاحب اقتدار تھا اور بعد اسکے خود سلطنت کر دبا بیٹھا تھا اور جب کہ محمودشاہ ثانی نے شاہ گجرات کی امداد و اعانت سے اسکو خارج کیا تھا تو رانا سنگا کی حفظ و حمایت میں اکر چندیری میں پاوں اپنے جمائے تھے چنانچہ وہ بھی لڑائی میں رانا سنگا کے ہمراہ تھا مگر صحیح سلامت نکل گیا اور اب اُسنے سخت مقابلہ کیا مگر اس موقع پر بھی دستور قدیم کے موافق جسقدر اُسنے بہادری دلاوری ظاہر ہوئی اسقدر استقلال اور ہنر ظاہر نہ ہوا چنانچہ محاصرے کے دوسرے دن وہ بالکل مایوس ہوگئے اور کام کو ہاتھہ سے دے بیٹھے اور وہ عجیب واقعہ یخودکشی

ی کے راجہ حسن خاں کی رفاقت حاصل کرنے کے لیئے فریقین نے
بڑی کوششیں کیں اس راجہ کے نام سے صاف یہہ واضح ہوتا ہی
ہ ایک نو مسلم راجہ تہا اور ملک اُسکا وہ پہاڑی خطہ تہا جو دلی
چیس میل کے اندر اندر دریاے چنبل کی جانب کو پہیلا ہوا ہی
اُس خطہ میں وہ چہوٹی ریاست شامل تہی جو اب مچہیری یا الور
نام سے مشہور و معروف ہی *

اس راجہ کا بیٹا جو بابر کے پاس بطور اول کے تہا بابر نے اس
ظر سے اُسکو اسکے پاس بہیجدیا کہ باپ اُسکا جی جان سے شریک
سکا ہوجاوے مگر بابر کی اس جوانمردی سے وہ مطلب حاصل
ہوا جو اُس نے چاہا تہا اسلیئے کہ جوں ہی حسن خاں کو اپنے
یٹے کیطرف سے طمانیت حاصل ہوئی تو ووں ہی راجہ سنگا سے
کہلم کہلا جاکر ملگیا اور راجہ سنگا حسن خاں اپنے رفیق کی امداد و
اعانت کے لیئے جلد آگے بڑہا اور بیانہ میں پہونچا جو آگرہ سے پچاس
میل کے فاصلہ پر واقع ہی چنانچہ بابر کی اُس فوج کو نقصان پہنچا کر
درون قلعہ بیٹہا دیا جو اُس جگہہ پڑاو ڈالے پڑی تہی اور اُن لوگوں اور
دارالسلطنت والوں کے درمیان میں آنے جانے کی راہیں مسدود کیں بعد
اُسکے بابر نے دشمن کی دیکہہ بہال کے لیئے کچہہ لوگ اپنی فوج کے روانہ
کیئے اور پیچہے سے تمام فوج اپنی لیکر جلد روانہ ہوا اور جب کہ بابر
فتح پور سیکری میں داخل ہوا جو آگرہ سے بیس میل پر واقع ہی تو
آپ کو ہندوؤں کی فوج کے قریب پایا ہندوؤں نے اُسکی فوج کے اگلے حصہ
پر ترت پہرت حملہ کیا اگرچہ تہوڑی بہت امداد اُس حصہ کی قلب کی
فوج نے کی مگر اُسنے بڑی شکست فاحش کہائی یہہ واقعہ اٹہارہویں یا
اُنیسویں فبروری سنہ ۱۵۲۷ ع کو واقع ہوا اور جو ہل چل کہ پہلے پہل
بابر کی فوج میں پڑی اور دل اُنکے مرگئے اگر اُسی وقت میں راجہ دہاوا
کرتا تو ظن غالب تہا کہ وہ کمال آسانی سے کامل فتح پاتا مگر وہ راجہ

چتور کے راجہ همیر سنگهہ راجپوت نے سنہ ۱۳۱۶ع علاؤالدین خلجي کے عہد دولت میں چتور گرہ پر دوبارہ قبض و تصرف حاصل کرکے ایک مدت راج کرتے کرتے تمام میوار پر قبضہ اپنا کیا تہا اور اُسکے سپوت بیتے نے احمیر اُسپر زیادہ کي تهي † اور جب سے کہ دلي کي سلطنت سے مالوہ خارج ہوا تہا تو میوار کے راجاؤں اور مالوہ کے نئے بادشاہوں میں اکثر اوقات اَن بن رہتي تهي چنانچہ بابر کے آنے سے پہلے سنہ ۱۵۱۹ع میں میوار کے راجا سنگا نے مالوہ کے محمود بادشاہ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا تہا ‡ *

یہہ راجہ سنگا راجہ همیر سنگهہ کے جانشینوں میں چهٹا تہا میوار کي تمام موروثي سلطنت پر قابض و متصرف تہا اور علاوہ اُسکے مالوہ کا مشرقي حصہ بهیلسہ سے چندیري § تک باجگزار اُسکا تہا اور یہہ راجہ ایسا بڑا راجا تہا کہ ماروار اور جیپور کے راجے بلکہ تمام راجپوت اُسکو اپنا پیشوا مانتے تهے || اور جب کہ بابر نے ابراہیم شاہ لودهي پر یورش کي تهي تو اسي راجا نے اُس طبعي عداوت کي ضرورت سے جو اُسکو فاطبۃ دلي کے بادشاہوں سے چلي آتي تهي بابر سے دوستانہ خط کتابت کي تهي اور جبکہ خود بابر دلي کا تخت نشین ہوا تو وہي طبعي عداوت باعث ہوئي کہ اُسنے بابر کے خلاف پر راجاؤں کو آمادہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ هندو راجاؤں کے علاوہ لودهیوں کے خاندان کا محمود شاہزادہ بهي رفیق اُسکا ہوگیا اگرچہ یہہ شاہزادہ کسي ضلع پرگنہ کا مالک تو نتہا مگر بادشاہي کا خطاب اُسنے اختیار کیا تہا اور دس ہزار آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ بهي همراہ اپنے رکہتا تہا جن لودهي سرداروں کو همایوں نے مار پیٹ کر بهگایا تہا وہ لوگ بهي اپني اپني جگهہ قایم ہوگئے یا اُنہوں نے اور مقاموں میں راجا سنگا کي امداد و اعانت کے لیئے آدمي بهرتي کیئے

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجپوتانہ جلد ایک صفحہ ۲۷۳

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۴ صفحہ ۲۶۱

§ بابر کي سرگذشتوں کا مجموعہ صفحہ ۳۱۲

|| کرنل ٹاڈ صاحب جلد ایک صفحہ ۲۹۹

ہمارا بات هی کی بدنامي نہایت اور کام کا بیوقوفي بڑي جانا چھوڑکر یہیں
ارادہ یہہ هی کہ هم چندے هندوستان میں قیام کریں باقي جس شخص
کو اب جانا منظور هو وہ بلا تامل چلا جاوے اور بلا ریب اُسکو جانیکي
اجازت حاصل هی مگر بعد اسکے جو شخص اس عزم کے خلاف پر کچھہ
کہی سنیگا وہ هرگز نسنا جاویگا غرض کہ جب بابر نے یہہ دو چار باتیں
سنائیں تو بہت سے لوگ اپنے ارادوں سے باز رهے چنانچہ بعد اُسکی کوئي
شکایت پیش نہوئي مگر خواجہ کلاں جو بابر کا بڑا رفیق اور معتمد
سردار تھا اُن لوگوں میں شامل رہا جنھوں نے جانا مقرر ٹھہرایا تھا چنانچہ
خواجہ کلاں کے واسطے اٹک پار کي حکومت تجویز کي گئي اور بعزت
تمام اُس کام پر روانہ کیا گیا *

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر اُسکے دشمنوں پر بھي هوا یعني وہ
لوگ اُسکے مطیع و محکوم هوگئي جنکو یہہ امید لگ رهي تھي کہ بابر
بھي تیمورلنگ کي مانند ان ممالک مفتوحہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جاویگا
باقي جو لوگ اُسکی جب تک مطیع نہ هوئی تھے آنکی مطیع کرنیکو
جابجا فوجیں روانہ کي گئیں چنانچہ چار مہینے کے اندر اندر یعني
جولائي سنہ ١٥٢٦ع سے اکتوبر سنہ الیہ تک جو ملک ابراهیم‌شاہ کا
مقبوضہ تھا وہ تمام اور علاوہ اُسکے وہ تمام صوبی جو ابراهیم کے قابو سے
نکل گئے تھے جونپور کي پہلي سلطنت سمیت ایک فوج کي سعي و
محنت کي بدولت جسکا سردار بابر کا بڑا بیٹا همایوں شاهزادہ تھا بابر
کے قبض و تصرف میں اگئی اور بعد اُسکے دھولپور اور بیانہ اور گوالیار
سب سے پیچھے فتح هوئے *

بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجا پر

جب کہ تمام مسلمانوں نے بابر کي حکومت کو تسلیم کیا تو اب
بابر کو خاص هندوؤں سے لڑنا بھڑنا باقي رها مگر اس موقع پر خود هندوؤں
نے بخلاف اپنے دستور قدیم کے بابر سے چھیڑ چھاڑ شروع کي *

. اگرچہ بابر ہندوستان کی دارالسلطنت پر قابض تھا مگر تمام سلطنت پر اُسکا قبضہ نہوا تھا چنانچہ اُسکی قبضہ میں صرف وہ حصہ تھا جو دلی کے شمال مغرب میں واقع ہی اور نیز وہ تنگ خطہ تھا جو جمنا کے کنارے کنارے اگرہ تک پورا ہو جاتا ہی اور وہ ملک جو گنگا کے مشرق میں واقع ہی دریا خاں لوحانی کے قبض و تصرف میں ہوکر ابراہیم لودھی کے قبضہ سے خارج ہوگیا تھا اور دریا خاں کے بیٹے نے محمد شاہ لوحانی کا خطاب اختیار کیا تھا اور وہ گنگا کے دونوں کنارے صوبہ بہار پر قابض و متصرف تھا اور جمنا کے مغرب میں بھی بہت سے مقام ابراہیم کے دخل و تصرف سے نکل گئے تھے اور جو مقام کہ مطیع اور شامل رہے تھے اُنپر وہ افغان اور ہرولی سردار قابض ہو بیٹھے تھے جو ابراہیم لودھی کی سلطنت کے ملازم تھے بابر کو صرف انہیں لوگوں سے مقابلہ کرنا پڑا بلکہ پہلے پہلے اُسکی فوج اور ہندوستان کے لوگوں میں بڑی عداوت قایم رہی اور دونوں فریق آپسمیں سختی کرتے رہے چنانچہ لشکر کے گرد نواح کے گنوار لوگ گانوں گراںو اپنے چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور فوج کے لوگوں کو غلہ اور گھاس چارے کی قلت سے بڑی دقت پیش آئی علاوہ اُسکے خاص اُس برس میں کچھہ ایسی گرمی پڑی کہ فوج میں واویلا مچی اسلیئے کہ وہ لوگ سرد سیر اقلیم کے رہنے والے تھے اور قاعدہ ہی کہ ٹھنڈے ملکوں والوں کو گرمی کی شدت نہایت نقصان پہونچاتی ہی یہاں تک کہ فوج نے کابل جانیکی درخواست پیش کی بلکہ بعض بعض اُنمیں سے سراجوں نے اجازت کا انتظار بھی نکیا اور بلا اجازت کابل جانیکے سارے سامان مہیا کیئے اور جب کہ یہاں تک نوبت پہونچی تو بابر نے فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور علانیہ یہہ بات اُنکو سمجھائی کہ تمہاری سعی و محنت اور عرق ریزی اور جانفشانی کا مقصود ایک مدت سے یہہ تھا کہ ہندوستان کا ملک فتح ہو جاوے اور جب کہ خداے تعالی نے وہ مراد پوری کی اور تمنائوں سے سوا حاصل ہوئی تو ایسی صورت

کارنمایاں کئي تھی چنانچہ فی‌الفور اُسنی بلخ پر قبضہ کیا اور شاہ اسمعیل سے رفاقت پیدا کي چنانچہ ایرانیوں کي امداد و اعانت سے بخارا کو دبایا اور سنہ ۱۵۱۱ع میں سمرقند پر پھر قابض ہوا *

مگر یہہ بات اُسکي قسمت میں لکھي تھي کہ ماوراءالنہر میں بات اُسکي بني نرہے چنانچہ ایک پورا برس نگذرا تھا کہ اوزبکوں کے ہاتھوں سمرقند سے نکالا گیا اگرچہ دو برس تک ایرانیوں کي امداد و اعانت سے لڑتا بھڑتا رہا مگر آخرکار اُسنی شکست فاحش کھائي اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت اُسکي پہونچي کہ سنہ ۱۵۱۴ع میں بلخ کے سواماوراءالنہر کا تمام ملک اسکی قبضہ سے نکل گیا *

بعد اس بڑي ناکامي کے هندوستان پر متوجہہ ہوا اور وہ بڑے بڑے کام اسنی کیئی جنکےنتیجہ کا بیان اوپر ہوچکا *

بیان اُن کاموں کا جو ابراهیم شاہ پر فتح پانے کے بعد اُسنے کیئے

جب کہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ هجري میں وہ اگرہ کو فتح کرچکا تو اُسنے اول یہہ کام کیا کہ جو غنیمت هاتھہ آئي اُسکو رفیقوں پر بانٹ چونٹ برابر کیا چنانچہ اپنے بیٹے همایوں کو ایک ایسا هیرا عنایت کیا جو تمام دنیا میں نظیر اپنا نرکھتا تھا اور ایک ایک شاہ رخي کا تحفہ کابل کے چھوٹے بڑوں اور مرد عورتوں اور غلام آزادوں کے لیئے روانہ فرمایا † *

---

† واضح ہو کہ اگرچہ شاہ‌رخي پونے سات آنہ یا ساڑے سات آنہ کي ہوتي هی مگر کل رقم جسقدر کہ بابر نے بھیجي ہوگی وہ بہت بڑي رقم ہوگي چنانچہ اور ایسے ایسے نامعقول خرچوں کے باعث سے لوگوں نے اُسکو قلندر کا خطاب دیا جو ایک فقیروں کا فرقہ هی اور دستور اُنکا یہہ هی کہ وہ کل کے واسطے باقي نہیں رکھتے اگرچہ وہ همیشہ فیاض رہا ہوگا مگر همیشہ ایسي فضول خرچي نکرتا ہوگا اسلیئے کہ دریافت ہوتا هی کہ جب کابل پر وہ قابض ہوا تو بعد اُسکے محاصل کي قلت سے کسیطرح کي دقت پیش نہ آئي

اُسیے طرح طرح سے ظاہر کیا پورا ہوا چنانچہ اُسیے اُن تھوڑے لوگوں سے کئي بار حملے کیئے اور ہر دھاوے پر اپکو لڑائي کي حلتي اگ میں ڈالا یہانتک کہ صرف اپني ذاتي دلاوریوں اور اصلي ہمتوں کي بدولت بگڑے کام کو دو بارہ سنوارا † اور بات اپني بنائي *

بابر جو بڑي بڑي لڑائیاں لڑا وہ اپنے پرانے دشمنوں یعني اوزبکوں سے لڑا پڑا اسلیئے کہ جب ماوراءالنہر فتح ہوچکي تو شیباني خاں نے خراساں پر حملہ کیا اور ہرات پر قابض ہوا اور خاندان تیمور کي بڑي شاخ کو پھولنے پھلنے سے کھویا بعد اُسکے قندھار کے اضلاع پر چڑھائي کي اور خود شہر قندھار کو فتح کیا اور ہنوز اُسیے قندھار کے قلعہ کو فتح نکیا تھا کہ مصایب دور دراز کي ضرورت سے اُسکو پیچھے لوٹنا پڑا مگر باوصف اسکي قلعہ کو ایسا کمزور چھوڑا کہ وہ اپنے قدیم قابضوں قوم ارغوں کے قبضہ میں جو اُسکے اس پاس لگي ہوئي تھي اگیا اور بعد اُسکے بہت دنوں تک یعني سنہ ۱۵۰۷ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۲ ع تک اُنکي قبض و تصرف میں باقي رہا اب یہہ بات سمجھني اساں نہیں کہ اگر اوزبکوں کا دور دورا بنا رہتا تو بابر کا کیا حال ہوتا ہاں یہہ امر ممکن تھا کہ اگر شیباني خاں ایسے نئی دشمن کے مقابلہ پر نحبارا حسکي کامیابي نے بابریوں کي فتوحات کو خاتمہ پر پہونچایا تو بابر کا حال بھي ایساہي ہوتا جیسا کہ اُسکے خاندان کے اور بہت سے بادشاہوں کا ہوا پہہ نیا دشمن شاہ اسماعیل صفوي ایران کا بادشاہ تھا جسکے مقابلہ پر شیباني خاں اُسي زمانہ میں گیا اور اُسیے شیباني خاں کو سنہ ۱۵۱۰ ع میں شکست فاحش دیکر قتل کیا *

جب کہ شیباني خاں کام آیا تو بابر کے لیئے ایک نیا میداں خالي ہوا بلکہ وہي میداں خالي ہوا جسمیں اسنے اغاز عمر میں بڑے بڑے

† ارس کائن صاحب کا قول بحوالہ تاریخ حاجي خاں اور تاریخ فرشتہ کے اس پہارس کے آغاز سے بابر کي سرگذشتوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور انکے کئي برسوں کا حال اُسمیں مندرج نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہی نہ اُن برسوں کا حال کوئي لکھا نہیں گیا (ارس کائن صاحب کا ترجمہ بابر کي سرگذشتوں کا صفحہ ۲۳۶)

خاندان تیمور کے جو لوگ ہرات میں سلطنت کرتے تھے اُنسے اس مقدمہ میں صلاح مشورت کرے کہ اوزبکوں کے حملوں سے کسطرح بچنا چاہیئے چنانچہ ان موقعوں پر اسنے بڑي جان جوکھوں اُٹھائي اور جو مصیبتیں کہ لڑائیوں میں پیش آئیں ہین اُنسے زیادہ سختیاں سہیں یہانتک کہ ہزاریوں کے پہاڑونمیں عین جاڑوں میں جب گذرتا تھاتوایک کوچمیں برف کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا تھا اس زمانہ میں یعنی سنہ ١٥٠٦ ع میں جہانگیر بھائي اُسکا باغي ہوا مگر اُسنے اُسکو پس پا کیا اور جان اُسکي بخشي اور جب کہ سنہ ١٥٠٧ ع میں بابر ہرات میں موجود تھا تو ایک بڑي بغاوت برپا ہوئي جسمیں اُسکي مغلي فوج نے اُسکے چچیرے بھائي کو بادشاہ بنایا مگر بابر نے اُسکو بھي شکست دي اور قصور اُسکا معاف کیا بعد اُسکے اُن مغلوں کي سازش سے بربادي کے لگ بھگ پہونچا جو خسرو شاہ کے پاس سے بھاگ کر اُسکے پاس آئے تھے ان مغلوں کي بغاوت جو قریب دو تین ہزار آدمیوں کے تھي پہلے پہلےاس طرح واضح ہوئي کہ اُنہوں نے بابر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جبکہ بابر اُنکے ہاتھوں سے نکل کر کابل سے بھاگا تو اُنہوں نے الغ بیگ کے بیٹے عبدالرزاق کو جسکي جگہہ سنہ ١٥٠٨ ع میں خود بابر قابض ہوگیا تہا حکومت کابل کے لیئے بلایا اور غالب یہہ ہی کہ اِس جوان کے استحقاق کے دعوے کے بہت سے حامي اور مددگار تھے اسلیئے کہ خاندانِ تیمور کے تمام شاہزادے اُسکي سلطنت کو ایسا عام شکار اپنا سمجھتے رہے کہ جو کچھہ جسکے ہاتھہ آیا وہ اُسکو دبا بیٹھا اور اُسکي قوت خاص اُن تعلقات پر منحصر تھي جو اُسکو ایسے ملک میں حاصل تھی جہاں باپ اُسکا سلطنت کرچکا تھا اور وہ تعلقات ایسے قوي تھے کہ انکےپاس و لحاظ سے بابر کي تمام فوج بابر کو چھوڑ کر چلي گئي یہانتک کہ پانسو آدمي باقي رہگئے اور یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ تھوڑي سي مایوسي اور کوتاہ ہمتي بھي اُسکے لیئے نہایت مضر پڑتي مگر فوج کي قلت کا نقصان، اُسکي ذاتي دلاوري بہادري سے جسکو

کر اُسکے وزیر نے خارج کیا تھا جسکو ارغون کے مغلی یا ترکی خاندان نے نکالا تھا جو تھوڑے عرصہ تک قندھار پر قابض و متصرف رہ چکا تھا غرض کہ سنہ ۱۵۰۳ ع میں بابر نے کابل کو فتح کیا اور کچھہ مقابلہ بھی کرنا پڑا بعد اُسکے بلخ اسکے ہاتھہ سے نکل گیا جسکو خسرو شاہ نے پھر حاصل کیا اور آخرکار اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آیا اور یہی باعث ہوا کہ بابر کاتعلق ان ملکوں سے یک قلم منقطع ہوگیا جو پہاڑوں کے آس طرف واقع تھے اور صرف کابل کا بادشاہ رہا اور ہندوستان کی فتح سے پہلے پہلے بائیس برس تک وہیں سلطنت کی اور سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک اسکی آل و اولاد نے ہندوستان کی سلطنت کا مزا اوٹھایا *

اگرچہ بابر کو ایک قرارگاہ فی الجملہ حاصل ہوگئی تھی مگر چین اُسکو نصیب نہوا تھا بلکہ حقیقت میں اُس نے محنت و مشقت اور خطرونکی صورت کو بدلا تھا اسلیئے کہ باوجود اسکے بھی ایسے قوی بیرونی دشمنوں کا کھٹکا لگا رہتا تھا جنکا مقابلہ کامیابی سے آجتک نکرسکا تھا اور خاص ملک کا یہہ حال تھا کہ بہت سا حصہ اُسکا ایسی قوی خود مختار قوموں کے ہاتھہ میں دبا ہوا تھا کہ اُنکے ہاتھوں سے اُسکے چھوٹنے کی امید نتھی اور باقی رہے سہی ملک میں سے بھی کسیقدر مخالفوں کے ہاتھہ چڑھا ہوا تھا اور اُسکا بادشاہی کا خطاب بھی عموما مسلم نتھا علاوہ اُسکے کوئی وزیر بھی اُسکا ایسا نتھا کہ اعتماد اُسپر ہوسکے اور جہانگیر بھائی اُسکا جو ایک مدت تک مخالف رہا تھا ابھی آکر ملا تھا یعنی وہ بھی اعتماد کے قابل نتھا فوج اُسکی ایسے بےٹھور ٹھکانے لوگوں کا مجموعہ تھا جنکو وہ خوب نجانتا تھا اور وہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے پہلے آقاؤں سے بھی دغا کرچکے تھے *

پہلے پہلے کئی سال اُسنے قندھار کی فتح اور ایماقوں اور ہزاریوں کے پہاڑوں میں مہمات کرنے اور جوات کے بڑے خطرناک سفر طی کرنے میں صرف کیئے اور اس خطرناک سفر کی غرض غایت یہہ تھی کہ

تھا اور تمام سفروں میں خواہ لڑائی بھڑائی میں خواہ امن چین کے
ں میں پھول بوتوں اور خوشنما صحراؤں کے سیر و تماشے کو ہاتھہ
ندیتا تھا اگرچہ اور بادشاہوں کے شوق ذوق اور خیالات اس وجہہ
شاید ہم نہیں جانتے کہ اُنہوں نے حال اپنا بیان نہیں کیا مگر
شیا کي تاریخوں میں کسي بادشاہ کے شوق ذوق اور مزاج کا حال
مقدر ہم نہیں جانتے جیسا کہ بابر کے حالات سے ہم واقف ہیں *

بابر کا قبض و تصرف کابل کي سلطنت پر

بلخ اس زمانہ میں خسرو شاہ کے قبض و تصرف میں تھا جو بابر
کے متوفی چچا کا بڑا بھاري رفیق تھا اور بعد اُسکے بابر کے چچا زاد
بھائي باینسنقر مرزا کا وزیر رہا تھا جسکو بابر نے سمرقند سے خارج کیا تھا اور
اُسکے قبض و تصرف کي وجہہ یہہ تھي کہ اُسنے اپنے آقا باینسنقر مرزا کو قتل
کیا تھا اور اُسکي جگہہ بادشاہ بن بیٹھا تھا خسروشاہ نے بابر کے موافق کرلینے
کے لیئے بہت سي سعي و کوشش برتي چنانچہ جب بابر اُسکي قلمرو میں
گذرا تو اُسنے بظاہر بڑي مہماني کي تھي اور یہہ مدارات اُسکي اسلیئے تھي
کہ وہ آپ کو محفوظ نسمجھتا تھا چنانچہ تھوڑي مدت گذرنے پر خسرو
شاہ کے مغل ملازموں نے بابر سے یہہ خواہش جتائي کہ وہ ملازمان بابري
میں داخل ہونا چاہتے ہیں غرضکہ وہ لوگ اب تک کھلم کھلا بابر کے ملازم
نہوئے تھے کہ خسرو شاہ کا بھائي باقي خاں بابر سے موافق ہوگیا اور اُسکے
آنیکے ساتھہ اُسکي فوج بھي ساتھہ اُسکے چلي آئي اور بابر کا یہہ حال تھا کہ
جب وہ خسرو شاہ کي قلمرو میں پہونچا تھا تو دو تین سو لاٹھي پونگے
والے اُسکے ہمراہ تھے اور بعض بعضوں کے پاس کچھہ کچھہ ہتیار بھي تھے
اور کل دو خیمہ اُسکے ساتھہ تھے جنمیں سے عمدہ خیمہ اُسنے اپني ماں
کو دیا تھا مگر اب اُسکو بڑي عمدہ فوج تربیت یافتہ اور ساز و سامان سے درست
ہاتھہ آئي چنانچہ وہ اُسکو لیکر کابل کي طرف روانہ ہوا اور یہاں کابل کا
یہہ حال تھا کہ بابر کا چچا مرزا الغ بیگ دو برس پہلے مرچکا تھا اور اُسکے بیٹے

سچي قسم نکهائي تهي یا وہ بعد أسکے اپنے قول و قسم سے پهر گئے بابر کے ساتهہ ایسي دغا کي کہ أسکو أسکے دشمنوں کے حوالہ کردیا چنانچہ بعد أسکے بابر نے بڑي دشواري سے آزادي حاصل کي مگر قید سے چهوٹنے پر ایسي صورت پیش أئي کہ اسکي مایوسي قید سے کچهہ کم نہ تهي یعني شیباني خاں نے أسکے چچا کي معلہ فوج کو شکست فاش دي اور خود أسکو گرفتار کیا اور اضلاع بلخ کے علاوہ ماوراءالنہر کے تمام اضلاع اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آگئے غرض کہ جب بابر کو کوئي امید باقي نرهي تو فرغانہ کو پوري پوري الوداع اور پچهلي خدا حافظ ناصر کهکر کوہ هندوکش کے سلسلہ سے آگے نئي نئي ملکوں میں سخت آزمائي کے لیئے روانہ هوا *

ایسے ایسے کاموں کے بعد جو أس سے ظہور میں آئے اور ایسي ایسي مصیبتوں کے پیچهے جو أس نے اوٹهائیں اور وہ ایک بڑي طول طویل عمر کے لیئے کافي وافي تهیں بابر کي عمر کل تیئیس برس کي تهي اور ان بیشمار ناکامیوں کے صدمہ جوانی کے زوروں پر سہارے چنانچہ وہ آپ بیاں کرتا هی کہ میںے اکثر اوقات بہت سے آنسو بہائے اور درد انگیں شعر تصنیف کیئے مگر عموماً خوش مزاجي أسکي أسکو سنبهالي رهي جسکي بدولت حال کے مزے اٹهاتا تها اور آیندہ کے لیئے اچهے اچهے خیال باندهتا تها چنانچہ أسنے بیاں کیا کہ جب سمرقند کو خالي کیا تو بعد أسکے چند روز ایسي خوشي حاصل هوئي کہ ویسي کبهي نصیب نهوئي تهي یعني رات بهر اچهي نیندوں سویا اور پیٹ بهر من مانتا کهانا کهایا اور فکر و تردد سے بیجنت بیٹها اکثر أسنے اسیطرح زندگي کا مزا اوٹهایا هزار آفریں أسکي اوقات بسر کرنے کي عادتوں بے تکلفي اور سادہ مزاجي پر کهني چاهیئے اسلیئے کہ أسنے ایک بڑي مہم کے بیاں میں ایک قسم کے خربوزہ یا تربوز کا بیاں کیا جس سے أسکو حسرت حاصل هوئي اور ایسي خفیف خبر کے بیاں کے لیئے أس بڑے بیاں کو چهوڑا اور أسمیں توقف کرتا اور جب کبهي أسکو بیجنت بیٹهنے کي فرصت هاتهہ آتي تهي تو باغ کے دهندوں میں مصروف

ورا محاصرا کیا اور چار مہینے تک اپنے بدخواہوں کو بھوکھوں مارا
ہت سے شہروالی مرگئے سیکڑوں سپاہی شہر کی رونی سے لٹک کودکر
ے گئے باقی بابر کا یہہ حال ہوا کہ اسنے بھی بھوکوں کے مارے شہر
ں کی طرح مصیبتیں اوتھائیں اور آخرکار شہر کے چھوڑنے پر مجبور
ا بعد اسکی دو برس تک بڑی مصیبتوں سے دن کاٹے یعنی کبھی کبھی
اڑوں میں رہا اور اکثر اوقات اپنے چچا کے لشکر میں بڑے دن بسر کئے
ر افلاس کی یہہ نوبت پہونچی کہ نوکر چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور باربار کی
صیبت سے بالکل مایوس ہوا اور ایکبار اسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو چلا
جاوے اور گمناموں کی طرح سے کسی گوشہ میں گھس بیٹھکر باقی عمر اپنی
بسر کرے مگر کبھی کبھی فرغانہ کے خالی ہونے سے اسکے ٹھنڈے جی میں
اوبال آتے تھے اور مرے ہوئے امیدیں اسکی جی جاگ اوٹھتی تھیں چنانچہ
اخرکار اسنے اپنے چچا کی امداد و اعانت سے قدیم دارالسلطنت پر قبضہ کیا
اور مرزا جہانگیر اسکا بھائی جو اب تک بحسب ظاہر مخالف اور ناموافق
تھا اس سے کھلم کھلا آملا پھر تو احمد خاں تنبول ایسے اڑے وقت میں
اوزبکوں کی بڑی مدد کمک لایا کہ بابر مغلوب ہوا اور جب کہ شہر کے
بازاروں میں بڑی کڑی لڑائی پڑی تو بابر جان بچاکر بھاگ گیا اور اوزبکوں
نے ایسا سخت تعاقب کیا کہ تمام رفیق اسکی ایک ایک کرکے پکڑے گئے
بلکہ خود گھوڑا اسکا ایسا ہار گیا تھا کہ احمد خاں تنبول کے دو سپاہیوں
نے اسکو جا دبایا اور انہوں نے بابر کو یہہ سمجھایا کہ وہ احمد خاں کی
اطاعت قبول کرے اور بابر انکو جواب دیتا جاتا تھا اور عین گفتگو میں
گھوڑے کو پہاڑوں کی طرف بڑھائے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اسنے یہہ
بات سمجھی کہ میں نے اپنی نرم کلامی اور منت سماجت سے انکو
دوست اپنا بنالیا اور وہ دونوں میرے درد شریک ہوگئے چنانچہ انہوں
نے بھی بڑی سخت قسم کھائی اور یہہ اقرار کیا کہ ہم تیرے درد شریک
ہیں مگر بعد اسکے ان دونوں نے خواہ اس وجہہ سے کہ حقیقت میں

اسي عرصه میں احمد تنبول نے پھر سر اوبھارا- چنانچه اُسنے فرغانه پر قبضه کیا اور بابر ایسے پہاڑوں میں پناه لینے پر مجبور هوا جو فرغانه کے جنوبي جانب میں واقع هیں اور نهایت دشوار اور صعب‌گزار هیں اور جب که اُسکو یهه بات دریافت هوئي که شهباني خاں سردار اوزبکوں کا سمرقند کو چهوڑ کر کسي مُهم پر چڑھ گیا تو اپني ذاتي دلاوري اور اصلي همت کے تقاضے سے سمرقند پر چهاپه مارنیکا اراده کیا چنانچه صرف دو سو چالیس آدمي لیکر روانه هوا اور راتوں رات زینه لگاکر سمرقند کي روئي پر چڑھ گیا چنانچه پهره والوں پر غالب آیا اور کمال چستي چالاکي اور دلاوري ظاهر کرکے اپنے لوگوں کا یهانتک هجوم بڑھایا که تمام شهر والے طرفدار اُسکے هوئے اور اوزبکوں کو جگهه جگهه قتل کیا شهباني خاں یهه خبر سنکر بهت جلد پهرا مگر جب اسنے یهه دیکها که شهر کے لوگوں نے شهر کے دروازه بند کئے تو لاچار هوکر بخارا کو چلا گیا بعد اسکے سارا سغدیانه بابر کے قبضه میں آگیا چنانچه وه چهه مهینے تک تمام امن و اماں سے اسپر قابض اور متصرف رها اور اس عرصه میں آس پاس کے بادشاهوں کو یهه بات اسنے سمجهائي که تم سب کو اوزبکوں سے مضرت پهونچیگي اور یهه فقره سناکر سب کے متفق کرنے میں بڑي دوڑ دهوپ اُسنے کي مگر کوئي سعي اسکي کام نه آئي اور مراد اسکي پوري نهوئي اور شهباني خاں کے تمام زور و قوت کا مقابله آپ هي اسکو کرنا پڑا اور جو کامیابي کي آرزوئیں اسکے دل میں سما رهي تهیں اُن مغلوں کي نالایقي سے بر نه آئیں جو اسکي امداد و اعانت کے واسطے آئے تهے اور وجهه اسکي یهه هوئي که وه نالایق نابکار بابر کے اسباب کو لوٹنے کهسوٹنے لگے اور اسکے مخالف سے تهوڑا بهت بهي نه لڑے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که بابر کو شکست هوئي اور رهي سهي فوج سمیت سمرقند کي چاردیواري میں گهس گیا اور یهه اراده کیا که مرتے دم تک سمرقند کو غنیم کے دشمنوں سے محفوظ رکهونگا چنانچه چندبار اُسنے دشمنوں کے حملوں کو رفع دفع بهي کیا مگر جب که شهباني خاں

وہ ملک تباہ و خراب ہوگیا تھا اور اُسمیں اسقدر قوت باقي نرهي
که بابر کي فوج کي تنخواہ اُسکي امدني سے ادا کیجاوے تو بہت سے
اُسکي نوکري چھوڑ چھوڑ چلے گئے اور فرغانه میں جاکر باقي فوج
بھکانے لگي چنانچه آخرکار اُنهوں نے احمد تنبول کو سردار اپنا بنایا
خود بابر کا ایک سردار تھا اور جهانگیر مرزا بابر کے چھوٹے بھائي کے
سے بغاوت اختیار کي غرض که ایسي بغاوت کے برپا ہونے سے جو خاص
میں پیدا هوئي تھي توقف کي مجال نرهي چنانچه بابر نے کین
مہینے دس دن کي حکومت پر سمرقند کو چھوڑا اور فرغانه کو روانه هوا
اور جب که وہ اُسطرف روانه هوا تو سارے سمرقند والے یک قلم پھرگئی اور
ایک سخت بیماري کے عارض هونے سے جس سے بدشواري نجات پائي
اُسکي کار و بار میں اتنا بڑا هرج واقع هوا که جب وہ سمرقند سے نکلا تو
اُسکے کانوں میں یہه بھنک پڑي که موروثي ملک اُسکے قبضه سے نکل
گیا اور جب که اُسنے یہه نقشه دیکھا تو اپنے ماموں محمود خاں سے
ملتجي هوا چنانچه گاهے گاهے اُسکي امداد و اعانت سے اور اکثر اوقات
اپني سعي و کوشش سے سمر قند اور فرغانه پر مختلف مختلف حملے
کیئے اور کچھه کچھه کامیاب بھي هوا یهانتک که سنه ۱۴۹۹ع میں موروثي
سلطنت پر قبضه پایا مگر اب تک وہ باغیوں پر پورا پورا غالب نہوا تھا که
اُسکو اسبات کي ترغیبیں دي گئیں که وہ سمرقند کیطرف روانه هووے چنانچه
وہ سمرقند کي جانب روانه هوا مگر حسب اتفاق اب تک وہ سمرقند تک
نه پهونچا تھا که اُسکو یہه پرچا لگا که سمرقند و بخارا پر اوزبکوں نے †
قبضه کیا جو اُس سلطنت کي بنیاد ڈال رهے تھے جو ماوراءالنهر پر آج
اُنکو حاصل هی *

---

† یہه اوزبک جنکا خطاب ایک اُنکی سردار سے نکلا ترک اور مغل اور فینک کے
مجموعه سے ایک قوم بنگئي مگر ترک اُس مجموعه میں سب سے زیادہ تھی اور وہ
لوگ پہلی دریاے جیک پر بستے تھے اور ملک سائبیریا کے ایک بڑے حصه پر قابض
تھے (ارس کاپن صاحب کا دیباچه ترجمه سرگذشت بابر کا صفحه ٥٩ و ٦٠)

أسنے دکر أنکا اپني سرگذشت میں بڑي حقارت سے ‡ کیا هی *

جب کہ سنہ ۱۴۹۴ ع میں بابر کا باپ مرگیا اور بعد أسکے وہ تخت نشین هوا تو وہ پورے بارہ برس کا تھا اور عمر شیخ مرزا باپ أسکا اس حال میں جہاں فاني سے گذرا کہ وہ اپنے بھائي احمد مرزا والي سمرقند اور اپنے سالہ محمود خاں سے لڑ رہا تھا اور جب کہ عمر مرزا مرگیا تو ان مخالفوں کي طرف سے بابر کے حق میں بھي کوئي مروت ظاہر نہوئي بلکہ أنہوں نے بابر کي دارالسلطنت پر حملہ کیا مگر وہ بالکل ناکام رهے بعدؔ أسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر احمد مرزا مرگیا اور بھائي أسکا ملک کا بادشاہ أسکا جانشین هوا اور جب کہ وہ بھي مرگیا تو بعد أسکے بایسنقر مرزا أسکا بیٹا أسکي جگہہ بیٹھا اور أسکي جانشیني پر ایسے شور و فساد برپا هوئے کہ بابر نے سمرقند کي فتح کا ارادہ کیا اگرچہ بابر گھر کي حکومت کے کام کاج تھوڑے عرصہ تک کرچکا تھا مگر تب بھي عمر أسکي پندرہ برس کي تھي اور یہہ بات کہ وہ صغر سني کے باعث اور امدبي ملک اور باني دریعوں کے کمي سے چند بار اپنے ارادہ سے قاصر رہا اور اپنے مراد کو نہ پہونچا اسباب کي سمت بہت کم حیرت افزا هی کہ أسنے استقلال همت اور اولوالعزمي کي بدولت سمرقند کو اخرکار سنہ ۱۴۹۷ ع میں فتح کیا *

تیمور لنگ کے دارالسلطنت یعني سمرقند کے قبض و تصرف کو قایم و دایم رکھنا جو تمام ماورالنہر کے مفتوحات کا ایک بڑا وسیلہ تھا بابر کے زور و قوت سے خارج تھا اور اس لیئے کہ بہت دنوں کے تھے قضائوں کے

‡ ارسکاین صاحب لکھتے هیں کہ بابر کو مغلوں سے نہایت نفرت تھي مگر یہہ کچھہ عجیب نصیب کي بات هی کہ جس سلطنت کي بنیاد أس نے هندوستان میں ڈالي أسکو هندوستان کے لوگوں اور بنگالہ کے ملکوں کے مورخوں نے بھي مغلوں کي سلطنت کے نام سے مشہور کیا (ارسکاین صاحب کا ترجمہ بابر کي سرگذشت کا صفحہ ۲۳۶) مگر شہرت کا باعث یہہ هی کہ هندوستاني لوگ تمام شمال کے مسلمانوں کو پٹھانوں کے علاوہ مغلوں کے نام سے پکارتے هیں اور اس خاص ایرانیوں کو مغل کہتے هیں

ساتواں حصہ

خاندان تیمور کا بیان

بابر کي فتح سے اکبر کی تخت نشیني تک کا بیان

پہلا باب بابر کي سلطنت کے بیان میں

بابر کے خاندان اور اُسکے آغاز عمر کا بیان

جب کہ بابر نوجوان لڑکا تھا تو اُس نے بڑے بڑے کارنمایاں † دکھلائے اور بڑي بڑي گردشیں دیکھیں وہ تیمور لنگ کي چھٹي پشت میں تھا اور ابوسعید اُسکے دادا کا ملک ابوسعید کے بیٹوں پر تقسیم ہوگیا تھا چنانچہ منجملہ اُسکے سمرقند اور بخارا احمد مرزا کے حصہ میں اور شہر بلخ محمود مرزا کے اور کابل تیسرے بیٹے الغ بیگ کے قبضہ میں آیا اور چوتھا بیٹا عمر شیخ مرزا جو بابر کا باپ تھا پہلے کابل کا حاکم رہا مگر بعد اُسکے خود باپ کے جین حیات میں فرغانہ کو بدلا گیا جو دریائي جکسرتیز کے بالائي حصہ میں واقع اور ایک چھوٹا ملک اچھا عمدہ زر خیز هی جسکا ذکر اکثر بابر نے بڑي خوشي سے کیا بابر کي ماں ایک مغلاني تھي جو محمود خاں کي ھمشیرہ تھي اور خود محمود خاں چغتا خاں کي اولاد تھا اور چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں چغتا خانیوں کا سردار تھا مگر باوصف اِس علاقہ کے بابر کي طبیعت مغلوں سے مانوس نہوئي چنانچہ

† اس کتاب میں بابر کا حال اُسیکي سرگذشتوں سے لیا گیا جنکا ترجمہ ارس کاین صاحب نے کیا اور وہ چند باتوں میں فرشتہ والے کے بیان سے کسیقدر مخالف هی

سے بہتیں لکھا جسسے کہ قیصر کی دانائی خرد و خصلت پر قدیم
فرانسیسوں اور سمندر کے چوروں کے قتل و قمع سے بہتر لکھا *
یہہ بابر ایسے بادشاہوں کے خاندان کا بانی مبانی ہوا جنکے عہد
سلطنت میں ہندوستان کا ملک غایت شادابی اور نہایت آبادی کو پہنچا
اور جسقدر حکومتیں کہ آجکل ہندوستان میں قایم ہیں وہ انہیں
بادشاہوں کی تباہی کے سببے اور بربادی کے ہوئے ہیں *

——*——

گوالیار کا راجه جو سکندر لودهي کے عهد دولت میں مطیع اور ابراهیم کي رفاقت میں جنگ و جدال کے معرکونمیں شریک و شامل تها عین میدان میں مارا گیا *

بابر نے حال اس فتح کا نهایت خوش خلقي سے بیان کیا چنانچه وه اس فتح کو سلطان محمود غزنوي اور شهاب الدین غوري کي فتوحات کے برابر سمجهتا هی *

اگرچه هندوستان کے اُن چند ابتر صوبوں کي فتح کو جو ابراهیم کے قبض و تصرف میں داخل تهے تمام هندوستان کي فتح سمجهنا بجا اور درست نهیں مگر باوجود اسکے بابر کي فتح کو یهه تسلیم کرنا چاهیئے که وه ایسا هي بڑا کام تها جیسے که اثر اُسکا بڑا اور مستقل هوا اس لیئے که اُسکي فوج اُس ملک کے قبضه کے لیئے بهي کافي وافي نتهي جسکو اس نے مطیع اپنا کیا تها اور اُس فوج کو اپنے ملک سے بهت دشواري سے لایا تها اسلیئے که اب تک بهي اُسکو اوزبکونکا خوف و اندیشه باقي تها جنکے مقابله میں تیمور کے خاندان کي ساري قوت بهي تهر نسکي تهي جن مقاموں پر لوگوں نے بابر کا مقابله کیا وه اُنسے ایسي بیرحمي سے پیش آیا جیسے که تیمور لنگ پیش آیا تها جسکي پیروي اُسنے کي اور بمقتضاے اسکے که مصرعه (ازان پر هنر بے هنر چوں بود) یهي قیاس بهي چاهتا هی وه طریقے که جو رعب داب بیتهانے کے لیئے بابر نے اختیار کیئے تهے وه اس نظر سے کسیقدر واجب تهے که فوج اُسکي بهت تهوڑي تهي مگر نهایت عمده عذر اُسکے حق میں یهه هی که اُسکے ملک کا یهي طریقه تها یعني اُنکي طبیعتوں میں بیرحمي اور ناخدا ترسي بهت سمائي هوئي تهي مگر اصل خلقت میں مزاج اُسکا نرم اور طبیعت اُسکي حلیم و سلیم تهي اگرچه چند واقعوں اور دو چار خونریزیوں کے باعث سے جنکا بیان اُسکے سرگذشت میں پایا جاتا هی گونه حیران اورخیلی متنفر هونا پڑتا هی مگر اُسکي اصلي طبیعت پر واقعات مذکوره سے کوئي دهبه اُسیطرح

یہاں تک کہ خود ابراھیم اپنی جان سے مارا گیا اور هندوستانی فوج نے جو محصور هوبیکی قریب اپہونچے تھے بہت بڑا صدمہ اوٹھایا بابر نے کھیت کو دیکھہ کر یہہ تخمینہ کیا کہ دشمن کے پندرہ سولہ ہزار آدمی کام آئے منجملہ آنکے پانچ چھہ ہزار ایسے تھے کہ وہ اپنے بادشاہ کے آس پاس اُس کھیت میں کٹے پڑے تھے مگر هندوستانیوں نے بابر کے سامنے یہہ بیان کیا کہ عین لڑائی ہوائی اور بعد اُسکے تعاقب میں چالیس ہزار آدمیوں سے کچھہ کم نہیں مارے گئے *

یہہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اُسمیں کسی فریق کا فن و هنر بہت ظاهر نہیں ہوا اِس لیئے کہ صبح سے دو پہر تک قایم رہی بابر کا بہت خوشی سے یہہ بیان ہی کہ ہماری توپیں بہت مرتبہ چلائی گئیں اور اُسسے بہت عمدہ کام نکلا اور اُس زمانہ میں بلاد یورپ میں بھی توپوں سے کچھہ بہت کام چلتا نتھا اور باوصف اسکے دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کو تیروں کی مار سے توڑنے میں جو تدبیر بابر نے برتی وہ تدبیر اُسکی کامیابی کی نظر سے معقول اور صائب معلوم ہوتی ہی مگر همت و هنر کے لحاظ سے تعریف و توصیف کے شایاں و سزاوار نہیں بلکہ اگر حریف اُسکا چالاک و ہوشیار او چالاک وطرار ہوتا تو وہ تدبیر اُلٹی برتی یعنی لینے کے دینے پڑتے *

دلی آگرہ پر بابر کے قبضہ کا بیان

دلی کے لوگوں نے بابر کی اطاعت اختیار کی اور بابر نے آگے بڑھکر اگرہ پر قبضہ کیا جہاں تھوڑے دنوں سے بادشاہ رہنے لگے تھے *

ابراھیم کے امیروں کی فہرست جو فرشتہ والے نے لکھی ہے اُس سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ امیر یا لوحانے لودھی قوم افغانوں کے یا فرمولی تھے اور فرمولی خلجیوں میں سے نہیں تھے نہ خلجیوں کی مانند افغانوں میں داخل ہوگئے تھے *

تھا چنانچہ دولت خاں نے جان اپني بچائي اور بابر کي اطاعت قبول
کي اور قلعہ کو ملازمان بابري کے سپرد کیا † بعد اُسکے پہاڑوں پہاڑوں بابر روپڑ
میں داخل ہوا جو ستلج کے کنارے لودھیانہ سے اوپر کي جانب کو واقع
ھي اور روپڑ سے سیدھا دلي کو روانہ ھوا اور پاني پت کے ڈیروں ابراھیم‌شاہ
کے پاس پروس آپ کو پایا جو اُسکے مقابلہ کے واسطے ایک لاکھہ آدمي
اور ایک ہزار ھاتھي لایا تھا ۔ اور بابر کے روبرو ایساھي لوگوں نے بیان کیا
اور جب کہ بابر ابراھیم شاہ کے لشکر کے قریب آیا، تو ایک مقام اُسنے
پسند کیا اور اپنے توپوں کو چمڑے کي رسیوں سے اکھٹا کرکے باندھا اور
توپوں کے آگے پیادوں کي صفیں باندھیں اور پیادوں کے آگے چھاتي چھاتي برابر
دمدمے باندھے اور علی ھذالقیاس اُسنے بازوں کو بھي دمدموں سے مضبوط
و مستحکم کیا اور فوج اُسکي کل بھیڑبنگاہ سمیت بھي بارہ ہزار آدمیوں
سے زیادہ نتھے اور جب کہ ابراھیم اُسکے بہت قریب آپہنچا تو اُسنے بھي
اپنے مقام کو مستحکم کیا مگر ابراھیم کو اسقدر صبر نہوا کہ وہ بابر کے
دھاوے کا منتظر بیٹھے چنانچہ اُسنے چند روز کے بعد اپني فوج کو اُسکي
جگہہ سے اوکھاڑا اور بابر کي فوج پر پہلے پہل آپ حملہ کیا یہاں تک کہ
جب ابراھیم کي جانب سے لڑائي شروع ھوئي تو بابر نے خود مقابلہ پر آکر
اپني فوج کے دائیں بائیں کو ابراھیم کي فوج کے دائیں بائیں اور نیز اُسکي
پشت پر حملہ کرنیکا حکم سنایا چنانچہ اُسکي فوج نے پیش قدمي کرکر
ابراھیم کي فوج پر تیروں کا مینھہ برسایا اور ابراھیم کي فوج نے چند بار اس
نظر سے حملے کیئے کہ غنیم کي فوج کو تتر بتر کرے مگر نتیجہ اُلٹا پڑا کہ
خود وھي فوج پراگندہ ھوگئي اور بابر کہ اب تک توپونکي مارمار سے حریف
کي فوج کو توڑ پھوڑ رھا تھا اپني فوج کے قلب پر آیا اور اُنکو آگے بڑھنے
کا حکم سنایا جنکے آگے بڑھنے سے حریف کي تباھي پوري پوري ھوگئي

† دولت خاں کا بیٹا غازي خاں بھاگ گیا اور بابر نے اُسکے ایسے کتب‌خانہ پر
قبضہ کیا جسمیں نہایت عمدہ عمدہ کتابیں مجتمع تھیں مگر بحسب ظاھر یہہ کہہ
سکتے ھیں کہ اُن روزوں کے پٹھان سرداروں کے لیئے ایک قران ھی کتب‌خانہ تھا

کو رفع نکرسکا جو دولت خاں اور اُسکے بیٹوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے مستقر و متمکن ہوئی تہی یہاں تک کہ جب بابر دلی کی جانب روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ شہر سہرند تک پہونچا دولت‌خاں ایک بیٹی سمت باغی ہوا † اور پہاڑوں میں چلا گیا چنانچہ بابر نے ایسے خطرناک دشمن کو پیچھے چھوڑنا مناسب نسمجھا اور کابل کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر باوجود اُسکے اُن ملکوں پر جما رہا جنکو اُسنے فتح کیا تہا اور اپنے اعتمادی لوگوں کو اُنپر مقرر کیا چنانچہ ابراہیم شاہ کے چچا علاءالدین کو دیبال پور پر چھوڑا مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ علاءالدین ابراہیم کی قید سے بہاگ کر بابر کے پاس آیا تہا بعد اُسکے جب کابل کی طرف کو بابر آگے بڑھا تو دولت خاں نے ملک پنجاب کو روند سوند کر پامال کیا اور جب علاءالدین اُسکا مقابلہ نکرسکا تو وہ بہی کابل کو چلتا ہوا مگر دولت خاں کا انجام یہہ ہوا کہ بابر کے ایک سردار نے اُسکو شکست دیکر مغلوب کیا اور جب کہ بابر شہر بلخ کو اوزبکوں کی شرو آفت سے بچا رہا تہا تو اُسنے علاءالدین مذکورالصدر کو ہندوستان کی جانب روانہ کیا اور اپنے سرداروں کے نام اُسکی امداد و اعانت کے لیئے پروانہ بہیجے غرض کہ علاءالدین اُن سرداروں کی امداد و کمک سے دلی کو روانہ ہوا اور نوبت اُسکی یہہ پہونچی کہ جو لوگ ابراہیم شاہ کی فوج سے ناراض ہوکر آتے تہے وہ علاءالدین کے لوگوں میں داخل ہوتے تہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فوج اُسکی چالیس ہزار آدمیوں کے لگ بہگ ہوگئی غرض کہ علاءالدین اس فوج کو ہمراہ اپنے لیکر دلی کی روبی تک پہونچا اور ابراہیم شاہ سے لڑ بہڑ کر شکست فاحش کہائی اور بابر اُس زمانہ میں بلخ کا جہگڑا چکاکر لاہور تک پہونچا تہا اور دولت خاں کے پیچھے پہاڑوں میں گیا

---

† دولت خاں کا دوسرا بیٹا دلاور نامی بابر کا مطیع و منقاد رہا اور وہ بابر کا معتمد تہا خطاب اُسکا خان‌خاناں اور وہ خود دلی کے دربار میں دوسرے درجہ کا امیر تہا اور ہمایوں اور دونوں باپ بیٹوں کے عہد دولت میں بڑا ذی اعتبار رہا

ز بہت سے لوگوں کو قید کرکے درپردہ قتل کرایا اور ایک حاکم کو ایسی
الت میں مروا ڈالا کہ وہ اپنی گدی پر بیٹھا تھا غرض کہ ایسی کاموں سے
گوں کا اطمینان اوٹھہ گیا اور بہت سے سردار اسکے باغی طاغی ہوگئی
ہاں تک کہ ملک کا مشرقی حصہ بالکل قابو سے نکل گیا اور دریا خاں
وحانی کا مطیع و محکوم ہوکر بجاے خود مستقل ہوگیا اور جب دریا
خاں لوحانی مرگیا تو اسکی بیٹے نے بادشاہی کا خطاب اختیار کیا *

ہندوستان پر بابر کی چڑھائی کا بیان

پنجاب کے حاکم دولت خاں لودھی نے اور سرداروں کے قتل و قمع
سے خوف کھاکر بغاوت اختیار کی اور اپنی امداد و اعانت کے لیئے بابر
بادشاہ کو بلایا جو تھوڑی مدت سے کابل میں سلطنت کرتا تھا مگر پہلے
اس سے بابر ملک پنجاب پر حملہ کرچکا تھا اور دعوی اسکا یہہ تھا کہ
پنجاب کا ملک میرے جدامجد تیمور لنگ کا ترکہ ہی اور میں اسکا وارث
ہوں اور اب جو دولت خاں نے اسکو بلایا تو اسنی بڑی خوشی سے قبول
کیا مگر بعض بعض پٹھان سرداروں نے یا تو ابراہیم شاہ لودھی کے نمک کا
حق بجاکر یا بیگانہ آدمی یعنی بابر بادشاہ سے نفرت کرکے غرض کہ
کوئی سبب قایم کیا جاوے دولت خاں کو حکومت گاہ سے خارج کیا اور
بابر سے بمقابلہ پیش آئے مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۵۲۴ ع مطابق
سنہ ۹۳۰ ہجری میں لاہور کے قریب انکو شکست فاحش نصیب ہوئی
اور بابر کی فوج نے لاہور کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کیا بعد اسکے دیبالپور
پر چڑھائی کی اور محصوروں کو پکڑ جکڑ کر گردن مارا اور اسی جگہہ
دولت خاں بابر کی خدمت میں حاضر آیا مگر تھوڑے دنوں بعد اسکے
ارادوں کی نسبت بابر کو کچھہ شبہہ دامنگیر ہوا چنانچہ اسنے بیٹوں
سمیت اسکو مقید کیا اور جب تھوڑی مدت گذرنے پر بابر نے ترس کھایا
تو اسنے اسکو رہا کیا اور نہایت تعظیم تکریم سے پیش آکر جاگیر اسکے لیئے
مقرر فرمائی مگر باوجود اس مدارات اور خاطرداری کی اس بے اعتباری

کے سامنے ثبوت اُس مسئلہ کا اُس سے چاہا اور جب کہ اُس نے اپنے مسئلے نچھوڑے تو اُسکو قتل کرایا *

علاوہ اُسکے جب ایک مسلمان نے کسی جگہہ پر تیرت جاترہ کی روک ٹوک پر اُسکو سمجھایا اور گونہ ملامت کی تو اُسنے اپنی تلوار سونت کر اُسپر چلائی کہ ای بدبخت تو بت پرستی کا حامی ہوتا ہی مگر جب اُس نے یہہ عرض کیا کہ میں بت پرستوں کا مدد و معاون نہیں بلکہ میری عرض یہہ ہی کہ بادشاہوں کو یہہ امر شایاں و سزاوار نہیں کہ وہ اپنی رعایا کو ستایا اور اُنکے دلوں کو دکھایا کریں تو وہ گونہ ٹھنڈا ہوا اور غصہ اُسکا دھیما پڑا *

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اپنے ہاتی پر چڑھکر جاتا تھا تو اُسکی حق میں ایک قلندر نے فیروزمندی کی دعا کی اور اُسنے یہہ بات کہی کہ بابا تو اُسکے حق میں دعاکر جو اپنی رعایا کا بھلا چاہے *

یہہ بادشاہ ایک شاعر تھا اور عالم فاضلوں کو بہت مانتا تھا اٹھائیس برس سلطنت کرکے آگرہ میں اس جہاں فانی سے گذرا *

ابراھیم لودھی کی سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے باپ کا جانشیں ہوا مگر اپنے باپ کی خوبیوں سے مخصص معرا تھا یہاں تک کہ بھائی بند اُسکی اُسکے غرور و نخوت کے باعث سے سخت متنفر اور سردار اُسکے اُسکی وھمی مزاج کے مارے تنگ اور پریشان تھے چنانچہ ان باعثوں کی ضرورت سے اُسکی سلطنت میں روز روز شور و فساد برپا رہے یہاں تک کہ شروع سلطنت میں اُسکا ایک بھائی جونپور کا بادشاہ پکارا گیا مگر بارہ مہینے کے اندر اندر مغلوب ہوا اور ابراھیم نے اُسکو پوشیدہ پوشیدہ قتل کیا اور باقی بھائیوں کو عمر بھر قید رکھا بعد اُسکے ایک سردار اسلم خاں نامی باغی ہوا اور عین میدان میں مارا گیا اور بہت سے بڑے بڑے آدمی اور صوبوں کے حاکم بغاوتوں میں شریک ہوئے اور بہت سے لوگ شک شبہہ میں کھلم کھلا مارے گئی

۸۸۳ هجري میں جونپور فتح هوا اور همیشه کے لیئے دلي کي
لنت میں شامل هوگیا بہلول اس طول طویل لڑائي کے بعد دس برس
ں زنده رها اور چھوٹي چھوٹي لڑائیاں لڑا کیا اور ادهر اودهر کے ملکوں
فتح کرتا رها یہانتک که سنه ۱۴۸۸ ع مطابق ۸۹۴ هجري میں مرگیا
مرتے دم تلک اتنا ملک چھوڑ گیا که جمنا سے کوه همالیه تک اور
منا کے مشرق میں بنارس تک اور اُسکے مغرب میں بندیل کھنڈ تک
لا هوا تھا *

سکندر لودهي کي سلطنت کا بیان

اس بادشاه کي تخت نشیني پر اُسکے بھتیجے شیر خواره کیطرف
ه چند سرداروں نے جھگڑا کھڑا کیا اور اس بادشاه کے دو بھائیوں نے
یدان کي لڑائیاں قایم کیں اور هتیاروں کي نوبت پہونچائي اور منجمله
نکے ایک بھائي بہت جي توڑ کر لڑا مگر سکندر سب پر غالب آیا اور
جو لوگ اُنکے شریک حال تھے اُنسے اچھي طرح پیش آیا اور اپنے بھائي
بندوں پر بہت سي مہرباني کي اور صوبه بہار کو بنگال کي سرحدونتک
دلي کي سلطنت میں شامل کیا اور بندیل کھنڈ کیجانب میں بھي اپنے
ملک کو وسعت بخشي مگر یهه بادشاه منجمله اُن متعصب بادشاهوں
کے تھا جو دلي کے تخت پر بیٹھے تھے چنانچه جو شهر اور قلعه هندوؤں
کے فتح کرتا تھا تو اُنکے مندروں کو ڈھا پھوڑ کر برابر کردیتا تھا اور تیرت
جاتره اور جمنا گنگا کے اشنان سے روکتا ٹوکتا تھا یہانتک که ایک موقع پر
اُسنے اپنے تعصب کي نوبت ظلم و ستم کي غایت تک پہونچائي یعني
ایک † برهمن اس مسئله کے شایع کرنے میں بہت سرگرم تھا که اگر تمام
مذهبوں پر جي جان سے عمل کیا جاوے تو خدا کے نزدیک برابر مقبول
هیں چنانچه اُسنے اُس برهمن کو اپنے روبرو طلب کیا اور باره فاضلوں

† یهه برهمن معلوم ایسا هوتا هي که کبیر کے چیلوں میں سے تھا جو ایک
تندر حکیم تھا اور اسي صدي کے شروع میں اسي قسم کے مسائل کي تعلیم کیا کرتا تھا

لودھیوں کے خاندان کا بیان

بہلول لودھی کا بیان

واضح ہو کہ اس بہلول خاں کے باپ دادے تجارت کی بدولت دولتمند ہوئے تھے اور دادا اُسکا فیروز تغلق کے زمانہ میں جو پٹھانوں کا مائی باپ تھا ملتان کا حاکم تھا باپ اُسکا اور نیز کئی چچا اُسکے سیدوں کے عہد حکومت میں فوج کے افسر تھے چنانچہ منجملہ اُنکے اسلام خاں ایسا ذی اختیار و صاحب قوت تھا کہ اپنی قوم کے بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ اپنے گھر سے دیتا تھا غرض کہ اِس خاندان کی قوت و مکنت اور نیز بعض بعض بہائی بندوں کی غداری سے سید محمد کو رشک پیدا ہوا چنانچہ لودھیوں پر بڑے بڑے ظلم ستم ہوئے اور پہاڑوں میں بھگائے گئے مگر یہہ لوگ اسوقت تک سیدوں کی حکومت کا مقابلہ کرتے رہے کہ بہلول خاں کو پہلے پہل سہرند پر اور بعد اُسکے تمام پنجاب پر قبضہ کرنیکا موقع ہاتھہ آیا *

بہلول خاں کو حمید خاں وزیر نے بلایا تھا جو پہلے پادشاہ کا وزیر تھا مگر جب کہ بہلول خاں نے یہہ دیکھا کہ پہلا وزیر اُسکی اصل نہیں سمجھتا تو اُسنے ایک تدبیر سے اُسکو گرفتار کیا اور اُسکی بات کو خاک میں ملاکر ملکی انتظاموں سے ہاتھہ اُٹھانے اور کنج عزلت میں بیٹھنے پر اسکو مجبور کیا *

بہلول خاں کی تخت نشینی پر دلی کی سلطنت میں پنجاب داخل ہوگیا تھا اور سیدوں کے زمانہ میں ملتان خود مختار تھا اور جبکہ بہلول اُسپر چڑھکر گیا تو شاہ جونپور کے دھاوں کے مارے جسنے دلی کا محاصرہ کیا تھا پچھلے پیروں واپس آیا غرض کہ سنہ ١٣٥٢ ع مطابق سنہ ٨٥٦ ہجری میں شاہ جونپور سے لڑائی شروع ہوئی اور چھبیس برس تک قایم رہی مگر اس درمیان میں کبھی کبھی تھوڑے دنوں کے لیئے عداوت کی صلح اُٹھتی

سیدوں کي حکومت کا بیان

زمانہ مذکورہ بالا سے چھتیس برس تک بلاد هندوستان میں کوئي
نام کي سلطنت بھي باقي نرھي باقي خضر خاں جو سنہ ۱۴۱۴ع مطابق
سنہ ۸۱۷ هجري میں حاکم ھوا وہ تیمور کي نیابت کے بہانہ سے بالخطاب
بادشاھي اور بلا لوازم سلطاني حکومت کرتا رھا اور اصل حقیقت یہہ
تھي کہ اگرچہ خضر خاں خاص هندوستان میں پیدا ھوا تھا مگر اصل و
نسب سے بني فاطمہ تھا اور اسي شخص اور اُسکے تین اولادوں کي تخت
نشیني سے سیدوں کي سلطنت کا خاندان قایم ھوا منجملہ اُنکے ایک
سید مبارک تھا جو سنہ ۱۴۲۱ ع میں حاکم ھوا اور دوسرا سید محمد
جسنے سنہ ۱۴۳۵ ع میں حکومت کو سنبھالا اور تیسرا علاوالدین جو سنہ
۱۴۴۴ ع میں حکم راني کرنے لگا باقي خضر خاں کي یہہ صورت تھي
کہ دلي کے علاوہ کوئي ضلع یا پرگنہ اُسکے قبض و تصرف میں نتھا یہاں
تک کہ پنجاب اُسکا اصلي صوبہ بھي بہت جلد اُس سے باغي طاغي
ھوگیا تھا چنانچہ خاندان اُسکا پنجاب کے کسیقدر حصہ کے واسطے اپنے
عہد حکومت میں لڑتا جھگڑتا رھا مگر اُسکے خاندان والوں نے اپني
حکومتوں کا بڑھانا چاھا چنانچہ بڑي گرمجوشي سے چند مرتبہ راجپوتوں
کي سرحدوں اور صوبہ مالوہ پر کڑے کڑے دھاوے کیئے مگر علاوالدین کے
عہد حکومت میں جو سب سے پچھلا حاکم تھا حدود اُنکے اضلاع مقبوضہ
کي شہر پناہ کي ایک جانب کل ایک میل سے اور باقي کسي طرف بارہ
میل سے زیادہ نتھي ھاں اُسکے قبض و تصرف میں بدایوں تھا جو دلي کے
شرقي جانب میں سو میل کے فاصلہ پر واقع ھی یہانتک کہ علاوالدین
آخرکار اُسي جگہہ چلا گیا اور شہر دلي کو بہلول خاں لودھي کے حوالہ
کیا جسنے بادشاھي کا خطاب اختیار کیا اور بعد اُسکے علاوالدین نے سنہ
۱۴۵۰ ع مطابق سنہ ۸۵۴ هجري میں گوشہ‌نشیني اختیار کي *

چنگیز خاں اور تیمورلنگ کي تاریخوں میں ایک طرح کي مماثلت پائي جاتي هی مگر منجمله ان دونوں اعدائے لوع بشر کے چنگیز خاں نہایت خشمناک اور سخت بیباک سفاک اور تیمور لنگ بڑا دغاباز اور حیله ساز تها *

دلي کي بد عملي کا بیان

تیمور کے جانے پر دو مہینے گذرنے تک دلي میں کوئي حکومت باقي نرهي ملک باشندے بهي تهوڑے رهگئے بعد اُسکے دلي کي حکومت پر جهگڑا قایم هوا چنانچه ایک سردار اقبال نامي جو محمود تغلق کے عهد دولت میں تهوڑا بہت اختیار رکهتا تها آخرکار کامیاب هوا اور سنه ۱۴۰۰ ع مطابق سنه ۸۰۲ هجري میں چند بار اُسنے دلي کے آس‌پاس کے اضلاع سے آگے بڑهنا چاها اور حکومت کي وسعت چاهي مگر وہ ناکام رها اور اقبال اُسکا یاور نہوا یہانتک که ملتان کے دور دراز مہم میں مارا گیا *

بعد اُسکے سنه ۱۴۰۵ ع مطابق سنه ۸۰۸ هجري میں محمود تغلق گجرات سے واپس آیا اور تهوڑے عرصه تک وظیفه داروں کیطرح سے دلي میں رهتا سہتا رها اور پهر قنوج میں مقیم هوا جو جونپور کے بادشاہ کا علاقه تها اور اپنے وقتوں میں اقبال نے بهي چند بار اُسکا اراده کیا تها مگر جب که اقبال کا ادبار آیا اور اُسنے انتقال کیا تو سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۴ هجري میں محمود تغلق نے دوبارہ تخت پر جلوس کیا مگر حقیقت یہه تهي که وہ نام کا بادشاہ رها اور بیس برس کے بعد اپني موت مرگیا بعد اُسکے دولت خاں لودهي جانشین اُسکا هوا اور اُسکي تخت نشیني پر کل پندرہ مہینے گذرے تهے که سنه ۱۴۱۴ ع مطابق سنه ۸۱۷ هجري میں خضر خاں حاکم پنجاب نے اُسکو خارج کیا اور سیدهي راہ اُسکو بتائي *

باهر نکل گیا † واضح هو که تیمور کی عادات اُسکے فعلوں سے دریافت کرنی چاهیئیں نه اُسکے مداحوں کی تعریفوں سے جو اُنهوں نے اُسکی نسبت بیان کیں اور نه اُسکے خاص اُن قولوں سے جو اُسیکے حکم نافذ سے در باب تکمیل حکومت کے خاص اُسیکے خیالوں کے موافق قلمبند هوئے چنانچه اُسکی سرگذشتوں کے دیکھنے سے جنکو آپ اُسنے اپنی زندگی میں تحریر کیا اُسکی عادتوں کی برائی بھلائی ٹھیک ٹھیک معلوم هو جاتی هی ‡ اور وه سرگذشت اُسنے ترکی زبان میں صاف صاف اور خوب اراسته پیراسته لکھی هی اور یهه شک شبهه که آپ اُسنے لکھی یا کسی اور آدمی نے لکھی اُسکی اس ساده لوحی سے رفع هوجاتاهی که اُسنے اپنی دغا بازی اور حیله سازیکو کیام کھلا اور پوست کنده لکھا هی اور جگهه جگهه آپ کو ایسا پاک طینت اور صادق القول لکھا هی که بڑاسا بڑا خوشامدی بھی ایسا نه لکھتا اور فریب اور مکاری اور عقیدوں کے فساد اور عبادتوں کے حال جو اُسمیں بیان کیئے هیں کوئی شخص اُسکی سوا اُنکو ظاهر نهیں کرسکتا یهه حالات اُسکی دلاوری هوشیاری فطرت اور آدمیوں کے حالات سے بخوبی واقف هونے پر اور بحسب حال اور موقع کے عمل در آمد کرنیکی جسارت کے ساتهه آدمی کے اوصاف وعادات کا ایک ایسا عجیب غریب نقشا هی جو کبھی دیکھنے میں نهیں آیا اور جب که وحشی فیروزمندوں کے حاکمانه کلام اُن بادشاهوں کے عمده کلاموں سے مقابله کیئے جاتے هیں جنکو وحشی فیروزمند دھمکاتے هیں اور وه بادشاه لطایف الحیل سے جان اپنی بچاتے هیں تو هم اسبات پر مایل هوتے هیں که اُن وحشی فیروزمندوں کو اکھڑ سپاهی اور گنوار کا لٹهه تصور کریں مگر تیمور کی ذاتی خصلتیں ایسی تهیں جیسے کسی مکار مدبر کی هوتی هیں اور غالب یهه هی که ایسی هی لیاقتوں کی وجهه سے اور تاتاری فتحمند بھی بهت سے سرداروں سے سبقت لیگئے جو سپهگری کے فنون و لوازم میں کچهه اُنسے کم نتھے *

† تیمور اسوقت اُس مشهور مهم پر جاتا تها جو اُسنے بجازت پر کی تهی

‡ تزک تیموری کا ترجمه میجر سٹوارت صاحب کا

ا اور ياروں رفيقوں سميت اپني فتح كي جشن اوڑائے گيا يہاں تک كہ
سر فوج آسكي مارتے مارتے هار گئي اور لوت كهسوت كے ليئے مال اور
سباب بهي باقي نرها تو فوج كو كوچ كا حكم سنايا گيا اور روز روانگي يعني
۳ دسمبر سنہ الیہ كو اس سنگ مرمر كي شفاف و پاكيزه مسجد ميں
سكو فيروز تغلق نے جمنا كے كنارے پر بنايا تها بہت گڑگڑا كر خداے
نياز كا شكر ادا كيا † *

كہتے هيں كہ تيمور دلي سے بہت سي غنيمت ليگيا اور هر درجہ كے
ورت مردوں كو لونڈي غلام اپنے بنايا اور شهر سمرقند ميں ايک بڑي
سجد بنانيكے ليئے بڑے بڑے باني كار معمار اور اچهے اچهے سنگ تراش
پنے همراه ليگيا *

تيمور كے هندوستان سے چلے جانے اور اُسكي عادتوں كا بيان

بعد اُسكے تيمور ميرٹهہ كو گيا اور وهاں جاكر قتل عام كيا اور گنگا سے
ار اوتر كر كنارے كنارے هردوار تک وهاں پهونچا جهاں گنگا پہاڑوں سے
نكل نكلتي هے چنانچہ پہاڑوں كے دامن ميں هندوؤں سے كئي ايسي
ڑائياں لڑا جنميں خود تيمور ايسا بيتحاشا هوكر لڑا ہوا تها جيسا كوئي
دنی سپاهي لڑتا هے اور كڑي كڑي تكليفيں اوٹهائيں اور وہ تكليفات اس
جهہ سے زيادہ عجيب غريب معلوم هوتي هيں كہ اُسوقت اُسكي عمر
۶۳ برس كي تهي بعد اُسكے پہاڑوں كے تلے تلے جموں تک پهونچا جو
لاهور كے شمال ميں واقع هے اور وهاں سے جنوب كو هوكر اُس رستہ كو
دوليا جس رستہ سے هندوستان ميں ايا تها اور هندوستان كو نہايت بے
انتظامي اور قحط عظيم اور وباے عام كي بلاؤں ميں مبتلا چهوڑكر دسويں
مارچ سنہ ۱۳۹۹ع مطابق سنہ ۸۰۱ هجري كو هندوستان كي حدوں سے

† [illegible]

ي که سامانه سے اگلے شہروں کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چنپت
ر گئی اور یہي وجہہ هوئي که بعد اسکی عام قتل کي نوبت نه پهونچي
مگر باوجود اسکے بهي بہت سے لوگ اسیر پنجه بلا هوئی غرض که بارهویں
دسمبر سنه الیه کو دلي میں داخل هوا اور تمام اُن قیدیوں کو تیغ ظلم
کے حواله کیا جو پندرہ برس سے زیادہ زیادہ عمر کے تھے چنانچه تعداد ان
مقتولوں کے مسلمان مورخوں نے معمولي مبالغه کي رو سے بقدر ایک
لاکهه کے بیان کي هی *

هندوستاني فوج کي شکست اور دلي کي تباهي کا بیان

جب که فوج هندوستاني جو گنتي میں تهوڑے اور پهوٹ میں پورے
تهي شکست فاحش کهاکر دلي میں داخل هوئي تو محمود تغلق نے
گجرات کا رسته لیا اور دلي والوں نے جاں‌بخشي کے پکے پورے وعدوں کے
بهروسے پر تیمور کي اطاعت کام ناکام اختیار کي چنانچه بعد اُسکے سترویں
دسمبر سنه الیه کو تیمور هي هندوستان کا بادشاه پکارا گیا *
بعد اُسکے جو امر ناگزیر پیش آیا وہ تیمور کے اُن وعدوں سے اُسیقدر
مطابق هی جو مطیعون کي جان و مال کے حفظ و حراست کے لیئے
پیش کیا کرتا تها مگر هم اسبات میں حیران هیں که هم اُسکو اُسکي دغابازي
سے نسبت کریں یا اُسکي فوج سفاک کي قدیمي خونریزي اور خود سري
کو اُسکا باعث ٹهراویں مگر بڑے معتبر مورخ حادثه مذکوره کے اغاز و
ابتدا کو فوج کي خودسري سے نسبت کرتے هیں اور اصل اُسکي یهه هی
که جب شہر والوں نے فوج کي لوٹ کهسوٹ کے مارے فوج کا مقابله کیا تو
فوج نے یہاں تک خونریزي کي که کشتوں کے پشتے لگ گئي اور لاشوں
کے انباروں سے بعض بعض کوچوں میں آنے جانیکي راه مسدد هوگئي اور
جب که شہر کے دروازہ توڑے گئے تو ساري فوج اندر گهس گئي اور ایسا
قتل عام کیا که بیان کي نسبت خیال اُسکا اسان هی چنانچه پانچ
دن تک شہر کا لٹنا کهسٹنا اور جلنا پهکنا چپ چاپ اپني آنکهوں سے دیکهت

ماہ اگست سنہ الیہ میں وہاں سے آگے کو بڑھتا چلا چنانچہ هریوب اور بانو کے رستہ سے دنکوت کو پہونچا ‡ اور لکڑي سرکنڈوں کے پل بناکر اٹک سے پار اترا اور جہلم پر پہونچکر تلنبا میں داخل هوا اور بیچ کے ملکوں کو جگہہ جگہہ مطیع اپنا کرتا چلا گیا اور تلنبا سے بہت سا روپیہ حاصل کیا مگر کہتے هیں کہ وہ شہر اسکی فوج کے هاتھوں سے بلا حکم اسکی برباد هوا اور سارے باشندے جاں سے مارے گئے * .

جب کہ تیمور تلنبا میں داخل هوا تو اسي زمانہ میں پورے محاصرہ کے ذریعہ سے ملتان فتح هو چکا تها مگر برسات اسقدر موسي کہ پیر محمد کے گھوڑے مرگئے یہاں تک کہ وہ بستي میں بڑے رهنے پر مجبور هوا اور بستي سے باهر نہ آسکا اور جب کہ پچیسویں اکتوبر سنہ ۱۳۹۸ع کو تیمور ملتان کے قریب آپہونچا تو پیر محمد نے تھوڑي فوج اپني ملتان میں چھوڑي اور آپ استقبال کو روانہ هوا چنانچہ دریاے ستلج پر دادا جاں کي ملازمت حاصل کي بعد اسکی تیمور تھوڑي فوج لیکر اجودهن کے جانب کو آگے بڑھا مگر وہاں کوئي مقابلہ پیش نہ آیا یعني کوئي اسکی سامنے نہ پڑا اور جو کہ وہ بستي ایک بڑے اولیا (یعني بابا فرید شکرگنج) کے مزار کي بدولت مشہور و معروف تھي تو اسکی پاس و آداب سے وہ دوچار باشندے جو بھاگی تاگی تھے حوالہ شمشیر نکیئی گئی بعد اسکی تیمور لنگ بتنیر پر گیا اور دیس کے اُن لوگوں کو قتل کیا جو شہر کے فصیل میں جاں بچانے پڑے تھے یہاں تک کہ وہ شہر چند شرطوں پر مطیع و منحکوم اسکا هوا مگر ان غلط فهمیوں کے باعث سے جو تیمور کي اطاعت میں مطیعوں کو همیشہ پیش آتي تهیں وہ بستي جلائي گئي اور تمام باشندے جاں سے مارے گئے بعد اسکی سامانہ کا ارادہ کیا اور جہاں جہاں گذرتا گیا باشندوں کو قتل کرتا گیا یہاں تک کہ خود سامانہ پر اپني فوج کے بڑے حصہ سے جاکر مل گیا اور ادھر اودھر دهاک اسکي ایسي

---

‡ واضح هو کہ دنکوت کا مقام ابتک ٹهیک ٹهیک دریافت نہیں هوا مگر غالب ظن هے کہ سلسلہ کوہ نمک کے جنوبي جانب میں واقع هوتا لا.

ه ولایت میں پیدا هوا تها مگر لڑنے بهڑنے کے رنگ ڈهنگ اُسکے ویسے
وحشیانه تهے جیسے که چنگیز خاں مغل کے طور طریقے تهے علاوه اسکی
کي انتظاموں میں بهي ویسا هي کوتاه اندیش تها جیسا که چنگیز خاں
ل تها مگر بادشاهي اسکي چنگیز خاں کي بادشاهي سے بہت تهوڑے
وں قایم رهي چنانچه جن جن ملکوں میں بڑي دوڑ دهوپ اپنی کي
هي انکے بڑے بڑے حصوں کو بهي اپنے قبضه میں نرکها اور اسکي بادشاهي
کے حصوں میں سے جو حصه اسکے خاندان میں باقي رهے اور شاداب اور
آباد بهي هوئے تو ساري وجهه اسکي یهه تهي که اسکي آل و اولاد کے چال
ڈهال اسکی چال چلن کے مخالف تهے تیمور نے ایران و ماوراءالنهر کو
فتح کیا باقي تاتار اور جارجیا اور میسوپٹیمیا اور کچهه تهوڑا سا حصه
روس اور سائي‌بیریا کا ایران و ماوراءالنهر کي فتح سے پہلے پہلے خاک سیاه
کر چکا تها که بدون کسي نزاع سابق کے هندوستان کي بودي بادشاهت
پر دهاوا کیا *

شروع بہار سنه ۱۳۹۸ع مطابق سنه ۸۰۰ هجري میں تیمور کا پوتا پیر
محمد نامي جو سلیمان کے پهاڑوں والی پٹهانوں کے دبانے میں
مصروف تها مقام اُچهه کے قریب اٹک پار اوترا اور ملتان کا محاصره کیا
‡ جسمیں چهه مهینے سے زیاده زیاده صرف هوئے اور تیمور آسي زمانه
میں کوه هندو کش سے گزرکر براه معمولي کابل میں داخل هوا † اور

بولتی هیں خاندان اُسکا دو سو برس سے وهاں بستا رستا تها تیمور دور کے رشته سے
یهه دعوی کرتا تها که میں چنگیز خاني هوں مگر حقیقت یهه هی که نانا اُسکا برلاس
کے قوم کا ایک افسر تها

‡ تیمورلنگ نے جو کام هندوستان میں کئے تمام بیان اُنکا پرایس صاحب کي
تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۶۹ وغیره اور رینل صاحب کي سرگذشت تیمور صفحه ۱۱۵ وغیره
اور برگز صاحب کے ترجمه تاریخ فرشته سے لیا گیا

† هندوستان کے مهم سے پہلے پہلے جو مهم تیمور نے پهاڑوں کي سیاه پوش
کافروں پر کي تهي اُس مهم کے بیان کو میراخوند کے بیان سے پرایس صاحب نے نقل
کیا اور پڑهنے والی کے لیئے نهایت دلچسپ هی

بادشاہ کا وزیر نو مسلم اپنے بھتیجے کے الزام لگانے سے جو مسلمان اب تک نہ چھوڑا تھا مارا گیا بعد اُسکے جب ناصرالدین مرگیا تو ہمایوں اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر جب پینتالیس دن گذرے تو وہ بھی گذرگیا اور محمود اُسکا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی جگہہ تخت پر بیٹھا *

محمود تغلق کا بیان

یہہ شہزادہ سنہ ۱۳۹۴ع مطابق سنہ ۷۹۶ ہجری میں تخت نشین ہوا مگر کم سنی کے باعث سے بادشاہت کے گئے گذری رعب داب کو بحال نکرسکا چنانچہ گجرات کا حاکم مظفر خاں خود مختار ہوگیا اور بادشاہی کرنےلگا اور مالوہ جو دکن سے الگ ہوکر دلی کے شامل ہوگیا تھا ہمیشہ کے لیئے دلی سے الگ ہوگیا اور خاندیس کا چھوٹا صوبہ بھی قبضہ سے نکل گیا غرض کہ نئی نئی سلطنتیں قایم ہوگئیں اور اکبر کے زمانہ تک قایم رہیں *

بادشاہت کی تباہی اور تیمور کی چڑھائی کا بیان

خاص وزیر نے جونپور پر قبضہ کیا اور نئی سلطنت قایم کی اور اُسی زمانہ میں عین دارالسلطنت میں کئی گروہ قایم ہوئے چنانچہ اپسمیں لڑ بھڑ کر لہو کے ندی نالے بہائے باقی صوبوں کا یہہ حال ہوا کہ خود بادشاہ اور اسکے مخالفوں کی پروا بھی نکی آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے چنانچہ یہہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے کہ تیمورلنگ اُنکے سر پر ٹوٹا اور سارے گروہوں کو مار مار کر خراب و خستہ کیا *

اگرچہ تیمور نے اتنی تاتاری لوگ اکھٹے نکئے تھے جتنے کہ چنگیز خاں نے جگہہ جگہہ سے فراہم کیئے تھے مگر باوجود اسکے اسیطرح ادھر اودھر سے رجمع کرکے اُسیکی مانند اِس پاس کے ملکوں میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اگرچہ تیمور اپنی† ذات کا ترک اور مذہب کا مسلمان اور کسیقدر تربیت

---

† تیمورلنگ یا امیر تیمورجسیکہ ایشیاوالے اُسکو پکارتے ہیں مقام کیش میں پیدا ہوا جو شہر سمرقند کے پاس واقع ہے اور وہاں ترکی فارسی دونوں زبانیں

پہنچے تک برابر قایم رہا اور اس جھگڑے میں دلي کي یہہ صورت رهي
کہ چند بار ابوبکر اور ناصرالدین کے قبض و تصرف میں آئي گئي یہانتک
کہ ناصرالدین آخرکارغالب آیا اور قبضہ اسکا مستقل هوگیا اور حریف اسکا
اسیر اُسکا هوا اس جھگڑے میں یہہ بات بیان کے قابل هی کہ ایک هندو
سردار راے سرور نامی ناصرالدین کا بڑا ممد و معاون تھا اور میوات
کے هندو نہایت گرمجوشي سے ابو بکر کے طرفدار تھے اور جب کہ ناصرالدین
کو یہہ بات ثابت هوئي کہ بادشاهي فوج میں بیگانہ ملک کے لوگ اُس
سے عداوت رکھتے هیں تو اسنے انکو دیس نکالا دیا اور جن لوگوں نے اپنا
اوپرا پن چھپایا تو امتحان انکاایسي طرح عمل میں آیا جیسی یہودیوں
میں شبلت † کے لفظ سے کیا گیا تھا یعني جو لوگ ایک لفظ هندي کا
جو خاص هندي زبان کا تھا نہ بول سکے تو وہ اوپري تہراے گئے اور اسي
بات سے دریافت هوتا هی کہ جب سے غور و هند کي سلطنتیں علحدہ
هوئیں تو اسي زمانہ سے هندوؤں اور هندوستان زاے مسلمانوں کے قدر و
منزلت بڑہ گئي *

ناصرالدین تغلق کے دوبارہ بادشاهت کرنےکا بیان

اگرچہ اس بادشاہ کے عہد دولت میں بڑي بڑي خرابیاں اور بہت
بہت پریشانیاں قایم رهیں مگر کئي باتیں ایسي ظہور میں آئیں کہ وہ
عہد اُنکي بدولت معزز و ممتاز هوگیا *

گجرات کا حاکم فرحت الملک باغي هوا اور سردار مظفر خاں نے
اُسکو پس پا کیا مگر بعد اُسکے اگلي سلطنت میں خود مظفر خاں بھي
باغي هوگیا اور راتھور کے راجپوتوں نے جمنا پار بغاوت کے نقشے جمائے
غرض کہ بادشاهي حکومت کا ڈھچر بگڑ گیا اور جابجا ضعف اُسکا ظاهر
هوگیا *

---

† عہد عتیق کے کتاب قضات کے بارهویں باب کا ملاحظہ چاهیئے

شاید وہ نہر جاری نرہي اسلیئے کہ سرکار انگریزی نے جو حصہ اُسکا دوبارہ قایم کیا وہ حصار کے آگے دوسو میل تک جاری تہی اور اُسکے ذریعہ سے حال اُسکا دریافت کر سکتے ہیں حال میں اُسمیں پن چکیاں † چلتی ہیں جو ہندوستان میں جاری نہ تہیں اور اناج اُسین پستا ہی علاوہ اُسکے اُنکی بدولت رس اور تیل بہی حاصل ہوتا ہی اور گول آرے چلتے ہیں اور بڑے بڑے لٹہے پہاڑوں سے دیس میں بہاکر لاتے ہیں اور ایک قسم کی کشتیوں میں سوداگری کا مال و اسباب بہی آتا جاتا ہی مگر بڑا مقصود اُس سے یہہ ہی کہ ملک میں آبپاشی بخوبی ہووے جسکی بدولت ملک کا بہت بڑا خطہ زرخیز ہوگیا اور چرواہے کسان بنگئے ‡ *

غیاث الدین تغلق ثانی کی سلطنت کا بیان

جوں ہی کہ غیاث الدین ثانی تخت سلطنت پر بیٹہا تو اُسنے اون رشتہداروںسے چہیڑ چہاڑ شروع کی حکی بدولت تخت اوسکو نصیب ہواتہا چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ پانچ مہینے کے اندر اندر فروری سنہ ۱۳۸۹ع مطابق صفر سنہ ۷۹۱ ہجری میں تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

ابوبکر تغلق کی سلطنت کا بیان

بعد اسکے شاہزادہ ابوبکر تخت نشین ہوا جو فیروز تغلق کے دوسری بیٹی کا بیٹا تہا اور کل ایک برس سلطنت کرنے پایا تہا کہ ناصرالدین ان پہاڑوں سے اوترا جہاں وہ بہاگ کر چہپا تہا چنانچہ ناصرالدین ایک فوج لیکر چڑہا اور دلی پر قابض ہوا مگر بعد اسکے نوامبر سنہ ۱۳۸۹ ع مطابق ذی الحجہ سنہ ۷۹۲ ہجری میں ایک جہگڑا کہڑا ہوا اور کئی

---

† واضح ہو کہ انگریزی زبان میں مل چکی کو کہتے ہیں یہہ لفظ ہر ایسی کل پر بولا جاتا ہی جو گول پہیہ وغیرہ کے گہومنے سے کام اُسمیں ہوتا ہی خواہ وہ پانی کے زور سے گہومی یا بہاپ کی قوت سے چلے پہرے *

‡ میجر کالون صاحب کی تحریر مندرجہ روز نامچہ ایشیا تک سوسئیٹی

محاصل سرکاري کو ایسي طرح قایم کیا تها که تحصیلداروں کي خاص رایوں پر بہت تهوڑي باتیں موقوف رهي تهیں اور سرکاري مطالبه تمام لوگوں پر ظاهر و باهر اور تعداد اُسکي تهیک تهیک معین و مقرر هوگئي تهي دهریوں کے دیس نکالے میں کچهه کچهه ڈهنگ اپنے وقتوں کے اختیار کیئے تهے یعني کچهه تعصب کا برتاو بهي تها اور اسرافات پوشش کي روک تهام کے لیئے کوئي قانون قاعده جاري نکیا مگر آپ هي موتے جهوتے کپڑے پهنے اور لوگوں کو بهي اسي طرح ترغیب و تحریص اسکي دي اور حقیقت یهه تهي که یهه بات اسکي نهایت عمده اور معقول تهي *

جو جو عمارتیں که اسنے فلاح عام کے لیئے بنوائیں اور انکے خرچ و اخراجات کے واسطے جائدادیں معین کیں تفصیل انکي یهه هی که آب پاشي کي ترقي کي ضرورت سے دریاوں کے وار پاز پچاس منبعے نکالے اور چالیس مسجدیں اور تیس بڑے مدرسے اور سو مہمان سرائیں اور تیس تالاب اور سو شفاخانے اور سو حمام اور ڈیڑه سو پل بنوائے اور علاوه عمارات مذکوره بالا کے بہت سي عمارتیں عالیشان اپني خوشي خاطر اور شہر کے زیب و زینت کے لیئے بنوائیں *

اگرچه عمارات مذکوره بالا کي تعدادوں میں دهائیوں اور سیکڑوں کے سوا اکائیوں کے نهونے اور بعض بعض عمارتوں کے بڑي بڑي لاگتوں کے دیکهنے سے فهرست مذکوره کي بناوت کا شبهه هوتاهی مگر منجمله اُسکي عمارتوں کے جو جو عمارتیں اب بهي موجود هیں اُنکے دیکهنے بهالنے سے اُسکے بڑے ارادوں اور بڑے کاموںکا ثبوت بخوبي واضح هوتا هی اور سب کاموں سے بڑا کام اُسکا جو فهرست مذکوره میں مندرج هی وه ایک نهر هی جو جمنا کے اُس جگهه سے شروع هوتي هی جهاں وه پهاڑوں سے الگ هوتي هي چنانچه وه نهر کرنال پر گذر کر هانسي هسار کو هوکر دریاے کاگر میں جاپڑتي هي اور پهلے وقتوں میں اگے بڑه کر ستلج میں جاپڑتي تهی معلوم هوتا هی که اب پاشي کي نظر سے اُسکو جاري کیا تها فیروز تغلق کے بعد

سمجهه بوجهه کر یا اپني محتاجي دیکهکر وزیر سے کنارہ کیا اور تهوڑے عرصه بعد اپنے بیٹے کو تمام اختیار علانیه بخشی مگر اِس شاهزادے سے جو ناصرالدین کے نام سے نامي گرامي تها سلطنت کے انصرام و اهتمام میں کوئي لیاقت ظاهر نهوئي یهانتک-که ایک برس سے کچهه هي زیادہ عرصه گذرا تها که اُسکے دو همشیر زادوں نے اُسکو خارج کیا یعني اُنهوں نے عین دارالسلطنت میں ایک فساد برپا کیا اور اپنے نانا جان کے نام سے جسکو اُنهوں نے اپنے قابو میں پهلے سے کرلیا تها اپنے ماموں سے لڑائي باندهي اور سرمور کے پهاڑوں تک اُسکو مارکر بهگا دیا جو جمنا اور ستلج کے درمیان میں واقع هیں اور پهر یهه مشهور کیا که فیروز تغلق نے اپنے نواسه غیاث‌الدین کو تخت اپنا بخشا اور آپ دستکش هوا *

فیروز تغلق کي وفات اور اُسکے قوانین و عمارات کا بیان

بعد اس هنگامه کے تهوڑے دن گذرے تهے که ۲۳ اکتوبر سنه ۱۳۸۸ع مطابق ۳ رمضان سنه ۷۹۰ هجري فیروز تغلق نے نوہ برس کي عمر پوري کرکے جهان فاني سے نقل مکان کیا *

اگرچه اُسکے عهد دولت میں کوئي بات عمدہ اور شایسته ظهور میں نهیں آئي مگر اُن شایسته قانونوں کے باعث جو اُسنے جاري کیئے تهے اور اُن عمارتوں کي خوبي سے جو اُسنے فلاح عام کي نظر سے بنوائیں تهیں نهایت معزز و ممتاز هوا تفصیل اسکي یهه هی که اُسنے سنگین سزاؤنکو بهت کم کیا تها چنانچه جسماني تکلیفوں یعني هاتهه پاوں ناک کان کا کاٹنا یک لخت اوٹها دیا تها اگرچه هاتهه پاوں کا نه کاٹنا قانون شریعت کے صریح مخالف تها مگر وہ بادشاہ اِسلیئے تعریف کے قابل هی-که اُسنے لوگوں کي لعنت ملامت کا اندیشه نکیا علاوہ اُسکے وہ محصول اُسنے موقوف کیئے جو لوگوں پر نهایت گراں و ناگوار اور خود وصول انکا نهایت مشکل و دشوار تها اور ایسے محصولوں سے بهي هاتهه اوٹهایا جو ... حاصل هوتے تهے اور تبدیل و تغیر اُنکا لاحق رهتي تهي

اس باعث سے کہ وہ
و ماتحت اپنا سمجہتا رہا بعد اُسکے خواہ
مہ شاہ بنگال کي ذات خاص سے متعلق تہا یا اس سبب سے کہ
بنگال اول کے انتقال کے بعد اُسکو کچہہ طمع دامنگیر ہوئي شاہ بنگال کے
مین سکندر سے لڑائي پیش آئي جسمیں بنگال کي عین جنوب مشرق
خود بادشاہ بہي پہونچا تہا مگر سکندر سے بہي وہي عہد و پیمان
یان آئي جو پہلے بادشاہ سے آئے تہے چنانچہ اُسکي خود مختاري میں
ي طرح کا شک شبہہ باقي نرہا بعد اُسکی تہوڑے عرصہ گذرنے پر تاتا
غ سند کے راجا جام باني سے بادشاہ ناخوش ہوا اور اُسپر چڑہائي کي اگرچہ
ري پوري کامیابي تو نصیب نہوئي مگر جام باني کي ظاہري اطاعت
رنے سے ناکامي کا رنج و تاسف کچہہ کم ہوگیا بعد اُسکے سند سے گجرات
و گیا اور وہاں پہونچکر نیا حاکم مقرر کیا اور جب کہ یہہ حاکم کئي
سال کے بعد مرگیا تو سنہ ۱۳۷۲ ع مطابق سنہ ۷۷۳ ہجري میں ایک
اور حاکم اُسکي جگہہ مقرر کیا بعد اُسکے ایک فساد برپا ہوا جو تہوڑے
دنوں تک قایم رہا *

امورات مذکورہ بالا کے علاوہ سلطنت کے چہوٹے موٹے کاموں میں سنہ
۱۳۸۵ ع مطابق سنہ ۷۸۷ ہجري تک بہت جي جان سے مصروف
رہا اور اب کہ عمر اُسکي ستاسي کو پہونچي تو ضعف و نحافت کے
مارے بادشاہت کے کام کاجوں میں بہت سر گرم نرہ سکا چنانچہ رفتہ
رفتہ کل کار و بار اُسکے وزیر کے قبضہ میں آگئے اور جب کہ وزیر کو حکم و
حکومت کي چاٹ لگي اور عہدہ اختیاروں کا مزا پڑا تو اُسنے یہہ بات
چاہي کہ بادشاہ کو اُسکے وارث کي جانب سے برہم درہم کرے اور اپنے
اختیاروں کو ہمیشہ کے لیئے قایم دایم رکہے چنانچہ اُس نے بادشاہ سے
لگانا بجہانا شروع کیا اور قریب تہا کہ بادشاہ کے بڑے بیٹے کو خارج کرکے
تخت نشیني حاصل کرے کہ بادشاہ کا بڑا بیٹا چہپ چہپاکر محلوں تک
پہونچا اور باپ کي صحبت کو گرمایا چنانچہ فیروز تغلق نے خواہ

ايشيا والوں کو علی العموم اسباب پر کم توجهه هوتي هی که وه ستمگار اور بدکردار بادشاهوں کے پنجوں سے رهائي حاصل کریں چنانچه وه ظلم اُنکے برابر اُٹھاے چلے جاتے هیں اور کبھي کاں بهي نهیں هلاتے ورنه یهه بات بہت کم ظهور میں آیي هی که ایک آدمي کي بد انتظامي سے تمام لوگوں کو نقصان فاحش پہونچے *

فیروز تغلق کي سلطنت کا بیان

جب که محمد تغلق کا انتقال هوا تو بد انتظامي نے اُسکي فوج میں پاؤں اپنے پھیلائے اور حسب معمول اس بدانتظامي کے برے باعث مغل تهی مگر هندوستاني سرداروں نے جو اب پہلے پہل مذکور هوئے بہت سي روک تهام اُسکي کي چنانچه سنه ۱۳۵۱ ع مطابق سنه ۷۵۲ هجري میں بادشاه کے بهتیجے فیروزالدین کو تخت سلطنت پر بٹها دیا بعد اُسکے فیروز تغلق نے تهوڑي فوج اپني سنده میں چهوڑي اور اٹک کے کنارے کنارے مقام اُچهه کو پہونچا اور وهاں سے دلي کو روانه هوا اور اُن لوگوں پر فتح پائي جو پہلے بادشاه کے نوعمر یا اصل بیٹے کے نام سے مقابله پیش لئے تهی *

جب که تخت نشیني پر تین برس گذرے تو سنه ۱۳۵۳ع مطابق سنه ۷۵۴ هجري میں بنگاله کا اراده کیا چنانچه تمام صوبه بنگال پر گذر گیا مگر دشمن کو مطیع اپنا نکرسکا اسلیئے که غنیم اُسکے سامنے ابرا اور آگے بڑهتا چلا گیا یہاں تک که برسات کے آنے سے نا کام اُسکو پیچهلے پیروں پهرنا پڑا *

فیروز تغلق کے بنگال اور دکن سے هاتهه اُٹهانیکا بیان

بعد اُسکے سنه ۱۳۵۶ع مطابق سنه ۷۵۷ هجري میں بنگال و دکن کے ایلچي حاضر ائے اور آسیے دربار اُنکو دیا چنانچه اس سے صاف واضح هوتا هی که اُسنے اُن دونوں صوبوں سے هاتهه اپنا اُٹهایا اور اُنکے بادشاهوں کي خود مختاري گوارا کي مگر بامعنی اسکے شاید نام کي بڑائي قایم رکهي

و خیلے گراں خاطر ہوا مگر طبیعت کو روک تھام کر میرے عذروں
جواب دیا یہاں تک کہ مجکو معزز و ممتاز فرمایا اور بڑي تنخواہ مقرر
ائي بعد اُسکے ایک عربي قصیدہ میں نے پیش کیا جسمیں قرضداري
ضمون مذکور تھا تو بادشاہ نے پچپن ہزار † دینار عنایت فرمائے مگر
صف ان باتوں کے میں نے جان جوکھوں بھي دیکھي اسلیئے کہ بادشاہ
ایک درویش کي نسبت جو دلي کے باہر رہتا تھا کچھہ اشتباہ ہوا
چنانچہ اُسکو قتل کرایا اور اُسکے ملنے جلنے والوں کو پکڑا جکڑا حسب
فاق اُسکے ملنے والوں میں یہہ خاکسار بھي داخل تھا مگر لگ لپٹ کر
چند ہمراھیوں سمیت اپني جان میں نے بچائي اور بعد اُسکے جب موقع
پایا تو صاف استعفا داخل کیا مگر بادشاہ نے کمال آدمیت برتي کہ
بجاے ناخوش ہونیکے اُن ایلچیوں میں داخل کیا جنکو ایلچیان شاہ
چین کے جواب میں روانہ کیا چاہتا تھا جو بڑي شان و شوکت سے آئے
تھے *

بیان اسباب کا کہ اس بادشاہ کے وقتوں میں مسلمانوں کي سلطنت نہایت وسیع و فراخ تھي

اس بادشاہ کے آغاز عہد دولت میں مسلمانوں کي سلطنت دریاے
اٹک کے مشرقي جانب میں ایسي وسیع و فراخ تھي کہ پہلے اُس سے
اسقدر کبھي چوڑي چکلي نہیں ہوئي مگر بعد اُسکے جو صوبجات اُسکے
قبض و تصرف سے خارج ہوگئے تھے وہ اورنگ زیب کے عہد دولت تک
مسلمانوں کے قبضہ میں داخل نہوئے اور جن صوبوں میں بغاوت نہوئي
تھي وہاں بھي بادشاہي حکومت، کو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ مغلوں
کي سلطنت تک بھي پہنچنے نپائے *

---

† معلوم ہوتا ھی کہ دینار اُس زمانہ میں بہت چھوٹا سکہ تھا مول اُسکا
ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں

تھي اور خود دلي کو بڑي عاليشان بستي بيان کيا هی اور جامع مسجد اور اُسکي چار ديواري کو تمام دنيا ميں بے نظير وه کهتا هی که اگرچه بادشاه اُسکو دوباره بسا رها تها مگر وه ايک جنگل کي مانند بڑي تهي گويا که دنيا کے نهايت بڑے شهر ميں بهت تهوڑے لوگ بستے تهے *

بيان اُسکا يهه هی که جب ميں دلي ميں داخل هوا تو بادشاه وهاں موجود نتها مگر چند اميروں اور فاضلوں اور مسافروں سميت جو ميرے همراه رکاب تهے بڑي بيگم يعني والده بادشاه کے دربار ميں حاضر کيا گيا چنانچه وه بيگم بڑي عنايت سے پيش آئي اور خلعت مرحمت فرمايا بعد اُسکے رهنے کے واسطے ايک مکان مقرر کيا جسميں کهانے پينے کا بڑا ذخيره مهيا تها اور تمام ضروري چيزيں موجود تهيں علاوه اُسکے دو هزار دينار حمام کے خرچ کے ليئے عنايت فرمائے *

اسي عرصه ميں جب ميري بيٹي مرگئي تو محل کے لوگوں نے اطلاع اُسکے موبيکي ڈاک کے ذريعه سے خدمه خفيه بادشاه کو پهونچائي اور جب جنازه باهر نکلا تو اسمات سے نهايت تعجب هوا که خود وزير اُسکے همراه تها اور جو رسميں که اميروں کے مرده کے ليئے شاياں و مناسب هوتي هيں وه تمام آنکي طرف سے عمل ميں آئيں اور خود بادشاه کي والده نے ميري بي بي کو تسلي تشفي کے ليئے بلايا اور نهايت عذر خواهي کي اور چلتے وقت اپني عنايت سے زيور و خلعت مرحمت فرمايا *

جب که دلي ميں بادشاه داخل هوا تو آسکو بهي نهايت خليق اور مسافرنواز پايا چنانچه جب حصول ملازمت کے واسطے ميں حاضر خدمت هوا تو وه بڑي تعظيم و تکريم سے پيش آيا يهاں تک که ميرا هاتهه اُسنے پکڑا اور طرح طرح کي نوازشوں کے وعده کيئے چنانچه بعد اُسکے قضا کا عهده ميرے واسطے تجويز کيا اور اس ضرورت سے که ميں هندي زبان سے مطلق ناواقف تها اس معامله کي نسبت عربي زبان ميں گفتگو کي اور جب که ميں نے هندي زبان سے نا آشنائي کا عذر پيش

بعد اُسکے دوھي بار دلي آنیکي اجازت فرمائي اور دو ھي بار دلي جانیکا حکم سنایا اور یہہ تہدید فرمائي کہ جو شخص وھاں نجاویکا صاف جان سے جاویکا چنانچہ منجملہ ان سفروں کے ایک سفر قحط کے دنوں میں واقع ھوا اور بہت لوگ بہوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرگئے اور ھزاروں فقیر و محتاج ھوگئے آخر کار یہہ تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور خود دلي ھي دارالسلطنت رھي *

علاوہ اُسکے بیٹھے بٹھائے یہہ ترنگ بہي اُسکے جي میں آئي تھي کہ مصر کے بادشاہ سے جو صرف نام ھي کا خلیفہ تہا بادشاھي خلعت حاصل کرے چنانچہ آپکو مطیع و محکوم اُسکا سمجہا اور نام اُن بادشاھوں کا بادشاھوں کي فہرست سے خارج کیا جنہوں نے یہہ عمدہ سند حاصل نکي تھي *

بعد اُسکے یہہ سوجھي تھي کہ تمام ملک کو ساتھہ ساتھہ میل کے مربع ضلعوں پر تقسیم کرے اور سرکاري اہتمام سے بو جوت اُنکي کرائے *

اس بادشاہ کے دربار کا حال جو ایک افریقہ والے مسلمان نے بیان کیا

اس بادشاہ کي سلطنت کے بہت سے حال ابن بتوتہ نے تحریر کیئے جو تانجیئرز کا رھنے والا اور تمام ایشیا کو اُسنے دیکھا بھالا تھا اور اس بادشاہ کے دربار میں سنہ ۱۳۴۱ع میں حاضر ھوا تھا اور جو کچھہ کہ اُسنے لکھا ھی وہ بہت تھیک لکھا اسلیئے کہ جب وہ افریقہ کو واپس گیا تو اُسنے حال اُسکا تحریر کیا چنانچہ ھندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کي جو برائیاں بھلائیاں بیان کیں ھیں وہ اُنکي تصدیق کرتا ھی اور جو جاہ و جلال اور تباھي پریشاني اُسکي عہد دولت میں واقع ھوئي وہ بیکم و کاست اُسنے لکھي ھی چنانچہ وہ بیان کرتا ھی کہ ملک کي سرحدوں سے عین دارالسلطنت تک سوار اور پیدل کي ڈاک برابر دیکھي مگر ملک کو ایسا ویران و خراب پایا کہ مسافر کي جان و مال کو ھر جگہہ جوکھوں

چرک ایپی سمجھا کہ دکن کی مہم کو ادھوری چھوڑکر گجرات کو روانہ
ہوگیاتھا چنانچہ اُسنے یہہ چاہا کہ پہلے گجرات کی امن و امان کو بحال
کرے اور بعد اُسکے دکن کے مرے فساد کو مٹاوے اگرچہ ایک عرصہ سے
بادشاہ کا مزاج اچھا تھا مگر بھگوڑے باغیوں کے پیچھے سندھ کو روانہ ہوا
اور جب کہ بادشاہ اٹک پر پہونچا تو باغیوں نے مقابلہ کیا اور عبور دریا
کے مزاحم ہوئے مگر وہ رک نسکا اور دریا سے پار ہوگیا بعد اُسکے جب
وہ ٹاٹا میں داخل ہوا تو مسوس مارچ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق اکیسویں
محترم سنہ ۷۵۲ ھجری میں بیمار ہوکر مرگیا او ایسے عالم فاضل بادشاہوں
اور ظالم جہانداروں کی سی شہرت بادی چھوڑ گیا جسسے انسانوں کی
خلقت بہت کم آراستہ پیراستہ او نہایت کم تباہ اور خاک سیاہ ہوتی
ہی *

دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے اور بادی ناشایستہ حرکتوں کا بیان

منجملہ خرابات اس بادشاہ کے کوئی پوچ حرکت ایسی نہوئی تھی
جیسے کہ دلی کو چھوڑ کر دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے میں واقع ہوئی
یہانتک کہ تمام لوگ اس بیجا حرکت سے نہایت شاکی ہوئے اور بڑی
مصیبتوں میں پڑے یہہ بات اُسکی بجائے خود نامعقول نہی اگر بطور
معقول اُسکو پورا کرتا اور نہایت گرما گرمی اور بڑی اندھا دھندی سے عمل
میں نہ لاتا مگر جوں ہی کہ یہہ بات اُسکے خیال میں آئی تو فی الفور اُسنے
تمام دلی کے رہنے والوں کو دیوگڑہ کے جانے کا حکم دیا او نام اُسکا دولت‌آباد †

---

† اُسنے وہاں دولت آباد کا قلعہ جو بی زمانا موجود ہی تعمیر کرایا اور اس
قلعہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ وہ بادشاہ بڑے ارادہ والاتھا کہ اُسنے ایسی بڑی عمارت
بنائی چنانچہ اُسنے پہاڑ کا ایک ٹکڑا ایکسو اسی فٹ کے طول کا عمود ایسطرح پر بنا
اور اُسکے اندر جابیکی پیچیدہ راہ اُس ٹکڑے کے جگر میں نکالی اور اُسکے عقبہ اور
کوئی راہ اُسکے جانے کی نہ رکہی اور چاروں طرف اُسکے ایک خندق گہری سنگین
چورڈ پہاڑ میں سے تراشی

تے هیں چنانچه کمبوجا اور سورت کے مالدار شہروں کو تاخت تاراج
ادیا *

دکن کي عام بغاوت اور بادشاہ کي آمادگي اور وفات کا بیان

جب که گجرات کي بغاوت پست هوئي تو کچهه باغي دکن کو بهاگے
اور وهاں کے امیر مغلوں کي پناہ میں آئے اور بادشاہ اس بات کو سنکر
نہایت برهم هوا چنانچه اُس نے اُن مغلوں کي گرفتاري کا حکم صادر فرمایا
مگر وہ مغل بهاگ گئے اور مل جل کر عام بغاوت برپا کي اور اسمعیل
خاں پٹھان فوج کے ایک بڑے افسر کو بادشاہ قرار دیا مگر بادشاہ نے ایسي
کمال چالاکي برتي جو ایک بڑے کام کی شایان تهي چنانچه وہ دکن کو
گیا اور باغیوں کو اُنکے بادشاہ سمیت شکست فاحش دیکر دیوگڑہ کے
قلعه میں محصور کیا هنوز اُس نے اِس قلعه پر قبضه نپایا تها اور کامیابي
اُسکي پوري نہوئي تهي که نئے جهگڑے کي ضرورت سے گجرات اُسکو
جانا پڑا اور جب که وہ اُدهر روانه هوا تو جوں جوں وہ آگے بڑهتا جاتا
تها لوگ پیچهے سے باغي هوتے جاتے تهے اور بار برداري یعني بهیر بنگاہ
اُسکي لٹتي جاتي تهي مگر جب که گجرات کا فساد فرو هوا اور مفسد
لوگ تاتا واقع سند کو چلے گئے اور راجپوت راجاؤں کي پناہ اُنهوں نے
ڈهونڈي تو بادشاہ کو یهه خبر لگي که دکن کا کار و بار پہلي کي نسبت
بہت زیادہ خراب ابتر هي اور ویسا کبهي ابتر نهیں هوا تفصیل اس
اجمال کي یهه هي که باغیوں کے بادشاہ نے سلطنت کا دعوي چهوڑا اور
حسن گانگوئي کو وہ دعوي تفویض کیا جو بہمني خاندان کا باني مباني
تها چنانچه اُسکي بلند همتي اور الوالعزمي کي امداد و اعانت سے باغیوں
نے یهه کام کیا که دکن کے حاکم امدادالملک داماد بادشاہ کو شکست فاحش
دیکر قتل کو پہونچایا اور صرف دکن پر هي قبضه نکیا بلکه مالوہ کے حاکم
کو بهي بغاوت کا شریک کیا بادشاہ اِس واقعه سے مطلع هونے پر یهه بڑي

صدي کے اخیر تک مسلمانوں سے برابر کي لڑائي لڑتا رہا اور تلنگانہ کے
راجہ نے ورنگل پر دوبارہ قبضہ کیا اور بادشاہ کي فوج کو جگہہ جگہہ
سے باہر نکالا جہاں جہاں وہ چھاوني ڈالے پڑي تہي *

سنہ ۱۳۳۵ ع مطابق سنہ ۷۳۵ ہجري میں ہندوستانمیں قحط اِس
غایت کو پہنچا کہ سنبہل کا حاکم محاصل جمع نکرسکا اور بادشاہ کے ظلم
کے خوف سے باغي ہوگیا مگر جلد اُسکي سرکوبي ہوئي اور علاوہ اُسکے بدر
واقع ملتان دکن کا باغي حاکم بہي اپنے کیئے کو پہنچا *

بعد اُسکے بہت جلد ایک امیر نو مسلم مغل نے جو امراء جدید کے
زمرہ میں داخل تہا ملک دکن میں سرکشي کي مگر سنہ ۱۳۳۶ ع
مطابق سنہ ۷۳۶ ہجري میں پس پا ہوا مگر اور مغل سردار جي جان
سے تابع ہوئے اور کسي نئے فساد کے مترصد بیٹہے *

بعد اُسکے عین الملک نے بغاوت اختیار کي اور ساري وجہہ اُسکي
یہہ ہوئي کہ جب بادشاہ نے اُسکو اودہ کي حکومت سے دکن کو بدل دیا
تو وہ بادشاہ سے بدگمان ہوگیا جبر خیرخواہي سے ہاتہہ اٹہایا مگر گوشمالي
اُسکي بہت جلد ہوئي اور خلاف توقع اپنے عہدہ پر بحال ہوا *

بعد اُسکے دکن کا حاکم جو بڑے بڑے فسادوں کا برابر مانع مزاحم رہا
تہا موقوف کیا گیا اور اُسکي جگہہ امدادالملک بہیجا گیا جو داماد
بادشاہ کا تہا اور بہت سا روپیہ اُس صوبہ پر بڑہایا گیا *

ایسے ہي ایک ذلیل خاندان کا ایک آدمي مالوہ کا حاکم مقرر کیا گیا
جسنے ستر امیر مغلوں کو دغابازي سے قتل کرکے اپني خیر خواہي بادشاہ
پر جتائي تہي اور جب کہ اُن مغلوں کو ان مغلوں کي سزاوبي پہنچي
جو گجرات میں امیر تہے تو اُنہوں نے باقي فوج کے لوگوں کو بہي اپنے
سمجہا کر بغاوت میں شریک ایسا کیا چنانچہ سنہ ۱۳۳۷ ع مطابق
سنہ ۷۳۸ ہجري میں بادشاہ روانہ ہوا اور جوں توں اُس مفسدہ کو فرو
کیا اور اپنے صوبہ کو ایسا تباہ کیا جیساکہ کسي غیر کے صوبہ کو خاکسیاہ

بغاوتوں کا بیان

جب کہ یہہ زور ظلم ظہور میں آئی تو لوگ چپکے نہ بیٹھہ سکے چنانچہ بادشاہ کے خاص بھتیجے نے پہلے پہل مالوہ میں بغاوت کي بنیاد ڈالي چنانچہ سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ هجري میں بادشاہ اُسکے پیچھے دکن تک گیا یہانتک کہ وہ گرفتار ہوا اور کہال اُسکي اوتاري گئي بعد اُسکے ملک بہرام جو بادشاہ کے باپ کا بہت پورانا رفیق تہا اور اُسکي تخت نشیني کا بڑا ممد و معاون تہا ملک پنجاب میں باغي ہوا یعني سنہ ۱۳۳۹ ع مطابق ۷۴۰ هجري میں ہنگامہ برپا کیا مگر وہ ہنگامہ بھي فرو ہوا اور باغي گردن مارا گیا بعد اُسکے بنگال کا حاکم باغي ہوا جو ایک مسلمان بھائي تہا اور بہت دنوں تک بغاوت اُسکي قایم رهي یہاں تک کہ وہ کبھي مطیع اُسکا نہوا اور اُسي زمانہ میں کارومنڈل کے حاکم نے بھي بغاوت کي چنانچہ وہ بھي کامیاب ہوا اور یہہ دونوں بغاوتیں سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱ هجري میں واقع ہوئیں *

کارو منڈل کي بغاوت کے دبانے کا ارادہ خود بادشاہ نے کیا مگر جب فوج اُسکي ورنگل میں داخل ہوئي تو ایسي سخت وبا پڑي کہ دیو گڑہ کو واپس آنا پڑا اور راہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ ایک دانت اپنا نکلوایا اور بڑي دھوم دھام سے دفن اُسکو کرایا اور بہت بڑي قبر اُسکي بنوائي *

اُسي عرصہ میں پٹھان لوگ اٹک سے اوترے اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے اور جب وہ چلے گئے تو ٹہاکروں نے خوب ہاتھہ پھینکے یہاں تک کہ لاہور پر قبض و تصرف کرکے اُس صوبہ کو پورا پورا برباد کیا *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۴۴ ع مطابق سنہ ۷۴۴ هجري میں کرناٹک اور تلنگانہ کے راجاؤں نے باہم اتفاق کیا اور پہلي بات اپني بناني چاهي یعني دوبارہ آزادي کا ارادہ کیا منجملہ اُنکے کرناٹک کا راجہ ایک نئے خاندان کا باني تہا جو خاندان بلال دیو کے برباد ہونے پر قایم ہوا تہا اور بیجانگر کو اُسنے دارالسلطنت اپنا بنایا تہا اور وہ ایسا بہادر تہا کہ سولہویں

جاتي تهي تو شروع هي سے اعتبار اسکا جاتا رها یہاں تک که بنگاله ملک
کے سوداگروں نے اسکو قبول نکیا باقي اپنے ملک والے بهي اُسکے لینے دینے ب
پہلوتهي کرتے تهے غرضکه بنج بیوهار بند هوگیا اور تمام لوگ محتا
هوگئے اگرچه خود بادشاه کو بظاهر یهه فائده حاصل هوا که قرض اُس
ادا هوگیا مگر اُسیقدر آمدني میں گهاٹا پڑا بلکه رعایا کے محتاج هونے ـ
محاصل سرکاري کي بنیادیں هل گئیں اور رعایا کے زوال دولت کا یہ
نتیجه حاصل هوا که اُس سے زیاده اُسکي دولت نے زوال پایا *
جو جبر و تعدي که بادشاه کیطرف سے تحصیل میں واقع هوتي تهي
وه لوگوں کو اس لیئے بہت زیاده ناگوار هوئي که روز روز اُسکي حاجتیں
بڑهنے لگیں اور تنگي کو فراخي هونے لگي یہانتک که کاشتکار اپنے کهیت
چهوڑ چهوڑ کر چلے گئے اور جنگلوں میں جا بسے اور لوٹ کهسوٹ سے گذار
کرنے لگے بلکه بہت لوگ اپني بستیوں سے بهاگ گئے اور بادشاه ان باتوں
کے واقع هونے سے جنکا آپ باعث تها نہایت برهم هوا اور ایسي بڑي تدبیر
سے انتقام اُنسے لیا جو تمام ظلموں سے بڑهکر تهي یعني اُس نے اپني فو
کو شکار کي تیاري کا حکم دیا اور بدستور شکار هندوستان کے ایک بڑے
خطه کو رمله کي طرح سے گهیرا اور بعد اُسکے یهه عام حکم دیا که جو
شخص اِس گهیرے میں باڑ شکار کي مانند اُسکو قتل کرو اور چاروںطرف
سے قتل کرتے هوئے بیچا بیچ میں جمع هوجاو چنانچه جو لوگ اُسمیں
مارے گئے اکثر گنوار اور بیگناه تهے غرضکه اس قسم کا شکار کئي مرتبه کهیلا
گیا اور پیچهلا شکار یهه هوا که قنوج کے باشندوں کا قتل عام کیا بعد اُسکے
انهیں بربے کرتکوں کي بدولت ایک بڑا کال پڑا اور لوگوں پر ایسي سخت
مصیبت پڑي که وه تحریر و تقریر سے باهر هے *

دوسري بار اُسنے يهه ارادہ کيا کہ چين کو فتح کرے اور اپنے خزانوں
ﻫﺎں کے مال و دولت سے بھرے چنانچه ايک لاکهه آدمي کوه هماليه
راه سے روانه کيئے مگر جبکه يهه لوگ پهاڑوں سے گذر کر بهزار دشواري
حد چين تک پهونچي تو وهاں چين کي بڑي فوج قايم پائي اور اپني
ت و زحمت اور اُنکي قوت و کثرت کے باعث سے مقابله نکرسکے اور
ره اُسکے يهه مصيبت پيش آئي کہ ذخيروں نے کمي کي اور برسات سر
پهونچي چنانچه اُنهوں نے دم بهي نليا اور هارجهک مار کر پچهلے
روں لوٹ پڑے *

جب که وہ لوٹتے آتے تهے تو پهاڑيوں نے بہت ستايا اور دشمنوں نے
پيچها کيا چنانچه بہت سے تو ٹهکانے لگے اور باقي جو بهوکوں فاقوں کے
مارے جينے سے تنگ آگئے مگر مصيبتوں سے يهه اتفاق هوا کہ موسلا دهار
پاني پڑنے سے چيني لوگ لوٹ گئے اور هندوستاني لوگ اچهے موسم ميں
پهاڑوں سے نکل آئے مگر اُنهوں نے ديس کو غرقاب پايا اور چهوٹے پهاڑوں پر
ايسے بن کهڑے ديکهے که اُن سے گذرنا نهايت دشوار تها غرضکه پهرتے پهروں
ايسي سخت مصيبتيں پيش آئيں که پندره دن بعد ايک آدمي بهي باقي
نرها که وہ اپني بپت کهاني سناتا اور کسي کے سامنے اپنا رونا روتا منجمله
اُن لوگوں کے جو جگهه جگهه غنيم کي روک ٹوک کے ليئے پيچهے چهوڑے
گئے تهے بہت سے لوگ اِس قصور پر بادشاه کے حکم سے مارے گئے که اُنهوں
کے باعث سے اس ناکارہ مهم کو ناکامي نصيب هوئي *

جب که يهه تدبير اُسکي راس نه آئي اور خزانه خالي رها تو اُسنے اور
راه نکالي مگر بقول کسيکے * مصرع * جو چال هم چلے وہ بہت هي بري
چلے * وہ بهي کچهه ٹهيک ٹهاک نتهي يعني جب اُسنے يهه بات سني که
ملک چين ميں کاغذ کا روپيه چلتا هے تو اُسنے اپنے ملک ميں نيا سکه
چلانا چاها چنانچه کاغذ کي جگهه تانبے کے ٹکڑے چلائے مگر اس سبب سے
که بادشاه کا دوالا نکل گيا تها اور سلطنت اُسکي دو چار دن کي بات سمجهي

تھا تو اب بھی ایکطرح کے جنوں کا شبہہ باقی رہتا ہی چنانچہ تمام عمر
اُسکی خیالی تدبیروں میں گذری اور جس جس ذریعہ سے اُن تدبیروں کا
راس لانا چاہتا وہ ذریعہ بھی عقل سلیم کے خلاف ہو چنانچہ اُن تدبیروں
کے راس لانے میں رعایا کی تکلیفوں اور نقصانوں کی کچھہ پروا نکی
یہاں تک کہ انکی بدولت ایسے برے برے نتیجے حاصل ہوئے کہ کسی
بادشاہ کے زمانہ میں ویسے ظہور میں نہ آئے تھے *

پہلے پہل ایک ایسا کام اُس نے کیا کہ اُسکے عیبوں یا ہنروں کی روسے
ہرگز متوقع نتھا یعنی چنگیز خاں کی نسل کے ایک بڑے مشہور سردار
تیمور شیرین خاں نامی کے سانھہ اکر بلاد پنجاب میں پہنچا تو اُسنے بہت
سا روپیہ دیکر اُس بلا کو سر سے ٹالا اور مچھت ہوکر بیٹھا اور یہہ تدبیر
جو پہلے پہل ہندوستان میں مروج کئی کچھہ ایسی راس آئی کہ مغلوں
کے لوبھی لالچی ہونے سے یہہ قوی اُمید تھی کہ وہ لالچ کے مارے پھر
دوبارہ دھاوا نکرینگے مگر بعد اُسکے کوئی حملہ اُنکا وقوع میں نہ آیا *

علاوہ اُسکے وہ دوسری تدبیر اُسکی جو اُسکے خوے و خصلت کے
مخالف اور بجاے خود نہایت معقول او بنہایت راست درست تھی یہہ
تھی کہ اُسنے تمام دکن کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بہت دور دور کے
دور دراز صوبوں میں ایسا انتظام اپنا بیٹھایا جیسا کہ حوالی دارالسلطنت
کے پرگنوں میں بیٹھا تھا *

بادشاہ کی نامعقول تدبیروں کا بیان

بعد اُسکے وہ ایسے کاموں میں پڑا جو اُسکے اصل و ملہ مت کے شامل
و مناسب تھے چنانچہ پہلے اُس نے ایران کا ارادہ کیا اور بقول فرشتہ والے
کے تین لاکھہ ستر ہزار سوار اکھٹے کیئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ فوج اُسکے
خزانہ کو کہا گئی اور جب تنخواہ کی کوڑی وصول نہوئی تو لوٹ
نے شروع کی یہاں تک کہ پریشان ہوکر ادھر اودھر چلی گئی *

سته لیا تو سنه ۱۳۲۵ع مطابق سنه ۷۲۵ هجري میں جونا خاں اُسکا
بیتا اُیسے جاہ وجلال اور ایسي شان و شوکت سے تخت نشین هوا که وہ
رت کسي تخت نشین کو نصیب نہوئي چنانچه سلطان محمد تغلق
خطاب سے شهرت پائي اور اپنے رفیقوں اور عالم فاضلوں کو ایسي ایسي
خششیں عنایت کیں اور ایسے ایسے وظیفے مقرر کیئے که پہلے کسي
دشاہ نے ویسے مقرر نکیئے تھے *

اُسنے طرح طرح کي فیاضي اور دریا دلي سے شفا خانه بنائے اور
محتاج خانے جاري کیئے اور تمام قلمرو کے عالم فاضلوں سے ایسے ایسے
سلوک برتے که اُسکي مناقب اور محامد کے چرچے جگهه جگهه هونے
لگے *

تمام لوگ اسبات پر متفق هیں که بادشاہ اپنے وقتوں میں نہایت
قابل اور بغایت خوش بیان تها یہانتک که بعد اُسکي سلطنت کے بهي
اُسکي عربي فارسي تحریروں کي خوبي بیان کیجاتي تهي اور قوت حافظه
اُسکي ایسي عمدہ تهي که ویسي قوت هزاروں لاکهوں میں نہیں هوتي
علاوہ فن طبابت اور علم منطق کے ریاضیات اور طبعیات سے بهي شوق
ذوق رکهتا تها اور بڑي بیماریوں کي علامات قایم کرنیکے واسطے بیماروں کا
ملاحظه کرتا تها باقي روزہ نماز کا پابند اور مي نوشي سے نہایت محترز
تها ذاتي کاموں میں اپنے دین و ملت کے اُصول قاعدوں کي مراعات و
محافظت کو مقدم جانتا تها اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں
بهي کمال شجاعت اور نہایت جلادت کے ساتهه اطراف و اکناف عالم
میں مشہور و معروف تها غرضکه تمام لوگ اُس بادشاہ کو منجمله نوادر
زمانه کے شمار کرتے تهے اور حقیقت یهه تهي که اُنکي سمجهه بهي بجا
تهي مگر یهه کمالات اُسکے اس لیئے محض بیفائدہ تهے که باوصف ان
کمالوں کے سمجهه بوجهه اُسکي پوري پوري نه تهي یہاں تک که اگر یهه
بات بهي مانی جاوے که اُسکو حکم و حکومت اور مال و دولت کا نشه

بعد اُسکے سنارگنگ یعني ڈھاکہ † کے کئي مسادرں کا تصفیہ کیا معلوم هوتا هی که اُن دنوں یهه صوبه بنگاله میں داخل تها اور جب که وه اُدهر سے واپس آتا تها تو راه میں اُسنے ترهت کو فتح کیا جو پہلے وقتوں میں متهیلا کہلاتا تها اور وهاں کے راجه کو پکڑکر همراه اپنے لایا یهه کل کام اُس سے سنه ۱۳۲۴ لغایت سنه ۱۳۲۵ع مطابق سنه ۷۲۴ لغایت سنه ۷۲۵ هجري میں ظهور میں ائے *

بادشاہ کي وفات کا بیان

جب که بادشاہ دلي کے قریب آیا تو اُسکے بیٹے جونا خاں نے بڑي شان و شوکت سے استقبال اُسکا کیا اور ایک چوبیں خیمه میں اُسکو اُتارا جو حصول ملازمت کے لیئے تیار کرایا گیا تها اور هنوز تکلفات رسمیه سے پوري پوري فراغت حاصل نهوني تهي که وه خیمه بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ اپنے پانچ رفیقوں سمیت دبکر مرگیا ماه فروري سنه ۱۳۲۵ع مطابق ربیع الاول سنه ۷۲۵ هجري میں یهه حادثه واقع هوا اگرچه یهه عجیب واقعه اتفاقاً واقع هوا هو مگر ایسي ابهو کي عمارت کے بنانے اور بڑے بیٹے کے اُسوقت میں شریک و شامل نه هونے اور چهوٹے بیٹے کے شریک امت هونے سے جو بادشاہ کا بڑا لاڈلا پیارا تها جونا خاں کي نسبت بڑا شبهه هوا جسکے حق میں وقوع اس واقع کا کچهه بهت مفید هوا ‡ *

تغلق آباد کا وه قلعه جو استحکام و متانت اور عمارت کي شان و شوکت کي رو سے شهرهٔ انام اور مشہور خواص و عوام هی اسي غیاث الدین تغلق کا کارنمایاں هی *

محمد تغلق کي سلطنت کا بیان

اُسکي عادتوں کا بیان

جب که غیاث الدین تغلق نے جہاں فاني کو چهوڑ کر جہان باقي

---

† هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ایک صفحه ۱۹۷

‡ برتنه کي تاریخ کا صفحه ۱۳۰ دیکها چاهیئے

سے پاک و صاف تھي چنانچه آسنے شروع سلطنت هي میں تمام قلمرو کے امن و امان کو بحال کیا اور مغلوں کي لاگ ڈانٹ کے لیئے سرحدوں کو نہایت مضبوط و مستقل بنایا اور بعد آسکے اپنے بیٹے جونا خاں کو امورات دکن کي اصلاح و درستي کے واسطے روانه کیا جو نہایت خراب اور خسته هو رهے تھے چنانچه جونا خاں ورنگل تک کامیاب هوا مگر ورنگل کے قلعه پر قبضه نکرسکا یعني اغاز برسات تک محاصرہ قایم رها اور لشکر کے لوگ بیمار هوگئے او آسپر یهه طرہ هوا که کچھه تو مصیبتوں کے اُٹھانے سے شکسته خاطر هو رهے تھے دلي کے هنگامه اور بادشاہ کي سناوني سے جو بدخواهوں کي جوڑبازي سے مشہور هوگئي تھي نہایت خراب و پریشان هوگئے یہاں تک که اُسکي فوج کے بڑے بڑے سردار اپني اپني ٹولیوں کو لیکر ادهر اودهر چلے گئے اور جب که خود شہزادے نے چلنے پر کمر باندهي تو هندوؤں نے تعاقب کیا چنانچه آسکے بہت سے لوگوں کو دولت‌آباد کے پاس پروس میں تہکانے لگایا غرض که جب وہ دلي میں داخل هوا تو کل تین آدمیوں کي بیتر بہاز آسکے ساتھه تھي اور جو ناتجربه کاري اور خودرائي جوناں خاں سے خاص اُسکي سلطنت میں ظاهر هوئي اس ناکامي کو خاص اُس سے نسبت نکرنا دشوار معلوم هوتا هی مگر جبکه وہ دوبارہ اُسپر چڑهکر گیا تو پہلے کي نسبت بہت زیادہ کامیاب هوا چنانچه سنه ۱۳۲۳ع مطابق سنه ۷۲۳ هجري میں بدر کو فتح کیا جو بڑے شان و شوکت کا شہر تھا اور بعد اُسکے ورنگل کا قلعه توڑا اور راجا کو پکڑ کر دلي کو لایا مگر تھوڑے دنوں بعد اُسکي رهائي هوئي اور وہ اپنے راج پر دوبارہ قایم هوا بعد اُسکے خود بادشاہ بنگاله پر چڑها جہاں کیقباد بادشاہ کا باپ بغرا خاں حاکم تھا اور اُسکي حکومت پر چالیس برس گذرے تھے مگر قبضه اُسکا بحال رکھا گیا سبحان‌الله کیا شانِ کبریائي هی که خاص اولاد اپنے باپ کے خانه‌زاد غلام سے بادشاهي کلغي طرہ کي اجازت حاصل

کرے *

اور جو بہادر فوج اُسکي پنجاب کي سرحد پر پڑي تھي اُسکو ساتھہ اپنے لیکر دلي پر حملہ کیا غرض کہ خسرو خاں کي ٹوٹي پھوٹي فوج پر فتح پائي جسکے سردار ازمودہ کار نہ تھے چنانچہ بائیسویں اگست سنہ ۱۳۲۱ع مطابق تیسویں رجب سنہ ۷۲۱ ہجري میں غاصب کو حدِ غصب کا تدارک دیا اور اُسکي جان و مال کا قصد پاک کرکے تمام لوگوں کو بہت راضي کیا اور جب کہ وہ خاص دلي میں داخل ہوا تو اُسنے پکار کر صاف صاف کہا کہ اس لڑائي بھڑائي سے صرف یہي مقصود تھا کہ ظالم کا قبض و تصرف اوٹھہ جاوے اگر تخت موجود ہی جو کوئي شاہي خاندان کا بچا کھچا رہا ہو تخت اُسکو مبارک ہو مجھکو تخت سے واسطہ علاقہ نہیں مگر جو کہ خاندان خلجي کا نام و نشان باقي نرہا تھا تو لوگوں کے کہنے سنے سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث‌الدین تغلق کے خطاب سے پکارا گیا *

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کي اصل و حقیقت یہہ ہی کہ باپ اُسکا غیاث‌الدین بلبن کا ایک ترکي غلام اور ماں اُسکي ایک هندي عورت تھي *

تلنگان کي فتح کا بیان

واضح ہو کہ جیسے اُسکي تخت نشیني الزام و تہمت کے داغوں سے معرا و مبرا تھي ویسے ہي اُسکي سلطنت بھي عار و بدنامي کے دھبوں

خسرو خاں کے رعب داب اور بادشاہ کے قتل کا بیان

جب کہ بادشاہ اپنے ڈیلوں دکن پر چڑھا تھا تو اُسنے اپنے پیارے خسرو خاں کو ملیبار پر بھیجا تھا چنانچہ اُسنے ایک برس دن میں اُسکو فتح کیا اور بہت سي غنیمت دلي کو لایا بعد اُسکے تمام سلطنت کا کار و بار اُسکو تفویض ہوا اور لوگوں کي جان و مال اُسکے قبض و تصرف میں آئي یہاں تک کہ سنہ ۱۳۱۹ع مطابق سنہ ۷۱۹ ہجري میں بعض بعض امیروں کو قتل کیا اور باقیوں پر ایسا رعب اپنا بیٹھایا کہ اُن بیچاروں نے دربار سے الگ ہونے کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ کو خسرو خاں کے فند و فریب پر چھوڑا چنانچہ جب اُسنے میدان خالي پایا تو اُسکو یہہ موقع ھاتھہ آیا کہ بادشاہ کو اپنے اوردوں کے ھاتھوں میں محصور کیا اور تمام دارالسلطنت میں اپنے ہندو بھائي بند بھردیئے یہاں تک کہ جب کام اُسکا پکا ہوگیا تو مارچ سنہ ۱۳۲۱ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۷۲۱ ہجري میں اپنے دیوانہ آقا کو قتل کیا اور ادھر اودھر سے نچنت ہوکر تخت سلطنت پر جا بیٹھا بعد اُسکے علاوالدین کے خاندان کا نام و نشان باقي نچھوڑا اور دیولدئي کو اپنے تصرف میں لایا غرض کہ جو کام اُسنے کیئے ایسے ھي ڈھنگوں پر کیئے مگر باوجود اس بدنامي اور بدکرداري کے بہت سے دوست اُسنے پیدا کئي اور اپنے کام کو مضبوط و مستحکم کیا چنانچہ اُسنے یہي کام نکیا کہ وہ صرف اپنے بھائي بندوں ھي کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کرے بلکہ پرانے خاندانیوں کو بھي عمدہ عمدہ عہدوں پر معین کرکے اُنکو راضي رضا کرنا چاہا چنانچہ ان لوگوں کے زمرہ میں غازي خاں تغلق حاکم پنجاب کا بیٹا جونا خاں بھي داخل تھا اور وجہہ خاص اسکي یہہ تھي کہ غازي خاں کي شہرت اور رعب داب کے باعث سے راضي کرنا جونا خاں کا نہایت مناسب سمجھا تھا مگر خسرو خاں کي یہہ تدبیر راس نہ آئي اور بات اُسکي پوري نہ پڑي اسلیئے کہ جونا خاں دربار سے چلا گیا اور غازي خاں کھلم کھلا باغي ہو

یہاں تک کہ ایک ایسے غلام کو جو هندو سے مسلمان هوگیا تھا خسرو خاں کا خطاب اور وزارت کا قلمداں عنایت فرمایا غرض کہ اُسکے پہلے هي کوتکوں سے یہہ بات ٹپکتي تھي کہ اُسکي سلطنت بہت بڑي کھوٹي هوگي اور اُسکے عہد دولت میں خونریزیوں کے زور شور اور عیاشیوں کے جوش و خروش هونگے *

مگر بقول اُسکے کہ مصرعہ* عیب مے جملہ بگفتي هنرش نیز بگو* بعض بعض کام اُسکے اچھے بھي تھے چنانچہ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُسنے تمام اسیروں کو رهائي دي جو سترہ هزار آدمیوں کے قریب قریب تھے اگرچہ یہہ کام اُسکا دور اندیشي سے خیلی بعید تھا مگر علاءالدین اُسکے باپ کي سلطنت کے حسابوں وہ نہایت عمدہ سمجھا گیا علاوہ اُسکے وہ جاگیریں بحال کیں جو پہلے ضبطي میں اٰئي تھیں اور تمام کڑے کڑے محصول موتوف کیئے اور اُن قیدوں کو یک لخت اُٹھا دیا جو علاءالدین کے وقت میں اصناف تجارت پر لگائي گئیں تھیں *

آغاز سلطنت میں ایسے جنگي کام بھي کیئے جو تھوڑے بہت تعریف کے قابل هیں چنانچہ اُس نے گجرات پر فوج اپني روانہ کي اور سنہ ۱۳۱۸ ع مطابق سنہ ۷۱۸ هجري میں آپ بذات خود دکن پر چڑھا اور رام دیو کے داماد هرپال دیو کو گرفتار کیا اور نہایت بیرحمي سے کھال اُسکي جیتے جي نکلوائي مگر بعد اُسکے جب لوگوں کو امن امان دیکر دلي کو واپس آیا تو بہت بڑي عیاشي میں مبتلا هوا چنانچہ رنڈیوں کے کپڑے پہنکر امیروں کے گھر ناچنے گانے جاتا تھا اور همیشہ نشہ میں چور اور بد شرابي سے مخمور رهتا تھا اور اس بات سے نہایت خوش هوتا تھا کہ وہ اپني برائیاں لوگوں کو دکھائے اور اسي سطر سے ایسے بادشاہ کے وقتوں میں یہہ بات اچنبھے کي نہیں کہ سازشوں کے بازار گرم اور شور فسادوں کے هنگامے برپا رهیں اور فساد کے بعد بڑي بڑي تکلیفیں اور بری بري صورتیں پیش آویں اور بہت سے لوگ گردن مارے جاویں *

اسکے اگرچه دوسرے بادشاہ تک جاري سارے رهے مگر جب که وہ بادشاہ انکي طرف سے تهنڈا پڑا تو وہ پورے پورے قايم نرهے *

علاوالدين کا يهه مقوله تها که دين و مذهب کو حکم راني سے کچهه واسطه علاقه نهيں بلکه وہ گهر کي باتيں اور دل بهلانے کے چوچلے هيں اور دوسرا قول اسکا يهه تها که ايک دانا بادشاہ کي مرضي ايسے گروهوں کي راے سے بهتر هی جو آپس ميں موافق و متفق هوويں *

يهه بادشاہ ۱۹ دسمبر سنه ۱۳۱۶ع مطابق ششم شوال سنه ۷۱۶ هجري ميں بيس برس بادشاهت کرکے جهان فاني کو چهوڑ گيا *

مبارک شاہ خلجي کي سلطنت کا بيان

جب که علاوالدين مرگيا تو کافور نے ايک جهوٹا يعني جعلي نوشته اسکا پيش کيا مضمون اُسکا يهه تها که اُسنے شهاب‌الدين اپنے چهوٹے بيٹے کو بسر پرستي کافور اپنا وليعهد قرار ديا غرض که کافور نے اس بهانه سے سلطنت پر قبضه کيا اور خضر خاں اور شادي خاں بادشاہ کے نورچشموں کو اندها کرايا اور مبارک شاہ تيسري بيٹے کے قتل کا اراده کيا چنانچه اُسنے چند آدمي اُسکے فکر ميں بهيجے مگر مبارک شاہ نے اُن لوگوں کو کچهه لی ديکر راضي کيا اور جوں توں کرکے جان اپني بچائي اور پهلے اس سے که کافور کو کسي اور تدبير کي فرصت هاتهه آوے بادشاهي پهره والوں نے اُسکو قتل کيا *

بعد اُسکے مبارک شاہ کو في‌الفور حکومت هي نصيب هوئي اور دو مهينے تک چپ‌چاپ بيٹها رها مگر بعد اُسکے چهوٹے بهائي شيرخوار کو اندها کيا اور ايک پهاڑي قلعه ميں عمر بهر مقيد رکها اور ۲۲ مارچ سنه ۱۳۱۷ع مطابق ۷ محرم سنه ۷۱۷ هجري ميں بادشاہ بن بيٹها *

جب که کام اُسکا ٹهيک ٹهاک هوگيا تو اُن دونوں افسروں کو قتل کيا جنکي بدولت تخت نشين هوا تها اور بعد اُسکے بادشاهي پهره کو قايم نرکها اور بهت سے اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز کيا

کي گئي که اُس سے زیادہ کوئي اور رکھنے نپایا تها اور ایسے هي چرواهوں
کے واسطے بهي چرائي اور بیوں کي تعداد مقرر هوئي اور عهدوں کي
تنخواهوں میں تخفیف عمل میں آئي اور ارامیات کا محصول زیادہ کیا
گیا اور نہایت جبر و قہر سے وصول هوا کیا بلکه اخر کار ایسا حریص هوگیا
که هندو مسلمانوں کي جائدادیں یکقلم یہاں تک ضبط کیں که متیر امیر
سب برابر هوگئے † *

منجمله اُسکے ملکي تدبیروں کي ایک یهه تدبیر بهي تهي که تمام
چیزوں کا نرخ مقرر کیا اور ساري وجهه اُسکي یهه تهي که اُسکو تنخواه نوح
کي تخفیف منظور هوئي اور یهه خیال کیا که جب تک اوقات بسري
بہت تهوڑے خرچ سے نهوگي تب تک تخفیف تنخواه قرین انصاف
نهوگي چنانچه غله اور مویشي اور گهوڑوں غرض که تمام چیزوں کي قیمتیں
قرار دي ‡ گئیں مگر محنت مزدوري کو مستثنی کیا اور سرکاري غلے
خانه بنائے گئے اور بیگانه ملکوں سے تمام چیزوں کے لانے پر لوگ آماده کیئے
گئے اور اسي غرض سے سوداگر لوگوں کو پیشگي روپیه دئیے گئے اور باهر
لیجانے پر سخت ممانعت کي گئي بلکه تهوک لینے کے لیئے بهي اجازت
ندي گئي اور دکانوں کے کهلنے اور بند هونیکے لیئے وقت مقرر هوئے باقي
احکامات مذکوره کي تعمیل اسلیئے بخوبي هوتي رهي که روز روز بادشاه
کو پرچی لکتے تهے اور جاسوس اور مخبر جگهه جگهه مقرر تهے *

احکامات مذکوره کے بعد ایک کال ایسا پڑا که اُن حکموں کي تعمیل
میں جو خاص غله سے متعلق تهے اغماض کرنا گیا اور باقي احکامات

† اس بیان کو جسکے اسیر لفظ تاریخ فرشته سے لیئے گئے تاریخ فرشته کے
اس بیان سے که تمام ملک آباد اور شاد اور دولتمند تها موافق کرنا بهت دشوار هی
مگر غالب یهه هی نه یهه احوال حال اُسکي آخر سلطنت سے متعلق هی

‡ تاریخ فرشته میں اشیاء مذکوره کي قیمتوں کے نقشه مندرج هیں اور جو سکے
نه انمیں مرقوم هیں اگر اُنکي قیمت دریافت هوجاے تو نہایت دلچسپ هیں

کچھہ پڑھنا شروع کیا تھا اور باوصف اسکے ایسا مغرور خود پرست تھا کہ
بڑے بڑے تجربہ کار وزیروں کو اپنے خلاف پر بولنے ندیتا تھا اور جو عالم فاضل
اُسکی خدمتمیں حاضر ہوتے تھے تو وہ اسباتکا لحاظ رکھتے تھے کہ اُنکی تحصیل
اُسکی تحصیل سے زیادہ ظاہر ہونے نپاوے اور یہہ غرور اُسکی جوانیکے ساتھہ
نگیا تھا بلکہ بوڑھاپے میں یہہ حال اُسکا ہوگیاتھا کہ جو بول اُسکے منہہ سے
نکلتا تھا وہي بالا رہتا تھا اقبال و دولت کے اغاز میں نبوت کے دعوے اور
نئے دین کي طرح کا ارادہ کیا مگر جب کہ یہہ بات بن نہ پڑي تو سکندر ثاني
کا خطاب آپ کو دیا اور ایک عام جلسہ میں تمام دنیا کي فتح و ظفر
کي تدبیر پر گفتگو پیش کي اُسکي تدبیر مملکت اور اُسکي عہد سلطنت
کي بعضي بعضي عجیب حکایتیں تاریخ میں موجود هیں چنانچہ
جس زمانہ میں اُسکے قتل پر بہت سي سازشیں باہم ہوئیں اور اُنکے
باعث سے گونہ تشویش بھي اُسکو حاصل ہوئي تو اُسنے اپنے مشیروں کو
جمع کیا اور علاج اُن سازشوں کا چاہا اور اسباب اُنکے دریافت کیئے چنانچہ
مشیروں نے تین سبب تجویز کیئے ایک یہہ کہ پوشیدہ پوشیدہ صحبتیں
ہوتي هیں جہاں لوگ اپنے اپنے ارادوں کو ایک دوسرے پر چھپ چھپکر
ظاہر کرتے هیں اور دوسرے یہہ کہ بڑے بڑے امیروں میں واسطہ علاقہ
محبت کا هی اور خصوص ایسا علاقہ جو رشتہ ناتے سے پیدا ہوتا هی
اور تیسرے یہہ کہ سارے لوگوں میں جائدادوں کي تقسیم برابر نہیں اور
صوبجات کے حاکم بہت سي دولت جمع کرتے هیں غرضکہ بادشاہ نے یہہ
تینوں باتیں پسند کیں اور بعد اُسکے یہہ ممانعت جاري کي کہ کوئي آدمي
شراب نہ پینے پاوے اور لکي چھپي مجلسیں نہوا کریں اور درباري امیروں
میں ملکي بحثیں پیش نہ ہوویں غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ
بلا اجازت تحریري وزیر کے ایک دوست ایک دوست کي دعوت نکرسکتا
تھا اور درباري امیروں میں کوئي بیاہ شادي وزیر کي بلا اجازت نہوسکتي
تھي اور ہر کاشتکار کے لیئے زمین اور مویشي اور هالي کمیروں کي تعداد معین

کہ اُس نے دونوں بڑے بیٹوں کو اُنکی ماں سمیت مقید کرادیا اور اسی زمانہ میں کافور نے الپ خاں حاکم گجرات کے قتل کا حکم حاصل کیا جسکے زور و قوت کا اندیشہ کرتا تھا اور بادشاہ کے مرجانے پر تصرف حکومت کا مانع مزاحم سمجھتا تھا *

گجرات کی بغاوت اور چتور گڑھ کے نکل جانیکا بیان

جب کہ بادشاہ کے مزاج پر کافور ایسا حاوی ہوگیا کہ جو کچھہ وہ کہتا تھا بادشاہ اُسکو بے سمجھے بوجھے مانتا تھا اور علاوہ اسکے کڑے کڑے احکام بھی صادر ہونے لگے تو تمام لوگ ناراض ہوگئے اور ساری قلمرو میں ناراضی پھیل گئی چنانچہ درباری لوگ سخت متنفر ہوئے اور گجرات والے کھلم کھلا باغی ہوگئے اور رانا ہمیر نے چتور گڑھ پر قبضہ کیا اور رام‌دیو کے داماد ہرپال‌دیو نے دکن میں بڑا شور مچایا چنانچہ بہت سے مقاموں سے مسلمانوں کو خارج کیا *

علاءالدین کی وفات اور اُسکی ملکی تدبیروں کا بیان

جب کہ یہہ ایسی متوحش خبریں بادشاہ کے کانوں پڑیں تو رنج و الم کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا سنتے ہیں کہ کافور نے اُسکو زہر دیا اور بہت جلد اختتام پر پہونچایا *

ظالم بادشاہوں کے زور و اقبال کو ایسا اثر ہوتا ہی کہ اگرچہ علاءالدین مطلق ناخواندہ اور خود کام خود پرست اور ستمگار ناخدا ترس تھا مگر فتوحات اُسکی ایسی بڑی بڑی تھیں کہ بلاد ہندوستان میں کسی بادشاہ والاجاہ کو اب تک نصیب نہیں ہوئیں اور باوصف سخت احکاموںکے انتظام اُسکا ایساہی کامیاب ہوا جیسیکہ فتوحات اُسکی کامیاب ہوئیں چنانچہ تمام صوبونمیں امن چین رہا اور دولت کو بڑی ترقی رہی اور وہ ترقی خاص سرکاری عمارتوں اور نیز رعایا کے مکانوں اور عیاشیوں میں ظاہر ہوتی سنا ہی کہ علاءالدین ایسا جاہل تھا کہ تخت نشینی کے بعد اُسنے کچھہ

دیو مرگیا تھا اور اُسکا بیٹا جانشین اُسکا هوا تھا مگر بغاوت کا اشتباہ
کي نسبت پہلے سے چلا اتا تھا چنانچہ انجام کو وہ حقیقت میں باغي
وگیا اور پیسہ دینا موقوف کیا علاوہ اُسکے چند فساد ایسے هي ایسے
رناتک میں بھي برپا هوئے چنانچہ کافور اُنکي رفع دفع کے واسطے سنہ
۱۳۱۱ع مطابق سنہ ۷۱۲ هجري میں روانہ هوا غرض کہ اُسنے دیوگڑہ
کے راجہ کو قتل کیا اور تمام مہارشترا اور کرناتک پر چڑھائي کي اور بعد
اُسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا ملک اُنکا اُنھیں کے قبض و
تصرف میں چھوڑا اور تمام کار و باروں سے بخوبي فرصت پاکر دلي کو
واپس آیا *

کافور کي سازشوں اور دبدبوں کا بیان

عیاشیوں کي مارمار سے بہت دنوں کے بعد علاوالدین نہایت ناتوان اور
لاغر هوگیا چنانچہ پہلے زمانہ کي نسبت بیماري کے مارے مزاج اُسکا
ایسا خراب اور وهمي هوگیا تھا کہ بات کي سہار نرهي تھي اور مانند اُن
لوگوں کي جو کسیکي بات کا اعتبار و یقین نهیں کرتے باگ اُسکي کافور کے
هاتھہ میں تھي جو نہایت مکار و دغاباز تھا اور جیسا کہ وہ لایق و فایق تھا
ویسا هي عادتوں کا برا تھا چنانچہ اُس نے رعب داب اپنا اُن لوگوں کي
تخریب و بربادي میں صرف کیا جنکو وہ یہہ سمجھا تھا کہ بادشاہ کے
لطف و عنایت میں میرے حریف هوجاوینگے اور بعد اُسکے بادشاہ کو
اُسکے جورو بچوں سے برهم کیا اور خاص بي بي کي جانب سے اسلیئے
بھر دیا کہ وہ باپ بیٹوں کے بیچ میں نہ پڑے چنانچہ پہلے پہل اُسنے بادشاہ
کو یہہ بات سوجھائي کہ اُنھوں نے بیماري میں آپکي خبر نلي اور آپکو
نہایت خفیف سمجھا اور بعد اُسکے یہہ کانوں میں پھونکي کہ وہ حضور
کي جان کے خواهاں هیں مگر معلوم هوتا هی کہ علاوالدین اگرچہ سخت
و سنگدل تھا مگر اپني آل اولاد سے محبت رکھتا تھا کافور کے کہنے پر
ترت پھرت نہ پسیجا مگر مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے کافور کا جوڑ چل گیا

اس مہم کے بعد کافور دلي کو واپس آیا اور بہت سا خزانہ اپنے
ساتھ لایا †*

نو مسلم مغلوں کے قتل کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ اُسي زمانہ کے قریب اُن مغلوں کو بادشاہ نے اپني
ملازمت سے یکقلم موقوف کیا جو نئے مسلمان ہوگئے تھے اگرچہ مغل لوگ اپني
اصل طبیعت میں فتنہ خیز اور فساد انگیز تھے مگر بحسب ظاہر معلوم
ہوتا ہی کہ اُنھوں نے کوئي ایسي بیجا حرکت نکي ہوگي کہ بادشاہ نے اُسکے
عیوض میں ایسي بري تدبیر تجویز کي کہ وہ ملازمت سے موقوف کئے گئے
غرض کہ جب مغل مایوس ہوئے تو بعض بعض مغلوں نے بادشاہ کے
مارڈالنے کا ارادہ کیا اور جب وہ تدبیر پکڑي گئي تو بادشاہ نے تمام مغلوں
کے قتل و قمع کا حکم دیا چنانچہ سارے مغل مارے گئے جو فرشتہ والے
کے بیان کے موافق پندرہ ہزار آدمي تھے اور خاندان اُنکے لونڈي غلام
بنائے گئے *

دیوگڑہ اور مہارشترا کي فتح کا بیان

کافور کي پچھلي مہم سے پہلے یا اُسیکے زمانہ میں دیوگڑہ کا راجہ

ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۳۲۳) یہہ بات ثابت نہیں کہ کافور نے بلال
دیو کے مغربي حصہ کو بھي فتح کیا اس لیئے کہ ولکس صاحب کي تاریخ میسور سے
دریافت ہوتا ہی کہ بلال دیو کے خاندان کا بقیہ مقام تونور واقع قریب سرنگا پاتم
میں چلا گیا اور ابن بتوتا نے ملیوار کو جہاں وہ معبر کو آتے جاتے گذرا ہندو راجاوں
کے قبض و تصرف میں پایا مگر ہوناور مستثنی تھا جسکو ایک مسلمان کے قبضہ
میں دیکھا جو ایک ہندو راجہ کا مطیع تھا اور علاؤالدین کے حملوں سے کئي سو
برس پہلے دین اسلام کا ملک ملیوار میں عرب کي بدولت پھیل گیا تھا مگر حیدر
تک کے زمانہ تک جسنے اُس کو فتح کیا تھا زور شور اسلام کا نہوا تھا *

† - فرشتہ والے نے بیان کیا کہ ملک کرناٹک میں چاندي کا سکہ اُندنوں جاري نہیں
تھا اور بوکر صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہہ بات ایک عرصہ دراز تک جاري رہي بلکہ
عام سکہ وہاں کا پگادا تھا اور ایک چھوٹا سکہ اور تھا جو سونے کي جوني تھي اور
تیسرا تانبے کا تھا

كرناتك اور مليوار سے راس كماري تك فتح هونا

دوسرے برس يعني سنه ١٣١٠ع مطابق ٧١٠ هجري ميں ملك كافور كو كرناتك كے راجه بلال ديو كے مقابله پر روانه † كيا چنانچه وه ديو گڑه كي راه سے چلتا هوا اور مقام پٹن درياے گوداوري كے كنارے ڈيرے ڈالے اور بہت بڑي لڑائي لڑكر دهورسمندر كي دارالسلطنت تك پہونچا يہانتك كه اُسكو بهي فتح كركے راجه كو اسير پنجه بلا كيا اور بلال ديو كے خاندان كو اختتام ‡ پر پہنچايا *

يهه بات دريافت نهيں هوتي كه ملك كافور نے بلال ديو كي سلطنت كے مغربي حصه پر بهي حمله كيا يا نهيں كيا مگر يهه بات صاف هى كه اُس نے اُسكے مشرقي حصه كو بالكل فتح كيا جس ميں معبر اور راميشور جسكو آدم كا پل بهي كہتےهيں اور لنكا كے سامنے واقع هى شامل تها اور وهاں اُسنے ايك مسجد بنائي جو § فرشته والے كے زمانه تك بهي موجود تهي

---

† هماري كتاب كے چوتهے حصه كے دوسرے باب كو ديكهنا چاهيئے

‡ ولسن صاحب كا ديباچه مجموعه مكنزي صاحب كا صفحه ١١٣ دهور سمندر كرناتك كے بيچا بيچ ميں سرنگا پاٹم كے شمال و مشرق سے سو ميل كے فاصله پر واقع تها (بكانن صاحب كا سياحت نامه جلد ٣ صفحه ٣٩١)

§ برگز صاحب كا ترجمه تاريخ فرشته كا جلد ١ صفحه ٣٧٣ معبر يعني كهات اوترنے كا جسكو مليوار عموماً سمجها گيا هى اور وجهه اُسكي يهه هى كه دونوں باتوں ميں گونه مشابهت هى علاوه اسكے عرب كے لحاظ سے مليوار ايسي جگهه واقع هى كه وه آنے جانے كا گهات سمجها جاتا هى مگر اس بات ميں كچهه شك شبهه نهيں كه يهه نام هندوستان كے اُس مغربي كناره كا هى جو راميشور سے شمال كي طرف پهيلا هوا هى (مارسڈن صاحب كے ترجمه تاريخ ماركو پولو صفحه ٦٢٦ كا حاشيه) ولسن صاحب كے ديباچه مجموعه مكنزي جلد ١ صفحه ١١١ كے ملاحظه سے دريافت هوتا هى كه بلال ديو كي سلطنت ميں بوجهه مذكوره بالا معبر بهي شامل تها اور بيس تيس برس چودهويں صدي كے درميان تك دلي كي سلطنت ميں داخل رها اور قريب اُس زمانه كے جب ابن بطوطه لنكا سے اوتركر معبر ميں داخل هوا تو اُسكو اُن مسلمانوں كے قبضه ميں پايا جنهوں نے تهوڑے عرصه پہلے اُسكو اسطرح حاصل كيا تها كه سيدجلال‌الدين حسن مورث اُنكا جو محمد تغلق بادشاه كي رعيت تها بادشاه سے باغي هوگيا تها چنانچه فرشته والے نے بهي اُسكي بغاوت بيان كي هى (برگز صاحب كا

ميں تصنيف كي جو نهايت مشهور و معروف هى *

يهه داستان اس ليئے بيان كے قابل هى كه اُسكے ديكهنے سے يهه بات واضح هوجاتي هى كه اُس زمانه سے هندو مسلمانوں ميں ميل جول هونے لگا تها اور ايلوره كے غاروں كا حال بهي اُس سے منكشف هوتا هى جو سعي و محنت كي رو سے مصر كے مينارون كي برابر سمجهے گئي هيں مگر حقيقت يهه هے كه حسن و صنعت ميں اُن مينارون سے فايق هيں *

اس مهم كے زمانه ميں جو كافور كي سعي وكوشش سے پوري هوئي خود بادشاه نے جهالور اور سيوانه كو فتح كيا جو مارواڑ ميں گجرات كے شمال ميں آباد شهر هيں *

مهم تلنگ كي ناكامي كا بيان

فرشته والاسان كرتا هى كه جب سنه ۱۳۰۶ع مطابق سنه ۷۰۹ هجري ميں كافور واپس آيا تو مهم تلنگ كي ناكامي كي خبر بادشاه كو پهونچي مگر وه پهلے هي ايسي دهن چال چلا رها كه اس مهم كے سر كرنے كو فوج بنگال سے ايسي راه سے بهيجي تهي جس راه سے كوئي نه جانتا تها اور غالباً اُسكے اُسكي روانگي كے لئے اڑيسه كے راجه نے بهي بهت مدت مزاحمت كي تهي جو همسايه كي روز قوت كو دكهه ديكهه اپنے حق ميں خلل جانتا تها † مگر يهه بيان نهيں كيا گيا كه يهه مهم كس باعث سے اوچهي پڑي اور كيا سبب پيش آيا كه اتنے دنوں تك قايم رهي بعد اُسكے جان و مال كا نقصان پورا كرنا چاها اور پورے كرنے كے لئے كافور كو روانه كيا چنانچه كافور ديوگڑه كي راه سے روانه هوا اور شمال تلنگ كو تاخت تاراج كيا يهاں تك كه اُسنے عين ميدان ميں دشمنوں پر فتح پائي اور كئي مهينے تك ورنگل كے مضبوط قلعه كو گهير ركها اور اخير كو فتح كيا اور اُسپر قابض ومتصرف هوا اور راجه كو بهت سے روپيه دينے اور همیشه خراج و باج ادا كرنے پر مجبور كيا *

---

† ولسن صاحب كا ديباچه فهرست مكنزي كا صفحه ۱۳۲ اور ورنگل كے ملك كا حال پهلے بيان هوچكا

مگر جبکہ راجہ نے بات اُسکي نماني تو الغ خاں نے اُسپر چڑھائیکي یہہ دیولدیبي وہ راني تھي جسکا رام دیو کا بیٹا مدت سے خواستگار تھا اور کمال آرزو رکھتاتھا مگر دیولدیبي کا باپ اُسکي درخواست اس لیئے قبول نکرتا تھا کہ اگرچہ رام دیو اپني قدر و منزلت میں بڑا معزز تھا مگر ذات کا مرہٹا تھا چنانچہ وہ اِسکو ننگ و عار اپني سمجھتا تھا کہ راجپوت کي بیٹي مرہٹے کو بیاهي جاوے مگر کام ناکام اس اڑے وقت میں راضي ہوا اور تھوڑي فوج کے ساتھہ اُسکو دیوگڑہ کو روانہ کیا بعد اُسکے جب وہ باپ سے علحدہ ہوئي تو الغ خاں نے اُسکے باپ کو شکستیں دیکر اُسکي فوج کو پریشان کیا مگر جب کہ الغ خاں کو یہہ امر دریافت ہوا کہ دیولدیبي قابو سے نکل گئي تو راجہ کے شکست کھانے سے چنداں راضي نہوا اور کولادیبي کے رعب داب اور بادشاہ کے ملال و عتاب کا اندیشہ کرکے تمام التفات اپنا اُس کام کے پورے کرنے پر مائل کیا جو کولادیبي اور بادشاہ کے دلونمیں دلنشین تھا مگر جد و جہد اُسکي ضایع گئي اور مطلب پورا نہوا یہانتک کہ دیو گڑہ ایکمنزل رهگیا اور دیولدیبي کا کچھہ پتا نہ لگا اسي عرصہ میں کچھہ لوگ اُسکي فوج کے ایلورہ کے غاروں کو دیکھتے بھالتے پھرتے تھے کہ دیولدیبي کے همراهیوں سے وهاں دو چار ہوئے اور جاں بچانے کي ضرورت سے بمقابلہ پیش آئے چنانچہ اُنھوں نے دیولدیبي کے همراهیوں کو مارکو بھگایا اور پہلے اس سے کہ دولت غیر مترقبہ کے حصول پر آگاهي حاصل ہووے دیولدیبي پر قبضہ کیا غرض کہ الغخاں اِس بڑي غنیمت سے نہایت هشاش بشاش ہوا اور اُس بھاري رقم کو ساتھہ اپنے لیکو بادشاہ کي ملازمت کا ارادہ کیا چنانچہ بادشاہ کي ملازمت سے مشرف ہوا اور جبکہ دیولدیبي دولت خانہ میں داخل ہوئي تو بادشاہ کا بیٹا خضر خاں یک لخت اُسپر مائل ہوا اور ایسا شیفتہ فریفتہ ہوگیا کہ تھوڑے دنوں بعد اُسکي شادي اُسیکے ساتھہ ہوگئي اور عشق و محبت کي نوبت یہاں تک پہونچي کہ امیر خسرو دهلوي نے ایک مثنوي اُنکے عشق و محبت

مرتدوں کو پہونچا اور جوں هي که حواجه سرائي کي حالت سے ایسي
عمده حالت پر پہونچا تو برے بڑے امیروں کي آنکھوں میں کھٹکنے لگا
عرض که سنه ۱۳۰۶ ع مطابق سنه ۷۰۶ هجري میں کافور مالوه میں سے
گذرا اور سلطان پور واقع خاندیس کي راه سے دیوگره پر پہنچا اور محاصره
سے پہلے پہلے مرهٹوں کے ملک کو تاخت تاراج کیا یہاں تک که مالدیو
کے دل پر ایسا کچھه رعب اُسکا بیٹھا که مقابله نکرسکا اور بے تحاشا کافور
کے پاس چلا آیا اور دلي جانیکا اقرار کیا چنانچه همراه اُسکے دلي میں
داخل هوا اور علاوالدین بهي اُس سے ایسا پیش آیا که بڑي عزت لیکر
واپس گیا اور بعد اُسکے همیشه مسلمانوں کا مطیع و محکوم رها اس مهم
کے زمانه میں ایک ایسي بات وقوع میں آئي که وهکهے سننے اور لکھنے
پڑهنے کے شایاں و سزاوار هی بیاں اُسکا یهه هی که الغ خاں حاکم گجرات
کو یهه تاکیدي حکم تها که وه فوج اپني لیکر کافور کا ممد و معاوں هووے
اور کمال شتابي سے دیوگره پر پہنچے حسب اتفاق اُسکے راه میں بگلانه
کي گرهي پڑتي تهي جہاں گجرات کا راجه جان بچاکے پڑا تها جوں هي
که یهه خبر کولادیبي کو پہونچي جو والي گجرات کي کهي بي بي تهي
اور گجرات کي فتح میں پکڑي گئي تهی اور علاوالدین کے محلوں میں
داخل هوئي تهي اور خوبصورتي اور پاک سیرتي کي بدولت بادشاه
کي جي جان تهي تو اُسنے بادشاه کي منت خوشامد کرکے یهه
درخواست اپني پیش کي که حضور کي بدولت میري بیٹي دیولدیبي
جو میرے آنکھوں کي جوت اور کلیجے کي ٹھنڈک هی اور بهگوڑے راجه
کے هاتهوں میں پڑی پهرتي هی اونٹي تک پہونچے چنانچه بادشاه نے
الغ خاں کو کمال تاکید سے لکها که دیولدیبي کے بهم پہونچانے میں جي
جاں سے کوشش کرے عرضکه الغ خاں نے دیولدیبي کے الیچي سے وه معقول
شرطیں پیش کیں جو راجه کے حق میں نهایت مفید اور نافع تهیں اور
طرح طرح سے دیولدیبي کے حواله کرنے میں ترغیب و تحریص اُسکو دیتا رها

کسيو بهي نه پهونچي اور اس بڑي بلا کے تل جانے کو اُس هيبت حق سے
نسبت کيا جو نظام الدين اُس وقت کے بڑے اوليا کي دعا سے مغلوں کے
دلوں پر مسلط و غالب هوئي تهي *

بعد اُسکے سنه ١٣٠٤ اور سنه ١٣٠٥ ع مطابق سنه ٧٠٤ اور سنه
٧٠٥ هجري ميں مغلوں کے اور تين دهاوے هوئے منجمله اُنکے ايک حمله
والے شمال پنجاب کي راه سے روهيلکهنڈ ميں داخل هوئے تهے *

اِن حملوں ميں جو مغل پکڑے جاتے تهے تو سردار اُنکے هاتهي کے
پانوں ميں ڈالے جاتے تهے اور باقي سپاهي بري طرح سے قتل هوتے تهے † *

بعد ان تين حملوں کے بهت دنوں تک مغلوں نے سر نه اُٹهايا اور
دلي اُنکے حملوں سے محفوظ رهي *

دکن کي مهمات کا بيان

جب سے که علاوالدين تخت پر بيٹها اور دن رات مهموں ميں
مصروف رهتا تها توالتفات اُسکا دکن کيجانب مائل نهوا تها مگر باوصف
اسکے اُس مقام کو نه بهولا تها جهاں اُسنے ابتداے شباب ميں بڑے بڑے
کارنماياں کيئے تهے اور جب که سنه ١٣٠٣ ع مطابق سنه ٧٠٣ هجري ميں
چتور گڑه پر اُس نے چڑهائي کي تهي تو ايک فوج اپني مار دهاڑ کے ليئے
بنگال کي راه سے مقام ورنگل دارالسلطنت تلنگ پر دهاوا کرنيکو بهيجي
تهي جو درياے گوداوري کے جنوب ميں واقع هى اور آپ اُس نے ديوگڑه
کے راجه کو دبانا چاها جسنے باج گذاري موقوف کي تهي چنانچه ايک
بڑي فوج اُس نے اکٹهي کي اور ملک کافور کو سپه سالار اُسکا بنايا يهه
کافور ايک خواجه سرا تها جو خليج کم بوجا کے کسي سوداگر کا غلام تها
اور فتح گجرات کے وقتوں ميں بجبر و اکراه اُسکو اُسکے مولا کے هاتهوں سے
چهينا چهيتا تها چنانچه جب وه بادشاه کے سامنے آيا تو بادشاه کے جي
کو بهايا اور ايسا اُسکي آنکهوں ميں کهپ گيا که اُسکي بدولت بڑے بڑے

---

† فرشته والے نے بيان کيا هى که ايک جگهه نو هزار مغل مارے گئے

آشوب ایک اسیر کی جان تدبیر سے فرو ہوا یعنی وہ سردار ایک حکمت
سے کسیقدر فوج سمیت دلی میں داخل ہوگیا اور مفسدوں کو تتر بتر کیا
یہاں تک کہ حاجی مولا اور نئے بادشاہ کو گردن مارا بعد اسکے بہت سے
لوگ بادشاہ کے حکم سے مارے گئے اور حاجی مولا کی دولت اسکے آقا
کے گھرانے کی اذیت سے ایسی جدائی گئی اور بیگناہ قتل ہوئے *

غرض کہ سنہ ۱۳۰۰ ع مطابق سنہ ۷۰۰ ہجری میں رنتھنبور
ایک برس کے محاصرے پر فتح ہوا اور تمام محصور[1] اور راجہ اپنے
خاندان سمیت قتل ہوئے بعد اسکے سنہ ۱۳۰۳ ع مطابق سنہ ۷۰۳ ہجری
میں خود علاؤالدین اپنے زور و بل پر چتوڑ گڈھ پر چڑھ گیا جو میواڑ میں بڑا
مشہور قلعہ اور سیسودیا راجپوتوں کی بڑی راجدھانی تھی چنانچہ اسکو
توڑا پھوڑا اور راجہ کو پکڑا جکڑا اور اپنے بڑے بیٹے کو وہاں کا حاکم مقرر
کیا مگر تھوڑے دنوں میں وہ راجہ قید سے بھاگا اور بھاگ کر اس نے ایسا شور
مچایا کہ علاؤالدین نے بہت سوچ بچار کر وہ قلعہ راجہ مالدیو کو
حوالہ کیا جو وہاں رشتہ کے موجب بھگوڑے راجہ کا بھتیجا تھا مگر راجپوت
لوگ اسکو دوسرے خاندان کا سمجھتے تھے چنانچہ مالدیو علاؤالدین کی
اخیر سلطنت کے قریب تک دلی کا باج گذار رہا مگر بعد اسکے ہمیر دیو †
پہلے راجہ کے بیٹے نے اسکو قلعہ سے خارج کیا *

مغلوں کے دھاووں کا بیان

جب کہ مغلوں نے دلی پر پہلا دھاوا کیا تو علاؤالدین کو مہمات
مذکورہ بالا کا چھوڑنا پڑا اور اس لئے کہ فوج اسکی جابجا متفرق ہو رہی
تھی وقت تھوڑی رہگئی تھی تو وہ دلی میں کسی طرح پہنچا کہ غنیم
کا مقابلہ نہ کرسکا اور تمام مہم چند مدت پر ملتوی ہوا *

مگر چونکہ مغلوں کے پاس اسباب رسد و سامان نہ تھا کہ ایک عرصہ
دراز تک دلی کا محاصرہ کرتے تو وہ پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور کسیکی

---

† اس خاندان کی اولاد میں اودے پور کا راجہ ہی جو کل کے راجپوت
راجاؤں میں اول درجہ کا راجہ ہی

اسکے کہ زخموں سے چور چور ہو رہا تہا جوں توں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کی طرف اپنا گھوڑا اُٹھایا حسب اتفاق اُسکو راہ میں گھاس لانے والے ملے چنانچہ بھیڑ بھاڑ اُسکی پانسو سواروں کے قریب قریب ہوگئی بعد اُسکے ہمراہیوں سمیت ایک ٹیلی پر چڑھا جہاں سے فوج اُسکی خاصی طرح نظر آتی تہی اور فوج والوں کو وہ سپید چھتری دکھائی جو اُس زمانہ میں بادشاہوں کی نشانی سمجھی جاتی تہی جوں ہی کہ فوج نے وہ نشانی پہچانی تو تمام فوج اُسکی پاس اُسکے چلی آئی اور سلیمان تنہا رہگیا سلیمان نے بہاگنا غنیمت سمجھا چنانچہ وہ جان بچاکر بہاگا مگر بدبختی سے پکڑا گیا اور بادشاہ کی خدمت میں سر اُسکا حاضر ہوا بعد اُسکے بادشاہ نے اُسکے شریکوں کو چن چن کر قتل کیا *

جب یہہ قصہ طے ہوچکا تو بادشاہ نے اپنے بہائی سے ملنا چاہا چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور رنتھنبور کا دوبارہ محاصرا کیا مگر جد و جہد اُسکی فتح کے لیئے کافی وافی نہوئی اسی عرصہ میں یہہ پرچہ لگا کہ دو بھتیجے اُسکے بدایوں میں باغی ہوگئے مگر اُسنے اُنکی بغاوت کو ایسا کچھہ بڑا نہ سمجھا کہ وہ آپ اُسکا قصد کرے چنانچہ اُس نے اپنے افسروں کے ذریعہ سے اُنکو پست پا کیا اور جوں ہی کہ وہ باغی بھتیجے حاضر کیئے گئے تو پہلے اُنکی آنکھیں نکلوائی گئیں اور بعد اُسکے جان سے مارے گئے باوجود اسبات کے کہ ان مفسدوں کو کامیابی حاصل نہوئی مگر پھر بھی ایک بڑا فساد برپا ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ حاجی مولا نامی ایک عمدہ خاندان دلی کے غلام نے یہہ ستم ڈھایا کہ بازاری لوگوں کو کوتوال شہر سے ناراض پاکر ایک گروہ اکٹھا کیا اور کوتوال کو جان سے مارا اور تمام لوگوں میں یہہ بات اڑائی کہ بادشاہ کا حکم اُسکے قتل کے مقدمہ میں خاص میرے نام پر صادر ہوا غرضکہ رفتہ رفتہ شہر پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچہ قیدیوں کو قید سے چھوڑا اور بادشاہی خزانہ اور ہتیار اپنے رفیقونکو دے لیکر برابر کیئے اور ایک شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا مگر یہہ

آئے کہ مختار لوگ جہاین کو واپس آئے اور دلي کي مدد کے منتظر بیٹھے
اور جب کہ علاءالدین کو یہہ خبر پہنچي تو اُسنے آپ ارادہ کیا مگر تھوڑا
سفر کیاتھا کہ مصنف اس مثل کے کہ چاہ کن را چاہ در پیش ایسي بلا
میں پھنسا ہونا جسکا نمونہ آپ اُسنے قایم کیا تھا تفصیل اس اجمال کي
یہہ ھی کہ شاہزادہ سلیمان اُسکے بھتیجے نے جو ایک بڑے پایہ پر پہونچا
تھا اپني بات کو اُس بات کے لگ بھگ پاکر جسکي بدولت علاءالدین
کو تخت نصیب ہوا تھا یہہ سمجھہ بوجھہ کر کہ جیسا میرے
چچا نے اپنے چچا سے کیا اگر میں بھي ویسا ھي کروں تو یہہ امر ممکن
ھی کہ ویسي ھي کامیابي کو پہونچوں چنانچہ اُسنے یہہ عزم مصمم کیا
اور ارادہ کے پورے کرنے کا یہہ موقع ھاتھہ آیا کہ حسب اتفاق ایک مرتبہ
بادشاہ اپنے لشکر سے الگ ہوکر شکار میں مصروف تھا اور دو تین آدمي
اُسکے ساتھہ تھے اور باقي لوگ اپنے کام کاج میں سرگرم تھے غرض کہ یہہ
شاہزادہ دوا پاکر چند نو مسلم مغلوں کے ساتھہ اُسکے پاس آیا اور پہلے
اس سے کہ بادشاہ اُسکے برے ارادے پر پے لیجاوے مغلوں نے ایسے کڑے
تیر اُسکے مارے کہ وہ پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا اور جب بیہوش
ہوگیا تو سلیمان اس خیال سے کہ کام اُسکا تمام ہوا سیدھا لشکر میں
گیا اور بادشاہ کے مارے جانے کا قصہ مشہور کیا اور آپ کو جانشین اُسکا
قرار دیا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ حسب دستور اُسکی تخت نشیني
مشتہر کیجاوے غرض کہ یہہ سلیمان ادھر تخت پر بیٹھا اور امیروں کے
مجرے لئے اور ادھر علاءالدین کو بھي ہوش آئے اور جب کہ اُسکے زخموں
[illegible] درست کیا تو اُسنے سمام جہاین میں بھائي کے پاس جانا چاہا
[illegible] منع کیا اور یہہ صلاح اُسکو دي کہ سلیمان کو مستقل
[illegible] تخت دینی کوئي مصلحت نہیں بلکہ آپ کو فوج پر ظاہر
[illegible] کہ وہ فوج ایسي نہیں جو خدمتگذاري وفاداري
[illegible] یہہ مشورہ پسند کیا اور باوصف

چنانچہ لڑنیکا سامان کیا یعني جہاں تک فوج انتھی ہوسکي وہاں تک جمع کي اور لڑنے مرنے کے ارادے پر شہر سے باہر نکلا فرشتہ والا لکھتا ہی کہ طرفین کي فوجیں جسقدر جمع ہوئیں تھیں کبھي ہندوستان میں اسقدر افواج ایک مقام پر جمع نہیں ہوئیں *

اس بڑي لڑائي میں علاؤالدین کو بڑي فتح نصیب ہوئي اور ظفرخاں ایک بڑے سردار کي جانفشاني سے یہہ بات اُسکو ہاتھہ آئي اور یہہ بہادر وہ ممتاز افسر تہا کہ علاؤالدین اور اُسکا بھائي الغ خاں اُس شیر میدان شجاعت پر رشک و حسد کراتے تھے اور یہي باعث تہا کہ الغ خاں نے اُس وقت اُسکي امداد نکي جب کہ وہ مغلوں کے پیچھے گیا اور جب مغلوں نے تھوڑے سے لوگ اپنے پیچھے دیکھے تو وہ یکبار اُسپر ٹوٹ پڑے اور اُسکو ہمراہیوں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر یہہ بہادر مارے جانے سے پہلے ایسي شجاعت سے پیش ایا جیسے کہ پہلے پیش آیا تہا *

علاؤالدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لیئے علاؤالدین کو قتل کرنے کے ارادہ سے زخمي کرنا اور کامیاب نہوکر انجام کو خود مارا جانا

جب کہ علاؤالدین نے مغلوں سے نجات پائي تو سنہ ۱۲۹۹ ع مطابق سنہ ۶۹۹ ہجري میں اپنے بھائي اور اپنے وزیر کو رنتھنبور کے † قلعہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ جہاین پر قابض ہوئے جو اُس قلعہ کے قریب واقع ہی اور بعد اُسکے خود قلعہ کا محاصرہ کیا مگر محاصرے کے شروع میں وزیر ایک پتھر کي چوٹ سے مرگیا جسکو غنیم نے کسي کل کے ذریعہ سے پھینکا تہا بعد اُسکے محصوروں نے محاصروں پر دھاوا کیا اور ایسي دلاوري سے پیش

---

† یہہ بات بخوبي دریافت نہیں ہوتي کہ دلي کي سلطنت کے قبض و تصرف سے یہہ مقام کب نکل گیا تہا ہاں یہہ بات ضرور ہی کہ سنہ ۱۲۵۹ ع میں باغیوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا تہا مگر دلي کي سپاہ اُنسے بمقابلہ پیش آئي چنانچہ قلعہ کو باغیوں سے محفوظ رکھا تہا

سپہ سالار اس حملہ کا وہ قتلغ خاں تھا۔ جسکو فرشتہ والے نے داؤد خاں شاہ ماوراءالنہر کا بیٹا بیان کیا ہی غرض کہ وہ سیدھا دلی کو روانہ ہوا، اور جو فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی گئی وہ پس پا ہوئی اور قرب و جوار کے باشندے دلی کو بھاگ آئے ٭

بھاگے ہوئے لوگ اس کثرت سے دلی میں موجود تھے کہ آنے جانے کی راہیں تمام بازاروں میں بند ہوگئی تھیں اور شہر کے ذخیرے بھی پورے ہوگئے تھے یہاں تک کہ تھوڑے دنوں کے بعد اُنکی ریل پیل سے قحط کے نقشے پورے پورے جم چلے تھے اگرچہ علاءالدین نے لڑنے کا ارادہ نکیا تھا مگر ایسے نازک وقت میں اس بڑے ارادہ کا پورا کرنا مناسب نسمجھا

جلد ۲ صفحہ ۵۵۹ میں ایک بڑی فہرست مندرج ہی مگر وہ تاریخ فرشتہ کی سند پر مبنی ہی اور غالب یہہ ہی کہ جو مار دھاڑ اور لوٹ کھسوٹ اُن دھاوروں کی بدولت واقع ہوئی تو اُنکے باعث سے تاریخ ہندوستان کے مورخوں نے مغلوں کے معمولی حملوں کو بہت بڑا سمجھا اور بعض بعض جگہہ اور خصوص اس جگہہ یورپ کے مورخوں نے کچھہ حال اس حملہ کا نہیں لکھا اور شاید کہ باعث اُسکا یہہ ہو کہ ایران اور ماوراءالنہر کے مغلوں کے حالات سے وہ بخوبی آگاہ نہونگے ۔

تاریخ فرشتہ میں پچھلی مہم کے سپہ سالار کا نام جولدی خاں لکھا ہی اور تولدی خاں ایران کی بادشاہ غازان خاں کا ایک افسر تھا (پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۶۰۵) اُسی بادشاہ کا ایک بڑا سردار قتلغ خاں تھا جو سنہ ۱۲۹۷ع میں ایران میں موجود تھا (پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۶۱۶ اور ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۲۷۵) اور غالب یہہ ہی کہ اُسنے ہندوستان پر چڑھائی کی ہوگی اگرچہ اُس زمانہ کے حالات سے اس مہم کا واقع ہونا گونہ بعید ہی مگر نامون کی مطابقت کے سوا جس سے ہمارے قیاس میں یہہ آتا ہی کہ ایران کے مغلوں نے یہہ دھاوے کیئے تاریخ فرشتہ میں یہہ بیان نہایت مستحکم پایا جاتا ہی کہ خاص اُسکا اور سارے پچھلے دھاوروں کا باعث داؤد خاں بادشاہ ماوراءالنہر کا تھا جسکو قتلغ خاں کا باپ بیان کیا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ داؤد خاں وہ دائیزی یا داوت خاں ہی جسکا حال ڈی گگنیز صاحب نے اپنی تاریخ کی جلد ۳ صفحہ ۳۱۱ کے حاشیہ میں بیان کیا اور ماوراءالنہر کا بادشاہ اُسکو لکھا ہی اور قتلغ خاں ایک نام عام ہی کہ غالباً ایک زمانہ میں دو شخصوں کا نام ہوگا اور اسی لیئے فرشتہ والے کی راسے کوئی پہ شک شبہہ کی وجہہ معلوم نہیں ہوتی

علاؤالدین نے سنہ ۱۲۹۷ ع مطابق سنہ ٦۹٧ هجري میں پہلے پہل گجرات
پر چڑھائی کی چنانچہ پوري پوري فتح نصیب هوئي اور جب کہ شہاب الدین
نے اُسکو فتح کیا تھا تو وہ فتح ادھوری رهي تھي کہ بعد اُسکے راجہ قابض
هوگیا تھا یہہ فتح عظیم اُسکے بھائي الغ خاں اور اُسکے وزیر نصرت خاں
کي سعي و کوشش سے حاصل هوئي اور تمام صوبہ پر فوراً قبضہ هوگیا اور
راجہ بگلانہ میں جو دکن کا قریب حصہ هی بھاگ گیا *

جب کہ فوج اُسکي دلي کو واپس آتي تھي تو فوج سے اُس غنیمت
کو بجبر چھین لینے کا ارادہ کیا گیا جو گجرات سے هاتھہ آئي تھي اسپر
فوج نے سرکشي کي یہانتک کہ وزیر کا بھائي اور بادشاہ کا بھتیجا مارا گیا مگر
انجام اُسکا یہہ هوا کہ وہ سرکشی فرو هوئي اور بہت سے سرکش مارے گئے
اور باقي رهے سہے رنتھنبور والے راجہ کي پناہ میں چلے گئے مگر بھائي بند اُنکے بال
وبچہ سمیت مارے گئے اور جو لوگ بھاگکر گئے تھے وہ تمام نومسلم مغل تھے
اُس زمانہ میں جھگڑوں اور فسادوں کے باني یہہ مغل هي هوا کرتے تھے بعد
اُسکے جب رنتھنبور بھي فتح هوا تو وہ لوگ بھي قتل هوئے † *

مغلوں کا هندوستان پر چڑھنا اور دلي پر شکست کھانا

جبکہ پہلے برس مغلوں نے پنجاب پر چڑھائي کي تھي تو اُنکا جان
و مالکا بڑا نقصان هوا تھا اور رفع دفع کردیئے گئے تھے اور جبکہ بعد اُسکے اب سے
کچھہ پہلے حملہ کیا تو پھر بھي کامیاب نہوئے مگر بعد اس حملہ کے ایک
بہت بڑا ‡ حملہ کیا جو فتح و غنیمت دونوں کے ارادوں سے قایم هوا تھا اور

† بابر بادشاہ نے جو باپ کي طرف سے ترک اور ماں کي طرف سے مغل تھا
اپنے مغل ملازموں کا یہہ حال لکھا هی کہ یہہ لوگ طرح طرح کے فسادوں اور غارتگریوں
کے همیشہ سے باني مباني هیں چنانچہ پانچ مرتبہ اُنھوں نے مجھسے بھي بغاوت کي
(آرس کائن صاحب کا بابر کے سرگذشت نامہ کا ترجمہ صفحہ ٦۹)

‡ کم سے کم ایسے گیارہ حملے فرشتہ والے نے بیان کیئے مگر اُن حملوںمیں
منجملہ اُن حالات کے جنکو ڈي گگنیز صاحب اور ڈي هربلي لاٹ صاحب اور پرایس صاحب
نے بیان کیا هی ایک واقعہ کا بھي مذکور نہیں اگرچہ ڈي اوڈسن صاحب کي کتاب

کي سید مولا مرتے دم تک بیگناهي اپني جتاتا رها اور آخر کار اُسنی دکهنے کلیجے سے ایسي بددعا دي که وه بادشاه کي جان پر پڑي بعد اُسکے بادشاه بهت پریشان هوا ایک بگولی کے اُٹهنے سے لوگ اندیشهناک هوئی غرض که اُس برے کام کا انجام یهه هوا که تهوڑے عرصه بعد اُسکا بڑا بیٹا مرا اور آپ اپني جان سے گیا اور بڑے سخت کال پڑے اور منتقم حقیقي نے خوب انتقام لیا *

علاوالدین کي سلطنت کا بیان

جب که بادشاه کي وفات کي خبر دلي کو پهونچي تو اُسکي بي بي نے اپنے شیرخوار بیٹے کو تخت پر بیٹهانا چاها مگر جب که سنه ۱۲۹۵ع مطابق سنه ۶۹۵ هجري میں علاوالدین دلي میں آکر تخت نشین هوا تو وه ملتان کو بهاگ گئي جهاں جلال الدین کا منجهلا بیٹا حاکم تها مگر علاوالدین نے مدد و فریب کے ذریعه سے اونکو ملتان سے نکالا اور دونو بیٹوں کو ٹهکانے لگایا اور اونکي ماں کو گرفتار کیا *

اگرچه علاوالدین نے بجائے خود محسن کشي کي اور اپنے ولي نعمت سے بري طرح پیش آیا مگر لوگوں کي رضامندي بحال کرنے میں بڑي سعي و کوشش بجالایا اور بهت سي محنت اوٹهائی چنانچه مال اور عرب کے بخشنے اورطرح طرح کي شان شوکت دکهانے میں بهت سي فیاضي برتي اور باوجود اِسکے که بیهوده پن و بدنامي سے لوگوں کو گرویده کرتاتها مگر غیظ و غضب اور سفاکي بیباکي سے باز رهتا تها اور خود کام طبیعت کي روک و تهام پر قابو رکهتا تها اور یهه هي باعث تها که وه پورا پورا عزیز خاطر هوا اور لوگوں کے دلوں میں خوب اچهي طرح بیٹها اور باوجود اُسکے که بڑے جاه و جلال اور نهایت زور شور سے سلطنت اُسکي قایم رهي مگر کبهي مفسدوں کے فتنوں اور بغاوتوں کي شاخوں سے پاک صاف نرهي بلکه علاوالدین اپني حوادث اذیت سے بهي کهٹکتا رهتا تها اور اندیشوں کے مارے چین اُسکو میسر نتها *

مگر خرچ اُسکا اسقدر تھا کہ بڑے سے بڑے دولتمندوں کے مقدور و طاقت
سے باہر تھا اور علاوہ غریب پروري اور مسافر نوازي کے بڑے بڑے لوگوں کي
دعوتیں کرتا تھا اور اڑے وقتوں میں اچھے اچھے خاندان والوں کے کام
آتا تھا یہاں تک کہ دو دو تین تین هزار دیناروں کے دینے میں کچھہ عذر
و تأمل نکرتا تھا اگرچہ بعض بعض باتیں اُسکي اُسیکے ساتھہ مخصوص
تھیں جیسے کہ جماعت کي نماز نہ پڑتا تھا مگر اُسکي خدا پرستي میں
کسي قسم کا شک شبہہ نتھا اور جب اُسکے چال چلن میں کچھہ کچھہ
شبہی هوئے تو بیدیني کا شبہہ نہیں هوا چنانچہ پہلے پہل اُسکي نسبت
یہہ شبہہ کیاگیا کہ پاس اُسکے پارس کا پتھر هی اور دوسرے تہمت یہہ
لگائي گئي کہ وہ بادشاهت کا ارادہ رکھتا هی بلکہ بطور معقول اُسکے ذمہ یہہ
الزام لگایا گیا کہ وہ بادشاہ کے قتل کا ارادہ رکھتا هی اور اسواسطے قاتلوں کو
پاس اپنے لگا رکھا هی اور علاوہ اُنکے دس هزار مرید اسلیئے لگا رکھے هیں
کہ جب بادشاہ کے مارے جانے پر خرابي پیش آوے تو وہ لوگ اپنے کام
آویں غرض کہ جب یہہ بات بادشاہ کے کانوں پڑي تو بادشاہ چوکنا هوا
اور نہایت اندیشہ کیا یہاں تک کہ ایک ایسے آدمي کے کہنے سے جو سید
مولا کا خاص خادم اور بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا سید مولا کو همراهیوں
سمیت گرفتار کیا اور جب کہ ایک گواہ کے کہنے سننے سے اُسکو
مجرم نہ ٹھہرا سکا تو اُسنے شہر کے باهر ایک آگ اسلیئے جلوائي کہ آگ
میں پڑنے سے جھوٹ سچ اُسکا ظاهر هوجاویگا بلکہ غالب یہہ هی کہ خود
فقیروں هي نے یہہ درخواست اُس سے کي هوگي مگر جب کہ امتحان کا
وقت آیا تو وزیروں نے عرض کیا کہ یہہ ازمایش عقل و شرع دونوں کے
خلاف هی چنانچہ بادشاہ اُس امتحان سے باز رها اور یہہ حکم دیا کہ
فقیر مقید رهیں مگر جب کہ اُنکو جیلخانے لیجانے لگے تو چند قلندر
تلواریں لیکر پل پڑے اور سید مولا کو قتل کیا اگرچہ بادشاہ نے کھلم کھلا
چشم ابرو سے اشارہ کنایہ نکیا مگر قلندروں نے دیدہ و دانستہ چشم پوشي

سے بہت برا بھلا کہکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تونے ایسے مہرباں چچا کي نسبت ایسا برا خیال کیا جسنے تجھکو پال پوس کر اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھا بادشاہ اس لا نیاز کي باتوں میں مصروف تہا کہ علاوالدین نے کہاني لوگوں کو اشارہ کیا چنانچہ وہ ظالم اُس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور اُسکو پاش پاش کیا سترویں رمضان سنہ ۶۹۵ ہجري مطابق انیسویں جولائي سنہ ۱۲۹۵ ع کو یہہ حادثہ واقع ہوا بعد اُسکے سر قلم کیا گیا اور نیزہ کي اني پر چڑہا کر شہر و لشکر کو دیکھایا گیا بعد اُسکے قاتلوں اور صلاحکاروں پر طرح طرح کي بلائیں نازل ہوئیں چنانچہ اُن بلاؤں کے نازل ہونے سے تاریخ فرشتہ والا نہایت خوش ہوکر خوشي اپني ظاہر کرتا ہی مگر جب کہ ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ جسنے حقیقت میں محسن کشي کي اور اپني ولي نعمت سے بہت بري طرح پیش آیا وہ ہمیشہ فیروز مند اور اقبال آور رہا تو اُسکے ملازمان ماتحت کي تباہي خرابي سے بہت سي خوشي حاصل نہیں ہوتي *

جلال الدین سات برس تک بادشاہ رہا اور ستتر برسکي عمر میں مارا گیا

جلال الدین کے ساده لوحي کي حکایت

جلال الدین کے عہد سلطنت میں ایک ایسي بات اچهي واقع ہوئي جس سے ایشیا والوں کا سیدھا سادھاپن ایسے زمانہ میں واضح ہوتا ہی جسمیں باطل خیالوں کا کچھہ زور و شور نہ تہا بیاں اُسکا یہہ ہی کہ سید مولا نامي ایک فقیر ایران کا رہنے والا جو جہاں دیدہ اور گرم و سرد روزگار چشیدہ اور اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور لوگوں سے واقف و آگاہ تہا اتفاق سے دلي میں وارد ہوا اور اُسنے ایک ایسي خانقاہ بنائي جسمیں درویش اور مسافر لوگ اُترتے تہے چنانچہ وہ اُنکے کہانے پینے کا کفیل ہوتا تہا اور آپ صرف چانول کہاتا تہا اور جورو بچوں اور لونڈي غلاموں سے آزاد تہا

علاوالدین کا واپس انا هندوستان کو اور جلال‌الدین کا قتل کرنا

جلال‌الدین نے علاوالدین کو مهم مذکورہ بالا کي اجازت ندي تهي چنانچه جب علاوالدین لڑبهڑ رها تها اور خط وکتابت کا انا جانا موقوف تها تو جلال‌الدین اُسکي طرف سے نهایت متردد تها که علاوالدین کهاں گیا اور کس ارادہ پر گیا یهان تک که جب جلال‌الدین کو یهه خبر لگي که وہ مظفر و منصور اور مال و دولت سے مشحون و معمور آتا هي تو جلال‌الدین پهولا نسماتا تها اور خوشي کے مارے پهتا پڑتا تها مگر جلال‌الدین کے صلاح‌کاروں نے جو اُسکي نسبت هوشیار اور عاقبت اندیش تهے علاوالدین کي بهادري اور دولتمندي دیکهکر بادشاہ کو یهه سمجهایا که جب فوج اُسکي غنیمت ایکر منتشر هوجاوے تو بعد اُسکے علاوالدین کو دوبارہ فوج اکهتي کرنیکي فرصت دیني مناسب نهیں مگر شرط یهه هي که یهه بات اُسپر نکهلے که بادشاہ اُسکي طرف سے سینه صاف نهیں بادشاہ نے نیک نیتي اور پاک طینتي کو کام فرمایا که وہ اُسکي طرف سے مشتبهه تهوا اور علاوالدین کے برے ارادوں کاکچهه پس و پیش نکیا چنانچه علاوالدین نے بدخواهوں کے لگاو بجهاو کا اندیشه اور خود بادشاہ کي ناراضي مهم مذکورہ بالا سے مشهور کي اور تمام لوگوں پر پریشاني اپني بخوبي جتائي یهاں تک که اُسنے خود اپنے بهائي الغ خاں کو جو مثل اُسکے لسان اور براق اور چابک و چالاک تها بادشاہ کي خدمت میں اس غرض سے روانه کیا که وہ بادشاہ کو اُسکي ملنے کي ترغیب ایسي طرح سے دیوے که وہ چهوٹي سواري تشریف لاویں اور یهه بات جتاوے که اگر آپ لاو لشکر سمیت جاوینگے تو علاوالدین کو اندیشه هوگا غرض که بادشاہ اسپر آمادہ هوا اور تهوڑے لوگوں سمیت کڑے مانک پور تک پهونچا اور دریاے گنگ سے تن تنها اوترا یهاں تک که علاوالدین اُسکے قدموں پر گرا اور بادشاہ نے اُسکو چمکارکر پیار کیا اور ساده مزاجي

کي که علاوالدین نے فتح پائي بعد اُسکے علاوالدین نے راجا سے بڑا مطالبہ کیا اور راجا کو چار ناچار اسلیئے اطاعت کرني پڑي که یهه بات اُسپر کهل گئي که غله کي جگهه نمک کے بوري آگے هیں اگر تقدیر سے یهه بات اُسپر نکهلتي تو لڑائي بہت دنوں تک قایم رهتي اسلیئے که پاس پڑوس کے راجاؤں سے امداد و اعانت کي بڑي توقع تهي غرض که راجا بہت گرویدہ هوا اور ایلیچپور اور اُسکے پرگنات کے علاوہ بہتسا مال و دولت دینا قبول کیا بعد اُسکے علاوالدین خاندیس سے گذرکر مالوہ کو چلا گیا *

واضح هو که کڑے مانک پور سے دیوگڑہ تک سات سو میل کا فاصلہ هے اور منجملہ اُسکے علاوالدین کے سفر کا بڑا حصہ بندیاچل کے پہاڑوں اور جنگلوں میں واقع هوتا هے جہاں سے خاص هندوستان دکن سے علحدہ هوجاتا هے حاصل یهه که رستوں کي تنگي اور ذخیروں کي کمیابي اور پہاڑیوں کي تیرانداري کے باعث سے ایسي تهوڑي فوج کا گذرنا نہایت دشوار اور بڑے لشکر کا سفر کرنا محض محال اور دکن سے چوڑے چکلے اور بستے رستے ملک میں آٹهه هزار آدمیوں سے کچهه تهوڑے آدمي زیادہ ساتهه لیکر داخل هونا کچهه دلاوري نهیں بلکه ایک اندها دهوندے کا کام معلوم هوتا هے *

خطرات مذکورہ بالا سے محفوظ و مامون رهنے اور ایک نئي راہ سے کام نکالنے اور بعد اُسکے اُسي راہ سے بهزار دقت و دشواري واپس انے سے علاوالدین کي دلیري دلاوري کا بڑا اثر لوگوں کے دلوں پر هوتا هے مگر اُسنے شہرہ سے جو اُسنے مشہور کیا که میں راج مندري کے راجا کي نوکري کرنے جاتا هوں یهه بات صاف واضح هوتي هے که مسلمانوں کي ابتدائي سلطنت کي نسبت دین و مذهب کي باتوں کا پاس و لحاظ اُس زمانه میں بحسب ماتي لرها تها *

اور اُسکے دھاوے کي دھاکنا پڑي اور جابجا چرچے ہونے لگے تو راجہ نے
ہوش حواس اپنے جمع کرکے تین چار ہزار آدمي گھر باھر کے اکتھے کیئے
اور غنیم کا مقابلہ کیا اور بستي کي حفظ و حراست کے لیئے تھوڑي مہلت
پیدا کي مگر تھوڑي مدت کے بعد اُسکے پانوں اوکھڑ گئے اور بستي کے پاس
ایک پہاڑ پر ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوا اور گھبراھت کے مارے
بہت سا ذخیرہ جمع نکرسکا باقي بستي کا یہہ حال ہوا کہ وہ بے مقابلہ
فتح ہوگئي اور طرح طرح سے لوتي کھسوتي گئي اور سوداگروں کو بڑي بڑي
سخت تکلیفیں اِس نظر سے پہونچائي گئیں کہ وہ اپنے خزانوں کا نشان
اور پتا بتاویں چنانچہ مسلمانوں کي تاریخ میں پہلے پہل یہي وحشیانہ
حرکت شمار ہوئي ہی اور منجملہ اسباب غنیمت کے چالیس ھاتي اور
کئي ہزار گھوڑے خاص راجہ کي سواري کے مسلمانوں کے ھاتھہ آئے بعد
اُسکے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور تمام لوگوں میں یہہ فقرا اوڑایا گیا کہ یہہ
فوج اُس فوج سلطاني کا ایک ٹکڑا ہی جو دشمن کے مقابلہ پر چلي آتي
ہی اور جب کہ وہ بڑي فوج آجاویگي تو دشمن کي کوئي بات پیش
نچلیگي غرض کہ بعد اُسکے راجہ کے ھاتھہ پانوں پھول گئے اور کام ناکام
صلح کرنے پر راضي ہوا اور ایک عہد نامہ جو مسلمانوں کے حق میں
نہایت مفید و نافع تھا مرتب کیا کہ ناگاہ اُسکا بیتا جو محصوروں میں
شامل نہ تھا ایسي بڑي فوج لیکر آیا کہ وہ فوج اسلام کي فوج سے
بہت زیادہ تھي اگرچہ راجہ نے اُس کو مقابلہ سے بہت منع کیا مگر
اُسنے کثرت فوج کے بھروسے پر باپ کا کہنا نمانا اور علاوالدین پر
پھیل پڑا اور ایسي دلاوري سے لڑا بھڑا کہ اگر علاوالدین کي وہ فوج
نہوتي جو اُسنے محصوروں کے لیئے گھات میں لگا رکھي تھي اور اُسکي
فوج پر عین موقع نگرتي اور فوج اُسکي اُس تھوڑي فوج کو بادشاہ کي وہ
آنے والي فوج نہ سمجھني جسکي شہرت سے راجہ کانپ رہا تھا تو
مسلمانوں کے حق میں وہ لڑائي بہت زبوں ہوتي مگر نصیبوں نے یاوري

علاوالدين كي چڑهائي دكن پر

علاو الدين نے پہلے پہل جو كام اپني فوج سے ليا اُس نے اُسكے چچا كا اعتماد اُسكي نسبت مستحكم هوا اور اُس كام كي بدولت تاريخ هندوستان ميں ايک نيا سن پيدا هوا يعني سنه ۱۲۹۳ ع مطابق سنه ۶۹۳ هجري ميں علاوالدين نے دكن كا ارادہ كيا جو مسلمان بادشاهوں كے دهاوں سے جب تک محفوظ رها تها چنانچه اُس نے كڑے مانک پور اپني دارالحكومت سے آٹهه هزار سوار اپنے همراه ليئے اور ايسے بڑے بڑے جنگلوں كو جو اب تک كڑے مانک پور اور ضلع برار كے درميان ميں واقع هيں جوں توں كركے طي كيا اور جن راجاؤں كے ملكوں ميں اُسكو گذرنا منظور تها اُنكو اِس حيله سے كه وہ اپنے چچا سے خفا هوكر جاتا هي چوكنا نهونے ديا چنانچه وہ ايلچ پور تک پهونچا اور بعد اُسكے مغرب كيجانب متوجهه هوا قبل كوچوں كي مار مار كرتا هوا ديوگرہ پر پهنچا جو اصلي مقصود اُسكا تها اور ديوگڑہ جو اب دولت آباد كے نام سے مشهور هي رام ديو راجه كا راج گڑہ تها اور وہ ايسا زبردست راجه تها كه مسلمان لوگ اُسكو تمام دكن كا راجه سمجهتے تهے مگر حقيقت ميں وہ مرهٹوں كے ملک كا بڑا راجه تها *

مسلمان لوگ اكثر هندو راجاؤں كو جنگ و جدال پر آمادہ اور قتل قتال پر طيار اِس ليئے نپاتے تهے كه راجپوت لوگ اپني اصل طبعيت ميں همتوں كے هارے اور كام كاج كے دهيمے هوتے هيں اور ايک دوسرے پر اچانک دهاوا كرنے كو بري بات سمجهتے هيں چنانچه معلوم هوتا هي كه يهه طريقه راجپوتوں كا اور راجاؤں ميں معمول و مروج هوگيا تها اِسليئے كه اِس موقع پر ديوگرہ كا راجه دشمن كے دهاووں سے نڈر بيٹها تها چنانچه پاس اُسكے كچهه فوج موجود نتهي اور جو رہ بچے اُسكے ايک مندر ميں گئے هوئے تهے جو بستي كے بهت قريب تها اور جب كه علاوالدين بستي كے قريب آگيا

غیوں کے بڑے قلعوں پر دھاوا کیا اور سرکشوں کي سرکوبي کو ناتمام
ا مگر جب کہ بعد اُسکے بلاد پنجاب میں مغلوں نے یورش کي تو
اُس نے بڑي دلاوري دیکھائي اور آپ اُنکا مقابلہ کیا اور دشمنوں کا
نہ پھیرا *
بعد اُسکے بہ مقتضاے اپني اصلي طبیعت کے مغلوں کو صلح عنایت
ائي اور اُنکي ٹوٹي پھوٹي فوج کو چلے جانے کي رخصت دي
یطرح کي مضرت نہ پہونچائي تین ہزار مغل اُسکي فوج میں داخل
ئے اور تھوڑے دنوں بعد اسلام اونھوں نے قبول کیا اور خاص دلي میں
ک مقام اُنکي بساست کے لیئے مقرر کیا گیا جو مغل پورہ کے نام سے
مشہور و معروف تھی *

دوسرے برس یعني سنہ ۱۲۹۳ ع مطابق سنہ ۶۹۲ ہجري میں
مالوہ پر چڑھائي مگر پہلي طرح سے پورا پورا کامیاب نہوا ہاں یہہ بات
اُسکو نصیب ہوئي کہ نقصان اُسکے ضعف و ناتوانیکے علاوالدین اُسکے بھتیجے
کڑے مانک پور کے حاکم کي بدولت اُسي زمانہ میں پورے ہونے لگے جو
نہایت زبردست اور بڑا لایق و فایق اور تیز ایسے خیالوں سے پاک و
صاف تھا جنکے اوبھرنے سے اُسکے چچا کے کام کاج ادھورے پڑے رہتے تھے
چنانچہ اُسنے بندیل کھنڈ اور شرقي مالوہ کي بغاوت دبانے کے لیئے چچا
جي سے اجازت حاصل کي اور اُنکے شور و فسادوں کو نیست و نابود کیا
اور علاوہ اُنکے اُن قلعوں پر بھي قبضہ کیا جو متوسل راجاوں کے قبض و
تصرف میں تھے اور اسقدر اُسکو غنیمت ہاتھہ آئي کہ اُسکي بدولت
بہت سي فوج اُس نے بڑھائي چنانچہ بادشاہ اُسکي کارگذاري سے یہانتک
راضي ہوا کہ باوصف اسکے کہ اسکي پیاري بیگم نے علاوالدین کي بلند
ہمتي اور والا فطرتي سے اُسکو وہم دلایا تھا پہلي حکومت کے علاوہ اودہ
کي حکومت عنایت کي اور فوج اکٹھي کرنے اور خاندان بلبن کے پرانے
رفیقوں کے بھرتے سے ممانعت نہ کي *

اور اپنے پرانے ملنے والونسے اسیطرح سے ملتا جلتا رہا جیسے که وه بادشاهت سے پہلے ملتا جلتا تہا چنانچه وه اپنے دوست آشنایوں اور فضل وهنر والوں کو کہانے پینے کے جلسوں میں بلاتا تہا اور ایسي هنسی ٹہٹے کي باتیں کرتا تہا که مسلمانوں کے دین وملت کے خلاف تو هوتي تهیں مگر انسانیت کے حد و مرتبه سے نکذرتي تهیں *

وه ترس رحم جو اُسکي عمده ذات صفات میں مستور و مخفي تہا اُسکے اظہار کا یهه موقع هاتهه آیا که غیاث‌الدین بلبن کے بهتیجے ملک جاجو نے جو کڑے مانک پور کا حاکم تہا بغاوت اختیار کي اور خاندان بلبن کے رفیق اُسکے ساتهه هوئے چنانچه جلد اُنهوں نے ایسي قوت حاصل کي که دلي کا اراده کیا مگر بادشاه کے بڑے بیٹے ارکلي‌خاں نامي نے شکست اُنکو دیکر ملک جاجو کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کیا مگر بادشاه نے یهه بڑا کام کیا که سرداروں کو ایک قلم چهوڑ دیا اور خود ملک جاجو کو ملتانکو روانه کیا اور اُسکي باقي عمر کے لیئے بڑي جاگیر مقرر کي بعد اسکے تهوڑي مدت گذرنے پر اپني قوم کے ایسے سرداروں سے بهلائي برتي جو جي‌جاں سے اُسکي‌جان کے خواهاں بنے‌تهےاور نصیبوں کي‌شامت سے گرفتار هوکر آئے تهے غرض که اُس نے رحم سے یہاں تک کام لیا که اپنے ذاتي بدخواهوں کے علاوه عام مجرموں سے بهي استقدر درگذر کي که سلطنت کا ڈهانچ ڈهیلا پڑا اور حکومت کا ڈهچر بگڑگیا چنانچه صوبوں نے محصول کے بهیجنے سے صاف انکار کیا اور کار و بار میں غفلت برتي اور اپنے اختیاروں کو بهت بري طرح سے برتا غرض که راستے لٹیروں سے بهر گئے اور باغیوں نے آنے جانے کي راهیں مسدود کیں *

جب که باغیوں کا زور و شور هوا تو سنه ۱۲۹۲ ع مطابق سنه ۶۹۱ هجری میں بادشاه ایک بڑي بغاوت کے دبانے متانے کو روانه هوا جو مالوه میں واقع هوئي تهي چنانچه وه بهت سا کامیاب هوا مگر اس لیئے که خوں بهانے سے جي کا کچاتها اور علاوه اُسکے عمر کا بوڑها تها

خلجی خاندان کا بیان

باب دوسرا

جلال الدین [1] خلجی کی سلطنت کا بیان

واضح ہو کہ جلال الدین خلجی ستر برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تھا جلال الدین اپنی تخت نشینی پر چندے بغاوت سے بھی کہتا رہا کہ لوگوں کے دیکھنے کو یہ بوجھ میرے سر پر رکھا چنانچہ غیاث الدین بلبن کے خاندان باقی رہنے پر بڑی توجہ ظاہر کی اور بہت سا پاس لحاظ اس کا رہا یہاں تک کہ نوبت پہنچی جاتی کہ دربار میں سوار ہو کر نہ جاتا تھا اور بجائے تخت نشینی کے اپنی معمولی جگہ پر کھڑا رہتا تھا مگر باوجود اسکے کیقباد کے شیرخوار بچہ کو قید میں رکھا اور جب بات اسکی ٹھیک ٹھاک ہو گئی تو اس معصوم بیگناہ کو قتل کیا *

گو یہ سختی اور خدا ناترسی جو نسبت اسکے بیان کی گئی ایک بے اصل بناوٹ کی بات ہو اور بعید از قیاس نہیں کہ وہ ایسے ہی ہو گی تو اُن کتاب تصنیفات میں جو بالا مذکور ہوئیں وہ مذکور سمجھا جاویگا یعنی کہ وہ نیک معاملے جو اُسنے چھپے کئے دشمنوں سے برتی ایسے کسی درجہ کی ہے کہ وہ خطا بخشنے پر محمول ہوسکتے ہیں اور آخر دم تک وہی سیدھی سادی چال ڈھال اُسکی باقی رہی جو قدیم سے چلی آتی تھی

---

[1] واضح ہو کہ خلجیوں کی اصل حقیقت جسکا بیان باب دوسرے کے اخیر میں ہوئی تھی نتیجہ یہ کہ نسل واضح میں ترک تھی مگر افغانیوں میں اتنی مدت رہنے سہنے سے وہ افغانوں کی مانند ہو گئی تھی اور غالب یہ ہے کہ وہ اور قسم کے اپنے بھائی ترکوں سے بھی بہت مخلوط تھی اور خلجی جہانتک افغانوں کی نسبت زیادہ ترتیب یافتہ تھی

وزیر سے چہوٹنا چاہا مگر جب کوئی چال اُسکی نچلی تو کام ناکام اُن چالوں چلا جو وزیر نے اُسکو تعلیم کی تہیں چنانچہ زہر دیکر کام اُسکا تمام کیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وزیر کے مرنے سے جسکا بڑا رعب داب تہا بادشاہ کے دشمن کہل کہلے اور حکومت کے خواہاں ہوئے جسکی لیاقت خرد بادشاہ میں موجود نتہی *

اِس لیئے کہ بلبن کی تدبیروں سے غلاموں کی شان و شوکت دربار میں پہیکی پڑ گئی تہی تو حصول سلطنت کا جہگڑا بڑے بڑے جنگی سرداروں میں پہیلا اور جو کہ ہندوستان زاد مسلمان ایسی قدر و منزلت نرکہتے تہے کہ کوئی بڑا گروہ اُنکا قایم ہوتا اسلیئے سلطنت کا ارادہ کرنے والے تاتاری اور غور و غزنی کی پرانی سلطنتوں کے افسر ہوئے اور غور و غزنی والی سرداروں میں سے خلجی لوگ اپنے سردار کی عقل و ہوشیاری کی بدولت یا کسی اور وجہہ سے فضیلت رکہتے تہے چنانچہ وہ تاتاریوں پر غالب آئے اور سنہ ۱۲۸۸ع مطابق سنہ ۶۸۷ ہجری میں جلال‌الدین خلجی کیقباد کے مارے جانے پر تخت نشین ہوا † *

† فرشتہ والے نے اُن خلجیوں کو مغل لکہا ہی جنہوں نے تخت کو غصب کیا مگر جیسے کہ یہہ یقین ممکن نہیں کہ تہوڑی مدت میں ترکوں کا بالکل دخل اُٹھہ گیا ایسے ہی یہہ یقین بہی متصور نہیں کہ مغلوں کو بڑا غلبہ حاصل ہوگیا علاوہ اسکے تاتاریوں نے جس دعویدار کو تخت پر بیٹھانا چاہا وہ کیقباد کا بیٹا تہا اور اُسکے ترکی الاصل ہونے سے وہ اُنکو مرغوب محبوب تہا مگر مغلوں کو خاص اس سبب سے نفرت تہی کہ اُسکے باپ نے اُنکے سرداروں کو قتل کرایا تہا

دلی کی تخت نشینی کا سلسلہ اگرچہ قطب‌الدین سے شروع ہوا ہی بعض مورخ ہندوستان کی بادشاہت اصل خاندان غور سے قایم کرکے قطب‌الدین کو بہی خاندان غور کے سلسلہ میں شمار کرتے ہیں مگر اکثر مشرقی مورخ اُن بادشاہوں کو یلدوز اور در چار اور بادشاہوں سمیت مروہوں کا ملقم قرار دیتے ہیں

کتابت جاري ساري هی چنانچه بادشاه نے اُنکے سرداروں کو ایک دعوت
میں بلواکر دغابازي سے قتل کرادیا *

اصل تدبیر اس وزیر کي هنوز راس نه آئي تهي که بادشاه کے باپ بغرا
خاں کے قریب آنے سے جو سلطنت کے خرابي سنکر حفظ خاندان کے لیئے
فوج لیکر آیا تها وه اپنے اراده سے رکا تهما رها مگر یهه راه نکالي که بادشاه کو
باپ کے مقابله پر آماده کیا چنانچه جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا هوا
تو باشاه کے باپ نے بیتے کي محبت کو ایسا بهرکایا که وزیر اُنکي ملاقات کو
هرگز روک نسکا مگر باوصف اسکے باهم ملاقات طرفین کي کهولی دلوں سے
نهونے دینے کے لیئے یهه ڈهب نکالا که اداب دربار سلطاني ایسے تجویز کیئے
که اُنکے بجالانے سے بغرا خاں کو ایکطرح کي ذلت اوٹهاني پڑي یهاں تک
که جب مکرر اداب بجالانے پر بادشاه نے تعظیم و تکریم اُسکي نکي تو وه
اُسکي حرکات ناشایسته سے پهوٹ پهوٹ کر رونے لگا مگر اُسکے رونے نے یهه اثر
پیدا کیا که بادشاه اپنے استقلال پر قایم نرها اور تخت سے اوتر کر باپ کي
طرف بے تحاشا دوڑا اور چاها که باپ کے قدموں پر گرپڑے مگر باپ نے اُسکو
گلے لگالیا اور تهوڑي دیر تک روتے رهے اور تمام درباریوں میں وهي اثر
پهیل گیا بعد اُسکے کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹهایا اور هر طرح کي تعظیم
اور تواضع سے پیش آیا یهاں تک که لڑائي بهڑائي کا وهم بهي باقي نرها
مگر چند ملاقاتوں کے بعد بغرا خاں کو یهه بات ثابت هوئي که کیقباد کے
مزاج پر وزیر اُسکا حاوي هے اور اُسکے رفع کرنے کي تدبیر بدون اُسکے قتل
وقمع کے ممکن نهیں مگر چونکه جبر اُسکو خود منظور نتها یا اُسکے اختیار
سے باهر تها تو وه بنگاله کو چلا گیا اور بیتے کو اُسکي قسمت پر چهوڑ گیا *

جب که کیقباد نے اُن قضیه قضایوں سے فرصت پائي تو پهر نئے سر
سے عیاشي شروع کي اور یهانتک نوبت پهونچائي که عین جواني میں
ضعیف نحیف هوگیا چنانچه رعشه فالج میں مبتلا هوا بعد اُسکے جب
سوچ بچار اُسکو هوا تو آپ کو بهت زار نزار پایا اور بطور معقول اُس

حکم اپنے باپ کے بنگالہ کو چلا گیا اور بادشاہ اس حرکت سے سخت ناراض
ہوا چنانچہ اُسنے شاہزادہ معتمد کے بیٹے کیخسرو کو ولیعہد اپنا قرار دیا
بعد اُسکے جب بادشاہ کا اِنتقال ہوا تو وزیروں نے ملکي لڑائیوں کا روکنا
تھامنا مناسب سمجھا چنانچہ اُنہوں نے بغرا خاں کے بیٹے کیقباد
کو بادشاہ مشہور کیا اور کیخسرو کو اُسکے باپ کي جگہہ ملتان کي حکومت
پر قایم رکھا غرض کہ دونوں دعویداروں نے یہہ تدبیر اُنکي تسلیم کي اور
سنہ ۱۲۸۶ع مطابق سنہ ۶۸۵ ہجري میں کیقباد تخت نشین ہوا *

کیقباد کي سلطنت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ جو تخت نشیني کے وقت اٹھارہ برس کا تھا جواني
کي ضرورت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور یہہ امر اُسپر طرہ
ہوا کہ نظام الدین اُسکي وزیر نے جسکو یہہ امید قوي تھي کہ میں
تخت نشین ہونگا زیادہ چرخ پر چڑھایا اور اس نظر سے کہ بادشاہ کا
چچیرا بھائي کیخسرو وزیر کا مخل مطلب تھا بادشاہ کو اُسکي طرف سے
برہم کیا سبب اُسکا یہہ ہوا کہ کیخسرو سے کچھہ گستاخي سرزد ہوئي
تھي وزیر نے ایک بات کھڑي کرکے اُسکو بادشاہ کا منصور ٹھہرایا اور آپ
کو بدنامي اور الزام سے بچایا اور اُس بیچارہ بیگناہ کو قتل کرادیا علاوہ
اسکے ایسے ایسے فن و فریبوں سے بہت سے امیروں کو بیعزت کراکر قتل
کرایا جو اُسکے ساختہ پرداختہ نہ تھے اور اسلیئے کہ اُسکي بي بي کو
رہي محلوں میں ایساہي دخل کامل تھا جیسا کہ خود اُسکو دربار میں
حاصل تھا اسلیئے اُن باتوں کے علاوہ جنسے بادشاہ کو واقف کرنا مناسب و
لازم سمجھا اور تمام باتوں سے بادشاہ کو غافل بنا رکھا تھا *

اس زمانہ میں بہت سے مغل دلي میں ملازم ہوگئے تھے چنانچہ
وزیر نے یہہ چاہا کہ ان جانسپار مغلوں کو بادشاہ سے الگ کرے غرض
کہ اُسنے بادشاہ کے کانوں میں یہہ بات پہونچي کہ ان مغلوں اور بادشاہ
کے اُن منصوبوں میں جو ان مغلوں کے بہائي بند اور پشتدار ہیں خط و

ی مفتیون کي سعي سفارش اور عالم فاضلون کے وعظ و نصیحت کي

لت باز رها *

مغلون کے حمله کرنے اور شاهزاده محمد کے فتح پاکر مرجانیکا بیان

تهوڑا عرصه گذرا تها که بادشاه کي بد نصیبي نے زور کیا یعني بڑا
تا اُسکا مرگیا اور اس بڑي مصیبت کا اثر بادشاه اور تمام رعایا پر برابر
وا اور ساري وجهه اُسکي یهه تهي که اس شهزاده نے وه والا همتي حاصل
ي تهي که اُسکي موت اُسکي عمده خصلت کے شایان و سزاوار تهي
بیان اسکا یهه هی که وه فوج مغلون کي جو ارغون خان شاه ایران سے
متعلق تهي پنجاب پر حملهآور هوئي اور جب یهه خبر اوڑي تو شاهزاده
محمد جو اُس صوبه کا حاکم تها اور حسب اتفاق اُسوقت اپنے والد ماجد
کي قدمبوسي کے لیئے آیا تها نهایت جلدي سے اپنے صوبه مین داخل هوا
اور مغلون کو شکست فاحش دیکر جسقدر ملک پر وه قابض هوگئے تهے
اُسپر دوباره قابض هوا بعد اُسکے ایک اور نئي فوج ایک مشهور سردار
تیمور خان نامي کے ساتهه آئي چنانچه بڑي لڑائي پڑي اور شهزاده نے
فتح پائي مگر غنیم کے ایک گروه کے هاتهون سے جو تعاقب مین منتشر نه هوا
تها شاهزاده مارا گیا اور امیر خسرو شاعر جو همرکاب اُسکا تها اسي موقع
پر گرفتار هوا *

بلبن کي وفات کا بیان

شهزاده کے مرنے سے ادنی اعلی سپاهیون کي آنکهون سے آتهه آتهه آنسو
بهنے لگے اور بادشاه کے دل پر بهي بڑا صدمه گذرا اور جو که بادشاه کي عمر
۸۰ برسکو پهونچي تهي اور نیز اُس مصیبت کے مارے جو اُسپر نازل هوئي
تهي جلد جلد اُسکا دل بیٹها جاتا تها تو اُسنے بغرا خان اپنے دوسرے بیٹے
کو بایں غرض بلایا تها که وه اُسکے مرنے کے وقت حاضر رهے مگر جب که
بغرا خان نے باپ کي وه حالت ردي نه دیکهي جو اُسنے تصور کي تهي تو بلا

یہانتک کہ بعد أسکے جلد بادشاہ سن بیتھا اور جو فوج أسکی گوشمالی کو سنہ ۶۷۸ هجري مطابق سنہ ۱۲۷۹ ع میں پہلے پہل بھیجی گئی اس نے شکستۂ فاحش کھائی یہاں تک کہ خود بادشاہ اس فوج پر نہایت خفا ہوا اور أسکی سپہسالار کو پھانسی چڑھایا اور جب کہ باوجود اس سختی کے دوسری فوج بہی تباہ ہوگئی تو بادشاہ اپنی ذات سے فساد مٹانے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ اس موقع پر ایسی قوت قابلیت سے جسمیں وہ کسی مدد و معاون کا محتاج و دستنگر نتھا کام لیا کہ برسات کے پورے ہونے کا منتظر تک نہ بیٹھا اور سیدھا باگ أوٹھائے ہوئے سنار گنگ ‡ یعني سندر گنگ کو چلا گیا جو بنگالہ کے شرقي حصہ کا بہت بڑا شہر مشہور تھا غرض کہ باغي کے دل پر وہ رعب داب أسکا بیٹھا کہ وہ کھڑا نرہا اور گھر بار خالي چھوڑ کر تھوڑي فوج سمیت جنگلوں میں بھاگ گیا مگر بادشاہ کے کسي سردار نے مقام أسکا معلوم کیا چنانچہ یہہ سردار چالیس سپاہیوں سمیت أسکي تھوڑي فوج میں جا پہونچا اور کمال اندھا دھندي سے دن دیئے دھاوے کا ارادہ کیا غرض کہ تھوڑے لوگ آسکے بڑھے چلے گئے اور کسینے أنپر توجہہ بہي نکي یہاں تک کہ جب طغرل خاں کے ڈیرے کے بہت قریب جا پہنچی ایکبارگي ہمت باندہکر پل پڑے تو طغرل خاں اور أسکے ہمراہي یہہ بات سمجھکر بھاگ گئی کہ بادشاہي لشکر یک لخت أنپر ٹوٹ پڑا غرض کہ یہہ خوف أسکے لوگوں میں پہیل گیا اور تمام لوگ أسکي تتر بتر ہوگئے اور خود طغرل خاں گرفتار ہوا اور ایسے حال میں جاں سے گیا کہ جانبر ہونیکے ارادہ پر عین دریا میں گھوڑیکو تیرا کرپار جاتاتہا بعد أسکے بادشاہ نے باغیوں کو ایسي سخت سزا دي کہ وہ أسکے معمولي دستور سے بہي بہت زیادہ تہي اور جب کہ وہ دارالسلطنت میں واپس آیا تو لوگوں کے قتل سے

---

‡ یہہ مقام گنگا میں ڈوب گیا اب نشان أسکا باقي نہیں ہی بکانن صاحب کا قول بحوالہ ہملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۸۷

شاہ کے ملازموں میں داخل و شامل تھے چنانچہ فارسي شاعروں کے
ہ میں امیر خسرو ملک الشعرا تھا یہاں تک کہ سعدي شیرازي نے
شاہزادہ محمد کو امیر خسرو کے حسن صحبت پر مبارکبادي لکھي
اور اپني تصنیفوں کا نسخہ بھیجکر یہہ بات ظاہر کي تھي کہ بوڑھاپے
ارے حاضري خدمت سے معذور ہوں اور خود بلبن کو وہ بات حاصل
کہ اُسکے دربار کي ظاہري شان و شوکت سے ناواقف لوگوں پر اصل و
بقت دربار کي مخفي ہوگئي تھي جبکہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ
۲ ہجري میں گنگا اور جمنا کے کناروں اور جودہ اور میوات کے پہاڑوں
شور و فساد برپا ہوئي تو اسکي سلطنت میں تھوڑا بہت خلل واقع ہوا
اور حقیقت یہہ تھي کہ لٹیرے لوگ ان فسادوں کے باني مباني تھے
کر سفاکي اور خونریزي کا قاعدہ بلبن کا جو مفسدوں کي سزا دھي اور
ست نابود کرنے میں جاري تھا یہاں بہت کام آیا اور نہایت کارگر پڑا بعد
سکے جگہہ جگہہ فوج کي چھاوني ڈلوائي اور آیندہ فسادوں کي روک تھام
کے لیئے بڑي بڑي تدبیریں نکالیں *

بیان کیا گیا ہی کہ ایک لاکھہ آدمي اسنے میوات میں قتل کرائے اور
بہت سے جنگل جو دور دور تک پھیلے ہوئے تھے کٹوا ڈالے اور اسي وقت
سے وہ ملک غارتگروں کا ٹھکانا نرھا اور چین تردد کے قابل ہوگیا *

بنگالہ کي سرکشي کا بیان

بلبن کے عہد دولت میں یہہ بڑي بغاوت بنگالہ میں ظاہر ہوئي
طغرل خان حاکم بنگال نے دریاے میگنا † پار جاج نگر پر چڑھائیکي اور کامیابي
کے بعد جو لوت اُسکے ہاتھہ آئي کچھہ تھوڑي بہت بھي دلي کو نہ بھیجي

† اب اسکو ٹپرا (ہملٹن صاحب کي تاریخ ہندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)
کہتے ہیں اور جاج نگر سے جاج پور مراد ہی جو ضلع کٹک میں واقع ہی اور یہہ
مقام کسي زمانہ میں ضلع کا صدر نہیں قرار پایا سٹرلنگ صاحب کي تحریر مندرجہ
تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۷۴

... شراب پیتے اور ناچ
... حب کہ اُس نے پوري پوري توبہ کي تو تھوري
... ت سخت سزا دینا ٹھرایا اور عادت کے معاملوں میں پہلے دستوروں
... مطابق صرف امیروں کے گوشمالي پر اکتفا کرتا تھا بلکہ اُنکے متوسلوں
... و غلاموں کو بھي سخت سزائیں دیتا تھا مگر اُسکے عدل و انصاف کي
... ایسي حکایتیں نقل کي گئي ہیں کہ وہ ادنی اعلی کو برابر سمجھتا تھا
... ھي کسي کي رو رعایت نکرتا تھا اور اُن حکایتوں سے واضح ہوتا ھی کہ وہ
... اور بڑے بڑے صوبوں کے حاکموں کو کرے کڑے کوڑوں سے علانیہ پٹواتا تھا اور
... کبھي کبھي اپنے سامنے ہي ایسا پٹواتا تھا کہ وہ بیچارے مار کے مارے مر
جاتے تھے *

یہہ خرد کام سنگدل بادشاہ اپنے زمانہ کے حالت کے بموجب بڑا قیاس
اور نہایت روشن ضمیر تھا *

... بڑے بڑے مشہور لوگ اُن ملکوںکے
... معلوں کے خوف ہراس کے مارے دور دور بھاگکر چلے گئی
جہاں جہاں مغلونکے حملہ ہونی بیکسی سے
مگر اسی بادشاہ کے دولت واقبال سے حکومت اسلام اُنکے ہاتوںسے منہدم
ومامون رہي تھي چنانچہ اُسکے دربار میں بہت مشہور ومعروف اور نامی
گرامی مسلمان استقدر کہیں کہیں سے جمع ہوئے تھے کہ وہ یہہ شیخي مارتا
تھا کہ کم سے کم پندرہ بادشاہ آج میرے مہمان ہیں اور خاص میري
بدولت اوقات اپني بسر کرتے ہیں یہانتک کہ نام اُن بادشاہوں کے کہ جس ...
جس میں وہ بادشاہ رہتے ہوتے تھے اُونکے ملکوں کے ناموں پر رکھي تھے ...
اور اُسکی دارلسلطنت میں اُن بادشاہوں کےناموں کے باعث سے روم اور عرب ...
اور خوارزم اور بغداد اور علاوہ اُنکے اور سلطنتوں کي یادگار ایک عرصہ ...
تک باقي رہي *

بغداد اُن عالم فاضلوں کي جو اُسکي پناہ دولت میں آئے تھی قیاس ...
چاہتا ھی کہ اس سے بہت زیادہ ہوگي اور اسلیئے کہ شاہزادہ محمد ...
بیٹا اُسکا بڑا صاحب کمال او لایق فایق تھا جو تمام مشہور مورخ اُس ...

مضمونوں کو قایم کیا اور کسي کے پوچھنے پر یہہ فرمایا کہ میں یہہ خوب جانتا تھا کہ کتاب صحیح اور درست ہی مگر اصلاح اُسکي اِس لیئے بہتر سمجھي کہ ایک نیک صلاح کار رنجیدہ خاطر نہو *

غیاث‌الدین بلبن کي † سلطنت کا بیان

جب کہ بلبن نے یہہ دیکھا کہ سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبضہ میں حاصل ہیں تو اپنے مستقل بادشاہ ہونے میں کچھہ دشواري ندیکھي چنانچہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ ہجري میں بادشاہ بن بیٹھا *

بلبن نے التمش کے دربار میں بچپن سے پرورش پائي تھي اور جو بادشاہ اُسکے بعد تخت نشین ہوئے اُنکي سلطنت کے فسادوں اور انقلابوں میں جي جان سے شریک و معاون رہا تھا اور جب کہ التمش جیتا جاگتا تھا تو بلبن نے اُسکے چالیس غلاموں سے ایک دوسرے کے حفظ و سلامت پر عہد و پیمان کیئے تھے چنانچہ بہت سے غلام اُن میں سے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچے مگر جب کہ بلبن کام اپنا نکال چکا تو اُس نے ایسے قول قراروں کا اوڑانا چاہا جنسے اُسکے خاندان کي تخت نشیني میں ایک طرح کا خطرہ متصور ہوتا تھا چنانچہ اُس نے طرح طرح کے حیلوں سے بعض بعض اپنے ایسے شریکوں سے جو اُسکے قریب اور رشتہ دار بھي تھے کنارا کیا اور بعد اُسکے یہہ قاعدہ باندھا کہ اپنے خاندان والوں کے علاوہ کسیکو بڑا عہدہ نہ ملے مگر اس قاعدہ کو ایسے غرور و نخوت سے عمل میں لایا کہ گھٹیا لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑا اور کچھہ بھي اُنکو خیال میں نہ لایا علاوہ اسکے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ ہندوؤں کو معزز عہدوں پر قایم نرکھا غرض کہ اُسکے تمام کاموں میں ایسي ایسي قسمونکي طرفداریاں اور طرح طرح کا تعصب پایا جاتا تھا چنانچہ اُسنے دارالسلطنت کے گرد نواح میں شکار کي حفظ حراست کے لیئے بہت سے قانوں و قاعدے جاري کیئے اور باوصف اسکے کہ شروع جواني میں بہت سي میخواري کي تھي

---

† انگریزي مورخ بلبن کی جگہہ اکثر بالبین لکھتے ہیں

دبانے سے بہت بڑا کام تھا کہ خود بلبن نے میواتیوں پر چڑھائي کي اور بڑي جاں لڑاکر ایک لڑائي میں اُنکو مغلوب کیا اور آخرکار سنہ ۱۲۵۹ ع مطابق سنہ ۶۵۷ هجري میں ملک اُنکا فتح کیا اس لڑائي میں دس هزار باغي مارے گئے اگرچہ میوات کے سخت اور شریر پہاریوں کي سرحد دلي سے پچیس میل کے اندر اندر تھي مگر انگریزوں کي سلطنت تک وہ بالکل چین سے نہ بیٹھے *

پچھلي سے پچھلي واردات اس سلطنت میں اب یہہ واقع هوئي تھي کہ چنگز خاں کے پوتے هلاکو خاں کي طرف سے جو بڑا بادشاہ عالیجاہ تھا ایک ایلچي بادشاہ کے پاس آیا چنانچہ تعظیم و تواضع کے واسطے هر طرح سے کوشش عمل میں آئي اور دربار کو ایسي ٹیپ ٹاپ سے آراستہ کیا گیا جیسا بڑے بڑے بادشاهوں کے عہد دولت میں آراستہ کیا جاتا تھا بعد اُسکے کوئي واقعہ بادشاہ کے روز وفات تک جو ماہ فروري سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ هجري میں واقع هوئي تاریخ میں پایا نہیں جاتا *

اس بادشاہ نے ساري عمر عزیز اپني درویشانہ گذاري چنانچہ اُسنے تمام اخراجات ذاتي اپنے کتابت کي اجرت سے چلائے اور عورتوں کا کھانا کھانا اور اُسکے کھانے کو خود اُسکي بي بي پکاتي تھي اور کوئي پکانے والي اُسکے آگے نہیں تھي اور علاوہ ایک بي بي کے کوئي حرم وغیرہ پاس اُسکے نہ تھي اور اُسیکي بدولت فارسي کو رونق هوئي چنانچہ طبقات ناصري جو هندوستان اور ایران کي نہایت مشہور تاریخ هی اُسیکے دربار میں لکھي گئي اور اُسیکے نام سے نامي هوئي *

اُسکي نیک مزاجي اور پاک طینتي کي یہہ حکایت لکھتے هیں کہ اُس نے ایک دفعہ ایک کتاب اپني خاص لکھي هوئي کسي درباري امیر کو دکھائي اور جب اُس امیر نے کئي غلطیاں نکالیں تو بادشاہ نے في الفور اُنکي اصلاح اور درستي کي مگر جب وہ امیر چلا گیا تو اُن اصلاحوں کو مٹاکر پہلے

منجمله مهمات مذکورہ بالا کے اکثر مہموں میں بادشاہ بھی همراہ
چنانچہ کامیابی کا باعث وہ اپ هي کو بتاتا تھا مگر حقیقت یہہ
کہ وہ اپنے جي میں اپنا دوسرا درجہ سمجھتا تھا اور اس گھتیا درجہ
جي اُسکا بہت بیچین رهتا تھا چنانچہ اُسنے امام الدین مفسد کے
نے سے جو خود بلبن کي بدولت ممتاز و معزز هوا تھا بلبن کو
وف کرکے امام الدین کو اُسکی جگہہ قایم کیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ
ن کے رفیقوں کو بھي نچھوڑا مگر بعد اُسکے جب اس تبدیل و تغیر سے
انتظامي پیدا هوئي تو بد گماني اور نارضامندي نے دور دور تک پانوں
پھیلائے اور اُن دس صوبوں کو جو بلبن سے ملے هوئے تھے اپني
جیں اکٹھي کرنے اور بادشاہ کو فہمایش نامہ لکھنے کا موقع هاتھہ آیا
چنانچہ اُنھوں نے مراعات ادب کو ملحوظ مرعي رکھکر کمال استقلال سے
یہہ درخواست کي کہ نیا وزیر اس عہدہ سے برخاست کیا جاوے اگرچہ
پرانے وزیر کا مذکور نکیا مگر مقصود اُنکا یہي تھا کہ پرانا وزیر اپنے عہدہ
پر بحال هووے اور جو کہ بادشاہ اُنکا مقابلہ کسي طرح نکرسکتا تھا تو کام
ناکام اُس نے بلبن کو بحال کیا چنانچہ بعد اُسکے تمام لوگ اُسکو کل کا
مالک سمجھنے لگے *

جب کہ امام الدین برخاست هوا تو اُس نے ایک فساد برپا کیا اور
بادشاہ کے ایک رشتہ دار کو اُس میں پھنسا لیا اگرچہ وہ اپنے سزا کو پہنچا
کہ جلد گرفتار هوکر جان سے مارا گیا مگر اُسکي بدولت مخالفوں کا ایک
بڑا گروہ پیدا هوگیا تھا جس میں سنتور کا راجہ اور سندہ کا حاکم بھي
شریک تھا یہہ بغاوت سنہ ۱۲۵۵ ع مطابق سنہ ۶۵۳ هجري سے سنہ
۱۲۵۷ ع مطابق سنہ ۶۵۵ هجري تک قایم رهي *

اسي بغاوت کے زمانہ میں مغلوں نے پنجاب پر یورش کي مگر وہ
کامیاب نہوئے بعد اُسکے کڑا مانک پور کے باغي پر یورش هوئي چنانچہ
وهي بس پا هوا مگر میوات کے باشندوں کا دبانا اُس باغي کے

ترکي غلام تها اور اُسنے اپني بيٹي کي شادي ساتهه اس غلام کے کي
جو اس بادشاه کي بيگم هوئي هوتي تهي *

اس بادشاه کو اُن مغلوں کا بڑا کهٹکا رهتا تها جنکے قبض و تصرف
ميں اٹک پار کے سارے ملک تهے چنانچه غياث الدين بلبن نے
اس خطره سے محفوظ رهنيکے واسطے سرحد مغربي کے صوبوں کو ملا
ملاکر ايک بڑي حکومت قايم کي اور بڑا سردار اُسکا اپنے رشتهدار شيرخاں
کو مقرر کيا بعد اُسکے اُسنے بادشاه کو يهه مشورت دي که اب پنجاب کو
چلنا چاهيئے چنانچه خود بادشاه وهاں گيا اور کاکروں کي سخت
سرکوبي کي جو لوٹ کهسوٹ ميں مغلوں کے ساتهي هوگئے تهے علاوه اُسکے
جاگيرداران سلطنت کو جو ايک مدت دراز سے فرض خدمت بجا نه
لاتے تهے اور خواب غفلت ميں سوتے تهے اسبات پر مجبور کيا که بدستور
اپني فوجوں سے سرکار کي اعانت کرتے رهيں *

بعد آسکے غياث الدين سنه ۱۲۴۷ ع مطابق سنه ۶۴۶ هجري سے سنه
۱۲۵۰ ع مطابق سنه ۶۴۹ هجري تک مختلف هندو راجاؤں پر فوج
کشي کرتا رها جو پہلے بادشاهوں کي ضعف اور ناتواني کے باعث سے باغي
و طاغي هوگئے تهے چنانچه اُس نے پہلي چڑهائي ميں جمنا کے وار پار کے
ملکوں ميں دلي سے کالنجر تک سلطاني حکومت کو بحال کيا اور اگلے
تين برسوں ميں ميوات کے پہاڑي ملک کو جو دلي سے چنبل تک پهيلا
هوا هے اور رنتهنبور کے ضلع کو جو ميوات کے پاس واقع هے اور اُس سے آگے بڑه
کر چتور کي رياست کو قبضه ميں لايا بعد آسکے نارور کے مضبوط قلعه
واقع بنديل کهند کو فتح کيا اور چنديري کو فتح کرکے مالوه کے تمام باغي
حصه پر دوباره قابض هوا اور منجمله مهمات مذکوره کے ايک مهم کے
زمانه ميں اُچهه کے باغي کو بهي قرار واقعي گوشمالي دي اور اُسي زمانه
ميں شير خاں حاکم پنجاب نے مغلوں کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دهاوا
کيا اور غزني پر قابض و متصرف هوگيا *

سنه ۱۲۴۱ع مطابق سنه ۶۳۹ هجري میں تخت نشین هوا مگر اُسکي سلطنت میں بهي وهي خرابیاں برپا رهیں جو پهلي سلطنتوں میں قایم تهیں بلکه خود اُسکي عیاشیوں کي بدولت اور زور و ظلم کي خوبي سے اور بهي زیادہ هوگئیں یہاں تک که دو برس سے کچهه دن زیادہ گذرے تهے که تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

واضح هو که اس بادشاہ کے عهد سلطنت کے دو واقعه بیان کے قابل هیں ایک یهه که سنه ۱۲۴۴ع مطابق سنه ۶۴۲ هجري میں مغلوں نے راہ تبت سے گذر کر بنگاله پر یورش کي تبت کي راہ سے یهي ایک یورش هوئي هے جو صحیح تاریخ میں پائي جاتي هی اور دوسرے یهه که منکو خاں مغل کي فوج کے تهوڑے لوگوں نے هندوستان کے شمال و مغرب پر چڑهائي کي مگر پهلي یورش کو خاص خاص ملازمان سلطاني نے دفع کیا اور دوسرے یورش مقام اُچهه سے آگے نه بڑهي جو ملتان کے جنوب میں اُس جگهه واقع هی جهاں پنجاب کے دریا آپس میں ملتے هیں *

ناصرالدین محمود کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاہ زادہ سنه ۱۲۴۶ع مطابق سنه ۶۴۴ هجري میں بادشاہ هوا اور کل بیس برس بادشاہ رها اگرچه اُسکے عهد دولت میں شور و فساد برپا رهے مگر کوئي فساد ایسا ظهور میں نه آیا که اُسکے باعث سے حکومت کو تباهي اور سلطنت کو خاک سیاهي نصیب هوتي *

یهه بادشاہ التمش کا پوتا تها اور اُسکے مرنے پر چندي قید کیا گیا تها اگرچه تهوڑے دنوں کے واسطے رهائي دیکر حاکم بنایا گیا تها مگر وہ الگ تهلگ رهتا اور سوچنا بچارنا اُس سے نچهوٹا تها جو اُسکو عین جواني میں پیش رهتا تها چنانچه وہ بادشاہ اپنے وزیر غیاث‌الدین بلبن کے بهروسه پر چین اوڑاتا تها جسکي حقیقت یهه هے که وہ سلطان آلتمش کا

ایک ترکي سردار تها چنانچہ رضیہ بیگم نے اُسکا تدارک چاہا اور بٹنڈہ کے قلعہ پر جہاں وہ سردار مقیم تها چڑھائي کي۔ مگر اُسکي فوج نے ساتهہ اُسکا ندیا۔ اور وہ حبشي غلام ایک جهگڑے میں مارا گیا اور خود رضیہ بیگم گرفتار ہوئي اور اس خیال سے خاص التونیہ کو سپرد کي گئي کہ وہ سلامت رهیگي بعد اُسکے اُسي عرصہ میں بہرام شاہ اُسکے بهائي کو خالي تخت پر بٹهایا گیا *

جب کہ رضیہ بیگم میں تاب و توانائے نرهي تو اُسنے فن و فریب سے پهر کام اپنا نکالا چنانچہ اُسنے محبت کي لگاوت یا بلند نظري کي ستجاوت سے التونیہ کے دل میں ایسي گهس بیٹهہ کي کہ التونیہ نے نکاح کا وعدہ اور اپنے شریکوں سے لڑنیکا اقرار کیا غرض کہ جب شاہزادي کا نکاح التونیہ سے هوچکا تو اُسنے نئے خاوند یعني التونیہ کي امداد و اعانت سے فوج اکهٹي کي اور دلي پر حملہ کیا چنانچہ دو بڑي لڑائیوں کے بعد اپنے شوہر سمیت گرفتار ہوئي اور شوہر سمیت هي ماري گئي سلطنت اُسکي ساڑے تین برس قایم رهي *

معزالدین بہرام شاہ کي بادشاهت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ سنہ ۱۲۳۹ع مطابق سنہ ۶۳۷ هجري میں تخت نشین هوا اور اُن لوگوں کو دغا فریب سے قتل کرانا چاها جنهوں نے اپني مطلبوں کي غرض سے اُسکو تخت حکومت پر بیٹهایا تها مگر هنوز اپني مراد کو نہ پهونچا تها کہ مغلوں نے اُسکے ملک پر حملہ کیا اور لاهور تک چلے آئے اور جو فوج اُنکي روک ٹوک کے لیئے جمع کي گئي اُسکے جمع هونے سے نئے نئے فساد برپا هوئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ دو برس دو مہینے کي حکومت پر بہرام شاہ گرفتار هوا اور قید خانہ میں پڑا پڑا مرگیا *

علاؤالدین مسعود شاہ کي سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ رکن الدین مذکور کا بیٹا تها بہرام شاہ اپنے چچا کے بعد

ی کا ارادہ کیا اور جو فوج دلي کي حفظ و حراست کے لیئے آئي
ي اُسکو شکست فاحش دیکر پریشان کیا مگر اِس شاھزادي کا فن و
یب اُسکے گروہ کے ھتیاروں سے زیادہ کارگر ھوا چنانچہ اُسنے اپني عقل
ھوشیاري سے دشمنوں میں ایسي نزاع اور فساد کي بنیاد ڈالي کہ وہ
وگ تتر بتر ھوگئے اور جو لوگ اُنمیں شریک تھے اُسکے ترس و رحم
کے محتاج ھوئے یہاں تک کہ بعضوں کو قتل کرایا اور بعضوں کو تسلي
تشفي دیکر پرچا لیا غرض کہ تھوڑے عرصہ میں امن چین ھوگیا *

رضیہ بیگم کا انتظام سلطنت اُسکي دانائي اور تدبیر مملکت کے موافق
اور مناسب تھا چنانچہ وہ بادشاھوں کي معمولي پوشاک پھنکر ھر روز
تخت پر بیٹھتي تھي اور جو شخص اُسکے پاس آتا تھا اُسکو دربار میں
بلاتے یہاں تک کہ جو برائیاں اُسکے بھائي کے وقت میں پیدا ھوئیں تھیں
بطور معقول اُنکي اصلاح کي اور قوانین سلطنت کو دوبارہ مرتب کیا اور
بڑے بڑے مقدموں کا تصفیہ کاتا غرض کہ شاھان عادل اور قابل کے اوصاف
اُس سے ظاھر ھوتي تھي مگر یہہ تمام ھنر اُسکے اِس بڑے عیب کے بڑے
نتیجے سے اُسکو نہ بچاسکے کہ وہ اپنے طویلہ کے داروغہ پر یہاں تک مھربان
تھي کہ بخششوں کي بوچھاروں سے اُسکو نہال و مالا مال کیا تھا غرض کہ
داروغہ کے ایک حبشي غلام ھونے سے بدنام انام اور رسواے خاص و عام
ھوگئي تھي مگر یہہ حقیقت نھیں کھلتي کہ وہ بھلائیاں بري نیت سے کرتي
تھي اسلیئے کہ بڑاسا بڑا اعتراض اُسکے چال چلن پر یہہ ھی کہ وہ حبشي
غلام اُسکو گھوڑے پر چڑھاتا تھا اور حقیقت میں یہہ چال اُسکي ھوشیاري
کے خلاف تھي اسلیئے کہ اُسنے اُس حبشي کے امیرالامرا کرنے سے آپ کو
ھلکا بنایا اور سب کے نظروں سے گرایا چنانچہ لوگوں کو غل شور مچانیکا
حیلہ ھاتھہ آیا *

درباریوں کي بغاوت اور رضیہ بیگم کے قتل کا بیان

جس شخص نے پہلے پہل بغاوت اختیار کي وہ شخص التونیہ نامي

رکن الدين کي سلطنت کا بيان

جب کہ التمش نے وفات پائي تو هندوؤں سے لڑائي تمام هوئي مگر بعد اُسکے بہت سے شور و فساد ایسے برابر برپا هوئے کہ کوئي بات اُس میں اُسوقت کي مناسبت سے عمدہ ظہور میں نہیں آئي اور نہ کوئي بات ایسي واقع هوئي کہ اثر اُسکا ایک دراز عرصہ تک باقي رهتا *

جب رکن الدین اپنے باپ التمش کا جانشین هوا تو باپ کا خزانہ رنڈیوں اور بھانڈوں اور گویوں اور باجے بجانے والوں پر تقسیم کیا باقي ملک کا کام کاج اپني ماں پر چھوڑا جسکے زور و ظلم سے سارے چھوٹے بڑے باغي هوگئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ سات مہینے کے بعد رکن الدین تخت سے اُتارا گیا اور سنہ ١٢٣٦ ع مطابق سنہ ٦٣٤ هجري میں رضیہ بیگم اُسکي همشیرہ کو تخت نصیب هوا *

رضیہ بیگم کي سلطنت کا بیان

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ خداتعالی نے رضیہ بیگم کو وہ خوبیاں عنایت کي تھیں جو بادشاهوں کو شایاں و سزاوار هوتي هیں اور جو لوگ اُسکے عملوں پر بڑي بڑي نکتہ چینیاں کرتے هیں وہ ازروے انصاف اس قصور کے سوا کوئي قصور نہ پاوینگے کہ وہ ذات کي عورت تھي اگرچہ وہ عالم و فاضل نہ تھي مگر قران مجید صحیح پڑھتي تھي اور کارروائي کي ایسي لیاقت رکھتي تھي کہ جب باپ اُسکا تخت سلطنت کو خالي چھوڑ کر مالوہ پر گیا تھا تو اُسکو اپنے تمام بیٹوں پر ترجیح دیکر حکومت کا کاروبار اُسکي راے و صلاح پر منحصر چھوڑ گیا تھا غرضکہ جب تخت اُسکو نصیب هوا تو لوگ اپنے اُمیدوں سے جو اُسکي ذات والاصفات سے رکھتے تھے نا اُمید نہوئے مگر منجملہ اُن دو گروهوں کے جو اُسکے بھائي کے عزل و نزول میں متفق تھے ایک گروہ اُسکي تخت نشیني سے ناراض تھا اور سردار اس گروہ کا اُسکے باپ اور اُسکے بھائي کا وزیر تھا اور یہہ گروہ ایسا زبردست تھا کہ اُس نے

اضلاع میں فساد برپا هوجاتے تھے اور نئے نئے بادشاهزادے کھڑے هوتے تھے اور پرانے پرانے سرکشي کرتے تھے یہاں تک که جب پھر کوئي قوي بادشاه پیدا هوتا تها تو اُسکو نئے پرانوں کي سرکوبي کرني پڑتي تهي *

التمش کي وفات کا بیان

جب که یهه بادشاه تمام فتوحات سے فارغ هوکر دلي کو واپس آیا مگر نچلا نه بیٹھه سکا چنانچه ملتان کے سفر کا اراده تها که ماه اپریل سنه ۱۲۳۶ ع مطابق بستم شعبان‌المعظم سنه ۶۳۳ هجري کو اپني موت مرگیا *

جب که اِس باد شاه کا دور دورا تها تو خلیفه بغداد نے خلافت کا خلعت پاس اُس کے بهیجا اور اُس زمانه میں مسلمان لوگ اِس سند کو فخر و عزت کي بڑي بات سمجهتے تهے *

التمش کا وزیر بہت مشہور آدمي تها چنانچه جب وه بغداد میں تها تو خلیفه کي طرف سے بڑے عهده پر معزز تها اور جامع‌الحکایات کا مصنف جو فارسي زبان میں حکایات لطیفه کا عمده مجموعه هی اس بادشاه کے دربار میں حاضر رهتا تها اور قطب صاحب کي لاٹھه جو پراني دلي میں واقع هی اِسي بادشاه کے عهد سلطنت میں پوري هوئي وه لاٹھه ایک مینار کي صورت هی اور کئي درجوں پر منقسم هی اور هر درجه میں ایک برآمده هی اور ایک عجب انداز سے گاؤدم بني هوئي اور نہایت آراسته هی اور باوجود اسکے که زلزله کي آفت سے چوٹي اُسکي گر چکي هی مگر اب بهي ارتفاع دو سو بیالیس فت کا قایم هی غالب یهه هی که نظیر اُسکي آج دنیا میں موجود نهیں اور اُسکے پاس ایک نا تمام مسجد هی جو هندوستان کي اور عمارتوں کي مانند خوش قطع اور خوبصورت هی عالیشان اور ایک کتبه میں شهاب‌الدین غوري کا نام اُسکے نام بڑهانے کو لکها هی *

غرض که التمش کامیاب هوا اور بختیار کو بہار سے خارج کیا اور وهانکي حکومت اپنے صاحبزاده کو عنایت کي اور خود بختیار کو اِسپر مجبور کیا که شاه دهلي کي طرف سے بنگال کا حاکم رهے۔ مگر تهوڑے دنوں بعد اُس نے جب یہه اراده کیا که جو نقصان اُس نے اُتهاے اُنکو پورا کرے تو بہار کے حاکم شاهزاده سے شکست کهائي اور اُس مار دهاڑ میں جان اپني مفت گنوائي *

بعد اُس کے سلطان شمس الدین پورے چهه برس یعني سنه ۱۲۲۶ ع مطابق سنه ۶۲۳ هجري سے سنه ۱۲۳۲ ع مطابق ۶۳۰ هجري تک هندوستان خاص کے اُس حصه کے فتح کرنے میں مصروف رها جو اب تک مطیع و مُحکوم اُسکا نهوا تها چنانچه پہلے پہل اُس نے رنتهنبور کو فتح کیا اگرچه یہه مقام پہلي فتوحات کے سلسله میں داخل تها مگر ایک پہاڑ پر واقع هونے سے محفوظ رها تها بعد اُس کے مانڈو پر قبضه کیا جو بلاد مالوه میں بڑا نامي گرامي شہر کہلاتا تها اور گوالیار کو دوباره فتح کیا جو باغي طاغي هوگیا تها اور نیز بهلسا پر قابض و متصرف هوا یہاں تک که جب اُس نے شہر اوجین مالوه کي دارالسلطنت پر تسلط کرکے اُس کے مشہور مندر کو توڑ پهوڑکر برابر کیا تو مالوه کي فتح پوري پوري هوگئي *

غرض که اب دلي کي فرمانروائي یہاں تک پہونچي که دوچار مقاموں کے سواے تمام هندوستان خاص اُسکي اطاعت کا دم بهرنے لگا مگر مختلف حصوں کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر تهي یعني سب کي اطاعت یکساں و برابر نتهي غرض که مغلوں کے اختتام سلطنت تک هندوستان خاص کي یہه صورت قایم رهي که زبر دست بادشاهوں کے عهد سلطنت میں فرماں بردار نافرمانوں سے زیاده هوجاتے تهے اور وه حاکم شہزادے جو مختلف ملکوں پر حکومت کرتے تهے مطیع و محکوم اُن کے رهتے تهے مگر جب دو تین بادشاه برابر کم زور هوتے تهے تو پهر تمام

فرشتہ والا بیان کرتا ہی کہ جب جلال الدین سند میں مقیم تھا تو مغلوں کی ایک فوج اُسکے پیچھے آئی † اور ملتان کا محاصرہ کیا اور جب کہ ناصرالدین قباچہ نے اُس کا مونہہ پھیرا تو وہ سند کی طرف کو چلے جہاں سے جلال الدین روانہ ہوچکا تھا چنانچہ اُنہوں نے بحسب اپنے دستور قدیم کے اُس ملک کو لوت کھسوت برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ وہ سندہ سے روانہ هوویں جب اُن کے لشکر میں ذخیروں کی کمی کوتاهی هوئی تو دس هزار قیدی قتل کیئے جنکا کم هوجانا اِس طور پر هو سکتا تھا کہ وہ اُنکو جیتا جاگتا رہا کرتے *

جب کہ ناصرالدین قباچہ نے جلال الدین کی لوت کھسوت اور مغلوں کی مار دهاڑ سے نجات پائی تو التمش نے دوبارہ اُسپر دهاوا کیا اور اِس دهاوے میں پہلے دهاوے کی نسبت زیادہ کامیاب هوا یہانتک کہ ناصرالدین بکر کو بهاگا اور بعد اُس کے جب سند کو جانا چاها تو ایسی سخت آندهی چلی کہ سارے خاندان سمیت اتک میں دوب دباکر مرگیا اور تمام ملک اُسکا سنہ ۱۲۲۵ ع مطابق سنہ ۶۲۲ هجری میں التمش کے قبض و تصرف میں آگیا *

معلوم هوتا هی کہ تاتار کے جنوب میں جو ملک واقع تھا محمد قاسم کے زمانہ سے التمش کے زمانہ تک خود مختار رہا اگرچہ وهاں کے باشندے بیچ کے زمانہ کے کسی کسی بادشاہ کو بڑا مانتے رهے مگر درونی انتظام اُسکا سمیرا راجپوتوں کے قبضہ سے کبهی باهر نہیں گیا *

جس برس میں التمش نے سندہ پر چڑهائی کی تهی اُسی برس میں بختیار خلجی پر بهی دهاوا کیا تھا جو بہار بنگال کو مال و میراث اپنا سمجهتا تھا اگرچہ یہہ سردار اپنے خسر قطب الدین کا بحسب ظاهر مطیع و محکوم تھا مگر اُس کے جانشین التمش کو کچهہ بهی نمانتاتها

† تاریخ فرشتہ میں لکھا هی کہ یہہ فوج چغتا خاں کے ساتهہ آئی مگر غالب یہہ هی کہ اُسکی فوج کا ایک تکڑا آیا تها

اور جب که اُسنے اپنی فوج کو تباہ و پریشان دیکھا تو ہمراہیوں سمیت اٹک سے پار ہوگیا اور تیروں کی بوچھاروں کی کچھه پروا نکی یہانتک که غنیم بھی اُسکی چستی اور تندی سے حیران † رہگئی *

مغلوں کے تعاقب اور شاہ خوارزم کے ایران جانیکا بیان

اس لڑائی کی رات اور دوسرے دن کے بیچ بیچ میں ایک سو بیس سپاہی جلال‌الدین شاہ خوارزم کے پاس آگئے اور تھوڑے عرصه کے بعد چار ہزار سواروں تک کی نوبت پہونچی اور جب که مغلوں نے اُسکا پیچھا نچھوڑا اور یہه دھمکی سنائی که اٹک پار اوترکر اوری اوری تحر لینگے تو وہ دلّی بھاگ کر آیا اور التمش سے امداد مانگی یا جاں کی پناہ چاہی مگر التمش نے بطور معقول اُسکو جواب دیا اور کمال ہوشیاری سے مغلوں کی آفت سے محفوظ رہا اور جبکه جلال‌الدین نے کوئی چارا ندیکھا تو گکروں سے رفاقت پیدا کی اور لوٹ کھسوٹ کے ذریعه سے ایک فوج اکھٹی کی اور اخر کار ناصرالدین قباچه والی سندہ پر حمله کیا یہاں تک که اُسنے ملتان میں پناہ اپنی ڈھونڈی اُسکے بعد جلال‌الدین نے کسی سے واسطه علاقه نرکھا اور اٹک کے آس پاس کے ملکوں کو لوٹتا کھسوٹتا رہا اور سندہ کو فتح کیا مگر یہه بہت چوکا که سنه ۱۲۲۳ ع مطابق سنه ۶۲۰ ہجری میں ایران کی امید پر کرماں کو چلا گیا اگر وہ وہاں نجاتا تو سند پر قابض ومتصرف رہتا *

جبکه مغلوں کی فوج ایران میں سے چلی گئی تو اُسنے اُس ملک میں پانوں اپنے جمائے اور جب مغلوں نے پھر حمله کیا تو بہت بہادری سے پیش ایا اور هندوستان سے نجانے پر دس برس گذرے تھے که دجله اور فرات کے میاں دوآب میں مارا گیا ‡ *

---

† ڈی گکنیر صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحه ۵۱ و ۵۲ اور ڈی ہربیلاٹ صاحب کی تاریخ اور تاریخ فرشته جلد ۴ صفه ۴۱۵

‡ ڈی ہربی لاٹ صاحب کی تاریخ میں جلال‌الدین کی سلطنت کا باب لکھا ہے بمقصد کے قابل ہیز *

خاں مغل جو مغلوں میں چھوٹا سردار تھا اور ایسا قوي هوگیا
س نے تاتاریوں کے تینوں گروهوں کو دبا کر اپنے لوگوں کو اُن گروهوں کے
سے بڑھا کر بہت بھاري بڑي فوج اکٹھي کي اور ایک لخت اهل
کي سلطنتوں پر ایک ایسي فوج لیکر ٹوٹ پڑا که اُس سے زیادہ کبھي
جمع نهوئي تھي اور نه آجتک جمع هوئے *
مغلوں کي یورش ایک نہایت بڑي بلا تھي جو طوفان کے بعد انسانوں
نازل هوئي اسلیئے که وہ لوگ کسي دین و مذهب کے پابند نتھے که
اُسکے سکھلانے بتانے میں سعي و کوشش کرتے اور نه کوئي فن و هنر
تے تھے که وہ اُسکي ترقي چاهتے علاوہ اُسکے تبدیل مذهب اور اداے
زیه پر بهي راضي نتھے جو اڑے وقت میں جان بچانے کے چارے هوتے
ں بلکه تمام مقصود اُنکا یهه تھا که آدمي قتل کیئے جاویں اور ملک
بچراغ پڑا رهے چنانچه ملک کي تباهي کے سوا کوئي نشان اُنکي فتوحات
ا نتھا غرض که پهلي پہل یهه بڑي بلا والي خوارزم پر نازل هوئي
جسنے چنگیز خاں کے ایلچیوں کو قتل کرکے آپ آسکو بلایا تھا چنانچه مزا
اُسکا یهه پایا که آسکي فوجوں نے جگهه جگهه شکست کهائي اور بہت
سے شہر تباہ هوئے اور بہت سي رعایا جان سے ماري گئي اور باقي رهے سهے
لونڈي غلام بناے گئے اور خود آسکا یهه حال هوا که بحر کاسپین کے ایک
جزیرے کے ایسے مقام میں افسردہ پژمردہ مرا که وهاں رسائي دشوار
تھي اور جلال الدین اُسکا بیٹا جو جانشین اُسکا هوا اپني سلطنت کي
مشرقي جانب میں بهاگنے پر مجبور هوا *

اس شاهزادہ نے بڑي بہادري سے ملک اپنا بمقدور اپنے بچاے رکھا
چنانچه ایک فتح اُسنے قندهار کے پاس پروس میں حاصل کي اور
دوسري فتح اُسکی مشرقي جانب میں اُسکو هاتھه آئي مگر ان فتوحات
کا کوئي عمدہ نتیجه نهوا کیونکه آخر لڑائي سنه ۱۲۲۱ع مطابق سنه ٦١٨
هجري میں دریاے اٹک پر واقع هوئي جهاں اُسنے بڑي دلاوري دکھائي

...د کرے عرض که التمش مختلف عهدوں پر معزز و ممتاز رها اور
...ب که اُسنے آرام شاه سے بغاوت کي تو وہ بہار کے صوبہ میں حاکم تھا
...ساري وجهه اُسکي یهه هوئي که آرام شاه کے تهوڑے درباریوں نے اُسکو
...لب کیا تھا مگر بہت سے ترکي سردار اُسکے مخالف تھے چنانچه بے لڑے
...اڑے تخت پر قابض هوسکا *

... بعد اُسکے تاج الدین یلدوز نے آپ کو بڑا سمجھکر سلطاني کا خطاب و
... تمغا بطلب شمس الدین کے پاس روانه کیا مگر جبکه بعد اُسکے شاه خوارزم
... نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو اُسنے هندوستان پر خود تسلط کرنا
... چاها اور تهانیسر تک چلا آیا اور التمش کے دربار میں ایک فریق اپنا پیدا
... کیا مگر سنه ۱۲۱۵ ع مطابق ۶۱۲ هجري میں شکست کها کر گرفتار هوا
... اور باقي روز اپنے قید میں گذارے *

... بعد اُسکے سنه ۱۲۱۷ ع مطابق سنه ۶۱۴ هجري سلطان التمش نے
... اپني بي بي کے سگے بهائي ناصرالدین قباچه پر چڑهائي کي جو ملک سنده
... میں خود مختار هوگیا تها اور کمال دلاوري اور نهایت بهادري سے کام اپنا
... مگر اُسکے دبانے اور اسیر اپني حکومت قایم کرنے میں کامیاب † هوا *
... جب که شاه خوارزم نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو یهه گمان
... غالب تها که وه هندوستان پر بهي چڑهائي کریگا چنانچه ناصرالدین اُسکي
... اُن مردوں سے بمقابله پیش آیا جو اٹک کے نزدیک قریب آ پہونچے
... تهے *

چنگیز خاں مغل کي فتوحات کا بیان

... شاه خوارزم کي چڑهائي هندوستان پر ایک ایسي واردات کے باعث
... سے ملتوي رهي جسکے هونے سے تمام ایشیا کا رنگ روپ بگڑ گیا یعني

---

† فرشته والے نے تاریخ ... کي جلد ۴ صفحه ۴۱۴ میں التمش کي مرنے ... ایک مهم بیان کي مگر اپني تاریخ ... کي جلد ۱ صفحه ۲۰۱ میں اُسکي نسبت ... مهمیں قرار دي هیں اور دوسري مهم میں خلجیوں کا حال ایسي پریشاني ... بیان کیا که کل بیان مشکوک و مشتبه هو گیا

سمجھتا تھا مگر تاج‌الدین یلدوز رشتہ ناتے کي پروا نکرتا تھا اور اپني
نظري اور والا همتي کي ضرورت سے هندوستان کو غزني کا صوبہ ابتک
جھتا تھا چنانچہ استحقاق و دعوي کي مضبوطي کیواسطے هندوستان
رف روانہ هوا اور ترت پھرت لاهور پر قبضہ کیا مگر انجام اُسکا یہہ
کہ سنہ ۱۲۰۵ ع مطابق سنہ ۶۰۳ هجري میں قطب‌الدین نے اُسکو
رج کیا اور یہاں تک اُسکا پیچھا لیا کہ خود غزني کو بھي اُسکے دخل
صرف سے باهر نکالا بعد اُسکے تھوڑي مدت گذري تھي کہ تاج‌الدین نے
قبضہ کیا چنانچہ قطب‌الدین وهاں سے چلا آیا اور باقي عمر اُسنے
ي قلمرو میں عیش و آرام سے گذاري اور اپنے عدل و انصاف اور نیک
ھوئي خوش معاملگي کي شہرت چھوڑگیا یعني سنہ ۱۲۱۰ ع مطابق سنہ
۶۰ هجري میں مرگیا اگرچہ وہ چار برس تک تخت نشین رہا مگر
نتظام اور انصرام اُسکا اُن بیس برس سے مشہور تھا جنمیں وہ شہاب‌الدین
ي طرف سے هندوستان کا حاکم رہا تھا *

ارام شاہ کي سلطنت کا بیان

جب کہ قطب‌الدین نے وفات پائي تو آرام شاہ اُسکا بیتا تخت‌نشین
هوا مگر حکم رانیمیں لیاقت اُسکي ظاهر نہوئي چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا
کہ برس روز کے اندر اندر شمس‌الدین اُسکے بہنوئي نے اُسکو تخت سے
اوتارا *

شمس‌الدین التمش کي سلطنت کا بیان

جب کہ شمس‌الدین التمش سنہ ۱۲۱۱ ع مطابق سنہ ۶۰۷ هجري
میں تخت نشین هوا تو اُسکي نسبت لوگ آپسمیں یہہ کہنے لگے کہ وہ
حقیقت میں بڑا عالي خاندان تھا مگر اُسکے بھائیوں نے برادران یوسف
کي مانند اُسکو رشک و حسد کے مارے فروخت کیا تھا اور جب کہ
سلطان شہاب‌الدین نے بڑي بھاري قیمت پر اُسکو نہ لیا تو قطب‌الدین
کو براہ عنایت یہہ اجازت فرمائي کہ وہ پچاس هزار درم نقرئي دیکر

دیا گیا اور ایک سرحد کي بابت خوارزم والوں سے مقابلہ کیا اور ایسي شجاعت سے لڑا بھڑا کہ آسکے ظاہر ہونے سے بہت بڑا نام پیدا کیا مگر اتفاقاً وہ آسي معرکہ میں گرفتار ہوگیا بعد آسکے جب غوریوں نے قید سے چھوڑایا تو اور بھي زیادہ بادشاہ نے عنایت فرمائي اور آسکي پچھلي کار گذاري سے بادشاہ اتنا راضي ہوا کہ جب اجمیر کے راجہ نے شکست کھائي تو تمام اپني فتوحات کو آسکے قبضہ میں چھوڑا *

جیسا کہ ہمنے بیان کیا ویسي ہي حقیقت میں قطب‌الدین کي لیاقت و ہوشیاري کي بدولت شہاب‌الدین کي پچھلي کامیابیوں کو ترقي حاصل ہوئي یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے تمام کاموں کا اہتمام آسیکي راے و تجویز پر موقوف و منحصر رکھا گیا *

ذاتي شجاعت اور اصل دلاوري کي بدولت جو ترکوں کي اصل و سرشت میں رکھي گئي تھي ان نئے سرداروں نے بادشاہوں کے تمام امیروں کي نسبت ایسي قدر و منزلت حاصل کي کہ بادشاہوں کے خاص پروردوں کو بہت کم نصیب ہوتي ہی اور قطب‌الدین اپني نیک خوئي اور فراخ دستي کے باعث سے لوگوں کے نزدیک ایسا عزیز و معزز ہوگیا کہ کسي نے رشک اور حسد نکیا اور کوئي بدخواہ آسکا نہوا *

بڑے بڑے لوگوں کي آنس و محبت کے علاوہ ایسے ایسے لوگوں سے رشتہ ناتا پیداکیا جو آسکا ہي سا رنگ ڈھنگ اپنا رکھتے تھے اور اس رشتہ ناتے سے بہت بڑي تقویت پیدا کي چنانچہ آس نے تاج‌الدین یلدوز کي بیٹي سے شادي کي اور اپني ہمشیرہ کو ناصرالدین قباچہ کے نکاح میں دیا اور بعد آسکے شمس‌الدین التمش کو کہ وہ بھي ایک غلام تھا اور روز روز سربراہ ہوتا چڑھ جاتا تھا یہاں تک کہ ترقي روز افزوں کا نشانہ دیدار تھا چنانچہ بعد آسکے وہي جانشین آسکا ہوا اپني بیٹي دي *

یہہ ناصرالدین ابتدائے حال سے قطب الدین کو بڑا بزرگ اپنا جانتا تھا اور آسکي طرف سے سندہ پر حاکم تھا اور محمود غوري کو آثاے نامدار

چهٹا حصه

سنه ١٢٠٦ ع سے لغايت سنه ١٥٢٦ ع خاندان تيمور كے آغاز تخت نشيني تک دلي كے بادشاهوں كا بيان

پہلا باب

غلام بادشاهوں كے بيان ميں

قطب‌الدين ايبک كے تخت پر بيٹهنے اور غوريوں كے هندوستان سے بے تعلق هونے كا بيان

شهاب الدين كے مرنے كے بعد ايک سلطنت بجاے خود هندوستان ميں قايم هوئي چنانچه جو فساد اُسكي سلطنت كي تباهي سے برپا هوئے تهے وه سب دبدبا گئے يهاں تک كه هندوستان كي سلطنت كو آنروے اٹک كے ملكوں سے كچهه واسطه و علاقه باقي نرها *

اس نئي سلطنت كے باني يعني قطب‌الدين ايبک كے حالات سے اُن تركي غلاموں كي تاريخ كا ايک نمونه هاتهه آيا هى جو بلاد ايشيا ميں بادشاهت كو پهونچے اور ايک دراز عرصه تک هندوستان ميں برابر بادشاه رهے *

قطب‌الدين ايبک كي اصل و حقيقت يهه هى كه جب وه نيشا پور ميں آيا تها تو عمر اُسكي چهوٹي تهي چنانچه ايک امير نے اُسكو خريد كر عربي فارسي پڑهوائي اور جب وه امير مرگيا تو وه ايک ايسے سوداگر كے هاتهه آيا كه اُس نے اُسكو شهاب‌الدين كي نذر كيا چنانچه قطب‌الدين بهت جلد مورد عنايات خسروانه هوا يهاں تک كه سواروں كا افسر قرار

تک غزني سے نکالے رکھا مگر محمود غوری نے یلدوز کي حکومت میں رخنہ اندازي مچائي اور جب کہ تخت نشیني سے پانچ چھہ† برس کے اندر اندر محمود نے وفات پائی تو اُسکے تمام ملکوں میں جو انکے کے مغربي جانب واقع ہے ملکی لڑائیاں ہوے لگیں یہاں تک کہ خوارزم کے بادشاہوں نے اُن ملکوں کو فتح بہي کیا مگر لوگ اس چیں سے نہ بیٹھے *

سنہ 1215 ع میں شاہان خوارزم نے غزني کو فتح کیا اور یلدوز کوہ کو اُس سے پہلے دبایا او اکثر لوگوں کے بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ محمود غوري اسی موقع ‡ پر مارا گیا *

---

† یعني سنہ ۱۲۰۸ ع مطابق سنہ ۶۰۵ هجري میں بقول دي گلگیر صاحب کے اور سنہ ۱۲۱۰ ع مطابق سنہ ۶۰۷ هجري میں بقول ڈارن صاحب کے اور سنہ ۱۲۱۲ ع مطابق سنہ ۶۰۹ هجري میں بقول تیي هوبي ٹٹ صاحب کے محمود غوري نے وفات پائي

‡ محمود غوري کي حکومت اور اُسکے بعد کے انقلاب کے لیئے دي گگیر صاحب کي تاریخ خوارزم اور دي هربي ٹٹ صاحب کے مضمون محمود اور خاندان غور کي تاریخ کو سر پروفیسر ڈارن صاحب کي تاریخ افغانستان کي شرح میں درج هی ملاحظہ کرنا چاهیئے معلوم هوتا هی کہ غوري لوگ اس چند روز کي تباهي کے بعد پهر بهي سرسبز و شاداب هوئے اسلیئے کہ چودهوین صدي کے آغاز میں یعني چنگیز خان کے مرنے کے کچهہ کم سو برس پیچهے محمد سام غوري نے چنگیز خان کے کسي جانشین کا مقابلہ کیا اور هرات کو اُسکے هاتهوں سے بچایا (دي اوسن صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۵۱۵ وغیرہ) بعد اُسکے خود تیمور نے اپني تزوک میں یہہ بیانکیا کہ غیاث‌الدین بن ایاز الدین یا معزالدین خراسان اور غرستان اور غور کا حاکم تها اور اکثر مقاموں میں اُسکو اوراُسکے باپ کو غوري کے لقب سے بیانکیا (تزوک تیموري صفحہ ۱۲۵) پرایس صاحب نے اپني تاریخ کي جلد دوسري میں اس خاندان کے بادشاهوں کا بیان کیا هی اور اُسکے خاندان کا نام کرت لکها هی اور کتب مذکورہ بالا میں جو نام اِس خاندان کے بادشاهوں کے مذکور هوئے وہ سلطان کرت کے فهرست میں پائے جاتے هیں جسکو پروفیسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانان کي شرح کے صفحہ ۹۲ میں جامعي مورخ سے لیکر لکها هی جسکا یہہ قول هی کہ وہ بادشاہ سوراغوري کے خاندان سے هوئے

اور هندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سرداروں کے تحت حکومت تھا
کچھہ تھوڑا حصہ باج گذار راجاؤں کے قبض و تصرف میں تھا اور یہہ
ب اُسکے لوگوں کي سہل انکاري اور تغافل شعاري تھي کہ جنگلوں اور
س بعض پہاڑوں پر قبضہ نکیا تھا *

محمود غوري اور تمام غوریوں کي سلطنت کي بربادي

اگرچہ سنہ ۱۲۰۶ ع مطابق سنہ ۶۰۲ هجري میں محمود اپنے
چچا شہاب الدین کي قلمرو میں بنام سلطان مشہور کیا گیا تھا اور سلطنت
کے تمام افسروں نے فرمان روائي اُسکي برابر تسلیم کي تھي مگر ایک
تخت ایسا اتفاق پڑا کہ سلطنت اُسکي کئي سلطنتوں پر منقسم هوگئي
او اُسکي قلمرو میں داخل و شامل نرهي *

اس لیئے کہ شہاب الدین اولاد پسري نرکھتا تھا تو ترکي غلاموں کے
پالنے پوسنے اور سکھانے بتانے کا شوق ذوق اُسکو نہایت تھا چنانچہ اکثر
غلامان تعلیم یافتہ اُسکے بڑے بڑے پایوں اور بڑي بڑي شہرتوں کو پہنچے
منجملہ اُنکے تین غلام اُسکے عین اُسکي وفات کے وقت بڑي بڑي وسیع
حکومتوں پر قابض تھے یعني قطب الدین ایبک هندوستان میں اور
تاج الدین یلدوز غزني میں اور ناصرالدین قباچہ سند اور ملتان میں حاکم
تھے اور جب کہ اُنکے آقا نے وفات پائي تو یہہ تینوں غلام قابو پاکر آپ خود
مختار هوگئے اور اِس لیئے کہ بامیان کے ریاست پر سلطان محمود کے
عزیز و اقارب قابض و متصرف تھے تو صرف غور اور هرات اور سیستان اور
شرقي خراسان کي حکومت محمود کے قبضہ میں باقي رهي اور فیروز کوہ
میں دارالسلطنت اُسکي تھي *

جب کہ محمود تخت نشین هوا تو اُس نے بادشاهت کا خطاب
و تمغا قطب الدین ایبک کو عنایت کیا اور اُسکو ماتحت اپنا سمجھا
معلوم هوتا هی کہ اگرچہ شاہ بامیان کے دو بیٹوں نے غزني کي حکومت پر
اپنے خاندان کے استحقاق کا دعوي کیا اور تاج الدین یلدوز کو تھوڑے دنوں

واضح ہو کہ چودھویں مارچ سنہ ۱۲۰٦ ع مطابق دوسری شعبان سنہ ٦۰۲ هجریکو یہہ حادثہ واقع ہوا اور بادشاہ کا جنازہ بڑی شان و شرکت اور بڑے جاہ و جلال سے لوتھاکر روتے پیٹتے غزني کو چلے اور بڑے بڑے امیر اور تمام وزیر اُسکے ساتھہ تھے یہاں تک کہ جب تابوت اُسکا غزني کے لگ بھگ پہونچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزني نے استقبال اُسکا کیا اور زرہ بکتر اوتار کر پھینکا اور بال اپنے بکھیرے اور بکھرے بالوں میں خاک ڈالي غرض کہ اپنے آقاے نامدار کا طرح طرح سے رنج و الم کیا *

- شہاب‌الدین بڑا خزانہ چھوڑ گیا اور محمود اُسکا بھتیجا بعد اُسکے تخت نشین ہوا *

جو فتوحات کہ بلاد هندوستان میں شہاب الدین کو نصیب ہوئیں وہ سلطان محمود کي فتوحات سے بہت زیادہ تھیں اگر زمانہ موافق ہوتا تو فتوحات اُسکي بلاد ایران میں بھي محمود کي فتوحات سے زیادہ ہوتیں اگرچہ بجاے خود شہاب‌الدین بڑا بہادر سپاہي تھا مگر اُسمیں اور محمود میں فرق اِسقدر تھا کہ محمود کي سي لیاقت و ہوشیاري اُسمیں نتھي اسلیئے کہ محمود جیسا بہادر اور فیروزمند تھا ویسا هي تلاش و تجسس بھي کا پورا تھا اور جسقدر کہ التفات اُسکا فوج‌کشي اور فتوحات پر کامل تھا ویسا هي فضل و ہنر کي ترقي پر بھي مائل تھا اور یہي باعث هی کہ آجتک محمود کا نام ایشیا میں مشہور و معروف هی اور شہاب‌الدین سے صرف وہاں تک واقف ہیں جہاں تک اُسکي فرمان روائي تھي باقي کوئي نام سے بھي واقف نہیں *

جس زمانہ میں شہاب الدین نے وفات پائي تو اُسوقت مالوہ اور بعضی بعض آس پاس کے ضلعوں کے علاوہ تمام خاص هندوستان اُسکے قبض و تصرف میں تھا اور سندہ اور بنگال یا مطیع ہوچکے تھے یا جلد جلد مطیع ہوتے جاتے تھي باقي گجرات میں نجز اِسقدر قبض و تصرف کے جسقدر کہ اُسکے دارالامارت کے قبضہ سے معلوم ہوتا هی پورا پورا قبضہ نہ

سنا کر ملتان پر قابض ہوگیا علاوہ اُسکے گاکر لوگ بھي اپنے پہاڑوں
اهر نکل پڑے جو پنجاب کے شمال میں واقع هیں اور لاهور پر
ہ کرکے تمام صوبہ کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا مگر قطب‌الدین ایبک
وستان میں وفادار رہا اور علاوہ اُسکے شہر ہرات اور باقي مغربي ملکوں
حاکم بھي جہاں بادشاہ کے تین بھتیجے فرمان روا تھے کسیطرح
کش نہوئے بعد اُسکے شہاب الدین نے لوگ اپنے جمع کیئے یہانتک کہ
ستان پر تسلط کیا اور غزني والوں نے بھي اطاعت اختیار کي اور تاج‌الدین
یوز کا قصور معاف ہوا بعد اُسکے قطب‌الدین کے اتفاق سے شہاب‌الدین نے
نجاب پر حملہ کیا اور گاکروں کو مسلمان ہونے کي ترغیب دي چنانچہ
ہ لوگ آساني سے مسلمان ہوگئے اس لیئے کہ وہ کسي دین و مذہب
کے پابند نتھے فرشتہ والا بیان کرتا ہی کہ غزني کے مشرقي پہاڑونکے کافر بھي
اُسي زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے † *

شہاب الدین کي وفات کا بیان

جب کہ لوگ امن چین سے بیٹھے تو شہاب‌الدین اپنے مغربي صوبوں
میں واپس گیا جہاں اُس نے خوارزم سے دوبارہ لڑنے کے لیئے ایک بڑي
فوج کے فراهم ہونے کا حکم دیا تہا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ صرف اٹک
تک پہونچا تھا اور پاني کے کنارے ٹھنڈي ہوا سے تر و تازگي حاصل کرنے
کے لیئے ڈیرا کھڑا کیا تھا کہ تھوڑے سے گاکروں نے اُسکو فوج سے اِلگ
تھلگ پاکر اُن بھائي برادروں کا انتقام لینا چاہا جو حال کي لڑائي میں
کام آئے تھے چنانچہ جب آدھي رات آئي اور لوگ سنسان ہوگئي تو وہ
لوگ اُس پار سے پیر کر آئے اور دبے دبے وہاں تک پہونچے جہاں بادشاہ
کا خیمہ کھڑا تھا یہاں تک کہ یک لخت اُس ڈیرہ میں گھس پڑے اور
بادشاہ کا کام تمام کیا *

---

† ممکن ھے کہ اون ولایتوں کے لوگ جہاں طوري اور چاچي گروہ بستے تھےاور
وہاں رسائي ممکن نتھي ابتک مسلمان نہوئے ہونگے *

شہاب‌الدین کے بادشاہ ہونے اور خوارزم پر چڑھائی کرنے اور ناکام آنیکا بیان

جب کہ شہاب الدین اپنی سلطنت کے خانگی و درونی کاموں سے فارغ ہوا تو ایک بڑی فوج اُس نے اکٹھی کی اور خوارزم کے ارادہ پر روانہ ہوا چنانچہ اُسنے بڑی فتح حاصل کی اور اُسکو † دبا لیا یعنی شاہ خوارزم اپنے دارالسلطنت میں محصور ہوا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ اُسنے خطا کے تاتاریوں سے مدد چاہی چنانچہ سنہ ۱۲۰۳ ع مطابق سنہ ۶۰۰ هجری میں تاتاریوں کی امداد و اعانت سے لڑائی کی ایسی صورت پلٹی کہ شہاب‌الدین نے اسباب اپنی فوج کا جلدیا اور ملول و مغموم اپنے گھر کو واپس ہوا مگر راہ میں شاہ خوارزم نے ایسا سخت اُسکو دبایا کہ کام ناکام اُسکو لڑنا پڑا اور ایسی شکست فاحش کھائی کہ اندخو تک جو ملخ و هرات کے بیچ میں واقع ہی بہت دشواری سے پہونچا اور چندے یہاں ٹھہرا رہا بعد اُسکے والی خوارزم کی اِس شرط پر اطاعت اختیار کی کہ ایک رقم ادا کرنیکے بعد اپنے ملک کو بے کھٹکے چلا جارے *

هندوستان کے فسادوں کا بیان

جب کہ شہاب‌الدین کی فوج تباہ ہوئی اور اُسکے مرنے کی ادھر اُدھر افواہ اڑی تو اُسکی سلطنت کے بڑے حصہ میں شور و فساد برپا ہوئے یہاں تک کہ خاص غزنی کے لوگوں نے باوصف اس بات کے کہ تاج الدین یلدوز حاکم غزنی شہاب‌الدین کا ایک معزز غلام تھا شہر کے دروازے بندکردیئے اور شہاب الدین کو گھسنے ندیا اور ایک سردار اُسکا لڑائی کے کھیت سے دائیں بائیں ہوکر ملتان کو چلا گیا اور ایک جعلی فرمان لوگوں کو

اُسکے قول کی تائید هربی لٹ صاحب اور ڈی گگنیز صاحب نے کی یعنی وہ دونوں صاحب فارسی کے بڑے مورخوں کے قول کا حوالہ دیتے ہیں اور مغرب کے معاملوں میں فرشتہ والے کی نسبت قول اُنکا زیادہ معتبر ہی

† ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵

اودھ اور بہار اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا

جو مشکلیں کہ دریاے گنگ کے اوترنے میں پیش اتي تھیں وہ بہت
[illegible]ن سے رفع ہوگئي تھیں اسي زمانہ میں محمد بختیار خلجي بھي
[illegible]ب الدین کي خدمت میں حاضر ہوا † جو بہار کے شمالي حصہ اور
[illegible] اودہ کے کچھہ حصہ کو فتح کرچکا تھا اور جب کہ وہ واپس ہوکر
[illegible]ني فوج میں پہونچا تو بہار کے باقي حصہ اور تمام بنگالہ کو فتح کیا
[illegible]ني جب بنگالہ کي دارالسلطنت لکھنوتي کو فتح کیا تو تمام بنگالہ ‡ پر
[illegible]بض ہوگیا *

جب کہ یہہ واقعات واقع ہو رہے تھے تو شہاب‌الدین اُس زمانہ میں
خوارزم کے بادشاہ سے لڑ جھگڑ رہا تھا جو بلاد ایرانمیں سلجوقونکي حکومت
[illegible]و خاک میں ملاکر قابض و متصرف ہوگیا تھا اور ایشیا کے بیچا بیچ
اُنکي جگہہ قایم ہوکر فضل و فوقیت کے بڑھانے چڑھانے میں غوریوں
[illegible]ا حریف بن بیٹھا تھا شہاب‌الدین طوس اور سیراخ میں تھا کہ ناگاہ اُسکو
غیاث‌الدین اُس کے بھائي کي سناوني پہونچي چنانچہ تخت نشیني کے
لیئے غزني کو واپس آیا اور سنہ ١٢٠٢ ع مطابق سنہ ٥٩٩ ھجري میں
تخت نشین ہوا *

معلوم ہوتا ھی کہ خود غیاث‌الدین بھي تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے
سلطنت کے کام کاج میں ھاتھہ پانوں ہلانے لگا تھا اس لیئے کہ پچھلي
چڑھائي کے سواے خراسان کي ساري چڑھائیوں میں وہ آپ بھي موجود
تھا § *

---

† تاریخ فرشتہ جلد ١ صفحہ ١٩٨

‡ دیباچہ تاریخ گجرات تصنیف برڈ صاحب صفحہ ٨٥

§ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ٢ صفحہ ٣٦٥ اور تاریخ فرشتہ جلد ١ صفحہ ١٨٦ اور ڈي ہربي لاٹ صاحب کا مضمون درباب غیاث‌الدین کے ملاحظہ کرنا چاھیئے مگر یہہ بیان اُسکا فرشتہ کے بیان سے مخالف ھے اسلیئی کہ اُسنے بیان کیا کہ غیاث الدین اپنے پچھلے وقتوں میں ناکام بادشاہ تھا چنانچہ تائید

محاصرہ کا انتظام اپنے سرداروں کے حوالہ کرکے غزني کو چلاگیا اور کوئي کار نمایاں اُس سے لاہور میں نہ آیا *

گوالیار کا قلعہ بہت دنوں تک فتح نہوا اور بہت دنوں تک لڑے گیا اور جب کہ وہ فتح هوا تو قطب‌الدین کو جو اب تک هندوستان میں حاکم تھا اجمیر کو پہر جانا پڑا اسلیئے کہ جس راجا کو مسلمانوں نے گدي پر بٹھایا تھا اُسکے مخالفوں نے دوبارہ اُسکو ستایا اور قطب‌الدین کي امداد و اعانت کا محتاج کیا غرض کے اب قطب‌الدین کو گجرات‌اور ناگور کے راجاؤں اور میروں کي پہاڑي قوم کا بڑا مقابلہ کرنا پڑا جو اجمیر کے گرد نواح میں بستي تھي اور تمام ان راجاؤں کي ممد و معاون تھي مگر اس مقابلہ میں قطب‌الدین مغلوب هوا یہاں تک کہ زخم اوٹھاکر کمال‌دقت دشواري سے اجمیر کو چلدیا چنانچہ اجمیر میں‌پہنچکرشہرپناہ کے دروازے بند کیئے اور جان بچانے پڑا رھا مگر جب غزني سے نئي مدد آئي تو دشمنوں کا محاصرہ اوٹھایا گیا اور جب وہ چلنے پہرنے لگا تو اُس نے دشمنوں سے خوب انتقام لیا جو دو دن کے لیئے غالب هوگئے تھے اور پالي اور نادول اور سروهي کي راہ سے گجرات پر چڑھائي کي چنانچہ سروهي کے ضلع میں گجرات کے راجہ کے دو بڑے جاگیرداروں کوکوہ آبوپر فروکش پایااور اُنکي بہت سي جمعیت دیکھہ بہالکر اپنے عقب میں چھوڑنا اُنکامناسب نسمجھا چنانچہ وہ پہاڑوں میں گھسا اور اُنکے ٹھکانوں تک پہنچکر شکست اُنکو دي یہاں تک کہ جب اُنکي فوجوں کو پریشان کرچکا تو انہلواڑہ کي طرف روانہ هوا اور اُس دارالامارت کو فتح کرکے لوگ اپنے متعین کیئے اور بعد اُسکے گجرات کو خاک سیاہ کیا اور دلي کو صحیح سلامت واپس آیا دوسرے برس بندیل کھنڈ پر هاتھہ پہیرا چنانچہ کالنجر اور کالپي کو فتح کیا اور یہہ بہي معلوم هوتا هي کہ روهیلکھنڈ کے شہروں میں بدایوں پر چڑھائي کي *

قنوج کي فتح کا بيان

دوسرے برس شہاب الدين پہر واپس آيا اور ايک بڑي لڑائي لڑا جو ۱۱۹۴ ع مطابق سنه ۵۹۱ هجري ميں اٹاوہ کے شمالي جانب جمنا کے کنارے واقع هوئي تهي چنانچہ جےچندر راتهور راجه قنوج کو شکست فاحش دي اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبض و تصرف کيا اور يہه فتح ايسي پوری هوئي که هندوستان کي بہت بڑي سلطنت تباه هوئي اور مسلمانوں کي حکومت صوبه بہار تک پہيل گئي اور بنگاله کا راسته کہل گيا اگرچه يہه لڑائي بڑے فخر و عزت اور نہايت شان و شوکت کي تهي چنانچه اُسميں بہت سے خزانے اور شہر هاتهه آئے اور بہت سے بتوں کي گردنيں توڑي گئيں مگر کوئي بات اسميں ايسي عجيب غريب نتهي جو بيان کے قابل هووے اِسي ليئے همکو اس بات کے بيان کي فرصت هاتهه آئي که ايک بہورا هاتهي پکڑا گيا اور راجا کي لاش مصنوعي دانتوں سے پہچهانے گئي جس سے يہه امر واضح هوتا هی که اُس زمانه کے لوگ بهي اصلي دانت گرجانے کے بعد بني هوئي دانتوں سے کارروائي کرتے تهے بعد ان فتوحات کے يہه واردات واقع هوئي که راتهوڑوں نے قنوج کو چهوڑکر مارواڑ ميں رياست کي طرح ڈالي جو اج انگريزوں کے رفيق گنے جاتے هيں *

شہاب الدين غزني کو واپس گيا اور قطب الدين ايبک کو ايک جهوٹے مدعي کے مقابله ميں اجمير کے نئے راجا کي اعانت کرني پڑي چنانچه اُسنے اُس راجا کو بچايا اور بعد اُسکے گجرات کو لوٹ کهسوٹ کر برابر کيا *

بعد اُسکے دوسرے برس سنه ۱۱۹۵ ع مطابق سنه ۵۹۲ هجري ميں شہاب الدين هندوستان کو آيا اور بيانه کو فتح کيا جو آگره کي غربي طرف واقع هی اور بنديل کهنڈ ميں گواليار کے مستحکم قلعه کا محاصره کيا مگر غالب يہه هی که خراسان ميں کوئي ضرورت پيش آئي جو

ہٹتا چلاگیا یہاں تک کہ ہندوؤں کی فوج کی صف‌آرائی میں بے انتظامی ہوئی اور شہاب‌الدین نے کمال احتیاط سے اپنے انتظام کو قایم رکھا غرض کہ جب اُسنے مخالفوں کی بے انتظامی دیکھی تو بارہ ہزار آزمودہ کار سواروں سے جنکے زرہ بکتر فولاد کے تھے دھاوا کیا اور ہندوؤں کی بڑی فوج کو ہلا چلا دیا یہاں تک کہ وہ بڑی فوج اپنے ہل چل کے ساتھہ ایک بڑی عمارت کی طرح یک لخت گرپڑی اور اپنے ویرانوں میں آپ غارت † ہوگئی *

دلی کا نایب‌السلطنت اور بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئی اور خود راے پتھورا مسلمانوں کے تعاقب سے گرفتار ہوا اور بری طرح سے مارا گیا *

دلی اور اجمیر کی فتح کابیاں

پھر شہاب‌الدین سلطان محمود کی نسبت بہت زیادہ سفاک تھا چنانچہ جب اوسنے اس لڑائی سے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو اوسکے کئی ہزار باشندوں کو جو اوسکے مقابل ہوئی تھی گردن مارا اور باقی باشندوں کے بچے کچوں کو لونڈی غلام بنانے کے واسطے باقی رکھا اور بعد اس قتل شد د کے ملک اجمیر کو راے پتھورا کے کسی رشتہ دار اور بعضوں کےقول اوسکے سگے بیٹے کو اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ بھاری محصول ادا کیا کرے بعد اوسکے اوسنے قطب‌الدین ایبک کو جو پہلے غلام اوسکا تھا اور روز بروز معزز اور ممتاز ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ بعد اُسکے تخت نشین بھی ہوا بطور نیابت ہندوستان میں چھوڑا اور آپ غزنی کو روانہ ہوا اور جب کہ شہاب‌الدین چلا گیا تو قطب‌الدین نے بڑی لیاقت و قابلیت سے اپنی کامیابیوں کو ترقی دی چنانچہ دلی اور کول کے اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان میں واقع ہیں دخل و تصرف میں لایا *

---

† ہوگر صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کی جلد ایک صفحہ ۱۷۱

وہ مصیبتوں کے دن بہول گیا مگر باطن کا یہہ حال تھا کہ بدنامي کي چوٹ
اب تک هري بهري تهي چنانچه اُسني ایک بڑے بڑھے صلاح کار سے
یہہ بات کہي کہ میں کبھی چین سے نہیں سویا اور کبھی † نچنت
هوکر نہیں جاگا *

شہاب الدین کا هندوستان پر دوبارہ چڑھنا اور پوري فتح پانا

شہاب الدین نے سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۸۹ هجري میں آخرکار
ایک ایسي فوج اکٹھي کي کہ اُسمیں ترک اور تاجک اور افغان داخل
تھے اور بہت سے سپاهیوں کي خودیں جواهرات سے مرصع تہیں زرہ بکتروں
‡ پر سونے چاندي کا کام تھا *

راجا پتھورا نے بہت سي فوج سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا اور بہت
سے راجہ اُسکي پہلي کامیابي کے بھروسے شریک اُسکے هوئی چنانچہ
شہاب الدین کے پاس بڑے غرور اور تکبر سے یہہ پیغام بھیجا کہ وہ آگی
بڑھنے سے باز رهی چنانچہ شہاب الدین نے نہایت نرم لفظوں سے جواب
اُسکا دیا اور یہہ بہانہ پیش کیا کہ اپنے بھائي کي اجازت منگواتاهوں مگر
جب کہ هندو اپني جمعیت کے بھروسے اُسکي فوج کے پاس آپڑے تو
اُسنے اندهیري رات میں سوتے لوگوں اُس ندي سے عبور کیا جو اُنکے
درمیان میں بہتي تهي اور پہلی اس سے کہ هندوؤں کو اُسکے هلنے جلنے کا
شک شبہہ بھي هووے اُنپر بیطرح ٹوٹ پڑا اگرچہ اس چھاپے سے
هندوؤں کے لشکر میں بڑي کہل بلي پڑي مگر وہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ
کسیقدر فوج کو صف باندھنے اور باقي فوج کے بچانیکي فرصت ملي جو پیچھے
صفیں باندہ کر تیار هوگئي یہانتک کہ جب انتظام اُنکا درست هوگیا تو کل
فوج اُنکي چار صفیں هوکر غنیم کے مقابل هوئي اور جب شہاب الدین اپنے
کام سے ناکام هوا تو اُسنے فوج اپني پیچھے لوٹائي اور لڑتا لڑاتا پیچھے

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۳
‡ یہہ بیان فرشتہ کا بھی اور تعداد فوج کي ایک لاکھہ بیس هزار بتائي هے

فوجوں کا مقابلہ مقام ترائن پر جو اسپر تھانیسر اور کرنال کے درمیان میں
واقع ہی اور یہہ وہ میدان ہی کہ ہندوستان کے اکثر معرکے اسي میدان
میں فیصل ہوئے مسلمانوں کے لڑنے کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے سواروں کے
گروہوں سے دھاوے پر دھاوا کرتے تھے اور وہ سوار تیر برساتے ہوئے آگے کو
بڑھتے تھے یا پیچھے کو لوٹتے تھے غرض کہ موقع دیکھکر کام کرتے تھے مگر
جب مسلمان ہندوؤں کي قلب صف پر ٹوٹ پڑے تو ہندو برخلاف اُنکے
اُنکے بازوؤنکو توڑنے اور دونوں طرفونسے اُنکے دبانے پر یکلخت مصروف ہوئے
چنانچہ یہہ تدبیر اُنکي اس موقع پر راس آئي یہاں تک کہ جب
شہاب الدین اپني فوج کے بیچا بیچ لڑائي بھڑائي میں سرگرم تھا تو
اُسکو یہہ امر دریافت ہوا کہ اُسکي فوج کے بازوؤنکي پاؤں اوکھڑ گئے چنانچہ
بعد اُسکے وہ آپ اور اُسکے ہمراھي جو ساتھہ اُسکے جمي کمہي رہي تھے
چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں آگئے مگر ایسي صورت میں
دشمنوں کا مقابلہ ایسي بہادري سے کیا کہ دشمنوں کے جھرمٹ میں
بڑھ بڑھکر تلواریں ماریں یہانتک کہ راجہ کے بھائي تک ہاتھہ اپنا پہونچایا
جو راجا کي طرفسے دلي میں نایب السلطنت تھا اور نیزہ کي اني سے مونہہ
اُسکا زخمي کیا بعد اُسکے وہ بھي زخمي ہوا اور قریب تھا کہ خون بہنے
سے ناتواں ہوکر گھوڑے سے گرے مگر اُسیوقت اُسکے ایک ساتھي نے
پیچھے سے اوچھلکر بڑا سہارا دیا یہاں تک کہ اُسکو جھگڑے بکھیڑے سے
نکالکر امن چین کي جگہہ میں لیگیا *

شہاب الدین کي فوج پوري پوري تباہ ہوئي اور چالیس میل تک
[illegible] ہوا بعد اُسکے جب شہاب الدین لاہور میں گیا
[illegible] فوج کو جمع کیا اور اٹک پار چلاگیا چنانچہ پہلے
[illegible] یا شہر غور میں ملا اور بعد اُسکے غزني میں
[illegible] کہ ظاہر میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ

نہایت کم تھے جنکے خیالوں میں ویسی عمدہ باتیں نہ آتی تھیں جو اُنکے خیالوں میں سمائی ہوئی تھیں *

راجپوتونکی مختلف قوموں پر منقسم ہونیکا ایک اثر یہہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگوں کا سا نہ تھا مگر جب کہ غنیم کے زور و دباو سے اپنے مکانوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریوں کی مانند اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے اور جہاں کہیں وہ جاتے تھے وہاں بھی غول کے غول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اُسی مناسبت سے آپسمیں تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف میں ہوتی تھیں غرض کہ تبدیل مکان کے سوا کسی طرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی *

شہاب‌الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصہ پہلے تمام ہندوستان میں چار بڑی سلطنتیں تھیں منجملہ اُنکے ایک دلی جو تمیراقوم کے راجپوتوں کے قبضہ میں تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھوروں کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو قوم چلوکا کے قایم مقام ہوئے تھے مگر تمیرا کے سردار کے کوئی بیٹا نتھا چنانچہ اُس نے مرنیکے وقت اپنے نواسے پتھورا راجہ اجمیر کو گود لیا اور تمیروں اور چوھانوں کو ملاکر ایک کر دیا *

قنوج کا راجا بھی تمیروں کے سردار کا دوسری بیٹی سے نواسا تھا چنانچہ جب اُس نے یہہ دیکھا کہ اُسکے خالیرے بھائی کو اُسپر ترجیح دی گئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی بدولت جو جھگڑے بکھیڑے آپس میں قایم ہوئے شہاب‌الدین کے ارادوں کو جو ہندوستان پر مصمم ہو رہے تھے اُن سے بڑی اعانت حاصل ہوئی *

شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے

سنہ ۱۱۹۱ ع مطابق سنہ ۵۸۷ ہجری میں شہاب الدین نے رائے پتھورا پر پہلا حملہ کیا جو اجمیر و دلی کا راجہ تھا چنانچہ دونوں

دیکهنا وهاں جاري تها اور اُن باتونسے عالي نسبي اور بلندهمتي اور دلاوري کے خیالات اُن لوگوں میں بہت زور شور سے پیدا هوئے اور اُنکي بہادري کي ترنگوں کو ڈهاڑي بهاٹ اپني کڑکوں سے قایم رکھتے تھے اور فخر و عزت کے قصوں اور عشق و محبت کے جهگڑوں سے بہادري اُنکي بهڑکتي رهتي تهي اور عورتوں کے ساتهہ ایسے ادب سے پیش آتي تهي که بلاد مشرق میں کوئي قوم ایسا ادب نکرتي تهي اور اپنے دشمنوں کے ساتهہ بهي عزت کے برتاو برتتے تھے اور رسوم اور قاعدوں کے توڑنے کو بڑي بےعزتي سمجهتي تهي اگرچه متوسط زمانه کے بہادروں کے اوصاف اُسمیں موجود تھے مگر اُسي زمانه کے یورپ والے بہادروں کے عمدہ خیالات اور ظاهر کي جاہ و جلال اُن میں نتھے اور اُن بہادروں کي نسبت جنکا حال سپنسر اور ایریوسٹو شاعروں نے باندها هے هومر شاعر کي ممدوحوں کسیي طبعیت زیادہ رکھتے تھے اگر اُنکي صفات مذکورہ بالا پر اُنکي سستي کاهلي کا اضافه کریں جو قدیم سے چلي آتي هی گو وہ ایسي نتهي که حال اُسکا تاریخ میں مذکور هوتا اور نیز اُن اثروں کي بهي مراعات کریں جو اُنکے عرصهدراز کے جي مرجانے اور همتوں کے پست هوجانے پر مترتب هوئے تو ایک ایسي خصلت پائي جاویگي جو آج کل کے راجپوتوں میں پائي جاتي هی اور وہ اپنے بزرگوں سے وہ مشابهت رکھتے هیں جو اُنکے بزرگ مهابهارت کے بہادر راجپوتوں سے رکھتے تھے † *

قدیم راجپوتوں کے عمدہ وصفوں میں وہ سادگي پائي جاتي تهي جو اور قوموں سے الگ تهلگ رهنے میں پیدا هوتي هی اور یهي باعث تها که فنون سپه گري اور کار پردازي کي لیاقت میں اُن لوگوں سے بهي

† راجپوتوں کے حال کي تاریخ نمک حلالي اور سپاهیانه مثالوں سے معمور هی اخیر لڑائي اُن میں جے پور اور جودهپور کے راجاؤں کي اودے پور کي راني کے ساتهہ شادي کرنے پر هوئي دیکهو ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان وغیرہ

ں لیئے کہ فوج اُسکی دریاے اٹک اور دریے اکسیس کے صوبوں کی
راکا قوموں سے منتخب اور چیدہ اور سلجوق اور شمال کے تاتاری گروہوں
ے لڑنے جھگڑنیکی عادی اور مشاق تھی اور اسی باعث سے یہہ توقع تھی
یہ اُنکو ایسے لوگوں سے کڑا مقابلہ نکرنا پڑیگا جو طبیعت کے نرم اور قصی
جھگڑے سے بھاگنے والے اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بکھرے پھیلے
پڑے تھے اور جنکو شہاب الدین سے بلا فائدہ لڑنا پڑا اور اُس لڑائی میں
کسیطرح کی امید نتھی مگر باوصف اُسکے کوئی ریاست ہندوؤں کی
سخت لڑائی کے بدون فتح نہوئی بلکہ بعضی بعضی ریاستیں پوری پوری
مطیع نہوئیں یہانتک کہ اج تک وہ قایم ہیں اور مسلمانوں کی سلطنت
برباد ہوچکی وہ مقابلہ جو شہاب الدین کو ہندوؤنسے پیش آیا تو سارا سبب
اُسکا یہہ تھا کہ ہندو لوگوں میں راجپوتوں کی قوم قدیم سے سپاہی تھی
اور عمر تمام اپنی سپہ گری میں بسر کرتے تھے اور تمام ذاتونسے ذات اُنکی
بہت معزز وممتاز تھی اگرچہ اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ
الگ گروہ ہوگئے تھے مگر معاملاوں میں کھلے ملے رہتے تھے اور معمولی
حاکموں کے سواے کوئی خاص سردار اُنکا نتھا مگر راجپوتوں کی قوم ایسی
تھی کہ وہ ماںکے پیٹ سے سپاہی ہی پیدا ہوتے تھے اور ہر گروہ اُنکا موروثی
سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ
تھااور چند درچند علاقوں کے باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور
ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقوں سے تعلقات مذکورہ کو
نہایت قوت پہونچتی تھی *

اِس لیئے کہ راجپوتوں کی مختلف قوموں کے خاص سردار راجہ سے
وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سرداروںسے رکھتے تھے تو راجہ اور
سرداروں اور سپاہیوں کا ایسا جمگھٹ ہوگیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری
اور سپہ گری اور نام آوریکے خیالونسے اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی
تھی علاوہ اسکے وہ معقول طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممدومعاون ہوا جو جاگیر

کو روند موند کر پائیمال کیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو خسرو ملک
سے لڑائي بھڑائي شروع کي چنانچہ خسرو ملک نے ناچار ہوکر کافروں
سے مدد چاهي اور شہاب الدین کے ایک بڑے مستحکم قلعہ پر قبضہ کیا
یہاں تک کہ شہاب الدین ایسے مطلب کے لیئے فن و فریب پر مائل ہوا
جو زور و قوت اور فن و شجاعت سے حاصل نہوسکتا تھا چنانچہ اُس نے
یہہ فقرا اوڑایا اور لوگوں سے یہہ دهوم مچوائي کہ ایک ایسي ضرورت پیش
آئي هی کہ سلطاني فوج کو مغرب کیجانب جانا پڑا غرض کہ اُسنے خراسان
کي روانگي کیواسطے فوج اپني اکٹھي کي اور ملک خسرو سے آشتي
چاهي اور اُسکے بیٹی کو اول سے رہا کیا جو اب تک یعني سنہ ۱۱۸۴ ع
مطابق سنہ ٥٨٠ هجري تک نظر بند چلا آتا تھا اور جب کہ خسرو
ملک نے یہہ آثار اسکے دیکھے تو اپني محافظ فوج سے الگ ہوکر بیٹے سے
جلدي سواري ملنے کو روانہ ہوا اور شہاب الدین نے یہاں یہہ کام کیا کہ
عمدہ عمدہ سوار اپني فوج کے لیکر ایسي راہ سے چلا کہ وہ لوگوں کي آمد
رفت سے في الجملہ محفوظ تھي اور کمال چستي و چالاکي سے ملک خسرو
اور اُسکي دارالسلطنت کے بیچ میں آپڑا اور خسرو کے لوگوں کو راتوں رات
گھیر کر خسرو کو گرفتار کیا اور بعد اُسکے سنہ ۱۱۸۶ ع مطابق سنہ ٥٨٢
هجري میں لاهور پر قابض ہوا جہاں اُسکو کوئي مقابلہ کرنا نپڑا اور دوسرے
برس خسرو اور اُسکے خاندان کو غیاث الدین کے پاس روانہ کیا اور اُسنے اُنکو غرغستان
کے قلعہ میں مقید رکھا اور بہت برسوں کے بعد اُس زمانہ میں غوریوں
یا خوارزمیوں کے ہاتھوں سے مارے گئے جب کہ خوارزمیوں اور غوریوں کي
لڑائیاں واقع ہوئیں *

شہاب الدین کي لڑائیاں ہندوؤں کے ساتھہ

جب کہ غزني کا خاندان تمام ہوچکا تو کوئي مسلمان شہاب الدین
کا مقابلہ کرنے والا نرہا اور پہلے پہل ہندو لوگ اُسکے تدر کے بظاہر معلوم نہ

واضح هو کہ واقعات مذکورہ بالا فتح غزني سے پانچ برس کے اندر اندر
واقع هوئے اور جب کہ ان دونوں بھائیوں کي سلطنت قوي هوگئي تو بیگانہ
ملکوں کي فتوحات پر بڑے زور و شور سے متوجہہ هوئے چنانچہ سلجوقوں
کو تباہ و پریشان دیکھکر خراسان کے مشرقي حصہ کو فتح کیا اور اِس
مہم میں اور نیز غزني کے دوبارہ حاصل کرنے میں خود غیاث الدین
مصروف هوا اور اُس وقت سے کبھي فیروز کوہ اور کبھي هرات اور کبھي
غزني میں رهنے سہنے لگا اور خاص هرات میں ایسي بڑي مسجد بنوائي
کہ اُسکي شان و شوکت کي تعریف اُس زمانہ میں اور بعد اُسکے پچھلے
وقتوں میں ویسے هي بدستور قدیم قایم رهي *

مسلمانوں کي سلطنت کي بنیاد هندوستان میں

واضح هو کہ یہہ شہاب الدین ایک مدت سے هندوستان پر لوٹ پوٹ
هو رها تھا چنانچہ اُس بڑي سلطنت کا باني اُسیکو سمجھنا چاهیئے جو
هندوستان میں انگریزوں کے عہد تک قایم رهي *

سنہ ۱۱۷٦ ع مطابق سنہ ٥٧٢ هجري میں مقام اچ کو فتح کیا
جو ایسي جگہہ واقع هی جہاں پنجاب کے دریا اٹک سے جاکر ملتے هیں
مگر دوبرس بعد جب گجرات پر چڑهائي کي اور وهاں سے شکست فاحش
کھا کر ایسي مصیبتیں اوٹھائیں جو محمود کو پیش آئیں تھیں تو نہایت
ناکام اور دلشکستہ واپس آیا *

لاهور پر دو دهاوے کیئے اور خسرو ملک کي قوت کو توڑا جو غزني
کے خاندان کا پچھلا بادشاہ تھا چنانہ سنہ ۱۱۷۸ ع مطابق سنہ ٥٧٤
هجري میں اُسکو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو بطور اُول
اُسکے حوالہ کرے *

خاندان غزني کا پنجاب سے خارج هونا

بعد اُسکے سنہ ۱۱۷۸ ع مطابق سنہ ٥٧٥ هجري اور سنہ ۱۱۷۹ ع
مطابق سنہ ٥٧٦ هجري میں سند پر چڑهائي کي اور سمندر کے کنارے تک

اُس نے عین لڑائی میں قابو پاکر سیف‌الدین کے نیزا مارا سیف‌الدین نے ایک برس سے کچھہ زیادہ سلطنت کی اور بعد اُسکے اُسکا بڑا چچیرا بھائی یعني غیاث الدین جا نشین ہوا †*

غیاث‌الدین غوري کا بیان

جب کہ سنہ ۱۱۵۷ ع مطابق سنہ ۵۵۲ ھجري میں غیاث الدین غوري تخت نشین ہوا تو اُسنے شہاب‌الدین اپنے بھائي کو شریک حکومت کیا اور جب تک بقید حیات رہا تب تک سلطنت کو قابو میں رکھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ جنگی‌کاموں کا تمام انتظام شہاب‌الدین کي راے و تدبیر پر چھوڑا تھا اِس لیئے کہ غیاث‌الدین کے مرنے سے کئي برس پہلے تمام کام سلطنت کے خود شہاب‌الدین کو کرنے پڑے *

جس اتفاق سے کہ اِن دونوں بھائیوں نے اوقات اپني بسر کي صرف وہي دلیل اِس بات کي نہیں کہ اُنھوں نے پہلي محبت کو نبھائے رکھا جو اُنکے بزرگوں سے برابر چلي آتي تھي بلکہ جب اُنکے خالو نے جو بامیاں کي مطیع ریاست پر حاکم تھا اور وہ ریاست بلخ کے مشرق سے دریاےاکسیس کے کنارے کنارے پھیلي‌ہوئی تھي سیف الدین کے مرتے ہي تخت دبانیکا ارادہ کیا اور لڑائي میں شکست فاحش کھاکر ایسا گھیرا گیا کہ اُسکے مارے جانے میں کوئي شک نرہا تھا تو یہہ دونوں بھائي گھوڑوں سے اُتر پڑے اور اُسکي رکاب پکڑنے کو دوڑے اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ پہلے اُسکو یہہ شبہہ ہوا کہ میري بات بگڑي ہوئي دیکھکر مجھکو چڑاتے ہیں مگر انجام کار اُسکي تسلي تشفي کي اور اُسکي حکومت پر اُسکو بحال کیا چنانچہ وہ ریاست اُسکے خاندان میں تین پشتوں تک قایم رہي بعد اُسکے غور کي اور ریاستوں سمیت شاہ خوارزم کے قبضہ میں داخل ہوئي ‡ * .

---

† تي‌ھربي لٹ صاحب‌اور تاریخ فرشتہ اور ڈارن صاحب کي افغانوں کي تاریخ میں سے مسلمان مورخوں کے اقوال کا خلاصہ

‡ تي‌ھربي لٹ صاحب کي تاریخ اور ڈارن صاحب کي شرح

میں بستے تھے خارج کیئے گئے اور جب کہ یہہ واقعہ پیش آیا تو اُن دنوں قوم یوز کے باقی اور لوگ ایشیاے کوچک اور ملک شام کے فتح کرنے میں مصروف تھے یہہ جلاوطن لوگ جنوب کیجانب متوجہہ ہوئے اور سلجوقونپر غالب آئے اور تھوڑے عرصہ تک غزني پر قابض و متصرف رہے بعد اُسکے اُنہوں نے مغربکي جانب نقل مکان کیا اور غزني کي حکومت اُن لوگوں کے قبضہ میں دوبارہ آگئي جنکے قبضہ میں پہلے تھي انقلابات مذکورہ بالا کے زمانہ یعني سنہ ۱۱۵۶ ع مطابق سنہ ۵۵۱ هجري میں علاؤالدین اپني موت مرگیا اور کل حکومت اُسکي جسمیں بہت سي وارداتیں واقع ہوئیں کوئي چار برس تک قایم رہي *

سیف الدین غوري ثاني کا بیان

تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے شہاب الدین اور غیاث الدین اپنے دو برادر زادوں کو علاؤالدین نے قید کیا تھا اور ساري غرض اُسکي غالباً یہہ تھي کہ سیف الدین اُسکا بیٹا جو کم سن اور ناتجربہ کار تھا بلا جد و جہد اُسکا جانشین ہووے چنانچہ سیف الدین اُسکا جانشین ہوا اور پہلا کام اُسنے یہہ کیا کہ اُسنے اپنے چچیرے بھائیوں کو قید سے چھوڑا اور اُنکي حکومتوں پر اُنکو بحال کیا اور اِس عمدہ کام سے کبھي پشیمان نہوا تمام ذاتي صفاتي اوصاف اُسکے اسي عمدہ کام مذکورہ بالا کے موافق مطابق تھے اور اِس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اگر اُس میں اُسکے خاندانکي مانند انتقام لینے کي خو بو نہوتي تو سلطنت اُسکي نہایت عمدہ اور نیک نام ہوتي چنانچہ ایک سردار اُسکا اُسکي بي بي کا وہ زیور پہنے ہوئے اُسکے روبرو آیا جو سنجر کي کامیابي میں اُسکي بي بي سے چھن چھنا گیا تھا غرض کہ دیکھنے کے ساتھہ اُسکو ایسا جوش آیا کہ اُس نے آپ اُسکو قتل کیا اور ابوالعباس اِس سردار کا بھائي غیظ و غضب کو دباے ہوئے بیٹھا رہا مگر جب کہ سیف الدین کو قوم یوز کي لڑائي میں سرگرم دیکھا تو

غزنی کو سلجوقیوں کا فتح کرنا

علاؤالدین کی عیش پرستی کے باعث سے بہت سی آفتیں ٹوٹ پڑنے پر آمادہ تھیں چنانچہ آیندہ چار برسوں میں بہت سے انقلاب اور بڑے بڑے ہنگامے برپا ہوئے یہاں تک کہ سلجوقیوں کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور و غزنی دونوں پر حملہ کیا اور علاؤالدین گرفتار ہوا مگر بعد اسکی جلد اسکو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا اُسیکے حوالہ کیا † *

سلجوقیوں کی بربادی کا بیان

تھوڑی مدت گذری تھی کہ سنہ ۱۱۵۳ع مطابق سنہ ۵۴۸ ہجری یوز قوم ترک ‡ نے سلطان سنجر کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا حاصل یہہ کہ برس سوا برس کے اندر اندر غور اور غزنین کے دونوں خاندان جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور بہت دنوں سے مشرق کی حکومت پر لڑ جھگڑ رہے تھے تباہ و برباد ہوگئے *

اس بربادی کا سارا سبب یہہ تھا کہ حاکم خوارزم نے سنجر سے بغاوت کی اور اُسی باغی نے خوارزم کی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو ایشیا کے مشرق و مغرب میں بڑی قوی سلطنت ہوئی اور جب کہ سنجر نے اُسکو دبانا چاہا تو اُسنے خطا والوں سے مدد چاہی جو شمال چین کے قدیمی رہنے والے تھے اور ماوراءالنہر میں بھاگ کر آئے تھے *

خطا والونکے حملوں سے قوم یوز § کے کچھہ تھوڑے لوگ جو ماوراءالنہر

† یہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ ہجری کی اخیر یا سال آیندہ کے اول میں واقع ہوا مگر ڈی ہربیلاٹ صاحب اور ڈیگگنیز صاحب تاریخ اُسکی سنہ ۱۱۴۹ع مطابق سنہ ۵۴۳ ہجری کے قرار دیتے ہیں یہہ ضرور ہی کہ یہہ واردات غزنی کی فتح کے پیچھے اور سنجر کی قید سے پہلے ظہور میں آئی *

‡ ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

§ قوم یوز وہ ترک ہیں جو ایک عرصہ دراز سے دشت خفچاق میں بستے تھے اور بقول ڈی گگنیز صاحب کے ترکمانونکے آبا و اجداد ہیں اور اُنکو یوز اور غز اور عز اور غزنی اور غازی بھی کہتے ہیں چنانچہ ملک فرغانہ میں جہاں وہ حاکم و سردار ہیں اُنکو اب بھی یوز کے نام سے پکارتے ہیں *

سلطان محمود کے عہد دولتمیں غور کا ملک جیسیا کہ مذکور هوچکا اُس بادشاہ کے قبض و تصرف میں تھا جسکو تاریخ فرشتہ والے نے محمد سوري یا سور پٹھانکے نام سے بیان کیا اور اُس بادشاہ کے زمانہ سے واقعات مذکورہ بالا تک تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا هی جب کہ غزني اور غزني والوں سے علاوالدین پورا پورا انتقام لیچکا تو فیروز کوہ میں جاکر عیش و نشاط میں مصروف هوا جو اصل مقتضی اُسکي طبیعت کا تھا *

رها مگر مندو میں ملازم هوگیا اور اُسنے بہت سی دولت جمع کي بعد اُسکے جب گھر چلا تو جہاز اوسکا ٹوٹگیا ایران کے کنارے پر تڑپ کر مرگیا

مگر اُسکا بیٹا حسین سوري ایک تختہ پر بیٹھا رهگیا اور وہ تختہ تین دن تک پاني پر بہتا رہا اگرچہ ساتھي اُسکا اُس تختہ پر ایک شیر تھا مگر اُسنے اُسکو کچھہ نستایا یہاں تک کہ وہ تختہ دریا کے کنارہ ایک بندر کے پاس جالگا اور وہ غریب اُس بندر میں چندے قید رہا مگر اخرکار اُسنے قید سے رهائي پائي اور گرتا پڑتا غزني کي جانب روانہ هوا راہ میں قزاقوں سے ملاقات هوئي اور اُنھوں نے بجبر و اکراہ اُسکو شریک اپنا کیا مگر اُس رات اتفاق سے وہ قزاق گرفتار هوئے اور سلطان ابراهیم کے روبرو جو خدا ترس بادشاہ تھا حاضر کیئے گئے اور قتل کا حکم اُنکو سنایا گیا اور جب کہ نوبت یہاں تک پہونچي تو حسین سور نے سرگذشت اپنے بادشاہ کو سنائي چنانچہ بادشاہ نے اُسکے چہرے مہرے کو دیکھہ بھال کر بات اُسکي قبول کي یہانتک کہ صوبہ غور کي حکومت عطا فرمائي جو خاص اُسکا وطن اصلي تھا اس تمام تصہ سے یہہ نتیجہ حاصل هوتا هی کہ کسي دلیر آدمي نے غور کي حکومت شاهان غزني کي بدولت حاصل کي اور یہہ آدمي یا تو اصل حقیقت میں غوري تھا یا کسي غوري سردار کي دامادي کے صدقے سے غوریوں میں داخل هوگیا تھا جیسا کہ شمالي یورپ کے باشندوں اور اسکاٹلنڈ کي قوموں میں دستور و قاعدہ هی بعد اُسکے اُس آدمي نے مذکورہ بالا عجیب کہاني اور عجیب نسب ایجاد کیا تاکہ اُسکي کم ظرفي پوشیدہ رهے پروفسر دارن صاحب نے مذکورہ بالا تاریخ کي شرح میں وہ سب کچھہ جمع کیا جو خاندان غور اور پٹھانوں کي اصلیت کے آٹھہ مختلف بیانوں کي نسبت لکھا پڑھا گیا تھا اور درباب ان دونوں باتوں کے بہت معقول نتیجہ نکالا علاوہ اسکے خاندان غور کي نسبت ڈي هربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ١٨١ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ١٦١ میں جو مضمون مندرج هی ملاحظہ کے قابل هی

غوریوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور سبکتگین کی نسل اسی بادشاہ پر ختم ہوئی *

† خاندان غوری کا بیان

علاوالدین غوری کی سلطنت

واضح ہو کہ خاندان غور کی نسبت بہت سی بحث مباحثی رہی مگر بہت سی چھان بین کے بعد یہی راے غالب ہی کہ خاندان غور اور نیز اُنکی رعایا تمام افغان تھے اور جب کہ یزد جرد کسرے کی وفات پر چند سال گذرنے کے بعد مسلمانوں نے غور پر چڑھائی کی تو بقول ‡ ابن هیاکل کے سنه ۹۰۰ ع میں کسیقدر غوری لوگ اسلام لائے تھے اور اُسکے قول کے بموجب وهاں کے باشندے خراسانی بولی بولتے تھے § *

---

† طبقات ناصری میں نام اُس خاندان کا سنسبانی لکھا ہی

‡ اوسلی صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن هیاکل کا صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۱ و ۲۲۶ ملاحظه کےقابل هی اسلیئے که ابن هیاکل نے لکھا هی که غور سے اگے کے تمام خطه کو هندوستان سمجھنا چاهیئے مراد اُسکی اس سے بلاشبهه یهه تهی که اُسمیں کافر لوگ آباد تهی *

§ پٹھان لوگ اپنا قدیم ملک غور کےپہاڑوں کو سمجھتے هیں اور معلوم هوتاهے که کسی شخص نے آج تک اسبات کا انکار نهیں کیا که لوگ اُس ملک کے اگلے وقتوں میں پٹھان تهی مگر حسبات میں گفتگو باقی هے وه بادشاهی خاندان سے متعلق هے چنانچه پرانسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانوں کی شرح کے صفحه بانوه میں بحواله ایک مورخ کے بیان کیا هے که وه لوگ خطا کے ترک تهے مگر یهه کلام صرف ایک هیمورخ کا هے اسلئےکه اُسیمقام میں دوسرا حواله خاندان غور کے جانشینوں سے علاقه رکھتا هے اور جهاں تک اور همکو تحقیق هوسکا اُس سے یهی دریافت هوتاهے که تمام اور مورخ خاندان غور کو سور کے پٹھانوں میں داخل کرتی هیں مگر یهه حقیقت میں اونکی غلط فهمی هے که وه خاندان غور کو سور اور سام کی اولاد بتاتے هیں جو ضحاک بادشاه کی بیٹی تهی ضحاک ایران کاخیالی بادشاه تها اُسکو پٹھانوں سے کچهه علاقه و واسطه نهیں تها اور وه یمورخ عجیب قصے خاندان غور کی پچھلی تاریخ کی نقل و بیان کرتے هیں چنانچه بیان اونکا یهه هے که سلطان محمود کے بعد خاندان سور کا وه سردار جو سام کے نامسے نامی گرامی تها اپنے ملک سے بهاگنے اور هندوستان کے جانے پر مجبور هوا اگرچه هندوستان میں جی جان سے مسلمان

تفصيل اُس ظلم كي يهه هي كه اس عمده شهر كو جوتمام ايشيا كا بهت
شهر اسوقت گنا جاتا تها تين دن اور بقول بعضوں كے سات دن تک
نكواتا اور باشندوں كو قتل كراتا اور سارے شهر كو لٹواتا رها اور جب كه
ا جوش خروش كم هوا اور غيظ و غضب نے في الجمله كمي كي تو
خاص خاص لوگون كو قتل كرايا اور سيف الدين كے وزير كي عوض ميں
و جو سيد نامي هاتهه اُسكي لگے اُنكو گردن مارا اور شاهاں غزني كي تمام
يادگاروں كو مسمار كرايا اور محمود اور مسعود اور ابراهيم كي قبروں كے
سوا كسي قبر كا نام و نشان نچهوڑا مگر محمود و مسعود كي قبرين اُنكي
دلاوري كي خوبي سے اور ابراهيم كي قبر اُسكے زهد و تقوے كي بدولت
چهوٹے رهي غرض كه تمام شهر قتل هوا مگر بدبخت بهرام اُن تباهيوں
كے ديكهنے كو زنده رها جو اُسكي خويش و تبار اور يار و ديار كو نصيب
هوئيں بعد اُسكے بهرام هندوستان كو روانه هوا اور سفر كي ماندگي اور
شكسته دلي كے مارے عين راه ميں مرگيا سلطنت اسكي سنه ١١١٨ع
مطابق سنه ٥١٢ هجري سے سنه ١١٥٢ع مطابق سنه ٥٣٧ هجري تک
يعني كل ٣٥ برس قايم رهي *

هندوستان ميں غزني كي سلطنت منتقل هونيكا بيان

جب كه سلطان بهرام نے وفات پائي تو اُسكا بيٹا سلطان خسرو لاهور
كيجانب كوچ كيئےگيا چنانچه جب وه وهاں پهونچا تو اُسكى رعايا بهت
تعظيم تكريم سے پيش آئي اور بهت سي خوشي منائي اسليئے كه وه لوگ
اسبات سے ناراض نتهي كه اُنكے شهر ميں هميشه كے ليئے سلطنت قايم هووے *

سلطان خسرو ملک كا بيان

سلطان خسرو سنه ١١٦٠ع ميں سات برس سلطنت كركے مرگيا اور
ٹوٹي پهوٹي حكومت كو اپنے بيٹے خسرو ملک كے قبضه ميں چهوڑ گيا
چنانچه خسرو ملک نے ستائيس برس قمري لغايت سنه ١١٨٦ع تک
بادشاهت كي اور اسي سنه ميں رها سها ملک اُسكا اُسكے قبضه سے نكلكر

مگر ایسا معلوم هوتا هی که وه اپني بےصبري اور غیظ وغضب کے مارے تھوڑي فوج لیکر روانه هوا اسلیئے که بهرام نے اُس سے یهه کهلا بهیجا که هوشیار هوکر یهاں آنا ورنه پامال کیا جاویگا اور اُسنے یهه جواب دیا که تیري دهمکیاں تنوي فوج کي مانند ضعیف اور بے بنیاد هیں اور یهه مسلم هی که بادشاهوں کي لڑائي بهڑائي کچهه نئي بات نهیں مگر تیري سنگدلي اور بیرحمي ایسي هی که نظیر اُسکي بادشاهوں میں پائي نهیں جاتي *

بعد اُسکے جو لڑائي پیش آئي تو اُسمیں پهلے پهل یهه ظاهر هوا که غزني والونکي کثرت سے فوج اُسکي مغلوب هوئي مگر اس باعث سے که وه آپ انتقام کا پیاسا تها اور اُسکے ساتهه والوں کو نهایت غیظ و غضب اور دلاوري بهادري کا بهروسا تها مخالف کے مقابلوں کو یهاں تک آتهایا که بهرام کو تنها بهاگنا پڑا اور جان بچاکر بهاگا *

غوریوں کے هاتهوں سے غزني کا تباه هونا

بڑي بڑي جو تکلیفیں که بهرام اور غزني والوں کے دست و زبان سے علاءالدین کے بهائي سیف‌الدین مقتول کو پهونچي تهیں انتقام اُنکا علاءالدین کے ذمه پر واجب ولازم تها مگر غزني سي بڑي دارالسلطنت کو یکقلم بےچراغ کرنا ایک ایسا برا کام اور ناپسندیده امر هی که هم کسیطرح اُسکے درد شریک نهیں هوسکتے اور اُس ناشایسته حرکت سے اُسکے نام پر ایسا دهبا لگا که جب تک یاد اُسکي باقي رهیگي وه هرگز نه متیگا † *

† یهه علاءالدین همیشه جهاں سوز کے خطاب سے پکارا گیا اگرچه اور جگهه تعریف اُسکي لکهي گئي مگر کسي مورخ نے اس موقع پر لعنت ملامت بدوں اُسکو نهیں چهوڑا چنگیز خاں اور تیمورلنگ کے ناحق قتلوں کو بهي اسقدر ناپسند نهیں کیا جیسا که اُسکي اس نامناسب حرکت کو ناپسند و مکروه سمجها اور شاید وجهه اُسکي یهه هی که جن دنوں یهه برا کام علاءالدین سے سرزد هوا تو لوگ اُن دنوں کچهه کچهه تربیت یافته اور شایسته بایسته هوگئي تهي چنانچه اُنکو اس نامعقول حرکت سے بڑا تعجب هوا

سیف الدین ‡ نے ترت بہرت انتقام کے لیئے غزنی پر چڑھائی کی اور بہرام کو مشرق کے پہاڑوں میں کرماں کی طرف بھگا دیا اور غزنی پر قبضہ کیا *

سیف الدین اس جدید مقبوضہ پر ایسے اطمینان سے بیٹھا کہ اُسنے بہت سی فوج اپنی بہ سرداری اپنے بھائی علاوالدین کے فیروز کوہ کو واپس بھیجی جہاں پہلے سے وہ رہتا سہتا تھا اور غزنی والوں کے رفیق شفیق بنانے میں بہت سی جہد و محنت اُوٹھائی مگر باوجود اس سعی و محنت کے قدیم خاندان کی رفاقت کو جو اُنکے دلوں میں مضبوط و مستحکم بیٹھی تھی اُٹھا نسکا چنانچہ اُنہوں نے بہرام کے بلانیکی طرح ڈالی یہاں تک کہ جب برف کی کثرت سے غور کی راہ مسدود ہوگئی تو بہرام اپنے ملک کے اُس حصہ میں سے جو اب تک فتح نہوا تھا بہت سی فوج اکھٹی کرکے اپنی دارالسلطنت پر چڑھا اور سیف الدین نے اپنی ناتوانی دیکھکر دارالسلطنت کو چھوڑنا چاہا مگر غزنی والون کی جھوٹی باتوں میں آکر ایک لڑائی کے ذریعہ سے بخت آزمائی پر آمادہ ہوا چنانچہ شہر والوں نے میدان میں اُس سے کنارا کیا اور اُسکے وطن والوں کی تھوڑی سی خاص فوج مغلوب ہوئی اور وہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا مگر بہرام نے جو کام اُسوقت کیا وہ پہلی عادتوں کے بہت خلاف اور انسانیت سے نہایت بعید تھا یعنی اُسنے اپنے قیدی کو طرح طرح کی ذلت دیکر تمام شہر کے گلی کوچوں میں تشہیر کیا اور لوگوں سے بری بھلی کہلانیکے بعد اُسکو بہت بری طرح سے قتل کرایا اور اُسکے وزیر کو گلا گھونٹ کر مارا جو محمد کی آل اور فاطمہ کا لال تھا جب کہ علاوالدین اُسکے بھائی کو اُسکی سناونی پہونچی تو اُسکو بہت جوش آیا اور یہہ قسم کھائی کہ اگر دم میں دم ھی توخدا چاھے تمام سازش والوں سے سخت انتقام لونگا *

---

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کی جلد ایک صفحہ ۱۵۲ میں بجاے سیف الدین کے سیف الدین سور لکھا ھی

کے خاندان والوں نے سلجوقوں سے رشتہداریاں پیدا کی تھیں چنانچہ
سلجوقوں کے بادشاہ سنجر کی همشیرہ خاندان غزنی کے تمام شاهزادوں
کی والدہ تھی غرض کہ جب اُسنے اپنے بچوں کو مقید دیکھا تو وہ اگ
بھبوکا هوئی اور اپنے بھائی سنجر سے یہہ درخواست کی کہ تمکو بہرام
کی امداد و اعانت کرنی چاهیئے جو ظالم کی قید سے محفوظ تھا غرض
کہ سنجر نے یہہ بات اُسکی قبول کی اور تلوار کے زور سے تخت اُسکو
دلوایا ارسلان کی سلطنت سنہ ۱۱۱۴ع مطابق سنہ ۵۰۸ هجری سے سنہ
۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ هجری تک باقی رهی *

سلطان بہرام کا بیان

یہہ بادشاہ عالم فاضلوں کا بڑا مشہور و معروف مربی تھا چنانچہ
نظامی شاعر جو فارسی کا بہت مشہور شاعر تھا اُسکے دربار میں حاضر رهتا
تھا چنانچہ منجملہ اپنی پانچ کتابوں کے جو خمسہ نظامی کے نام سے
شہرہ آفاق هیں ایک کتاب مسمی بوی پیکر بساطرخاطر اسی بادشاہ کے
اُسنے تصنیف کی تھی مگر انجام کار اس بادشاہ نے اپنی سلطنت کو جو
ایک عرصہ دراز تک سرسبز و قایم رهی تھی ایک ایسی بڑے کوتک سے
خراب کیا کہ اُسکے تدارک میں وہ آپ اور نسل اُسکی تباہ هوئی *

تفصیل اُسکی یہہ هی کہ جب سے مودود بادشاہ نے مکر و فریب
سے غور کے ملک پر قبضہ کیا تھا تب سے وہ ملک برابر غزنی کا صوبہ
چلا آتا تھا اور بہرام کے عہد سلطنت میں غور کا بادشاہ قطب الدین †
خود بہرام کا داماد تھا چنانچہ دونوں بادشاهوں میں کچھہ جھگڑا قایم
هوا یہاں تک کہ بہرام نے قابو پاکر اپنے داماد کو زهر دیا یا علانیہ قتل
کیا مگر قتل اُسکا اغلبیہ غالب معلوم هوتا هی کہ قطب الدین کے بھائی

---

† برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱ میں قطب الدین
سور کی جگہہ قطب الدین محمد غوری افغان لکھا هی

سلطان فرخزاد کا بیان

یهه بادشاه سلجوقوں کے مقابلہ میں کامیاب هوا اور اُسکو یهه توقع کامل تهي که وہ اُن ملکوں کو دو باره حاصل کرے جو اُسکے خاندانکي حکومت سے نکل گئے تهے مگر سلجوقوں کے سردار الپارسلاں کي بڑي دانشمندي سے وہ بادشاه روکا رها سنه ١٠٥٢ ع مطابق سنه ۴۴۴ هجري سے سنه ١٠٥٨ع مطابق سنه ۴٥٠ هجري تک فرخزاد نے کامراني کي *

سلطان ابراهیم کا بیان

جب که فرخزاد مرگیا تو ابراهیم اُسکا بهائي تخت نشین هوا یهه بادشاه بڑا عابد و زاهد تها چنانچه اُسنے تمام ایسے دعووں سے هاتهه اوٹهایا جنکي بدولت سلجوقوں سے لڑائي جهگڑے کرنے پڑیں اور اچهي طرح پاک صاف هوکر سلجوقوں سے آشتي کي اور اپني سلطنت کے بڑے زمانه کو جو سنه ١٠٥٨ ع مطابق سنه ۴٥٠ هجري سے سنه ١٠٨٩ ع مطابق سنه ۴٨١ هجري تک قایم رهي انشا پردازي اور مصحف نویسي میں صرف کیا اور چالیس بیٹے اور چهتیس بیٹیاں چهوڑ گیا *

سلطان مسعود ثاني کا بیان

یهه مسعود ثاني بڑے طنطنه کا بادشاه تها چنانچه اُسکے سرداروں نے گنگا سے آگے تک فوج کشي کي اور خود اُس نے قانون قاعدوں کو سوچ سمجهکر ایک معقول مجموعه مرتب کیا اور کئي سال اسکے عهد سلطنت میں لاهور اُسکي تخت گاه رها اور حکومت اُسکي سنه ١٠٩٨ ع مطابق سنه ۴٩٢ هجري سے سنه ١١١۴ ع مطابق سنه ٥٠٨ هجري تک قایم رهي *

سلطان ارسلان کا بیان

جب که مسعود ثاني کا انتقال هوا تو اُسکے ایک بیٹے ارسلاں نامي نے اپنے بهائیوں کو قید کیا اور آپ تخت دبا بیٹها یهه وہ زمانه تها که غزني

کے راجه نے خالي ميداں ديکهکر پنجاب پر حمله کيا جـ
هندوؤں کو بڑي‌بڑي پتاں پڑها کر آنکے دلوں کو بڑهايا يهانتـ
کو فتح کرکے لاهور کو آگهيرا مگر مسلمانوں کا وه اخير قلعه مـ
دلاوري سے محفوظ رها يعني اُنهوں نے اسے لوگوں کي اطاعت
جنکو کئي بار دباچکے تهے علاوه اُسکے مودود کے پهونچنے کي
قوي همت بهي هوگئے تهے مگر يهه اتفاق سے خبر جهوٹي نکلي
مودود اُس زمانه مين بطرف مغرب مصروف تها جهاں باوصـ
نئي رشته داري کے سلجوقوں کے ساتهه نئے نئے جهگڑے پيدا هوئے
نکلنے تک هندوستان ميں آنيکي فرصت نه نملي *

سلطان ابوالحسن کا بيان

جب که مودود نے وفات پائي تو اُسکے بهائي ابوالحسن نے
شير خوار بهتيجے کو قتل کيا اور آپ تخت نشين هوا مگر بعد اُس
دو برسکے اندر اندر اُسکے چچا ابوالرشبد نے اُسکو تخت سے اوتارا ابوالحسـ
کي سلطنت سنه ۱۰۴۹ع مطارق سنه ۴۴۱ هجري سے ليکر سنه ۱۰۵۱ع
مطابق سنه ۴۴۳ هجري تک باقي رهي *

سلطان ابوالرشيد کا بيان

ابوالرشيد نے پنجاب کو دوباره فتح کيا جسکو اُسکا ايک مُسلمان
سردار اُن پهلي خرابيوں کے وقتوں ميں دبابيٹها تها جو اُسکي سلطنت کے
پهلے پهلے واقع هوئيں تهيں مگر بعد اُسکے ايک سردار طغرل نامي
نے سبستان ميں بغاوت کي اور ابوالرشيد کو شکست فاحش دي سلطنت
آسکي سنه ۱۰۵۱ع مطابق سنه ۴۴۳ هجري سے ليکر سنه ۱۰۵۲ع مطابق
سنه ۴۴۴ هجري تک قايم رهي اور جب يهه باغي کامباب هوا تو بادشاه
بن بيٹها اور جو جو غزني کے بادشاه زادے اُسکے هاتهه آئے اُنکو گردن مارا
مگر چاليس دن کے بعد آپ بهي مارا گيا اور منجمله تين وارثوں سبکتگين
کے ايک وارث فرخ زاد نامي تخت نشين هوا جو اُس ظالم کے تيغ ظالم
سے مامون و محفوظ رها تها *

اور ہندوؤں کے ملنے جلنے سے مسلمانوں کے طور و طریقوں اور سمجھہ بوجھہ میں تغیر واقع ہوا تھا اور ایک نئي زبان یعني اُردو کي اصول قایم ہوئي اور ہندوستانکے حال کے مسلمانوں کے قومي چال چلن کي بنیاد پڑي غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا خاندان غزني کے باقي معاملونکا بیان کرنا چنداں ضرور نہیں *

جب کہ مودود کا باپ قتل ہوا تو وہ اُن دنوں بلخ میں موجود تھا اور جوں ہي کہ اُس نے باپ کي سناوني سني تو وہ مشرق کي طرف بہت جلد روانہ ہوا اور اپنے مخالفوں کو شکست فاحش دیکر قتل کیا بعد اُسکے سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۳ ہجري میں اپنے بھائي باغي کو گوشمالي دي مختصر یہہ کہ مودود کي حکومت سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۲ ہجري سے لیکر سنہ ۱۰۴۹ ع مطابق سنہ ۴۴۱ ہجري تک قایم رہي *

مودود کی عہد حکومت میں غزني کي تمام سلطنت فیروزمند سلجوقوں پر کھلي ہوئي تھي کوئي مانع مزاحم اُنکا نتھا مگر اُن فیروزمندوں نے مشرق کیطرف التفات نکیا اور اپني ممالک مقبوضہ کو چھوٹي چھوٹي چار سلطنتوں پر تقسیم کیا اور طغرل بیگ کو چاروں کا افسر قرار دیا ابو علي کو ہرات اور سیستان اور غور کي حکومت ہاتھہ آئي اور غزني والوں سے لڑنے کے لیئے اُسیکو † مقرر کیا گیا اور طغرل بیگ سلجوقوں کي بڑي فوج لیکر ایران کے مغربي حصہ اور بغداد و روم کي سلطنت پر چڑھائي کرنیکو روانہ ہوا یہي باعث تھا کہ مودود اپني دارالسلطنت یعني غزني میں قائم رہا اور ماوراءالنہر کو اُس نے دوبارہ فتح کیا اور اِس لیئے کہ اُسنے طغرل بیگ کي بڑي بیٹي سے اپني شادي کي تھي تو سلجوقوں کي لوٹ مار کا اُسکو کھٹکا باقي نرہا مگر جب کہ سنہ ۱۰۴۳ ع مطابق سنہ ۴۳۵ ہجري میں مودود اپني مغربي فتوحات میں مصروف و سرگرم تھا تو دلي

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰

تخت سے اوتارا گیا اور اُسکے بھائي محمد کو تخت نشین کیا گ
که محمد آنکھوں سے معذور اور معذوري کي وجهه سے کار و
سے مجبور تھا تو سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۲ هجري
بیٹے احمد کو سلطنت کا انتظام تفویض هوا چنانچه پهلا کام احـ
تھا که اُس نے اپنے معزول چچا کو قتل کیا *
مسعود دس برس سے زیاده زیاده تخت نشین رها اور باوصف
که اُسکے عهد سلطنت میں شور و فساد برپا رهے مگر علم و فضل کي
کرتا رها چنانچه علماء کي تعظیم و تکریم اور عالیشان عمارتوں کے ب
میں اُس نے یهه ظاهر کیا که وه محمود کا عمده جانشین هی *

مسعود کے بیٹے مودود کي سلطنت کا بیان

جس شکست سے مسعود کي سلطنت تباه اور خاک سیاه هوئي
اُسکي بدولت هندوستان کو بڑے فائدے حاصل هوئے اس لئے که اُس
شکست سے پهلے پهلے جو صوبه مسلمانوں کا هندوستان میں قایم تھا
مسلمان لوگ اُسکو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے مگر بعد اُسکے اُسکو بڑي
حکومت سمجھنے لگے اور قدر و منزلت اُسکي نزدیک اُنکے ثابت هوئي اور
جو واقعات اُسکے بعد واقع هوئے وه اِس تاریخ سے کچھه بهت علاقه نهیں رکھتے
یعني غزني کي حکومت میں وه هي انقلاب واقع هوئے جو ایشیا کي
حکومتوں میں هوتي رهتے هیں اور سوا اِسکے که اُن سے طبیعت پژمرده و
افسرده هوجاتي هی کچھه پند و نصیحت حاصل نهیں هوتي جو قضیئے
قضاے سلجوقوں سے هوئے وه غزني کي سلطنت کے مغربي حصه سے متعلق
تے اور جو هندوؤں سے جھگڑے بکھیڑے هوئے کوئي نشان اُنکا تاریخوں میں
ا نهیں چلتا ایشیا کے کسي مورخ نے اُنکا بیان نهیں کیا باوصف اِس بات
که یهه زمانه خاندان غزني کے زمانوں میں سے تحریر و بیان کے زیاده
تها اِسلیئے که اِسي زمانه میں مسلمانوں کي مستقل

کو مطیع و محکوم اپنا بنایا جو اُس زمانہ میں آتش پرستوں کے مطیع
و محکوم تھے غرض کہ زوال قوت اور تنزل دولت سے پہلے پہلے ایران کي
تمام سلطنت کو فارس کے سوا تحت حکومت کیا *

مسعود کا تخت سے اوترنا اور اُسکا جہاں سے گذرنا

بعد اُسکے مسعود کي سلطنت کا باقي زمانہ سلجوقوں کي لڑائي
بھڑائي میں صرف ہوا یہاں تک کہ سلجوق اپني زبان سے اُسکي غلامي
کا اقرار کیئے گئے اور باوجود اسکے مسعود کے سرداروں کو شکست فاحش
دیکر اُسکے ملکوں کو تاخت تاراج کیا اور نوبت یہاں تک پہونچي
مسعود اپني ذات سے لڑنے کو گیا اور مرو کے پاس پروس میں مقام ژندقا
یا وندناکن پر طغرل بیگ سے مقابلہ ہوا چنانچہ بعض بھگوڑے ترکو
کے بھاگ جانے سے عین میدان میں مسعود کو ایسي شکست فاحش
ہوئي کہ وہ لڑائي کو دوبارہ سنبھال نسکا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ ع مطابق
۴۳۲ هجري میں صاف مرو کو بھاگا اور وہاں پہونچکر ٹوٹي پھوٹي
فوج اپني فراہم کي اور جوں توں کرکے غزني کو واپس آیا بعد اُسکے حد
اُسکا ایسا پتلا ہوا کہ اسکا وهم گمان بھي نتھا کہ وہ اتني بڑي فوج اکھٹي
کرے کہ سلجوقوں سے بمقابلہ پیش آوے بلکہ اتني جمعیت بھي بہم
پہونچا سکا کہ اُسکے ذریعہ سے اُن فسادوں کي روک تھام کرسکے جو اُس
دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہو رہے تھے چنانچہ جب اُسنے
رنگ ڈھنگ اپني سلطنت کے دیکھے تو هندوستان کا قصد اس نظر سے
کہ وہاں جاکر جي کو ٹھکانے لگاوے اور اپنے کار و بار کو ٹھیک ٹھاک کر
مگر حال یہہ تھا کہ فوج کو قواعد کي پابندي نرہي تھي اور حکومت
رعب داب اُٹھہ گیا تھا غرض کہ جوں توں کرکے روانہ ہوا *

جب کہ وہ اٹک سے پار اوترا تو اُسکي خاص فوج نے جو خزانہ
محافظ تھي خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور جو پریشاني کہ بعد اُ
حاصل ہوئي نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ تمام فوج باغي ہوگئي اور مسعود

پر أنکو ترغیب دي یا مجبور کیا تها † مکر گمان غالب یهه
لوگ خاص ماوراالنهر میں محمود کے کچهه کچهه مطیع ره کر
پر حملے کرتے رهے اور محمود کي اخیر سلطنت تک یهي صور
قایم رهي مکر بعد أسکے خود محمود کے ملکوں کو لوٹنے لگے چنا
زمانه میں روک تهام أنکي کي گئي جیسا که پهلے مذکور هوچکا
مسعود کي سلطنت تک خراسان میں فوج سمیت داخل نهوسکے
اگرچه اس زمانه سے بهت عرصه پهلے خاص خاص ترک جیس
بغداد کے ترکي غلاموں کے پهره والی اور غزني والا الپتکین وغیره
آپ هي آپ أن سلطنتوں کو دبا بیٹهے جنکے وه لوگ ملازم تهے مگر ا
زمانه میں دریاے اکسیس کے جنوب میں ترکوں کے جس گروه نے پهل
پهل قبضه حاصل کیا تها وه سلجوقوں کا گروه تها ،اور بعد أسکے اگرچه
چنگیز خاں اور تیمورلنگ نے بڑے بڑے حملے کیئے اور بڑي بڑي فتوحات
حاصل کیں مکر سلجوقوں کي فتوحات بهي أن بڑے درجوں پر صرف اس
باعث سے پهونچیں که منجمله أنکي شاخوں کے ایک شاخ کا بڑا رکن اب
بهي قسطنطنیه کے تخت سلطنت پر قابض هے ‡ *

سلجوقوں کا مسعود سے لڑنا

جب که مسعود کے عهد سلطنت میں سلجوقوں نے خراسان پر حمله
کیا تو پهر دوباره گونه دقت پیش آئي تهي مکر أسکے رفع دفع کے لیئے خاص
مسعود کو دوڑ دهوپ کي ضرورت نپڑي تهي اسلیئے صوبه مکران کے مطیع
کرنیکي فرصت ،أسکو هاتهه آئي تهي چنانچه سنه ۱۰۳۱ ع مطابق سنه
۴۲۲ هجري میں أسنے اس صوبه کو فتح کیا اور اگلے تین برسوں میں یعني
سنه ۱۰۳۴ ع مطابق سنه ۴۲۵ هجري تک مازندران اور گرگان کے صوبوں

---

† محمود نے سنه ۱۰۲۱ ع مطابق سنه ۴۱۲ هجري میں هندوستان کے ایک
کي حکومت پر امیر بن قادر سلجوق کو چهوڑا تها
‡ ڈي گگنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۹۰

شہزادہ تخت نشین ہوا اور تمام سلطنت پر دخل و تصرف کیا مگر مسعود نے حکومت مزاجی اور سینہ‌زوری دلاوري اور ذاتي قوتوں اور سپاہیانہ جودتوں کے باعث سے بہت زیادہ مشہور و معروف اور نہایت معزز و ممتاز ہوا اور حقیقت بھي یہي تھي کہ وهي بہادر نامدار آیندہ زمانہ کے لیئے حکمراني اور فرماندهي کے شایاں و سزاوار تھا چنانچہ محمد کے تخت نشین ہوتے ہی یہہ امر ظہور میں آیا کہ بہت سي فوج اُسکي مسعود کے پاس چلي گئي اور جب کہ مسعود اصفہاں اپني حکومت گاہ سے غزني کے آس پاس پہونچا تو رهي سہي فوج بھي نمک حرامي پر آمادہ ہوئي یہاں تک کہ محمد گرفتار ہوا اور آنکھوں سے لاچار اور قید کیا گیا اور مسعود اپنے باپ کي وفات سے پانچ مہینے کے اندر اندر تخت نشین ہوا *

مسعود کي سلطنت اور سلجوقوں کي ترقي کا بیان

اس نئے بادشاہ یعني سلطان مسعود کو اپنے حال و صورت کے دیکھنے سے یہہ ضرورت پیش آئي کہ اپني تمام عقل و ذہانت کو جسمیں شہرہ آفاق تھا کام و کاج میں صرف کرے اور باعث اُسکا یہہ ہوا کہ سلجوقوں کے زور و قوت نے ایسي بڑي ترقي پائي تھي کہ اُسکے بڑھنے سے مسعود کي سلطنت کو اُن خطروں کا کھٹکا پیدا ہوا تھا جو انجام کار اُسپر عاید ہوئے *

سلجوقوں کے خاندان کي حقیقت صاف صاف اسلیئے دریافت نہیں کہ اُسکي ابتدا کي تاریخ مختلف طوروں پر بیاں کي گئي هے مگر منجملہ اُنکے یہہ بیان زیادہ قرین قیاس هی کہ جس سردار کي بدولت اُس خاندان کا خطاب قایم هوا وہ کسي بڑے تاتاري بادشاہ کا بڑا عہدہ‌دار تھا اور جب کہ اُس سردار سے وہ بادشاہ ناخوش هوا تو وہ اپنے رفیقوں سمیت جونڈ کو چلا گیا جو دریاے جکسر تیز کے بائیں کنارہ پر واقع هی بعدہ اُسکے بیٹے محمود کے مطیع ہوئے اور بعضوں کا بیان یہہ هی کہ خود محمود نے دریاے اکسیس کي جانب خراسان کے جنوب میں آباد ہونے

واضح هو که محمود کي سلطنت کا ملکي انتظام ایرانیوں
انجام پاتا تها چنانچه دو مشهور وزیر اسکے یعني ابوالعباس
میمندي خاص ایراني تهے اور ایسا معلوم هوتا هی که وه
وزیر بڑے بڑے ترکي سپه سالاروں سے بغض و عداوت رکهتے تهے
انکے ابوالعباس جیسا کام کاج مس هوشیار چالاک تها ویسا عالم فاضل
اور اسي لیئے اسنے یهه عام رواج دیا تها که تمام سرکاري کاغذ فارسي
لکهے جاویں مگر احمد میمندي نے مستقل دستاویزوں میں عربي تحریر
دوباره رواج دیا تها اور غالب یهه هی که وه دستاویزیں بادشاهي فرمان ا
ایسے کاغذ تهے جو بلاد یورپ مبں بزبان رومي لکهے جاتے هس *
اگرچه ایرانیوں نے هندوستان کو کبهي فتح نهس کیا مگر اسي باعث
سے هندوستان کے تمام کار و بار مس فارسي‌زبان ایران هي سے هندوستانمیں
رایج و مستعمل هوئي اور جسقدر که فراسیسي‌زبان یورپ میں بولي‌جاتي
هي اس سے بهت زیاده فارسي هندوستانمیں مروج ومستعمل هی یهانتک
که خاص هندوستان کي بولي یعني آردو کا بڑا رکن بهي فارسي زبان سے
حاصل هوتا هی اور اردو کي اصل هندي بهاکا هی جو هندوستان میں
کبهي بولي جاتي تهي *

چوتها باب

غور و غزني کے خاندانوں کے دوسرے بادشاهوں کا بیان

سلطان محمد کا بیان

محمود نے دو بیتے چهوڑے چنانچه منجمله انکے شاهزاده محمد نے
نیک مزاجي اور کمال شایستگي سے باپکو اسقدر راضي کیا تها که
اسکے بهائي مسعود پر ترجیح اسکو دي تهي جو نهایت تند مزاج
خشمناک تها یهاں تک که اپنے جیتے جي اسکو جانشین اپنا قرار دیا
انکے بعد اسکے سنه ۱۰۳۰ع مطابق سنه ۴۲۱ هجري

چنے چنے سوار چون هزار محمود کي وه عمده فوج تهي جو اُسکے مرنے سے چهه برس پهلے فراهم هوئي تهي مگر اِسقدر فوج ایسي بڑي سلطنت کي نسبت بهت تهوڑي تهي زنهار اُسکے برابر نتهي بلکه یهه گمان غالب هی که کهیں کهیں خاص خاص موقعوں پر نئي بهرتي کي ضرورت پڑتي هوگي *

اگرچه محمود کي فوج میں هندوؤں کے شمول و شرکت کا مذکو[ر] پایا نهیں جاتا مگر یهه بات بلا شبهه پائي جاتي هی که جب سلطان ک[ا] انتقال هوا اور بعد اُسکے بڑے بڑے انقلاب غزني میں واقع هوئے اور بڑي بڑي صورتیں پیش آئین تو وه بهت سے هندو سوار آنمیں شریک و شامل ته[ے] جوسیوندراے کي تحت حکومت رهتے تهے اور اس سے صاف واضح هی ک[ه] جب تک محمود بقید حیات رها تب تک هندوؤں سے کام خدمت لین[ا] رها اور دین و مذهب کا کچهه ملاحظه نکیا *

اگرچه ترک اُس زمانه میں بت پرستي کرتے تهے مگر باوصف اسک[ے] اگر تمام نهیں تو اکثر لوگ اُسکي فوج کے مسلمان تهے هاں اِسمیں کچهه شک شبهه نهیں که جب لونڈي غلام خریدے جاتے تهے تو خریدنے [ک]ے ساتهه هي اُنکو مسلمان کیا جاتا تها علاوه اُنکے آزاد ترک لوگوں کي دیکها دیکهي غالباً مسلمان هوتے هونگے بلکه بعض بعض ترکوں [کے] بڑے بڑے گروه بهي مسلمان هونے لگے تهے مگر مسلمان هونے [پر] بهي هندوؤں کي مانند اُن ناموں کا رکهنا نچهوڑا تها جو کفر کے زمان[ه] میں رکهتے تهے اور یهي بڑا باعث هی که اُنکے دین مذهب کي چهان بین ایسي سهل و آسان نهیں جیسے که علاوه اُنکے اور اُن قوموںکي آسان هو جو مسلمان هوگئیں † *

---

† کهتے هیں که سلجوق خود مسلمان هوگیا تها چنانچه ثبوت اِس بات [کا] اُسکے بیٹوں کے ناموں سے بخوبي هوتا هی جو محمود کے زمانه میں موجود ت[هے] یعني میکائیل اور اسرائیل اور موسی نام اُنکے تهے اور بعضے مورخ بجاے موسی یونس قایم کرتے هیں مگر نام اُسکے پوتے کا جو بڑا مسلمان تها طغرل تاتار اور اُسکے مشهور جانشین کا نام الپ ارسلاں تها

همارے قیاس میں یہہ ایا هی که محمود کي حکومت کہلے
نوي اور پہاروں مں ضعف هوگي *
جو دخل و مہارت که مذکورہ بالا قوموں کو حکم و حکو...
حاصل هوگي اُنکے حالات کے دیکھنے بھالنے سے وہ قیاس مں اس...
اور کچھہ تھورا بہت اُسکو سمجھہ سکتے هیں *
دین و مذهب کے قانون و قاعدے پہلے پہل عرب والوں نے
کیئے مگر خاص خاص مقاموں کی رسم و رواج سے کچھہ کچھہ بدل...
گئے غرض که عرب والے قانونوں کے موجد اور گروهوں کے پیشوا اور
قابل تھے *
محمود اپني خاص حفاظت کے لئے چوکي پہرا رکھتا تھا اور
پہرہ والوں کو خاص اپنے پاس سے سواري کے گھورے دیتا تھا اور هم قیاس
کرسکتے هیں که یہہ پہرہ والے تمام ترکی غلام اور سر اُسکي فوج کا بہت
بڑا ٹکڑا وہ متفرق گروہ تاتاري سواروںکے هونگے جو اکسیس کے پار بستے تھے
چنانچہ ایک موقع پر صرف پانچہزار عربی سواروں کا مذکور ایا ثاني
جابجا افغانوں اور خلجیوں کے بڑے بڑے گروہ مذکور هوئےهیں مگر حالات
متعلقه کے ملاحظه سے یہہ نتیجه حاصل هوسکتا هی که محمود کی فوج
اُسکي سلطنت کے تمام حصوں سے بھرتي کی گئی اور کسي طرح کي تمیز
و تفریق ظاهر مں نہیں اتی خواہ ایک ایک ادمی بھرتي هوا یا چھوٹے
چھوٹے گروہ بھرتی کیئے گئے هوں هاں یہہ بات ضرور تھی که فوج کے
تمام افسروں کو خاص اُسی نے جانچ تولکر مقرر کیا تھا خاص خاص
...صوبونکي امدادی فوجیں اُنکے حاکموں کے زیر حکومت تھیں اور علاوہ اُن
...پہاري لوگوں کے جو خود فوج مں داخل و شامل تھے پہاریونکے بہت سے
...مند گروہ اپنے موروثی سردارونکی حکومت کے تلے کام کاج کرتے تھے باقي
...سالا نان چپے چپے افسروں کے قبضوں مں تھیں اور اُنکے ناموں سے
...واضح هوتا هی که وہ تمام افسر ترکي تھے *

و تصرف قایم هے علم اِنشا اور کسیقدر دقیق علموں کے پهیلانے کے لیئے
زبان ذریعہ هوگئي تهي یہاں تک کہ اب بهي وہ بان اون علموں کي
و تعلم کا وسیلہ هی *

محمود کي حکومت سے مختلف قوموں کے مختلف تعلقوں کا بیان

واضح هو کہ تمام مذکورہ بالا قومیں محمود کي اطاعت مختلف
ختلف درجوں پر کرتي تهیں اور اُسکي حکومت سے طرح طرح کے تعلق
تي تهیں *

شہروں اور میدانوں کے رهنے والے جہاں عرب اور ایراني اور
سے چهوتے چهوتے گروہ ترکوں کے بستے تهے جوکہ ایک مدت سے خاص
خاص خطوں سے متعلق تهے محمود کي اطاعت پوري پوري کرتے تهے
ور غالب یہہ هی کہ پہاڑي لوگ بهي مختلف درجوں کي اطاعت
کرتے تهے چنانچہ پورے پورے تابعداروں سے لیکر اُن لوگوں تک فرمان
بردار اُسکے تهے جو خود مختاري کے قریب قریب تهے اگرچہ بجاے
خود پورے خود مختار نہ تهے ترکوں کے بڑے بڑے گروہ سلجوقوں کي مانند
ایسے خانہ بدوش لوگ تهے کہ جہاں کہیں وہ رهتے تهے وهاں سے چنداں
علاقہ واسطہ نرکهتے تهے چنانچہ جو ایک پشت اُنکي کبهي کبهي دریاے
آمور پر پڑي هوتي تهي وهي دریاے والگا پر پڑاو ڈالتي تهي باقي سلطان
محمود سے علاقہ کي صورت یہہ تهي کہ اُنکا تعلق خاص اُنکے سرداروں اور
کار گزاروں کي راے و مرضي پر موقوف هوتا تها اور وہ تعلق ایسا ناپائدار
هوتاتها جیسا کہ ایسي صورتونسے قیاس میں آتا هی مگر یہہ بات ضرور هی
کہ محمود کے عہد سلطنت میں عموماً مطیع هونا اُنکا معلوم هوتا هی *

هندوستان کا وہ تهوڑا حصہ جو محمود کے دخل و تصرف میں
داخل تها شاید ایسے تهوڑے دنونکا فتح کیا هوا تها کہ حدود اُسکي حکومت
کي اُسکے مقدار و وسعت کي نسبت بطور معقول قایم نهونکي چنانچہ

کے لوگ انٰ کاموں سے بخوبيٰ واقف نتهے چنانچه جب ایرانیو
اسلام قبول کیا تو بڑے بڑے ذي اختبار عهدوں پر معزز و مم
لگے یهانتک که ابو مسلم جسنيٰ عباسیوں کو تخت نشینٰ کی
اصفهان کا رهنے والا تها اور منجمله مشهور خاندانوں کے برمي
مشهور خاندان بلخ کے ایرانیوں میں سے پیدا هوا تها معلوم هوتا
عرب کي فتح پر تهوڑا عرصه گذرا تها که ایرانیونکو خود مختاري اور آزادي
بلند نظري سوجهي اگرچه اصل و حقیقت میں طاهر عربي نژاد تها
جب که وه باغي هوا تو ایرابي لوگ اُسکے مدد و معاون هوئے باقي ب
صفري اور بني دیلم اور غالباً † بني سامان بهي ایراني هي تهے مگر جس
زمانه کي تاریخ هم لکهتے هیں اُس زمانه میں ایک محمود ایسا بادشا
بحر جکسرتیز اور بحر فرات کے درمیان میں هوا جو ایراني نژاد نتها*
ایرانیونکی چال چلن کي خوبي اور اوقات بسري کے طریقونکي شایستگي
کے باعث سے دور دراز کے رهنے والوں کے لیئے چال ڈهال انکے نمونه، تهوڑے
اور زبان اونکي عربي لفظونکے ملنے سے بهت وسیع هوگئي اور اِس زمانه سے
کوئي تهوڑے دنوں پهلے تمام ایشیا کے ملکوں میں جهاں جهاں مسلمانونکا

† واضح هو که بني ساماں عموماً ترک سمجهے جاتے هیں مگر حقیقت یهه هی
که جب اُنکے مورث اعلی کو مامون رشید کے سامنے شهر مرو واقع بلاد خراسان میں
حاضر کیا گیا تها تو یهه بات ثابت هوئي تهي که وه نه خود ترکي هی اور نه ترکي
غلام هی بعد اُسکے ایسے زمانه میں که دوسرے خاندان کے لوگوں کو گبریس سے نسل
کے قایم کرنے میں کچهه فخر و عزت بهي تهي اس خانداں یعني بني سامان نے یهه
دعوے کیا که همارا مورث اعلی خاص ایراني تها اور باوصف اسکے که ڈي گگنیز صاحب
نے تمام تاتاري قوموں کے حال و احوال کي یهاں تک تحقیق کي که ایسے ایسے خاص
اص ترکونکو چهانا بینا جیسے که خاندان غزني کے لوگ تهے مگر بنيِ سامان کے ترکي هونیکا
وی نهیں کیا غرض که بني سامان خواه بخارا سے آئے هوں یا بلخ سے آکر بسے هوں
ر اِن دونوں ملکوں کے مستقل باشندے ایراني هیں علاوه اسکے جو اُنهوں نے ایراني
یعني فارسي زبان میں پهلے پهلے بهت سي کوششیں کیں تو اُس سے بهي ثابت
هی که نسل اُنکي ایراني تهي

هوئے تھے یہاں تک کہ ایران اور چین کے تاتاریوں میں شکل و شمائل
کا اشتراک باقی نہیں *

اگرچہ صورتیں بدل گئیں مگر طبیعتوں میں کسیقدر خصوصیت باقی
ہی جس سے قومی عادات اُنمیں پائی جاتی ہیں یہانتک کہ جب زیادہ
شایستہ قوموں کی اخلاق و عادات سے اُنکے طور و طریقوں میں تہذیب اور
شایستگی حاصل ہوتی ہی تو یورپ والوں کی سی دلاوری اور کار روائی
ایشیا کی اور قوموں کی نسبت اُن میں زیادہ پائی جاتی ہی *

مگر یہہ بات واضح رہے کہ جن تاتاریونکا حال ہم بیان کرتے ہیں
اونکی عادات خاص ایرانیوں کے بوجھہ دباو سے قایم ہوئیں اور حقیقت
یہہ ہی کہ ایرانی لوگ ایسے ہیں کہ جن لوگونکو اُنسے لگاو پیدا ہوا تو
اونکے عادات واخلاق کی تاثیر اون لوگوں پر ضرور ہی پڑی *

ایرانیوں کا بیان

علاوہ اُس تیز فہمی اور چالاکی کے جو عربوں اور تاتاریوں کی مانند
ایرانی لوگوں میں پائی جاتی ہی ہندوؤں کی کاہلی اور فن و فریب بھی
اُنکو حاصل ہی اور باوجود اِسکے بہت سی ایسی ایسی استعدادیں رکھتے
ہیں جو خاص اُنہیں لوگوں سے مخصوص ہیں چنانچہ وہ لوگ ایسے
شوخ شنگ اور چلبلی طبیعتوں کے آدمی ہیں کہ باوصف اِسکے کہ بڑے
بڑے ظالم بادشاہوں کے زیر حکومت رہے سہی اور ظالموں کی حکومت
کے مارے ہمیشہ افسردہ پژمردہ پڑے رہے مگر اوصاف مذکورہ کی وجہہ
سے دنیا کی تاریخ میں ایسی قدر و منزلت پیدا کی کہ اُنکی تعداد و
کثرت اور قوت و دولت کی مناسبت سے نہایت زیادہ تھی *

یہہ گمان غالب ہی کہ جب عرب والوں نے ایران کو فتح کیا تو
ایرانی لوگ اپنے ملک کے مالی ملکی کاموں میں پہلے ہی سے مہارت
رکھتے ہونگے اور وہ کام اُنکے ہاتھوں سے انجام ہوتے ہونگے اس لیئے کہ عرب

ایسي سختیاں اوتهاتے تهے جیسي اُن لوگوں کو اُٹهاني پڑتي
اُونٹوں کو جنگل جنگل لیئے لیئے پهرتے هیں وہ لوگ شہروں م
تهے اور اپنے بادشاهوں کي سلطنتوں کے چهوٹے چکلے هونے سے ایسي
میں مبتلا تهے جو دشمنوں کے بہت پاس پروس هونے سے لاحق
هیں *

یہي باعث تها کہ اُن لوگوں میں کوئي بات ایسي پائي نجاتي
جسکي بدولت سمجهہ بوجهہ انکي کچهہ درست هوجاتي یا اپني سـ
مختاري کا خیال اُنکے دلوں میں پیدا هوتا اگرچہ عرب والوں کي طر
بہادر اور جفا کش تهے مگر معلوم هوتا هی کہ عرب والوں کي چالاک
طبیعتوں کي نسبت اُنکي طبیعتیں کند اور خراب تهیں سرداروںکي ضرورت
سے آپس میں لرتے پهرتے تهے اور دائمي جوش کے جهگڑوں بالکل تهنڈے
تهے اور جو بیرحمیاں اور ظلم اُنسے صادر هوتے تهے وہ دین کے تعصب یا
اسلام کي ضرورت سے نہوتے تهے بلکہ محض نادانی اور بےوقوفي سے
هوتے تهے هاں یہہ بات ضرور تهي کہ اُنکے آپس میں اتفاق اور اخلاق
کا برتاؤ اچها تها اور وہ برتاؤ اُنکے برے ارادوں اور کهوٹي خواهشوں سے
بہت مغلوب نہیں هوتا تها *

جن ملکوں کو عرب والوں نے فتح کیا وهاں نشان اپنے مضبوط و
مستحکم اُنهوں نے چهوڑے چنانچہ دین و قانون اور علم و حکمت کي صورتیں
اُنکي بدولت بدل گئیں اور اُنکي رعایا اور مریدوں نے اُنکے اچهے برے وضعوں
کو یہاں تک اختیار کیا کہ هم جہاں کہیں کسي مسلمان کو دیکهتے هیں
تو اُسمیں عرب والوں کي سي سختي سینہ زوري اور رشک و حسد اور
سیقدر مہماں نوازي فیاضي کا نشان پتا ضرور پاتے هیں برخلاف اُنکے
ـاري لوگوں نے نہ کوئي دین اپنا قائم کیا اور نہ کسي علم و هنر کو رواج
اور قطع نظر اِس سے کہ وہ اور لوگوں میں اپنے عادات و اخلاق کے
ـدا کریں آپ اُن قوموں سے بہت خلط ملط هوگئے هیں

ور بڑا فخر و وقار حاصل ہوا تھا چنانچہ محمود کے مرتے ہی ایشیا کے
ڑے حصہ پر وہ لوگ قابض و متصرف ہوگئے *

اگرچہ اصل و حقیقت میں خاندان غزنی کے لوگ بھی ترکی نژاد
ھے مگر اُنپر اور بادشاہی خاندانوں کی نسبت جو اُنکے معاصر تھے
اُن کے ہم وطنوں یعنی ترکوں کا رعب داب کم تھا چنانچہ منجملہ
اُنکے الپتگین ایک غلام تھا جو خراسان کا حاکم ہوگیا تھا اگرچہ تھوڑے
سے غلام اور آزاد ترک اُسکی خدمت میں رہتے تھے مگر بہت سے لوگ
اُسکی فوج کے اور تمام رعایا اُسکی خاص غزنی کے پاس پڑوس کے
رہنے والے تھے اور خود محمود ایک ایرانی عورت کے پیٹ سے پیدا †
ہوا تھا چنانچہ زبان اُسکی ایرانیوں کی زبان اور طور اسکے اُنکے
طوروں سے مطابق و موافق تھے علاوہ اُسکے ماوراءالنہر کے فتح ہونے پر
بہت سے ترک اُس پاس کے رہنے والے آگئے ہونگے اور اس لئے کہ قرب و
جوار کے ملکوں میں فخر و اعتبار اُنکو حاصل تھا تو محمود کی سلطنت
میں بات اُنکی زیادہ بن پڑی ہوگی *

تاتاریوں اور ترکوں میں خانہ بدوش قوموں کے موجود ہونے سے
یہہ بات سمجھہ میں آتی ہی کہ اِن دونوں گروہوں میں کچھہ نہ کچھہ
مشابہت ہوگی مگر جب دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا تو پوری پوری
حقیقت کھل جاویگی *

مسیح علیہ السلام کی تیرھویں صدی سے پہلے تاتاریوں کا بہت پرانا
حال جو کچھہ موجود ہی اُس سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ وہ لوگ
ظالم حاکموں کی حکومت تلے بڑے بڑے گروہ تھے اور غیر مزروعہ زمینوں
میں جو بالکل بنجر ہی تھیں بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور قوتوں کے مارے

† محمود کی ماں زابل کی رہنے والی تھی جو کابل کے جنوب میں واقع ہی
اور آغاز اُسکی حدوں کا غزنی سے اور انجام اُسکا سیستان کے حدود پر پورا ہوتا ہی
شاید سیستان بھی اُسمیں شامل ہی

جواھر کے سات پیمانہ اُسنے جمع کیئے تھے تو اُسنے پکار کر یہہ بات کہی کہ بخدا تعالی کا ہزار شکر ھی کہ جواھر کے پورے سو پیمانہ خدا نے مجھکو عنایت فرمائے *

محمود کے دربار اور سپاہ کا بیان

جو بادشاہی خاندان محمود کے بعد ھندوستان میں ہوئے اُن خاندانوں کی اصلیت خاص غزنی کے دربار یا اُسکے قرب و جوار سے متفرع ہوئی مگر اسباب کا بڑا انسوس ھی کہ غزنی کے دربار اور نیز اُسکے آس پاس کے رہنے والوں کے چال چلن اور اطوار و اخلاق پر راے لگانیکے لیئے بہت تھوڑے حالات ہمارے پاس موجود ہیں *

فتوحات عرب کے زمانہ سے کابل وغیرہ کے بہت سے حالات اس زمانہ تک متغیر و متبدل ہوگئے تھے اور پہلے حکام اور دولتمندوں کی نسبت مختلف لوگ اپنا اپنا تسلط رکھتے تھے اگرچہ بہت سے عرب اب بھی سپاہی یا حاکم تھے مگر حقیقت یہہ تھی کہ وہ نسل کی ضرورت سے عرب کہلاتے تھے دربار اور فوج میں ترکی لوگ بہت بھرتی تھے اور باقی تمام لوگ اور کل رعایا ایرانی تھی *

ترکوں کا بیان

واضح ہو کہ ترک غزنی میں دولتمندوں کی طرح نہ آئے تھے بلکہ جب ماوراءالنہر فتح ہوچکی تو لونڈی غلاموں کی طرح جنوبی ملکوں سے لائے گئے تھے یہاں تک کہ مستقل بادشاہوں نے اُنکی دلاوری بہادری اور فرمانبرداری وفاداری اور علاوہ اُسکے خود ملک سے بھی اُنکی بیگانگی بے تعلقی دیکھہ کر اُنکو اعتمادی اپنا قرار دیا تھا اور یہی باعث تھا کہ وہ عموماً ہر کام میں دخیل تھے غرض کہ نوبت یہانتک پہونچی تھی کہ بعض بادشاہوں نے اپنی ذات خاص کا چوکی پہرا بھی بتفویض اُنکو کیا تھا اور بعضوں نے بڑے بڑے عہدوں پر اُنکو سرفراز فرمایا تھا حاصل یہہ کہ اُس ملک میں جہاں عرب کی سلطنت پہلے ہوچکی تھی ترکی لوگوں

ر چہپایا چنانچہ وہ اسکے گھر میں پہونچا اور دونوں سیاہ کاروں کو سوتے
پایا اور چراغ کو گل کیا اور مرد کا قصہ ایک ہاتھہ میں پاک کیا بعد
اُسکے چراغ طلب کیا اور اُس نابکار کا منہہ دیکھکر خدا کا شکر ادا کیا اور
پانی مانگا اور خوب ڈگڈگا کر پیا اور جب کہ اُس گنوار کو اپنی حرکتوں
سے متحیر پایا تو اُس سے یہہ بیان کیا کہ ایسے بیباک مجرم کی نسبت
مجکو یہہ شبہہ تہا کہ شاید وہ میرا بہتیجا ہی اور چراغ اسلیئے گل کیا
تہا کہ شاید محبت کے باعث سے دادرسانی میں کوئی قصور واقع ہووے
مگر اب دریافت ہوا کہ یہہ مجرم اور آدمی ہی اور جو کہ میں نے یہہ
سخت قسم کہائی تہی کہ جب تک تیری داد ندونگا تب تک کہانے
پینے سے آشنا نہونگا چنانچہ پیاس کے مارے میری یہہ نوبت پہونچی
تہی کہ ہونٹ پپڑا گئے تہے اور نہایت بیتاب ہوگیا تہا *

علاوہ اسکے ایک اور حکایت اُسکی ایسی بیان کی گئی کہ اُس سے
صاف واضح ہوتا ہی کہ رعایا کے فرض ادا کرنے کا بہت خیال اُسکو رہتا تہا
چنانچہ عراق کی فتح پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ عراق کے مشرقی
جنگل میں سوداگرونکا ایک قافلہ لٹ گیا اور منجملہ اُنکے ایک سوداگر
کی ماں جو وہاں کام ایا تہا غزنی کو فریادی آئی اور جب کہ فریاد اُسکی
سنی اور محمود نے یہہ عذر پیش کیا کہ ایسے دور دراز ملکوں میں پورا
پورا انتظام ممکن نہیں تو اُس عورت نے کمال دلیری سے جان ہارکر یہہ
بات کہی کہ جب تجہہ سے دور دراز ملکوں کا انتظام اچہی طرح نہیں
ہوسکتا تو پہر کسلیئے اُن ملکوں کو تو فتح کرتا ہی جس پر بندوبست اور
قابو تیرا نہیں اور یہہ خوب یاد رہے کہ قیامت کے روز اُنکی حفظ و حراست
کی جوابدہی کرنی پڑیگی غرض کہ محمود اس ملامت سے بہت نادم
ہوا اور اُس عورت کو بہت کچہہ دیکر راضی کیا بعد اُسکے قافلوں کی حفظ
و حراست کے لیئے بڑا بندوبست رکہا *

شاید کہ محمود اسقدر دولتمند تہا کہ کوئی بادشاہ آج تک اُسکی
برابر نہیں ہوا اسلیئے کہ جب اُسنے کسی پہلے بادشاہ کا یہہ حال سنا ک

باوجود اُس خونریزي اور تکلیف اور مصیبت کے جو اُسکي بدولت ظہور میں آئي یہہ واضح نہیں هوتا که وہ بادشاہ ظالم تھا اسلیئے کہ هم اُسکے دربار اور خاندان کے وہ ظلم و قتل نہیں سنتے جو اور خود مختار بادشاهوں کے درباروں اور خاندانوں میں واقع هوئے هیں اور اُسکے عہد کي ایسي سزاؤں کا حال بھي مندرج نہیں جو خلاف انسانیت سمجھي جاویں یہاں تک کہ جب باغي لوگ عفو تقصیر اور سرفرازي کے بعد پھر بھي بغاوت کرتے تھے تو قید کے سوا کوئي سخت سزا نہ اُٹھاتے تھے محمود متوسط اندام اور مناسب الاعضا اور ورزش گیر تھا مگر چیچک نے اُسکو اسقدر کھایا تھا کہ وہ عین شباب میں رنگ و روپ کي طرف سے افسردہ پژمردہ رهتا تھا یہاں تک کہ ایک بار اُسکو یہہ خیال آیا کہ ایسي عمدہ عمدہ کام کرنے چاهیئیں جنکي خوبي صورت کي زشتي کو مٹادے † *

معلوم هوتا هی کہ محمود خوش اخلاق تھا اور اپنے رفیقوں اور ملازموں سے اچھي طرح رهتا تھا *

حکایت مفصلہ ذیل سے واضح هوتا هی کہ سپاہ کو پابند قواعد رکھنے میں نہایت سرگرم تھا جو سپہسالار کي بڑي خوبي هی بیان اُسکا یہہ هی کہ ایک گنوار ایکدن اُسکے قدموں پر گرا اور اُس سے یہہ شکایت پیش کي کہ فوج کے ایک افسر نے میري جورو سے لگاوٹ کي اور مجکو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہہ ستم اُسنے کئي مرتبہ کیا اور میري داد فریاد کي پروا نہیں کرتا محمود نے اسکو یہہ هدایت کي کہ فی الحال خاموشي مناسب هی مگر اب جب کبھي تیرے گھر وہ شخص آوے تو اسیوقت اسکي اطلاع کرنا غرض کہ جب تیسرے دن وہ گنوار پھر آیا تو محمود اپني تلوار اُٹھاکر اسکے ساتھہ هوا اور ڈھیلے ڈھالي جغہ میں آپ

کر قبول کیا اور سارٹیفکٹ سلطاني اُسکو عنایت فرمایا اُسمیں یہہ لکھدیا کہ یہہ شخص پکا مسلمان هی

† ڈي هربیلاٹ صاحب برایس صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشتہ

شاید کہ اُسکے جہادوں میں نہایت ناپسندیدہ بات وہ ہی جسکو ایک مسلمان مورخ نے لکھا ہی اور پرایس صاحب نے اپنی تاریخ میں اُسکا حوالہ دیا بیان اُسکا یہہ ہی کہ جو قیدي ہندوستان سے گرفتار ہوکر گئے تھے وہ اس کثرت سے تھے کہ لونڈي غلاموں کو سوا دو دو روپیہ بھي کوئي خرید نکرتا تھا *

مسلمان مورخ محمود کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دھریہ ہونیکا عیب لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کسي قسم کي شہادت کو نمانتا تھا اور عاقبت کے معاملہ میں متردد تھا اور جو کہاني کہ اُنہوں نے لکھي ہی اُسکے اخیر سے یہي بات ثابت ہوتي ہی چنانچہ اُسنے جب یہہ دیکھا کہ میں حد سے بہت بڑہ گیا اور لوگ اُس سے بے اعتقاد ہوگئے تو اُسنے یہہ مشہور کیا کہ میں نے پیغمبر علیہ‌السلام کو خواب میں دیکھا اس ایک فقرے سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو رفع کیا *

ہاں یہہ بات تحقیق ہی کہ اُسکو اپنے مذہب کے قاعدوں پر کمال توجہہ تھي چنانچہ اُسنے سچے خلیفہ سے ہمیشہ رفاقت برتي اور جو پیغام اور تحفہ کہ جھوتے خلیفہ نے اُسکو مصر سے بھیجا وہ اُسنے قبول نکیا اگرچہ اُسنے ایسے جھوتے لوگوں کو اوبھر نے ندیا جو دین کے پیرایہ میں برے برے کام کرتے تھے مگر سچے دینداروں کا کمال ادب‌بھي کرتا رہا † *
کوئي لڑائي ایسي نہیں جسمیں یہہ بیان نہو کہ اُسنے سجدہ میں خدا سے دعا نہ مانگي اور اپني فوج پر خدا کي رحمت نچاہي ہو ‡ *

---

† اورنگ زیب کا خط مندرجہ رجسٹر تحقیقات ایشیا بابت سنہ ۱۸۰۱ع کے صفحہ ۹۲ کا ملاحظہ کیا جاوے

‡ تاریخ فرشتہ اور روضۃ‌الصفا میں ایک حکایت لکھي ہی جس سے محمو[د] کے اسلام کي حقیقت کھلتي ہی وہ یہہ ہی کہ نیشاپور کے ایک باشندہ کو دھریہ ہو[نے] کا اتہام لگاکر بادشاہ کے روبرو لائی اُس نے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میں دولتمن[د] ہوں دھریہ نہیں ہوں اب آپ میري آبرو کو ضرر نہ پہونچاویں اور بیجا اُسکے مال و دولت ضبط کریں پادشاہ نے اُس کي یہہ بات اچھي طرح سني اور رشو[ت]

اُسکے دل میں سمائي هوئي تهي مگر اُس مطلب کے پورا کرنے کے لئے کبهي اپنے ادني فایدے کو بهي هاتهه سے نهیں دیا بلکه جب وه مطلب بلا نقصان بهي حاصل هوتا تها تو چنداں پروا اُسکي نکرتا تها اسلئیے که اگر هندوستان کے کسي صوبه پر مستقل قبضه کرتا تو اُسکا نتیجه اسلام کے حق میں اُسکي اُن تمام حملوں سے زیاده اچها هوتا جو اُسنے هندوستان پر کیئے اور اُنسے کوئي بات اسکے سوا حاصل نهوئي که هندوؤں کے دل قبول اسلام سے اور بهي زیاده سخت هوئے کیونکه محمود کے حملوں سے جو صورت اسلام کے اُنکي نظر میں آئے وه نهایت بري اور خراب دکهائي دي *

بلکه منجمله هندوستان کے صوبوں کے جهاں کهیں قبض تصرف اسکا کامل بهي تها وهاں بهي اسلام کے پهیلانے میں اسنے بهت تهوڑي کوشش کي اور جسطرح که محمد قاسم نے هندو لوگوں کو بجبر و تعدي مسلمان کیا اُسطرح تو کهاں محمود کي نسبت یهه بات بهي معلوم نهیں هوتي که باوصف اسکے که وه گجرات میں ایک مدت تک مقیم رها اور لاهور پر قبض و دخل اپنا رکها اُسنے ایک هندو کو بهي مسلمان کیا هو یهاں تک که هندو راجاؤں میں صرف قنوج کا راجا رفیق اسکا تها اور وه بهي مسلمان نهوا تها اور جو معاملے که اسنے راجه لاهور سے برتے وه تدبیر مملکت پر متفرع تهے مذهب سے کچهه علاقه نتها اور جب که اسنے تخت گجرات پر ایک هندو نهکت کو بٹهایا تو صاف واضح هی که اس تدبیر سے اسلام کے پهیلانے کا خیال اسکي دل میں نتها بلکه کوئي اور بات اسکو مقصود تهي *

کسي تاریخ میں کهیں یهه بات پائي نهیں جاتي که اسنے لڑائي کے وقتوں اور قلعه کے حملوں کے سوا کسي هندو کو جان سے مارا هو هاں اسنے اپنے مسلمان بهائیوں کو ایران میں قتل کیا اور یهه بهي ایک مقتضاے وقت تها کچهه دلي خواهش نتهي اور جب که اسکي ان قتلوں کا مقابله هلاکو چنگیز خاں کے قتلوں سے کیا جاوے جو مسلمان نتها اور تعریف اُسکي ایک بڑے مورخ نے اسقدر کي هی که اُسکو بردباري کا نمونه بتایا هی تو وه بهت خفیف ٹهرتے هیں *

جو اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے
نے میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ
سالے اور لوازم کی نسبت خوش قطعی کے باعث سے زیادہ تعریف کے
بل ہوئی تاریخ فرشتہ والا جسکی کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا
یا بیان کرتا ہی کہ جب غزنی کے امیروں نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ کو
مارات کا بہت شوق ذوق دامنگیر ہے تو اُنہوں نے اپنے اپنے خاص محلوں
ور فلاح عام کی عمارتوں کے عمدہ اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے
سبقت لیجانی چاہی اور شہر کی آرایش کو پیش نظر رکھا چنانچہ تھوڑے
دنوں بعد وہ دارالسلطنت ایشیا کے تمام شہروں سے مسجدوں اور طرح
طرح کے مکانوں اور عمدہ عمدہ نہروں اور تالابوں کی رو سے آراستہ پیراستہ
اور معزز و ممتاز ہوگیا *

تمام مورخ محمود کی شان و شوکت کا حال بیان کرتے ہیں کہ
علاوہ اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکھا دیکھی قایم کی تھی
خلیفوں کے درباروں کا ساجاہ جلال بھی اُسکے ہاں پایا جاتا تھا اور جب
کہ ہم اس شان و شوکت پر اُسکی بڑی مہمات اور فوج کی شایستگی کو
زیادہ کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگرچہ
تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیادہ تھا مگر جیسے کہ خوبی اور
ہوشیاری سے وہ صرف کرنا جانتا تھا ویسا کسی کو سلیقہ نتھا *

جیسے کہ ایشیا کے مورخوں نے لوبھہ لالچ کا اتہام اُسکے ذمہ لگایا
ہی ویسے ہی یورپ کے مورخوں نے دینی تعصب کا عیب اُسمیں ٹھہرایا
ہی اگرچہ پہلا اتہام اُسکے واقعات سے ثابت ہی مگر دوسری تہمت لوگوں
کی غلط فہمی کا نتیجہ ہی اسلیئے کہ وہ کافروں سے بایں وجہہ لڑتا تھا
کہ وہ ایک آمدنی کا ذریعہ تھا اور اُسکے زمانہ میں جہاد ایک فخر و
عزت کی بات سمجھی جاتی تھی اگرچہ اور مسلمانوں کی مانند اسلام کے
پھیلانے میں بڑی بڑی خواہش ظاہر کی اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بات

اور بیلا پیلا هوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کي بڑي هجو لکهي اور اُسکے انتقام و مواخذہ سے اندیشہ کرکے اُسکي قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے پر آمادہ تها مگر جب که محمود نے اُس نظم کي خوبي کو یاد کیا تو اپني جوانمردي سے اُسکي هجو و مذمت کي پروا نکي اور اس قدر بڑا انعام روانه کیا که وہ اُسکي بڑي سے بڑي امید سے زیادہ تها مگر یهه انعام ایسے وقت پهونچا که ادهر سے یهه انعام آیا اور اودهر سے جنازہ اُسکا نکلا اور جب که اُسکي بیٹي کو خبر هوئي تو پهلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کي فهمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے آرام کے واسطے جهاں باپ اُسکا پیدا هوا تها اور وہ شهر اُسکو نهایت مانوس تها دریا کے کنارے پر ایک گهاٹ کے بنانے میں وہ روپیه صرف کیا *

محمود کي هجو آج تک موجود هی اور اُسیکي پڑهنے سے محمود کے خاندان کا گهٹیا هونا اور خود محمود کا لوبهي لالچي هونا دریافت هوتا هی ورنه اسقدر مدت تک ان بري باتوں کي یادگاري باقي نرهتي †*

جو عمارتیں که محمود نے متهرا اور قنوج میں دیکهیں تهیں یا تو اُنکے دیکهنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا هوا یا پهلا شوق اُسکا ترقي پکرگیا غرض که بهر حال اُس مهم سے واپس انے پر یهه شوق اُسکا کمال و خوبي سے ظاهر هوا چنانچه اُسنے ایک بڑي مسجد بنوائي جسکا نام اُسنے عروس بهشتي رکها اور اُس زمانه میں وهي مکان ایشیا والوں کو اچنبه معلوم هوتا تها یهه مسجد سنگ باسي اور سنگ مرمر سے تیار هوئي تهي اور ایسي خوش قطع تهي که بقول فرشته والے کے دیکهنے والے حیران رہ جاتے تهے عمدہ عمدہ فرشوں اور شمعدانوں اور چاندي سونیکي آرایشوں سے آراسته پیراسته تهي اور طرز غالب هے که هندوستان کے معماروں

---

† دي هربیلاٹ صاحب کا قول اور کینیڈي صاحب کي تحریر درباب علم تاریخي مندرجه آلات بمبئي اور مالکوم صاحب کي تاریخ ایران اور دیباچه شاهنامه مندرجه اوریئینٹل میگزین جلد ۲

و اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے
میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ
ح اور لوازم کی نسبت خوش قطعی کے باعث سے زیادہ تعریف کے
ہوئی تاریخ فرشتہ والا جسکی کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا
یان کرتا ہی کہ جب غزنی کے امیروں نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ کو
رات کا بہت شوق ذوق دامنگیر ہے تو اُنہوں نے اپنے اپنے خاص محلوں
فلاح عام کی عمارتوں کے عمدہ اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے
بقت لیجانی چاہی اور شہر کی آرایش کو پیش نظر رکھا چنانچہ تھوڑے
وں بعد وہ دارالسلطنت ایشیا کے تمام شہروں سے مسجدوں اور طرح
ح کے مکانوں اور عمدہ عمدہ نہروں اور تالابوں کی رو سے آراستہ پیراستہ
معزز و ممتاز ہوگیا *

تمام مورخ محمود کی شان و شوکت کا حال بیان کرتے ہیں کہ
وہ اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکھا دیکھی قایم کی تھی
خلیفوں کے درباروں کا ساجاہ جلال بھی اُسکے ہاں پایا جاتا تھا اور جب
ہ ہم اس شان و شوکت پر اُسکی بڑی مہمات اور فوج کی شایستگی کو
یادہ کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگرچہ
تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیادہ تھا مگر جیسے کہ خوبی اور
ہوشیاری سے وہ صرف کرنا جانتا تھا ویسا کسی کو سلیقہ نتھا *

جیسے کہ ایشیا کے مورخوں نے لوبھہ لالچ کا اتہام اُسکے ذمہ لگایا
ہی ویسے ہی یورپ کے مورخوں نے دینی تعصب کا عیب اُسمیں ٹھہرایا
ہی اگرچہ پہلا اتہام اُسکے واقعات سے ثابت ہی مگر دوسری تہمت لوگوں
کی غلط فہمی کا نتیجہ ہی اسلیئے کہ وہ کافروں سے بایں وجہہ لڑتا تھا
کہ وہ ایک آمدنی کا ذریعہ تھا اور اُسکے زمانہ میں جہاد ایک فخر و
عزت کی بات سمجھی جاتی تھی اگرچہ اور مسلمانوں کی مانند اسلام کے
پھیلانے میں بڑی بڑی خواہش ظاہر کی اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بات

اور بیلا پیلا هوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کی بڑی هجو لکھی اور اُسکے انتقام و مؤاخذه سے اندیشه کرکے اُسکی قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے پر آماده رُها مگر جب که محمود نے اُس نظم کی خوبی کو یاد کیا تو اپنی جوانمردی سے اُسکی هجو و مذمت کی پروا نکی اور اس قدر بڑا انعام روانه کیا که وه اُسکی بڑی سے بڑی امید سے زیاده تها مگر یهه انعام ایسے وقت پهونچا که ادهر سے یهه انعام آیا اور اودهر سے جنازه اُسکا نکلا اور جب که اُسکی بیٹی کو خبر هوئی تو پہلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کی فہمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے آرام کے واسطے جہاں باپ اُسکا پیدا هوا تها اور وه شهر آسکو نهایت مانوس تها دریا کے کنارے پر ایک گهات کے بنانے میں وه روپیه صرف کیا *

محمود کی هجو آج تک موجود هی اور اُسیکی پڑهنے سے محمود کے خاندان کا گهٹیا هونا اور خود محمود کا لوبهی لالچی هونا دریافت هوتا هی ورنه اسقدر مدت تک ان بری باتوں کی یادگاری باقی نرهتی †*

جو عمارتیں که محمود نے متهرا اور قنوج میں دیکهی تهیں یا تو اُنکے دیکهنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا هوا یا پہلا شوق اُسکا ترقی پکرگیا غرض که بهر حال اُس مهم سے واپس انے پر یهه شوق اُسکا کمال و خوبی سے ظاهر هوا چنانچه اُسنے ایک بڑی مسجد بنوائی جسکا نام اُسنے عروس بهشتی رکها اور اُس زمانه میں وهی مکان ایشیا والوں کو اچنبهه معلوم هوتا تها یهه مسجد سنگ باسی اور سنگ مرمر سے تیار هوئی تهی اور ایسی خوش قطع تهی که بقول فرشته والے کے دیکهنے والے حیران ره جاتے تهے عمده عمده فرشوں اور شمعدانوں اور چاندی سونیکی آرایشوں سے آراسته پیراسته تهی اور ظن غالب هے که هندوستان کے معماروں

---

† دیکهو ترنر صاحب کی تاریخ کی شکل ۱ و پی هربیلات صاحب کا قول اور کینیڈی صاحب کی تحریر درباب علم فارسی مندرجه آلات بمبئی اور مالکوم صاحب کی تاریخ ایران اور دیباچه شاهنامه مندرجه اوریئینٹل میگزین جلد ۲

شخص ايران کے آن بادشاهوں اور دلاوروں کي تاريخ جو مسلمانوں کي
عجم سے پہلے پہلے گذري بطور نظم تحرير کرے تو وہ بڑے انعام کا مستحق
ہوگا چنانچہ پہلے پہل دقيقي شاعر جو آن دنوں بڑا زبان اور مشہور
تھا اس کام ميں مصروف هوا مگر هزار شعر سے زيادہ لکھنے نہ پايا تھا کہ
آسکے ايک نوکر نے آسکو قتل کيا بعد آسکے محمود کي فياضي سنکر
فردوسي آسکے دربار ميں حاضر هوا اور اس بڑي کتاب کو آسنے ايسے کمال
سے پورا کيا کہ اگرچہ بعض بعض الفاظ آسکے اب استعمال ميں نہيں رھے
مگر باوصف اسکے ايرانيوں کي کتابوں ميں سے نہايت عمدہ اور عام پسند هي
يہاں تک کہ يورپ والے بھي آسکي رزم بزم کے مقاموں کي تعريف کرتے
هيں اور تمام کتاب ميں هومر شاعر کي سے سادہ بياني اور شان و شوکت
پائي جاتي هی علاوہ آسکے آس نظم کي يہہ بات بيان کے قابل هی
اور شايد آس زمانہ کے شاعروں کا بھي مذاق هووے کہ اوس نظم
ميں قديم زبان فارسي کے لفظ استعمال کيئے اور کمال احتياط سے الفاظ
عربي کا برتاو نہيں کيا اگرچہ يہہ بات بالکل درست نہيں مگر کہتے هيں
کہ ساتھہ هزار شعروں ميں ايک لفظ بھي ايسا نہيں کہ اصل اُسکي عربي
هووے اور جب کہ وہ شاعر اُس کتاب کو تصنيف کرتا تھا تو گاہ گاہ محمود
کو بھي سناتا تھا اور محمود آسکے سنے سے باغ باغ هو جاتا تھا اور انعام
اکرام ديگر ممنون اُسکا هوتا تھا مگر جب کہ بقول فردوسي تيس برسکے
بعد يہہ کتاب پوري هوئي تو انعام اُسکا ضخامت کتاب اور محنت
تصنيف سے کچھہ مناسبت † نرکھتا تھا چنانچہ فردوسي نے اسکو قبول نکيا

† کہتے هيں کہ محمود نے هر شعر پر ايک درم کے دينے کا وعدہ کيا تھا اگرچہ
اُسنے سونيکے درم کا وعدہ کيا تھا مگر جب کہ وہ بھاري رقم اُسکے سامنے آئي تو اُسکو
ديکھہکر اُسکي چھاتي پھٹ گئي چنانچہ زُبان کو بدلکر چاندي کے درم دينے لگا بھر حال
اس سے واضح هوتا هی کہ اُسنے شعروں پر بہت سا روپيہ دينے کا وعدہ کيا تو نہايت
هوشياري برتي اور يہہ خيال اُسکا کہ يہہ شاعر روپيہ کي طمع سے نہايت عمدہ لکھيگا
دليل اسکي هی کہ اُسکو شعر فہمي کا بڑا سليقہ تھا
درم ساڑے تين ماشہ کا هوتا هی (مترجم)

قیام کے لیئے بہت سا روپیہ مقرر کیا اور طالب علموں اور فاضلوں کے وظیفوں کے لیئے ایک مستقل سرمایہ قرار دیا † اور ایک لاکھہ روپیے سالانہ کے قریب عالموںکی پنشن کیواسطے قرار دیئے اور علماء اور مشہور لوگوں کے ساتھہ ایسی طرح پیش اتا تھا کہ اُسکی دارالسلطنت میں اتنے علم و ہنر والے جمع ہوئے تھے کہ ایشیا کے کسی بادشاہ کو یہہ بات نصیب نہیں ہوئی ‡ *

جن فضل و ہنر والوں سے دربار اُسکا آراستہ و پیراستہ تھا منجملہ اُنکے دو چار کے ناموں سے یورپ والے واقف ہیں چنانچہ عنصری ایشیا میں وہ پہلا شخص ہوا جس نے شاعری § کی بدولت بڑا مرتبہ حاصل کیا مگر محمود کی شعرا پروری فردوسی طوسی کے باعث سے شہرۂ آفاق ہوئی اور فردوسی کے سبب سے طوس اُسکے وطن نے بڑا نام پایا *

محمود کے علمی شوق و ذوق کا حال زیادہ اِس شاعر کی تاریخ سے واضح ہوتا ہی اور جو کہ کہیں کہیں اِس تاریخ کے دیکھنے سے محمود کی عادتوں کا نقصان معلوم ہوتا ہی تو وہ تاریخ اِس وجہہ سے زیادہ معتبر اور دلچسپ ٹھرتی ہی اور چونکہ محمود نے یہہ معلوم کیا کہ ایرانکے پہلے بادشاہوں کی شہرت اُنکے تعصب کے باعث سے بلاد ایران میں معدوم ہونے والی ہی تو اُسنے ایران کے آغاز قبضہ تصرف میں یہہ اشتہار جاری کیا کہ جو

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۲۰

‡ جن لوگوں نے پہلے پہل فارسی کی ترقی میں کوشش کی وہ سامانی خاندان والے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ تاریخ طبری کو جو ایک مشہور تاریخ ہی اُسی خاندان کے ایک بادشاہ کے وزیر نے سنہ ۹۴۶ ع میں عربی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور رودکی شاعر نے جو فارسی کا بڑا پرانا شاعر تھا اُسی خاندان کے ایک بادشاہ سے اسی ہزار درم ایک کتاب اخلاق کی تصنیف کے صلہ میں پائے جسکی بنیاد اُسنے پیلپائے کی کہانیوں پر رکھی تھی گبن صاحب نے خاندان دیلم کو فارسی زبان کا شگفتگی بخشنے والا بیان کیا ہی مگر ملک ایران میں جسکی بدولت فارسی کو کمال حاصل ہوا وہ سلطان محمود ہی تھا

§ کرنل کنیڈی صاحب کی تحریر بحوالہ دولت شاہ مندرجہ حالات بنبئی لٹریری سوسائٹی جلد ۲ صفحہ ۱۵ اور اسی مقام میں اِس بات کی سند بھی موجود ہی کہ رودکی کو انعام عطا ہوا

ي جسارت حد سے زیادہ رکھتا تھا اور ایسي بات کے ملاحظه ہے که اُسنے
پنے ملک سے اکثر باھر رھنے کے زمانه میں اپني سلطنت کا انتظام و انجام
بخوبي قایم رکھا یهہ امر صاف واضح ھی که وہ حکمراني کي عمدہ لیاقت
رکھتا تھا اور اُسکي سلطنت کي فراخي و وسعت سے قابلیت اسکي اسلیئے
ثابت نہیں ھوتي که اس زمانه میں آس پاس کے ملکوں کا ایسا حال
تھا که اُسکي بلند نظري اور اولوالعزمي کے لیئے اس سے زیادہ خالي میدان
تھے جنمیں اسنے دوڑ دھوپ کي جرأت و جسارت کي تھي اور اسکي
سلطنت کے جلد خراب ھوجانے سے اُسکي اُس دانائي کو جو اُسنے اُسکے
قایم کرنے میں برتے تھے بڑے پائه کي نہیں سمجھه سکتے اور ھندوستانکي
مہمات سے بھي جنکي مصروفیت میں سارے کار و بار کو چھوڑا تھا ترتیب
و انتظام کي کوئي علامت ظاھر نہیں ھوتي اور اُنکي بے ترتیبیوں اور ادھورے
پن سے بھي اُسکو گہري سمجھه بوجھه والا نہیں کہه سکتے بشرطیکه
یهه تسلیم نه کیا جاوے که اُسکے بڑے بڑے ارادوں نے اُسکي سلطنت کو
ھندوستان میں جمنے اور بڑھنے ندیا *

معلوم ھوتا ھی که اُسنے ملکوں کے انتظاموں میں کوئي نئي بات
اپني طرف سے ایجاد نہیں کي اور کوئي روایت بھي اس باب میں پائي
نہیں جاتي که اُس نے کوئي نیا قانون اور قاعدہ جاري کیا *

اُسکي فخر و عزت کا واقعي سبب یهه تھا که باوصف سپه گري اور
بہادري کے علوم و فنون کي ترقي میں نہایت سرگرم تھا اور یهه خوبي
اُسکے عہد میں عجیب تھي اور اب تک کوئي بادشاہ اُس سے سبقت
نہیں لیگیا اور باوصف اِسکے که نہایت کا کفایت شعار تھا مگر فضل و
ھنر کے مقدمه میں نہایت فیاض تھا اور اسي سبب سے قدر و اقتدار اُسکي
زیادہ ماني جاني ھی چنانچه اُسنے ایک بڑے مدرسه کي بنیاد خاص
غزني میں ڈالي اور مختلف زبانوں کي عجیب عجیب کتابیں اکٹھي
کیں اور قدرتي عجائبات کا ایک عجایب خانه بنایا اور اِس مدرسه کے

سکے تمام ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور جس کہ قزوین اور اصفہان کے لوگ اُس سے مقابلہ پیش آئے تو اُس نے اُس مقابلہ کا یہہ تدارک کیا کہ اُن شہروں کے کئی ہزار باشندوں کو گردن مارا † *

محمود کی وفات کا بیان

یہہ تمام معاملے جو اب مذکور ہوئے اُسکی سلطنت کے وہ پچھلے کام تھے جو اُسکی یادگاری کو بڑا دھبا لگا گئے اور جبکہ وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس آیا تو تھوڑے دنوں بعد بیمار ہوا چنانچہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ع مطابق سنہ ۴۲۱ میں ‡ بمقام غزنی مرگیا *

محمود نے مرنے سے تھوڑی عرصہ پہلے یہہ حکم دیا کہ تمام خزانے سامنے لائے جاویں چنانچہ جب بموجب الحکم اُسکے وہ خزانے اُسکے سامنے لائے گئے اور وہ دیر تک اُنکو حسرت سے دیکھتا رہا اور اِس خیال سے آنسو بہائے کہ جلد اُن سے کنارہ کرنا پڑا غرض کہ کام ناکام اُن خزانوں سے رخصت ہوا اور تھوڑا بہت اُن لوگوں پر تقسیم کیا جسسے وہ رخصت ہونے والا تھا § *

محمود کی عادتوں کا بیان

بطور مذکورہ بالا سلطان محمود نے وفات پائی جو حقیقت میں اپنے زمانے کا بہت بڑا بادشاہ تھا اور مسلمانوں کے نزدیک ہر وقت میں بڑا بادشاہ ہی اگرچہ بعض بعض اوصاف اُسکے بہت مبالغہ سے بیان کیئے ہیں مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ بہر حال اُس شہرت کا مستحق تھا جو اُس نے حاصل کی تھی ہوشیاری اور چستی و چالاکی اور دلیرانہ کاموں

† تی غوبی لٹ صاحب کی تمکر دو ملک محمود صفحہ ۵۲۱

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۸۴ پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴

§ عجب یہہ ہی کہ سعدی شیرازی نے اسی سرگذشت سے محمود سبکتگین کی حکایت ماخوذ کی جسکو گلستان میں نقل کیا

محمود کا ایران کو فتح کرنا

بعد اُسکے محمود کو ایک ایسی بڑي فتح نصیب هوئي جسکي
بدولت زور اُسکا غایت کو پهونچا تفصیل اُسکي یهه هی که دیلم کا خاندان
جسکي حقیقت هم بیان کرچکے هیں تین شاخوں میں منقسم هوگیا تها
اور بهت سے انقلابوں کے بعد ایک شاخ اُسکي عراق عجم پر قابض رهي
تهي جو خراسان کي حد سے کردستان کے مغربي پهاڑوں تک همدان سے
کچهه آگے واقع هی اور جب که محمود تخت سلطنت پر بیٹها تها تو
تهوڑے دنوں بعد اُسکے سردار اِس شاخ کا مرگیا تها اور اپني حکومت
کو اپني بیوه پر چهوڑ گیا غرضکه سلطان نے میدان خالي پاکر اُس حکومت
کو دبانا چاها مگر جب که اُسکي بیوه کي طرف سے یهه خط آیا که
جبتک میرا لڑکا خاوند زنده تها تبتک ایک طرحکا خوف اندیشه تجهسے
تها اور جب سے که وه مرگیا تو تیري طرف کا کهٹکا باقي نرها اِسلیئے که
تو وه بهادر هی که رانڈوں کے ستانیکا اِراده نکریگا اور ایسے جهگڑوں میں
پڑنے سے جس سے کوئي فائده نهیں اپني بات کو بٹا نه لگاویگا † تو محمود
اُس قصد سے باز رها اور اُس رانڈ سے شرما گیا اگرچه محمود نے اُس
رانڈ سے یهه معامله برتا مگر اُسکی بیٹے سے وه سلوک نکیا اِس لیئے که
اس جوان گبرو کے عهد میں نهایت بد عملي رهي اور جو بغاوتیں که
آخر کار اُسکے باعث سے ظهور میں آئیں اُنکي بدولت بقول بعضوں کے
محمود سے لاچار هوکر اعانت چاهي یا خود محمود نے بلادرخواست اُسکے
مزاحمت کي اور اُسکي بگڑي سلطنت سے فائده اُٹهانا چاها چنانچه
اُس نے عراق عجم پر دهاوا کیا اگر اُسکي بد معاملگي نسمجهي جاوے
تو کیا سمجهي جاوے که اُسنے جوانمردي اور بهادري کے خلاف اُسکو
گرفتار کیا جس نے آپ کو مقام رے میں اُسکے حواله کیا اور بعد اُسکے

---

† دي هربي لاٹ صاحب اور بیرایس صاحب اور گبن صاحب کا بیان

ے واقف تها تو اُسنے کشتیوں کا سامان مهیا کیا چنانچه اُس نے فو
پني کشتیوں پر اوتاري اور دشمنوں کے خط و کتابت کو بند کیا اور اُنکے
کشتیوں کو اپنے قبضه میں کیا اور اُنکے جورو بچوں کو پکڑا جکڑا اور
ے جانوں کو قتل کیا † *

سلجوقوں کي پهلي بغاوت کا بیان

واضح هو که منجمله مهمات هندوستان کے مهم مذکورہ بالا مه
کي اخیر مهم تهي چنانچه بعد اسکے اور جاسب کو چالکي چالاکي کي
ضرورت پڑي اور وجهه اُسکي یهه هوئي که سلجوق لوگ جو ایک ترکوں
کي قوم تهي اور محمود کي سهل انکاري سے اُنهوں نے ترقي پکڑي تهي ایسے
زبردست اور سنه زور هوگئے تهے که محمود کےماتحت حاکموںکے زور و قابو
سے باهر نکل گئے تهے چنانچه اُسکو اُنکے مقابله کے لئے آپ جانا پڑا غرضکه
ایک بڑي لڑائي پڑي اور دشمنوں نے شکست کهائي چنانچه سنه ۱۰۲۷ع
مطابق سنه ۴۱۸ هجري میں اُنکو اِس بات پر مجبور کیا گیا که بدستور
سابق اُسکي سلطنت کا آداب کیا کریں ‡ *

هوگي که عرني کے خط و کتابت کسطرح جاري رهي اور گجرات میں اِسقدر مدت تک
کیوں پڑا رها اِس لیئے که اُس عهد کے کوچ اور دهاؤں کا حال کسي نے نهیں لکها

† یهه بیان جو بالکل فرشته والے سے لیا گیا جب دریاے اٹک کے عرض و طول
اور قرب و جوار کے جغرافیه سے اُسکي مطابقت کي گئي تو بهت کوشش عمل میں آئي
فرشته والے کے بیان سے واضح هوتا هی که محمود اٹک پر ایک عمدہ بحري فوج
اور سمندر کي لڑائي لڑا بیان اُسکا یهه هی که محمود نے اس مطلب کي نظر سے چو
سو کشتیاں اکٹهي کیں تهیں اور هر کشتي ایسي تهي که اُسمیں پچیس پچیس
تیر انداز اور نیزہ باز سما سکتے تهے اور دشمنوں کے پاس چار هزار جهازوں کا
اور بقول بعضوں کے آٹهه هزار کشتیاں تیار تهیں عرض که سخت لڑائي واقع ه
مگر غالب یهه هی که محمود نے واپسي کے بعداسي سال میں کشتیاں تیار کي ه
اور اُن پهاڑیوں کے پاس اُس سے زیادہ کشتیاں ٹهرنگي بلکه مجهکر اسبات میں
و شبهه هی که تمام دریاے اٹک اور اُسکے آس پاس کے دریاؤں میں بهي هزار ک
بهي سما سکتیں تهیں یا نهیں

‡ برگر صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۸۲ اور ۸۳-

بعد ان مصیبتوں کے محمود چین سے نہ بیٹھا چنانچہ سال مذکور کے اخیر پر کوہ جنتی کے جاتونکے گوشمالي کا ارادہ کیا جنھوں نے اُسکي فوج کو سومنات سے پھرتے ہوئے ستایا تھا غرض کہ ملتان کو واپس آیا اور ان لوٹیروں نے اُن جزیروں میں جاکر پناہ ڈھونڈي جو دریاے اٹک کي چھوتي چھوتي دھاروں سے محصور ھیں اور وہ دھاریں پایاب کے قابل نہیں اور اُنکے ذریعہ سے یعني ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ میں چلے جانے سے وہ لوٹیرے تعاقب کے صدموں سے محفوظ رہ سکتے تھے مگر چونکہ محمود اِس چال

دلدل ھوجاتا ھی تو وہ اگلے وقتوں میں سمندر کا ٹکڑا تھا چنانچہ کچھہ کے شمالي بندروں کے روایتوں اور اُن میدانوں میں جہازوں کے ٹکڑے نکلنے سے امر مذکورہ بالا میں کوئي حجت باقي نہیں رھي بلکہ ھمارے سامنے جو تبدیلیاں بہت جلد جلد ظہور میں آئیں اُنسے یقین ھوتا ھی کہ آٹھہ سو برس کے اندر اندر جو سومنات کے فتح پر گذرے اُنسے زیادہ بڑي بڑي تبدیلیاں واقع ھوئي ھونگي (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹) ھم تصور کرتے ھیں کہ سومنات کي مہم میں ڈیڑ برس سے زیادہ زیادہ یعني ماہ اکتوبر یا نوامبر سنہ ۱۰۲۴ ع سے اپریل یا مئي سنہ ۱۰۲۶ ع تک صرف ھوا اور تاریخ فرشتہ والے کا یہہ بیان ھی کہ اُس مہم میں اڑھائي برس صرف ھوئے اور پرایس صاحب ایک مقام مین اڑھائي برس اور دوسرے مقام میں تین برس سے کچھہ زیادہ لکھتے ھیں (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱) مگر یہہ زمانے تاریخ فرشتہ والے کی اور زمانوں سے مطابق نہیں اِسلیئے کہ وہ بیان کرتا ھی کہ محمود ملتان سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۰۲۴ع مطابق سنہ ۴۱۵ ھجري میں کوچ کیا اور سنہ ۱۰۲۶ ع مطابق ۴۱۷ ھجري میں غزني کو واپس گیا مگر ھمارے نزدیک سنہ ۱۰۲۶ ع کے آدھے سے کچھہ پہلے غزني میں آیا ھوگا اِسلیئے جو سختیاں اُسنے اُس بیابان میں اُٹھائیں وہ برسات میں پیش نہ آئي ھونگي اور زیادہ تر وجہہ یہہ ھی کہ اگر ایسا ھي ھوتا تو اُس مہم کے لیئے وقت باقي نرھتا جو اُسي برس میں، محمود نے جاتوں پر کي تھي پس وہ اڑھائي برس جو فرشتہ والی نے لکھے ھیں اُسکي یہہ وجہہ ھوسکتي ھی کہ فرشتہ والی نے جو سنہ ۱۰۲۷ ع کیجگھہ سنہ ۱۰۲۶ ع میں محمود کي واپسي قرار دي ھی۔ یہہ صاف اُسکي غلطي ھی مگر اُسیکے بیان سے دریافت ھوتا ھی کہ ایکہزار ستائیسواں برس، اُس مہم میں صرف ھوا جو سلجوقوں پر ھوئی تھي (برگز صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۳) جب کہ یہہ فرض کیا جاوے کہ محمود گجرات میں دو برس تک رھا تو یہہ بات دریافت کرني دشوار

بربادي کا باعث ہوگئي جسکو ریگستان میں گذرنا اور دشمنوں سے دوچار ہونا ضروري ہی چنانچہ اُسنے سندہ کے مشرقي ریگستان میں نئي راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور جب وہ روانہ ہوچکا تو گرمي شدت سے پڑنے لگي اور سفر کے شروع ہوتے ہي پاني چارہ کي قلت سے اُسکے ہمراہیوں کو سخت تکلیف ہوئي مگر یہہ سختیاں اُن تین دن کي سختیوں کے مقابلہ میں بہت خفیف اور سبک تہیں جنمیں انکو اُنکے رہبروں نے بہکایا اور ایک بڑے ویراں میدان میں کہانے پینے بدوں خراب و آوارہ کیا اور جلتے ریتے اور کڑي دہوپ میں سفر کرنے سے پیاس کے تحمل کي تاب و طاقت نرہي اور نہایت مصیبتوں کے اوٹہانے سے برے برے فعل انسے صادر ہوئے جنکي بدولت انکي مصیبت دوني ہوئي چنانچہ جلن کے مارے رہبروں کو طرح طرح سے تکلیف دي اور یہہ یقین انکو ہوگیا کہ یہہ رہبر بھیس بدلے ہوئے سومنات کے پوجاري ہیں اور جو اس ہتک و ذلت کے انتقام پر جو سومنات کو ہمارے ہاتہوں پہونچي بڑے آمادہ و مستعد ہیں چنانچہ ہر مسلمان کے دل پر نا اُمیدي چھاگئي یہانتک کہ بعض بعض دیوانہ ہوکر مرے اور بہت سے لوگ بري طرح ضایع ہوئے اور جب کہ آخر کار ایک جھیل یا چشمہ پر پہونچے تو اُنہوں نے یہہ تصور کیا کہ خدا کي خاص عنایت سے یہہ امر پیدا ہوا *

مختصر یہہ کہ وہ ملتان کو پہونچے اور وہاں سے غزني کو روانہ ہوئے † *

---

† جب کہ ہم حال اِن تمام سختیوں کا پڑھتے ہیں تو یہہ بات عجیب تو معلوم ہوتي ہی کہ واپسي کے وقت محمود اُس آسان راستہ کو کیوں نگیا جو اٹک کے کنارے کنارے جاري تھا اس لیئے کہ محمد قاسم کي مہم کے بیان سے اور افغانوں کے قریب ہونے سے محمود اُس راہ سے ضرور واقف ہوگا اور ایک یہہ ایسي بڑي غلطي ہی کہ اُس سے یوں معلوم ہوتا ہی کہ اُس راہ میں بعض بعض ایسي ہرج ہونگی جنکا نام و نشان اب باقي نہیں رہا اور یہہ بات اب تحقیق معلوم ہوتي ہی کہ جو میداں آج کل گرمي کے موسم میں سخت لوہا اور برسات کے موسم میں نمک کي

میرے حواله کریں تاکه میری سلطنت قایم رهے بلکه اسکا حواله کرنا هي میري سلطنت کے قیام کا باعث هی چنانچه بادشاه نے اُس قیدي کو طلب کیا مگر اُسکے حواله کرنے پر راضي نهوا آخر کار اپنے وزیر کي اس تقریر سے بمشکل راضی هوا که کافر بت پرست پر ترس کهانا ضروري نهیں اور راضي هونے کا بلاشبهه باعث یهه تها که اُسکو یقین واثق تها که وه فی‌الفور گردن مارا جاویگا اور حقیقت یهه تهي که وه نیا راجا ایسا نا خدا ترس نه تها که اُسکے خون ناحق سے هاتهه اپنے بهرتا چنانچه اُس نے یهه حکم دیا که تخت کے نیچے ایک گهرا گڑها کهودا جاوے اور وه شخص اُسمیں مقید کیا جاوے اور باقي عمر اپني اُسمیں بسر کرے مگر ایک انقلاب ایسا واقع هوا که دونوں کے نصیبوں نے پلٹا کهایا اور بقول مشهور که چاه کن را چاه درپیش وه نیا راجا اُسي گڑهے میں † ڈالا گیا *

بیان اُن مصیبتوں کا جو واپسي کے وقت محمود کو پیش آئیں

جب که مقام گجرات میں محمود کے قیام پر برس روز سے زیاده زیاده عرصه گذرا تو اُسکو مراجعت کا خیال آیا اور یهه بات اُسکو دریافت هوئي که جس راه سے وه آیا تها وهاں اجمیر اور انهل واڑه کے راجاؤں کي فوجیں گهات میں لگي بیٹهي هیں اور فوج اُسکي لڑائیوں کي مصایب اور آب و هوا کي خرابي سے کم اور تهوڑي هو گئي اور یهه بهي خیال اُسکو هوا که وه ادهوري فتح جو اُسکو هاتهه آئي ایسي دوج کي

† یهه بیان ڈي هربي لاٹ صاحب اور برڈ صاحب کے ترجمے مرات احمدي سے لیا گیا جسکا بیان تاریخ فرشته والی کے بیان سے زیاده قرین اعتماد هی غرضکه هم جب اِس بیان کو اُن انوکهي باتوں سے پاک صاف کرتے هیں جنکو مورخوں نے بیان کیا تو یهه بات بعید از قیاس اور مسلمانوں کي بناوٹ نهیں که ایک پاکهنڈي بهگیہ قابو والی نے مکر و فریب سے ایسي انسانیت برتي هو

معلوم هوتا هی که محمود اسوقت ایسا بلند نظر هو گیا تها که اُسنی
مخالف مهموں کے سر کرنیکے لیئے جهازوں کا بیڑہ بنانا چاها مگر
خیالات اُسکے سکندر کے سے خیالات نتهے یعنی اُسکے جي میں یهه بات
نتهي که حالات سمندر کي تجسس کا فخر بهي حاصل کرے بلکه
خیال اُسکا یهه تها که لنکا کے جواهرات اور پیگو کي کانیں اُسکی
هاتهه آویں چنانچه اُسکے وزیروں نے اس ارادہ سے باز رهنی کي اُسکو
مشورت دي اور وہ بهي فکر و غور کے بعد اُنکے متفق هوا اگرچه ان دنوں
بهي گجرات کا راجه کچهه تهوڑے فاصله پر موجود تها مگر بادشاہ کي اطاعت
سے سرتاب تها اور جب که محمود نے یهه حال دیکها تو اُسکو ایک ایسے
شخص کي تلاش هوئي که گجرات کي حکومت اُسکو عطا کرے اور وہ
ایسا معتمد هووے که اداے خراج میں حیله بهانه پیش نکرے چنانچه
اُسنی ایک شخص ایسا پایا که وہ گجرات کے قدیم راجا کي اولاد تها
مگر وہ دنیا چهوڑ بیٹها تها اور فقیروں کي طرح اوقات اپني بسر کرتا تها
اور اُسکي نسبت یهه تصور کیا که اوروں کي نسبت اس شخص سے
اطاعت کي توقع زیادہ هوسکتي هی * †
جس خاندان سے یهه شخص منتخب هوا تها اُسي خاندان کا ایک
اور آدمي گدي کا دعوی دار تها مگر محمود نے بحسب تقاضاے وقت
اُسکو نظر بند کیا اور جب که محمود نے گجرات سے جانے کا ارادہ کیا
اُس نئي راجه نے منت سماجت سے یهه عرض کیا که آپ اس شخص

---

† بیان کیا گیا هی که یهه آدمي دابشلیم کي اولاد تها جو ایک قدیم راجه [illegible]
اور ابتدائي مورخ بیان کرتے هیں که یهه وہ راجا تها جسکے حکم سے پہلے [illegible]
کي کتابیں تصنیف هوئیں تاریخ فرشته والے نے اُسکو اور ایک اور دعویدار حکومت [illegible]
ایک هي قرار دیا مگر غالب یهه هی که یهه دونوں شخص جدا جدا ملتان کے [illegible]
اُس خاندان کا وارث ملک کي طرف سے اُس راجه کا نائب هوا جو محمود کے [illegible]
حملہ [illegible] کے خاندان میں سلطنت کرتا تها (مرزا صاحب کا ترجمه صفحات
[illegible] صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۱۹۱
[illegible] ۱۲۱

باقي رهی چنانچه اُسنے گرز اپنا اپنے هاتهه سے مارا اور فوج نے اتباع اُسکا
کیا غرض که وه بت جو سارا کهوکهلا تها پاش پاش هوگیا اور اُسکے پیٹ
کے اندر سے اتنے جواهرات نکلے که تاوان کا بڑا عیوض هوا اور دو ٹکڑے اُس
بت کے مکه مدینه بهیجے گئے اور دو ٹکڑے اُسکے غزني کو روانه کیئے گئے
منجمله اُنکے ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکها گیا اور ایک ٹکڑا جامع
مسجد کي نذر کیاگیا اور یہاں تک رها که تاریخ فرشته والی کے وقت تک
موجود تها † *

جو خزانه که اس مهم کي بدولت هاتهه آیا وه پهلي مهموں کي غنیمتوں
سے بهت زیاده تها یہاں تک که ایشیا کے مورخ بهي باوجود اپني زیاده
گوئي کے سونے چاندي اور جواهرات کي تعداد وزن سے عاجز آئی *

اس عرصه میں انہل واڑه کے راجه نے گندابه کے قلعه مین پناه پکڑي
تهي جو سمندر کے حفظ و آمان میں محفوظ و مامون تها اور جب که
محمود کو یهه حال دریافت هوا که سمندر کے آتار پر اُس قلعه تک
رسائي ممکن هی اگرچه خطره سے خالي نہیں تو فوج اپني لیکر پاني
میں گهسا اور دهاوا کرکے قلعه کو فتح کیا مگر راجه هاتهه نه آیا *

محمود کا نئے راجه کو قایم کرنا گجرات میں

جب که محمود نے اسطور پر فتح پائي تو وه انہل واڑه کو روانه هوا
اور غالب هی که وه برسات میں وهاں مقیم رها اور اُس ملک کي آب وهوا
کي خوبي اور زمین کي زر خیزي سے استدر محظوظ هوا که اُسکی
دل میں یهه خیال آیا که چند برسوں کے لیئے اُسکو دارالسلطنت قرار دے
اور هندوستان کي باقي مهموں کے لیئے اسي جگهه سے روانه هوا کرے

---

† یهه بیان جو بالا مذکور هوا تاریخ فرشته والے کا بیان هي اور مندر کے کسي
بت کي نسبت وه بیان صادق هوگا مگر حقیقت یهه هی که جس چیز کي پوجا
سومنات میں هوتي تهي وه کوئي بت نتها بلکه ایک سیدها سادها پتهر کا ایک
اسطوانه تها (پرافسرولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷
صفحه ۱۹۴)

تو پاوں اُنکے اوکھڑنے لگی اور ہمت انکی ٹوٹنے لگی یہاں تک کہ محمود اس بڑے وقت میں خدا کے سامنے گڑگڑایا اور سجدہ سے جلد اُٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کے دل ایسی قوت سے بڑھائے کہ وہ لوگ ایسے بادشاہ کو چھوڑ نسکے جسکے ساتھہ اکثر اُنھوں نے خونریزیاں کیں تھیں غرض کہ باہم ہوکر ایسی زور و قوت سے تکبیر کہکر یک لخت ٹوٹے کہ روک ٹوک اُنکی نہایت دشوار تھی اور اس حملہ کی بدولت پانچ ہزار ہندو مارے گئے اور فوج اُنکی ایسی تباہ ہوئی کہ مندر کے سپاہیوں کو بھی بچنے کی کچھہ آس نرھی چار ہزار آدمی جان لڑا کر مندر سے نکلے اور کشتیوں میں سوار ہوئے اگرچہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے بہت سا نقصان اُٹھایا مگر سمندر کی راہ سے جان بچاکر نکل گئے *

جب کہ یہہ بڑی فتح نصیب ہوئی تو محمود اُس مندر میں داخل ہوا اور اُس کی عمارت کی شان و شوکت دیکھہ کر جسکی بلند چھت ایسے چھپن ستونوں کے سہارے کھڑی تھی جو طرح طرح کے نقش و نگاروں سے آراستہ اور قیمتی جواہرات کے بیل بوٹوں سے پیراستہ تھی سخت حیران رہا اُس مندر میں باہر کی روشنی نہیں آتی تھی بلکہ اُسکی چھت کے بیچ ایک زنجیر سونے کی تھی جسمیں ایک چراغ اویزاں تھا اور اُسکی روشنی سے وہ مکان روشن تھا اور دروازہ کے سامنے سومنات دیوتا کھڑا تھا جو پورے پانچ گز کا تھا منجملہ اُنکے دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین سے باہر تھا اور جب کہ محمود نے اُسکے توڑنیکا حکم دیا تو پوجاری لوگ اُسکے پاوں پر گرے اور بہزار منت خوشامد یہہ درخواست کی کہ اگر آپ اس دیوتا کو نتوڑیں تو ہم لوگ بہت سا روپیہ بطور تاوان ادا کریں چنانچہ محمود نے تامل کیا اور اُسکے درباری لوگ اسی بات پر آمادہ ہوئے اور اُنکو یہہ یقین تھا کہ وہ اسی بات پر جما رہیگا مگر محمود نے ایک لمحہ کے بعد یہہ بات آواز بلند سے کہی کہ میری خواہش ہی کہ بت فروشی کی نسبت بت شکنی کی حیثیت سے زیادہ تر یاد اپنی

ے جزیرہ نما میں واقع هی جو ایک خاکنائے مضبوط و مستحکم کے
عہ سے هندوستان کے بر اعظم سے ملا هوا هی اُس مندر کي فصيلوں پر
ھہ جگھہ پہرہ بندي تھي اور جب کہ محمود نے پڑاو ڈالا تو مندر سے
ے قاصد آیا اور اُسنے دیوتا کي طرفسے تباهي بربادي کي دھمکیاں
ائیں اور یہہ بات کہي کہ همارا دیوتا تجکو خراب کریگا اور تیرا
یا مقدور هی کہ تو همارے دیوتا کا مقابلہ کرے مگر محمود نے اُن
ھمکیوں کي کچھہ پروانکي اور اپنے تیراندازوں کو فصیل کے پہرہ والوں کے
مقابلہپر لایا چنانچہ اُنہوں نے مندرکي فصیلوں کو پہرہ والوں سے پاک صاف
ردیا اور جب کہ وہ پہرہ والے وهانسے بھاگے تو دیوتا کے قدموں پر گرے اور
نسو بہا کر دیوتا سے مدد مانگي اور اسلیئے کہ جیسے راجپوتوں کي همت
بہت جلدي سے هار جاتي هی ویسے هی اساني سے جوش بھي اُنکو آتا
هی تو جب اُنہوں نے اُن مسلمانوں کي تکبیر سني جو فصیل پر چڑھی
آتے تھے تو اُنکي همت بندھي اور ایسي بہادري سے پیش آئے کہ مسلمانوں
کے پانو اوکھڑ گئے اور بہت سا نقصان اوتھاکر پس پا هوئے *

بعد اُسکے جب مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور روز اول سے
کچھہ زیادہ نقصان اُتھایا تو محمود نے عام حملہ کا حکم دیا اور جب
اُنہوں نے فصیل پر زینے لگائے تو محصوروں نے کمال بہادري سے اُنکو سرکے
بل گرایا جس سے اُنکا یہہ ارادہ سمجھا گیا کہ وہ مندر کي امداد و اعانت
پر آخر دم تک آمادہ و مستعد رهینگے *

تیسرے دن پاس پروس کے راجاوں نے جو مندر کے چھوڑانے کے لیئے
اکھتے هوئے تھے لڑائي کي صفیں آراستہ کیں چنانچہ محمود اسبات پر
مجبور هوا کہ اُسنے مندر کا پیچھا چھوڑا اور نئے دشمنوں کا سامنا کیا غرض
کہ یہہ لڑائي بڑے زور و شور سے هوئي اور هنوز فتح مشتبہہ اور دو پہلو تھي
کہ انہل واڑہ کا راجہ بہت سي نئي فوج لیکر هندوؤں کي کمک کو آیا اور
اسلیئے کہ مسلمانوں کو فوج دشمن کے اسقدر قوي هوجانے کي توقع نتھي

که بہت سے لوگ اکبیسن کے پار رهنے والے اپنی رضا و رغبت سے بلا تنخواہ اسکے همراہ هوگئے تھے اور جسقدر که ان لوگوں کو دین کی حرارت اور مذهب کا جوش دامنگیر تھا اسقدر لوٹ مار کا شوق اور بڑے بڑے کاموں کی تمنا دلپذیر تھی † *

جب که محمود نے کوچ کا سامان پورا کیا تو وہ میدان مذکور سے بلا دشواری گذر گیا اور اجمیر کے پاس اسنے اچھی طرح جماو اپنا کیا جو هندوستان میں عمدہ زرخیز خطه هی اگرچه هندو لوگ اس طوفان کے جماو سے ناواقف نتھے مگر انکو یہه بھی توقع نتھی که وہ طوفان ایسے مکان پر جو ایسے میدان کے درمیان پڑنے سے مامون و محفوظ هی بہت بیطرح یک لخت اجاریگا محمود کے یکایک آجانے سے اجمیر کے راجه کو بھاگنے کے سوا کوئی چارا نسوجھا غرض که ملک اسکا بیچراغ کیا گیا اور دارالسلطنت جو باشندوں سے خالی رهی تھی تاخت و تاراج کردیئے گئے مگر وہ قلعه جو پہاڑ پر شہر کی پشت و پناہ هے فتح نہوا اور جو که محمود کا مطلب نه تھا که آپ کو محاصروں میں مصروف و مشغول رکھے تو اسنے اپنا سفر جاری رکھا جو اب کمال اسان اور نہایت سہل هوگیا تھا اور غالب یہه هی که وہ جس راہ سے سومنات پر گیا وہ راہ تھی جو اربلی پہاڑ اور میدان مذکورہ بالا کے درمیان میں واقع هی گجرات کے شہروں میں سے جس مشہور شہر میں وہ پہلے پہل پہونچا وہ انہل پارہ تھا جو ان دنوں دارالسلطنت تھا اور ایسا یکایک پہونچا که وہ راجا شہر کے چھوڑنے پر مجبور هوا باوصف اسکے که هندوستان کے راجاؤں میں بہت بڑا راجه تھا اگرچه محمود کو یہه بڑی فتح نصیب هوئی مگر اسنے اپنی توجهه کو پابند اسکا نکیا اور اپنا کوچ و سفر قایم رکھا چنانچه آخرکار اپنی منزل مقصود کو پہونچا اور اسنے یہه ملاحظه کیا که وہ مندر ایک

† برگز صاحب نے ترجمه تاریخ فرشته کے جلد ایک صفحه ۶۸ میں ان لوگوں کی تعداد بیس هزار لکھی هی

ـات محمود سے خصوصاً دریافت هوا مگر معلوم هوتا هی که اُس عهد
ـ مندر یهه بڑا مالا مال اور بڑي مشهور ‡ تیرت تهي *

اس مقام کے پهونچنے میں اُس دور دراز سفر کے علاوه جو آباد
ـوں میں اُسنے کیا تین سو پچاس میل کے چوڑے چکلے ریگستان اور
ـخت چکني مٹي کے میدان کو لیبتا جهاں پاني چارے کي قلت اور
ـت تهي اور حق یهه هی که اس زمانه میں کسي رفیق کے ملک میں
ـے لاو لشکر سمیت گذرنا بهت بڑا کام هی اور پهلے پهل کے گذرنے اور
ـصوص ایسي صورت میں که غنیم کي فوج کا مقابله ممکن و متوقع تها
ـرف دلیري هي درکار نتهي بلکه هنر بهي درکار تها *

ماه ستمبر سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجري میں فوج اُسکي
ـزني سے روانه هوئي اور ماه اکتوبر سنه مذکوره بالا میں ملتان میں پهونچي
ـبس هزار اونت رسد لیجانے کے لیئے اکهٹے کیئے تهے اور باوصف اسکی
ـمام فوج کو یهه تاکید تهي که جهاں تک ممکن هو پاني چارے کا سامان
ـهیا رکهنا چاهیئے اگرچه فوج کي تعداد بیان نهیں کي گئي مگر کهتے هیں

‡ بیاں کیا گیا که دو دو تین تین لاکهه معتقد چاند سورج کے گهن کے دنوں وهاں
ـاتے تهے اور مختلف راجاوں نے دوهزار گانوں اس مندر کے پوجاریوں کے لیئے مقرر
ـکئي تهے اور دوهزار پوجاري اور پانسو ناچنے والیاں اور تین سو گویه اس مندر سے متعلق
تهے اور اُسکی گهنٹي کي زنجیر جسکو پوجنے والے بجاتے تهے دو سو من سونے کي تهي
اور هر روز اُسکے بت کو گنگا کے پاني سے نهلایا جاتا تها جو هزار میل کے فاصله سے
آتا تها اور یهه پچهلا بیان زمانه حال کے طور طریقوں سے درست معلوم هوتا هی
اور اور چیزیں جو اس مندر میں کے بیان هوئے هیں وه ایشیا والے مورخوں کی
حسب عادت بلا تعداد لکهي هیں واضح هو که اگر زنجیر کے من تبریزي تصور کیئے
جاویں اور یهي غالب هی تو وه زنجیر دس لاکهه روپیه سے زیاده قیمت کي هوگي اور
اگر عربي من مراد رکهے جاویں تو بیس هزار روپیه سے کم کي هوگي *

واضح هو که تبریزي من مثقالوں کے حساب سے چهه سو مثقال اور تولوں کي
رو سے دوسو توله کا اور عربي من دو رطل کا اور رطل؟ مثقالوں کے حساب سے نوه
مثقال اور تولوں کي رو سے اٹهائیس توله ساڑے چار ماشه کا هوتا هی اور جهاں
کهیں مطلق من بولا جاتا هی وهاں تبریزي من مراد هوتا هی مترجم

هوا یعني جیپال ثاني جو لاهور کي سلطنت میں اننگ پال کا جانشین هوا تها اپنے تخت نشیني کے وقت سے کسیقدر تزاعوں کے بعد همیشه سلطان سے اچهي خاصي طرح رهتا رها مگر اس مهم میں اُسنے بدبختي سے سلطان کا مقابله کیا اور اُسکو قنوج کے جانے سے مانع مزاحم هوا چنانچه آخر نتیجه اُسکا یهه هوا که لاهور اور اُسکے تمام اضلاع ضبط هوئے اور غزني کے شامل کیئے گئے اور دریاے اٹک کے جانب شرقي پر فوج اسلام کي مستقل رهنے کي یهي پهلي بار تهي اور بلاد هندوستان میں مسلمانوں کي آینده بادشاهي کے لیئے یهي بنیاد تهي *

بعد اُسکے سنه ۱۰۲۳ع مطابق سنه ۴۱۵ هجري میں ماوراالنهر کي طرف سلطان متوجهه هوکر بنفس نفیس اُس جانب کو روانه هوا اور وهاں کے باغیوں کي سرکوبي کرکے غزني کو مراجعت فرمائي *

قنوج کي بڑي مهم کے بعد یهه معلوم هوتا هی که محمود کو لوٹ مار کے حملوں کا مزا نرها چنانچه جو حملے که اُسنے بعد اُسکے کئي جنکا بیان ابهي هوچکا وه اپني رضا و رغبت سے نکئي تهے دریافت هوتا هی که اس زمانه میں اُسنے هوش حواس اپنے جمع کرکے یهه اراده مصمم کیا که ایسي جد و جهد عمل میں لاني مناسب هی که اگر نام اپنا اسلام کي بڑي ترقي دینے والوں میں درج نه هووے تو ادنی درجه یهه هی که بتشکنوں میں مندرج هو جاوے اور میں بت پرستي کے حق میں وبال سمجها جاؤں *

بارهویں مهم سومنات کے مندر پر

یهه مهم اُسنے ایسي کي که جهاں کهیں مسلمان بستے رستے هیں وهاں یهه مهم اُسکي بطور عمده نمونه جهاد کے مشهور و معروف هی *

واضح هو که یهه سومنات جزیره نما گجرات † کے جنوبي کناره پر بڑا معزز اور عمده مندر تها اگرچه حال اس مندر کا هندوستان میں تاریخ

† هندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورتهه اور کاتهیا وار کهتے هیں

سي غنيمت اور پانچهزار تین سو قیدي لیکر غزني کو واپس آیا † *

محمود کي دسویں اور گیارهویں مهم کا بیان

جب که وسط هندوستان کي راهوں سے محمود آگاه هوگیا تو سنه ۱۰۲۲ع مطابق سنه ۴۱۳ هجري میں مهم مذکوره بالا کے بعد هندوستان پر دو حملے اور کئي اور ان دونوں حملوں کے درمیان ایک عرصه گذرا چنانچه پهلا حمله راجه قنوج کي امداد و اعانت کے واسطے کیا تها مگر حسب اتفاق اُسکے پهونچنے سے پهلے پهلے کالنجر واقعه بندیل کهنڈ کے راجه نے قنوج کے راجه کو قتل کیا چنانچه محمود نے کالنجر کے راجه پر لشکر کشي کي مگر اس لشکرکشي اور آینده لشکرکشي پر جو سنه ۱۰۲۳ع مطابق ۴۱۴ هجري میں کي گئي کوئي فائده مستقل مترتب نهوا *

محمود کا پنجاب پر مستقل تصرف کرنا

منجمله ان دونوں مهموں کے پهلي مهم میں ایک واردات کے پیش آنے سے سلطان کي بڑي بڑي فتوحات سے بهي بڑهکر بڑا مستقل اثر ظاهر

---

† حال اس تمام مهم کا تاریخ فرشته میں صاف صاف مندرج نهیں مگر فرشته مین اُن فارسي مورخوں کے کلام نقل کئي هیں جو اپنے ملک کے موسموں کے لحاظ سے محمود کے کوچ کا زمانه بهار کا موسم بتاتے هیں مگر اصل یهه هی که اُسنے بهار کے موسم میں کوچ نهیں کیا اسلیئے که اگر وه بهار میں کوچ کرتا تو پایاب اوترنیکي جُستجو نکرتا هاں خاص قنوج میں برسات کے شروع میں پهونچا هوگا بعد اُسکے جو کوچ هوئے وه تمام کوچ سب برسات میں دریاؤں کي چڑهائي پر کئے هونگے اور غالب یهه هی که پهاڑوں پر برف پڑنے سے پیشتر پشاور میں پهونچا هوگا اور ماه نوامبر کے اغاز میں دریاے اٹک سے پار اُترا هوگا اور اُسکی کوچوں کي تفصیل اس سے بهي خراب بیان کي هی چنانچه پهلے وه قنوج پر گیا اور پهر لوٹ کر میرٹهه پر گیا اور پهر متهرا پر حمله کیا مگر اُسکے آنے جانیکا کوئي نشان پتا باقي نهیں که وه کس راه سے آیا گیا هاں غالب یهه هی که وه میرٹهه کي راه کو آیا مگر یهه تحقیق نهیں که وه کس راه سے واپس گیا برڈ صاحب نے اپني تاریخ گجرات کے دیباچه کے صفحه ۳۱ میں اسمقدمه کي بهت عمده چهان بین کي هی

تعصب نہیں رکھتے وہ یہہ بیان کرتے هیں کہ محمود اُن مندروں کو اُنکی خوبصورتي کے باعث سے بچا گیا مگر اِس بات پر تمام مورخ متفق هیں کہ عمارات متھرا کي حسن و خوبي سے اُسکو نہایت حیرت هوئي اور غالب یہہ هی کہ جو تاثیر اُن عمارتوں کي محمود کي طبیعت پر هوئي تو اُسیکے باعث سے اُسکي طبیعت میں مذهبي عمارتوں کے بنانے کا جوش اوٹھا † *

اِس مہم میں اور مہموں کي نسبت زیادہ تر برے حال پیش آئے چنانچہ مہابن میں جو متھرا کے پاس واقع هی راجہ نے سلطان کي اطاعت اختیار کي اور سلطان نے اُس سے اچھے معاملے برتے مگر اتفاق سے دونوں فوجوں کے سپاهیوں میں کوئي جھگڑا کھڑا هوگیا اور هندو قتل هوئے اور دریا کي طرف بھاگ کر ڈوب گئے اور جب راجہ نے یہہ خیال کیا کہ مجھکو بادشاہ نے دغا دي تو اُس نے اپنے جورو بچوں کو مفت قتل کیا اور بعد اُسکے اُسنے اپنا بھي جھگڑا چکا دیا *

شہر منج میں سخت مقابلہ کے بعد قلعہ کے کچھہ تھوڑے راجپوت قلعہ کے اُن مقاموں سے جسکو محمود نے توڑا سلطان کي فوج پر یک لخت آپڑے اور آپ کو هلاک کیا اور باقي لوگوں نے آپ کو قلعہ کي فصیلوں سے گراکر پاش پاش کیا یا اپنے گھروں میں جورو بچوں سمیت آگ میں جل کر مرگئے یہاں تک کہ تمام گروہ میں سے کوئي زندہ نہ بچا علاوہ اُسکے بہت سے شہروں کو فتح کرکے بہت سے ملکوں کو ویران کیا اور بہت

† جو خط کہ محمود نے حاکم غزني کے نام اِس شہر سے لکھا اُسکا خلاصہ مضمون ذیل یہہ هی کہ اِس مقام میں هزاروں عمارتیں ایسي مضبوط و مستحکم هیں جیسے کہ پکے مسلمانوں کا ایمان مضبوط اور قوي هی اور اکثر عمارات اُنمیں سنگ مرمر کي هیں علاوہ اُنکے مندر بیشمار هیں اور یہہ بات تحقیق هی کہ لاکھوں دیناروں کے خرچ سے یہہ شہر اِس مرتبہ کو پہونچا هی اور ایسا شہر دو سو برس کے عرصہ سے کم میں تیار نہیں هوسکتا (بریگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۵۸)

س مهم کو محمود کی سلطنت کے بڑے کاموں میں شمار کرنا مناسب
ی چنانچه الیق خاں مرچکا تھا اور جانشین اُسکا طغا خان ختن کے
اتاریوں سے سخت لڑائی میں مصروف تھا اور یهه لڑائی خصوص دریاے
ماس کی جانب مشرقی میں واقع هوئی تھی اور سنه ۱۰۱۲ ع سے
یکر سنه ۱۰۱۵ ع تک بموجب تحریر ڈی گگنیز صاحب واقعه جلد ۲
بصفحه ۳۱ کے قایم رهی اور ماوراءالنهر کا ملک طغا خاں کے نهونے سے
محمود کی نظر سے نچوکا اور هندوستان کی لڑائیوں میں وہ اسقدر
مصروف نتھا که وہ اُسکی ضرورت سے ایسے بڑے ملک کے فتح کرنے سے
غافل رهتا غرض که معلوم هوتا هی که سنه ۱۰۱۶ ع مطابق سنه ۴۰۷
هجری میں سمرقند اور بخارا پر بلا مقابله قابض و متصرف هوا اور جو
مقابله خوارزم میں پیش آیا اُس سے اُس ملک کے فتح هونے میں بهت
توقف نهوا † *

محمود کی نویں مهم هندوستان پر

اِن مهموں کے بڑے ٹھاٹ سامانوں سے دریافت هوتا هی که محمود
نے جو ارادے هندوستان پر کیئے وہ بڑے وسیع اور فراخ هوگئے اس لیئے که

† الیق خاں کی لڑائی سنه ۱۰۰۶ ع سے پهلے کی کوئی مهم محمود کی دریاے اکسیس کی جانب کسی مورخ نے بیان نهیں کی اور تاریخ فرشته والا اِس مهم محمود کا یهه باعث بیان کرتا هی که سلطان محمود کو شاہ خوارزم کے قتل پر جس سے اُسکی بیٹی کی شادی هوئی تھی جوش آیا مگر ڈی هربی لاٹ صاحب اپنی سرگذشت میں جو درباب سلطان محمود اُنهوں نے لکھی اور ڈی گگنیز صاحب بحواله تاریخ ابوالفداء کے جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں کمال استحکام سے یهه بات بیان کرتے هیں که وہ لڑائی ایک بغاوت کے مدافعت کے واسطے هوئی تھی اور خود صاحب تاریخ فرشته یهه بیان کرتا هی که سنه ۱۰۱۲ ع میں جو که محمود نے خلیفه سے یهه درخواست کی که وہ سمرقند کو حواله کرے اس سے دریافت هوتا هی که محمود نے اُس سال کو ماوراءالنهر کے فتح کرنے میں گذارا اور اس قیاس کی خاص وجهه یهه هی که اُس سال میں کسی اور مهم میں محمود کا بذات خود مصروف هونا بیان نهیں کیا گیا *

محمود کي پانچويں چڑھائي ہندوستان پر

غور والوں کي چھیڑ چھاڑ کے سبب سے محمود نے غور پر یورش کي ہوگي اِس لیئے کہ جس سال میں اُسنے غور پر حملہ کیا اُسي سال میں وہ ہندوستان پر چڑھکر گیا یہہ اُسکي ایک معمولي عادت ہوگئي تھي محمود اِس مرتبہ ملتان کو فتح کرکے ابوالفتح خاں لودے کو مقید کر لایا *

محمود کي چھٹویں چڑھائي ملک ہندوستان پر

بعد اُسکے سال آیندہ میں تھا نیسر پر دور و دراز چڑھائي کي جو جمنا کے قریب واقع ہي اور وہاں کے مندر کو جو نہایت مقدس تھا خوب دل کھولکر لوٹا اور بستي کو خاک سیاہ کیا اور بیشمار آدمي قید کرکے غزني کو لیگیا اور تمام رجواڑے اُسکے مقابلہ کو لاؤ لشکر جمع کرتے رہگئے *

محمود کي ساتویں اور آٹھویں چڑھائیوں کا بیان

اگلے تین برسوں میں کوئي بات اِسمات کے سواے بیان کے قابل نہیں کہ کشمیر کي دو مہمیں پوري ہوئیں مگر جب پچھلي مہم سے لوٹ آنے لگے تو فوج اُسکي راہ سے بیراہ ہوگئي اور جاڑا ایسي شدت سے پڑا کہ بہت سے لوگ ضایع ہوگئے اور یہہ بات اچنبے کي ہی کہ ایسے ملک میں جہاں رسائي دشوار ہی دو حملے کیئے اور اُن میں بہت تھوڑي مصیبت اور دقت پیش آئي *

فتح کرنا محمود کا ماوراءالنہر کے ملک کو

بعد اِن خفیف معاملوں کے ایک ایسي مہم محمود نے طی کي کہ اُس سے سرحد اُسکے ملک کي بحر کاسپین تک بڑھگئي اِس لیئے

کا ترجمہ تاریخ ابن ہاکل صفحہ ۲۱۳ و ۲۲۱ و ۲۲۵) مورخان یوروپ نے اِس خطہ کو اکثر جارجیا کي حکومت غلط سمجھا ہی اور ڈي ہربي لاٹ صاحب نے اِسي خیال سے خطہ مذکورہ کے بادشاہ کے خطاب کو روس کے بادشاہ کے خطاب سیزر سے مشتق کیا اور اُسکے خطاب کو فارسیوں کي بري تحریر کے سبب سے کوئي ترسر اور کوئي شر اور کوئي تشر اور کوئي نشر بیان کرتا ہی *

محمود اِس بڑي غنیمت کو لیکر غزني چلا گیا اور دوسرے سال اُسنے ایک جشن آراسته کیا جسمیں هندوستان کي غنیمت لوگوں کو دکھائي جو سونے چاندي کي چوکیوں اور میزوں پر کمال آرایش اور نهایت خوبي سے چني گئي تهي اور یهه جشن ایک بڑے میدان میں تین دن تک قائم رها اور تماشائیون کي خاطر بهت عمدہ عمدہ کهانے تیار کیئے گئے اور بڑے کر و فر سے ضیافت هوئي اور محتاجوں کو خیرات دي گئي اور ایسے شخصوں کو بڑے بڑے اِنعام اور بهاري بهاري خلعتیں عطا هوئیں جو اپنے مرتبه یا لیاقت یا ریاضت کے سبب سے مشهور و ممتاز تهے *

فتح کرنا محمود کا ملک غور کو

سنه ۱۰۱۰ ع مطابق سنه ۴۰۱ هجري میں هرات کے مشرقي پهاڑوںمیں غور کے بڑے ملک پر محمود نے آپ بذات خاص لشکر کشي کي اور اُس ملک میں سور کي قوم افغانوں کي آباد تهي اور وہ پهلے مسلمان هوچکے تهے جبکه یهه ملک سنه ۱۱۱ هجري میں خلیفوں کے عهد دولت میں تمام مفتوح هوچکا تها اگرچه سردار اِس قوم کا ایسي جگهه قیام پذیر تها که اُسپر دهاوا ممکن نتها مگر محمود نے اُسکو ایسے نکالا که وہ آپ مقابله سے حیله کرکے بهاگا (اگرچه یهه کام بهت بڑا خطرناک معلوم هوتا هی مگر مورخوں کے نزدیک سب آسان هی) اور جب که اُس سردار کو شکست فاحش هوئي تو زهر کها کر مرگیا اور نام اُسکا محمد سور تها اور اُسکے ملک کي فتح اِس لیئے زیادہ معلوم کرنے کي قابل هی که اُسیکے خاندان نے غزني کے خاندان کو تباہ کیا *

دوسرے برس محمود کے سرداروں نے صرف ایک پهاڑي ملک جرجستان یا غرغستان کو فتح کیا † جو دریاے مرغاب پر غور کے متصل واقع هی *

هی جو سیربهر کا هوتا هی اور تبریز کا مروج من ساڑهے پانچ سیر اور هندوستان کا پورے چالیس سیر کا هوتا هی (برگز صاحب کا حاشیه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ۲۸)

† نام اِس خطه کا غور اور اُسکے آس پاس کے ملکوں کے بیان میں اکثر واقع هوتا هی تاریخ ابن هاکل کي رو سے موقع اِس خطه کا معلوم هوتا هی (اوسلے صاحب

جلد، انکو ايسا منتشر پايا که اُسکو اتني فرصت هاتهه آوے که لوت کهسوت
کے ارادے جو اُسکے دل ميں مقرر تهے اور اُنکے خيالوں سے نهايت خوش
هوا کرتا تها پورے کرے چنانچه منجمله اُنکے ايک ارادے کے پورے کرنيکا
موقع هاتهه آيا يعني نگر کوٹ کے لوٹنے کا اراده کيا اور حقيقت اُسکي يهه
تهي که وه ايک مندر نهايت مضبوط و مستحکم ايک پهاڑ کي بلندي پر
جو کوه هماله کے بائيں سلسله ميں هی واقع تها اور ايک قدرتي شعله کے
باعث سے جو اُس مندر کے احاطه ميں زمين سے نکلتا هی وه نهايت
مقدس سمجها جاتا تها اور مدتوں سے برابر هندو راجاؤں کي نذروں اور
چڑهاؤوں سے مالا مال تها اور قرب و جوار کے شهروں کي مال و دولت کا
بڑا حصه وهاں مجتمع تها غرضکه بقول تاريخ فرشته کے دنيا کے بادشاهوں
کے خزانوں کي نسبت بهت کچهه زياده سونا چاندي بهاري موتي اور
تمام قيمتي جواهرات اُس مندر مين موجود تهے *

ايسي جگهه کے لوگ دهاوے کرنے والوں کا مقابله بخوبي کرتے
مگر اتفاق يهه هوا که اُس قلعه کي فوج اُس بڑي چڑهائي مين گئي
هوئي تهي جو محمود پر هوئي تهي چنانچه جب محمود اُس مندر
کي فصيل تک پهونچا تو بيچارے پوجاريوں کو گرد اُسکے بے سرو سامان
کهڑے هوئے ديکها يهانتک که اُنهوں نے پکار کر جان بخشي چاهي اور
بلا شرط اُسکي اطاعت قبول کي محمود نے جان اُنکي بخشي اور افسروں
وغيره سميت اُس مندر مين داخل هوا اور جو خزانے که وهاں مجتمع
تهے اُنپر قبضه کيا بيان کياگياهی که سات لاکهه دينار طلائي اور سات سو من
سونے چاندي کي تختياں اور دو سو من زر خالص کي اينٹيں اور دو
هزار من کچي چاندي اور بيس من جواهرات جسمين موتي مونگے
هيرے پهوکراج راجه بهيما کے وقت سے جمع تهے محمود کے قبضه ميں
آئے † *

† من مختلف وزنوں کے هوتے هيں چنانچه عرب کا من سب سے کم وزن کا

کریں مگر یہہ اُسکي تدبیر راس نہ آئي کہ نتیجہ اُلٹا ہوا یعني گکّھڑوں نے تیر اندازوں کو یک قلم بھگا دیا اور باوجود اِسکے کہ خود محمود نے سعي و محنت کي اور آپ مقابلہ کیا تیر اندازوں کا تعاقب ایسے استقلال سے کیا گیا کہ اُن پہاڑیوں کا بڑا گروہ ننگے سر ننگے پانوں طرح طرح کے ہتیار باندھے ہوئے فوج محمود کے دونوں بازوؤں میں پھیل پڑے اور اُسکے سواروں میں بڑے غیظ و غضب سے گرے اور تلواروں اور چھروں سے گھوڑوں سمیت زخمي کرنا شروع کیا یہاں تک کہ بات کي بات میں تین چار ہزار مسلمانوں † کو قتل کیا مگر ہندوؤں کے حملوں کا زور تھوڑا تھوڑا گھٹتا گیا یہاں تک کہ محمود کو دریافت ہوا کہ مخالف کا ہاتھي ہماري پریشاني کو دیکھکر جو فائدہ کي غرض سے آگے بڑھا تھا وہ تیروں کي بوچھار سے ‡ چونک کر میدان سے بھاگ گیا اور اِس حادثہ سے غنیم کي فوج میں کھلبلي پڑي اور اُنکي یہہ سمجھہ میں آئي کہ ہمارا سردار چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ پہلے تو اُنہوں نے کوشش میں تساہل کیا اور آخرکار ادھر اودھر ہوکر پریشان ہوگئے محمود نے اُنکي پریشاني سے جلد فائدہ اوتھایا اور دس ہزار آدمي اُنکے پیچھے بھیجي اور پہلے اِس سے کہ وہ کسي امن کي جگہہ پہونچیں بیس ہزار آدمي اُنکے قتل کیئے *

نگر کوٹ کے مندر کا لوٹنا

اِس خدا داد فتح کے بعد اُن ہندوؤں کو دوبارہ جمع ہونیکي فرصت نہ ملي چنانچہ محمود اُنکے پیچھے پیچھے پنجاب میں گھستا گیا اور

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

‡ اصلي تاریخ میں تیروں کي جگہہ توپیں اور بندوقیں مندرج ہیں اگرچہ برگز صاحب اِس مشکل کو بطور معقول حل کرتے ہیں یعني جو لفظ فارسي میں توپ اور بندوق کے معنوں میں مستعمل ہوا اُسکو کچھہ بدلنے سے اُسکے معني تیروں اور نفط کے گولوں کے ہوتے ہیں مگر تمام قلمي نسخے اُس لفظ کے توپ اور بندوق ہونے پر متفق ہوتے ہیں اِس لیئے برگز صاحب حیران ہیں اور اُنکو یہہ شبہہ ہے کہ مورخ نے کسي اور زمانہ کے واقعہ کو سہواً یہاں لکھدیا غرض کہ ہمنے وہ معني اختیار کیئے جو سیدھے سادے ہیں

کی فرصت ہاتھہ آئی تو اُسنے بہت سی فوج اکھٹی کی اور راجہ سے لڑنے کے لئے موسم بہار سنہ ۱۰۰۸ع مطابق سنہ ۳۹۹ ہجری میں روانہ ہوا *

محمود کی چوتھی چڑھائی

انند پال بھی اس خطرہ سے غافل نتھا جو اسکو پیش آنیوالا تھا چنانچہ اسنے دور دور کے راجوں کے پاس ایلچی چلائے کیئے اور انکو اس خطرہ سے بخوبی آگاہ کیا جسمیں وہ محمود کی موجبات سے مبتلا ہونیکو تھے اور استکمال ضرورت ثابت کی تھی کہ اپنے دین و دنیا کی حفظ و سلامت کی واسطے بہت جلد متفق ہونا چاہیئے اور غالب یہہ ہی کہ یہہ تقریر اسکی انکے ارادوں کے بھی موافق تھی کہ اوپر ناہر اسکی بخوبی ہوئی چنانچہ اجین اور کالنجر اور گوالیار اور قنوج اور دلی اور اجمیر کے راجوں نے باہم اتفاق کیا اور اپنی اپنی فوجیں اکھٹی کرکے پنجاب کی جانب روانہ کیں اور حقیقت میں فوجیں انکی اسقدر تھیں کہ اُسوقت تک اسقدر فوج اکھٹی ہوئی تھی چنانچہ محمود بھی اسقدر غیر متوقع بھیر بھار کے دیکھنے سے متردد ہوا اور جیسے کہ وہ ہمیشہ چستی و چالاکی سے بیخطر گھسا چلا آتا تھا بجائے اُسکے دشمن کے سامنے ٹہرا اور پشاور کے پاس ایک جگہہ مقام کیا اور دشمن کے حملہ کا منتظر رہا مگر اس قیام کے زمانہ میں غنیم کی فوج روز روز بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ ہندوؤں کی عورتوں نے سونے چاندی کی گہنوں کو گلاکر اور خواہرات کو بیچکر اس مقدس لڑائی کے سار و سامان کے لئے دور دور سے روپیہ کی امداد بہنچی تھی چنانچہ جس گاکر اور اور لڑاکا قومیں ہندوؤں کی فوج میں شامل ہوگئیں تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو گھیرا اور مسلمان اپنے مورچہ بندی پر مجبور ہوئے اگرچہ محمود کسیقدر دل شکستہ ہوا مگر اپنی شجاعت پر جما رہا اور اپنے ٹھکانے کے استحکام سے فائدہ اُٹھانا چاہا چنانچہ اُسنے تیر اندازوں کا ایک بڑا گروہ اس نظر سے روانہ کیا کہ ہندوؤں کو بھڑکاکر مورچوں کی جانب حملہ کرنے کو گرم و آمادہ

ایسي تقویت حاصل ہوئي تو دریاے اکسیس سے پار ہونے میں توقف نکیا اور بلخ کے قریب محمود سے جا پڑا مگر محمود اس موقع پر پانسو ہاتھي لیگیا تہا اور معقول طور سے ایسي حکمت برتي کہ اُن ہاتھیوں سے اپني فوج کي صفوں کو ضرر نہ پہونچے اور غنیم کے گھوڑوں اور آدمیوں پر جو ہاتھیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت سے محض نا آشنا تہے بخوبي اثر پڑے چنانچہ ہاتھیوں کي صورت سے تاتاري ڈرگئی اور بہت تیزي و تندي سے حملہ نکرسکے مگر بعد اُنکے حملہ کے ہاتھي اُنپر ٹوٹے اور فوج کے بیچ گہس گئے اور جو کوئي اُنکے آگے پڑا اُسکو چیرچار برابر کیا غرضکہ فوج غنیم کو زیر و زبر کیا بیان کیا گیا ہی کہ خود محمود کے ہاتھي نے الیق خاں کے نشان بردار کو پکڑا اور الیق خاں اور اُسکي فوج کے سامنے سونڈہ سے اُسکو بلند کیا ہنوز اُس پریشاني سے سنبہلنے نپاے تہے جو ہاتھیوں کي بدولت نصیب ہوئي تہي کہ دونوں لشکر بھڑگئے مگر غزني والوں نے ایسي دلاوري اور تندي سے حملہ کیا کہ تاتاري ہر طرف سے پس پا ہوئے اور بہت سے قتل ہوکر میدان سے بھاگ گئے † اور یہہ واقعہ سنہ ۱۰۰۶ع مطابق سنہ ۳۹۷ ہجري میں واقع ہوا *

الیق خاں کو یہہ پیش آیا کہ چند ہمراہیوں سمیت اکسیس پار بھاگ گیا اور بعد اُسکے کبھي محمود کا مقابلہ نکرسکا *

اگرچہ محمود نے غنیم کے تعاقب کا پہلے ارادہ کیا مگر جاڑے کي شدت سے اس ارادے سے باز رہا یہاں تک کہ اپني دارالسلطنت میں بھي جب داخل ہوا کہ کئي سو آدمي اور گھوڑے جاڑوں کے صدقے گئي *

محمود ادھر مصروف رہا اور سکپال نے اودھر بت‌پرستي اختیار کي اور بجاے خود باغي ہوگیا مگر محمود اُسپر یک لخت آپڑا اور اُسکو گرفتار کیا اور تمام عمر ایک قلعہ میں مقید رکھا *

راجہ اننگ پال نے جو محمود کا مقابلہ کیا تہا الیق خاں کے باعث سے محمود اُسکا تدارک نکرسکا تہا مگر اب اُسکو مہمات ہندوستان پر توجہہ

† تاریخ فرشتہ ڈاریخ ڈي گگنیز تاریخ تي ہربیلاٹ صاحب

اننگ پال سردار ملتان اپنے رفیق اور محمود کے بیچ مین آبڑا اور
دوں لشکروں کا مقابلہ پشاور کے پاس کسي جگہہ واقع ہوا چنانچہ راجہ
ں فوج تباہ ہوئي اور شاہدرہ سے جو وزیرآباد کے پاس هی دریاے چناب
ے اُنکا پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ راجہ کشمیر کو بھاگا اور وهاں جاکر
ناہ اُسنے لي بعد اسکے محمود نے ملتان کا محاصرا کیا اور جب کہ
محاصرہ پر سات روز گذرے تو سردار نے! اطاعت کي اور بطور باجگزاري
ي بڑي مدد دي چنانچہ سنہ ١٠٠٥ ع مطابق سنہ ٣٩٦ هجري
میں محمود غزني کو چلا آیا *

محمود کے ملک پر تاتاریوں کا حملہ کرنا اور شکست فاحش کھانا

ملتان کے سردار کو جو مفید شرطیں محمود نے عنایت کی تھیں
سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ محمود کو یہہ خبر پہونچی تھي کہ الیق
خاں کے لشکر نے اُسکے ملک موروثي پر بڑا حملہ کیا اگرچہ الیق‌خاں
محمود کا خویش تھا اور بہت قریب واسطہ رکھتا تھا مگر جب اُسنے یہہ
دیکھا کہ وہ هندوستان پر همتن مایل هی تو اُسکو یہہ هوس دامنگیر
هوئي کہ خراسان کا صوبہ محمود کے قبضہ سے نکالی چنانچہ اُسنے ایک
فوج هرات اور دوسري بلخ پر قبض و تصرف کے لئے بھیجي *

مگر اُسنے اپنے مخالف کي قوت کا اندازہ بہت غلط کیا چنانچہ
محمود نے اٹک کو سیوک یا سکپال نامي ایک هندو کے قبضہ میں
چھوڑا جو ظاهر میں مسلمان هوگیا تھا اور نہایت چستي چالاکي سے
خراسان کي جانب روانہ هوا اور غنیم کے سرداروں کو بحراکسس کے
اُسپار جانے پر مجبور کیا *

بعد اُسکے الیق خاں کو حملوں سے دهمکایا یہاں تک کہ اُسنے قادر
خاں والئي ختن سے اعانت چاهي چنانچہ قادر خاں پچاس هزار
سپاهي لیکر الیق خاں کي مدد پر روانہ هوا اور جب کہ الیق خاں‌کو

هاتهه آئیں وہ سب لیکر غزني کو چلدیا مگر جب که راجا نے خراج کا
وعدہ کیا جیسا که اُسکي باپ سے بهي کیا تها تو هندو قیدیوں کو تاوان
لیکر چهوڑا هاں چند افغانوں کو جو هندوؤں کے ساتهه هوکر لڑے بهڑے
تهے یہاں تک قید رکها که وہ مرکر چهوٹتے اور جب که راجه چهوٹ
کر آیا تو اُسنے اس باعث سے که کئي بار ناکام اور رسوا هوا تها اور شاید
رعایا نے بهي مذهبي تعصب سے تنگ اُسکو کیا تها راج اپنا اپنے بیٹے
اننگ پال کو سونپا اور آپ ایک چتا پر چڑها جو اُسکے حکم سے تیار
هوئي تهي اور اپنے هاتهه سے آگ لگاکر جل‌بلکر مرگیا *

محمود کي دوسري چڑهائي

اننگ پال اپنے باپ کے عهد و پیمان پر جما رها مگر بهٹیا کے راجا نے
جو لاهور کے مطیعوں میں سے تها اور ملتان کے جنوب میں حکومت
اُسکي جاري تهي اپنے حصه کا خراج دینے سے صاف انکار کیا اور سلطان سے
بمقابله پیش آیاتو محمود آپ اُسپر چڑهکر گیا چنانچه پہلے اُسکو مضبوط
مورچوں سے بهگایا اور پهر اُسکو بڑے قلعه سے نکالا یہانتک که وہ اٹک کي
جهاڑیوں میں جاکر مرگیا جهاں اُسنے جان چهپائي تهي اور بهت سے ساتهي
اُسکے اُسکا عوض لینے میں مارے گئے اور یهه واقعه سنه ۱۰۰۴ع مطابق
سنه ۳۹۵ هجري میں واقع هوا *

محمود کي تیسري چڑهائي

یهه مهم اُسنے ایک اپنے سردار کے دبانے کے لیئے کي تهي جو وہ ایک
افغان تها † اور سلطان سے باغي هوکر اننگ پال سے بهت موافق هوگیا
تها *

غالب یهه هی که پہاڑوں کي قومیں ایسي طرح محمود کی مطیع و
تابع نه هوئي تهیں که وہ غزني سے ملتان کو برابر سیدها چلا آتا حاصل یهه

† یهه پٹهان ابوالفتح خاں لودي حامد خاں لودي کا پوتا تها جو هندوؤں سے
ملتان اور لغمان کا صوبه لیکر اُنکے شریک هوگیا تها اور جب که سبکتگین نے هندوؤ
پر فتح پائي تهي تو اُسنے اُسکي اطاعت کي تهي

علاوہ اُسکے خیالات مذکورہ کي تاثیر اسوجہہ سے محمود کي طبیعت پر زیادہ ہوئي کہ ایک لڑائي میں ہندوؤں کي حقیقت دریافت ہوچکي تھي اور باوصف اسکے اُسکي طبیعت بھي معاون اُسکي ایسي طمع کي تھي جو باوجود اپنے مال و دولت کے ایک مالا مال میدان کے لوٹنے کي پیاسي تھي اور ایسے میدان کي امید سے خوشي کے مارے پھولي نہیںماتي تھي *

جب کہ ایسے ایسے مطلبوں کا پورا پورا اثر ہوا تو الیق خاں سے صلح کي اور ماوراءالنہر کو اُسکے قبضہ میں چھوڑا اور اپني بیٹي کا نکاح اُسکے ساتھہ کرکے رفاقت کو مضبوط کیا اور خاندان صفوي کے ایک باغي کو جسنے سیستان میں بغاوت کي تھي دباکر اور دوسري بغاوت کے تدارک میں جو سنہ ۱۰۰۲ عیسوي میں اس باغي سے سرزد ہوئي اُسکو گرفتار کرکے ہندوستان پر چڑھائي کي *

محمود کي پہلي چڑھائي ہندوستان پر

ایران پر اہل اسلام کا تسلط ہوئي ساڑھے تین سو برس گذرے تھے کہ سنہ ۱۰۰۱ع مطابق سنہ ۳۹۱ ہجري میں محمود غزني سے دس ہزار سپاہي کار آزمودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور جیپال والئے لاہور اپنے باپ کے پرانے دشمن سے پشاور کے قرب و جوار میں جالڑا اور اُسکو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور ستلج کے آگے مقام بٹندہ پر جاکر سخت حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا † اور ہندوؤں کے ملک و لشکر سے جوجو قیمتي غنیمتیں

† معلوم ہوتا ہی کہ بٹندہ پہلے وقتوں اُس سے زیادہ شان و شوکت کا مکان تھا جو اُسکے ایک جنگل میں واقع ہونے سے سمجھہ میں آتا ہی کرنل‌ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ہی۔ کہ راجہ لاہور کا کبھي یہاں نرولش ہوتا تھا اور کبھي دارالسلطنت میں رہتا تھا اور جو کہ پشاور کي لڑائي ستائیسویں نوامبر سنہ ۱۰۰۱ع میں ہوئي تو محمود آخر سرما میں بٹندہ میں داخل ہوا ہوگا اور اُن دنوں پنجاب کے دریا پایاب تو نہونگے مگر سواروںکي دوح کر اوترنے میں تھوڑي دشواري پیش آئي ہوگي

ب کر رهے تهے چنانچه اسنے عبدالملک کي حمایت کا بہانه لیا اور
خارا پر چڑهائي کي اور تمام ماوراءالنهر پر قبض و تصرف کر کر
امانی خاندان کو خاتمه پر پهونچایا جو ایک سو بیس برس سے زیادة
لطنت کرچکا تها *

محمود اپنے ملک کے قبضه کي طرفسے مطمئن هوا اور یهه بات اسکي
رضي پر موقوف رهي که وه جس طرف چاهی اپني سلطنت کو پهیلاوے
چنانچه جو بادشاهتیں مغرب کي سمت میں واقع تهیں اور دین اسلام کے
علق اور شهرت کي قدامت سے دلپذیر تهیں وه اس زمانه میں ایسي
خرابي اور بدعملي کے هاتهوں میں گرفتار تهیں اور ایسي کنچهه ضعیف و
لاچار هوگئیں تهیں که بہت سا حصه انکا محمود کے قبضه میں بلا جد و
جهد اگیا اور جس اساني سے که سلجوقیوں نے باقي حصه کو دبایا تها
جو ایک زمانه میں محمود کي رعایا تهے اس سے محمود کو یهه بات
ظاهر هوئي که ابناے هلسپاند تک اپني حدوں کے بڑهانے میں کوئي روک
توک نهوگي *

هندوستان کے ملک جنکا حال معلوم نتها محمود کے بهادرانه مهموں
کے لیئے بڑے چوڑے چکلے کهیت نظر آئے اور اس عمده ملک کي وسعت
و زرخیزي اور کثرت خزاین کے افواهوں اور سرسبزي زمیں اور خاص
خاص پیداواروں کي شهرت کے سبب سے هندوستان گویا ایسا ملک تها
جیسے کهانیوں میں مذکور هوتے هیں اور اسکے پاس پروس کي قومیں
اسکي نسبت من مانتی خیال باندہ لیتي تهیں *

ایک ایسے ملک یعني هندوستان میں جن ارادوں اور مهموں کے
پورے هونے کي توقع هوئي وه اسوجهه سے زیاده تر اسکو مرغوب معلوم
هوئیں که وه اسلام کے پهیلانے کا وسیله تهیں جسکا رواج ایک نئي قوم میں
قایم کرنا ایسا بڑا کام ان دنوں سمجها جاتا تها جو فیروزمند بادشاهوں کو
شایاں هوتا هی *

چنانچہ اسنے رعب داب اپنا منصور ثانی پر بیتھایا یعني اسکو اسپر مجبور کیا کہ فایق کو وزیر اپنا بلکہ درپردہ آقا بناوے *

اگرچہ محمود اپنے پرانے دشمنوں کي حقیقت سے واقف تھا مگر اسنے یہہ چالاکي برتي کہ ناواقف بنکر کمال ادب و نیاز سے منصور ثاني کے پاس یہہ درخواست اپني بہیجي کہ خراسان کي حکومت پر مجہکو قایم رکھے مگر یہہ درخواست اسکي فوراً نامنظور هوئي اور نئے وزیر یعني فایق کا ایک اوردہ محمود کي جگہہ معین کیا گیا *

محمود کي خود مختاري کا بیان

محمود کسي سے بامانی حکومت سے خارج نہوسکا چنانچہ اسنے خراسان کے نئے حاکم کو مارکر بھگا دیا اگرچہ خود منصور سے نہ لرا جسکو مقابلہ میں لئے تھے لیکن اُسکے اطاعت کا اقرار بھي نکیا *

محمود اپنے حفظ و حراست کے واسطے بڑے بڑے سامان کرتا رہا یہاں تک کہ اسي عرصہ میں دربار کے جھگڑوں اور امیروں کے رشک و حسد سے منصور ثاني تخت سے اوتارا گیا اور آنکھوں سے اندھا کیا گیا اور سنہ ۹۹۹ع مطابق سنہ ۳۸۹ هجري میں عبدالملک کو بطور ایک آلہ کے جو فایق کے قبضہ میں رہے تخت پر بٹھایا گیا محمود نے یہہ واقعہ دیکھکر حکم دیا کہ بني سامان کا نام خطبوں سے خارج کیا جاوے اور خراسان کي حکومت پر مالکانہ قبضہ کیا بعد اسکے عبدالملک کا فرمان جسکو عطاے اختیارات کا اختیار حاصل نرہا تھا خراسان کي نسبت محمود کے نام آیا چنانچہ وہ مستقل حاکم هوگیا اور سلطان کا خطاب † اُسنے اختیار کیا اسیوقت سے مسلمان بادشاهوں میں یہہ خطاب عام هوگیا *

الیق خاں نے اس لوت کھسوت سے دور رہنے کا ارادہ نکیا جو اور

---

† اگرچہ محمود سے پہلے مسلمان بادشاهوں کا یہہ خطاب نتھا مگر یہہ عربي کا پرانا لفظ بادشاہ کے معنوں میں هے

خزانوں کو یوں صرف کیا کہ بڑے بڑے سرداروں کو انعام دیکر اپنی طرف مایل کیا اور فوج کی تنخواہیں بڑھادیں اور طرح طرح کے تماشوں اور جلسوں میں روپیہ لٹاکر لوگوں کے دلوں میں عزیز و ممتاز ہوگیا مذکورہ بالا ذریعوں اور زیادہ زور و ستم سے جو سلطنت کے دبانے میں کیئے اور نیز اُس راے کے باعث سے جو بعض بعض کوتاہ فہموں نے اُسکی بڑے استحقاق پر دی سلطنت کے تمام اُس حصہ کی امداد و اعانت حاصل کی جو محمود کے زیر حکومت نہ تھا اور جب کہ محمود کا دعوی قابل نفرت سمجھا گیا تو محمود نے کچھہ نرم معاملہ کیا خواہ اس یقین سے کہ میرا استحقاق ضعیف ہی یا اُسکے مزاج میں اعتدال تھا یا اُسنے فریب برتا غرض کہ اُسنے بھائی کے ساتھہ ایک بڑی شفقت ظاہر کی اور یہہ بیان کیا کہ اگر تیری عمر اس لایق ہوتی کہ تو ایسے بھاری بوجھہ کو اُٹھاسکے تو میں اپنی خوشی سے تیرا مقابلہ نکرتا اور علاوہ اِسکے یہہ بات بھی کہی کہ اگر تو میرے تجربہ‌کاری کی فضیلت کو تسلیم کرے تو اُسکی عوض میں بلخ اور خراسان کا صوبہ عطا کروں مگر یہہ بات اُسکی فی‌الفور تسلیم نہوئی یہاں تک کہ جب محمود نے یہہ دیکھا کہ اسمعیل سے موافقت کی امید نہیں تو وہ یہہ سوچا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ دارالسلطنت پر حملہ کرنے سے ہوگا چنانچہ اسمعیل جو اُن روزوں بلخ میں موجود تھا محمود کا ارادہ پاگیا اور غزنی اور محمود کی فوج کے بیچ میں آپڑا اور محمود کو عام لڑائی پر مجبور کیا اور جو بات کہ سرداروں کے غیر مساوی کاموں سے متوقع ہوتی ہی اُس سے بہت زیادہ عمدہ لڑائی لڑا مگر کھیت اُسکا محمود کے ہاتھہ رہا اور غزنی فتح ہوگئی اور اسمعیل گرفتار آیا اگرچہ تعظیم و تکریم اُسکی اُسکے پایہ کی مناسب ہوتی رہی مگر باقی زندگی اسکی قید میں کٹی *

سامانی خاندان کے ایسے ایسے درونی قصی قضایوں سے جو سات مہینے تک برابر بوہا رہے الیق خاں کی کامیابی کو بڑی اعانت پہونچی

اُسکا ممد و معاون هوا اور نئے بادشاہ منصور ثانی کو آخرکار اِس بات پر مجبور کیا کہ تمام اختیار اپنے بادشاهت کا فایق کو تفویض کرے *

سبکتگین کي وفات کا بیان

معاملات مذکورہ بالا کے زمانہ میں یہہ اتفاق هوا کہ غزني کو واپس آتے هوئے سبکتگین راہ میں مرگیا † *

خاندان غزني کا بیان

تیسرا باب

محمود کي سلطنت

محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانہ میں فوج کشیوں اور چڑھائیوں میں همراہ اُسکے رهتا تھا اور بقول شخصے کہ هونے هار بِرووں کے چکنے چکنے پات ابتدا سے هوشیاري اور دلاوري اور هر کام میں گھس بیٹھہ جانیکے آثار و علامات اُسمیں نمایاں تھے اور جب کہ باپ اُسکا مرا تو وہ نیشاپور میں اپني حکومت پر تھا اور عمر اُسکي تیس برس کي تھي اور لیاقت اور شجاعت کي بدولت هر طرح جانشیني کے قابل تھا هاں یہہ بات ضرور تھي کہ غالباً ولادت اُسکي شرعي نتھي ‡ یعني وہ کسي منکوحہ کے پیٹ سے نتھا اُسکے چھوٹے بھائي اسمعیل نے اُسکے نهونے کو غنیمت سمجھکر بقول بعض بعض مورخوں کے جانشیني کي منظوري باپ سے حاصل کي اور سلطنت پر بلا تامل قبضہ کیا اور اپني بادشاهت کا اشتهار دیا اور منجملہ اُن فائدوں کے جو اُسکو اپنے بڑے بھائي کي نسبت حاصل هوئے یہہ فائدہ کم نہ تھا کہ باپ کے خزانے اُسکے هاتھہ آئے اور اُسنے اُن

---

† نوح کے انتقال سے ایک مہینے کے اندر اندر سبکتگین بھي سنہ ۹۹۷ ع مطابق سنہ ۳۸۷ هجري میں مرگیا (تاریخ فرشتہ اور تاریخ ڈي گگنیز صاحب اور تاریخ پرایس صاحب اور تاریخ ڈي هربي لاٹ صاحب)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۲۹

كي مانند روانه هوا اور اگرچه أسنے ضعف ناتواني کے حیلہ سے یہہ شرط تهرائي تهي که ملاقات کے وقت اپنے گهوڑے سے نه اوترونگا مگر جب وہ بادشاہ کے سامنے گیا تو بے اختیار اپنے گهوڑے سے کودا یہاں تک که اگر نوح أسکو بغلگیري کے وقت نروکتا تو وہ نوح کے پانوں بهي چومتا *

جب که لڑائي بڑے زور شور سے هو رهي تهي اور نوح کي شکست هوا چاهتي تهي تو خاندان دیلم کے سردار نے یہہ دغابازي کي که ڈهال اپني اپني پیٹهه پر صلح کے اشارہ سے رکهي اور فوج اپني لیکر سبکتگیں کیطرف چلا گیا اگر وہ یہہ کام نکرتا تو نوح اور سبکتگیں کي فوجیں دشمنوں کو کافي نهوتیں مختصر یہہ که بعد اِس شکست کے باغي لوگ أن ملکونمیں سے بهاگکر نکل گئے جو أنکے قبض و تصرف میں تهے اور نوح نے بعوض اِس بڑي خدمت کے سبکتگین کي حکومت کو غزني پر مستحکم کیا اور خراسان کي حکومت أسکے بیٹے محمود کو عطا فرمائي اگرچه باغي سردست پریشان هوگئے تهے مگر پهر أنهوں نے لشکر جمع کیئے اور دوسرے برس یک لخت ایسا دهاوا کیا که محمود کو نیشا پور میں آدبایا اور شکست فاحش دي مگر سبکتگیں نے بہت سي سعي و محنت سے پهر أنکے مقابله کي لیاقت حاصل کي چنانچه سنه ۹۹۵ ع مطابق سنه ۳۸۷ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوا اور مقام طوس کے پاس جو اب مشهد مشهور هی أنکو شکست فاحش† هوئي اور جمعیت أنکي برهم هوگئي اور فایق کا یہہ حال هوا که وہ أس جگهه سے بهاگکر جہاں أسکو شان و شوکت حاصل تهي الیق خاں جانشین بغرا خاں کے پاس چلا گیا اور الیق خان کے زور اور دباؤ سے نوح اور فایق کي صفائي هوگئي اور وہ سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا *

— بعد اس انتظام کے نوح نے انتقال کیا اور الیق خاں نے نئے بادشاہ کي جانشیني دیکهکر بخارا پر چڑهائي کي رفیق اوسکا یعنی حاکم سمرقند

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۸ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۸ تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۲

تک پھیلی ہوئي تھي اور اسي زمانه میں اسکو اپنے برائے نام بادشاہ کي امداد و اعانت کرنے سے جاہ و جلال بڑھانے کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ بیان اُسکا آگے آویگا ٭

خاندان ساماني کي اعانت کرنا سبکتگین کا مشرقي تاتاریوں کے مقابلہ میں

جب کہ بغرا خاں تاتاریوں کے بادشاہ نے جو تمام تاتار پر دریاے اماس کے پار چین کے حد شرقي تک قابض و متصرف تھا † ساماني خاندان کے ساتویں بادشاہ نوح پر دھاوا کیا تو اُسنے بخارا سے بھاگ کر اکسیس پار پناہ لي مگر اُسکے نصیبوں نے پھر یاوري کي کہ بغرا خاں کے بیمار ہونے اور اپنے ملک کیطرف معاودت کرنے اور مر جانے سے سنہ ۹۹۳ ع مطابق سنہ ۳۸۳ هجري میں نوح اپنے تخت پر دوبارہ بیٹھا بعد اُسکے جب نوح نے حاکم خراسان کي گوشمالي کا ارادہ کیا جو اُسکي بد اقبالي کے وقتوں میں باغي ہوگیا تھا تو اُس حاکم نے فایق سے رفاقت پیدا کي جو بخارا کا ایک دوسرا امیر تھا اور اُسکے ہاتھوں سے ساماني خاندان کو پچھلے زمانہ میں ایک عرصہ تک بہت سي تکلیفیں پہونچي تھیں چنانچہ جب یہہ دو رفیق سلطنت کي بہتري کي نسبت اپني بھلائي اور بہبودي کے زیادہ خواہاں ہوئے تو اُنھوں نے خاندان دیلم کے بادشاہ کو جو اُنکے پاس پڑوس والے ایران کے صوبوں پر حکومت کرتا تھا امداد و اعانت کے لیئے بلایا اُسکو جي جان سے یہہ منظور تھا کہ پاس پڑوس میں فساد برپا کرنے سے اپنے ملک و حکومت کو چوڑا چکلا کرے غرض کہ جب یہہ تینوں متفق ہوئے تو اُنکے مقابلہ کے لیئے نوح نے سبکتگین سے اعانت چاہي چنانچہ سبکتگین فوج اپني لیکر بخارا کي طرف کچھہ رفیقوں کي طرح نہیں بلکہ تابعداروں

† تبي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷

چڑھا چنانچہ اسنے میدان کو فوج کي بھیڑ بھاڑ سے بھر پور پایا مگر وہ
ہراسان نہوا اُسنے اپني فوج کي دلاوري اور شایستگي اور قواعد داني پر
مطمئن ہوکر فتح کا یقین کیا اور دھاوے شروع کیئے چنانچہ پہلے پہلے
ہندوؤں کي فوجکے ایک حصہ پر سواروں کي نئي نئي فوج سے پے درپے
حملے کیئے اور جب غنیم کي فوج کے پانوں اوکھڑتے دیکھے تو تمام فوج پر
دھاوے کا حکم دیا یہاں تک کہ ھندو بھاگ نکلے اور اتک تک انکا تعاقب
ھوا اور بہت سے مارے گئے اور سبکتگیں کے لشکر کے بہت سي غنیمت ھاتھہ
آئي اور گرد نواح کے پرگنوں سے جو لاھور کي قلمرو میں داخل تھے بہت سا
محصول وصول ھوا اور راجہ کے ملک پر دریاے اتک تک قبض و تصرف
کرکے سبکتگیں نے ایک اپنے افسر کو معہ دس ھزار سواروں کے پشاور میں
حاکم چھوڑا *

بعد اُسکے لغمان کے افغانوں اور خلجیوں † نے سبکتگیں کي اطاعت
في الفور اختیار کي اور اُسکي فوج میں وہ لوگ بھرتي ھوئے ‡ *

بعد اِن مہموں کے خاص اپني سلطنت کے اِنتظام میں سبکتگیں
مصروف ھوا اور اُن دنوں سلطنت اُسکي مغرب کي طرف قندھار سے آگے

---

† خلجي ایک تاتاري قوم ھی جسکا ایک گروہ دریاے جگسرتیز کے مخرج کے
پاس دسویں صدي میں بستا تھا اور اُنھیں دنوں ایک گروہ اُسکا سیستان اور
ھندوستان کے درمیان یعني افغانستان میں بہت مدت سے آباد تھا اور وہ لوگ دسویں
صدي تک بھي ترکي بولتے تھے اور معلوم ھوتا ھی کہ وہ لوگ افغانوں سے پہلے ھي سے
بڑا علاقہ رکھتے تھے چنانچہ اُنمیں اور افغانوں میں کسیطرح کا فرق و تفاوت کبھي نہیں
سمجھا گیا (اِسبات کے دریافت کے لیئے کہ وہ تاتار میں کس خاندان سے نکلے اور کہاں
رھتے تھے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۹ کے حاشیہ اور ڈي ھربي لاٹ
صاحب کي تحریر درباب خلج اور بن ھاکل کي تاریخ کے صفحہ ۲۰۹ کو
ملاحظہ کرنا چاھیئے اور افغانستان میں اُنکي بساست کا حال دریافت کرنیکے واسطے
ابن ھاکل کي تاریخ کا صفحہ ۲۰۷ دیکھنا مناسب ھی اور واضح ھو کہ ابن
ھاکل نے تاریخ اپني سنہ ۹۰۲ اور سنہ ۹۶۸ ع کے بیچ بیچ میں لکھي ھی)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۹

هوگئي که مسلمانوں کي حکومت انکے پاس پروس میں قایم هوگئي اور معلوم
ایسا هوتا هی که اس حکومت کے باعث سے هندوؤں کے ملکوں پر اکثر
حملے هوتے رهے اور ابکي جادکو بني رهي غرض که راجه جیپال والیئے لاهور نے
جسکي حکومت غزني کے متصل تهي آپ حملے کا ارادہ کیا چنانچه لغمان
میں اُس وادي کے سرے پر بہت سي فوج اپني لیگیا جو پشاور سے کابل
تک پهیلا هوا هی اور وهاں سبکتگین سے مقابله هوا ابهي دونوں لشکر
لڑائي کا میدان و موقع تاک هي رهے تهے که باد و بارش کا سخت طوفان آیا
اور اُسکو لوگوں نے ایسا غیبي گولا سمجها جو عالم اسباب میں معمولي
سببوں سے خارج هو اِس لیئے که هندو لوگ اپنے مخالفوں کي برابر
سردي کے سهارنے کے عادي نه تهے اُنهوں نے ایسي همت هاري که
راجه جیپال کو ناکام صلح کرني پڑي چنانچه سبکتگین پہلے صلح پر
مایل نهوا مگر آخر کار اس خیال سے که اگر هندو بالکل مایوس هوجاوینگے
تو بقول کسیکے که مرتا کیا نهیں کرتا نتیجه اُسکا اچها نهوگا غرض که وہ
بهي صلح پر راضي هوا اور راجه نے پچاس هاتهي اسکو دیئے اور بہت سے
روپئے دینے کا وعدہ کیا *

جب که راجه نے آپ کو محفوظ و سلامت پایا تو جو وعدہ روپئے کا
کیا تها اسکے پورا کرنے سے اِنکار کیا یهاں تک که جو آدمي سبکتگین نے
تقاضے کے لیئے بهیجے انکو مقید کیا *

[illegible] راجاؤں کا باهم متفق هوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست فاحش پانا

[illegible] نے یهه معامله دیکها اور اسکو ناگوار گذرا تو اس نے
[illegible] دریاے اٹک کي طرف دوبارہ کوچ کرنا شروع کیا اور
[illegible] کیا که اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجاؤنکو
[illegible] لاکهه سوار اور بیشمار پیادوں سمیت لغمان
[illegible] کے لڑ لشکر دیکهنے کو ایک ٹیکري پر

تاریخ فرشته میں لکھا هی † که سنه ۹۷۵ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجری
میں الپتگین مرگیا اور اسحاق نامی ایک بیٹا چھوڑا جسکو سبکتگین ‡ همراه
لیکے بخارا کو لیگیا تھا اور جب که اُسکو منصور سامانی نے غزنی کا حاکم
مقرر کیا تو سبکتگین کو اُسکا نائب قرار دیا اور جب وه سنه ۹۷۷ع مطابق
سنه ۳۶۷ هجری میں مرگیا تو سبکتگین کو جانشین اسکا مانا گیا اور
الپتگین کی بیٹی کی شادی اسکے ساتھه هوئی *

هنوز اپنی جدید سلطنت پر سبکتگین نے پورا پورا تسلط نہیں کیا تھا
که دشمنوں سے بچانے میں جد و جهد اسکو کرنی پڑی § *

راجه جیپال والیئے لاهور کا غزنی پر حمله کرنا اور ناکام واپس آنا

جو هندو که اٹک کے آس پاس بستے تھے انکو یهه بات ناگوار هوئی

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ۱۳
‡ سبکتگین کی ایک کهانی اُن دنوں کی بیان کیگئیهی که وه ایک سوار تھا اور
اُس کهانی سے اگر سبکتگین کیآدمیت واضح نہیں هوتی تو مورخ کی انسانیت بلاشبهه
ظاهر هوتی هی اور وه یهه هی که ایک روز اُسنے شکار کرنے میں هرنی کے بچه کو
پکڑا اور وه اُسکو خوش خوش لیچلا توبچے کی ماں کو گھوڑے کے پیچھے دیکھا اور
اُسکی ماں کے چهرۂ پر رنج و الم کے اثر واضح پائے چنانچه اُسکو ترس آیا اور اِسبات سے
خوش هوکر که اُسکی ماں ممنون هوویگی اُسکو چھوڑ دیا اور جب وه هرنی بچه سمیت
جنگل کو چلی تو باربار مڑمڑکر دیکھتی جاتے تھے اور یهه بات اُسکی اپنی پسند
آئی که اُسی رات اُسنے رسولخدا کی زیارت کی اور حضرت نے یهه فرمایا که اس
احسان کے بدلے خدا نے تجھکو سلطنت عنایت فرمائی اور یهه تاکید کی که جب تجھکو
اختیار و مرتبه حاصل هووے تو ترس کو هرگز نه بھولنا
§ اب آینده سے هماری تاریخ کی سند خاص تاریخ فرشته هوگی جسکا مصنف
فارسی تھا اور بہت دنوں تک هندوستان میں رها اور سولهویں صدی کے اخیر میں
هندوستان کے تمام مسلمان بادشاهوں کی تاریخ اپنے زمانه تک لکھی غرض که ایسے
مصنف کے ارشاد و هدایت سے جو ایشیا کے مورخوں پر بڑی فضیلت رکھتا هی آپ کو
نصیبی والا سمجھتا هوں اور اس تاریخ میں جهاں کهیں ممکن هوا هی میں نے
تاریخ فرشته کے کلام کو بالکل نقل کیا هی اسلیئے که کرنل برگز صاحب نے جو اس تاریخ
کا ترجمه کیا هی اُسکو درست اور عمده کرنا دشوار هی

معا ن تها ایک مورخ بیان کرتا هی که تین هزار غلام قواعددان الپتگین کے ساتهه بهاگ آئے تهے اور غالب هے که یهه غلام اُسکي مانند ترکي غلام هونگے † اور بلاشبهه اُسکے پاس کبهي کبهي ایسے ایسے سپاهي آتے رهے هونگے جو اُسکے عهد حکومت میں اُسکے ملازم هونگے مگر غالب یهه هی که اُسکي فوج کا بڑا گروه اُس ملک سے اکهتا هوا هوگا جهاں بود و باش اُسکي اُن دنوں تهي ‡ اور اس آباد ملک کے باشندے نامرد تهے اگر پهاڑوں کے افغان اُسکي رعایا نهونگے تو کام اُسنے مزدوري پر لیا هوگا مگر معلوم هوتا هی که اُس نے ملک بڑهانے کا اراده نکیا اور خود مختاري سے چوده برس کے اندر یعني § سنه ۹۷۶ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں اپنے موت مرگیا اور بقول تيهربيلات صاحب کے سنه ۹۶۴ ع مطابق سنه ۳۵۴ هجري میں انتقال اُسکا هوا *

سبکتگین کا بیان

سبکتگین ایک غلام الپتگین کا تها جسکو اُسنے ایک سوداگر سے جو اُسکو ترکستان سے لایا تها خرید کیا تها اور بتدریج اُسکو ایسے اختیار و مرتبه پر پهونچایا که بعد اُسکے وهي اُسکي حکومت کا بڑا سردار ٹهرا اور آخرکار اُسکا جانشین هوا *

بهت مورخ لکهتے هیں که الپتگین نے سبکتگین کو بیٹي دي اور اپنا وارث || مقرر کیا اور بعضی مورخ نکاح کا پهلے هونا بیان نهیں کرتے مگر سبکي جانشیني کو استحکام دیتے هیں ¶ *

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جو خلاصة الاخبار سے انتخاب کي گئي جلد ۲ صفحه ۲۲۳

‡ تيهربيلات صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں

§ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۴ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۳ اور تي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۶

|| تي گگنیز صاحب کي تاریخ بحواله ابوالفدا جلد ۲ صفحه ۱۵۶ اور تيهربيلات صاحب کي تاریخ بحواله اخوند میر

¶ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۷۷

که اپنے اقا کے جي کو بهان متي کے سوانگوں اور نٹوں کي بازیوں سے بهلایا کرتا تها † *

اُسوقت میں یهه دستور جاري تها که غلاموں کو امانت کے عهدے تفویض کیا کرتے تهے چنانچه الپتگین اپني هوشیاري اور مردانگي اور دیانت امانت کي بدولت تهوڑے عرصه بعد یعني سنه ۹۶۱ ع مطابق سنه ۳۵۰ هجري میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا اور بعد اُسکے جب آقا کا انتقال ‡ هوا تو اُس سے یهه مشوره لیا گیا که منجمله خاندان سلطنت کے کون شخص اُسکي جانشیني کے قابل هی مگر اُس شامت کے مارے نے منصور کے خلاف پر راے اپني دي جسکو اور سرداروں نے پسند کیا تها چنانچه منصور بادشاه ناراض هوا اور اُسکو حکومت سے معزول کیا اور غالب یهه هی که اگر وه اپنے دشمنوں سے پیچها چهوڑا نے میں بڑا سپاهیانه هنر ظاهر نکرتا تو اگر جان اُسکي نه جاتي تو مقید هونے میں کچهه شبهه هي نه تها مگر اُسکے پاس دوستوں کا ایسا معتبر گروه تها که اُنکي اعانت سے جان اپني بچا گیا یهاں تک که مقام غزني میں کوه سلیمان کے بیچا بیچ صحیح سالم جا پهونچا اور اُس هموار ملک میں یهه نیا حاکم قرار پایا جسمیں بلخ اور هرات اور سیستان داخل هی اور خاندان ساماني کا مطیع و فرمان بردار رها لیکن اُس خطه کے قوي باشندوں پر جو اٹک اور اس ملک کے درمیان میں واقع هی خاندان ساماني کے حملوں کا اثر نهوا اور اگرچه یهه خطه سب کا سب الپتگین کا مطیع نه تها مگر اُسکي خود مختاري کے لیئے یک قلم ممد و

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں ملاحظه کرني چاهیئے

‡ پرایس صاحب کي تاریخ جلد دو صفحه ۲۴۳ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۵ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۲ میں اُسکی فساد کي تاریخ سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۱ هجري لکهي هیں اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے سنه ۹۱۷ ع مطابق سنه ۳۰۵ هجري قرار دیئے هیں مگر ظاهرا مصنف یا چهاپنے والے کي غلطي هی اسلیئے که تاریخ وفات بهي الپتگین کي اُنهوں نے اور مورخوں سے کچهه مختلف سے بیان کي هی

اِس ملک پر مُستقل حکومت کي مگر براے نام اُسکي طرف سے حاکم رهے يهاں تک که اُس ملک کا بهت سا حصه ديلم کے خاندان نے دبايا جو مازندران کے ايک ضلع سے اٹهے تهے اور باني مباني اُنکا ايک مچهلي والا تها جو بحر کاسپس پر مچهليان پکڑا کرتا تها *

ديلم کے خاندان کا بيان

مازندران کو ايران سے علاحده سمجهنے کے بعد جو حصه ملک ايران کا باقي رهتا هے اسمين سے مازندران کا ملک اسطرح سے الگ هے که پهاڑوں کے بڑے بڑے سلسله درميان ميں واقع هيں اور اسي باعث سے وهاں رسائي دشوار هے اور اسلئيے که وهاں بڑے بڑے جنگل هيں اور وهاں کي آب و هوا بهي بهت خراب هے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ هے اور يهي باعث هے که سارے مازندراني مسلمان اور مغلوب نه هوئے اور هميشه وهاں تکهيڑے رهے اور اکثر اوقات آتش پرستوں کا قبضه رها اور شور و فساد برابر هوتا رها مگر خاندان ديلم نے وهاں قدر و منزلت پيدا کي اور اخرکار اُنکي قوت ايسي قوي هوئي که خاندان ساماني سے ايران کے مغربي صوبه چهينے اور بغداد پر قابض هوئے اور خليفه کو گرفتار کيا اور خليفه کے نام سے سو برس سے زياده يعني سنه ۹۳۲ع مطابق سنه ۳۲۱ هجري سے سنه ۱۰۵۵ع مطابق سنه ۴۴۸ هجري تک ايک بڑے ملک پر حاکم رهے *

ساماني خاندان آل ديلم کي فتوحات سے نقصان اُٹهانے کے بعد بهي خراسان اور ماوراءالنهر پر قابض رها اور اُنميں سے غزني کا خاندان نکلا جو مسلمانوں کي سلطنت کا هندوستان ميں باني هوا *

البتگين باني خاندان غزني کا بيان

عبدالملک خاندان ساماني کے پانچويں بادشاه کے عهد سلطنت ميں البتگين اس خاندان جديد کا باني صاحب جاه و حشمت هوا اور اصل اُسکي يهه هے که وه ايک ترکي غلام تها اور کام اصلي اُسکا يهه تها

خاندان کا سیستان میں خود † مختار هوا جسکو سلطان محمود نے
اُسکے زوال خاندان پر سو برس گذر جانے کے بعد یعني سنه ۱۰۰۶ ع
مطابق سنه ۳۹۶ هجري میں اپنا مطیع ‡ کیا *

آل سامان کا بیان

واضح هو که ساماني خاندان ایکسو بیس برس سے زیادہ زیادہ یعني
سنه ۸۹۲ ع مطابق سنه ۲۷۹ هجري سے سنه ۱۰۰۴ ع مطابق سنه ۳۹۵
هجري تک قایم رها اگرچه اِس خاندان نے هندوستان پر حمله نهین کیا
مگر جسقدر که پهلے خاندانوں کو تاریخ هندوستان سے علاقه رها اُس سے
زیادہ زیادہ اِس خاندان کو تعلق رها نام اِس خاندان کا اُنکے کسي بزرگ
سے یا بلخ و بخارا کے کسي شہر خاص سے نکلا هی جہاں کا § وہ آپ کو
بتاتے تھے جبکه خلیفه مامون کي دارالخلافت خراسان میں تھے تو اِس
خاندان میں سے جس شخص کا (یعني سامان کا) تاریخ میں پہلے پہل
مذکور هوا هی اور وہ ذي رتبه بهي تها اُسپر خلیفه نے التفات اور نوازش فرمائے
چنانچه خلیفه کے حکم کے بموجب سامان کے تین بیٹے اکسیس پار حاکم
مقرر هوئے اور ایک بیٹا اُسکا هرات کا حاکم هوا چنانچه خاندان طاهر کے
عهد میں بهي یهه حاکم قایم رهے بعد اُسکے یعقوب بن لیث کي وفات
یعني سنه ۸۱۷ ع مطابق سنه ۲۰۲ هجري سے سنه ۸۲۰ ع مطابق سنه
۲۰۵ هجري تک ماوراءالنهر اُنکے قبضه میں رهي یهاں تک که وہ بهت
سي فوج سواروں کي لیکر دریاے اکسیس سے گذرے اور غالب یهه هی که
وہ سوار اُن کے ترکي رعایا تهے اور عمر بن لیث کو گرفتار کیا اور جو
ملک که عمر بن لیث نے فتح کیئے تهے واقع سنه ۹۰۰ ع مطابق سنه
۲۸۷ هجري میں اُنپر قابض هوئے اور اگرچه خلیفه سے بے تعلق رہ کر

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۳

‡ ایضاً صفحه ۲۸۲

§ هوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۳۰۴

تھوڑے اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر جو خلیفے ہوئے وہ سنہ ۸۶۱ ع مطابق ۲۴۷ ہجري تک کٹ پتلي کي طرح ترکوں کے ہاتھہ میں رہي اور اُسي زمانہ سے عرب کي سلطنت کي پوري بربادي سمجھي جاتي ہی † *

طاہر اور صفري خاندانوں کا بیان

واضح ہو کہ طاہر کے خاندان نے پچاس برس سے زیادہ زیادہ یعني سنہ ۸۲۰ ع سے سنہ ۸۷۲ ع تک امن چین سے بادشاہي کي مگر اُنکي سلطنت نے کچھہ رونق نہ پکڑي *

بعد اُسکے خاندان صفري نے جو بہت مشہور و معروف تھا خاندان طاہر پر غالب آکر اُسکو تخت سے اوتارا مگر یہہ خاندان طاہر کے خاندانسے ‡ تھوڑے دنوں یعني سنہ ۸۷۲ ع مطابق ۲۵۹ ہجري تک قایم رہا اور یعقوب بن لیث جو اِس خاندان کا باني مباني تھا تانبے پیتل کا کام سیستان میں کیا کرتا تھا چنانچہ پہلے اُسنے سنہ ۸۷۲ ع میں خاص اپنے وطن میں بغاوت برپا کي اور بعد اُسکے بعجر اکسیس تک تمام ایران پر قبضہ کیا اور جب کہ خود خلیفہ کے دبانے کو بغداد میں گھسا جاتا تھا تو وہ راہ میں ناکام مرگیا اور اُسکے جي کي جي ہي میں رہي اور اُسکے بھائي عمر کو آل سامان نے شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکے خاندان کي بڑائي اُسي روز تمام ہوچکي جو سنہ ۹۰۳ ع مطابق سنہ ۲۹۰ ہجري تک قایم تھي اگرچہ اُس خاندانکے ایک نوجوان شاہزادہ نے باوصف نکل جانے اور سب ملکوں کے خاص سیستان میں کئي سال آپ کو بنائے رکھا § *

اگرچہ صفري خاندان کي حکومت چالیس برس سے زیادہ نرہي مگر یاد اُنکي سیستان میں اِس لیئے باقي رہي ہوگي کہ پچاس برس بعد یعني سنہ ۹۶۴ ع مطابق سنہ ۳۵۳ ہجري میں ایک شخص اُسي

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

‡ ایضا صفحہ ۲۲۹

§ ایضا صفحہ ۲۳۳

ن بیٹھے تھے نوہ برس تک اِس سبب سے خلل پڑا رہا کہ آل پیغمبر کے
حقوں کا دعوی بي بي فاطمہ کے نام سے خلافت کي نسبت قایم رہا اور
جب کسي فساد و بغاوت کا ظہور ہوا تو یہي بہانہ پیش کیا گیا یہاں تک
کہ سنہ ٧٥٠ ع میں خراسان کا بڑا صوبہ باغي ہوا اور بني اُمیہ کي قوت
کو بڑا صدمہ پہونچا چنانچہ رسول خدا کے چچا کي اولاد یعني بني عباس
تخت نشین ہوئے مگر جو سپاہ اور افسر ملک سپین میں تھے وہ بني
اُمیہ کے طرفدار رہے اسلیئے سلطنت کي قوت پھر بحال نہوئي *

دوسرا باب

اُن شاہي خاندانوں کے بیان میں جو خلیفوں کے بعد قایم ہوئے

عباسیوں کے پانچویں خلیفہ ہارون رشید کي وفات اُس سفر کے باعث
سے بہت جلدي وقوع میں آئي جو اُسنے ماوراءالنہر کے باغیوں کي گوشمالي
کے لیئے سنہ ٨٠٦ ع مطابق سنہ ١٩٠ ہجري میں اُٹھایا تھا † اور اُسکے
بیٹے ماموں رشید نے اُنکي سرکوبي کي اور ماموں رشید کے ایک عرصہ تک
خراسان میں رہنے سے وہ صوبہ تھوڑي مدت تک اُسکي سلطنت میں
شامل رہا ماموں رشید نے جو خراسان کي بغاوت کي بدولت اپنے بھائي
امین سے خلافت چھیني تھي اسلیئے اُسکے دربار کو بغداد میں منتقل ہوئے
کچھہ بہت عرصہ نگذرا تھا کہ امیر طاہر نے جسکي خاص اعانت سے
ماموں کے ہاتھہ خلافت آئي تھی خراسان میں حکومت کیطرح ڈالي
یہاں تک کہ سنہ ٨٢٠ ع مطابق سنہ ٢٠٥ ہجري میں وہ خود مختار
ہوگیا ‡ اور پھر خراسان اور ماوراءالنہر کسي خلافت میں شامل

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ٢ صفحہ ٧٩ اور جس تاریخ کي سند سے
اُنہوں نے تاریخ اپني عموماً لکھي وہ تاریخ طبري ہی

‡ ایضاً جلد ٢ صفحہ ٢٢٥

عرب والوں کا ماوراءالنہر کو فتح کرنا

ایران کي فتح کامل سے پچپن برس بعد اور سند کے قبضہ و تصرف سے پانچ برس پہلے عرب والوں نے بحر اکسیس یعني نہر جیحون سے عبور کیا اور قتیبہ حاکم خراسان اُنکا سردار تھا چنانچہ پہلے اُسنے شہر حصار پر جو بلخ کے متصل تھا قبضہ کیا اور بعد اُسکے سنہ ۷۰۶ع سے لغایت سنہ ۷۱۲ ع مطابق سنہ ۸۷ هجري لغایت سنہ ۹۳ هجري تک چھہ برس میں سمرقند اور بخارا کو فتح کیا اور جو ملک اکسیس کے شمال پر واقع هیں انپر گذرا اور خوارزم کي سلطنت کو جو ارل کي جھیل † پر واقع هی مطیع اپنا کیا اگرچہ ترکوں کے شہروں میں بدوں سخت لڑائیوں کے اُسکا دخل نہوا اور اکثر اوقات اُسکي کامیابي میں شک و شبہہ باقي رہا مگر آخرکار اُسکي بات اُنکے شہروں میں ایسي بن پڑي کہ آٹھویں برس یعني سنہ ۷۱۳ ع مطابق سنہ ۹۴ هجري تک فرغانہ کو فتح کرسکا اور کوہ اماس اور دریاے جکسرٹیز تک تسلط پایا *

اِسي برس ملک سپین یعني اندلس بھي فتح هوا اور عرب کي سلطنت اُس حد تک پہونچي کہ پھر اُس سے زیادہ نہوسکي مگر اِس سلطنت میں غایت اقبال کے عہد سے پہلے پہلے خانگي نزاعوں کے آثار پیدا هوچکے تھے اور اُن سے یہہ معلوم هوتا تھا کہ تھوڑا عرصہ گذرنے پر یہہ سلطنت خراب هوجاویگي *

چنانچہ پچاس برس کے اندر اندر تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے مارے جانے اور چوتھے خلیفہ حضرت علي کے امور سلطنت میں کم مستعد هونے سے بغاوت پیدا هوئي اور باغي لوگ کامیاب هوئے اور نتیجہ اُسکا یہہ هوا کہ عرب کے حدوں سے باهر خلافت مقرر هوئي اور بني اُمیہ کي سلطنت میں جو سنہ ۶۵۸ع مطابق سنہ ۳۸ هجري میں معاوِیہ کي بدولت خلیفہ

† یہہ جھیل اس زمانہ میں حیرا یا آر کنج کے نام سے مشہور هی

کي فوج کے افسر اور اُسکي فوج کا بڑا حصہ مغلی تھے اور وہ تاتاري خاندان جو اج کل ملک چین اور تاتار کے اُس حصہ میں جو چین کے قرب و جوار میں واقع هی حکومت کرتا هی تمام مجوسي هیں *

ماوراءالنہر میں ترکوں کے بسنے کا بیان

بھر حال یہہ خیال کرنا چاهیئے کہ سنہ عیسوي کے آغاز سے ایک مدت پیشتر ایک حصہ ترکوں کا ماوراءالنہر میں بسا تھا اور اگرچہ مغلون کي فوجیں اور نقل مکان کرنے والے گروہ اکثر اوقات اُنپر گذرتے تھے مگر وہ لوگ اپني جگہہ سے کہیں نہ هلی اور جب کہ عرب کے لوگوں نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا تو اِن ترکوں میں سے بہت سے خانہ بدوش اور گلہ بان اور کسیقدر مستقل سکونت رکھنے والے تھے † *

اُس زمانہ میں اِن ترکوں پر جو لوگ حکومت کرتے تھے وہ اُنسے کسیقدر مدت کے بعد آکر آباد هوئے تھے غالب یہہ کہ وہ بھي ترک هي هونگے اور یہاں آکرآباد هونے سے تھوڑے دنوں پہلے وہ لوگ ایسي قومونکے مجموعہ میں مل جل گئے تھے جنکے وہ پیشوا تھے اگرچہ یہہ مجموعہ سو برس پہلے ایران والوں کا باج گزار ‡ تھا مگر بعد اُسکے ایسي سلطنت پر قابض هوئے کہ اُسنے بحرکاسپین اور آکسیس سے بیکال کي جھیل اور دریاے مینسي واقع سائیبیریا کے دہانوں تک پانو اپنے پھلائے § تھے اور زمانہ حال میں وہ ایسے توت پھوت کر چھوتے چھوتے گروہ هوگئے کہ چین کي سلطنت کے || خراج گزار بنگئے *

---

† مسلمان عرب والے اور ایران کے باشندے تمام اپنے همسایوں کو ترک کے نام سے همیشہ پکارتے هیں اگرچہ وہ مغلون کے هونے سے واقف هیں مگر وہ لوگ استعمال اِس لفظ کا ایسا مطلقاً اور عموماً کرتے هیں جیسا کہ هم تاتار کے لفظ کا علی‌العموم کرتے هیں اور بحث اِس مضمون کي جو ارسکائن صاحب کي تاریخ بابر کے دیباچہ میں صفحہ ١٨ سے صفحہ ٢٥ تک درج هی دیکھنے کے قابل هی

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد پہلي حصہ ٢ صفحہ ٣٦٩

§ ایضاً صفحہ ٣٧٧ و صفحہ ٣٧٨

|| ایضاً صفحہ ٣٩٣

کے ذریعہ سے تمام وقتوں میں اِس شرط سے پہچانے جاسکیے ہیں کہ ہمکو یہہ بات تحقیق ہوجاوے کہ اُنکے امتیاز کا کچھہ یہی باعث نہیں ہی کہ اور تاتاریوں کي نسبت اور قوموں کے ساتھہ اُنکو ربط و ضبط کے زیادہ موقع هاتھہ آئے اور جو ممتازي اُنکو حاصل تھي پہلے وقتوں میں باقي تاتاریوں کو بھي حاصل نتھي جو مغربي خطوں میں بستے ہونگے بلکہ علاوہ اسباب مذکورہ کے کوئي اور سبب بھي هی † *

اِن قوموں کے فرق و امتیاز کے واسطے اِس بیان سے شاید کچھہ اعانت هووے کہ اوزبک کي قوم جو ماوراالنهر پر في الحال قابض اور ترکمانوں کي قوم جو دریاے اکسس اور ایشیاے کوچک پر متصرف هی اور شمالي ایران کے خانہ بدوش اور قسطنطنیہ کے باشندے سارے ترک هیں اور علاوہ اِسکے تیمور کي فوج کا بڑا حصہ بھي ترکي لوگ تھے اور چنگزخاں

† قسطنطنیہ اور ایران کے ترکوں کے تاتاریوں کیسے خط و خال اتنے معدوم ہوگئے کہ بعضے حکیموں نے کہا هی کہ وہ کوہ قاف والوں کي اولاد یا اهل یورپ کي نسل میں داخل اور تاتاریوں کي نسل سے خارج هیں اور بخارا اور ماوراالنهر کے ترکوں کا یہہ نقشا هی کہ باوصف اِسکے کہ وہ ایک مدت تک ایرانیوں میں رهے سهی اور اُنکي صورتوں میں بہت نرمي آئي اصلي خط و خال اُنکے ایسي وضاحت سے موجود هیں کہ وہ پہلي نظر میں تاتاري سمجھے جاتے هیں اور ڈيگگنیر صاحب مورخ کے وقتوں میں جو حال تاتاریوں کے معلوم تھے اُنکے ذریعہ سے صاحب موصوف تاتاري قوموں کا امتیاز نکرسکے مگر ایک بات اُنھوں نے ٹھیک لکھي هی کہ ترکوں کو هیونگنز بھي کہتے هیں اور اٹیلا سردار اور اُسکي فوج کے بڑے حصہ کو اُنھوں نے اِسي قوم میں بے کھٹکے داخل کیا هی اور جب کہ یہہ ترک یورپ میں داخل ہوئے تو یورپ والوں کے دلوں میں اُنکي ڈراني صورت اور وحشیانہ طوروں سے ایسي هیبت پیدا ہوئي حیسیکہ اُنکي فتوحات سے ظاہر ہوئي تھي چنانچہ جو اٹیلا سردار ان قومي خصوصیتوں میں معروف و مشہور تھا (گیبن صاحب کي تاریخ روم جلد ۳ صفحہ ۷۳۵) هیونگنز یعني ترکوں کي اُس شاخ کا ایک بڑا گروہ جسمیں اٹیلا سردار تھا اِس سردار کے زمانہ سے پہلے سے ماوراالنهر کے ایرانیوں میں بستا تھا اور نام اُنکا قوم کے رنگ و روپ کي تبدیلیوں سے گورے هن مشہور ہوگیا تھا ڈيگگنیر صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ اور ۳۲۵

مانه سے پہلے پہلے وہ کہاں کہاں بستے تھے ایشیا کے جنوب میں عرب
کے لوگ اور علاوہ اُنکے اور خانہ بدوش قومیں تر و تازہ چراگاهوں یا
تبدیلِ آب و هوا کي ضرورت سے بڑے بڑے دور و دراز سفر کرتي هیں
اور هر قوم کے پاس ایک نه ایک ایسا خطه هوتا هی که وہ اُسکو اپنا
سمجھتي هی اور بہت سي قومیں اُنهیں خطوں میں آباد هیں جنکو
اور قوموں نے پہلے پہل اُنمیں دیکھا تھا مگر تاتار کے لوگوں کا یہه حال
نہیں جنسے بڑي بڑي سلطنتیں همیشه قائم هوئیں اور علاوہ اُن نقل
مکانوں کے جو وہ خاص اپنے ملک کي حدوں میں عیش و آرام کي نظر
سے کرتے هیں کبھي کبھي بلند همتي سے بھي خانه بدوشوں کي طرح
جابجا پھرتے هیں اور ایک دوسرے کو اُسکے ملک سے نکالتے یا اُسکو مطیع
اپنا بناتے رهتے هیں حاصل یہه که وہ لوگ صرف اپنے گھروں هي کو
بدلتے نہیں رهے بلکه اُنمیں سے نئے نئے اور بڑے بڑے گروہ قایم هوئے هیں
اور اُس گروہ کے نام سے جو اوروں سے سبقت لیگیا هی نئے نام نکلے هیں
چنانچه کبھي ایک قوم کا قیام دریاے والگا کے کنارےپر بیان کیاگیا اور
کبھي اُسي قوم کا ٹھکانا چین کي بڑي دیوار تلے پایا گیا اور جس گروہ سے که
پہلے کوہ التاے کا ایک وادي بھي آباد نہیں هوسکتا تھا چند سال کے بعد
اتني پھیل گئي که سارے تاتار میں بھي سما نه سکتي تھي *

یہي باعث هی که تاتاریوں کے کسي خاص گروہ پر نظر جمانا اور
اُس گروہ میں جو جو خلط اور تبدیلیاں واقع هوئیں سراغ اُن سب کا بہم
پہونچانا ایسا هي ناممکن هی جیسے که اُس ایک دیمک کي چال کا
حال دریافت کرنا نہایت دشوار هی جو اپنے بڑے گھر میں پھرتي رهتي
هی *

تاتاریوں کي باقي قوموں میں ترکوں کي قوم اِس سبب سے ممتاز
هی که تاتاریوں کے خط و خال اُنمیں بہت کم پائے جاتے هیں اور رنگ اُنکے
چہروں کے گورے اور طور طریقے اُنکے نہایت شایسته هیں یہه اِن اوصاف

ماوراءالنہر کے تاتاریوں † کے حالات سے اُنکی پاس پروس کی قوموں
کی تاریخیں اور ہندوستان کی تاریخ جو بہت کچھہ معمور ہی اسلیئے
جی چاہتا ہی کہ اُنکی اصل اور پہلی حالت دریافت کی جاوے مگر
اس تحقیقات میں بہت سی مشکلیں پیش آتیں ہیں ہاں تحقیق
اسباب کی بہت اچھی ہوگی کہ منجملہ اُن تینوں بڑی قوموں کے جنکو
عموماً تاتاری کہا جاتا ہی ماوراءالنہر کے تاتاری کن میں داخل ہیں
اگرچہ ترکوں اور مغلوں اور منچوسوں کے اختلاف زبان کی دلیل سے
ایک طرح کا امتیاز اور علاوہ اُسکے اور بھی خاص خاص ایسی باتیں ہیں
جنسے فرق اُنکا ظاہر ہوتا ہی مگر اُنکی چال ڈھال اور رنگ روپ میں
ایسی عام مشابہت ہی کہ ایک اجنبی آدمی دور سے دیکھے تو بہت
دشواری سے فرق اُسمیں کرسکے اور اُنکی زبانوں کا اختلاف شنسکرت اور
یونانی کا سا اختلاف ہی اور جسطرح کہ ان دونو زبانوں میں ہم اصل
ہونیکے مشابہت ہی ویسی ہی ان تاتاریوں کی زبانوں میں مماثلت
پائی جاتی ہی ‡ تحقیقات مذکورہ میں اُنکے ملکوں کے موقعوں سے بہت
تھوڑی امداد ملتی ہی چنانچہ ہمارے زمانہ میں منچوسی لوگ مشرق
کی جانب اور مغل بیچا بیچ میں اور ترک مغرب کی جانب بستے
ہیں اور ترکوں کے بسنے کے مقام اُس زمانہ میں کسیقدر پلٹ چکے ہیں
جسکی تاریخ اب صحیح موجود ہی اور یہہ بیان ممکن نہیں کہ اُس

---

† واضح ہو کہ لفظ تاتار اور تاتری کا استعمال اہل یورپ کی راے کے بموجب
بہت بڑے حصہ اور بہت سی قوموں کے مجموعہ پر ہونے کیا اور جن لوگوں پر اطلاق
اس لفظ کا کرتے ہیں وہ لوگ اُس سے ایسے کم واقف ہیں جیسے کہ سواے یورپ
کے باقی تینوں براعظم کے باشندے ایشیا اور افریقہ اور امریکا والے مشہور ہونے سے
نا واقف ہیں پس لفظ تاتار اور تاتری کا استعمال کئی قوموں میں عموماً بیان
کرنیکے لیئے ایسا ہی مناسب ہی جیسے کہ لفظ ایشیا اور افریقہ اور امریکا کا وہانکی
بہت سی قوموں کی تعبیر کے واسطے شایاں ہی *

‡ ڈاکٹر پریچرڈ صاحب کی تحریر درباب اقوام سمہ باکتی ایشیا کے جو جغرافیہ
کی علمی سوسئیٹی کے سالت کی نویں جلد میں درج ہے ملاحظہ کیجاوے *

بات ایسي نتھي جس سے لوگوں کے دلوں میں کچھہ جوش خروش اور آمادگي پیدا ھووے اور برائي اور بھلائي پہونچانے والے دیوتوں کے اختیار و قدرت کو ایسا برابر تھہرایا ھی کہ ضرر رساں دیوتے کي ایذا و ضرر رساني کے ارادوں سے بچنے کے لیئے بھلائي کے دیوتا سے کوئي کافي مدد حاصل نہیں ھوسکتي اور اسي باعث سے ضرر رساں دیوتے کي رضا جوئي اور خوشامد کے لیئے بہت سي بچونکي سي حرکات کرنے پر توجہہ صرف † کرتے ھیں *

ایسے دین کے معتقدوں کو جن پر پوجاریوں کا کچھہ رعب داب نتھا ایک خداے رحیم و قوي کا معتقد کرانا ایسا معلوم ھوا ھوگا کہ گویا دین کے بڑے عمدہ اصول تک رسائي نصیب ھوئي اور جب کہ ایک ھي بادشاہ کي تباھي سے سارے ملک کي حکومت تباہ ھوگئي تو قوم کے مفتوح ھونے اور مسلمان ھو جانے کا کوئي مانع مزاحم نرھا *

برخلاف اُسکے ھندوستان میں پوجاریوں کا ایک قوي گروہ ایسا تھا کہ وہ حکومت کے کار و بار میں ھر طرح سے شریک و دخیل تھے اور تمام لوگ اُنکا پاس لحاظ کرتے تھے اور ھر شخص کے دلمیں رعب داب اُنکا بیٹھا تھا اور وھاں ایک ایسا مذھب جاري تھا کہ اُسمیں لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج خلط ملط تھے اور لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا ھوتے تھے یا ھو سکتے تھے وہ اُن سب پر محیط تھا اور باوصف اسکے تبدیلي کا خوف اور تھوڑي بہت دلاوري بھي تھي جو غالب غنیم کے کڑے حملوں کي روک تھام کرنے اور ایام گزاري سے انکا زور و شور گھٹانیکے لیئے مناسب ھوتي ھی علاوہ اسکے اُنکي نا اتفاقي بھي مفید تھي یعني اگر ایک راجا کو تباہ کیا تو حملہ کرنے والی کے دشمنوں میں سے ایک کم ھوگیا اور دوسرا حریف اُسکے بعد مقابلہ کرنیکو باقی رھا اور جسقدر کہ وہ حملہآور آگے کو بڑھیگا اُسیقدر فوج اُسکي گھٹتي جاویگي اور جہاں سے اسکو رسد وغیرہ کا

† ارس کاٹن صاحب کا جواب مضمون صفحۂ ۳۳۵

اسکے قائم مقام کو حوالہ کئے گئے اور خاندان بنی امیہ کی تماہی تک یعنی چھتیس برس اسکے قبضہ میں رهے بعد اسکے سمیرا کے راجپوت قوم نے بغاوت کی جسکا حال مفصل معلوم نہیں اور مسلمانوں کو سند سے نکالا اور جو ملک اہل اسلام نے فتح کیئے تھے پھر هندوؤں کے قبض و تصرف میں آگئی اور پانسو برس کے قریب انکے قبضہ میں رهے † *

هندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے نہایت تھوڑے تھوڑے کے اسباب

یہہ بات اچنبھے کی هی کہ جب مسلمان اسلام کے پھیلانے اور کامیاب ہونے کے پہلے پہل کے جوشوں میں ملتان تک بڑھے چلے آئے تو ایران کی طرح هندوستان پر کیوں مسلط نہوئے اور کیا باعث هوا کہ وہ لوگ ایسے ملک سے یعنی سند سے جہاں ایکبار اپنا قدم جما چکے تھے مجبور هوکر نکالے گئے سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ دونوں ملکوں کی صورت برابر نتھی اگرچہ هندوستان کی دولتمندی اور زرخیزی کی شہرت اور اُسکے رهنے والوں کی باربرداری کے باعث سے کشور کشایوں کو اُسکی آرزو هوتی مگر ایسے امور اُنکو پیش آئے هونگے کہ تاثیر اُنکی عرب والوں کی بیطرح گرمجوشی پر غالب آئی هوگی *

اگرچہ ملک ایران میں دین و حکومت دونوں پر حملہ کیا گیا مگر وهاں ایک کی تائید دوسرے سے نہو سکی چنانچہ آتش پرستوں کے پوجاری نہایت ذلیل اور بیعزت لوگ تھے ‡ اور اُنکے دین میں کوئی

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ اور آئین اکبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۷ کی بموجب نکالے هوئے عربوں میں سے تھوڑے لوگ اماستان میں آباد هوئے

‡ مجوسیوں کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مسائل کے مقابلہ اور امتحان کے واسطے ارس کاین صاحب کے جواب مضمون کا ملاحظہ چاهیئے جسمیں پارسیوں کے مقدس کتابوں اور مذهب پر گفتگو هی اور وہ حال لٹریری سوسئیٹی بمبئی کی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ میں مندرج هی

مانند ظاهر هوتا تها چنانچه جب کسي بستي پر حمله کیا جاتا تها تو بستي والوں سے پہلے پہل یہہ درخواست کیجاتي تهي که تم اسلام قبول کرو یا جزیه ادا کرو اور اِنکار کي صورتمیں بستي پر حمله هوتا تها اور هتیار بند آدمي قتل کیئے جاتے تهے اور اهل و عیال اُنکے لونڈي غلاموں کیطرح بکتے تهے چنانچه چار شهروں نے اطاعت سے انکار کیا اور لڑنے مرنے پر آماده هوئے اور آخرکار اُنکي گردن مارے جانے اور اُنکے جورو بچوں کے لونڈي غلام بنانے کي نوبت پهونچي اور منجمله انکے جسقدر آدمي دو شهروں میں قتل هوئے اوسط تعداد اُنکي چهه هزار تهي اور باوصف اِسکے سوداگر لوگ اور پیشه والے اور باقي رهنے والے علاوه اُسوقت کے جو حملے کي لپیٹ جهپیٹ میں آجاتے تهے هر طرح کي تکلیفوں سے محفوظ رهتے تهے *

جبکه جزیه شهروالوں سے برضا و رغبت یا بجبر و اکراه وصول هوجاتا تها تو اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذهب کے اجرا و ادا کا اختیار حاصل هوتا تها اور جبکه خود راجه بهي اداے جزیه پر راضي هوجاتا تها تو راج اُسکا اُسیکے قبضه میں رهتا تها اور صرف اُسکو وهي تعلق باقي رهتا تها جو عام باج گزار حاکموں کو هوتا هی *

غیر مذهب کے مراعات سے ایک سوال ایسا دشوار و پیچیده معلوم هوا که محمد قاسم اُسمیں حیران هوا اور عرب کو اُسنے لکها بیان اُسکا یهه هی که جن شهروں پر کڑے کڑے حملے کیئے گئے اور هندوؤں کے مندر خراب اور برهمنوں کے روزینه اور جاگیریں ضبط هوئیں اور مذهبي رسموں کي ممانعت کي گئي تو پهر اُنکو اجراء رسوم اور بت پرستي کي اجازت دینا مزاحمت نکرنے سے زیاده بت پرستي کا ممد و معاون هونا هی جواب اُسکا یهه ملا که جب لوگوں نے جزیه قبول کیا تو حقوق رعایا کے مستحق هوگئے اور مندروں کي تعمیر اور رسومات کے اجرا کي اجازت دیني چاهیئے اور جو جاگیریں که برهمنونکي ضبط کي گئیں وه واگذاشت کیجاویں اور تین روپیه سیکڑا ملک کے محاصل پر جو هندو حکام اُنکو دیتے تهے وه حکومت

اور اگر جہگڑے کے ساتھہ اہل اسلام کا مقابلہ کیا جیسے کہ مذکور ہوا اور بعد اُسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمام ملتان بلا مقابلہ فتح ہوگیا اور مسلمانون کو لڑنے مرنے بدون اسوقت تک کامیابي حاصل ہوتي رہي کہ راجہ داہیر کي ساري قلمرو پر مسلط ہوگئے || *

جو برتاو کہ اہل اسلام اُن لوگوں سے برتتے تھے جن پر اُنہوں نے فتح پائي تھي اُن سے اعتدال اور خونریزي عرب کا حال آغاز فتوحات کي

|| دیبل کا بندر کرانچي بندر کے پاس پروس میں کوئي مقام ہوگا اور فرشتہ والي کا یہہ بیان کہ شاید وہ تاتا کا بندر تھا اسلیئے صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ شہر اگرچہ جہازوں کے واسطے بڑا بندر ہی مگر سمندر تک اُس سے رسائي ممکن تتھي اور اُن موانع کے باعث سے جو دریا کے دہانہ پر ہیں کشتیوں کے سوا کسي جہاز وغیرہ کا بندر میں آنا ہرگز ممکن نہیں مرڈو صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي صفحہ ۲۹ اور برنس صاحب کا سیاحتنامہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ اُنکے اُس بیان سمیت جو اُنہوں نے اٹک کے سب دہانوں کا اپنے چوتھے باب میں کیا ہی برہمن آباد کا موقع اُن پرانے کھنڈروں سے قیاس کیا جاتا ہی جو زمانہ حال کے آباد شہر تاتا کے متصل ہیں (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور اُن ہندوستانیوں کي رائے جسکو کپتان مرڈو صاحب نے روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ایک صفحہ ۲۸ کے ایک حاشیہ میں بیان کیا ہی) مرڈو صاحب کا یہہ خیال کرنا کہ برہمن آباد اٹک کے دریا کے موجودہ دہانہ کے دوسریطرف ایسي جگہہ آباد تھا جو تاتا سے زیادہ تر شمال و مشرق کیجانب واقع ہی ایک عجیب بات ہی اگرچہ یہہ موقع اِس لیئے زیادہ قرین قیاس ہی کہ راجہ داہیر کابیٹا آلر سے بھاگ کر اسي مقام کو گیا ہوگا شاید دو مختلف مقام تھے ایک برہمن آباد اور دوسرا برہمنہ اور سہواں اب بھي موجود ہی اور آلر جو سند کا دارالسلطنت تھا اُسکے پرانے کھنڈروں کو کپتان برنس صاحب نے دریاے اٹک پر بکر کے پاس دیکھا ہی (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۷۶) محمد قاسم کے سالم کے پاس کے خاص خاص کوچ اور دریاے اٹک سے عبور کرنے کے موقع کي نسبت کئي شبہہ ہیں مگر ملک میں داخل ہونے اور جگہہ جگہہ تاخت تاراج کرنے میں کچھہ شک شبہہ نہیں تاریخ فرشتہ والے نے اُس مقام کو احدر لکھا ہی جہاں بڑي لڑائي پڑي اور بڑا محاصرہ پیش آیا مگر غالب یہہ ہی کہ یہہ کاتب کا سہو ہی کہ آرر کي سگھہ سو بجاے آلر کے مشہور ہی احدر لکھا گیا

جب که محمد قاسم اُن مشکلوں میں متردد تھا جو اُسکو پیش آرهیں تهیں تو اُسکے اسیروں میں سے بعض قیدیوں نے یهه بات کهي که محصوروں کے اعتقاد میں مندر کا سلامت رهنا اس جهنڈي پر موقوف هی جو مندر کي چوٹي پر منصوب هی چنانچه محمد قاسم نے اُس جهنڈي کو کلوں کا نشانه بنایا اور کمال سعي و کوشش سے اُسکو گرا دیا جوں هي که وه جهنڈا گرا تو محصوروں کو ایسي پریشاني هوئي که کمال آساني سے مندر فتح هوگیا *

جب که مندر فتح هوا تو محمد قاسم نے پهلے پهل یهه بات چاهي که برهمنوں کي ختنا کیجاوے مگر جب برهمن لوگ اسپر راضي نهوئی تو صاف اسنے یهه حکم سنایا که ستره برسکي عمر سے زیاده قتل کئي جاویں اور بعد اُسکے جو باقي رهیں لونڈي غلام بنائی جاویں معلوم ایسا هوتا هی که مندر کے فتح هوتے هي شهر بهي فتح هوگیا اور مال و اسباب کثرت سے هاتهه آیا جسکا پانچواں حصه حجاج کے واسطے الگ کیا گیا اور باقي رها سها فوج پر تقسیم هوا اور جب که وه شهر فتح هوا تو راجه داهیر کا ایک بیٹا جو مقام دیول میں مالکانه یا رفیقانه رهتا تها برهمن‌آباد کو چلا گیا اور بقول تاریخ فرشته والے کے محمد قاسم کے بهادروں نے برهمن‌آباد تک اُسکا پیچها کیا یهاں تک که بچند شروط اُسکو مطیع هونے پر مجبور کیا بعد اُسکے محمد قاسم نیروں پر حمله‌آور هوا جو اب حیدرآباد سند کے نام سے معروف و مشهور هی اور وهاں سے کوچ کرکے سهوان کا محاصره کیا † *

باوجود اسکے که سهوان کا قلعه قدرتي مضبوطي اور ذاتي استحکام رکهتا تها سات دن کے عرصه میں فتح هوگیا اور فوج اُسکي جان بچاکر سالم گڑهي میں گهس گئي اور وه گڑهي بهي کمال آساني سے فتح هوگئي *

واضح هو که محمد قاسم کے یهاں تک بڑهے آنے میں کوئي کڑي

---

† کپتان مرڈو کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۱ صفحه ۳۰ و ۳۲ کا ملاحظه کرنا چاهیئے

کیا هوگا اسلیئے کہ ملک عرب میں اس ملک کی حسین عورتوں کی کمال آرزو تھی † *

شروع اسلام میں جو جو خلیفہ هوئے اُنکے وقتوں میں بھی مکران کے جنوب میں اکثر فوجیں روانہ کی گئیں تھیں مگر کفدست میدانوں اور بیابانوں کی کثرت سے معلوم هوتا هی کہ کوئی شخص اُس ملک میں کامیاب نہوا اور وہ یہی ملک هی جو جدروزیہ کے نام سے نامی گرامی هی اور سکندر کی فوجوں نے بہت سی تکلیفیں اُسمیں اُٹھائی تھیں *

آخرکار ولید کے عہد سلطنت میں مسلمان اس ناکامی سے بڑے جوش میں آئے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اور جب کہ دیول سند کے بندر میں ایک عربی جہاز پکڑا گیا تو عرب والوں نے راجہ داهیر کو یہہ لکھا کہ وہ جہاز همارے حوالہ کرو چنانچہ راجہ نے یہہ عذر پیش کیا کہ وہ بندر میری حکومت سے خارج هی مگر مسلمانوں نے یہہ عذر اُسکا قبول نکیا اور اُسکے تدارک کے لیئے تین سو سوار اور ایک هزار پیادے روانہ کیئے مگر چونکہ یہہ فوج کافی نتھی تو پہلی طرح سے سب غارت غول هوگئے آخرکار حجاج حاکم بصرہ نے چھہ هزار سپاهی بحسب قاعدہ شیراز میں تیار کیئے اور اپنے بھتیجے محمد قاسم کو جسکی عمر بیس برس سے زیادہ نتھی سردار اُسکا مقرر کیا چنانچہ سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۹۲ هجری میں وہ سردار اپنی فوج سمیت اس سامان سے دیول کی رونی تک پہونچا کہ پاس اُسکے محاصرہ کی وہ کلیں موجود تھیں جنکے ذریعہ سے محصوران حصار پر تیر اور پتھر برساتے هیں اور وہ مندر جو شہر کے متصل واقع تھا اُسپر حملہ کیا اور لڑائی شروع کی یہہ مشہور مندر ایسا تھا کہ چار دیواری اُسکی اُن مندروں کی مانند بلند اور سنگین تھی جو انگریزوں کی پہلی لڑائیوں کے وقتوں کرناتک میں موجود تھے اور اُن برهمنوں کے علاوہ جو اُسمیں رهتے سہتے تھے بہت سے راجپوت اُسکے محافظ و ناصر تھے *

† کپتان پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۸۸

کابل پر دهاوا کیا اور دشمن کے دام فریب سے محفوظ رهکر ملک کے بڑے حصہ دبانے تک مضبوط و مستقل رها اور جو بڑے کام اس مهم میں اُس سے ظهور میں آئے تو اُنکے باعث سے حجاج حاکم بصرہ جسکا یهہ بهادر ماتحت تها اور تاریخ عرب میں نام اُسکا جور و ستم سے معروف هی رنجیدہ هوا مگر عبدالرحمن نے اُسکي بدباطني سے اُسکے برے پیش آنیکا اندیشہ کیا اور سرتابي پر کمر باندهي یهاں تک کہ اُسنے بصرہ فتح کیا اور کوفہ پر جو بعد اُسکے دارالسلطنت هوا قابض و متصرف هوگیا اور دمشق پر بهي لشکرکشي کا ارادہ کیا جو خلیفہ وقت کا دارالخلافت تها اور یهہ قصے قضانے چهہ برس یعنے سنہ ۶۹۹ ع سے سنہ ۷۰۵ تک قایم رهے اور والي کابل عبدالرحمن کي اعانت کرتا رها یهاں تک کہ جب عبدالرحمن نے شکست کهائي اور دوست اُسکا والي کابل کهیں پناہ اُسکو ندیسکا تو وہ اپنے هاتهوں مرگیا † *

تاریخ فرشتہ والا کهتا هی کہ اس زمانہ میں تمام افغان مسلمان تهے اور افغانوں کي روایات سے یقین اپنا ظاهر کرتا هی کہ خاص آنحضرت کے وقت میں افغان ایمان لاچکے تهے وهي مورخ لکهتا هی کہ سنہ ۶۳ هجري میں هندوستان پر افغانوں نے بهت جلد حملہ کیا اور لاهور کے راجہ سے جنگ و جدال اُنکا یهاں تک قایم رها کہ اُنهوں نے قوم کهاکر سے جو اٹک کے شرقي جانب پهاڑوں میں پهیلي هوئي تهي اتفاق کرکے والي لاهور کو اسبات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے ملک کا کسیقدر حصہ افغانوں کو حوالہ کرے اور اُسکي

† خلاصة الاخبار اور تاریخ طبري میں جنکا حوالہ پرایس صاحب نے اپني کتاب کي جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ سے صفحہ ۴۶۳ تک دیا هے شاہ کابل کي قومیت کي نسبت مختلف رائیں هیں اور اسلیئے کہ شهر ایسي جگهہ واقع هی جهاں پراپامائیسس والے هندوؤں اور افغانوں اور ایرانیوں اور تاتاریوں کي حدیں ملي هوئي هیں تو قوم اُسکي مشتبهہ هوگئي اور افغان هونا اُسکا اسلیئے غالب نهیں کہ افغانوں کے قبض و تصرف میں کابل کبهي نهیں رها اور جب کہ کوئي دلیل اپنے هاتهہ نہ آئي تو اُسکے ملک کي زمانہ حال کي آبادي اور فردوسي کے اس بیان سے جو تاریخ غزني میں مندرج هی کہ کابل کا بادشاہ ایرانیوں کا اکثر معرکوں میں مددگار رها یهہ کهہ سکتے هیں کہ وہ بادشاہ بهي ایراني تها

رچکہہ بستے هیں *

یہہ بات بخوبي ثابت نہیں کہ جب غور کے پہاڑوں میں کون لوگ بستے تھے مگر اُنمان اُنکو سمجھنا قریں قیاس هی اور منجملہ غور کے پہاڑوں کے جو پہاڑ هندوکش کے سلسلہ میں مشرق کي طرف اٹک تک پہیلے هوئے تھے غالباً اُمیں پراپامائیسس والے هندوؤں کي آل و اولاد آباد تھي *

اگر آج کل کي آبادي پر هم قیاس کریں تو کوہ مکران اور کوہ سلیمان اور دریاے اٹک کے میدانوں میں جات لوگ بستے تھے اور پہاروں کے مغربي طرف اُوپر کے ملکوں میں ایراني لوگ آباد هونگے *

سنہ ۴۴ هجري میں اس خورد سر ملک پر حملہ هوا اور مرو سے کابل تک عرب والے کہس گئے اور بارہ هزار کافروں کو مسلمان کیا † *

ظن غالب یہہ هی کہ اگر والي کابل کو بالکل مطیع و محکوم نکیا هوگا تو باجگذار اپنا بلا شبہہ کیا هوگا اسلیئے کہ یہہ مورخوں نے بیاں کیا هے کہ اُسکي سرتابي کي بدولت سنہ ۶۲ هجري میں اُسپر دوبارہ لشکرکشي هوئي ‡ *

حسب اتفاق ایک آفت ناگہاني میں یہاں عرب والے مبتلا هوئے کہ وہ ایک اوکہي گہاٹی میں گھر گئے اور کام ناکام اُنکو اطاعت کرني پڑي اور بہت مال اسباب دیکر قید سے رہا هوئے کہتے هیں کہ اس لڑائي میں ایک صحابي تھے کہ اُنہوں نے کسي کافر کي کسي طرح سے اطاعت نکي اور کافروں کے مقابلہ میں جان اپني نثار کي § *

مگر انتقام اس ذلت و رسوائي کا حاکم سیستان نے جو اهل عرب میں سے تھا بہت جلد لیا اور یہہ داغ ایک لخت اُسوقت مٹایا گیا کہ سنہ ۸۰ هجري میں عبدالرحمن حاکم خراساں نے بہت فوج سمیت آپ

† سنہ ۶۶۴ ع بِرِگ صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۴

‡ سنہ ۶۹۲ ع ایضاً صفحہ ۵

§ پرایس صاحب کا مقولہ مندرجہ خلاصۃالاخبار جلد ۱ صفحہ ۴۵۴

هوا اور والي ایران جان بچاکر بهاگا اور بحر اکسیس یعني دریاے جیحوں سے پار اوتر گیا *

جب که خلیفه دویم حضرت عمر کا انتقال † هوا تو تمام ایران شرقي هرات تک جو بقدر وسعت زمانه حال کي سلطنت ایران کے تهي عرب کي سلطنت میں ملائي گئي *

سنه ۶۵۰ ع مطابق سنه ۳۰ هجري میں ایک بغاوت کے باعث سے جو ایران میں واقع هوئي تهي ایران کے نکالی هوئے بادشاه کو بخت آزمائي کي هوس دامنگیر هوئي مگر وه کامیاب نهوا بلکه انجام اُسکا یهه هوا که بحر اکسیس کے متصل مارا گیا اور عرب کي وه حد شمالي دریاے مذکور تک برهه گئي که اُسمیں بلخ اور کوه هندوکش کے سلسله کے تمام شمالي ملک داخل هوگئے اور حد شرقي وه ناهموار تکڑا تها جو هندوکش کے سلسله سے سمندر تک جنوباً شمالاً پهیلا تها اور ایران کے جنگل سے دریاے اتک تک شرقاً غرباً پهیلا هوا تها اور یهه مشرقي حد سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں قایم هوئي *

وه تکڑا ملک کا جو هندوکش کي شاخوں میں شامل هی اور آج اُسمیں اماق اور هزاري لوگ آباد هیں اُن دنوں شمالي حصه اُسکا غور کے پهاڑوں کے نام سے شهرهآفاق تها اور معلوم هوتا هی که بیچ کا حصه اُسکا کوه سلیمان کے سلسله میں شامل تها اور جنوبي حصه اُسکا مکران کے نام سے مشهور و معروف تها *

کوه مکران اور سمندر کے درمیان ایک تنگ تکرا ریگستان کا هی اور اس قسم کے خطه کے علاوه جو غزني کے متصل مغرب کي جانب کوه سلیمان اور کوه غور میں حد فاصل واقع هوا بهت سے بلند میدانوں کو کوه سلیمان کا سلسله محیط هی *

جس زمانه میں که مسلمانوں نے حمله کیا تو اُن دنوں کوه مکران میں بلوچ اور کوه سلیمان میں افغان اباد تهے جو آج تک اپني اپني

† سنه ۶۴۴ ع مطابق سنه ۲۳ هجري

امداد و اعانت حاصل هوئي هوگي جسقدر که هتیاروں سے تائید اُنکي هوئي هوگي اور ایرانیوں کا مذهب بهي ایسا هي پورا پورا بدل گیا جیسا که اُنکا تمام ملک فتح هوگیا اور پچهلے وقتوں میں عرب والوں کا دین ایران کي مانند ایسي بڑي بڑي قوموں میں پهیلا که وہ کسي طور اُنکے قابو کي نه تهیں † *

محمد نے شام کي جانب سے روم کي سلطنت پر چڑهائي کي اور بعد اُنکي وفات کے چهه برس کے اندر اندر سنه ۶۳۸ ع میں اُنکے خلیفوں نے روم اور مصر کو تحت حکومت کیا اور بعد اسکے افریقه سنه ۶۴۷ ع سے سنه ۷۰۹ ع تک اور اسپین سنه ۷۱۳ ع میں جو رومیوں کے قبض و تصرف میں‌تها فتح هوا یهاں تک که ملسمانوں نے بعد اُنکي وفات کے سو برس کے اندر اندر ملک فرانس کے قلب ‡ تک اپني‌حکومت کو پهنچایا *

ایران کي فتح کا بیان

جنوب اور مغرب میں جو بڑے بڑے معاملے اور بڑي بڑي مهمیں اُنکو در پیش تهیں انکے پیش آنے سے انکے مشرقي کار و بار میں کسي طرح کا خلل نپڑا چنانچه سنه ۶۳۲ ع میں اعروں نے ایران پر حمله کیا اور تمام ایراني فوجوں کو قادسیه کي ایک بڑي کڑي لڑائي میں جو سنه ۶۳۶ ع میں واقع هوئي تهي خراب اور پریشان کیا یهاں تک که جب بعد اسکے اور دو لڑائیاں § هوئیں تو تمام ایران کي‌سلطنت پر تسلط حاصل

† اس بیان سے خاص کر تاتاري قومیں مراد هیں لیکن ایسے ملکوں‌میں اسلام کے پهیلنے کا جهاں اهل اسلام کو هتیار کرنے کي نوبت نه پهونچي ملایا اور ایشیا کے جزیرے بهي ثبوت هیں

‡ سنه ۷۳۲ ع میں چارلس مارٹل کے هاتهوں پائٹائیرز اور ٹورز میں مسلمانوں کو شکست هوئي ۔

§ ایک وہ لڑائي جو سنه ۶۳۷ ع میں جلاله پر اور دوسري وہ جو سنه ۶۴۲ ع میں نهاوند پر واقع هوئي

اِسلیئے اهل عرب جو یکایک عموماً مسلمان هوگئے سو وہ کچهه چنداں جبر واکراهي سے نہیں هوئے بلکه رضا و رغبت سے هوئے اور جب که مذهب کا جوش اُنکي طبیعت میں بڑے زور و شور سے برانگیخته هوا تو بالطبع اُنکا هر خیال و فکر صرف اِس ایک مقصد کي جانب مایل هوا که اب اعلاے کلمة الله کے لیئے یا تو کافروں پر فتح حاصل کرنا یا اُسکي وحدانیت اور جلشانه کے دعوی میں مرجانا هر مسلمان کي خواهش دلي هوني چاهیئے اور جبکه اختیار اور حکومت اور لوت اور غنیمت کا ذوق و شوق اور شان و شوکت حاصل کرنیکا فخر بلکه بہشت نصیب هونے کي آرزو اور امید اُنکے دلوں میں پیدا هوئي تو اِن سب باتوں سے اُس جذبۂ غیر محدود کو که فتح کرنا یا مرجانا بے انتها مدد اور ترقي هوئي *

پاس پڑوس کے ملکوں کے دیني اور ملکي حال ایسے تهے که بحسب اُنکے اُن دلاوروں کو کامیابي کي اُمید غالب هوئي جنکي طبیعتوں میں دین کي حرارت حد سے زیادہ تهي *

رومیوں کي شاهنشاهي کا وحشیوں نے حال پریشان کرکے اُسکے انتظام اور هیئت مجموعي کو توڑ پهوڑ ڈالا تها اور بہت سي خرابیوں کي بدولت اور اُن فرقوں کے بحث و تکرار سے جو عیسائي مذهب میں هوگئے تهے عیسائي دین کي صورت بهی بگڑي هوئي تهي اور ایران کي بادشاهت بهي زوال کے قریب تهي اور وہ مذهب باطل جو اُسمیں رایج تها اُسکے ضعف و زوال کي یهه صورت تهي که کسي مخالف کے چهیڑنے کا محتاج تها غرضکه وہ بهي معدوم هونے پر آمادہ تها † یهاں تک که عرب والوں کو ایران میں کامیاب هونے کے لیئے اُنکے ضعف مذهب سے کم سے کم اُسیقدر

† وہ نفساني زور و ترت جو مزدک نامي ایک جهوٹے پیغمبر نے ایران کے بادشاهوں یعني کیقباد اور وهانکي رعایا پر حاصل کي اور اُنکو غلام اپنا بنایا تو اُس سے یهه دریافت هوتا هی که محمد کي ولادت سے تهوڑے روز پهلے ایرانیوں کے مذهب کاکیا حال تها

کہ مجرم کا اظہار ہونے اور اُسپر فتوی ملنے سے پہلے اُس سے انتقام نہ لیا جاوے اُنکے ہموطنوں کے بے لگام جذبوں کے روکنے کے واسطے جنکو اُسکی خانہ جنگیاں کرنے سے خون کی چاٹ لگ گئی تھی بڑی جرات اور نہایت عمدگی کا کام تھا *

مورخ اِسبات پر متفق ہیں کہ اِس ارادے سے اُنکو غرض اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کی تھی اور یہی باعث اُسکا اُوالعزمی تھی شاید یہہ بات ایسے ہی ہو مگر جو ارادے کہ اُنہوں نے اِبتداء میں کیئے شاید وہ اِس غرض سے نہیں کیئے کیونکہ یہہ اصلی ارادہ اُنکا کہ بت پرست عربوں کو خداوند حقیقی کے علم سے واقف کریں حقیقت میں بہت اچھا اور قابل تعریف تھا اور ایک عالم متوفی نے جو یہہ بات کہی کہ عرب میں جو محمد نے بجاے بت پرستی کے ایسا ہی خراب مذہب قائم کیا جیسا کہ بت پرستی تھی میں اُس سے متفق نہیں ہوں بلا شبہہ محمد بخوبی اِسبات کی صداقت کا اپنے دل سے یقین رکھتے تھے کہ خدا واحد ہی جو اُنکا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور خاصکر جسکے پھیلانے میں اُنکو توجہہ تھی باقی تمام مسئلہ اور احکام ایسے نہ تھے جنکو اپنے سے سوچ سمجھکر قائم کیا ہو بلکہ باعث اُنکا اتفاق اور ضرورت وقت تھی

مذہب کے رواج سے اُنکی کچھہ ہی غرض ہو مگر جس کام کا اُنہوں نے ارادہ کیا تھا اُسکے پورا کرنے کے واسطے جو لیاقتیں درکار تھیں وہ بلا شبہہ اُنکی ذات میں موجود تھیں مسلمان مورخوں نے اُنکی بہت سی تعریف کی ہی اور اُنکے مذہبی اور اخلاقی خوبیوں کی مثل خدا پرستی اور راست گوئی اور عدل گستری اور فیاضی اور رحیمی اور انکساری اور پرہیزگاری خاصکر فیاضی جسمیں وہ بہت مشہور تھے بیان کیا ہی کہ اُنکے گھر میں روپیہ بہت کم رہتا تھا صرف بقدر ضرورت اپنے پاس رکھتے تھے اور اکثر اپنے کھانے پینے میں سے بچاکر غریبوں کی حاجت روائی کرتے تھے آخر سال پر اُنکے پاس کچھہ باقی نہیں رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہی کہ خدا نے زمین کے خزانہ کی کنجیاں اُنکے روبرو پیش کیں مگر اُنہوں نے منظور نکیا اگرچہ مسلمان مورخوں کی تعریفوں میں طرفداری اور روداری کا شبہہ کرنا زیبا ہی تاہم میری راے میں اِن تعریفوں سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ جبکہ ایک اہل عرب یعنی محمد کی تعریف اِسقدر کی ہی جسنے بت پرستی میں تعلیم پائی تھی اور اپنے مذہب سے محض ناواقف تھا تو کم سے کم اخلاق اُنکے متوسط درجہ کے البتہ اچھے ہونگے اور ہرگز ایسے کج خلق اور بدکردار نہونگے جیسا کہ اُنکو ہمیشہ انگریز بیان کرتے ہیں

ترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲۸ و ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ ع

سے هي هو مگر جس سختي اور ظلم کے ساتهه اُس مسئلہ کا وعظ ر تعليم لوگوں کو کي گئي اور اُسکے باعث جو تعصب اور خونریزي سانوں میں هوئي اُسکے لحاظ سے اُس مسئلہ کے موجد کو اِنسانوں کے ہایت بڑے دشمنوں میں شمار کرنا چاهیئے *

مدینہ کو هجرت کرنے کے وقت محمد نے اپنے مذهب کے معاملہ کي ائید میں زور و جبر کو کام میں لانا جایز نهیں تهرایا تها مگر اب بیان یا کہ خدا تعالی نے بذریعہ هتیاروں کے پناہ لینے کي مجهے اجازت دي هی اور تهوڑے هي عرصہ کے بعد یہہ بهي مشهور کیا کہ مجهکو خدا تعالی نے یہہ بهي اجازت دي هی کہ تم لوگوں یعني اهل عرب سے کافروں کے مسلمان کرنے یا غارت کر دینے کا کام لوں معلوم هوتا هی کہ اِس نئي طبیعت سے جو اُنکے دل میں پیدا هوئي اهل عرب کي طبیعتیں زیادہ تر موافق آئیں کیونکہ اُنکے پهلي مهم میں اُنکے اصحاب صرف نو تهے مگر اُنکي وفات سے پهلے جو اُنکي نبوت کے تئیسویں برس † اور هجرت کے دسویں برس میں واقع هوئي اُنهوں نے تمام ملک عرب کو اپنا محکوم و مطیع کرلیا تها اور قدیم رومي سلطنت کے ملکوں پر حملہ کرنا شروع کردیا تها *

لوگوں میں اُنکي قدر و منزلت صرف اُنکي طبیعت کے جنگجو اور لڑاکا هونے هي سے نہ تهي بلکہ جیسے وہ بڑے فتحمند تهے ویسے هي بري باتوں کے دور کرنے میں بهي نام آور تهے اُنکے مروجہ مذهب کي بنیاد عهد عتیق کے عمدہ الهیات پر تهي اور اُنکا اخلاق گو اِس زمانہ کے عیسائیوں کو کیسا هي معلوم هوتا هو مگر اُس زمانہ کے طور طریق سے جو عرب میں جاري تها بهت ‡ زیادہ عمدہ اور چوکها تها اور اُنکا یہہ قانون بهي

---

† یعني سنہ ۷۳۲ ع میں

‡ جارج سیل صاحب ترجمہ قران کے دیباچہ میں اِس امر کي نسبت یہہ لکهتے هیں کہ اسلام کے رواج دینے سے یا تو اُنکي یہہ غرض تهي کہ آپ کو اپنے ملک کا اُسکے ذریعہ سے حاکم بناویں یا صرف دیني حرارت اُسکا باعث تهي تمام عیسائي

اُنہوں نے لوگوں کے ہاتھہ سے ہر طرح کے † ظلم اور رنج اوٹھائے اگر اُنکے مذہب
کي بتدریج ترقي پاتے اور اُنکے چچا اور مربي ابوطالب کے مر جانے کے سبب
سے مکہ والے اُنکے قتل پر راغب نہوتے تو وہ ایک گمنام گرمجوش دیندار
کیطرح مرجاتے مگر اس آفت اور بے کسي کے وقت میں اُنہوں نے مدینہ
کو ہجرت کي اور ارادہ کیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کریں اور جو شفقت
اور نرمي اُنکے وعظ میں اتنک پائي جاتي تھي اُسکو اُنہوں نے اُوٹھا رکھا
اور جو شہرت کہ اُنہوں نے مذہب کے پھیلانے میں گرم جوشي ظاہر کرنے
اور ظلم اور سختي سہنے سے حاصل کي تھي اُس سے زیادہ اب لشکر کي
سرداري اور سپاہیانہ دلاوري اور دانائي ظاہر کرنے سے پیدا کي *

معلوم ہوتا هی کہ محمد ابتدا میں اپنے وعظ میں صادق اور صاف
دل تھے اور اگرچہ بعد ازاں لوگوں کے مقابلہ سے طیش کہا کر اُنہوں نے
اپنے دعوؤں کي تائید فریب سے کرني چاہي اور رفتہ رفتہ مکر اور دہوکہ
بازي کے عادي ہوگئے لیکن غالب یہہ هی کہ جو ابر خود رفتگي اور حرارت
ابتدا سے اُنکي طبیعت میں تھي اُسکا اثر اُنکے کاموں اور فعلوں میں کسي
قدر اخیر وقت تک باقي رہا *

گو اُنکي گرمجوشي کي اصل کچھہ هي هو اور اُنکے مسئلہ کي خوبي

روز کہ خداے تعالی خواست کہ پیغمبر را وحي فرستاد و آں روز در شنبہ بود هیزدهم
از ماہ رمضان و دیگر روایت آنست کہ دوازدهم ماہ ربیع‌الاول بود و پیغامبر صلی اللہ
علیہ و سلم در دوازدهم ماہ ربیع‌الاول از مادر بزاد و هم دریں روز فروے وحي آمد و
هم دریں روز از دنیا مفارقت کرد پس‌دریں روز در شنبہ خداے تعالی جبریل را بفرستاد
و پیغمبر مردش کہ خویشتن را بدونماے و تواں بوے فرستاد جبریل بیامد و پیغمبر رابرکوہ
حرا یافت و تنہا خویشتن را بدو نمود و گفت درود بر تو یا محمد پیغامبر خداے
پیغامبر بترسید و بر پاے خاست و پنداشت کہ دیوانہ شد و بر سر کوہ آمد تا خویشتن
را فرو افگند و خود را بکشد

† محمد کو لوگ گالیاں دیتے تھے اور اُنپر تھوک دیتے تھے اور خاک ڈالدیتے
تھے اور اُنکا عمامہ اُنکي گردن میں باندھکر معبد سے اُنکو باہر کھینچ لاتے تھے مگر وہ
کچھہ نکہتے تھے (کرنل کینیڈي صاحب کي کتاب علمي حالات بمبئي جلد ۳ صفحہ ۴۲۹)

بحال کرنیکا کام سپرد † کیا هی خود یقین کیا اور اپني بي بي اور اپنے خاندان کے چند لوگوں پر ظاهر کیا اُنکي طبیعت کي نوبت دیوانگي اور از خود رفتگي پر پهونچي تهي اُسوقت میں اُنکي عمر چالیس برسکي تهي اور تین چار برس بعد اُنہوں نے اسبات کو علانیه شہرت کے ساتھ کہا کہ مجھکو خدا تعالی نے اپنا پیغمبر کیا هی اور دس برس آینده تک

† دیکھو کرنیل کنیڈي صاحب کي تحریر جسکا حواله ابهي دیا گیا هی تاریخ طبري تیسري صدي هجري میں یعني سنه ۸۰۰ و سنه ۹۰۰ ع میں تصنیف هوئي هی اِسي تاریخ سے مذهب اسلام کي ترقي کے نہایت قدیم زمانه کا حال اهل یورپ کو معلوم هوتا هی اُسمیں جو کچھ بیان محمد کي طبیعت کے پراگنده هونے اور توهمات میں پڑنے اور آخر کار عقل میں فتور آنیکا لکھا هی وه صحیح اور قرین قیاس معلوم هوتا هی

تاریخ طبري میں بہت سي بے اصل کہانیاں اور جهوٹے قصه مندرج هیں اور اسي لیئے اکثر حالات مندرجه اُسکے مسلمانوں کے نزدیک معتبر نہیں هیں بهر حال ترجمه فارسي تاریخ طبري جو سوسئیٹي کے کتب خانه میں موجود هی اُس سے عبارت مندرجه ذیل جسکا اشاره اِس کتاب کے مصنف نے کیا هی نقل کیجاتي هی

و چوں پیغامبر علیه السلام آن سال مجاور نشستن سپري کرد و از کوه فرود آمد سوئے خدیجه شد و اورا گفت ترسم که دیوانه شوم خدیجه گفت چرا گفت زیرا کہ برخود علامت دیوانگي می بینم که چوں بروز میروم آواز از سنگ و کوه می شنوم و بشب چیزے بزرگ می بینم که خویشتن را بمن آشکارا میکند و از دور خویشتن مرا مینماید که سرش در آسمان است و پایش در زمین و ندانم که آن چیست و نزد من می آید و خواهد که مرا بگیرد خدیجه گفت یا محمد اندوه مبر که خدائے تعالی با اینهمه خوبیها که در تست از بت نا پرستیدن و زنا نا کردن و دروغ نا گفتن و امانت گزاردن و داد کردن و بخشایش تو بر مردمان ترا ضائع نکند و دیو را بر تو نگمارد و چوں ازیں نوع چیزے بیني مرا آگاه کن یکروز پیغامبر علیه السلام با خدیجه در خانه نشسته بود گفت یا خدیجه آن شخص که مرا نمودے می بینمش خدیجه نزد پیغامبر آمد و اورا بر کنار نشاند و گفت اکنوں هم می بیني گفت می بینم خدیجه موے خویش برهنه کرد گفت اکنوں هم می بیني گفتا نه گفت مژده باد ترا که نه دیو است بلکه فرشته است اگر دیو بودے از سر برهنه من پنهان نه گشتے پس پیغامبر صلی الله علیه و سلم بخانه اندر دل تنگ شدے و هر روز بکوه حرا بر شدے و همي گشتے و شب بخانه آمدے روے ترش و دل تافته خدیجه ازاں حدیث سخت دل تافته بود تا آنکه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غرضکه وہ ایسي قوم تهي جسمیں سے وہ پیغمبر باطل پیدا هوئے جنکے مسائل کا دخل اور اثر ایک مدت سے نہایت قوت کے ساتهہ تمام اِنسانوں کے ایک بہت بڑے حصه کي طبیعتوں پر موجود هی *

اگرچه محمد قوم قریش کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا هوئے مگر معلوم هوتا هی که وہ اپني جواني کے زمانه میں مفلس تهے اور یهه بهي کہا گیا هی که وہ اپنے چچا کے قافله تجارت کے ساتهہ کئي بڑے بڑے دور و دراز سفروں میں گئے تهے اور بسبب اِسکے که تمام اهل عرب کے اطوار یکساں اور نہایت سادہ تهے ایسے سفروں میں دولتمند لوگ بهي جفا کش هوجاتے تهے *

چونکه اُنهوں نے ایک دولتمند بي بي (یعني خدیجه) سے نکاح کرلیا تو بہت جلد فارغ البالي حاصل هوئي اور اُن کاموں میں جنپر اُن کي طبیعت بہت راغب تهي مصروف هونیکا موقع اور فرصت ملي *

اس زمانه میں عرب کے بہت سے لوگ بت پرست اور ستارہ پرست تهے اور اُنکے اخلاق اور اطوار پر شریعت اور مذهب کي بندش بہت هي تهوڑي تهي البته یہودیوں اور عیسائیوں کي چند قوموں کے عرب میں جا بسنے سے اهل عرب میں بهي مذهب اور خصلت کي نسبت عمدہ عمدہ خیالات شایع هوگئے تهے اور کہتے هیں که وہ بت پرست عرب بهي ایک خداے قادر مطلق کو جسکے نیچے اور جس سے کم تر اور دیوتا بهي ٹهراتے تهے مانتے تهے مگر ایسي رائے اور سمجهه کا اثر بہت تهوڑے لوگوں پر هوا تها اور محمد کے مسائل نے جو آهسته آهسته ترقي پائي اُس سے بخوبي ثابت هوتا هی که وہ مسائل اُس زمانه کے لوگوں کے عقائد کے مطابق نه تهے *

ملک عرب ایک خشک ملک هی اور وهاں قدرتي زر خیزي یعني درخت اور سبزہ اور دریا وغیرہ بہت کم بلکه بالکل نہیں اِس لیئے اهل عرب کي طبیعت کا یهه مقتضا هی که وہ ایسي ایسي باتوں اور

مسلمانوں کي تاریخ

پانچواں حصه

هندوستان میں عرب والوں کي فتوحات سے مسلمانوں کي حکومت کے قیام تک

پہلا باب

اهل عرب کي فتوحات کے بیان میں

اِسلام کي ترقي کا بیان

جن وحشي لوگوں نے که هندوستان کي سرحد سے حملے کیئے اُنکا
اُثر اب تک هندوستان میں کچھه ظاهر نهیں هوا تها اور اگر کاش ایسے
لوگوں کے مزاجوں میں جو هندوؤں کي مانند اَبتک اور قوموں سے الگ
تهلگ پڑے تهے ایک نئي طرح کا شعله نه بهڑکتا تو شاید هندو لوگ ایک
مدت تک اوپري لوگوں کے گهسنے سے بے کهٹکے رهتے *

عرب کے لوگ اپني مفلسي کے باعث سے اور لوگوں کے حملوں سے
محفوظ تهے اور یهي باعث تها که وہ لوگ آپس میں متفق هوکر ایسي
جد و جهد اور دلاوري و بهادري پر کمر نه باندهتے تهے که اُسکي بدولت
بیگانه ملکوں پر لشکر کشي کریں *

ملک عرب کي یهه صورت تهي که پهاڑوں اور ریتے کي کثرت سے سمندر
کے کناروں یا جزیروں کي مانند اُسمیں کوئي کوئي تکڑا زمین کا زراعت
اور آبادي کے قابل تها *

صفحہ	مضمون
	[illegible] کا بیان
١٢٨٦	[illegible] ریاست کا بیان جسکو [illegible] کے [illegible]
١٢٩٧	[illegible] سلطنت کا بیان جسکا بانی ملک راجہ [illegible] تھا
١٣٠٠	[illegible] ریاست کا بیان
١٣٠١	[illegible] سلطنت کا بیان
١٣٠٢	[illegible] سلطنت کا بیان
١٣٠٣	[illegible] ریاست کا بیان
١٣٠٣	[illegible] ریاستوں کا بیان
ایضاً	

صفحہ

تیسرا باب

چوتھا باب

منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھ حصوں کے تتمہ کي فہرست

مضمون	صفحه

تیسرا باب

چوتها باب

بارهوان حصه

اورنگ زیب کے جانشینون کا بیان

پهلا باب

محمد شاہ کي تخت نشیني تک

دوسرا باب

نادر شاہ کے واپس جانے تک کے بیان میں

صفحہ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مضمون

تیسرا باب

اکبر کی ملکی تدبیروں کے بیان میں

دسواں حصہ

جہانگیر اور شاہجہان کی سلطنتوں کا بیان

پہلا باب

دوسرا باب

دوسرا باب

هندوستان کے حالات

مضمون | صفحہ

ساتواں حصہ

خاندان تیمور کا بیان

پہلا باب

بابر کی سلطنت کے بیان میں

دوسرا باب

تیسرا باب

مضمون	صفحہ

دوسرا باب

خلجی خاندان کا بیان

مضمون	صفحہ

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

مضمون	صفحہ

چھٹا حصہ

پہلا باب

غلام بادشاہوں کے بیان میں

چوتھا باب

غور و غزنی کے خاندانوں کے دوسرے بادشاہوں کا بیان

خاندان غوری کا بیان

مضمون | صفحه

تیسرا باب

خاندان غزني کا بیان

فہرست

مضامین جلد دوم تاریخ ہندوستان جس میں صرف مسلمانوں کی سلطنت کا بیان ہے

پانچواں حصہ

پہلا باب

صفحہ

دوسرا باب

No. 9.

THE

HISTORY OF INDIA:

THE

Hindu and Mahomedan Periods,

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

تاریخ هندوستان

هندوؤں اور مسلمانوں کی عہد کي ابتدا سے

سنه ۱۷۶۱ع مطابق سنه ۱۱۷۵ هجري تک

مولفه

انریبل مونٹ استورٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئي

معه

تتمون اور حواشي اور نقشه هندوستان کے

جسکو

سیٖن ٹیفک سوسٸیٹي علیگده نے ترجمه کرکر

مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED AT THE HONORARY SECRETARY SYUD AHMUD'S PRIVATE PRESS.

1867.